# جلد پنجم

# اقبال نامۂ اکبری

اس جلد مین ابو المظفر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی کا بیان اول سے آخر تک ۱۰۰ صفحون مین لکھا ہے۔ اکبر نامہ اور آئین اکبری اور طبقات اکبری اور منتخبات التواریخ سے زیادہ تر حالات نقل کئے گئے ہیں اوسکی مذہبی تحقیقات مین دبستان المذاہب کی مدد لی گئی ہے منتخب اللباب خافی خان سے کچھ مضامین نقل ہوئے ہیں۔ اس بادشاہ کے امرا کا حال مآثر الامرا سے زیادہ تر لکھا ہے بہت کم ایسی فارسی تاریخیں ہونگی جنکی ورق گردانی اس بادشاہ کے حال کے دریافت کرنے میں نہ کی گئی ہوگی۔ انگریزی تاریخون میں جو کچھ اوسکی بنست لکھا گیا ہے اکثر اوسکو نقل کیا ہے۔ اس بادشاہ کے حالات اور واقعات کو ہمنے مکرر سن و تاریخ کی قید کے سبب سے نہیں کیا ہے بلکہ ہر ایک واقعہ کا مسلسل بیان کیا ہے خواہ وہ کسی سنہ مین شروع اور کسی سنہ مین ختم ہو۔ اکثر ہم نے سنہ ہجری کو اوپر اور سنہ جلوس کو نیچے لکھا ہے اور سنہ عیسوی کو اکثر نہیں لکھا اسلئے ہم نے سنہ الٰہی و ہجری و سنہ عیسوی کی فہرست نیچے لکھی ہے جس سے ایک سنہ کے معلوم ہونے سے دوسرا سنہ معلوم ہو جائیگا +

| سال الٰہی | سنہ ہجری | سنہ عیسوی | سال الٰہی | سنہ ہجری | سنہ عیسوی |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | ۲۸ ربیع الاول ۹۶۳ھ | ۱۰ یا ۱۱ مارچ ۱۵۵۶ء | ۲ | ۹ جمادی الاول ۹۶۴ھ | ۱۰ یا ۱۱ مارچ ۱۵۵۷ء |
| ۳ | ۲ جمادی الاول ۹۶۵ھ | ،، ۱۵۵۸ء | ۴ | ۲۰ جمادی الآخر ۹۶۶ھ | ،، ۱۵۵۹ء |
| ۵ | ۲۲ جمادی الآخر ۹۶۷ھ | ،، ۱۵۶۰ء | ۶ | ۲۴ ،، ،، ۹۶۸ھ | ،، ۱۵۶۱ء |
| ۷ | ۵ رجب ۹۶۹ھ | ،، ۱۵۶۲ء | ۸ | ۱۵ رجب ۹۷۰ھ | ،، ۱۵۶۳ء |
| ۹ | ۲۶ ،، ۹۷۱ھ | ،، ۱۵۶۴ء | ۱۰ | ۸ شعبان ۹۷۲ھ | ،، ۱۵۶۴ء |
| ۱۱ | ۱۸ شعبان ۹۷۳ھ | ،، ۱۵۶۶ء | ۱۲ | ۲۹ ،، ،، ۹۷۴ھ | ،، ۱۵۶۷ء |

# فہرست مضامین اقبالنامہ اکبری

| سنہ الہی | سنہ ہجری | سنہ عیسوی | سنہ الہی | سنہ ہجری | سنہ عیسوی |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱۳ | ۱۷ رمضان ۹۷۵ھ | ۱۰یا۱۱ مارچ ۱۵۶۸ء | ۱۴ | ۲۲ رمضان ۹۷۶ھ | ۱۰یا۱۱ مارچ ۱۵۶۹ء |
| ۱۵ | ۲ شوال ۹۷۷ھ | 〃 ۱۵۷۰ء | ۱۶ | ۱۴ شوال ۹۷۸ھ | 〃 ۱۵۷۱ء |
| ۱۷ | ۱۴ 〃 ۹۷۹ھ | 〃 ۱۵۷۲ء | ۱۸ | ۶ ذوالقعدہ ۹۸۰ھ | 〃 ۱۵۷۳ء |
| ۱۹ | ۱۷ 〃 ۹۸۱ھ | 〃 ۱۵۷۴ء | ۲۰ | ۲۷ 〃 ۹۸۲ھ | 〃 ۱۵۷۵ء |
| ۲۱ | ۹ ذی الحجہ ۹۸۳ھ | 〃 ۱۵۷۶ء | ۲۲ | ۲۰ ذی الحجہ ۹۸۴ھ | 〃 ۱۵۷۷ء |
| ۲۳ | ۲ محرم ۹۸۶ھ | 〃 ۱۵۷۸ء | ۲۴ | ۱۲ محرم ۹۸۷ھ | 〃 ۱۵۷۹ء |
| ۲۵ | ۱۳ 〃 ۹۸۸ھ | 〃 ۱۵۸۰ء | ۲۶ | ۵ صفر ۹۸۹ھ | 〃 ۱۵۸۱ء |
| ۲۷ | ۱۵ صفر ۹۹۰ھ | 〃 ۱۵۸۲ء | ۲۸ | ۲۸ صفر ۹۹۱ھ | 〃 ۱۵۸۳ء |
| ۲۹ | ۸ ربیع الاول ۹۹۲ھ | 〃 ۱۵۸۴ء | ۳۰ | ۹ ربیع الاول ۹۹۳ھ | 〃 ۱۵۸۵ء |
| ۳۱ | ۱۹ 〃 ۹۹۴ھ | 〃 ۱۵۸۶ء | ۳۲ | ۱۱ ربیع الثانی ۹۹۵ھ | 〃 ۱۵۸۷ء |
| ۳۳ | ۱۱ ربیع الثانی ۹۹۶ھ | 〃 ۱۵۸۸ء | ۳۴ | ۴ جمادی الاول ۹۹۷ھ | 〃 ۱۵۸۹ء |
| ۳۵ | ۱۴ جمادی الاول ۹۹۸ھ | 〃 ۱۵۹۰ء | ۳۶ | ۲۴ 〃 ۹۹۹ھ | 〃 ۱۵۹۱ء |
| ۳۷ | ۵ جمادی الاخری ۱۰۰۰ھ | 〃 ۱۵۹۲ء | ۳۸ | ۱۷ جمادی الاخری ۱۰۰۱ھ | 〃 ۱۵۹۳ء |
| ۳۹ | ۲۸ 〃 ۱۰۰۲ھ | 〃 ۱۵۹۴ء | ۴۰ | ۹ رجب ۱۰۰۳ھ | 〃 ۱۵۹۵ء |
| ۴۱ | ۱۰ رجب ۱۰۰۴ھ | 〃 ۱۵۹۶ء | ۴۲ | ۲ شعبان ۱۰۰۵ھ | 〃 ۱۵۹۷ء |
| ۴۳ | ۱۳ شعبان ۱۰۰۶ھ | 〃 ۱۵۹۸ء | ۴۴ | ۲۳ شعبان ۱۰۰۷ھ | 〃 ۱۵۹۹ء |
| ۴۵ | ۱۴ رمضان ۱۰۰۸ھ | 〃 ۱۶۰۰ء | ۴۶ | ۱۵ رمضان ۱۰۰۹ھ | 〃 ۱۶۰۱ء |
| ۴۷ | ۲۶ 〃 ۱۰۱۰ھ | 〃 ۱۶۰۲ء | ۴۸ | ۶ شوال ۱۰۱۱ھ | 〃 ۱۶۰۳ء |
| ۴۹ | ۱۷ شوال ۱۰۱۲ھ | 〃 ۱۶۰۴ء | ۵۰ | ۲۸ 〃 ۱۰۱۳ھ | 〃 ۱۶۰۵ء |

## بادشاہ اور بیرام خان کی باہم ناراضی کا علانیہ اظہار و بادشاہ کی خودمختاری کا اشتہار ۵ جلوس ۹۶۷ھ ۱۵۶۰ء - ۴۱ -



## بیرام خان اور شاہ کی رنجشون کے درمیان جو واقعات پیش آئے - ۶۴ -

قلعہ اٹک بنارس کی تعمیر ۹۸۹ھ - ۱۳۹ -

## کابل کے واقعات - ۱۳۹ -

بادشاہ کا ایلغار کر کے کابل جانا ۹۸۹ھ - ۱۳۹ - سلطان مرزا کا فتح پانا اور مرزا حکیم کا شکست پانا - ۱۴۰ - مرزا حکیم کا گناہ بخشا جانا ۹۸۹ھ - ۱۴۴ - مرزا محمد حکیم کی وفات ۹۹۳ھ - ۱۴۵ - مرزا کے بیٹوں کا بادشاہ پاس آنا ۹۹۳ھ - ۱۴۶ -

ہندوستان و کابلستان کے تعلقات -

## واقعات متفرقہ جو ۹۶۹ھ سے ۹۷۵ھ یعنے چھ سال جلوسی مین واقع ہوئے - ۱۴۷ -

شاہ ایران کا خط ۹۶۹ھ - ۱۴۷ - بادشاہ کا اجمیر جانا ۹۶۹ھ - ۱۴۸ - مرزا شرف الدین حسین اور راجہ بہاری مل کے معاملات اور بادشاہ کا راجہ کی لڑکی سے بیاہ کرنا ۹۶۹ھ - ۱۴۹ - قلعہ میرٹھ کی فتح ۹۶۹ھ - ۱۵۰ - شمس الدین محمد خان زمان انگہ کا بادشاہ پاس آنا ۹۶۹ھ - ۱۵۱ - ادہم خان کا انگہ خان کو مارنا ۹۶۹ھ - ۱۵۲ - ادہم خان کا مارا جانا اور ماہم انگہ کا مرنا ۹۶۹ھ - ۱۵۲ - منعم خان کا بھاگنا اور پکڑا جانا ۹۷۱ھ - ۱۵۳ -

## بادشاہ کے تیر لگنا اور اور حالات - ۱۵۴ -

بادشاہ کے تیر لگنا ۹۷۱ھ - ۱۵۴ - خواجہ معظم کی بیوی کا قتل ہونا اور دیوانہ ہوکر مرنا ۹۷۱ھ - ۱۵۵ - تھانیسر کے نہان مین گر اور پوری کی لڑائی کا تماشا دیکھنا ۹۷۴ھ - ۱۵۷ - فتح خان کی استمالت کے لئے قلیج خان کا رہتاس بھیجنا ۹۷۲ھ - ۱۵۸ - بادشاہ کا قلیج خان کا دوبارہ فتح خان پاس بھیجنا ۹۷۳ھ - ۱۵۸ - حدود [illegible] مین شیر محمد کی تاخت و تاراج ۹۷۳ھ - ۱۵۹ - تیموری مرزاؤن کا فساد ۹۷۴ھ - ۱۶۰ - نگر چین بسانا و بنانا ۹۷۱ھ - ۱۶۲ - قلعہ آگرہ کا بنیاد رکھنا - ۱۶۳ - بادشاہ کی خدمت مین غیر ملکونسے سب طرح آدمیونکا آنا - ۱۶۳ - امرا کی بغاوتین ۹۷۲ھ - ۱۶۴ -

## بیگانہ ملکونپر شہنشاہ اکبر کے متوجہ ہونے کا بیان - ۱۶۴ -

## کل معاملات و مہمات کابل جو اس بادشاہ کے عہد سلطنت میں واقع ہوئے - ۱۱۲ -

## امراء بہار و بنگالہ کی سرتابی اور اون کی سزا کے واسطے سپاہ کی روانگی - ۲۵۱ -

## قلعہ چتور کے معاملات - ۱۶۵ -



## قلعہ گجرات اور محمد سلطان کے فرزندونکی بغاوت - ۱۷۸ -



## ابراہیم حسین مرزا کا گرفتار ہونا - ۱۹۳ -

## مہمات و معاملات گجرات - ۳۱۴

## مہمات گجرات کا بیان طبقات اکبری اور کتابون سے گجرات میں خانخانان کے جانے تک - ۳۴۳



## معاملات پرتگیزون کے ساتھ جو گوہ میں ہتے تہے - ۳۵۱



## ہندو مسلمانون کی تاریخیں - ۳۵۳ -

## میوار کی تاریخ - ۳۵۹



## مارواڑ - ۳۸۰ -



## صوبہ اجمیر و راجپوتانہ و رانا اودے پور کے معاملات ۳۸۲

# شمال مشرقی افغانونکے ساتھہ لڑائیان

## شاہزادہ سلیم کی پیدائیش اور اوسکی ناہنجاریان



## انتظام سلطنت اکبری ۶۰۶

## دفتر اول منزل آبادی ۶۱۳

## معاملات بدخشان و توران وخراسان ۵۶۰



## بعض حوادث بدخشان



## معاملات توران ۵۸۱



## شہنشاہ اکبر اور عبداللہ خان والی توران کے درمیان مراسلت اور سفیرونکا آنا جانا ۵۸۳

## فرمان ثبتی



## دفتر سوم ملک آبادی

## دفتر دوم سپاہ آبادی ۶۸۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# اقبال نامۂ اکبری

## اکبر کی تخت نشینی کے وقت ہندوستان کی کیا حالت تھی

چونکہ مسلمانون کی سلطنت ہند کا زمانہ اکبر کے عہد دولت سے ایک وراہی طور کا شروع ہوتا ہے اور اس سلطنت کے تعلقات اور سلطنتون کے ساتھ بدلتے ہین اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو وقت کہ یہ شہنشاہ اکبر تخت پر بیٹھا اُس وقت کا حال بتلائین کہ ہندوستان مین کیا ہو رہا تھا۔ اس شہنشاہ کے وقت سے یہ کہنا درست ہے کہ مسلمانون کی سلطنت ہندوستان مین ہوئی ورنہ پہلی سلطنتون کو دہلی کی سلطنت کہنا درست ہے جسمین ممالک مفصلہ ذیل داخل تھے وہ ملک جسکو ۱۸۵۶ء مین ممالک مغربی و شمالی کہتے تھے۔ بنگال پریسیڈنسی کا وہ حصہ جسکو مغربی بہار اب کہتے ہین۔ ممالک متوسطہ کے بعض اضلاع۔ راجپوتانہ کے بعض اضلاع پنجاب۔ سلاطین تغلق کچھ عرصہ تک یہ دعویٰ کر سکتے ہین کہ وہ بنگال اور دکن پر بھی فرمان روا تھے۔ مگر شمال سے ہندوستان پر ایسے حملے ہوئے کہ دکن کے ہندو راجاؤن نے اپنے تئین آزاد کر لیا۔ اور دہلی کی سلطنت سے کچھ تعلق نہ رکھا۔ تلنگانہ۔ کرناٹک کے راجہ خود مختار ہو گئے۔ دکن کی تاریخ جلد ششم مین پڑھو گے جس سے تمکو معلوم ہو کہ دکن مین کون کون سی سلطنتین قائم ہوئین ۔

**بڑی مملکت اڑیسہ**۔ ہمیشہ آزاد رہی۔ سلطنت دہلی کی کبھی مطیع نہین ہوئی۔ اس ملک مین بڑے بڑے جنگل تھے۔ اسکا طول گنگا کے دہانہ سے گوداوری کے دہانہ تک پانچسو میل تھا اور اسکا عرض کہین تین سو میل اور کہین چار سو میل تھا۔ مغربی ہندوستان نے بیگانہ حملہ آورون کی اطاعت کو ترک کر دیا تھا اور بعض ریاستین اسمین خود مختار ہو گئین تھین۔ اکبر کی تخت نشینی کے وقت

اور خراج دیتے تھے +

بادشاہ سلطان - شہنشاہ - جو چاہو کہو - وہ فقط اُن امراء کا بادشاہ ہوتا تھا - جنکو وہ اضلاع
اور صوبون کی حکومت سپرد کرتا تھا - یہ امراء اپنے اپنے علاقون مین خود مختار بادشاہ ہوتے تھے - بادشاہ اُن
اضلاع صوبون کے اندرونی انتظام مین دخل نہین دیتا تھا - ہان اُن امراء کو جو نائب السلطنت ہوتے تھے بدلنے کا اختیار
رکھتا تھا - یہ سب صوبے اصل مین نائب السلطنت کی ماتحتی مین آزاد ہوتے تھے - برائے نام بادشاہ کی اطاعت کرتے تھے
انگریزی مورخ لکھتے ہین کہ ہندوستان مین جو ممالک مسلمانون کے زیر حکومت تھے اُن مین سلطنت علی الاتصال نہین تھی بادشاہ
فقط اپنے دربار اور میدان جنگ مین حکمران ہوتا تھا - مگر انکا یہ کہنا بادشاہ کی نسبت درست ہے مسلمانون کی نسبت
صحیح نہین ہے اسلیے کہ وہ تو سلطنت کرتے ہی تھے خواہ بادشاہ کے زیر حکم ہون یا نہ ہون —

ہندوستان کا جو حصہ مسلمانون کے زیر حکومت تھا - اُسکی آبادی مین سات آٹھوین حصے ہندو رہتے تھے اسلیے کہ یہ مسلمانون
کی حکمرانی سے راضی و خوش رہتے تھے وہ جزیہ دیتے تھے - مگر اپنے تمام مراسم مذہبی کے ادا کرنے مین آزاد تھے - کوئی
روک ٹوک انکو اس باب مین نہ تھی - مسلمانون کی گورنمنٹ کے تمام کارخانون مین ہندوؤن کا عنصر بڑا قوی تھا — اکثر
صوبون مین بعض مناصب عہدہ ہائے جلیلہ ایسے تھے کہ وہ عالی نسب ہندوؤن کے ساتھ مخصوص تھے وہ فقط صوبے کے نائب السلطنت کے
ماتحت تھے - لڑائی کے زمانہ مین ہندو اپنے حصہ کے موافق بقدر تعلق مسلمانون کے مدد سپاہ سے کرتے تھے اور میدان
جنگ مین اپنی فوج کو بھیجتے تھے —

ہر صوبے مین ایک مقامی سپاہ رہتی تھی جو صوبے کے حاکم کے زیر فرمان ہوتی جہان اسکی ضرورت سمجھتا وہان
وہ بھیجتا مگر اسکے سوا اسکے ماتحت ایک اور سپاہ ہوتی جو اس مقامی سپاہ سے تعلق نہین رکھتی تھی وہ بادشاہی
سپاہ کہلاتی تھی اور خاص تعداد اسکی ہر صوبے مین رہتی تھی وہ خزانہ شاہی سے تنخواہ پاتی تھی اور کچھ فوج ایسی بھی
بادشاہون کی ہوتی تھی کہ اوسکو گھوڑے اور وردی اور ساز و سامان بادشاہون کی سرکار سے ملتا تھا
مگر زیادہ تر سپاہ ایسی ہوتی تھی کہ وہ اپنے ہتھیار اور گھوڑے اپنے گھر سے لاتی اور چھوٹے بڑے گروہ اپنے سردارون
سمیت آتے - الگ الگ سپاہی نوکر نہین ہوتا تھا —

جب کسی صوبے مین شور و فساد برپا ہوتا تو بادشاہی سپاہ کمک کے لیے بھیجی جاتی تھی اور اس سپاہ کا ایک علیحدہ
افسر ہوتا تھا - اگر یہ سپاہ بہت ہوتی تو اوسکا افسر صوبے کے حاکم کا ہمسر برابر سمجھا جاتا تھا وہ خاص بادشاہ

نہایت مغربی حصص ہند مین مملکت گجرات مین ایک مسلمان افغان بادشاہ آزاد تھا اسکو
ہمایون نے اُسے تاخت و تاراج کیا تھا۔ مگر ہندوستان سے اسکے خارج ہونے کی
بعد پھر یہ ملک آزاد ہوگیا اور پھر کسی نے اسپر دست درازی نہین کی۔ اُس نے خود مالوہ پر
کامیابی کے ساتھ حملہ کیا اور اسمین زیادہ تر حصہ وہ شامل ہوگیا کہ جسکو اب سنٹرل انڈیا (ممالک
متوسطہ ہند) کہتے ہین۔ یہ مملکت اکبر کی تخت نشینی کے وقت آزاد تھی۔ یہی حال خاندیس کا تھا
یہی کیفیت راجپوتانہ کی تھی جسکا مفصل حال لکھتے ہین۔ جہان رانا سنگا کا حال بابر کے عہد دولت
مین بیان ہو چکا ہے۔ رانا کو جو بابر نے شکست دی اسکا بڑا اثر میواڑ پر ہوا۔ اور جب بابر کی اولاد کو
شیرشاہ نے خارج کر دیا تو راجاؤن کو شیرشاہ کی اطاعت کرنی پڑی مگر شیرشاہ کی وفات
کے بعد۔ سلطنت مین جو خرابیان پیدا ہوئین تو پھر ریاست میواڑ آزاد ہوگئی۔ وہ اکبر کی
تخت نشینی کے وقت راجپوتانہ کی بڑی ریاستون مین سے گنی جاتی تھی اور راجپوتانہ کی ریاستونکا
حال یہ تھا کہ جے پور کے راجاؤن نے بابر کی عظمت کو قبول کیا تھا۔ راجہ بہارا نے اپنی سپاہ
سے بابر کی مدد کی تھی۔ شیرشاہ سے شکست پانے سے پہلے ہمایون نے اُسکو خطاب راجہ
امیر کا دیا تھا۔ جب اکبر نے پانی پت کی لڑائی مین فتح پائی تو جے پور مین راجہ بہارا کا بیٹا
بھگوان داس راج کرتا تھا۔ اس زمانہ مین جودھ پور کا راجہ جے پور کے راجہ پر بڑی
فوقیت رکھتا تھا۔ اسکے راجہ مالدیو نے جیسی شیرشاہ کو تکالیف پہنچائین ایسی کسی اور دشمن نے
اُسکو نہین پہنچائین۔ ہم نے پہلے لکھا ہے کہ ہندوستان سے جب ہمایون بھاگا ہے تو راجہ جودھپور
نے اپنے ملک مین اُسے پناہ نہین دی۔ جب شہنشاہ اکبر دہلی مین تخت نشین ہوا ہے تو یہ راجہ
بالکل آزاد تھا اور راجپوتانہ مین سب راجون سے زیادہ عظیم الشان و جلیل القدر سمجھا جاتا تھا
جیسلمیر اور بیکانیر۔ ریگستان کے کنارہ کی ریاستین آزاد تھین۔ راجپوتانہ کی اور چھوٹی چھوٹی ریاستونکا
حال بھی ایسا ہی تھا اور سندھ اور ملتان کا حال بھی راجپوتانہ کا سا تھا۔ میوات گجرات بندیل کھنڈ
کسی حکومت کے تابع نہ تھے لیکن گوالیار۔ اور چھ۔ چندیری۔ نروار۔ بن نا و آگرہ کی قربت کے
سبب بادشاہ کی حالت کے منتظر رہتے تھے اور اسکے موافق کبھی زیادہ کبھی کم اطاعت کرتے تھے

ہو جاتین اگر بادشاہ اپنے ارادے پر اصرار کرتا تھا تو یہ موانع ایسے پیش آتے تھے کہ اوسکو بجز عمل
مین ڈالتے تھے مسلمانون کے ہان شریعت کے موافق رعایا ایسی آزاد ہوتی ہے کہ سوای شریعت کے
احکام کے کسی قسم کی بادشاہ کی پابندی نہین ہوتی اور . . . . . جب تک قانون شریعت
اجازت نہ دے بادشاہ کو کسی رعایا پر کچھ اختیار نہ تھا جس قوم مین کہ ذاتی معاملات مین بادشاہ
مدعی اور مدعا علیہ ہو سکتا ہو اُس مین مشکل ہے کہ کوئی بادشاہ خود مختار شتر بےمہار ہو کہ جو جی مین
آئے وہ کر بیٹھے اور پھر جسکے ساتھ یہ موانع پیش ہون جو اوپر بیان ہوئے۔ جس بادشاہ نے
اپنی خواہشات نفسانی اور ارادون کو بغیر پابندی شریعت ظاہر کیا وہ برباد ہوا۔ مہذب
قومون مین مجلس شوری جسکو کونسل کہتے ہین ہوتی ہے اسکا ہونا مسلمانون کے ہان مذہباً
واجب تھا کہ جو مہم پیش آئے اسمین صلاح و مشورہ سے اہتمام کیا جاے اور اس مین جو بات ٹھہر
جاوے اوسپر عزم مصمم کیا جاوے اور خدا پر توکل کرکے اُسکا آغاز کیا جاوے۔ ہندوستان مین
بادشاہون کے ہان مجالس شوری تھین مگر مستشار ہوشمند کم ہوتے تھے اس لیئے ان مجالس کے نیک نتیجے
ظاہر نہین ہوتے تھے۔ بادشاہ کے ہان ایک وزیر اعظم ہوتا تھا اسکی حسن لیاقت پر اسکی کاربرداری
موقوف ہوتی۔ کبھی کبھی ان وزراء کے اختیارات ایسے بڑھ جاتے تھے کہ بادشاہانہ اختیارات بھی
وہی عمل مین لاتے تھے اور بادشاہ یونہی محل مین پڑا عیش و طرب مین مصروف رہتا تھا۔ ان وزیرون
کی کچہریان جدا جدا ہوتی تھین۔ مگر انکی خدمات کی حدود ٹھیک ٹھیک معین نہ تھین کبھی بادشاہ خود
انکے کام کرنے لگتا تھا۔ بادشاہون کے دربار مین مستغیث خود آتے انکی عرضیان خود بادشاہ پڑھتا
اور تحقیقات حال کرتا جسکے سبب سے اوسکی انصاف و عدالت کا دور دور شہرہ ہوتا تھا اور خود اسکو
بھی اپنی رعایا کا حال طرح طرح کا معلوم ہوتا رہتا تھا۔
مہذب قومون کی طرح مسلمانون کے ہان قانون شریعت کے ماتحت حکومت ہو۔ حکومت کے
ماتحت قانون شریعت نہ تھا انکے ہان قرآن و حدیث کے موافق علم فقہ مدون ہوا ہے جسمین سارے
اصول قوانین پائے جاتے ہین جنپر اس زمانہ مین مہذب قومون کو فخر و ناز ہے اسکی تکمیل [illegible]
اور قاضیون کی تھی۔ اسکا قانون صرف شریعت تھا وہ اس شریعت کے موافق العمل

اپنے کاموں کی جوابدہی کرتا

کبھی کبھی ضرورت کے وقت بادشاہ صوبوں کے حاکموں کے نام فراہمی سپاہ کا فرمان صادر کرتا۔ صوبہ دار اپنے علاقہ کے زمینداروں سے مدد لیتا اور اپنے خاص صوبہ کی سپاہ سے مدد کرتا اور اگر خزانہ میں روپیہ ہوتا تو نئی بھرتی کرتا۔

یورپ کے تمام شائستہ قوموں کا اصول اعظم یہ ہے کہ اول خدا۔ پھر قانون۔ بعد ازاں بادشاہ۔ یہی اصول قدیم سے مسلمانوں کے ہاں چلا آتا ہے کہ اول خدا۔ پھر شریعت (قانون) بعد ازاں بادشاہ یہ اصول مسلمہ ہے جس کے موافق امورات سلطنت کے احکام اور انتظام میں امام۔ خلیفہ۔ سلطان وغیرہ پابند قانون تھا اور وہ خود مختار شتر بے مہار نہ تھا۔ شریعت کا پابند رہنا اوسکے فرائض منصبی میں تھا ہندوستان میں بادشاہوں نے اپنے تئیں مطلق العنان بنایا اور رعایا کی جان و مال و اسباب و آزادی کا خود اپنے تئیں مختار بنایا۔ تمام ملک کی زمین کا اپنے تئیں مالک بنایا۔ محصول و خراج کے گھٹانے بڑھانے اور مقرر اور موقوف کرنے کا اختیار لیا۔ سپاہ کی پرورش اور جنگی اور ملکی منصبداروں و عہدہ داروں کے موقوف و بحال و مقرر کرنے کا ایسا اقتدار اپنے ہاتھ میں لیا کہ جس ادنی سے ادنی کو وہ چاہیں آسمان پر چڑھا دیں اور جس اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کے آدمی کو چاہیں خاک میں ملائیں جسکو چاہیں رعایا میں سے سخت سے سخت سزا دیں۔ قید کر دیں۔ جرمانہ۔ مصادرہ لیں ہاتھ پاؤں ناک کان کٹوا ڈالیں۔ دار پر چڑھا دیں۔ اپنے غصہ میں یا کسی جرم کے شبہ میں جو جی میں آئی کر بیٹھیں انہوں نے اسلام کے مسائل مسلمہ کے خلاف کام کیا۔ بہت ہی کم بادشاہ مسلمان ہندوستان میں ایسے ہوئے ہونگے جو ان اوپر کے اختیارات کو وہ کام میں لا سکے ہوں اختیارات کے موافق عمل کرنے کے موانع بہت تھے۔ مسلمان تھوڑے ہندو بہت تھے۔ ہندوؤں میں بعض قومیں بڑی شجاع و دلیر لڑنے والی موجود تھیں جب اونکی مرضی کے خلاف کوئی کام ہوتا تو وہ تلوار لیکر سامنے کھڑی ہوتیں۔ سوای اسکے مسلمانوں کی سلطنت کے ارث کا کوئی قانون نہ تھا۔ اس لئے بادشاہ کے مرنے پر لڑائی جھگڑا ایسا کھڑا ہوتا کہ بادشاہوں کو اپنے اختیارات پر پورا عمل کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ اور اگر وہ کسی کام میں اپنی مرضی کو کام لاتا تو جابجا بغاوتیں برپا

(حاشیہ:) ادنی و اعلیٰ کا بادشاہوں کی مرضی پر نیست و نابود ہونا

ولادت سے پہلے بیان ہوتی ہین وہ اس حمیدہ اوصاف کی نسبت بھی ذکر کی جاتی ہین - یہ حال تو
قبل از ولادت تھا - اور بعد رحلت ہندوؤن نے اس قدرت الٰہی کو اپنے معبودون کی طرح پوجا
بعض مسلمانون نے بھی اس کو ولی جانا - اب تک اسکی قبر مین یہ تصرف موجود ہے کہ قیصر ہند کا نائب السلطنت
والا دودمان فیاض نشان لارڈ نارتھ بروک جب اسکی قبر کی زیارت کو آیا تو اسنے اپنی جیب خاص سے
اسکی قبر پر دس ہزار روپیہ کا غلاف چڑھایا - بس اس سے زیادہ کوئی معیار انسان کی عزت کا نہین ہے
کہ حیات اور وفات کے بعد خلائق کے عوام و خواص کا اور مخالف و موافق کا مقبول ہو - مہذب قومین
جس تعظیم و تکریم سے اس شہنشاہ اکبر کا نام لیتی ہین ایسی کسی اور ایشیائی بادشاہ کا نہین لیتین - بالاتفاق
سب فرنگستانی مورخ یہ کہتے ہین کہ اکبر ہی نے ہندوستان مین مسلمانون کی سلطنت کی جڑ جمائی - پہلے
مسلمانون کی سلطنت کا حال اکاش بیل کا سا تھا کہ آندھی کے جھوکون مین ادھر سے ادھر اڑی پھرتی
تھی سلطنت کی جڑ پکڑنے کے معنے یہ ہین کہ بادشاہ کی رعیت کے دل مین محبت ہو - اور زبان پر اسکے لئے ہر وقت
دعا ہو بعض انگریزی مورخون نے لکھا ہے کہ اکبر سلطنت ہند کا ہی نہین بلکہ ساری دنیا کا محسن تھا —

• ہمایون شہنشاہ کی سلطنت کے ذکر مین ہم نے بیان کیا کہ کس طرح مریم مکانی حمیدہ بانو بیگم
کے مرض عشق مین ہمایون مبتلا ہوا جسکا علاج سوای نکاح کے کچھ اور نہ ہوسکا - اس پیوند مبارک کا
نتیجہ یہ ہوا کہ اول شب روز یکشنبہ ۱۹ ماہ رجب ۹۴۹ھ مین ۸ بجے ۲۰ منٹ پر شہزادہ والا گوہر اکبر
امرکوٹ مین پیدا ہوا - اس شہر کا عرض خط استوا سے ۲۵° درجہ ہے اور جزائر خالدات سے طول ۱۰۵° درجہ
باپ اس وقت امرکوٹ سے چار فرسخ پر دلکشا و خوش ہوا سر زمین مین اترا ہوا تھا - قاصدون
نے بہت جلد جاکر باپ کو یہ مژدہ سنایا - باپنے اس نوید کے سنتے ہی درگاہ خداوندگار مین
جبین نیاز کو خاکساری کے ساتھ خاک پر ملا - بعد ازان نقارۂ شادی بلند آواز ہوا - ایک جشن آئین
ہمایون مرتب ہوا - مطربون نے دستان سرائی اور مغنیون نے جادو نوائی کی - ظریفون نے ظرافت کی
رنگ آمیزی کی - ندیمون نے بذلہ گوئی کی کہ اہل مجلس کے پیٹ مین مارے ہنسی کے بل پڑ گیے - سپہ سالارون
اور صف آرایون نے مبارکباد دی - طوائف اعاظم و اہالی و افاضل و موالی نے مراسم تہنیت و تعظیم
ادا کئے - منجمون نے مولود مسعود کا زائچہ طالع بنایا جسکے قانون کے احکام سے طول تھا - مدارج سلطنت

مقدمات کرتے تھے - بہت سی کتابین فتوؤن کی ہین - جو مسلمانون کے عدالت کی نظائر اور فیصلجات کی کتابین ایسی ہین جیسی کہ آجکل ہائی کورٹ عدالت کے نظائر کی کتابین ۰۰۰ ہین - یہ قاضی دیوانی کے مقدمات فیصلہ کرتے جیسے وراثت - حقیت - ملکیت - نکاح - طلاق وغیرہ - اور تمام مقدمات جو سلطنت کے امن عافیت پر کچھ اثر نہین کرتے تھے مگر ایک اور عدالت پادشاہی کارکنون کی تھی جسمین فوجداری کے مقدمات فیصلہ ہوتے تھے اس عدالت مین گو کبھی کبھی قاضی سے بھی استفسار و استفتیٰ کیا جاتا - مگر اسکے قوانین کی حدود معین نہ تھی - یہ کارکن بادشاہ کی طرف سے مقرر ہوتے - غرض جو کچھ قانونی عمل کیا اس سے رعایا رضامند اور خوش تھی اور تمام عدالتون کا انتظام قابل اطمینان تھا مسلمانون اور ہندوؤن کی اغراض ایسی شامل ہوگئین تھین کہ مسلمان جو یہان آنکر بسے تھے اور ہندو جو پہلے سے بستے تھے عدالت دونو کو ایک آنکھ سے دیکھتی تھی اور قانون دونون کی یکسان حمایت کرتا تھا جسمین مسلمانون کی شریعت اور اس ملک کا رسم وراہ دونو شامل تھے - ملک ایسا سرسبز و شاداب آباد رہتا تھا کہ باوجودیکہ سلسلہ جنگ جاری رہتا تھا اور اس کا تار نہین ٹوٹتا تھا مگر رعایا سب خوشحال رہتی تھی +

## ذکر بادشاہی ابو المظفر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی

دنیا مین اکبر جیسے بہتر کمتر پیدا ہوئے ہین کہ جس کی قبل از ولادت اور بعد از رحلت وہ تعظیم و تکریم ہوئی ہو جو اولیاء کرام اور سلاطین عظام کی ہوتی ہے - قاعدہ ہے کہ جو دنیا مین والا رتبہ بزرگ گذرے ہین جو انکے پیدا ہونے سے پہلے انکی ولادت کی بشارات غیبی حرص تحریر مین آتی ہین گو وہ اکثر صداقت پر مبنی نہین ہوتین مگر عقیدت انکو منواتی ہے - چنانچہ اکبر کے لئے بھی ایسی بشارات غیبی بیان کی جاتی ہین کہ وہ نور جو بے وسیلہ بشری و رابطہ صلبی حضرت النقو کے بطن مین ظاہر ہوا تھا وہی چند قرنون کی تربیت کے بعد اس اکبر کے عنصر پاک مین نمودار ہوا - قاچولی بہادر کے رو یار جو ہم نے پہلے بیان کئے ہین کہ سات ستارے دیکھے تھے اسکی تعبیر بھی مولود والا صفات کی ذات ہی سمجھی جاتی ہے بہت سی خوب جوان اور آناؤن نے دیکھے کہ بغل مین ہماری ماہ آیا - کہین مکان مین کہین پیشانی مین نور چمکا غرض ایسے نورانی کرشمون سے اسی شہزادے سے مراد لی جاتی ہے جیسی بشارت کہ کسی قدسی صفات کے

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ جب ہمایون مجبور ہو کر سندھ سے بھاگا اور قندھار کا قصد کیا اور شال مین وہ پہنچا تو اوسنے سُنا کہ مرزا عسکری قندھار سے آتا ہے اسلیے یہان سے بھی جلدی فرار کرنا ضرور ہوا۔ میان بیوی تو چلنے کو تیار ہو گئے مگر مشکل بچے کی تھی۔ موسم نہایت سخت تھا۔ گھوڑے کی سواری تھی۔ جلدی کا سفر تھا۔ ایک برس کا بچہ کب ان مصائب کا متحمل ہو سکتا تھا یہ سمجھکر کہ چچا اس ننھے بھتیجے سے کیا لڑیگا اور بدسلوکی کریگا مع بیرم اور خرگاہ اور اسکے ملازمونکے یہین چھوڑکر ہمایون روانہ ہوا۔ ایران کی سرحد پر وہ پہنچنے ہی کو تھا کہ مرزا عسکری ہمایون کے لشکر مین آیا۔ اسکو بھائی کے نکلجانے کا سخت افسوس ہوا۔ مگر وہ بھتیجے کو دیکھکر خوش ہوا اور بہت پیار کیا اور اپنے ساتھ ۱۸ رمضان ۹۵۰ھ کو قندھار لے گیا اور اپنی بیوی سلطان بیگم کو اسکی پرورش سپرد کی اور اپنے محل کے قریب اسکو ایک محل مین رکھا۔ ماہم آغا۔ جیجی انگہ و انگہ خان ہمیشہ اسکی خدمت مین رہتے تھے۔ اُس وقت اس بچے کی عمر ایک سال تین مہینے کی تھی +

ایک دن ماہم انگہ والدہ ادھم خان نے جو اکبر کی خدمت مین رہتی تھین مرزا عسکری سے عرض کیا کہ بزرگون کی رسم یہ ہے کہ فرزند پاؤن چلنا شروع کرتا ہے تو باپ یا دادا یا کوئی اور بزرگ جو عرف مین بجای باپ کے ہو اپنے سر پر سے دستار اوتارکے اوسکے پانون مین مارتا ہے تو وہ نونہال زمین پر گر پڑتا ہے۔ اب اس شاہزادہ کا باپ یہان نہین ہے اور اب آپ باپ کی جگہ ہین اس شگون کو آپ بجا لائین مرزا نے اوسی وقت اپنی دستار اوتار کر اکبر کے پانون مین ڈالی کہ وہ گر پڑا۔ انہین دنون مین ترک و تیمن کیلیے حسن ابدال مین اوس کا سر مونڈن ہوا۔

چچا کی قید مین یہ بھتیجا ایک سال تک رہا کہ اسکے باپ کے دن پھرے کہ وہ شاہ طہماسپ سے لشکر لیکر مغربی افغانستان مین داخل ہوا —— جب مرزا کامران کو کابل مین اسکی خبر ہوئی تو اوسنے کابل سے اپنے معتمد بھیجے کہ اکبر کو قندھار سے کابل مین لے آئین۔ جب قندھار مین مرزا عسکری پاس یہ معتمد آئے تو مرزا کے صلاح کار جمع ہوئے اور آپسمین صلاح مشورہ ہوا کہ شہزادہ کو کابل بھیجنا چاہیے یا نہین بعض نے یہ صلاح دی کہ ہمایون کا اقبال پھر چکا ہے اسکو

تفاخر و معارج خلافت پر ارتفاع بتلایا۔ مولانا چاند۔ پنڈت جوتک رای۔ امیر فتح اللہ شیرازی نے آٹھ زائچے بنائے۔ گو اس سبب سے کہ فلک الافلاک کی حرکت و سکون مین منجمون کا اختلاف ہے اس لیے ان آٹھون کے خانون مین اختلاف تھا مگر طالع کے سعید ہونے مین سبکا اتفاق تھا۔ یہ عجب اتفاق کی بات ہی کہ جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند اور شہنشاہ اکبر کے زائچے ملتے جلتے ہین گو ایشیا مین اب تک ان جنم پترون کی قدر چلی جاتی ہے اور معلوم نہین کبتک چلی جائیگی۔ مگر فرنگستان مین تو وہ صرف ایک دل لگی رہ گئی ہے۔ ان جنم پترون کی تفصیل گو پڑھنے والون کو بڑی دلچسپ معلوم ہو گی مگر اسکا تاریخ مین لکھنا معیوب سمجھا جاتا ہی۔ اسلیئے اسکو قلم انداز کرتا ہون باکبرنامہ کی طرح چند صفحے سیاہ نہین کرتا۔ نام مین بھی اسکے بڑی لطیفہ سنجیان ہوئین ہین کہ ہمایون کو یہ نام خواب مین غیب سے بتلایا گیا تھا۔ اکبر کے حروف کے عدد بھی آفتاب کے عدد کی برابر دو سو تیئیس ہین جسمین یہ اشارہ ہے کہ جیسے مہر سے نور عالم آرا پیدا ہی ایسی ہی شہنشاہ والا کی جبہہ سے نور پیدا ہے اس نام مین ایک اور لطیفہ نکالا ہے کہ ابجد کے اٹھائیس حروف مین سے سات سات حرفون کو ایک ایک عنصر سے منسوب کیا ہے۔ اکبر مین جو چار حروف ہین انمین الف آتشی و کاف آبی بابادی و رے خاکی ہی جسمین یہ کنایہ ہی کہ اس نام مین عناصر کا کمال اعتدال ہے کہ نہ کوئی عنصر ایسا ہی کہ اسمین نہ ہو اور نہ کوئی عنصر مکرر ہے۔ بس اس کا اعتدال مسمی کی حسن سیرت و صحت بدن و طول عمر و ارتقاء دولت و دوام مسرت مین دخل رکھتا ہے۔ پھر ایک اور لطیفہ یہ ہی کہ بیچ مین جو دو حرف کاف اور بے ہین۔ انمین کاف آبی ہی جو اپنے دشمن بالا آتش کو فنا کر رہا ہے اور با کہ بادی ہی وہ اپنے دشمن پایان خاک کو برباد کر رہی ہے۔ جیسے منجمون نے زائچے بنائے ایسے شاعرون نے ولادت کی تاریخین یہ کہین مصرعہ تاریخ ع شہنشہ جہانگیر نوشت شب شنبہ وزہے و سال میلاد + شب یکشنبہ و پنج رجب است۔ اسمین واو نہین پڑھی جاتی اسکے عدد نہین لگانے چاہئین اکبر نے سات اناؤن کا دودھ پیا جنمین سے بعض اناون کی اولاد و خاندان کو اپنے عہد سلطنت مین مناصب عہدہای جلیلہ پر سرافراز کیا جیسا کہ آگے آویگا۔

آپس مین کشتی لڑوائی اور امرا کی جوڑین بندھوائین۔

پہر ہمایون بدخشان کی تسخیر کو گیا کہ مرزا کامران نے کابل پر تسلط کر لیا اور شہزادہ اکبر پہر اسکی قید مین آیا۔ ہمایون نے بدخشان سے پہر آنکر کابل کا محاصرہ کیا اور مرزا کامران نے اکبر کو توپ کے برابر رکھا جسکا بیان مفصل ہم ہمایون کی سلطنت مین کر آئے ہین۔ غرض کابل پہر فتح ہوا۔ اور ہمایون نے اپنے بیٹے کو صحیح سالم دیکھا۔ اب اس سال کی ساتوین شوال کو اکبر کی عمر چار سال چار ماہ چار دن کی ہوئی تھی کہ رسم و عادت کے موافق بادشاہ نے اکبر کی مکتب نشینی کی رسم ادا کرنے کا ارادہ کیا۔ جب ساعت اس مکتب نشینی کی آئی تو اکبر کہین جا کر چھپ گیا ہر چند اسکی جستجو مین تگاپو کی مگر وہ ہاتھ نہ آیا ہر چند اسکی تعلیم مین کوشش کی گئی اور کئی معلم بدلے گئے مگر اس نے مکتب مین معلم سے کچھ علم نہ حاصل کیا امی ہی رہا۔ جوہر اوستادی سے نہین بلکہ اپنی ہی طبع خداداد سے استعداد حاصل کی کہ جسکو ارباب حکمت و اصحاب صنعت و صاحبان علوم ظاہری و وارثان صنائع کلی و جزوی دیکھ کر دنگ ہوتے تھے۔

پہر ہمایون کابل سے بدخشان گیا اور وہان سے کابل مین آیا اور یہان سے بلخ فتح کرنے گیا کہ مرزا کامران نے پہر اس سے دغا کی۔ ہمایون نے کابل کی حکومت اکبر کے سپرد کی جسکی عمر اس وقت آٹھ سال کی تھی۔ اور محمد قاسم خان برلاس کو اسکا اتالیق مقرر کیا۔ مرزا کامران نے کابل پر قبضہ کر لیا اور اکبر پہر تیسری دفعہ چچا کے ہاتھ مین گرفتار ہوا۔ مگر ہمایون نے کابل کو فتح کر لیا۔ اور بیٹا صحیح سلامت اس پاس آ گیا۔ اس فتح نمایان کے جلدو مین جو اوسنے انعام و جاگیرین تقسیم کین تو اوسنے اپنے بیٹے کو محروم نہین رکھا چرخ کے ضلع مین اوسکو جاگیر عطا کی اور حاجی محمد خان سیستانی کو اوسکا وزیر مقرر کیا۔ اب ہمایون کی مصیبت کا زمانہ ختم ہو چکا تھا۔ روز بروز بہتری ہوتی جاتی تھی۔ پہر ہمایون نے ولایت غزنین اکبر کو حوالہ کی اس وقت دس سال کی عمر تھی۔ ہمایون کو اکبر کی تربیت و تعلیم کا بڑا خیال تھا اسکو کھیل کود کا بڑا شوق تھا۔ ایک دفعہ ہمایون نے تنبیہ کے طور پر ایک منشور لکھا جسمین یہ حضرت نظامی کی بیت پیشانی پر لکھی ؎ غافل منشین نہ وقت بازی است + وقت ہنر است و کار سازی است + اول ملا زادہ عصام الدین سے درس لیا تھا۔ مگر اخوند صاحب کبوتر بازی کے عشق مین گرفتار رہے۔ اسلیئے وہ

باپ پاس نہایت احترام اور اعزاز کے ساتھ بھیجنا چاہیے اور اسکے ذریعہ سے استعفاء جرائم
کرنا چاہیے بعض نے کہا کہ مرزا کامران کی خاطر کو ہاتھ سے نہیں دینا چاہیے۔ مرزا عسکری نے
ایسے جرم نہیں کئے ہیں کہ ہمایون کو اپنا منہ بھی دکھا سکے غرض یہ آخر بات سب کو پسند
آئی۔ گو جاڑے کا موسم نہایت سخت تھا۔ اکبر کو اور اسکی بہن بخشی بانو بیگم کو مع انکے ملازمین کے
کابل روانہ کیا۔ اس لحاظ سے کہ کوئی راہ مین اسکو نہ پہچانے۔ اکبر کو میرک اور اسکی بہن کو بیجیہ
کہتے تھے۔ غرض راہ مین وہ پہچانا نہ گیا مگر بخیر و عافیت وہ کابل مین مع اپنی ملازمین کے پہونچا
مرزا کامران نے بھتیجے کو اپنی پھوپھی خانزادہ بیگم کے حوالہ کیا جس نے اوسکی پرورش مادرانہ کی
یہ حال ہم نے شگوفہ نامہ مین بھی لکھا ہے۔ مرزا کامران ایک دن جشن کر رہا تھا اور اوس نے شاہزادہ
اکبر کو بھی بلایا تھا۔ اتفاقاً مرزا کامران کے بیٹے مرزا ابراہیم کے لئے ایک نقارہ منقش شب برات کی
تقریب کے سبب سے تیار ہوا تھا اسکے لینے کی طرف اکبر کو میلان ہوا۔ مرزا کامران نے کہا کہ دونو
شاہزادے کشتی لڑین جو پچھاڑ دے وہ نقارہ لے لے۔ ابراہیم عمر مین ایک برس اکبر سے بڑا
تھا اور بظاہر قوی معلوم ہوتا تھا غرض دونو مین کشتی ہوئی۔ اکبر نے ابراہیم کو پچھاڑ دیا اور
نقارہ لے لیا جس سے مرزا کامران رنجیدہ خاطر ہوا اور اوسکو اپنے لئے بدشگونی سمجھا۔ کچھہ
دنون کے بعد ہمایون نے کابل کو تسخیر کر لیا اور وہ اپنے نونہال کو دیکھ کر نہال نہال ہوا
رسم و عادت کے موافق اسکے ختنہ کی مراسم ادا کرنے کا ارادہ کیا۔ اول بہار مین وہ

آرتہ باغ مین کہ نہایت دلکش و دلکشا تھا آیا اور حکم دیا کہ بیگمات اپنے اپنے درجہ کے موافق
اس باغ کی آئین بندی کرین اور چار باغ کی آئین بندی امراء اور اعیان شہر کرین
غرض امرا نے بڑی دھوم دھام سے آئین بندی کی اور ارباب صنائع اور طوائف محترفہ
نے آرایش دکان و گرمی بازار مین نہایت مبالغہ کیا۔ بادشاہ یہان روز روز کو جشن کرتا کہ اسی
عرصہ مین حضرت مریم مکانی بھی تشریف لائین۔ بیگمات کا جمگھٹ لگا انمین اکبر نے اپنی مان کو
پہچان لیا اور اوسکے گلے چمٹ گیا۔ رسم ختنہ ادا ہوئی۔ بادشاہ رنگ رلیان مین گیا اور
وہان خوشی مین آکر امام قلی قورچی سے خود کشتی لڑا اور مرزا ہندال اور یادگار ناصر مرزا کو

کام بخش + اس وقت بادشاہ کی عمر تیرہ برس نو مہینے کی تھی اگرچہ اس عمر مین بھی عقل کی صفائی اور ذہن کی رسائی وہ رکھتا تھا کہ کبھی کو اس سن مین نصیب ہوتی ہی مگر پھر بھی اسکی نازک عقل مین سلطنت کے بار اوٹھانے کی تاب و توان نہ تھی۔ تمام مالی و ملکی مہمات کا اختیار بیرام خان کے ہاتھ مین رہا اگر غور سے دیکھیں تو بیرام خان خانخانان جیسا اتالیق و سپہ سالار اور وزیر مشیر عقیدت شعار خیر خواہ بادشاہ کو نہ ملتا اور حل وعقد امور خلافت تمام لشکر کا انتظام اسکی رای وافی و درایت اور کف کافی کفایت مین نہ دیا جاتا تو ہندوستان مین خاندان مغلیہ کا جمنا دشوار ہوتا کبر عجب کہ اسی سبب اوسکو خان بابا کہتا تھا۔

اس جلوس کے وقت ممالک محروسہ مین ناظم منتظم یہ تھے۔ مرزا سلیمان بدخشان مین آرایش و آسایش کے ساتھ حکمران مقرر تھا۔ کابل غزنین اور انکی تمام حدود مین ہوشمند و کاردان منعم خان منتظم تھا اور محمد حکیم مرزا مع مستورات کے اسکے پاس آسودہ حالی سے رہتا تھا۔ قندھار مع توابع و لواحق کے کہ بیرام خان کی جاگیر مین تھا وہ شاہ محمد قلاتی کے سپرد تھا دار الملک دہلی کے دادوہون کا نام پہلے بیان کر چکے ہین دار الخلافہ آگرہ اور اسکے نواح اسکندر خان اوزبک کی حکومت سی رونق پاتے تھے سرکار سنبل کا انتظام علی قلی خان شیبانی کی تدبیر سی ہوتا تھا۔ سرکار کالپی مین عبد اللہ خان اوزبک کی سرداری انتظام کرتی تھی۔ میوات مین ترہی بیگ خان کے لازم امن رکھتے تھے۔ بیانہ اور کول جلالی اور اوسکے حدود مین قیا خان لوازم خدمت بجالاتا تھا۔ بیانہ مین حیدر محمد خان بادشاہ کے احکام کو جاری کرتا تھا ان سب کے نام بادشاہ نے احکام بھیجدیے کہ وہ اپنی اپنی جاگیر مین برقرار رہین —

ہم نے پہلے بیان کیا ہی کہ شاہ ابو المعالی حسین تیز فہم و شجاع ہمایون کا منہ بولا بیٹا تھا اور اسکو اپنی دانش کے بھروسے پر بیرام خان کی ہمسری کا خیال پیدا ہوا۔ بادشاہ کو لڑکا سمجھا گستاخیان اور شرارتین کرنے لگا۔ بادشاہ نے اپنی جلوس کے جشن مین اسکو بلایا تو وہ یہ چند عذر بدتر از گناہ اپنے نہ آنے کے درمیان لایا کہ ابھی مین ہمایون کی تعزیت سی فارغ نہین ہوا۔ اگر آیا تو حضرت شہنشاہ کا سلوک میرے ساتھ کس طرح ہوگا۔ مجلس مین کہان بیٹھونگا۔ امرا مجھہ سی کس طرح پیش آئینگے۔ جب اسکے بلانے مین مبالغہ کیا گیا تو وہ آیا۔ اور سو حجتین ساتھ لایا حضرت شہنشاہ کے داہنی طرف آنکر بیٹھا جب بٹھانے کا

جلوس کے وقت ممالک محروسہ مین عامل انتظام امور سلطنت —

ابو المعالی کا قید ہونا —

معزول ہوئی۔ انکی جگہ مولانا بایزید مقرر ہوا۔ کئی ملاؤن کے نام کے قرعہ ڈالے گئے تو مولانا عبدالقادر کے نام
قرعہ نکلا۔ وہ اوستاد مقرر ہوئی۔ رسوم و عادات کے موافق معلم مقرر ہوتے رہی۔ مگر شاہزادہ اپنے کھیلون
مین مصروف رہا۔ اول سرزمین کابل مین سب جانورون مین بزرگ تر شتر کو دیکھا اسکے تماشون مین مصروف
ہوا پھر اسپ تازی کا شوق ہوا۔ چوگان بازی مین کمال پیدا کیا پھر کبوتر بازی کی دھت ہوئی پھر سگ
دوانی کی طرف میلان خاطر ہوا۔ ایک دن سفید سنگ مین کتون کے شکار مین کچھ آدمیون کو کوہ پر مقرر کیا
کہ وہ ہرنون کو گھیر کر بیابان مین لائین اور کچھ آدمیون کو شکاری کتے حوالہ کئی۔ مگر یہ شاہزادہ کو لڑکا سمجھ کر
اپنے کھانے مین مشغول ہوئی۔ ہرن نکل گئی اور تنبیہ کرتے نہ چھوڑی گئے تو وہ آدمیون پر خفا ہوا اور یہ حکم دیا
کہ کتون کیطرح انکے گلے مین پٹا ڈال کر سارے لشکر مین پھرائین۔ جب ہمایون نے یہ حال سنا تو وہ بہت
خوش ہوا اور فرمایا کہ عنقریب سلطنت عظیم پر وہ کامیاب ہوگا اسکی طبیعت مین سیاست شاہانہ
اور ایجاد و آئین کے اصول ہین۔ اکبر کی عمر بارہ سال آٹھ مہینے کی تھی کہ وہ ذی الحجہ ۹۶۱ھ مین باپ کے ساتھ
ہندوستان کی یورش کے لیئے کابل سے روانہ ہوا۔ جب ہمایون پنجاب وغیرہ کو فتح کر کے سرہند مین پہونچا تو
ایک لشکر کا حصہ اس شہزادہ کے نام پر مقرر ہوا۔ اس شہزادہ کو چیتے کے شکار کی لت یہین سے لگی دولی بیگ
پدر خان جہان کو ماچھیواڑہ کی جنگ مین افغانون کا ایک چیتہ ہاتھ لگ گیا تھا اس نے اُس پیکر بدیع و عجیب کو
صیدگاہ اقبال کے شیر شکار کی پیشکش مین دیا یہ پہلی دفعہ تھی کہ اسنے چیتے کو دیکھا اس چیتے کا نگہبان دوندو
تھا جسکو خطاب فتح خان کا ملا اور وہ قراولون مین نوکر تھا۔

ہم حضرت ہمایون کی تاریخ مین لکھ گئے ہین کہ جب سلطان سکندر شاہ سور شکست کھا کر کوہ سوالک
کی طرف بھاگا تو بادشاہ نے ایک سپاہ اوسکے دفع کرنے کے لیے روانہ کی۔ بیرام خان کو اس کا
سپہ سالار بنایا اور اسکے ساتھ اکبر کو اسکا شاگرد بنا کر دشمن شکاری کی مشق کے لیئے ساتھ کر دیا
پنجاب کے دامن کوہ مین یکایک ہمایون کے مرنے کی خبر آئی اکبر کو باپ سے بہت محبت تھی وہ اس خبر کو سنکر
بہت رویا اور باپ کی روح کے ثواب کے لیئے بہت صدقات دیے۔ اس وقت اکبر کو لیکر بیرام خان کلانور
مین آیا۔ جمعہ کے دن ۲ ربیع الثانی ۹۶۳ھ مطابق ۱۵۵۶ء کو بڑی دھوم دھام سے کلانور کے
باغ مین تخت خلافت پر بیٹھا۔ یہ اسکی تخت نشینی کی تاریخین ہین ــــ جلوس خداوند عالم پناہ

اکبر کی تخت نشینی اور بیرام خان کی وزارت

ثابت قدم ہو کر اپنی ولایت کے جانے کا قصد نہ کرین۔ خود جلوس کے پانچوین دن کوہستان
سوالک سے جسکو ہماچل بھی کہتے ہین کوچ کیا۔
پادشاہ قصبہ دھمری کے قریب آیا۔ پیر محمد خان آگے لشکر لیکر کوہستان سوالک کے حوالی مین
غنیم پاس جا پہنچا۔ اور کچھ لڑکر سکندر شاہ کو شکست دی وہ جنگلون اور پہاڑون مین بھاگ گیا
پادشاہی لشکر پادشاہ سے آن ملا۔ چونکہ برسات کا موسم آگیا تھا۔ پادشاہ قصبہ جالندھر مین
آسایش خلایق کی خاطر سے آگیا اور یہان باغ مین مقیم رہا۔

جب پادشاہ ہمایون کے مرنے کی خبر پھیلی تو حاجی خان نے جو شیرشاہ کے غلامون سے تھا اپنی
ایک جمعیت فراوان کو لیکر نارنول کا محاصرہ کیا۔ جہان کا مجنون خان قاقشال جاگیردار
تھا وہ قلعہ مین متحصن ہوا۔ راجہ بہاری مل کچھواہہ یہ حاجی خان کے ہمراہ تھا۔ جب اہل قلعہ کا کام
تنگ ہوا تو راجہ مذکور نے درمیان مین پڑکر صلح سے قلعہ لے لیا مجنون خان کو پادشاہ پاس
بھیجدیا۔ آیندہ بیان ہوگا کہ اس راجہ کو شہنشاہ اکبر نے اپنی عنایات سے مہاراجہ بنا دیا۔ اور
اسکے سارے بیٹون اور پوتون اور نواسون کو مراتب و مناصب بلند مرحمت کئے۔ اس وقت
تردی بیگ دہلی مین حاکم تھا وہ حاجی خان کے سر پر گیا۔ نارنول کو اسکے ہاتھ سے چھٹایا۔ اور
سرکشون کو تادیب و تنبیہ کرکے دار الملک دہلی کو واپس چلا آیا۔

پادشاہ جالندھر مین تھا کہ اُس پاس یہ خبر آئی کہ مرزا سلیمان حاکم بدخشان نے بغاوت
اختیار کی پادشاہ نے کمک کا اہتمام کیا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہی کہ جب حضرت ہمایون
کی رحلت کی خبر کابل و بدخشان مین پھیلی تو مرزا سلیمان اور اس کے بیٹے ابراہیم نے
کوہستان بدخشان سے لشکر جمع کرکے کابل پر دست اندازی شروع کی اسکے کئی سبب
ہوسکتے ہین اول یہ کہ اہل بدخشان مین اخلاص کم نشان ہی۔ دوم مرزاؤن نے اپنی معاملہ
نافہمی اور نادانی سے سوداگر کو مجبور کرکے اپنے نقصان کا معاملہ اختیار کیا۔ سوم بدذاتی و بدرویتی
سے اپنا فائدہ اور دوسرون کے نقصان مین دیکھا۔ چہارم تیرہ باطن کوتہ اندیشون کے اغوا
انکی نظر کو سوای اپنے نقد و سود کے کسی اور طرف نہین دیکھنے دیا۔ پنجم خرم بیگم نے مرزا

حاجی خان کا نارنول کا محاصرہ کرنا ۹۶۳ — مرزا سلیمان کا کابل کا محاصرہ کرنا

وقت آیا تو دستر خوان بچھا - وہ بھی کھانا کھانے کے لیے بلایا گیا - جب وس نے ہاتھ دھونے کو لیے پھیلائے تو تولک خان قوچین نے جو بڑا چابک دست قوی بازو تھا زبردستی کرکے پیچھے سے آنکر اسکے دونو ہاتھ پکڑکے دستگیر کرلیا اور آور لوگون نے بھی اس خدمت مین اسکی ہمدستی کی - ابوالمعالی فرط حیرت سے بیدست و پا ہوا - آدمی جو اوسکے ساتھ تھے وہ خاندان شاہی کے نمک پرورد تھے ان سبنے اوسکو چھوڑ دیا اور بادشاہ کا دامن پکڑ آئین .. سلطنت و قانون نصفت مین بند و زندان کو اسسبب سے مستحسن جانتے ہین کہ اسمین فتنہ انگیز امتحان کی کسوٹی پر کسے جاتے ہین اور بند سے پند پاتے ہین آدمی ایک طلسم بدیع نما اور معمای مشکل کشا ہے - ایک جرم کے ظہور سے اوسکو عدمخانہ مین نہین بھیجنا چاہئے اس لئے کہ اس عالی بہاد کی بنیاد کو سوای قدرت ایزدی کے کوئی تعمیر نہین کرسکتا اس لئے دانش پیشہ منظورون نے اس کاخ والا اساس کے ڈھانے کو مستحسن نہین جانا ع کہ نتوان سر رشتہ پیوند کرد ٭ مگر جس آدمی کی بدگوہری - بددرونی - شورانگیزی - فتنہ اندوزی بارہا تجربہ مین آگئی ہو اوسکو زندان مین بھیجنا کار آگاہون کا کام نہین ہے - اشرار کی نیستی مین کوشش کرنا جمہور انام کے ساتھ لطف کرنا ہے اسلیئے بیرام خان نے اس قیدی کا کام تمام کرنا چاہا تھا مگر اکبر نے رحم دلی کے سبب سے منع کیا اور کہا کہ یہ میری جلوس کا اول سال ہے اس کو سید کے خون سے آلودہ نہ کرو - اس فتنہ انگیز کے پاؤن مین بیڑیان ڈالکر لاہور بھیجدیا - اور یہان اسکو پہلوان کلکز عسس لاہور کے سپرد کیا اوسنے بے پروائی سے یا بداندیشی سے اسکی نگاہداشت مین احتیاط نہ کی - وہ بندی خانہ سے بھاگ گیا - لاہور مین مرزا شاہ اور ایک جماعت نے پہلوان کلکز کو مقید کیا - پہلوان نے بعزتی کے خوف سے زہر کھا کر اپنے تئین زندان جسمانی سے خلاص کیا - منعم خان فرمانروای کابلستان نے خوش ہوکر ابوالمعالی کے بھائی میر ہاشم کو بہ لطائف الحیل طلب کرکے مقید کیا - اسکی جاگیر مین گھرو و غوربند ضحاک و غیرہ تھا

### بیگمات کا وارد ہونا

بادشاہ کو سلطان سکندر شاہ سور کا استیصال منظور تھا لیکن اسکو بیگمات بہت یاد آتی تھین اور بہت سے جان سپار ملازم ہندوستان مین تازہ آئے تھے وہ بھی اپنے بال بچون کو یاد کرتے تھے اور کابل جانے کا قصد رکھتے تھے اس لئے بادشاہ نے اپنے معتمد و لنیای دولت کو کابل بھیجکر بیگمات اور تمام ملازمون کے اہل و عیال کو یہان لانے کو لئے بھیجا کہ ملازم یہان

منعم خان کی تدبیر البتہ قابل ستایش ہی کہ باوجود کمال تنگی و بے سامانی کے ایسے دور مین ایلچی کو
خلاف واقع کمال استعداد اور فراخی احوال کا یقین دلایا - بعد اسکے منعم خان نے فرستادہ کو واپس کیا
اور یہ پیغام کہلا بھیجا کہ حصار کے اندر اس قدر آدمی ہین کہ مین باہر آن کر لڑ سکتا ہون مگر احتیاطاً
نہین لڑتا - برسون کا سامان قلعہ داری اور آذوقہ موجود ہے - سوا اسکے ہندوستان کا لشکر
مور و ملخ سے زیادہ چلا آتا ہی تو اپنے اندیشۂ ناصواب سے درگذر اور کافرنعمتی مین اپنے تئین خاص عام
مین انگشت نما نہ کر - مرزا کو یہ خیال تھا کہ قلعہ مین آذوقہ کم ہی اور یہان کے آدمی بادشاہ سے کہ
لڑکا ہی بیوفائی کرینگے مگر ایلچی کی زبانی یہ حال سنکر اسکو ناامیدی ہوئی - قاضی خان کو پھر قلعہ مین بھیجا
اور ان شرائط پر صلح کی - اوّل اسکے نام کا خطبہ پڑھا جاے دوم یہ کہ آب باران سے بدخشان تک اُس
سے متعلق ہو - منعم خان نے شرائط کو قبول کر لیا - اسکا خطبہ پڑھا اور یون اپنا پیچھا اُس سے چھڑایا -
مرزا نے مقدم بیگ کو آب باران کا منتظم مقرر کیا - خود بدخشان چلا گیا -

جب کابل کو مرزا سے نجات ہوئی تو بیگمات ہندوستان کو روانہ ہوئین اور بادشاہ کی خدمت
مین آگئین - خردسال بادشاہ کو تخت نشینی کی ابتدا مین چند روز تک میدان جنگ مین صرف
ایک ہی اپنا دشمن سکندر سور معلوم ہوتا تھا - جسکے برباد کرنے کے لیے بادشاہ نے اسی بھیجا تھا - پھر اس نے
خود اسکے استیصال کے واسطے اپنا لشکر بھیجا تھا - پنجاب کا قبضہ مین رکھنا مقدم تھا پھر کابل مین ہنگامہ
برپا ہونے کی خبر آئی - یک شد دو شد ابھی بادشاہ کی خاطر جیسی کہ چاہیے مہمات سکندر سے فارغ
نہین ہوئی اور کابل کی طرف نگران تھی کہ ۸ ذی الحجہ کو جالندھر مین اُس پاس خبر آئی کہ دارالملک
دہلی کو ہیمو نے لیا - اسکا مجمل بیان یہ ہے کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہین کہ ہیمو نے ابراہیم کو کہ مدعی
سلطنت تھا لڑائیان لڑ کر شکست دی اور سب جگہ غالب آیا - سلطان محمد کو جسنے اپنے تئین سردار بنایا
تھا شکست دیکر ملک عدم کو روانہ کیا - تاج خان کررانی اور رکن خان لوحانی کو جنگون مین ہزیمت
دی - غرض بائیس لڑائیون مین سلطان عدلی شاہ کے مخالفون پر یہ یکتا ہندو فتحیاب ہوا اور غالب آیا
ان کامیابیون سے اسکے دل مین سلطنت کی ہوس پیدا ہو گئی - جب ہمایون نے ہندوستان کو
فتح کیا تو وہ اور مشاغل مین مشغول تھا مگر جب شہنشاہ اکبر تخت پر بیٹھا تو شاہ عدلی کو چنار گڈھ مین

اُکسایا وہ مرزا کی کوچ (بیوہ منکوحہ) تھی اور مرزا نے اہی کو جاکلی سے اپنے ملکی اور مالی
مہمات کا مدار ٹھیرایا تھا۔ وہ مرزا ہندال کی تعزیت کے لیئے کابل مین آئی تھی۔ مگر حقیقت
مین وہ مرزا سلیمان و مرزا ابراہیم سے رنجیدہ ہوکر اور حج کا بہانہ بناکر یہان آئی تھی۔ اور
رنجیدگی کا باعث یہ تھا کہ جب اس بیگم کو اپنی راے و تدبیر کے سبب بدخشانی مالی و ملکی کا
اختیار حاصل ہوا اور اوس نے کسی گروہ پر نوازش اور کسی گروہ سے کاوش شروع کی تو حسد پیشون
نے بھی بدذاتی سے ناشائستہ باتین اسکی نسبت کہنی شروع کین اور اسکے چھوٹے بھائی حیدر بیگ کے ساتھ متہم کیا
تو مرزا ابراہیم نے آزردہ ہوکر حیدر بیگ کو مار ڈالا۔ بیگم رنجیدہ ہوکر کابل مین آئی بعد ازان مرزا کو
اپنے اس کام سے پشیمانی ہوئی اور اپنے آدمیون کو بھیجکر اسکو بلا لیا اس بیگم نے کابل کا ظاہر خالی دیکھکر مرزا سلیمان کو
سمجھایا کہ ولایت کابل کا لے لینا نہایت آسان ہے۔ مگر ہمایون کے خوف سے مرزا اُچکچارہا اور
جب چارہ ناگزیر پیش آیا تو کابل پر چڑھائی کا ارادہ کیا۔ منعم خان کو جب حقیقت حال پر اطلاع
ہوئی تو اس نے میدان مین جنگ صف کرنا مناسب جانا۔ اسباب قلعہ داری کا مہیا کرکے قلعہ نشینی
اختیار کی۔ قلعہ کابل کی شکست ریخت و برج بارہ کی مرمت کرائی۔ پہلے اس سے کہ مرزا کابل مین
آئے۔ بادشاہ کو اس حال کی عرضداشت لکھی۔ مرزا کی نگاہ اپنی کثرت سپاہ اور بادشاہ کی
قلت لشکر پر تھی اس لیئے وہ کوچ بکوچ کرتا ہوا سال اول الٰہی مین کابل مین آیا اور قلعہ
کابل کا محاصرہ کیا۔ مرزا کے آدمی قلعہ کے باہر سے حملہ کرتے اور بادشاہ کی سپاہ قلعہ کے اندر سے
توپ و تفنگ سے انکو پرے ہٹاتی۔

جب بادشاہ کے پاس منعم خان کی عرضداشت پہونچی تو اوس نے لشکر بھیجنے کا ارادہ کیا۔
ایک جماعت نے عرض کیا کہ آدمی جو بیگمات کو لینے گئے ہین کمک کے لیئے کافی ہونگے۔ یہ گروہ
اگرچہ لڑائی مین شریک نہین ہوا۔ مگر ہندوستان سے بادشاہ کے لشکر آنے کی خبر نے محصورونکی
دلنوازی اور مخالفونکی خاطرشکنی کی۔ مرزا نے یہ تدبیر کی کہ قاضی خان بدخشی کو کہ اسکے مخصوصون
مین سے تھا اور علم و عقل مین ممتاز تھا۔ برسم رسالت منعم خان کے پاس بھیجا۔ منعم خان نے اسکے
ساتھ ایسا سلوک کیا کہ اسکو یقین ہوگیا کہ اہل حصار پاس آذوقہ بہت ہے اور انکی تعداد زیادہ ہے

وجہ سے جنگ پر راضی نہ تھے وہ یہ کہتے تھے کہ ہمکو مناسب ہے کہ جب تک شاہنشاہ نہ آئے جسطرح
سے ہوسکے قلعہ کو استحکام دین اور شبخون کے مارنے کی گھات مین بیٹھے رہین ایک گروہ یہ کہتا تھا کہ
علی قلیخان اور اس حد کے امرا کے آنے تک جنگ کو موقوف رکھنا چاہیئے۔ ایک گروہ بہادرون کا جنگو
معرکۂ رزم عشرت گاہ بزم سے زیادہ تر خوش معلوم ہوتی ہے کہتا تھا کہ کارزار کرنے مین زیادہ
توقف کرنا نہین چاہیئے۔ زمانہ ازان کس بتر اکند + کہ او کار امروز بر فردا کند + آخر یہی رائے
قرار پائی اور سب جنگ پر دل نہادہ ہوگئے۔ چہارشنبہ دوم ذی حجہ دونو طرف کی فوجین آراستہ ہوئین
قول نے تردی بیگ کی شہامت سے انتظام پایا اور اسی قول مین یہ امرا بھی شریک ہوئے
فضل خان و اشرف خان و مولانا پیر محمد شروانی کہ برسم وکالت بیرام خان کی جانب سے
انتظام مہام کے لیئے آیا تھا۔ یا اس شرارت کے ارادہ سے کہ تردی بیگ کے ہنگامۂ آراستہ کو برہم
کرے اور بنے بنائے کام کو بگاڑے۔ سید محمد خان و قاسم مخلص حیدر بخشی و علی دوست خان
باربیگی اور ایک اور جماعت نے برانغار کو استحکام دیا تھا اور اسکندر خان اور ایک اور جماعت نے جرانغار
کو زینت دی تھی۔ عبد اللہ اوزبک، و قیا خان لعل خان اور ایک اور جماعت ہراول مین معرکہ آرائی
کر رہی تھی۔ ہیمو کی جانب بھی سپاہ جیسی کہ نبرد کے لیئے آراستہ ہونی چاہیئے آراستہ تھی
طرفین کے بہادر کارزار مین جان لڑاتے تھے۔ تردی بیگ کے لشکر ہراول اور جرانغار نے اپنی مردانگی
سے غنیم کے ہراول اور برانغار کو اپنے آگے سے ہٹا دیا۔ اور بہت کچھ غنائم کو حاصل کیا۔ چار سو ہاتھی
چھین لیئے۔ حسین خان جلوائی کوکہ مخالف کے امراء عظام مین سے تھا قتل کیا . . . . . .
تین ہزار سے زیادہ مخالفون کے آدمی مارے۔ ہیمو نے سو ہاتھی منتخب کرکے ایک بہادر لشکر لیا اور حملہ
کرنے کا ارادہ کیا۔ پادشاہی لشکر کا ایک گروہ بھگوڑون کے پیچھے گیا اور ایک گروہ لوٹ پر جھپٹ پڑا
تردی بیگ خان پاس تھوڑے آدمی تھے۔ وہ یہ تماشا دیکھ رہا تھا۔ کہ ہیمو نے اُس پر بہادرانہ حملہ کیا
اُسکے ساتھیون نے یاوری نہین کی مولانا پیر محمد خان شروانی نے بھی اس لیئے کہ سپہ سالار تردی بیگ
شکست ہو فرار اختیار کیا۔ تردی بیگ نے بھی جان کو عزیز رکھکر بھاگنے سے عار نہ کیا۔ فتح کی صورت بگڑ گئی شکست
ہوئی۔ دانشورون نے اس تجربہ پر کسی نے نظر نہ کی کہ ان شیر دلون کی نسبت جو پیکار کی تلاش مین ہر ج...

چھوڑا اور خود آگرہ کو بے محاصرہ و جنگ کے لیتا ہوا دہلی کی طرف متوجہ ہوا۔ آگرہ مین سکندر خان حاکم
تھا وہ جدا ہو کر پنجہ آدمیون کے ساتھ دہلی مین آیا وہ ہیمو سے لڑ نہین سکتا تھا اس لئے قلعہ سے بھاگا۔ ہیمو کے
فوج نے تعاقب کر کے اوسکی فوج کے دو تین ہزار آدمی زخمی و قتل کیئے کچھ بھاگے کچھ دریا مین ڈوبے۔ اور
اٹاوہ سے میا خان۔ کالپی سے عبداللہ خان اوزبک اور بیانہ سے حیدر محمد خان دہلی مین آگئے۔ مصلحت وقت
دیکھ کر تمام سرکارون اور صوبون سے امرا دہلی مین مجتمع ہوئے۔ دہلی مین تردی بیگ ناظم تھا۔ اوسنے
سامان پیکار تیار کیا۔ اور جانفشانون کو مملکت کی سب طرفون سے اکٹھا کیا۔ علی قلی شیبانی کے سوا سب ہی
امرا اسمین شریک ہوئے۔ علی قلی کے شریک نہونے کا یہ سبب تھا کہ شادی خان نے جو شاہ عدلی کے امرا
بزرگ مین سے تھا اور سرکار سنبل کے اکثر پرگنے اسکے تصرف مین تھے اسکے دفع کرنے کے لیے وہ متوجہ ہوا تھا
اور اوسنے اپنے ملازمون محبت خان۔ لطیف خان۔ غیاث الدین کو اپنے سے پہلے بھیجا تھا کہ آب جب سے
گذر کر اسکے آنے کے منتظر رہین مگر یہ جماعت اپنی مردانگی کے نشہ مین ایسی مست تھی کہ تدبیر و احتیاط سے ہاتھ
اوٹھایا۔ ناگہان شادی خان نے اُنپر حملہ کیا۔ ان معاملہ نافہمون نے بے ڈھنگی جنگ کی اور شکست پاکر
بھاگے۔ لطیف خان مع ایک جماعت کے دریا مین ڈوب مرا۔ علی قلیخان نے اس سانحہ کی خبر سنکر بادشاہ کے
امرا کے ساتھ جو اسکی کمک کے تھے مشورہ کر کے شائستہ آئین کے ساتھ شادی خان سے لڑنے کو
روانہ ہوا جس روز کی صبح کو لڑنے کا اُس نے ارادہ کیا تھا اوسکی شب کو تردی بیگ کا نوشتہ
آیا کہ ہیمو چلا آتا ہے اسکے ساتھ ساز و سامان جنگ بہت ہے۔ مناسب وقت یہی ہے کہ اول اسکے
آشوب کو دور کرین۔ یہ امر سب مہمات مین اہم ہے فوراً یہان چلے آؤ۔ علی قلیخان نے اپنے
کام کو چھوڑا اور دہلی کی طرف چلا۔ پہلے اس سے کہ وہ دہلی پہونچے۔ پیر محمد شروانی اندیشۂ پاد
شاہ ساتھ لیکر دہلی مین آیا۔ ہیمو کے پاس پچاس ہزار سوار۔ ہزار فیل۔ اکاون کمان
پانسو توپین تھین۔ اسکو اپنی کامیابیون کے سبب سے اپنی بزرگی پر گھمنڈ تھا۔ بادشاہ کو
لڑکا سمجھا تھا۔ سہ شنبہ غرہ شہر ذی حجہ سنہ ۹۶۳ھ کو ہیمو دہلی کے نزدیک آیا۔ اور تغلق آباد کے حوالی
مین اترا۔ تردی بیگ نے بھی دہلی مین ثبات قدمی کی۔ سب طرح کی مستحسن تدبیرین کین اور امراء
خوانین کو باہم جمع کر کے بزم مشورہ آراستہ کی۔ شیر مرد تو احتیاط کے سبب سے اور شتر دل بیدلی کی

پکوانا اور اپنا گوشت جیل کوون کو کھلانا کیا عقل کی بات ہی۔ بہتر ہے کہ کابل چلین سال آیندہ
مین آنکر ہیمو سے لڑین بھڑین۔ اسپر بیرام خان نے کہا کہ جس ملک کو دو دفعہ لاکھون جانین
دیکر لیا ہو۔ اسکو نامردی سے چھوڑ کر چلے جانا ڈوب مرنے کی جگہ ہے۔ بادشاہ تو ہنوز بچہ ہے
اسپر کون الزام لگائیگا۔ مگر ہم سفید بالون پر روسیاہی کا وسمہ لگے گا۔ دہلی کو ہم نے دو دفعہ کھو کر
اور لیا۔ خواہ کچھ ہی جاین جوکھون کیون نہ ہو اسکو لینا ضرور ہے اصل دہلی ہے۔ کابل اسکے آگے ہے اصل
دہلی اگر پاس ہو تو کابل کا لے لینا کیا بات ہے۔ خاقان اکبر نے باوجود صغرسنی کے زبان سے فرمایا کہ
ہان ہان وہی کرنا چاہئیے کہ خان بابا کہتا ہے۔ اب ہم کہان جائینگے۔ بغیر لڑے بھڑے مرے مارے
ہندوستان نہین چھوڑینگے۔ غرض اس نوعمر بادشاہ کی باتون نے کہنہ سال امیرون کے دلون پر ایسی تاثیر
کی کہ انکی رگون مین شجاعت و غیرت کا خون جوش مین آیا اور سب تلوارین ٹیک کر کھڑے ہو گئے ــ
بیرام خان اور اکبر نے اسوقت ہندوستان کی سلطنت کے آگے کابل کی ریاست کو ہیچ جانا اوسکو
معلوم تھا کہ ہیمو دہلی مین سلطنت جمانے کے لیے ضرور ہے کہ پنجاب کو فتح کریگا۔ اسلیئے اُنہون نے دہلی کے
فتح کے لیئے پیش قدمی کی۔ سلطان سکندر کی طرف سے بادشاہ کی خاطر جمع نہ تھی اسلیئے خضر خواجہ خان
کو کہ سلاطین مغل کی نسل سے تھا اور بابر بادشاہ کی دختر گلبدن بیگم سے اوسکا نکاح ہوا تھا۔ پنجاب
کی پراگندگیون کے دور کرنے کے لیئے اور سکندر شاہ کے دفع کرنے کے واسطے متعین کیا۔ اور بادشاہ نے خود
ہیمو کے قلع قمع کا قصد کیا۔ اس لیئے تردی بیگ خان اور اور امراء کے نام فرمان جاری کیا کہ وہ قصبہ تھانیسر
مین اسکے ملین اور اونکی دلدہی بھی کی کہ ایسے واقعات کے پیش آنے سے بیدل نہین ہونا چاہئیے اور خود ذی
الحجہ یعنی عید قربان کے روز جالندھر سے چلا۔ ستلج سے عبور کرکے ۱۸ کو سہرند (سرہند) مین آیا۔ یہان
علی قلی شیبانی اور امراء شکست یافتہ فرمان بھیجنے سے سرہند مین آگئے۔ اس وقت یہ واقعہ پیش آیا کہ
تردی بیگ کو بیرام خان نے مار ڈالا۔ اسکا حال ہم پیچھے لکھینگے اس عرصہ مین ہیمو دہلی مین اپنی
کرپا جیتی کرتا رہا۔ اور سپاہ کو جمع کرتا رہا۔ جب اسکو خبر پہونچی کہ اکبر سرہند مین آگیا ہے تو اوس نے اپنے
توپخانہ کو پانی پت سے بھیجا جو دہلی سے شمال مین تیس کوس کے (۵۳) میل فاصلہ پر ہے۔ اور خود مع
سوارون پیادون کے پیچھے جانے کا ارادہ کیا۔ مگر اکبر بھی پانی پت کی طرف سرہند سے چلا آتا تھا

انگریز مُردہ زیادہ زخمی ہوگئے ہین۔ بہ نسبت ان جوانمردون کی جو حریص مرگ ہوتے ہین بیباک جنگ
کرتے ہین وہ لوگ جلد ہلاک ہوتے ہین کہ جان کو عزیز سمجھتے ہین اور موت سے بھاگتے ہین۔ ہیمونے تردی بیگ کا
تعاقب نہین کیا کہ وہ اسکے بھاگنے کو خداع عظیم جانتا تھا۔ جو بہادر کہ ہیمو کے لشکر مغرور کے تعاقب مین گئی تھی
وہ بھی تردی بیگ کی راہ پر دوڑے۔ ہیمو دارالملک دہلی مین داخل ہوا اور اپنا لشکر دہلی مین جمایا۔ اور
راجہ بکرماجیت لقب رکھا۔ اور ہندوستان سے مغلون کے بالکل استیصال کرنے کا عزم جزم کیا۔ تردی بیگ
اور امرا یہ کر سکتے تھے کہ علی قلیخان شیبانی اور امراء وسردارون کو متفق کر کے شکست کا تدارک کرتے
یا حوالی دہلی مین رہ کر بادشاہ کی کمک کا انتظار کھینچتے۔ مگر ان کامون مین سے کوئی کام نہ کیا۔ سیدھے
سرہند کو بھاگے اور ملک کو دشمن کے لیئے خالی چھوڑ گئے جسکو اس نے بے تکلف لے لیا۔ میرٹھ مین علی قلی شیبانی
کو یہ خبر ہوئی وہ تنہا ہیمو سے نہین لڑ سکتا تھا اس لیئے وہ بھی سرہند مین چلا آیا۔ جب جالندھر مین بادشاہ
پاس اس حادثہ کی خبر پہنچی تو وہ سُنکر گھبرایا اور کیون نہ گھبراتا آخر کم عمر تھا۔ تمام امیرون کی آنکھون کے
سامنے ہمایون کا زمانہ آگیا۔ اور جب یہ اور سُنا کہ ہیمو کے پاس لاکھ سپاہیون کی فوج اور ہزار ہاتھی ہین
اور یہان ساری کرامات بیس ہزار سپاہ ہے تو اور بھی جان نکل گئی۔ سب امرا کہنے لگے کہ ایسی حالت مین
مقابلہ کرنا اپنی جان سے ہاتھ دھونے ہین۔ بہتر ہے کہ جنت مکانی کی طرح کابل کو ہم سب جائین اور
وہان سے دوسرے سال سب سامان درست کر کے آئین اور ہیمو سے بدلہ لین۔ جب اکبر نے یہ حال دیکھا کہ سوائے
پنجاب کے سارا ملک افغانون کے قبضہ مین چلا گیا ہے اور اب امیرون کے دل ہارنے سے پنجاب بھی ہاتھ سے
چلا تو وہ بڑا دلگیر ہوا اور بیرام خان کو خان بابا کہہ کے کہنے لگا کہ مین نے اپنے تمام ملکی و مالی مہمات کا مدار
آپ کی صلاح و مشورہ پر رکھا ہے جو کچھ صلاح دولت ہو وہ عمل مین لائین۔ اور میرے حکم پر موقوف
نہ رکھین۔ خان بابا نے کہا کہ حضور کا سارا دربار میرے دشمنون سے بھرا پڑا ہے بھلا میری کون سُنے گا
ورنہ اس معرکہ کا سنبھال لینا کون بڑی بات ہے۔ اسپر اکبر نے ہمایون کی روح کی اور اپنے سر کی
قسم دی کہ آپ کسی دشمن سے نہ ڈرین اور یہ مصرعہ پڑھا ؎ دوست گر دوست بود ہر دو جہان
دشمن باش۔ یہ سُنکر بیرام خان نے انجمن امراء جمع کی۔ یہ مقولہ سچ ہے کہ ضرور نہین کہ مشورہ کارون
کے مجمع مین ہمیشہ دانائی ہو۔ اکثرون نے بالاتفاق کہا کہ اس اجنبی ملک مین اپنی تئین ہاتھیون کے پانوٴن تلے

پانی پت کی دوسری لڑائی

اور بادشاہ کے بڑے بڑے ... بہادرون کو پست پا کرتا تھا اسکی طرف سے بھی بھگوانداس
جو بڑا تیز دست بہادر تھا اور شادی خان دونو ہلاک ہوئے۔ ناگاہ اس گیرودار مین ہیمو.. کے
ایک تیر ایسا لگا کہ اسکی آنکھ کو پھوڑ کر سر سے پار نکل گیا۔ اسکی سپاہ جو تگ و تاز کر رہی تھی جب اوس نے
دیکھا کہ دشمن کا تیر نشانہ پر لگا تو اوسکی ہمت شکستہ ہوگئی وہ پراگندہ ہوئی۔ اسی ہنگامہ مین شاہ
قلی خان محرم چند سپاہیون کے ساتھ اس ہاتھی کے پاس پہونچا کہ جس پر ہیمو سوار تھا مگر اسکو معلوم نتھا
کہ وہ اسپر سوار ہے۔ اُسنے فیلبان کے مارنے کا قصد کیا کہ ہاتھی کو پکڑے۔ سو فیلبان بیچارہ اپنی
جان کے خوف کے مارے پکارا کہ ہیمو اسی ہاتھی پر سوار ہے۔ شاہ قلیخان نے فیلبان کو امان دی
اور انعام پادشاہی کا امیدوار کیا اس ہاتھی کو اور چند ہاتھیون کے ساتھ لیکر میدان جنگ سے
جدا ہوا۔ بعض لکھتے ہین کہ ہیمو بیہوش تھا۔ ہاتھی کا فیلبان مارا گیا تھا بے سر ہاتھی جنگل کو جاتا تھا کہ
شاہ قلی نے پکڑ لیا۔ جب ہیمو کے لشکر کو شکست ہوئی تو فیلبانون کو تیرون سے بادشاہ کا لشکر مارتا تھا
اور ہاتھی ہوا کی طرح بھاگتے تھے۔ اس لڑائی مین میدان جنگ مین پانچہزار آدمی ہیمو کے قتل
ہوئے اور جو بھاگ کر مارے گئے اونکا شمار معلوم نہین۔ پندرہ سو ہاتھی پادشاہ کے ہاتھ لگے اس عرصہ مین
شاہ قلیخان محرم ہیمو.. کو باندھ کر پادشاہ کے روبرو لایا۔ ہر چند اُس سے باتین کین مگر اُس نے کسی بات
کا جواب نہ دیا۔ معلوم نہین کہ جانکر جواب نہین دیا یا اسمین جواب دینے کی توانائی نہین تھی یا شرم کے مارے
بات کرنی پسند نہ کی۔ بیرام خان خانخانان نے پادشاہ سے عرض کیا کہ اس کافر کو تلوار سے قتل کیجے
تا کہ طغرا مین اسم مبارک کے ساتھ غازی کا لفظ زیادہ کیا جائے اور ثواب اعظم حاصل ہو۔ مگر اس
رحم دل کرم عمر پادشاہ نے فرمایا کہ مین اس بندھے ہوئے مردہ کافر کو مار کر غازی نہین بن سکتا آخر
اس ثواب موہومہ کی امید مین بیرام خان نے ہیمو کا سر تلوار سے جدا کیا۔ پادشاہ نے اسکا سر کابل کو
اور دھڑ دہلی کے دروازہ پر لگانے کے لیے بھیجدیا۔

جہانگیر نے توزک جہانگیری مین اور ابوالفضل نے اکبرنامہ مین یہ ایک لطیفہ لکھا ہے کہ جب ہمایون دارالسلطنت
دہلی مین اسکندر کی فتح کے بعد آیا ہے تو پانچ برس کا اکبر تصویرخانہ مین تصویر کی مشق کرتا تھا۔ عبدالصمد
مصور اسکو اس بدیع صنعت کی شورش مبتلا تا تھا۔ ایک دن اوس نے آدمی کی تصویر بنائی جسمین سب اعضو

احتیاطاً اس نے علی قلیخان شیبانی کو دس ہزار سوارون کے ساتھ پہلے روانہ کیا تھا۔ علی قلیخان پانی پت مین آیا اور جب اسکو خبر ہوئی کہ ہیمو کا توپخانہ وہان آگیا ہے اور سپاہ بھی اوسکے ساتھ نہین ہے تو وہ اوسپر چڑھ گیا اور توپ خانہ چھین لیا اسکے ساتھ جو آدمی تھے وہ بے جنگ بھاگ گئے۔ ہیمو کو اس واقعہ سے بڑا افسوس ہوا۔ یہ توپین اس پاس ترکی سے آئین تھین اور وہ بڑی عظمت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھین اکبر اور بیرام روز پنجشنبہ دوم محرم ۹۶۴ھ مطابق ۵ نومبر ۱۵۵۶ء کو پانی پت کے میدانون مین آئے تو اونہون نے دیکھا کہ ہیمو کی سپاہ انکی طرف حرکت کر رہی ہے۔

ہیمو نے اپنی سپاہ کو تین حصون مین تقسیم کیا تھا۔ دست راست کی سپاہ شادی خان کاکر کو اور دست چپ کی اپنے بھائی رمن کو جو بڑا تیز چالاک بہادر تھا حوالہ کی اور تیسرے حصہ کا اہتمام خود لیا۔ پادشاہ کی سپاہ کے مقابلہ مین پانچسو ہاتھی آئین جنگ کے موافق کھڑے کیئے۔ یہ وہ ہاتھی تھے کہ ہندوستان کے پادشاہون نے جمع کیئے تھے۔ تیز پائی اور چرب دستی انکی مشہور تھی۔ وہ عمارات عالی کو اپنی ایک جنبش مین ویران کر دیتے تھے۔ اپنی کھلاڑیون مین مضبوط درختون کو جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دیتے تھے۔ میدان جنگ مین سوارونکو گھوڑون سمیت سونڈ مین اوٹھا لیتے تھے وہ ہتھیارون سے سجے ہوئے تھے اونکی سونڈون پر شمشیر اور حربے لگے ہوئے تھے اونکی پیٹھ پر رعد انداز اور تخش انگن بیٹھے ہوئے تھے۔ رجپوت وافغان تیس ہزار سوار ہیمو کے ساتھ تھے۔ شیر شاہ و سلیم شاہ کے وقت کے بڑے بڑے بہادر اپنے نامور ہاتھیون پر سوار تھے اور ہیمو خود اپنے ایک بھاری ہاتھی پر جسکا ہوائی نام تھا سوار تھا اوسنے اول پادشاہ کے ہراول کے میسرہ پر حملہ کیا اور اسکو پراگندہ کر دیا۔ اسکے ہاتھیون سے پادشاہ کے میمنہ اور میسرہ کے قدم اوکھڑے اور بعض بڑے بڑے نامور بہادر قتل ہوئے۔ مثل محمد قاسم خان نیشاپوری حسین قلیخان وشاہ قلیخان محرم ولعلخان بدخشی۔ پادشاہ کے لشکر نے جب دیکھا کہ انکے گھوڑے ہاتھیون کے سامنے نہین کھڑے رہتے تو وہ پیادہ پا ہو کر تلوارین ہاتھ مین لیکر دشمن پر جھپٹے ہیمو کے افسر انکو روک نہ سکے وہ خود قلب سپاہ پر جسمین بیرام خان افسر تھا جھکا۔ اس جوانمرد جنگ آزمودہ سپہ سالار کی سپاہ نے تیر اندازی کرکے سوارون کو گرایا۔ علی قلیخان شیبانی کا لشکر ایسی جگہ مقیم تھا کہ وہان ہاتھیون کا گذر نہین ہوسکتا تھا اس نے پیچھے جاکر تیر اندازی اور تیغ زنی کی۔ ہیمو بھی حملے کرتا تھا

ن دس ہزار آدمی تھے جنمین پانچ ہزار قابل نبرد تھے اس قلیل سپاہ کو باد شاہ نے ہیمو۔ کی کثیر سپاہ پر فتح
پائی- امیر تیمور کو تو سلطان ابراہیم سے پانی پت کی لڑائی مین ۱۲۰ ہاتھی ہاتھ آئے تھے شہنشاہ اکبر کو پندرہ
سو۔ اور اسی پر اور غنائم کا قیاس کرنا چاہیے- بڑا خزانہ اور جواہر خانہ ہاتھ لگا جو سپاہ کو تقسیم کیا- اور ہاتھی اور
توپخانہ سرکار شاہی مین داخل ہوا- یہ لڑائی جمعہ کے دن صبح کو ۱۰ ماہ محرم ۹۶۴ھ کو موضع کھرونده مین واقع ہوئی جو پانی پت
کے پاس ہے اور پھر وہان ایک مشہور سرای بنائی گئی- بگرفت ہیمو را- اس فتح کی تاریخ ہوئی-

اسی فتح کے روز سکندر خان اوزبک کو ہزیمت یافتون کے تعاقب کے لیے اور دار الملک دہلی کی حراست کیواسطے روانہ کیا
اس نے کچھ شریر اور معطل آدمیون کو زندان زندگانی سے خلاصی دی اور ملک کی پراگندگی کا منتظم ہوا- دوسرے روز
بادشاہ ایک دن بغیر کسی مقام کے پانی پت سے دہلی مین آیا جہان اسکا دادا تیس برس پہلے آیا تھا اور بابا اسکو چھوڑکر
بھاگا تھا- مگر اس طفل چہاردہ سالہ نے وہ اپنا کرشمہ دکھایا کہ اپنے باپ دادا پر سبقت لیگیا- دہلی مین ہر صنف و ہر طبقہ کے آدمیون
نے انکا شکریہ ادا کیا- مجنون خان قاقشال نے راجہ بہاری مل کا اخلاص جو اُس نے نارنول کے محاصرہ مین مشاہدہ کیا تھا
بادشاہ سے عرض کیا- بادشاہ نے اُسکو طلب کیا- جس وقت راجہ اور اُس کے اقربا بادشاہ سے خلعت رخصت لینے بارگاہ بادشاہی
مین آئے تھے- بادشاہ مست ہاتھی پر سوار تھا شورش مستی مین ہاتھی جسطرف دوڑ جاتا تھا- آدمی ہٹ جاتے تھے مگر جب وہ راجپوتونکی
طرف گیا تو وہ اپنی جگہ سے نہ ہلے جیسے کھڑے تھے ویسی ہی کھڑے رہے- انکا اس طرح کھڑا رہنا اسکو بہت بھایا- راجہ سے اس نے
فرمایا کہ ہم تجھ کو نہال کرینگے چنانچہ ایسا ہی اس نے کیا جسکا ذکر آگے آئیگا- فتح کی خوشی مین جشن ہونا شروع ہوا- انعام
خزانے دئیے گئے- جس جس گروہ نے کہ جان سپاری مین ہمت دکھلائی تھی اُن پر طرح طرح کی نوازش کی گئی- شریف وضیع
خرد و بزرگ کو عطایا دئیے گئے انمین سے خان زمان خان کے خطاب سے علی قلی خان شیبانی سرفراز ہوا- اور سرکار سنبل مع میان
دوآب گنگ و جمنا(؟) اس کو جاگیر مین دئیے گئے ان حدود کے انتظام کے واسطے اسکو رخصت کیا- عبد اللہ خان اوزبک کو
شجاعت خان کا خطاب و سرکار کالپی اسکو مرحمت ہوئی- اسکندر خان کو خان عالم کا خطاب- پیر محمد خان شروانی کو
ناصر الملک کا خطاب عنایت ہوا- اور اسکو اپنی خدمت مین رکھا- میان خان کو دار الخلافہ آگرہ کی حدود کا انتظام
سپرد ہوا- غرض ہر ناحیہ کا ایک منتظم بادشاہ نے مقرر کیا-

اسی اثنا مین خبر آئی کہ شیر شاہ کے غلام حاجی خان نے الور اور تمام میوات مین فساد مچا رکھا ہے- بادشاہ نے
مولانا پیر محمد ناصر الملک کو فوج دیکر اوسکی تادیب کے واسطے روانہ کیا ہے- حاجی فقط اس لشکر کی ہیبت سے بھاگ گیا

پادشاہ کا دہلی میں جانا اور امرا کو خطاب و سپاہ کو انعام دینا ۔ سنہ ۹۶۳

میوات پر قبضہ

بند بند جدا جدا بنا ہو۔ ایک شخص نے اکبر سے پوچھا حضور نے یہ کسکی تصویر بنائی ہے اس نے جواب دیا کہ ہیموکی
حال آنکہ اس وقت ہیمو کا نام و نشان بھی وہ نہین جانتا تھا۔ جس وقت بیرام خان نے اصرار کیا کہ بادشاہ
ہیمو کو اپنے ہاتھ سے قتل کرے تو اس وقت اوسنے اس تصویر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ مین پہلے ہی
ہیمو کے بند بند جدا کر چکا ہون —

ابوالفضل نے ایک اور لطیفہ لکھا ہے کہ جب بادشاہ جالندھر سے ہیمو کے استیصال کے لیئے چلا
تو ایکدن میر آتش کو حکم دیا کہ مسرت خاطر اور آدمیون کے تماشے کے لیئے اقسام آتشبازی کو
سرانجام دے اور ہیمو کی صورت کی آتشبازی بنا کے آگ لگاؤ۔ تھوڑی دیر مین یہ گلزار آتش
تیار ہوا۔ ہیمو کی صورت بھی آئی جسمین آگ لگائی گئی اس بزم بازی مین اسنے پہلے ہی اپنے کشتنی
بدخواہ کو سوختنی بنایا —

پانی پت مین تیس برس پہلے اکبر کے دادا بابر کو یہان فتح حاصل ہوئی تھی اور اس سے
پہلے اس کے جد امجد امیر تیمور صاحبقران کو اسی میدان مین ظفر نمایان حاصل ہوئی تھی مگر نتیجہ ان
دونو لڑائیون کا سوای اسکے نہ تھا کہ ایک فتح حاصل ہوئی۔ مگر اکبر کو جو یہ فتح حاصل ہوئی تو
اسکا نتیجہ اعظم یہ پیدا ہوا کہ اسکے خاندان نے ساری ہندوستان مین دو سو برس تک بڑی شان و
شوکت سے سلطنت کی۔ جب سے اسکا تنزل شروع ہوا کہ اسی پانی پت کے میدان مین شمال سے ایک
حملہ آور نے آنکر اسی خاندان کے بادشاہ کو شکست دی اور بعد اسکے ایک بیگانہ قوم نے بحر
اطلانٹک کے جزیرہ سے نکل کر اسکا کام تمام کیا قطع نظر اسکے اکبر کی اس فتح کو اسکے باپ دادا کی فتح
پانی پت پر اور طرح سے بھی فضیلت ہی۔ اس وقت ہیمو پاس وہ اسباب جمع تھا کہ ہندوستان
کے فرمان فرمایون کو میسر نہ تھا۔ سپاہیان کار طلب کا ہجوم۔ مبارزان کارزار کی فراوانی
اسباب توپخانہ کی افزونی۔ فیلان زبردست کی کثرت۔ امرا افغان کو جسمین مقدم شاہی خاندان
میواتی تھا۔ ہیمو نے مناصب و اضافہ کا امیدوار کیا تھا اور خزانہ کا منہ کھول دیا تھا۔ بہت انعام
دیئے اور سپاہ کی تسلی کی۔ اسکی سپاہ مین تیس ہزار افغان اور راجپوت تھے۔ شیر شاہ اور
سلیم شاہ کے وقت کے بڑے بڑے بہادر اپنے ہاتھیون پر بیٹھے ہوئے تھے بادشاہ کی سپاہ مین

پانی پت کی لڑائی کا نتیجہ اعظم

ہمایون نے اُسکو مخدوم الملک بنایا تھا۔ وہ ظاہر مین پادشاہ کی محبت کا دم بھرتا تھا اور دل مین افغانون سی الفت رکھتا تھا۔ اُس کے کہنے سے سلطان سکندر نے پنجاب کے کوہستانی زمینداروں کو اپنے ساتھ لیا۔ پنجاب سی روپیہ خوب وصول کیا۔ خضر خواجہ خان لاہور کو حاجی محمد خان شیبانی کو سپرد کرکے خود سکندر سی لڑنے گیا۔ دو ہزار منتخب سپاہی ساتھ لیکر موضع جنہاری مین کہ لاہور سی دس کوس پر ہے سکندر کے لشکر کثیر سے جا بھڑا۔ مگر میدان جنگ مین اس کے آگے نہ ٹھیر سکا شکست پاکر الٹا لاہور مین آیا اس اثناء مین ملا عبد اللہ کی روپیہ بازی کا حال حاجی محمد خان شیبانی کو معلوم ہو گیا تو اُسنے ملا کو شکنجہ مین دھرا اور زمین مین آدھا گاڑ کر ساری عمر کا جمع کیا ہوا روپیہ اوس سی اوگلوایا۔ غرض بُری تعذیب سے اسکی جان کو جسم سی نکالا۔ جب بادشاہ کو یہ خبر پہنچی تو اوس نے بہت جلد سیالکوٹ اور اسکے حدود مین سکندر خان خان عالم کو خضر خواجہ کے اعتضاد کے لیئے بھیجا۔ مگر پنجاب سے اُمراء جو یہان حج ارد صادر ہوئے اونکی زبانی متواتر پادشاہ نے سُنا کہ سکندر خان سور نے بڑا لشکر جمع کیا ہے اور مانکوٹ کو اپنا ماٴمن بنایا ہے۔ جہان وہ میدان مین شکست پاکر محفوظ رہ سکتا ہے فتح مذکور پانے سے اس کے ہمراہیون کی عزت بڑھ گئی ہی جب تک پادشاہ وہان نہ جائیگا یہ مشکل کام آسان نہین ہوگا اس لیئے پادشاہ نے ممالک شرقیہ ہندوستان کی عزیمت موقوف کی۔ یورش پنجاب کا ارادہ مصمم کیا۔ پادشاہ کے آدمیون نے دیوان لسان الغیب مین فال دیکھی یہ بیت نکلی ؎ سکندر را نمی بخشید آبے ٭ بزور و زر میسر نیست این کار ٭ اس سی پادشاہ کے مخلصون کو ایک اعتضاد ہوا۔ بالغ نظر تو فال کو کب معتبر جانتے ہین مگر ایسی اوقات مین کہ خاطر مضطرب ہوتی ہے ایسے تفاولات پریشان دلون کو اطمینان دیکر خوش کرتے ہین پادشاہ کا تو اس مقولہ پر جو اسکی سلطنت کی جان ہی عمل تھا کہ جو کام کیا جاوی وہ پورا کامل طور پر کیا جاوی۔ غرض چہارم شہر صفر ۹۶۴ھ کو مہدی قاسم کو دہلی سپرد کی اور خود پنجاب کی طرف روانہ ہوا۔ منزل بمنزل آہستہ شکار کھیلتا ہوا چلا۔ ترک تاجیک فوج فوج اسکی خدمت مین چلے آتے تھے۔ خصوصاً کابل و قندہار و بدخشان سے جدید و قدیم ہوا خواہون کی جمع کثیر اسکی درگاہ مین آئی۔ جب جالندھر کی حدود مین پادشاہ آیا تو سکندر نے اس نواح مین فتنہ فساد برپا کر رکھا تھا وہ کوہ سوالک مین چلا گیا۔ پادشاہ کو اسکے فتنہ کا شانا منظور تھا اُس نے راہ کی دشواری کی پروا نہ کی۔ وہ سکندر کے پیچھے کوہ سوالک مین چلا گیا۔ یہان کا

سارى ميوات پر بادشاه كا قبضه ہوگیا۔ یہان کی حدود مین ایک قصبہ یونی ناچاری (ناجاری) نہایت مستحکم تھا۔ اس قصبہ مین ہیمو کا مال و اسباب اندوختہ کیا ہوا موجود تھا۔ وہین اس کے اہل وعیال تھے۔ اس کا باپ اسی برس کا بوڑھا زندہ تھا۔ اس بڈھے نے بھی بادشاہ کے لشکر سے ایک کارزار کی جس مین وہ گرفتار ہوا۔ ناصر الملک اس سے کہا کہ بڑے میان اب مسلمان ہوجاؤ۔ اوس نے کہا کہ جس مذہب کی اطاعت مین میری اسی برس گذری ہون اس آخر وقت مین اس سے مخالفت اور نئے دین کی موافقت نہین کرسکتا اور فقط جان کے خوف سے بے سمجھے تمہارے طریقہ کو نہین اختیار کرسکتا اس جواب کا جواب لانا پیر محمد نے زبان تیغ سے دیا۔ اور اوسکا سارا مال و اسباب اہل و عیال و بچا سن ہاتھی ساتھ لیکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ حاجی خان اجمیر کو اپنا امن سمجھا اور وہان چلا گیا یہان رانا کو جو اس رانا کا بیٹا تھا کہ بابر سے لڑا تھا طرح طرح سے تنگ کیا آخر کو ان دونون اجمیر کے نواح مین ہنگامہ کارزار گرم ہوا جسمین حاجی خان اور اوسکے وکیل مظفر خان نے کارہاے نمایان دکھائے۔ رانا کی شکست ہوئی چونکہ اجمیر اس کو بڑا گھمنڈ تھا کچھ کام نہ آئی اس نے شکست پائی اجمیر اور ناگور اور اسکے مضافات پر حاجی خان کا قبضہ ہوگیا وہ بڑا صاحب اقتدار ہوگیا۔ اسکے استیلا کی خبر سنکر محمد قاسم خان نیشاپوری و سید محمود بارہہ۔ شاہ قلیخان محرم اور ایک جماعت کو دفع کرنے کے لئے بادشاہ نے تعین کیا۔ اب وہ ابہ تو دشمنون سے خالی ہوا۔ میوات مطیع ہوا۔ زمینداروں کی تسلی و تشفی کے واسطے بادشاہ نے میواتیون سے ناتہ رشتہ کرنا شروع کیا۔ حسن خان میواتی کی چچازاد بھائی جمال خان کی دو لڑکیان تھین۔ ایک کے ساتھ بادشاہ نے خود شادی کی اور دوسری کے ساتھ بیرم خان کی شادی کرائی۔ اس وقت یہ ناتہ رشتہ کرنا بھی انتظام ملکی کے حق مین اکسیر کا حکم رکھتا تھا۔ بادشاہ کا ارادہ تھا کہ ممالک شرقیہ ہندوستان کی طرف توجہ کرے کہ اس اثنا مین خبر آئی کہ نواحی لاہور مین خضر خواجہ خان اور سکندر سور کے مابین لڑائی ہوئی اور خواجہ کو شکست ہوئی وہ لاہور مین آگیا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے۔ ہم نے پہلے لکھا ہے کہ پیر محمد خان سے سلطان سکندر شکست پاکر جنگلوں اور پہاڑون مین چلا گیا تھا اور خضر خواجہ خان سکندر شاہ کی مدافعت کے لیئے مقرر ہوا تھا وہ مع امرا و نظام کے جاکر لاہور مین رہتا تھا۔ جب یہ خبر آئی کہ ہیمو نے دہلی فتح کرلی تو بادشاہ دہلی کی طرف متوجہ ہوا۔ ملا عبداللہ سلطان پوری نے سکندر شاہ کو یہ مقدمات لکھ بھیجے کہ پہاڑون سے نکلو۔ پنجاب کو لے لو۔ یہ خوب موقع ہے۔ اس ملا کو افغانون نے تو شیخ الاسلام کا خطاب دیا تھا اور حضرت

فتح میوات اور [illegible] ۹۶۴ھ

بادشاہ کا دہلی سے پنجاب جانا

موافق اپنے مورچل بنائے۔ پہلے ہی دن قلعہ سے افغان باہر نکلے تھے کہ ادہم خان نے انپر حملہ کرکے شکست دی۔
غرض ہر روز جنگ دست بدست سردارا اور کار طلب بردست پادشاہ کے مورچوں سے نکل کر پیش دستی میں دست بردی کرتے
تھے اور اہل قلعہ توپ تفنگ کی مار سے کسی شخص کو قلعہ کے گرد نہ پھرنے دیتے تھے۔ محاصرہ کے لوازم بوجہ احسن سرانجام پائے تھے
اور مورچیل اور سرکوب آگے بڑھتی جاتے تھے۔ ناصر الملک کا مورچہ سب سے آگے بڑھا ہوا تھا اسنے کارہائے نمایاں کیے تھے۔
آٹھ مہینے تک لشکر شاہی اوسپر حملہ کیا اور کچھ نہ کرسکا۔ سکندر خان کو یہ امید تھی کہ سلطان عدلی ضرور مشرق سے ساز و سامان
مہیا کرکے دہلی اور آگرہ پر چھاپا ماریگا۔ پادشاہ کا لشکر اسطرف جائیگا یوں قلعہ مانکوٹ بچ جائیگا۔ مگر جب اسنے سنا
کہ سلطان عدلی حاکم بنگالہ کے ساتھ لڑکر اس جہان سے گذر گیا۔ اور ہیمو بقال کا حال بھی یہی ہوا تو اسکو ناامیدی پر
ناامیدی ہوئی اور محصنان قلعہ پریشان خاطر و پراگندہ دل ہوئے اسحالت یاس میں مجبور ہوکر نہایت عجز و انکسار کے
ساتھ اپنے کاردان معتمد بھیجکر التماس کی کہ پادشاہ سلامت اپنے معتمدوں میں سے کسی کو قلعہ کے اندر بھیجے کہ میری خاطر جمع
کو تسلی پذیر کرے مجھے لشکر پادشاہی کا ضمیمہ بنائے۔ پادشاہ نے اتگہ خان کو قلعہ کے اندر بھیجا اسکے سامنے سکندر نے خجالت سے
یہ اظہار کیا کہ میں عقل عاقبت اندیش نہیں رکھتا تھا۔ کوتاہ بینی کی۔ میرا منہ نہیں ہے کہ پادشاہ کی ملازمت میں حاضر ہوں
میں اپنے بیٹے کو بندگی کے لیے بھیجتا ہوں اور امیدوار ہوں کہ کوئی جگہ میری لیے نامزد ہو جاے۔ کہ میں وہاں چندروز
رہ کے پھر پادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ تا زندہ ام بندہ ام اس فرستادہ نے
ملائمت کے ساتھ خدمت کی اور ناصر الملک کے لیے جو خانخاناں کی وکالت رکھتا تھا بلکہ رکن السلطنت تھا نقد و جنس
بھیجے اس لیے مشار الیہ نے سکندر کی دولت خواہی سے اسکی التماس کا خلاصہ بیرام خان سے عرض کیا۔ بیرام خان
نے اسکو پادشاہ سے عرض کیا۔ پادشاہ نے اسکے لیے خرید اور بہار جاگیر میں دئے اس نے اپنے بیٹے عبدالرحمن کو
امراء معتمد میں سے غازی خان کی ہمراہ بھیجدیا۔ اور پیشکش اور چند ہاتھی برگزیدہ اس پاس بھیجے۔ ۲۷ رمضان شنبہ
کو قلعہ کی کنجیاں اولیاء دولت کے سپرد ہوئیں۔ وہ حصار کے زندان سے نکل کر خریدہ بہار میں گیا۔ اور یہاں سے
دو سال بعد جہان سے گیا۔ قلعہ مانکوٹ کی حراست ابوالقاسم برادر محمد قاسم موجی کو سپرد ہوئی۔ چھ مہینے کچھ دنوں
بعد کوہ سوالک سے ۲ شوال کو پادشاہ لاہور میں آیا۔ یہان کے ایام توقف میں یہ سانحہ پیش آیا کہ ننتھہ بل زمیندار
قتل ہوا۔ یہ زمیندار اپنی کم بختی سے سکندر شاہ کی ہمراہ ہوا۔ زمینداروں کی اکثر یہ دستور و رسم ہے
کہ وہ کسی کے ساتھ یکجہت نہیں ہوتے سب طرف دیکھتی رہتی ہیں جسجانب کو غالب [illegible] جاتے [illegible]

سکندر سور کا کوہستان مین فرار ہونا اور اسکا تعاقب - سنہ ۹۶۴

یہان کا عالم ہی اور تھا      وہ ہندوستان کے خود سرون اور گردن کشون کی گریز گاہ تھا -
قصبہ دیے سوہ مین پہنچا اور پھر قصبہ دھمری مین آیا - یہان جشن نوروزی تھا جس سے سال دوم الٰہی شروع
ہوا (سال الٰہی ہر جشن نوروز سے شروع ہوتا ہے) یہان بادشاہ پاس یہ خبر آئی کہ سلطان سکندر کوہ
سوالک مین اپنے بھاگ آیا ہے کہ اسکا خیال یہ ہے کہ بادشاہی لشکر کو پہاڑون کی تنگ راہون کے چکرون مین لاکر
سکار کرون مگر بادشاہ نے اس بات کی کچھہ پروا نہ کی اور ناصر الملک کو بہادرون کی جماعت کثیر کے
ساتھ روانہ کیا کہ اس پہاڑ کے زمیندارون کو تاخت و تاراج کرے - اسنے تھوڑے عرصہ مین پہاڑ کے
بہت سے راجاؤن کی تنبیہ و تادیب کی اور سب کا مال و اسباب لوٹ لیا - سکندر پاس جو کوہستانیون کی
جمعیت تھی وہ پریشان اور بے جنگ فرار ہو گئی - بادشاہ ان بھگوڑون کے پیچھے روانہ ہوا - قلعہ مانکوٹ
مین سکندر چلا گیا - مانکوٹ کا قلعہ چار استوار قلعون سے بنا ہے سلیم خان نے اس وقت کہ گکھڑون کا
استیصال اسکو منظور تھا انکو قریب قریب پہاڑیون پر عجیب و غریب طرح سے بنایا ہے ایک پہاڑی کی چوٹی
پر ایک قلعہ سنگ و ساروج سے بنایا ہے یہ سب قلعے دیکھنے والے کو ایک ہی قلعہ معلوم دیتا ہے اصل وہ
جگہہ جہان قلعہ بنائے ہین ایسی محکم ہے کہ اوسکو قلعہ خدا داد کہنا چاہیئے اور اوسپر یہ مستحکم قلعہ بنائے
ہین وہ دشمن کو اپنی بڑی ہولناک شکل دکھاتے ہین اسپر لشکر کا بھیجنا مشکل اور اگر پہونچ بھی جائے تو وہان
کے رہنے والون کو زیر دست بنانا بہت دشوار - میٹھا پانی وہان کثرت سے اذوقہ جسقدر چاہیئے
بہتائی سے میسر - ان قلاع عظیمہ کے بنانے سے سلیم شاہ کا اصلی مطلب تھا کہ جب ہمایون ہندوستان کو
جائے تو وہ لشکر پنجاب کے لیئے اسے مقر و مامن بنائے اور لاہور اجاڑ کر وہان بسائے اور وہان
بڑا لشکر رکھ کر پنجاب کی حدود پر فرمان روائی کرے - اور لاہور کے خراب کرنے کی وجہ یہ تھی کہ یہہ
شہر اقسام تجار و اصناف مردم کا مسکن تھا تھوڑی سی توجہ سے وہان لشکر عظیم اور اسکا سارا ساز
و سامان میسر ہو سکتا تھا اسکو خوف رہتا تھا کہ خاندان تیمور کا لشکر وہان استعداد فراوان
بہم نہ پہنچائے جسکا علاج کچھہ نہو سکے مگر یہ ارادہ اسکی موت نے پورا نہ ہونے دیا -

قلعہ مانکوٹ کا محاصرہ

جب شہنشاہ اکبر کو معلوم ہوا کہ اس قلعہ مین سکندر متحصن ہے تو اوسنے اس قلعہ کے محاصرہ کا
حکم دیا بادشاہ کی فوج نے قلعہ کو گھیر کر اپنی دائرہ کا مرکز بنا لیا اور آداب قلعہ گیری کے

علاج کرے اور قندھار بھی آن کر لے لے۔ شاہ ایران نے سیستان و فرہ و گرم سیر سے تین ہزار ترکمان بسرداری علی یار بیگ افشار بھیج دیئے۔ بہادر خان کو اس لشکر کی خبر نہ تھی اس کے سر پہ یہ بلائی ناگہانی آئی تو وہ اس سے سخت لڑائی لڑا۔ دو دفعہ وہ گھوڑے سے گرا۔ آخر کو بھاگا زمین داور اور اس حدود میں ٹھیر نہیں سکتا تھا۔ شرمندگی کا مارا بادشاہ کی خدمت میں مانکوٹ میں آیا اسکو بادشاہ نے ملتان . . جاگیر میں دیا اور محاصرہ میں ایک مورچل اسکے سپرد کیا اس نے کام خوب کیا۔ اسی طرح شاہ محمد قلاتی نے شاہ ایران سے کمک لیکر اور عہد و پیمان کرکے بہادر خان کو ہزیمت دی مگر وہ اپنے عہد و پیمان پر قائم نہ رہا۔ پہلے شاہ ایران نے اپنے بھائی سلطان حسین مرزا کو ایک لشکر کے ساتھ قندھار لینے کے لئے بھیجا۔ شاہ محمد نے لوازم قلعہ داری میں سعی کی اور قلعہ کے محاصرہ میں امتداد ہوا۔ ایک دن بہادروں نے قلعہ سے نکل کے خلیفہ ساہو کے مورچہ پر حملہ کیا اسکو زخمی اور جمع کثیر کو قتل کیا۔ سلطان حسین مرزا سے کچھ کام نہ بنا وہ قلعہ چھوڑ گیا۔ پادشاہ ایران نے اور لشکر بہت سا بھیجا کہ کسی نہ کسی طرح قلعہ فتح ہو۔ علی قلیخان نے اسکا بیڑا اوٹھایا تھا اوس نے قلعہ کے لے لینے میں سخت کوشش کی مگر تیر و بندوق نے اوسکو ملک عدم میں پہنچایا۔ ایران کے لشکر میں تفرقہ پڑا سلطان حسین مرزا جو سراسیمہ قلعہ کے گرد بیٹھا تھا کہ اس اثنا میں شاہ محمد قلاتی نے بادشاہ پاس اپنی عرضداشت بھیجی اور حقیقت حال پر آگاہ کیا۔ بادشاہ نے جواب میں یہ حکم بھیجا کہ جنت آشیانی نے فتح ہندوستان کے بعد شاہ ایران . . . . . . کو قندھار حوالہ کرنے کا وعدہ کیا تھا وہ پورا کیا جائے اور تو ناحق ایران کی سپاہ سے لڑا اسکی عذر خواہی کرکے ہمارے پاس جلد آ۔ یہی اس نے کیا۔ سلطان حسین مرزا کو قلعہ حوالہ کیا۔

اسی محاصرہ کے اثنا میں یہ خوش خبری آئی کہ مریم مکانی مع اور بیگمات کے لاہور میں آگئیں ہیں اور بادشاہ کے اشارہ کی منتظر ہیں۔ ہمنے پہلے لکھا ہے کہ بادشاہ نے انکے لینے کے واسطے معتمد بھیجے تھے مگر اس آنے میں کچھ اس سبب سے توقف ہوا کہ کابل میں مرزا سلیمان کی شورش شروع ہوئی اور کچھ اس وجہ سے کہ ہیمو کے ہنگامہ کی کابل میں بری خبریں اوڑ رہی تھیں۔ کابل کے دہلی دروازہ پر ہیمو کا سر لٹکا تو سب طرح سے اطمینان ہوا۔ یہ بیگمات کابل سے روانہ ہوئیں منعم خان بھی انکے ساتھ ہوا اور محمد قلیخان برلاس کو کابل سپرد کیا مگر جب وہ جلال آباد میں آیا تو اوسکو تردی بیگ کا حال معلوم ہوا کہ بیرام خان نے دستے قتل کیا اس لئے

اوسکی ہمراہ ہوتے ہین جب جنت آشیانی کا انتقال ہوا سکندر شاہ سور نے ہنگامہ برپا کیا تو یہ اسکے ساتھ ہو گیا اور اسکے ہنگامہ کو آرایش دی۔ جب پادشاہ کے لشکر کو دیکھا کہ وہ قلعہ مانکوٹ کا محاصرہ کر رہا ہے اور اہل قلعہ پر بُری بنی ہوئی ہے تو زمیندارانہ حیلے بنا کر لشکر شاہی سے آن ملا۔ بیرام خان کو جب اس کے فساد برپا کرنے کی حقیقت معلوم ہوئی تو اسکو مار ڈالا اور اسکی بجائے اسکے بھائی بخشل کو مقرر کیا۔

بہادر خان برادر زمان خان جسنے زمین داور مین فتنہ و فساد اوٹھایا تھا شرمندہ و افگندہ زمین داور سے آکر پادشاہ کا زمین بوس ہوا۔ بیرام خان کی سفارش سے پادشاہ نے اس کے اعمال ناشایستہ کی سزا نہ دی۔ مگر اس سفارش سے اسکی نخوت اور بدکاری اور بڑھ گئی۔ عطوفت اصلی یہ ہی کہ آدمی کو بدکاری کی سزا دیکر اس طرح پر نصیحت کرے کہ پھر بدی کے گرد نہ پھرے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہی کہ جب حضرت ہمایون نے ہندوستان کی طرف توجہ کی تو بیرام خان کی جاگیر مین قندھار مقرر تھا۔ وہ شاہ محمد قلاتی کے اہتمام سے آراستہ تھا۔ زمین داور بہادر خان کی داوری کے لیئے تفویض ہوئی تھی جب ہندوستان میں ہمایون پادشاہ ہو گیا تو بہادر خان نے قندھار کے لینے کا ارادہ کیا۔ اوّل مکر و فریب سے چاہا کہ کافر نعمتی کرکے قندھار کو اپنے تصرف مین کرلون مگر حرام نمکی سے کارکشائی نہوئی۔ اس سرگذشت کی شرح یہ ہے کہ بہادر خان نے اپنا رازبستہ فرخ حسین پسر خواجہ قاسم ہزارہ پر کھولا اور کئی مسلح آدمیون کو اس کے گھر مین جو شہر قندھار کے اندر تھا چھپایا اور ایک دن مقرر کیا کہ دروازہ کے نگہبانون کا کام تمام کرین۔ اور بہادر خان بھی دروازہ ماشورہ سے آجائے اور باہم اتفاق کرکے شاہ محمد کو مار کر قندھار پر قبضہ کرلین۔ مگر جب یہ کام ہونے کو تھا جاسوسون نے اسکی خبر حارسان قلعہ کو پہنچا دی اُس وقت ان آدمیون کی گرفتاری کے لیئے آدمی متعین ہوئے۔ سازش کرنیوالے سراسیمہ ہوکر دروازہ ماشورہ پر دوڑے۔ وہان دروازہ مقفل تھا قفل کو توڑ نہ سکے کچھ خندق مین گرے۔ کچھ دیوار سے اپنے پانو سر کے بل گرے کچھ بھاگ کر منافقون کے گھر مین چھپے جنکو تلاش کرکے شاہ محمد نے مار ڈالا۔ جب بہادر خان کا یہ افسون نہ چلا تو وہ زمین داور مین آیا اور لشکر تیار کیا اور قندھار پر آکر لڑنا شروع کیا۔ شاہ محمد نے سوچا کہ ہندوستان کی کمک تو بہت دور ہے فرمانروای ایران سے ملتجی ہوا کہ حضرت ہمایون نے یہ قرار دیا تھا کہ فتح ہندوستان کے بعد قندھار شاہ ایران کے ملازمون کو حوالہ کیا جائیگا اگر آپ مناسب جانین تو ایک جماعت کو بھیجدین کہ وہ بہادر خان کا بھی

اس نکاح مین تامل اس سبب سے تھا کہ اسکی بہن مرزا کامران کی بیوی تھی اس لیئے وہ اسکو
کامرانیہ سمجھا تھا - مگر ناصر الملک نے اسکو سمجھایا کہ ایسے کامون مین توقف نہایت ناخوش ہے -
اس سمجھانے سے بیرام خان نے پادشاہ کے نکاح کا اہتمام خود کیا - اور جشن شاہانہ مرتب کیا
ہم نے پہلے لکھا ہے کہ مانکوٹ فتح کر کے ۲ شوال کو لاہور مین پادشاہ آیا کہ پنجاب کا شکستہ انتظام کرے
وہ یہان چار مہینے چودہ روز رہا - ۱۵ صفر ۹۶۵ھ دار الملک دہلی کو روانہ ہوا - جب جالندہر
مین آیا تو ہمایون کی بھانجی سلیمہ سلطان بیگم سے بیرام خان کا انعقاد کیا - ہمایون نے نسبت
ٹھیرائی تھی اور فرمایا تھا کہ ہندوستان کی فتح کے بعد یہ عقد نکاح ہوگا - اب بیرام خان نے
ح کی درخواست پادشاہ سے کی اسنے نکاح کر دیا - ماہم انگہ نے اسکا سارا اہتمام کیا جمعہ
جمادی الاخری پادشاہ دہلی مین دوبارہ آیا - خانخانان کے مہمات و معاملات مالی و ملکی کا ما
تھا اور آیندہ اور دو سال تک رہا - اب ہم وہ تمام حالات لکھتے ہین جس سے بیرام خان کا زوال

## بیرام خان کے ظلم و ستم - پادشاہ کیساتھ بد لطفی

معلوم نہین کہ بیرام خان جیسے عاقل و دانشمند و فرزانہ کے دماغ مین اختیارات شاہانہ نے کیون فتور ڈالا
کہ وہ ایسا غرور مین آگیا کہ اپنے سامنے کسی کو نہین دیکھ سکتا - جس کسی کو دیکھتا کہ وہ میری ہمسری کا
دعوی رکھتا ہے اسکا سرتن پر نہ رکھتا - اب ہم ان امیرون کا حال لکھتے ہین جنکو اس نے قید کیا
کسی طرح ذلیل کیا یا مار ڈالا ابو المعالی کے قید ہونے ۹۶۳ھ مین پہلے ہم نے لکھا ہے - اب
تردی بیگ کے قتل کا بیان لکھتے ہین جسکے لکھنے کا وعدہ کیا تھا وہ بھی اسی سنہ کا واقع ہے
تردی بیگ خان کو بیرام خان اپنا ہمسر سمجھکر ہمیشہ اسکی طرف سے اندیشہ مین رہتا تھا -
تردی بیگ بھی اپنے تئین لشکر شاہی کا سپہ آرا سمجھکر بیرام خان کے برباد کرنے کی تدابیر کے سوچ بچار مین وقت
فرصت کے انتظار مین رہتا تھا - ہر ایک نے تعصب مذہب جو دین بر اندازی ہے تم دین سمجھکر ایک
دوسرے کو پامال کرنے کا ضمیمہ بنا رکھا تھا اور فرصت کی تلاش مین رہتا تھا - باوجود اس مخالفت
جسکا منشاء نافہمیدگی و ناتوان بینی و حسد تھا ایک دوسری کو مکر و تزویر سے تو قان کہتا تھا

مرزا [illegible] پادشاہ کا [illegible]

مرزا تردی بیگ کا قتل ۹۶۳ھ و ۱۵۵۶ء

وہ اَنثا کابل گیا اور محمد قلیخان برلاس کو ہندوستان روانہ کیا۔ رلّہ مین پادشاہ کے دو اعیانی بیٹون کا
انتقال ہوا۔ پادشاہ ماہم انگہ کو جو اسکی آسایش گہوارہ سے آرایش تخت تک ہمیشہ ملازمت مین رہی تھی اور
نیک خدمتین کرتی تھی - استقبال کے لیئے لاہور بھیجا۔ وہ لاہور جاکران بیگمات کو پادشاہ کے لشکر کی طرف
لائی۔ پادشاہ بھی محاصرہ بیرام خان کو سپرد کرکے ایک منزل استقبال کو گیا۔ مریم مکانی نے اپنے نور بصر
کو دیکھ کے آنکھون کو روشن کیا۔ بڑی خورمی وخوشدلی ہوئی۔ پھر پادشاہ لشکر مین آیا جہان استداد محاصرہ
سے سپاہ دلتنگ ہو رہی تھی مگر بہت سی نئی سپاہ کے آنے سے اور اہل وعیال کے ہندوستان مین
پہنچنے سے وہ تازہ دم ہو کے زیادہ قلعہ کشائی مین اہتمام کرنے لگے۔

خان زمان خان نے رکن خان لوحانی کو جو شاہ عدلی کے امراء بزرگ مین سے تھا شکست دی
اور حدود سنبل مین گردن کشون کو لکھنؤ تک مطیع کیا۔ پھر حسن خان بچگوتی کو دفعہ کیا۔ اس سرگذشت کا
مجمل بیان یہ ہی کہ ہندوستان کے مشہور زمینداروں مین سے حسن خان تھا اور وہ اپنی برادری
اور خویشون اور پادشاہی نوکرون مین ممتاز تھا اور ہندوستان کے فرمانروایون کے عہد مین مستحکم
مقامون مین رہ کر غارت وتباہ کرنے کے منصوبے باندھا کرتا تھا۔ جب پادشاہ قلعہ مانکوٹ کے محاصرہ
مین مصروف ہوا تو وہ ایک لشکر گران جمع کرکے سنبل کو غارت وتباہ کرنے لگا اور جلال خان سور کو
کہ افغانون کے بڑے سردارون مین تھا اپنا ساتھی بنا لیا۔ خان زمان کو جب اسکا حال معلوم ہوا
تو یہان کے امراء پادشاہی کو ساتھ لیکر لکھنؤ سے باہر اس سے لڑا۔ حسن خان پاس بیس ہزار سوار جنگی
تھے۔ اور خان زمان خان پاس چار ہزار۔ مگر پادشاہ کی سپاہ کو فتح ہوئی۔ بہت غنیمت ہاتھ لگی
اس نے دو ہاتھی جبیرڈے نامی تھے وہ پادشاہ کی نذر مین بھیجے۔

سنہ ۹۶۶ھ مین جب پادشاہ دارالخلافہ آگرہ مین تھا تو اوس نے سنا کہ افغانون کی ایک قوم ہی جسکو
میانہ کہتے ہین اوس نے سرونج کی حدود مین فتنہ وفساد اوٹھا کے شورش وآشوب کا ارادہ رکھتی ہے
پادشاہ نے کمال خان گکھر کو جو اس خدمت کی لیاقت رکھتا تھا بھیجا۔ اس نے جاکر ان افغانون کو
ٹھیک بنایا اور فتح وظفر کے ساتھ پادشاہ کی خدمت مین جلد آیا
مرزا عبد اللہ مغل کی بیٹی سے کہ اصل نسل کی شریف تھی پادشاہ کا نکاح ہوا ——— بیرام خان کو

سنبل مین فتوحات سنہ ۹۶۵ھ

سرونج کی فتح سنہ ۹۶۶ھ

تاریخ بدایونی مین لکہا ہے کہ تردی بیگ نے نفاق کو خانزمان اور گواہون کی شہادت سے بیرم خان نے پادشاہ کی خاطرنشان کرکے ایکطرح کی اجازت اسکے قتل کے لیے حاصل کرلی تہی تو قتل کیا۔

مصاحب بیگ پسر خواجہ کلان جو پادشاہ کی خدمت مین قرب موروثی رکھتا تھا اور اپنے حقوق سابق کے ادعا کے سبب سے خانخانان کی اطاعت مین سر نہ جھکاتا تھا اور اسکی ساتھہ کچھ ادائی کرتا تھا یہ وہ اچھا نہ کرتا تھا۔ خان خانان اسکا تحمل نہ ہوسکتا تھا اس نے مصاحب بیگ کے پانوُن مین بیڑیان ڈال کر بیت اللہ بھیجنا چاہا۔ مگر ناصر الملک اُس کے قتل پر مصر ہوا۔ آخرکار یہ قرار پایا کہ کاغذ کے پرچہ پر ایک طرف قتل دوسری طرف نجات لکھا جائے اور وہ اوچھال کر پھینکا جاے۔ جو رُخ اوپر آئے وہ حکم غیب سمجھا جاے۔ اسکے موافق عمل کیا جائے۔ جب یہ کاغذ پھینکا گیا تو قتل اوپر آیا اسپر عمل ہوا۔ واہ کیا انصاف ہوا۔ ایک بے گناہ کی جان لینا لڑکون کا کھیل جوتی کی چٹ پٹ کرنے کا ہو گیا۔ اس سے بھی اور امرا ناراض ہوئے۔ پادشاہ کو بھی ناگوار گذرا ؎ خطرہاست در قرب شاہان بسے ٭ کہ باشاہ خویشی ندارد کسے ٭

مصاحب بیگ کے بعد اس خواجہ کی موت آئی۔ وہ پادشاہ قلی تھا۔ مزاج کا بیباک تھا کسیکی تواضع بے تقریب خوشامد و چاپلوسی نہین کرتا تھا۔ بزرگان دُنیا اپنے کام کی رونق کے لیے سب کو اپنی درگاہ کا چاپلوس بنانا چاہتے ہین اس سبب سے اکثر امرا اُسکو دوست نہین رکھتے تھے۔ ظرافت و مسخراپن اسکی عادت مین داخل تھا۔ یہ عیب بزرگون کے لیے سب سے بدتر ہے۔ سب سردارون سے ہنسی کرتا تھا۔ لباس ظرافت مین جسکو نادان خوش طبعی کہتے ہین دورازکار باتین کرکے زندگی بسر کرتا تھا۔ کوئی شخص نہین بچا تھا کہ پہلو مین اسنے ظرافت کا خار نہ لگایا ہو۔ محمد قلی خان برلاس نے اسکو غزنین کی حکومت دی تہی۔ ارباب غرض کو موقع ملا کہ منعم خان کی خاطر کو اس سے برآشفتہ کیا۔ اس نے کسی انتقام دیرینہ کا فکر تازہ کیا۔ ہندوستان مین بیرام خان کی خاطر کو اس نے برہم زدہ کیا اور اسکے قتل کے درپے ہوا۔ وہ دوزبینی اور نیک ذاتی کہان ہے کہ اپنی مصاحب کی دولت کو منظور رکھ کر پندہا کار آمد کو اپنی اغراض نفسانی کے واسطے تیر انتقام کا ہدف نہ بنائین اور اپنے سود و زیان پر نظر نہ کرکے ارباب استعداد کی آبرو کا ملاحظہ کرین۔ اب خواجہ حیران تھا کہ کیا کرون ہندوستان مین خدیوزمان بے پروا

مصاحب بیگ کا قتل ۹۶۵ھ

خواجہ جلال الدین محمود غزنوی کا قتل

توقان کے معنے ترکی زبان مین ہمزاد بیرادر بزرگ کے ہین تردی بیگ دہلی مین شکست کھاکر پادشاہ سے سرہند مین ملا وہ اپنے نزدیک تو یہ سمجھا تھا کہ بھاگنے سے جان بچگئی۔ مگر یہ معلوم نہ تھا کہ خندق سے نکل کر کنوئین مین گرنا پڑیگا اور بیرام خان اسکی جان کے لئے عزرائیل بنے گا۔ اس شکست سے مرزا کی وقعت مین فرق آگیا تھا۔ رقیب کو یہ موقع خوب ہاتھ آیا۔ اس نے مرزا سے دوستی اور محبت کو اور بڑھایا اور مولانا پیر محمد خان شروانی کی سعی سے اپنے گھر مین بلایا اور طہارت کا بہانہ بناکے خود تو خرگاہ سے باہر گیا اور مرزا کو یہان چھوڑگیا۔ فرمان بردون نے اُس کا کام تمام کیا اور مرزا کے رازدارون خواجہ سلطان و میر منشی کو اور اسکے قریب کے قرابت دار خنجر بیگ کو پکڑکر قید کیا۔ پادشاہ اوس وقت شکار مین مصروف تھا جب پادشاہ کو صورت واقعہ پر اطلاع ہوئی تو وہ ظاہر مین تو چین بجبین ہوا لیکن دل مین اوس نے کہا کہ اسکا بدلہ خدا بیرام خان سے لیگا۔ جب پادشاہ شکار سے واپس آیا تو بیرام خان نے پیر محمد کی زبانی عرض کرایا کہ مینے جو یہ دلیری کی کہ بغیر حضور کے حکم کے تردی بیگ کو قتل کیا تو اس مین سوائے دولت خواہی درگاہ عالی کے کوئی امر اور نہ تھا۔ تردی بیگ نے دیدہ و دانستہ فریب بدنیتی سے فرار کے عار کو اختیار کیا اسکی بے اخلاصی اور نفاق سب پر ظاہر ہے کہ اول سے آخر تک اس سے جیسے ناپسندیدہ حرکات صادر ہوئی ہین اگر ایسی تقصیرات کی سزا مین تغافل کیا جائے تو مہمات مین خلل پڑتا ہے۔ اس گستاخی سے کہ مین نے حضور سے اجازت نہین لی شرمندہ ہون۔ اس جرأت کا سبب یہی کہ مین جانتا تھا کہ حضور اپنی لطف و عطوفت کے سبب سے اس کے مارنے پر راضی نہین ہونگے اس صورت مین اس ضروری کام سے حضور منع فرماتے پھر اسکے خلاف کرنا گستاخی کو اندازہ سے بڑھا دیتا۔ اور امتثال امر موجب خلل ملک فساد لشکر ہوتا۔ امید ہے کہ نظر عفو سے یہ میرا کام منظور ہوگا اور بد درون عبرت پکڑکر تقصیر پر دلیر نہ ہون۔ پادشاہ نے بیرام خان کی معذرت کو قبول کرلیا اور اسکو بلاکر گلے لگایا اور کہا کہ بابر مین نے یہ کہا ہے کہ اختیار تمھارا ہے مگر خان خانان کی یہ جرأت پادشاہی امراء اور متعصبین کو خصوصًا ماہم انگہ کو نہایت ناگوار گذری اور وہ اس سے حسد کرنے لگے۔ فرشتہ نے لکھا کہ ثقات سے یہ بات سنی گئی کہ اگر تردی بیگ کو بیرام خان نہ مارتا تو لشکر چغتائی کا انتظام نہ رہتا پھر شیر شاہ کا زمانہ آگیا ہوتا یہ سچ ہے ؎ کسے راکہ دیدی تو در جنگ پشت + بکش گر عدو در مصافش نکشت

ہوئی کہ ناصر الملک بیمار رہوا۔ بیرام خان اسکی عیادت کو گیا۔ غلام ترک نے جو دربان تھا ناوانستگی کے سبب سے بیرام خان سے کہا کہ میں آپکے آنے کی خبر کرتا ہون۔ یہ سنکر خانخانان متغیر ہوا اور کہا سے بلے خود کردہ را درمان نہ باشد ۔ ملا پیر محمد اس واقعہ سے واقف ہوکر گھر سے باہر دروازہ پر آیا نہایت تواضع اور خجالت سے عذر خواہی کرنے لگا کہ دربان نے حضور کو پہچانا نہیں اسکے جواب میں بیرام خان نے کہا کہ آپنے تو مجھے پہچانا نہیں آپ کا دربان مجھے کیا پہچانتا وہ گھر میں آیا۔ کچھہ آدمی اسکے ساتھہ داخل ہوئے۔ کچھہ وہان ٹھیر کر تیوری پر بل ڈالے ہوئے باہر آیا۔ ناصر الملک کے فکر میں لگا۔ یار لوگون کو موقع ہاتھہ لگا۔ انھون نے بات باتین بنائین۔ خاصکر شیخ گدائی نے۔ چند روز بعد اپنے نوکرون کے ہاتھہ ناصر الملک پاس بیرام خان نے پیغام بھیجا کہ تو طالب علمی اور فقیر کے لباس میں قندھار میں آیا تھا۔ چونکہ آداب اخلاص میں تو اپنے تئین صادق دکھلاتا تھا اور ہمیشہ خدمات پسندیدہ بجا لاتا تھا۔ تجھہ کو مراتب و مناصب بزرگ پر سر بلند کیا۔ ملائی کے پایہ سے سپہ آرائی کے درجہ پر پہنچایا مگر تو تنگ حوصلہ تھا کہ ایک ہی ساغر میں بدمست ہو گیا۔ ہم کو خطرہ ہے کہ تجھہ سے مفاسد عظیمہ ظہور میں آئینگے جسکا علاج دشوار ہوگا بہتر یہی ہے کہ پھر اپنے فقیری گدڑون میں گوشہ گزینی اختیار کرو۔ علم و نقارہ اور اسباب جاہ و جلال اور اپنے تکبر اور ترفع کے مواد حوالہ کرو اور اپنی صلاح مزاج میں مشغول ہوتا کہ اس کے بعد جو ہماری رای میں آئے وہ ہم تیرے لیے تجویز کرین پیر محمد ایک آزاد مرد تھا اس نے کچھہ پروا نہ کی خوشی خوشی اسباب امارت واپس بھیجدیا شگفتہ خاطر ہو کر عزلت اختیار کی۔ پھر بداندیشون کی کوشش سے بیرام خان نے اسکے ساتھ جماعت کو ہمراہ کرکے قلعہ بیانہ میں بھیجدیا۔ وہان اس نے بعض آدمیون کی معرفت شرارت و خیریت میں متوسط الحال تھے سفر حجاز کی اجازت حاصل کی اور وہ گجرات کو روانہ ہوا وہ راہ میں پور میں پہنچا تھا کہ مرزا شرف الدین حسین واوہم خان کا خط پہنچا کہ جہان ہو وہین ٹھیر جاؤ آگے نہ جاؤ۔ دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے وہ اولٹا پھر کر جہاین میں مقیم ہوا۔ جب بیرام خان کو یہ حال معلوم ہوا شاہ قلی خان محرم و حرم خان کو ایک جماعت کے

بیرام خان کا استیلا۔ نہ ہندوستان مین آسکتا تھا۔ نہ کابل مین رہ سکتا تھا۔ ہمیون کی گود وہ اپنا عار سمجھتا تھا کہ کسی اور پاس چلا جاتا۔ منعم خان نے اسکی تسلی کیواسطے آدمی بھیجے۔ عہد و پیمان کرکے اسکو بلایا اور مقید کیا۔ پھر اشارہ کرکے اسکی آنکھون مین نشتر لگوائے۔ مگر تقدیر سے ان نشترون سے اسکی آنکھون کی بینائی نہ گئی۔ وہ ہندوستان کو جاتا تھا کہ منعم خان نے آدمیون کو بھیجکر اسکو اور اسکے چھوٹے بھائی جلال الدین کو گرفتار کرایا اور قیدخانہ مین مقید کیا۔ اور اس دولت خواہ پادشاہ کا خون اپنی غرض کے لیئے کیا۔ بیرم خان نے بھی اسکے قتل کا فرمان درست کرکے یہان سے بھیجدیا۔ پادشاہ نے اس بے گناہ کے انتقام کو منتقم حقیقی کے سپرد کیا۔

فتنہ اندوز۔ ناتوان بین۔ حسد پیشہ۔ بے سعادت۔ کہ حقیقت مین قضا سے دلتنگ اور خدا سے بجنگ ہوتے ہین اور کوتہ خردی سے اورون کی شادی سے اندوہگین ہوتے ہین اور اور آدمیونکی غمگینی اور اندوہ سے شادمانی کرتے ہین ایسے آدمیون نے بیرام خان کی خاطر کو پیر محمد خان سے متغیر کرا دیا۔ ناصر الملک فرط عقیدت و اخلاص سے دولتخواہی و کارکشائی کی مراسم بجالاتا اور مہمات ملکی و مالی کو سرانجام دیتا۔ نہ خدمت گزاری مین پین بجبین ہوتا۔ نہ دل مین کوئی گرہ ڈالتا۔ اپنی درستی اور راستی پر اعتقاد رکھتا۔ ضرور ایسا شخص مرجع خواص و عوام اور محل ازدحام طوائف انام ہمیشہ ہوتا ہے۔ اس سبب سے بے حوصلہ حسد آلودہ دل اُس سے خون ہوتا ہے۔ تیرہ رای افترا اور بہتان اسپر لگا کے کارشکنی کرتے ہین۔ بزرگون کی خاطر تو بسبب فزونی شغل و عدم فرصت کے ان مگس طینتون کی تشخص سے پریشان ہوتی ہے۔ پیر محمد خان خلق کا مراد و معاف بن گیا۔ حسد پیشون کا خون جوش مین آیا۔ انہون نے سخن سازی اور فتنہ اندازی مین اہتمام کرنا شروع کیا۔ بیرام خان کے انحطاط کا زمانہ قریب تھا۔ اسکا پیمانۂ دولت عنقریب پر ہونے کو تھا۔ اس نے سررشتۂ تدبیر کہ انسان کا سیرسامان ہی ہاتھ سے چھوڑ دیا اور اپنے تئین اہل حسد کے ہاتھ مین حوالہ کیا۔ ناصر الملک کی بلند ہمتی کے کامون سے وہ توہم مین پڑا۔ حسد پیشون ناتوان بینون و غرض گویون کی حرف و حکایات سے اس نے اپنے مخلص کو جسکو اس نے خود معتبر کیا تھا بغیر کسی ایسے امر کے جس سے وہ مستوجب عزل ہوتا معزول کیا۔ تقریباً اس طرح

ناصر الملک پیر محمد خان کا معزول ہونا ۹۶۶ھ ۱۵۵۹ء مطابق سنہ ۴ جلوس —

روس وقت پادشاہ نے مروت و حیا کے سبب سے کچھہ نہ کہا مسکراکر چلا آیا مگر رات کو جب بزم جام و بادہ مرتب ہوئی تو گایون کے لینے پر اور شیخ کی درازدستی پر بڑے قہقہے اڑے ؂ بزیردلق ملمع کمندہا دارند ✤ درازدستی این کوتاہ آستینان بین ✤ شیخ کا بڑا بھائی ٭ بہلول تہچول تھا جسکا ذکر پہلے ہوا ہے کہ مرزا ہندال نے اسکا خون اپنی گردن پر لیا تھا۔ یہ دونو بھائی اگرچہ فضائل و کمالات علمی سے عاری تھے مگر بعض اوقات پہاڑون مین جاکر ریاضات اور دعوات اسما کرتے تھے اور اس کو اپنے جاہ و اعتبار کی دستاویز بناتے تھے۔ امرا و سادہ لوح زود فریب کے وساطت سے سلاطین کی صحبت مین جاتے تھے اور اپنی ولایت کی متاع بیچتے تھے۔ برادر کلان ساری عمر بادشاہ ہمایون کی خدمت مین رہا۔ جب شیرشاہ کا زمانہ آیا تو وہ ہمایون کے خاندان کا دولت خواہ مشہور تھا۔.. محمد غوث افغانون کے خوف سے گجرات چلا گیا۔ کہتے ہین کہ صحرا و جنگل مین بارہ برس تک بن پتی کھاکر زندگی بسر کی غرض وہ بڑا مشائخ ہند مشہور تھا۔ جب شہنشاہ اکبر کی سلطنت ہندوستان مین ہوئی تو دارالخلافہ آگرہ مین وہ خود مع عیال و اطفال کے آیا۔ شہنشاہ خود اسکے گھر گیا ہندوستانی ائمہ مین مین نفاق و حسد باہم لازمہ ذاتی ہے شیخ گدای کو اپنی دکان پر اسکی دکان کھلنی گوارا نہ ہوئی ؂ بہ نزد خرد این سخن روشن است ✤ کہ ہم پیشہ ہم پیشہ را دشمن است ✤ شیخ گدائی بیرام خان کا نفس ناطقہ بن رہا تھا۔ اس نے اسکو ایسا بہکا دیا کہ وہ شیخ سے آشنا نہ ہوا بلکہ مجالس متعدد منعقد کرکے وہ رسالہ پڑھوایا جسمین شیخ نے معراج کا حال لکھا تھا کہ معراج مین مجالست و مکالمت خدا تعالیٰ کے ساتھ ہوئی۔ اسی قسم کے عجیب و غریب دعوی سادہ لوحون کے دلون کو اپنی طرف کھینچنے کے لئے کیے۔ یہ باتین عقلاً مذموم و ملوم تھین۔ اس سبب سے شیخ لعنت ملامت کے تیرون کا چاندماری بنا۔ وہ ان گستاخیون کا متحمل نہ بنا گوالیار مین جاکر گوشہ نشین ہوا۔ ۱۷ رمضان ۹۷۰؁ھ کو وہین انتقال کیا کہتے ہین ایک لاکھہ تنکہ اسکی تنخواہ مقرر ہوئی تھی ✤

شہنشاہ اکبر اپنے امرا کے قتل اور مقید اور ذلیل ہونے کو بیرام خان کے ہاتھ سے دیکھتا تھا اور اسکے مکافات کو خدا کے سپرد کرتا تھا مگر اس کا دل روز بروز اپنے اتالیق کی طرف سے ہٹتا جاتا تھا۔ آدمیون نے تو ان دونو مین بے لطفی کروائی ہی تھی ہاتھیون نے اور بھی اس بے لطفی کو اپنی

ہاتھیون کے سبب سے بادشاہ اور ادہم خان کی بے لطفی ۔

ساتھ بھیجا کہ اسکو گرفتار کرین۔ جب یہ جماعت وہان پہنچی تو طرفین مین جنگ ہوئی اتنے مین رات ہو گئی پیر محمد خان چند آدمیون کے ساتھ بھاگ گیا۔ سارا مال اسباب اوسکا دشمنون کے ہاتھ آیا۔

القصہ بیرام خان نے اپنی بے پروائی سے حسد پیشون کے اغوا سے ایسے مخلص کاردان کو ہاتھ سے کھویا اور اپنے پانون مین آپ کلھاری ماری۔ پادشاہ اس قضیہ کو اغراض فاسدہ پر مبنی سمجھا اور اسکے بھی مکافات ایزد کارساز کے سپرد۔ بیرام خان پر اپنا ملال ظاہر نہین کیا۔ پیر محمد خان کے بعد بیرام خان نے حاجی محمد خان شیبانی کو کہ قدیم نوکرون مین سے تھا منصب وکالت تفویض کیا۔ اگرچہ اس وکالت کا اطلاق اسپر کیا جاتا تھا مگر معنے اسکے شیخ گدائی تھا۔ جو شیخ جمالی کنبوہ شاعر دہلوی کا صاحبزادہ تھا ہمایون کی شکست ثانی کے بعد جب بیرام خان گجرات مین گیا تھا تو شیخ نے اوسکے ساتھ ان ایام غربت مین سلوک کیا تھا اسکے عوض مین بیرام خان نے بھی شیخ کو ہندوستان کے تمام اکابر پر تقدیم دے کر منصب جلیل القدر صدارت کا اسکو دیا تھا۔ اسکے گھر مجلس سماع مین جو بڑی پر تکلف دکان تذویر ہوتی تھی خانخانان اور خود شہنشاہ جایا کرتے تھے۔ دُنیا عجب مرد افگن بادہ ہے اس نے شیخ کو بھی چت کیا۔ مساکین و ضعفا کے ساتھ توجہ کرنی چھوڑی۔ قدیم خاندانون کی اراضی معاش و اوقاف پر قلم مارنا شروع کیا۔ تکبر کہ قدیم دولتون کا بنیاد افگن ہے نو دولتون کا ذکر تو کیا ہے وہ اختیار کیا اور اپنی نیتین اور اپنے مربی کو پایہ والا سے نیچے گرایا اس کا حال آگے پڑہو +

پادشاہ شکار کھیلنے گوالیار گیا وہان اس سے شکاریون نے عرض کیا کہ شیخ محمد غوث کے ہمراہ سوداگر بہت گائین آگرہ مین لائے ہین پادشاہ نے حکم دیا کہ قیمت دیکر گائین سوداگرون سے خریدی جائین۔ پھر لوگون نے کہا کہ شیخ محمد اور اسکے عزیزون پاس سوداگرون کی گایون سے بھی گائین ہین۔ اگر مراجعت کے وقت اسکے گھر حضور تشریف فرما ہون تو وہ ان گایون کو حضور کی کریگا۔ آگرہ مین پادشاہ اس کے گھر گیا۔ شیخ نے اس کے قدمون کو بیرام خان کی آفت کا حرز جانا۔ اور کل اپنی گائین اور گجرات کے بہت سے تحفے تحائف پیشکش مین دیئے اور حلوے اور عطریات حاضر کیئے۔ آخر مجلس مین پادشاہ سے شیخ نے پوچھا کہ آپ نے کسی کے ہاتھ پر بیعت بھی کی ہے پادشاہ نے جواب دیا کہ نہین۔ شیخ نے اپنا ہاتھ دراز کر کے پادشاہ کا ہاتھ پکڑ لا اور کہا کہ ما دست شمار اگرفتیم

شیخ محمد غوث سے بیرام خان کی [illegible] ۹۶۶ھ

فیلبان کو باندھ کر بیرام خان کی دلجوئی و دلدہی کے لیئے اُس پاس بھیجدیا۔ بیرام خان نے کہ
ادبار آگیا تھا اس فیلبان کو قتل کیا۔ کچھ خیال نہین کیا کہ یہ پادشاہ کا فیلبان ہے اور پادشاہ
نے اپنی مردمی کے سبب سے اسے بھیجا ہے قطع نظر اس سے اسنے یہ بچانا کہ برست چہ گرفت خصوصًا
اس حیوان بدمست پر۔ یہ حیوان عظیم جب بدمست ہوتا ہی تو کسی کے بس کا نہین ہوتا +

## پادشاہ اور بیرام خان کی باہم ناراضی کا علانیہ اظہار و پادشاہ کی خودمختاری کا اشتہار سنہ ۵ جلوس ۹۶۷ھ

بیرام خان کی مردانگی اور فرزانگی مین کسکو کلام ہے۔ پادشاہ کے ساتھ جو عقیدت اور اخلاص اسکو
تھا اسمین کون شبہ کرسکتا ہے مگر اسکی ادبار کا زمانہ جو آیا تو ایسی نامستحسن حرکات اس سے سرزد ہونے لگین کہ
پادشاہ بہی اسکی تندمزاجی اور خودمختاری سے عاجز ہوگیا۔ امراء چغتائیہ بھی اسکے تحکم کے تحمل نہ
ہوئے۔ اُدہر بیرام خان۔ اور اسکے مصاحب ولی بیگ و شیخ گدائی کنبوہ پادشاہ کے مخالف ہوئے
اِدھر پادشاہ اور بعض اسکے مصاحب بیرام خان کے زوال کی تدبیر سوچنے لگے۔
خدا تعالی کی حکمتین تو خدا ہی جانتا ہے مگر اسکی مصلحتین تھوڑی سی عاقل بھی پہچانتا ہے۔ یہ قدیم سے رسم
چلی آتی ہے کہ جب کوئی شخص بند و دراز مین گرفتار ہوتا ہے تو اس سے پہلے چند امر ایسے
صادر ہوتے ہین کہ انمین خدا تعالی کی رضامندی نہین پائی جاتی۔ آدمی جب عالم اسباب مین
عین جمال کا جلوہ دکھائے تو خرد کی کہ سب سے زیادہ بزرگ عطیہ الٰہی ہے پیروی کرکے ایسے کام کرے
جو استرضاء الٰہی ہوا اور ہرگز اسکو معطل و ہرزہ نہ کرے۔ اول ان آدمیون کو کہ شغلے بہت
رکھتے ہین یہ اہتمام کرنا چاہیے کہ اپنی صحبت مین خوشامدگویون کو کمتر دخل دے اگر زمانہ کی وضع
احتراز کلی دشوار کرے تو ناگزیر از روی بصیرت و بصارت ایک دو ملازمون اور آشناؤنکو
چُن لے کہ وہ خلوتون مین کلمہ حق کو سناتے رہین سچی بات بہت تلخ ہوتی ہے اور اکثر طبیعتون
اور مزاجون کو ناگوار گذرتی ہے۔ خوشامدگویون کی کثرت ہوتی ہے اور افراط مشغلہ کو
حق و باطل کی اور صواب و خطا کی تمیز کے لیئے فرصت کم ہوتی ہے اور بادہ کامروائی ہوش با

قد کی حد سے بڑھایا۔* ان ہاتھیون کا پہلا واقعہ یہ ہے کہ پادشاہ کو ہاتھیون کی کشتی کا بڑا شوق
تھا۔ ایک دفعہ نانکوٹ کے محاصرہ کی وقتون مین پادشاہ ہاتھیون کی کشتی کا تماشا دیکھتا تھا
دو ہاتھیون مین لڑائی بڑی دیر تک ہی اور یہ دونو ہاتھی لڑتے ہوئے خانخانان کے خیمہ کے پاس گئے
خلایق کا ہجوم اور تماشائیون کا ازدحام عوام کا غوغا ہوا اس ہلچل مین کچھ خیمے اکھڑ گئے اس سے
خانخانان کو توحش ہوا۔ کوئی کہتا ہے کہ خیمہ گاہ کا بازار لٹ گیا۔ بیرام خان کو پادشاہ کی طرف
سے وہم ہوا کہ شاید یہ کام پادشاہ کے اشارہ سے ہوا کہ میری جان جائے۔ بعض فتنہ انگیزون نے
اسکی تصدیق کر کے اس کی پریشان خاطری کو اور بڑھایا کہتے ہین کہ خانخانان ان دنون کچھ بیمار تھا
کئی دنبل نکل آئے تھے صدمہ جسمانی پر یہ آفت روحانی اور آئی اس نے اپنے محرمون کی معرفت ماہم
کے پاس پیغام بھیجا کہ مین نے پادشاہ کی کوئی تقصیر نہین کی۔ دولتخواہی کے سوا کوئی امر ظہور
مین نہین آیا۔ فتنہ سازون نے کس طرح کوئی میرا گناہ ثابت کیا جو اس بے عنایتی کا سبب ہوا
کہ مست ہاتھیون کو میرے خیمہ مین گھسا دیا۔ ماہم انگہ نے اسکو ایسی باتین تسلی بخش لکھین کہ جس سے اسکی
شورش خاطر کم ہو گئی۔ خافی خان لکھتا ہے کہ پادشاہ نے میر کسیر شمس الدین خان کو خانخانان کی
تسلی کے واسطے بھیجا اور بہت قسمین کھا کر کہا کہ ہاتھی اس طرف اتفاقیہ چلے گئے تھے۔ فیلبانون کو بھیجدیا کہ جو
وہ چاہے ان کو سزا دے۔ بیرام خان کی جو کم بختی کے دن آئے ہوئے تھے اس نے ہاتھیون کو جو پادشاہ کی
شوق کی چیز تھی خواہ مخواہ امیرون مین تقسیم کر کے فیلخانہ خالی کرنا شروع کیا جس سے پادشاہ آزردہ خاطر
ہوا۔ دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک دفعہ پادشاہ کا ہاتھی بدمست ہو کر فیلبان کے بس کا نہ رہا اور اپنے
بیرم خان کے ہاتھی کو جا کر ایسا مارا کہ اوسکی انتین نکل پڑین۔ بیرام خان نے غصہ مین آن کر
کو مار ڈالا یہ ادب اخلاص سے بعید تھا۔ اسپر ارباب خبرت نے بڑی نفرین کی اور اس سے زیادہ
عجیب واقعہ یہ ہے کہ پادشاہ کا ایک ہاتھی بدمست ہو کر دریای جمن مین چلا گیا وہان بیرام خان
کشتی مین بیٹھا ہوا سیر کر رہا تھا۔ یہ ہاتھی کہ فیلبان کے بس مین نہین رہا تھا بیرم خان کی کشتی
کی طرف لپکا جس سے خانخانان پر حالت عجیب طاری ہوئی۔ پھر فیلبان فیل پر غالب ہوا اور
بیرم خان کو اس حیوان کے آسیب سے بچایا۔ جب پادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو باوجود بیگناہی کے

پادشاہ کا دہلی مین آنا سنہ ۹۶۷ھ

تو وہ پادشاہ کے اور انکے اپنے حق مین زہر ہونگے۔ ان آدمیون کے اس خیال کے وجوہ کی
تحقیق کی ضرورت نہین اکثر وہ اپنی خود غرضی پر مبنی ہوتی ہین اور شاذ و نادر وہ بغیر اپنی کسی
خود غرضی کے نوجوان پادشاہ کے خاص اخلاص کے سبب سے ہوتی ہین جسکو وہ چاہتے ہین کہ اپنے
اختیارات شاہانہ کو جسکا وہ مستحق ہے کام مین لائے شہنشاہ اکبر کے پاس بھی ایسے آدمی تھے
جنسے اسنے اپنا راز کہا۔ ان پادشاہ قلبیون کا زمانہ بھی بیرام خان کے ہاتھ سے ایسا ہی تنگ
تھا جیسا کہ خود پادشاہ کا تھا۔ اس وقت مین کہ بے اخلاصی کی باد
سموم کا طوفان چل رہا تھا۔ تھوڑا سا اخلاص بھی بہت معلوم ہوتا۔ وہ اس اندیشۂ
صواب مین اہتمام کرنے لگے۔ ماہم انگہ نے یہ راز سربستہ شہاب الدین احمد خان کو لکھا وہ
دہلی کا حاکم تھا اور رائے و تدبیر و حق شناسی مین ممتاز تھا۔

اس کام کے ارادہ سے دار الخلافہ آگرہ سے ۲ جمادی الاخری ۹۶۷ھ کو پادشاہ نے
کوچ کیا اور ظاہر یہ کیا کہ مین کول شکار کھیلنے جاتا ہون۔ دریای جمن سے عبور کیا تو مرزا ابو القاسم
پسر مرزا کامران کو اس شکار مین کہ صید مقصود ہاتھ لگے بلا لیا اسکی طرف ہمیشہ بیرام خان کو تعلق
خاطر اور توجہ باطنی تھی اسکی مجلس مین بد اندیش اسکو پادشاہ بنانے کی نظر سے دیکھتے تھے۔ یہ کام
بلا نا عقل دوربین کا کام تھا کہ کور باطنون کے ہاتھ مین عناد و فساد کا عصا نہ رہے۔

پادشاہ جلیسر مین آیا اور سکندرہ کے طرف کوچ کیا کہ محمد باقی بقلانی سے کہ ادہم خان
کا خسر تھا ماہم انگہ نے بلا کر محرم راز کیا مگر اس فرومایہ نے اس خبر کو بیرام خان تک پہونچایا۔
مگر بیرام خان نے اسکی بات کو بے وقعت جان کر کچھ خیال نہ کیا۔ پادشاہ شکار کھیلتا ہوا
کول مین آیا ماہم انگہ نے ارادہ کیا کہ پادشاہ کو دہلی لے چلون وہان پادشاہ کی والدہ
مریم مکانی اور اسکا رشتہ دار شہاب الدین احمد بھی ہے وہان جو صلاح و مشورہ باہم ہو
اوس پر عمل ہو۔ غرض یہ سوچ سمجھ کر اس نے پادشاہ سے عرض کیا کہ دہلی مین حضور کی والدہ
کی دشمنون کی طبیعت علیل ہے اور آپ کے دیدار کے لیے بیتاب ہین یہ سنکر پادشاہ
کو تاب نہ رہی وہ فوراً دہلی کو روانہ ہوا۔ خورجہ مین شہاب الدین احمد خان مع اپنی بھائیون

ہوتا ہے۔ ہزارون کامرواؤن مین ایک ایسا ہوتا ہے کہ فراخ حوصلگی کے سبب سے مایۂ ہوش کو بجا رکھے۔ زمانہ گذشتہ کو دیکھو کہ فرمانرواون کی بے توجہی سے خوشامدگویون نے کس قدر گھر اور خاندان خراب کیے ہین کارخانہ انتظام عالم مین خوشامد ناگزیر ہے لیکن اس قدر کہ عقل کے نزدیک مستحسن ہو اور یہ اسپر منحصر ہے کہ اصول معاملات مین کوئی امر فروگذاشت نہ ہو اور عقل گرہ کشا کو یکبارگی ہاتھ سے نہ دے کہ خواہش و غضب کہ خرد کے فرمان بر ہونے چاہئین بے پروائی سے فرمان روا ہو جائین ؎

| | قطعہ | |
|---|---|---|

| چاہ است و راہ و دیدہ بینا و آفتاب | تا آدمی نگاہ کند پیش پائے خویش |
|---|---|
| چندین چراغ دارد و بیراہ می رود | بگذار تا بیفتد و بیند سزائے خویش |
| دشمن بہ دشمن آن نہ پسندد کہ بیخرد | با نفس خود کند بمراد ہوائے خویش |

بیرام خان اپنے تئین معاملہ دانی و عقیدت و اخلاص بادشاہی مین یگانہ روزگار جانتا تھا اور خوشامدگویون کے ہجوم نے یہ عقیدہ اپنی ذات کی نسبت پیدا کر دیا تھا کہ بغیر اسکے ہمارے ہندوستان کا انتظام نہین ہو سکتا اس لیے وہ تیرہ رای کوتاہ بین ہم صحبتون کی سبب سے بیراہ چلا جاتا تھا۔ اور اور اپنے اعمال سے خجالت زدہ ہوتا تھا۔

ہمایون نے بیرام خان کو شہنشاہ اکبر کا اتالیق بنایا تھا یہ نوجوان سعادتمند اسکو اپنی محبت کے سبب سے خان بابا کہتا تھا اس سبب سے اسکی حرکات ناشائستہ بہت درگذر کرتا تھا۔ مگر جب یہ کام اندازہ سے باہر ہو گیا اور ولی بیگ و القادر شیخ گدائی کنبوہ کی خوشامدگوئی سے بیرام خان نے خیالات خام پکانے شروع کیے۔ بادشاہ اسپر مطلع ہوا تو اوس نے یک جہت اخلاص پیشون مین جیسے ماہم انگہ کہ عقل و تدبیر و اخلاص مین یکتا تھی و ادہم خان و مرزا شرف الدین حسین اور اپنے قریب کے آستان نشینون کی جماعت مین راز سربستہ کو کھولا کہ بیرام خان کو اور اس کے خوشامدگویون کی مجلس کو سزای لایق دے اور خواب غفلت سے بیدار کرے۔ ا رخود اورنگ آرائی کری اول یہ مشورہ بہانہ مین ہوا جہان وہ شکار کو گیا تھا ہر نوجوان بادشاہ کے گرد ایسے آدمی ہوتے ہین کہ جنکو ہمیشہ یہ خیال ہوتا ہے کہ اگر شاہانہ اختیارات سوای بادشاہ کے کسی اور کے ہاتھ مین ہونگے تو

راہ سدا سے ان خرخشا اختیار کیا اسلیئے وہ ہماری نظر سے گر گیا۔ ہم دہلی مین چلے آئے۔ جو شخص کہ ہم سے اخلاص رکھتا ہے یا معاملہ فہم ہے اور نجات اپنی چاہتا ہے اور اپنا مقصد حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اس فرمان کے پہنچتے ہی ہماری خدمت مین حاضر ہو کہ ہر شخص کو مراتب اعلا اور منصب گرامی سے ہم سرافراز کرین کہ یہ ہماری زمانہ اختیار کا آغاز ہے۔۔

شمس الدین خان اتگہ کو جو بہیرہ مین تھا لکھا کہ جب فرمان کے مضمون سے مطلع ہو تو لاہور سر آن کر متصرف ہو اور شہر کو میر خان محمد کلان کو سپرد کر کے بہت جلد ہمارے پاس حاضر ہو۔ اُس نے حکم کی تعمیل کی۔ اب منعم خان کو کابل مین بہی فرمان گیا۔

شمس الدین خان محمد اتگہ جب بادشاہ کی خدمت مین آیا تو اسکو بیرام خان کا عَلم و نقارہ و تمن و توغ عنایت ہوا اور پنجاب کی حکومت و حراست تفویض ہوئی۔ تھوڑے زمانہ مین دور و نزدیک کے کان میں بیرام خان سے بادشاہ کے تغیر مزاج کا آوازہ پہنچ گیا تو تمام امیر و منصبدار بیرام خان کو چھوڑ چھوڑ کر بادشاہ کی خدمت مین آنے لگے۔ بادشاہ کی بھلائی کو تو کیا بُرائی کو بھی بیرام خان کی بھلائی سے اچھا جاننے لگے اسکی سخت گیری اور ناخدا ترسی کے آگے بادشاہ کی بُرائی کی کچھ اصل نہ سمجھتے تھے۔ سب سے اول اس سے قیا خان گنگ جدا ہوا۔ بادشاہ کی ناراضی کے آثار کے ظاہر ہوتے ہی کوئی پایہ کا آدمی بیرام خان کا طرفدار نرہا۔

بیرام خان گو بڑا عاقل تھا مگر ایسا غافل ہوا کہ دار الخلافۃ آگرہ سے دار السلطنت دہلی تک بادشاہ شکار کھیلتا گیا اور یہ نہ سمجھا کہ وہ مجھ شکار کر رہا ہے میرے اقبال کو برعکس کر کے لا بقا بنا رہا ہے وہ اس فارغ دلی و آزاد خاطری سے اپنی استقلال کا دم مارتا تھا اور غرور کے نشہ مین مست ایسا تھا کہ اگر اس قسم کی باتین سنتا تو باور نہ کرتا۔ اگر انکے سچے ہونے کا خیال دل مین کچھ آتا تو اپنے پندار مین ایسا گرفتار تھا کہ انکی کچھ وقعت نہین کرتا تھا۔ اب تک وہ بادشاہ کو لڑکا اور شاگرد اور اپنے تئین خان بابا اتالیق سمجھتا تھا۔ یہ نہین جانتا کہ شاگرد اسکا اُستاد ہو گیا ہے ع کس نیاموخت علم تیر از من + کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد + اسکا وہ آقا بنا چاہتا ہے۔

جسوقت کہ بادشاہ کے فرمان امرا پاس پہنچے اور نزدیک و دور خبر ہو گئی کہ بادشاہ بیرام خان سے ناراض ہو گیا تو اسکو یقین ہوا کہ اس بار بادشاہ کا شکار دوسری طرز پہ ہوا ہے کہ مجھے نظر سے

اور خویشون کے استقبال کے لیئے حاضر ہوا - اب ماہم انگہ اسکا داماد اور شہاب الدین احمد ایک سے
دو ہوئے - بادشاہ ۲۸ - جمادی الاخری سنہ ۹۶۷ کو دہلی مین آیا ماہم انگہ بادشاہ کو سمجہاتی تہی
کہ بادشاہ بادشاہ نہین ساری بادشاہی اختیارات بیرام خان کے ہاتھ مین ہین - کوئی بادشاہ
بغیر اختیار کے نہین ہوتا - یہان یہ غضب ہے کہ بادشاہ بہی بیرام خان کے اختیار مین ہے - ایک دن
ماہم انگہ اور اسکے ہمدمون کی جماعت ترسان لرزان اشک ریزان بادشاہ سے عرض کرنے
لگی کہ جسوقت بیرام خان کو معلوم ہوگیا کہ ہم دہلی مین حضور کو لے گئے تو وہ ہمکو زندہ نہین چہوڑیگا
سینہ پر رکہ کر بوٹیان اڑائیگا - پہر بادشاہ بھی اسکا کچہ نہ کر سکے گا - اس سے بہتر ہے کہ حضور
ہم کو حج جانے کی اجازت دین - یہان ہم حضور کی بہت خدمت کر چکے ہین اب وہان خدا کے گھر مین
آپ کے لیئے دعا مانگینگے - بادشاہ بھلا اس اپنی پیاری آنا کی جدائی کو کب گوارا کر سکتا تھا -
مگر خان بابا کے حقوق کو بھی یک لخت دل سے نہین مٹا سکتا تھا اور معزول نہین کر سکتا تھا اس لیئے
اس نے بیرام خان کو اس مضمون کا خط لکھا کہ مین دہلی مین اپنے ارادہ سے اپنی مان کی عیادت کو
آیا ہون اسمین شہاب الدین احمد اور ادہم خان اور ماہم انگہ کا دخل کچہ نہین ہے - ان کو تمہاری
طرف سے اندیشہ ہے - ایک استمالت کا خط لکھ بھیجو کہ خاطر انکی مطمئن ہو اس فرمان کا بھیجنا
تھا کہ خانخانان کے دشمنون کی بن آئی اونہون نے اوپر اوپر جھوٹی سچی خبرین اڑائین اور
وقوعی اور غیر وقوعی باتون سے طرح طرح قسمین کھا کر اور شہادتین دیکر بادشاہ کی طبیعت کو
خانخانان سے بالکل منحرف کیا - جب بیرم خان پاس بادشاہ کا فرمان پہونچا تو وہ بہت ..
سٹپٹایا - اوسکے جواب مین بہت معذرت قسم مغلظہ کے ساتھ کی اور اپنے دو دوستون ا
حاجی محمد خان کے ساتھ قرآن شریف بھی بھیجا اور عرضداشت لکھی کہ خدا میرا منہ کالا کرے اگر
خیر خواہ کے دل مین بادشاہ کے دلی نیک خواہون کی طرف سے بدی آئی ہو مگر اسکا کام بگڑ
چکا تھا - بادشاہ نے نہ قسم کو نہ معذرت کو سنا نہ قرآن شریف کا خیال کیا بلکہ حاملان عریضہ کو
بہی واپس جانے کی اجازت نہ دی - بادشاہ نے اپنی عقل سے اور مخلصون کی رہنمونی سے اپنے
مخصوصون اور قدیمی متعلقین کو مناشیر بھیج دیئے کہ بیرام خان نے ہجوم مشاغل دنیوی کے سبب سے

اور وہان آرام کرکے فرصت کار کی طلب مین رہیئے۔ بعض اوقات اسکا اندیشہ یہ جولانیان کرتا تھا
کہ دارالخلافہ آگرہ کو چھوڑیئے اور سنبل کی راہ علی قلیخان کو اپنے ساتھ متفق کیجیئے اور افغانو نکے ملک
مین آخر چندے روز رہیئے اسباب جمعیت وہان سرانجام دیجیئے۔ کبھی تجرد کو اپنے ساتھ انتساب کرکے کہتا تھا
کہ مدت سے میرا ارادہ تھا کہ ترک و تجرید کو اختیار کرکے باقی عمر کو اماکن شریفہ و عتبات علیہ مین بسر کیجیئے۔
اندنون مین پادشاہ خود انتظام ممالک مین مصروف ہوا ہی اس سے بہتر کیا توفیق ہوگی کہ اپنی
نیت کو قوت سے فعل مین لاؤن اور پادشاہ سے اسکی درخواست کرون۔ اسنے اپنے اسی ارادہ
کو مصلحت جانا اور بہادرخان کو جو مالوہ کی طرف متوجہ تھا اولٹا بلاکر پادشاہ پاس بھیجا کہ آہنگ گرد
سکا سبب کے نشان خاطر ہو جائے۔ ظاہر مین یہ حج کی نیت تھی مگر باطن مین کچھ اندیشی تھی۔ اول
اسکندرخان کے بیٹے کو غازی خان کی ہمراہ رخصت کیا کہ وہان ممالک محروسہ مین شورش برپا
کرے اور اطراف مین مکاتبات پنہانی بھیج کر خود الور گیا کہ وہان سے اہل و عیال کو لیکر پنجاب کی
جانب جائے اگر کام تدبیر سے نہ بن پڑے تو ریاست کا سامان درست کرے کہ وقت منازعت
کام آئے۔

بادشاہ کا فرمان خانخانان کے نام۔

جب بیرام خان کے اس اندیشہ نادرست کی خبر پادشاہ کو ہوئی تو اوس نے یہ فرمان جو
پند نامہ ہوش افزا ہے بیرام خان کو لکھا کہ تم نے ایک جماعت سے جو اس تمہاری رنجش و آزار کا
سبب ہوئی ہے مشورہ کرکے آل و حال کا ملاحظہ نہ کیا۔ اور انکے بہکانے سے ولایتون کے برہم کرنے
کے درپے ہوئے۔ اسکندر کے بیٹے اور غازی خان کو روانہ کیا کہ ملک مین شورش مچائین مہدی
قاسم خان کو مکتوب لکھکر اسکے دیوان مبارک کے ساتھ بھیجا کہ لاہور کی طرف ہم آتے ہین قلعہ کو نگاہداشت
کرو اور کسی اور کو نہ دے دینا۔ تاتارخان دینج بھتیہ کو بھی پیغام دیا ہے اور اطراف و جوانب مین
خبرین بھیجی ہین کہ ہر طرف سے خلل پیدا ہوا اور خود الور گئے ہو کہ وہان سے لاہور جاؤ۔ اگرچہ ہم کو
یقین ہے کہ ان امور کی ابتدا تم سے خود نہین ہوئی۔ کسی اغوا اور ضلالت کی باعث ہوئی
ہوگی جس سے مہمات کی نوبت یہانتک پہونچی ہے اب تم آپ ہی کہو کہ یہ کیا صورت ہی کہ تم نے چالیس
برس تک ہمسے اخلاص و ارادت کی اور طرح طرح کی عنایت و رعایت حاصل کرکے عزت و دولت کی

خود کارخانہ سلطنت کے انتظام پر متوجہ ہوا ہے۔ اس نے مرزا قاسم خان کی خبر لو چھی مگر وہ یہان کہان تھا پادشاہ پاس تھا۔ ناگزیر حیلہ و تدبیر کرنے لگا۔۔۔۔ پادشاہ کی خدمت مین محمد خان و حاجی محمد خان سیستانی و خواجہ امین الدین محمود کو روانہ کیا کہ اسکی نہایت لوازم فروتنی و نیازمندی کو بجالائین اور تقصیرات کا عذر کرین اور چرب زبانی سے کام بنائین۔ جب پادشاہ پاس یہ لوگ آئے تو پادشاہ کی باتین وہ ہوش افزا سنین کہ نہایت شرمندہ و سرافگندہ ہوئے اور ان کی جواب دہی مین اپنی مصلحت نہ سمجھی۔ پادشاہ نے انکو رخصت بھی نہ کیا۔ ان لوگون کے لکھنے سے اور اپنی متعلقین کے متفرق ہونے سے بیرام خان سراسیمہ ہوا۔ سرشتۂ تدبیر اسکے ہاتھ سے نکل گیا۔ دل مین بہت سی تدبیرین سوچین انمین اس تدبیر کو مقدم جانا کہ چل کر پادشاہ کے قدمون مین گرے اور روئے پیٹے اس طرح اپنا علاج کرے۔ جب اس حقیقت حال کو ہوشمند خیر اندیشون نے پادشاہ کے کانون مین پہنچایا تو ایک جماعت نے یہ راے دی کہ خواہ کسی طرح بیرام خان آئے اوسکا آنا خدشۂ فریب سے خالی نہین ہوگا پہلے اس سے کہ وہ یہان دہلی مین آئے پادشاہ کو لاہور لے چلیئے اور اس کی ملاقات پادشاہ سے نہ ہونے دیجیے۔ ابھی جنگ ظاہری کا اسباب مہیا نہین ہے معلوم نہین اس کے بعد کیا صورت پیش آئے۔ اگر بیرام خان لاہور مین آئے تو کابل مین پادشاہ کو لیجائیے دوسری جماعت کہتی تھی کہ کہین نہ جائیے خوب جنگ کیجیے۔ پادشاہ نے بھی سوچ بچار کر کے نبرد و کارزار ہی کی راے کو قرار دیا۔ ترسون محمد خان و میر حبیب اللہ کو بھیجا کہ بیرام خان کو آنے سے منع کرین اور لکھ دین کہ ابکی دفعہ اس سے مین نہین ملونگا خواہ کیسے ہی دوستی کے لباس مین وہ آئے۔ جب یہ تدبیر نہ چلی تو بڑا تردد و اندیشہ ہوا۔ اگرچہ ولی بیگ و شیخ گدائی اسکو صلاح دیتے تھے کہ پہلے اس سے ہجوم عام ہو اپنا کام دلخواہ کر لینا چاہیے لیکن کبھی اس نے یہ ارادہ نہین کیا کہ اپنے آقا کے فرزند پر تلوار اوٹھائے اسکو شرم آتی تھی کہ جسکی ہوا خواہی کا اظہار زبان سے ساری عمر کیا ہو اب اس سے بیکار کیجیے ابتک اسکو یہ خیال چلا جاتا تھا کہ بغیر اسکے ممالک ہندوستان کا انتظام نہین ہوگا اس لئے بہتر ہے کہ دوستی کے لباس مین دشمنی کیجیے کہ دفعۃً بدنامی جاودانی کا داغ پیشانی پر نہ لگے کبھی اسکو سوجھتی تھی کہ مالوہ کی تسخیر کے لیئے بہادر خان کو بھیجا ہے اسکو خود لشکر لیجا کر فتح کیجیئے اور

اس کا طریقہ صلح کل ہو پادشاہ جو ہوتا ہے خدا اُسکو ہزاروں آدمیون مین سے منتخب کرکے اہل عالم کو اسکے سپرد کرتا ہے طوائف متلونہ و طبقات ملل و نحل اُسکی رائے رزین کے تفویض کرتا ہے اگر اس پادشاہ کا دل کیلئے خدیو کا نشان نہ ہو تو نظام عالم کے سی ہو سکتا ہے۔ مذاہب مختلفہ و ادیان متنوعہ جنکے اختلاف و افتراق مین حکمت بالغۂ الٰہی ہی کیسے رفاہیت پا سکتے ہین مگر نفس امر مین یہ بات آدمیون کی نافہمیدگی سے تھی کیونکہ یہ امر مستغنا ظاہر بینون کی مصلحت پر مبنی تھا اور اس سے اس شورش کا دفع کرنا مقصود تھا کہ ترکان سادہ لوح کی ایک جماعت نے قیا خان گنگ و سلطان حسین جلایر و محمد امین دیوانہ سے ساتھ اتفاق کرکے شہاب الدین احمد خان و خواجہ جہان اور اس قسم کے آدمیون کا قصد کیا تھا۔ اس سبب سے پادشاہ نے ان فتنہ اندوزون کی آشوب کی آگ بجھانے کے لیئے منصب وکالت بہادر خان کو دیدیا۔ قیا خان کو قدیم خدمات مستحسن کے سبب سے بھڑائچ اور اوسکی حدود دیدین۔ محمد امین دیوانہ بھاگ کر صحرا مین آوارہ ہو گیا جب ان بداندیشون کے ہنگامہ مین سنگ تفرقہ پڑا تو بہادر خان کو اٹاوہ جاگیر مین دیکر رخصت کیا۔ ان دنون مین بہادر خان پر رسم وکالت کا اطلاق ہوتا تھا مگر معنی انمن جلت کے باہم انگہ پر صادق آتے تھے وہی وکالت کرتی تھی۔ ای ظاہر پرست صورت کو کیا دیکھتا ہی اسکا ہنگر فی مین خرد اور حوصلہ کی ضرورت ہے یہ دونو صفت ماہم انگہ پر ختم تھین ؎

ای بسا زن کہ نہد گام خرد مردانہ ۔

بیرام خان کی کوئی تدبیر درست نہ بیٹھتی تھی وہ سہ شنبہ ۱۱ رجب کو دار الخلافہ آگرہ سے الور کی طرف چلا۔ راستہ مین بیانہ مین اوس نے شاہ ابو المعالی و محمد امین دیوانہ کو کہ فتنہ و فساد کے دور کرنے کے لیئے قلعہ بیانہ مین مقید کئے گئے تھے چھوڑ دیا۔ ظاہر مین تو اُن سے یہ کہا کہ پادشاہ پاس جاؤ اور ہوا خواہی کرو مگر باطن مین اس رہائی سے مقصود اصلی یہ تھا کہ فتنہ برپا کرین۔ جب پادشاہ کو بیرام خان کی آگرہ سے الور کی طرف روانہ ہونے کی اور وہان سے پنجاب کی طرف جانے کی خبر ہوئی تو پادشاہ کی یہ رای ہوئی کہ دار الملک دہلی سے چلکر حدود ناگور مین قیام کیجیئے کہ بیرام خان کے اس حدود مین پاؤن نہ جمین اور اگر ممالک پنجاب مین جانے کا قصد کرے تو سر راہ روکا جاوے۔ جمعہ ۲۱ رجب کو بادشاہ نے دہلی سے کوچ کیا۔ پھر احتیاطاً میر عبد اللطیف قزوینی کی معرفت یہ مواعظ اپنی طرف سے لکھکر بیرام خان کو سنائے کہ ای صبر

منتہا پر پہونچے۔ تمہارا نام ہمارے دودمان عالی شان کے اکرام و احسان کے سبب سے اکثر
معمورۂ عالم میں بکمال صدق و اخلاص سے مشہور ہوا اس آخر عمر میں بغاوت کرتے ہو اپنے
خدا سے اس معاملہ مین نہین شرم کرتے باوجود اس رنجش و آزار و امور نامناسب ناہموار کے ہم
اب تک تمھاری خاطر کو عزیز رکھتے ہین اور تمھاری خیریت چاہتے ہین ہماری اور تمھاری ملاقات
مین تاخیر و توقف واقع ہوگیا ہے۔ اگر تمھارے لیئے ان حدود مین کوئی سرحد اور ولایت ہم
مقرر کرین تو ارباب غرض پھر اس طرح کی باتین کرینگے کہ جنسے تمہاری خاطر آزردہ ہو اس لیئے
ہمارے نزدیک مناسب یہ ہے کہ جیسا تم نے عرضداشت مین درخواست کی ہے کہ حرمین شریفین
کے طواف کا ارادہ ہے پس اس نیت پر عازم جازم ہوکر متوجہ ہو۔ اپنے آدمی بھیجدو کہ جو کچھ
ہمکو نذر کرنا ہو وہ آنکر سہرند و لاہور سے لے جائین اور تمھاری پاس پہنچا وین جب حج کرکے
ہمارے پاس آوگے تو ہم تم سے بہت اچھی طرح ملینگے اور جو تم چاہو گے اسمین ہم مضائقہ نہین کرینگے
اور تمہاری خدمات سابقہ کو ملاحظہ کرکے بیشتر سے بیشتر خاطر جوئی کرینگے ارباب غرض کے کہنے سے
تم منحرف ہوکر بدنام نہ ہو۔ ہماری بدولت مقاصد دنیوی کی نہایت پر پہنچے ہو۔ ہماری دلالت سے
سعادت اخروی سے بھی بہرہ ور ہو۔ مگر بیرام خان نے اس فرمان پر کچھ لحاظ نہین کیا۔ ماہم انگہ
اپنی عقل سے مہمات کا انتظام کرتی تھی۔ اُس نے شہاب الدین احمد خان و خواجہ جہان کو اپنا
پیش دست بنایا تھا۔ جو امرا اور بادشاہی اُس پاس آتے تھے اونکو دلاسا دیتی تھی اور جمہور خلایق کی
دلدہی کا سامان کرتی تھی — روز بروز اطراف مملکت سے امرا اور یکہ جوانان چلے آتے
تھے اسنے مصلحت ملکی اور معاملہ نافہم ظاہر پرستون کے لیئے بہادر خان برادر علی قلیخان منصب بزرگ
وکالت کا بادشاہ سے دلادیا اس پر فہم پیشہ معاملہ دان کام کی کنہ کو تو پہنچے نہین زبان درازی
کرنے لگے کہ اس وکالت کے مہم خطیر و امر عظیم کے واسطے وقوف کامل و تجربہ تام و دیانت وافر و حوصلہ
فراخ و کدفراوان درکار ہے اور ان صفات کے ساتھ کمال آزادگی بھی ہونی چاہیئے اپنے
سود و زیان سے درگذر کرکے اپنی ہمت اپنے صاحب کی مزید کار مین مصروف ہو۔ اگر اپنے ولی نعمت کا
کام اس شخص سے نکلتا ہو کہ جس نے اسکے باپ کو مارا ہو تو اسکے رواج کا مین کوشش کرے خلوص کے ساتھ

چند فیل و تمن و توغ و علم و نقارہ و سائر ادوات امارت کو حسین قلی بیگ کے ہمراہ بھیجدیا اُمراء کو لکھ دیا کہ آپ میری طرف کس لئے تصدیع فرماتے ہین - میرا خود دل دُنیا اور اسکے کاروبار سے سرد ہو گیا ہے - اسباب ریاست بادشاہ پاس بھیجدیا ہے - اُمراء اس دم مین آن کر پھر گئے - حسین قلی دہلی مین بادشاہ پاس آیا اور خلق مین مشہور ہو گیا کہ بیرام خان حج کو گیا - شیخ گدائی بادشاہ کی خدمت مین آیا - اگرچہ لائق سزا تھا مگر بادشاہ نے اُوسپر مرحمت کی - اس عرصہ مین ناگاہ یہ شہرت افواہ ہوئی کہ بیرام خان پنجاب کے صوبہ کی طرف آیا ہے نہین کہ ایک شورش برپا ہوئی ہین -

بیرام خان کی کھلی بغاوت پنجاب میں آنا ۹۶۷ھ

پادشاہ کی سپاہ کے بھیجنے کے سبب سے وہ ممالک محروسے نکل کر بیکانیر مین آیا راے کلیان اور اُوسکا بیٹا رای سنگہ جو اس سرزمین مین سب سے بڑا رتبہ رکھتے تھے وہ بیرام خان سے ملنے آئے - بیرام خان کو یہ مقام دلپذیر معلوم ہوا - وہ یہان چندروز رہا - پھر وہ یہان سے پنجاب کیطرف گیا اور پادشاہ سے کھلی بغاوت اختیار کی اور سرحد کے اُمراء کو لکھا کہ مین سفر حجاز پر متوجہ تھا لیکن جب مجھے معلوم ہوا کہ پادشاہ سے ایک جماعت نے جھوٹ موٹ کی باتین لگا کر مجھے آوارہ کیا ہے اور پادشاہ کا مزاج میری طرف سے متغیر کر دیا ہے خصوصًا ماہم انگہ نے کہ وہ اپنے تئین مستقل سمجھتی ہے اور کہتی ہے کہ مین نے بیرام خان کو نکلوا دیا - اسلئے مینے ارادہ کیا ہے کہ ایک دفعہ ان بدکرداروں کو سزا دیکر پادشاہ سے سفر مبارک کی تازہ رخصت لون اور اس طرح اور مقدمات لکھ بھیجا اور خواجہ درویش اوزبک جو پنجاب کے امراء عظام مین سے تھا اس پاس مظفر علی بھیجا کہ اسکو لے آئے جب پادشاہ کو یہ اخبار معلوم ہوئے تو یہ فرمان جو ایک نصیحت نامہ ہی بھیجا -

فرمان پادشاہ ۹۶۷ھ

خانخانان کو معلوم ہو - کہ ہمارے خاندان کے پروردہ نعمت اور تربیت کردہ عنایت ہو اور تمہاری حقوق خدمات ہماری درگاہ مین ثابت ہین - حضرت والد ماجد نے امر عظیم القدر ہماری اتالیقی کا تم کو اس لئے سپرد کیا تھا کہ صدق نیت و اخلاص تمہارا دیکھا تھا - جب والد کا انتقال ہوا تو اخلاص اور دولتخواہی مین کمر صدق و جان سپاری باندھ کر مہمات وکالت کے تم متعہد ہوئے - ہم نے بھی خدمات کی شفقت اور نیک اندیشی تمہاری دیکھ کر حل و عقد رتق و فتق امور کو ایسا تمہارے قبضۂ اختیار مین چھوڑ دیا کہ اس سے زیادہ متصور نہین ہو سکتا - بُرا بھلا جو تمہارے دل مین آیا وہ تم نے کیا ہمنے

خان بابا تمہارے حقوق خدمت و حقائق عقیدت سب میرے دل میں منقش ہیں اور جہان میں وہ مشہور ہیں میں لڑکا تھا۔ لڑکپن کا مقتضا یہ تھا کہ میں سیر و شکار میں مصروف رہتا تھا۔ اور سارے مہمات سلطنت اور انتظام تم کو سپرد کر رکھا تھا جو اب تک تم نے چاہا وہ کیا۔ میں نے کبھی کچھ دخل نہیں دیا۔ اب میرا ارادہ ہے کہ خود کاروبار جہانبانی اور معدلت گستری کروں۔ اب تم جیسے خیرخواہ خردمند کو چاہیئے کہ اس بات کو عطیات الٰہی سے سمجھ کر خدا کا شکر کرو اور کچھ عرصہ کے لیئے مہمات دنیا کے شغل سے دل اٹھا کر حج کو جاؤ۔ خلاؤ ملاء میں تم ہمیشہ سعادت حج کا شوق ظاہر کیا کرتے تھے۔ ہندوستان میں جس جگہ اور جس قدر چاہو جاگیر لے لو اور اسکے محصل کو اپنے آدمیوں کی معرفت تم اگھوا کے فصل بہ فصل سال بہ سال اپنی سرکار میں منگا لو۔

جب بادشاہ جھجر میں ۱۲ رجب کو آیا تو بیرام خان کی رہگذر روکنے کے لئے خود اپنا جانا بادشاہ نے مناسب نہ جانا۔ ادھم خان۔ شرف الدین حسین مرزا۔ پیر محمد خان۔ شاہ بداغ خان و مجنون خان اور ایک جماعت کو ناگور کی طرف روانہ کیا کہ اگر بیرام خان واقع میں سفر حجاز کا قصد نہ کرے اور اس سفر کی شہرت دینے سے بھی غرض ہو کہ دعوکہ دیکر پنجاب چلا جاؤں اور وہان شورش برپا کروں تو اسکو یہ لشکر سزا دے اور نہیں تو اہتمام کرکے اُس کو ممالک محروسے سے باہر کر دے ناگور اور اسکے حدود مرزا شرف الدین حسین کو حوالہ کیئے امراء عظام اس خدمت کے اہتمام میں آئین شائستہ کے ساتھ مصروف ہوئے اور خود بادشاہ چہارشنبہ ۱۱ شعبان کو دہلی میں آگیا۔ بیرام خان سرکار میوات میں تھا کہ بادشاہ کی فوج کے آنے کی خبر اسکے لشکر میں منتشر ہوئی دفعۃً اسکے ہنگامہ کی رونق دور ہوئی ہوا۔ ولی بیگ اور اسکے دو بیٹوں حسین قلی بیگ و اسمعیل قلی بیگ کے کہ بیرام خان کے خویش تھے و شاہ قلیخان محرم و حسین خان اور چند اور آدمیوں کے کوئی اُس پاس نہ رہا۔ ساری سپاہ اسکی فوج فوج بن کر بادشاہ پاس جانی شروع ہوئی۔

بادشاہ کا لشکر اُس کی طرف جب فوج فوج چلا تو اُس نے دیکھا کہ اب مجال توقف نہیں ہے۔ دل سے ریاست کا خیال دور کرکے ایک عرضداشت بھیجی کہ جسمیں طرح طرح سے نیازمندی و عذرخواہی کی اور جدائی کا افسوس ظاہر کیا اور حرمین شریفین کی زیارت کے لیئے رخصت مانگی اور

راست گو جان کر تربیت کرتے تھے۔ اور انکو تقویت دیتے تھے۔ شاہ قلی نے بے حیائی کر کے فرمان نہ سُنا۔
محمد طاہر نے ایسا جواب درشت دیا کہ وہ اسکا مستحق تھا کہ زبان اسکی کاٹی جاتی بلکہ قتل کیا جاتا۔ لنگ ساربان نے
تمہاری حضور مین ایک جماعت کے روبرو ایسا درشت لفظ کہا کہ وہ بھی سیاست کا مستحق تھا۔ ولی بیگ کو تم خود جانتے
ہو کہ وہ قزلباش مین کیا عزت و اعتبار رکھتا تھا۔ بغیر کسی خدمت و اصالت و حالت کے اسکو تم نے اپنا داماد بناکر
امراء عظام سے بڑا بنا دیا۔ یہان تک کہ سید قلی مرزا با برکہ علو سیادت و انتساب سلطنت مین ممتاز تھا تقدیم
دی حسین قلی کو جسنے اب تک ایک مرغی پر بھی تیغچہ نہین لگایا تھا۔ اسکندر خان۔ عبد اللہ خان و بہادر خان کی
برابر تم نے عنایت کی اور آباد جاگیرین اسکو دین اور خوانین عظام کو ویران جاگیرین دیکر ناخوش کیا۔ ان
دنون مین اکثر مجالس مین ایسی حرکات تم سے سرزد ہوئی تھین کہ وہ ہماری خاطر کی باعث رنجش و آزار ہوتی تھین
چونکہ ہمکو تمھاری خاطر عزیز تھی اور تم کو دولتخواہ اپنے خاندان کا ہم سمجھتے تھے۔ اور تمہارے قول و فعل پر اعتماد رکھتے تھے
ان تمام ناہموار اعمال و کردار کو تم مین خیر خواہی و محض نیک اندیشی تصور کرتے تھے۔ دیدہ و دانستہ اپنے کرم حلیم سے
انسے درگذر کرتے تھے۔ ان دنون مین ہمکو معلوم ہوا کہ تم نے اس جماعت باغیہ کی باتون مین آکر یہ قصد کیا ہے کہ
معدودے چند کہ ہماری ہمراہ ہین ان کو علیحدہ کر کے ہم کو تنہا کر دین۔ اس شرارت کے دفع کرنے کے لیئے دار الخلافت
آگرہ سے دار الملک دہلی کی طرف متوجہ ہوئے ہین۔ اور تم کو لکھا کہ بعضے امور تم سے ایسے ظہور مین آئے ہین کہ ہم
نہین چاہتے کہ تم ہماری ملازمت کرو۔ اگرچہ تمنے ہم کو بہت آزار پہنچای ہین مگر بدستور تمکو خان خانان جانتے ہین
اور کہتے ہین۔ تمہاری خاطر سے ہم نے سخت قسمین کھاکر کہا کہ ہم تمہارے جان و مال و ناموس کا قصد نہین رکھتے
ہین۔ ہم نے خود مہمات جہانبانی کو اپنے ہاتھ مین لیا ہے جو تم چاہتے ہو عرضداشت مین لکھ کر عرض کرو جو ہمارے
درباب مناسب ہوگا اسپر حکم دینگے۔ ہمکو یہ خیال تھا کہ جسوقت تم یہ خبر سنو گے کہ ہم خود مہمات سلطنت مین مشغول ہوئے
تو تم مسرور ہو گے اور تسلیم و رضا مین راسخ دم و ثابت قدم رہو گے۔ ہمارے خاندان کے حقوق نعمت
و تربیت کہ چالیس سال سے تمہارے ذمہ پر ہین اور تم نے سن المہد الی العہد اس سے پرورش پائی ہے بالکل
فراموش خاطر کرکے اس جماعت مفسد مفتن کے کہنے مین آگئے۔ کہ وہ اپنی اغراض نفسانی کے سبب سے چاہتے ہین کہ
اہل بغاوت کے جریدہ مین تم کو لائے اور اس آخر عمر مین سعادت اخروی سے محروم کرے۔ شقاوت ابدی
مین مبتلا کرے۔ چنانچہ اس نے اپنی کمال شیطنت اور خساست و خود پسندی سے تم کو بے راہ کر دیا۔ و لد

کچھ دخل نہین ہو یا تم سے اس پانچ سال کے عرصہ مین چند امور ناشائستہ ایسے ظہور مین آئے کہ خاطر جمع ہو
کہ تم سے نفور ہوا۔ اسکی مثال شیخ گدائی کی تربیت ہے۔ کہ تم نے باین ہمہ زیرکی و دانائی
ذوفضل و قابل با حسب و نسب آدمیون کو چھوڑکر اپنی مصاحبت و آشنائی کے لیے اسکو انتخاب کیا
باوجودیکہ وہ منصب صدارت کا متعہد تھا و ظہور مینا شیر پر مہر کرتا تھا ہمنے اسکو تسلیم سے معاف کیا تھا۔
باوجود اسکی کمال جہل و نادانی کے محافل مین جمیع سادات صحیح النسب و علماء جلیل الحسب پر جنکے
ہم عظمت و شان و حالت کا ملاحظہ کرکے مراسم تعظیم و احترام بجالاتے تھے۔ ہم نے اسکو تقدیم دی
باوجودیکہ وہ خاندان سادات کی محبت و دوستداری کی شیخیان ارتا تھا۔ اسلئے عمداً اس فرقہ
شریفہ کی مذلت و خواری کو تجویز کیا۔ تم نے اس اپنے تربیت کردہ کو جو دلون کا مردود اور نظرون کا
مطرود تھا اس طائفہ پر ترجیح دی۔ اور انکے بزرگون کی ارواح مقدسہ سے کسی طرح شرم و آزرم رکھی
اسکو اس مرتبہ پر پہنچایا کہ وہ سوار ہمارے سامنے آتا اور ہم اس سے مصافحہ کرتے تھے اپنے ماتحت نوکرون کو
جنکی حالت و لیاقت معلوم۔ خطاب سلطانی و خانی و علم و نقارہ معمور جاگیرین اور سیر حاصل ولایتون سے ممتاز
کیا اور حضرت جنت آشیانی (ہمایون) کے وقت کے خوانین و سلاطین چغتائیہ امراء و معتمدون کو جنکی اصالت
نجابت و استحقاق سب پر روشن تھا کمال بے اعتباری کے ساتھ خشک و نیمون سے محتاج
کیا۔ ان سبکے خون و ناموس کا قصد کیا۔ بابری ملازمون اور خدمتگارون کو جنہوں نے برسون
امیدواری اور خدمت کی تھی اور وہ رعایت و عنایت کے مستحق تھے اونکے لیے اقل عزت
بھی تجویز نہین کی۔ وہ جماعت کہ شکار او سواری مین تیری ملازمت مین ہوتے تھے اور ہزار محنت
مشقت سے خدمت کرتے تھے۔ انکے خون جگر کے تم پیاسے تھے طرح طرح کی بے اعتدالیان
انکے ساتھ تم کرتے تھے اور اگر اپنے نوکرون مین سو گناہ مثل فسق۔ چوری۔ راہ زنی۔ تاراج اور طرح کا
فسق و فجور ظہور مین آتے تو سب معاف تھے اور اگر ہمارے ملازمون مین سے کچھ ذرا قصور ہوتا یا کوئی جھوٹا بہتان
انپر باندھ دیتا تو ان کے قتل و حبس تاراج مین تاخیر نہ ہوتی۔ ہمارے خبر ہونے تک انکی بے آبروئی
ہوتی اور طرح طرح کی انپر جفا ہوتی۔ بعضے آدمی نہایت کمینے اور سفلے تمہاری خدمت مین رہتے تھے
او خوشامد کرتے تھے۔ جیسے کہ شاہ قلی نارنجی۔ محمد طاہر لنگ ساربان۔ اور تم اپنی سادگی سے اس طائفہ کو

نہین کرنے دیتی کہ ان پانچ سال مین تم نے اپنے آدمیون کے ساتھ کیسی رعایت کی ہے وہ اس واقعہ کے دن کام
آئینگے کوتہ اندیشی و نادانی کے سبب سے آدمی نہین جانتا کہ دولت عنایت الٰہی کے ساتھ ہے جب وقت یہ عنایت نہو
تو کوئی سید دولت کام مین نہین آتا - چنانچہ تم نے اپنی آنکھون سے دیکھ لیا کہ جن آدمیون کو تم فرزند و برادر کہتے
تھے اور کبھی انکی جدائی کا گمان نہین کرتے تھے وہ امیر جدا ہو گئے اور جو رہ گئے ہین وہ بھی ایک ایک کر کے علحدہ
ہو جائینگے اور ہماری درگاہ مین آجائینگے اور رفتہ رفتہ تمکو تنہا چھوڑ دینگے ایسی جگہہ سوای تسلیم و رضا کے
کوئی اور چیز فائدہ نہین دیتی ؎ سر نیاز بباید نہاد و گردن طوع + کہ ہر چہ حاکم عادل کند ہمہ داد است

خانخانان اس دستور العمل سعادت سے پند پذیر نہ ہوا بلکہ اور شورش پر زیادہ آمادہ ہوا - وہ
بیکانیر سے پنجاب کیطرف متوجہ ہوا - جب قلعہ تبرہندہ مین پہنچا - یہ شیر محمد دیوانہ کی جاگیر مین تھا وہ اس کے
مخصوصون مین سے تھا کوئی کہتا ہے کہ متبنی تھا - اپنے بیٹے عبدالرحیم کو مع اہل و عیال و احمال و اثقال کے
اس قلعہ مین شیر محمد کو حوالہ کیا اور خود وہان سے چلا - شیر محمد نے اپنے اصلی ولی نعمت کے حق کو ہیچ سمجھکر اُس نے
فرار کیا اسکے تمام اسباب و اشیا پر کہ تبرہندہ مین چھوڑ گیا تھا متصرف ہوا اور اہل و عیال کو ملازمت مین لایا -
بیرام خان نے جو درویش محمد اوزبک و مظفر علی کو اپنے مال و عیال کی طلب مین شیر محمد پاس بھیجا تو اوس نے
مقید کر کے پادشاہ پاس بھیجدیا اور پادشاہ کو اپنا صاحب حقیقی سمجھکر ولی نعمت مجازی کو چھوڑ دیا اور
سچ مچ پادشاہ کا خیر خواہ بن گیا - جب بیرام خان تہارہ کے نزدیک پہنچا تو مرزا عبداللہ مغل نے قلعہ کو مضبوط
کیا - ولی بیگ نے اوس سے لڑ کر شکست پائی -

پادشاہ دہلی مین تھا - جب اسکو معلوم ہوا کہ بیکانیر سے بیرام خان پنجاب کیطرف گیا تو پادشاہ نے
ہراول لشکر شمس الدین محمد خان کو دیکر اس لئے بھیجا کہ خانخانان کو پنجاب مین نہ گھسنے دے اور پھر خود پادشاہ
سامان یورش تیار کر کے پنجاب روانہ ہوا اور خواجہ عبدالمجید المخاطب بہ آصف خان کو دہلی سپرد کی اور اوسکو یہ نصیحتین کین کہ
اپنے جاہ و خرد پر مغرور نہ ہونا - نعمت رسیدگی کا پاس ہمیشہ رکھ کر اپنی سربلندی کو فروتنی پر منحصر سمجھنا
اور اپنی مزد خدمت ہماری عنایت و تربیت کو سمجھنا چشم و دل و دست و زبان کو آدمیون کے مال سے
کوتاہ رکھنا -

بیرام خان کی بغاوت کی شورش ہوئی تو مصلحت و احتیاط کے لیے حسین قلی بیگ کو قید کر کے ادہم خان

اسکندر کو تمنے پیغام دیا کہ مخالفت و منازعت کرے تتار خان نے ہم بھیجے پاس آدمی بھیجا کہ دامن کوہ مین آن کر خرابی و دست اندازی ان حدود مین کرے خود لاہور کا خیال کرکے چلے ہو کہ وہان جاکر فتنہ و فساد کی بنیاد قائم کرو اور مخالفت کا طریقہ اختیار کرو اور ممالک محروسہ کے اطراف مین خلل ڈالکر ہماری دودمان کے چراغ کو اپنے دم سرد سے ٹھنڈا کرو سه چراغے را کہ ایزد بر فروزد + ہر آنکس تف کند ریشش بسوزد + پردۂ غرور و پندار نے تمہارے دیدۂ اعتبار کو کور کردیا ہے۔

ہمکو تمہارے اخلاص و اعتقاد پر کہ تمہارے چہرۂ احوال و جبہۂ اعمال سے واضح ہے اب تک ایسا اعتبار چلا آتا ہے کہ ایسی شرارتون کے کام کرنے تم سے دور معلوم ہوتے ہین اور ہمکو ان پر یقین نہین ہوتا اس لیے کہ تم ہمارے خاندان کے پروردۂ نعمت و تربیت کردہ ہو۔ تم پر ہمارے حکم کی اطاعت واجب لازم ہے ہم سبیل محبت فرماتے ہین کہ اپنے ان افعال و اعمال قبیحہ سے درگذر کرو اور اس جماعت مخذول العاقبت کو جسنے تمہاری دولت و عزت کو نقصان پہنچایا ہے اور وہ اپنی اغراض کے سبب سے باغی بنانا چاہتی ہے مقید کرکے ہمارے پاس بھیجدو جیسے ہم نے اس پانچ سال مین تمہاری خاطر کی ہے کہ جو کچھ تم نے کیا خواہ معقول یا نامعقول تمہاری صوابدید سے عدول نہین کیا اس لئے تمکو بھی چاہیئے کہ ہمارے حکم کو سمعاً و طاعةً انقیاد کرکے برخلاف نہ کرو۔ جب تم اس حکم پر عمل کروگے ہمارا دل تم سے صاف ہوجائیگا اور تمہاری جرائم و تقصیرات کو بالکلیہ معاف کردینگے۔ جسوقت ہماری ملازمت کو چاہو گے اور وقت بھی اسکا اقتضا کریگا تو ہم تمکو بلالینگے کہ تمہارا حجاب رفع ہو۔

اب تک ہم کو تمہاری خدمات ملحوظ و منظور ہین گو ان خدمات کی عوض مین بھی برابر رعایتین ہوچکی ہین ہم یہ نہین چاہتے کہ تمہارا نام کہ مدتون اخلاص و ارادت و انقیاد و اعتقاد کے ساتھ اشتہار و بلاد مین مشہور تھا اب بغاوت و عناد و فساد کے ساتھ منتشر ہو اور آخر عمر مین قراچہ قراجخت کے زمرہ مین تمہارا حشر ہو۔ تمہارے عبودیت کے حقوق کے سبب سے ہم نے تم کو آگاہ کیا۔ زنہار کچھ اور خیال نہ کرنا اور خوب یقین رکھو کہ اگر از روی جہل و کوتہ اندیشی کے بے راہ ہوگے اور نخوت و پندار سے اپنا دماغ پریشان کرکے اہل ادبار کی سلک مین آؤگے تو ہمارا اقبال تمہاری در پے ہوگا اور ہماری اقبال کا عنوان اور تمہارے ادبار کا آغاز ہے اس لئے یقین ہوتا ہے کہ ہم کو فتح عظیم ہو اور تم شرمسار گرفتار ہو۔ بدولتی اس معنی پر استدلال

اس مین ما وقع [illegible] -

دوشنبہ ۱۸ ذوالحجہ سنہ ۹۶۷ کو بادشاہ کی خدمت مین آیا اسکو منصب عالی وکالت اور خطاب خانخانی کا اور خلعت مرحمت ہوا اور شمس الدین اتگہ خان بھی یہین آیا اسکو جامہ واقو و جامہ خاصگی بیرام خان اور اعظم خانی کا خطاب ملا وہ اپنی ساتھ مرزا ولی بیگ اور بڑے بڑے سردارون کو پاؤن مین زنجیر اور گلے مین طوق ڈال کر اور بہت سی غنائم لایا تھا۔ ولی بیگ نے زندان مین زندگانی سے نجات پائی۔ اسکا سر ممالک شرقیہ مین عبرت کے لیئے بھیجا گیا مگر جب یہ سر بریدہ اٹاوہ پہنچا تو یہان کے جاگیردار بہادر خان نے سر لیجانے والے کو مار ڈالا مگر یہ حال بادشاہ پر نہ کھلنے دیا +

یہان سے بادشاہ سہ شنبہ ۲۶ ذی الحجہ سنہ ۹۶۷ کو شکار کھیلتا ہوا لاہور مین گیا اور منعم خان نے یہان کا سارا اہتمام اتگہ خان کو حوالہ کیا اور جب بادشاہ کو یقین ہوا کہ تلواڑہ مین راجہ گنیش پاس بیرام خان ہے تو وہ سہ شنبہ ۱۰ محرم سنہ ۹۶۸ کو کوہ سوالک کی طرف چلا۔ اس نواح مین تلواڑہ ایک جای مستحکم دریاے بیاس کے کنارہ پر ہے بادشاہ نے یہ چاہا کہ ارباب غرض کی مکر و تزویر بغیر اس مہم کو خود انجام دے۔ ماچھیواڑہ مین بادشاہ کا منتظر لشکر تھا کہ وہ یہان آیا اور منعم خان جسکو اس نواح کا انتظام سپرد تھا وہ بادشاہ پاس آیا۔ حوالی سوالک مین اس لشکر نے تنگنا ہای کوہستان مین جاکر کوہی رایون اور راجاؤن کو شکست دی اور ملک کو تاخت و تاراج کیا اور جانبین سے بڑے بڑے حملے ہوئے خوب لڑائیان ہوئین — بادشاہی لشکر مین سلطان حسین خان جلایر کہ ایک جوان بہت خوش قامت و متناسب الاعضا شجاع تھا لڑائی مین مارا گیا جب اسکا سر جدا کرکے بیرام خان پاس مبارکباد کہنے کو لوگ لائے تو اُس نے اپنی آنکھون پر رومال رکھا اور اسکی حسن خدمات کو یاد کیا اور ہای ہای کرکے رونے لگا۔ اور کہنے لگا کہ میری زندگی پر سو نفرین کہ جسکے لیئے میری شامت نفس کے سبب سے ایسے جوان ضائع ہون۔ جب بیرام خان نے نواحی کوہستان مین بادشاہ کے خود آنے کا حال سُنا تو عاقبت اندیشی یہ کی کہ جمال خان اپنے معتمد غلام کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجا۔ جس نے بیرام خان کی طرف سے بادشاہ سے عرض کیا کہ مجھ سے بعض امور بطریق اضطرار نہ بر سبیل اختیار سرزد ہوئے ہین جس سے مجھے نہایت ندامت ہے۔ میرے قصور معاف ہون۔ بادشاہ نے اپنے لطف و کرم سے

بادشاہ کا کوہ سوالک مین جانا اور بیرام خان کے کارکار کا تمام پانا سنہ ۹۶۷

کو سپرد کیا اور اُسے کہدیا کہ اگر حسین قلی بیگ کو کوئی گزند پہنچی گی تو تجھ سے باز خواست ہوگی ۔
۔ ہوزدی قعدہ کو دار الملک دہلی سے اس فتنہ کے دور کرنے کے لیئے روانہ ہوا پادشاہ نے جو لشکر پہلے
روانہ کیا تھا وہ پرگنہ دکدار مین جو نواحی پرگنہ جالندھر مین ستلج و بیاہ کے درمیان واقع ہے پہونچا اور
گونا چور پر جو دکدار سے متعلق ہے بیرام خان کو جاکر اس نے روکا۔ بیرام خان جالندھر کے لینے مین
اہتمام کر رہا تھا کہ اتگہ خان کے لشکر کے آنے کی خبر سُنی۔ وہ ان اتگہ خان کو کیا سمجھتا اس ہی لڑنے کو تیار ہوا
طرفین سے بہ آئین جنگ لشکر تیار ہوئے۔ بیرام خان پاس لشکر بہت نہین تھا مگر کیفیت کے اعتبار سے زیادتی رکھتا
اور لشکر پادشاہی سے زیادہ اعتماد کے لایق تھا۔ پادشاہ کے لشکر مین سے اکثر نے اپنی بدنہادی و بددلی
و دو زبانی سے بیرام خان کو نوشتے بھیجے تھے۔ غرض موضع گونا چور مین اوائل ذی الحجہ ۹۶۷ھ مین
طرفین سے کوشش دلیرانہ ظہور مین آئین۔ پادشاہ کا لشکر اول بھاگا۔ دشمن کا لشکر اس کے پیچھے پڑا
اور بیرام خان خوش خوش جاتا تھا کہ اتگہ خان کی فوج ایک پشتہ کی پناہ مین کھڑی تھی کہ وہ اس کے سامنے
آئی۔ بیرام خان ہاتھیون کو آگے لیکر اسکے مدافعت کے لئے کھڑا ہوا مگر آخر کار شکست پائی۔ پادشاہی لشکر
نے مخالف کی سپاہ کو پراگندہ کر دیا۔ اسمٰعیل قلی خان کو زندہ گرفتار کیا۔ ولی بیگ زخمی ہوکر پکڑا گیا اور
اعیان مخالف گرفتار ہوئے۔ اور بہت غنیمت پادشاہ کے لشکر کے ہاتھ لگی۔ اتگہ خان نے بھگوڑون کا دو
تک دوراندیشی کے سبب سے تعاقب نہین کیا۔
پادشاہ شکار کھیلتا ہوا نواحی سہرند مین تھا کہ خبرداروں نے اس فتح کی خبر سُنائی۔ لوازم شکر و سپاس
وقوع مین آئے۔ مراسم نشاط و شادمانی کی تقدیم ہوئی۔ مہام سلطنت نے انتظام تازہ پایا۔ کوتہ
حوصلون کو فراخی مشرب نصیب ہوئی۔ ہیچمدان سادہ لوحون کو سررشتہ دانش ہاتھ لگا۔ دولت نے
مغرورون کے ہاتھ سے خلاصی پائی۔ پادشاہ وقت کو ناحق شناسون کی ستم شریکی سے نجات
ہوئی۔ خردمندون کو افزایش دریافت نصیب ہوئی۔ دولت نے مُنہ دکھایا۔ اقبال نے چہرہ کشادہ
کیا۔ عالم نے طراوت تازہ پائی۔ زمین و زمان کو از سرنو تازگی ہوئی۔ کور باطن حسد پیشہ خاکساری کے
گڑھے مین گرے۔ اور ادبار کی خاک انکے سر پر چڑھی۔ انصاف پیدا اور معدلت آشکارا ہوئی ۔ یہ
پادشاہ کے زمانہ اختیار کی فتح اول تھی۔ پادشاہ سہرند مین مقیم تھا کہ منعم خان حسب الحکم اور امراء کی

بیرام خان کی لڑائی اور شکست ۹۶۷ھ

اور امرا اور ارکان سلطنت و اعیان مملکت اپنی اپنی جگہ بیٹھے۔ اور مرحمت اور مکرمت کی زبان سی اس قدر انبساط اور التفات فرمایا کہ گرد حجاب غبار خجالت بیرام خان کی پیشانی سے زائل ہوگیا۔ مگر اصل بات یہ ہی مصرعہ اگر گناہ بہ بخشد شرمساری ہست ٭ پھر بادشاہ نے اٹھکر اپنے ہاتھ سے خلعت فاخرہ مرحمت کیا اور خوشی خاطر سے اسکو سفر حجاز کی رخصت دی حزم و دور اندیشی کی راہ سی ترسون محمد خان و حاجی محمد خان سیستانی کو ہمراہ کیا کہ ممالک محروسہ کی انتہا تک اسکی ساتھ جائین اور اسکو مخوف مسالک سی باہر نکال دین۔ یہ دونو حدود ناگور سے واپس آگئے۔ کہتے ہین کہ بیرام خان نے حاجی محمد خان سیستانی سے شکایت کی کہ تو کل حقوق قدیم کو فراموش کرگیا اور تیری بیوفائی اور الفت سے جیسی کوفت مجھے پہونچی ہے ایسی کسی اور سے نہین پہنچی حاجی محمد خان نے جواب مین کہا کہ تم باوجود دعوی اخلاص و رفزونی تربیت حضرت جنت آشیانی اور مراحم اشفاق شاہنشاہی کے ہوکر تلوار ہاتھ مین لی اور اس سی جو کچھ ظہور مین آیا وہ آیا۔ میرا تمہاری ترک صحبت کرنا کیا دور تھا مین کیا کرتا۔ اس سی بیرام خان شرمندہ ہوا اور خاموش ہوگیا۔

## بادشاہ اور خانخانان کے معاملات مین

ہم نے جو بادشاہ اور خانخانان کے درمیان رنجشون کے معاملات بیان کیئے ہین وہ بادشاہ ابوالفضل کے اکبرنامہ سے نقل کئے ہین جس سی یہ ثابت ہوتا ہے کہ بیرام خان کی ذات سی بادشاہ کے دل مین عداوت کا خیال کبھی نہین آیا مگر اسکے ساتھ ایک جماعت شریرون کی تھی جسکی خوشامد گوئی سے خانخانان سی حرکات ناپسندیدہ سرزد ہوتی تھین اور بغاوت پر آمادہ کراتی تھین وہ انکو سزا دینی چاہتا تھا۔ اب یہ مورخ خصوصاً خافی خان اپنی تاریخ منتخب اللباب مین یہ لکھتا ہی کہ بیرام خان کے دل مین بادشاہ سی کبھی بغاوت کا خیال نہین آیا۔ ایک گروہ ایسے آدمیون کا بادشاہ کے ساتھ ہوگیا جو بیرام خان کی طرف سی حق ناحق باتین لگاکر بھڑکاتے تھے وہ اس بدکردار فرقہ کے کیفر کردار کے منصوبے مین رہتا تھا۔ بمجبوری اسکو بادشاہ سی لڑنا پڑا۔ جب بیرام خان نے بیت الله کی راہ لی تو جس منزل مین وہ پہنچا وہان کے زمیندار اور حاکم کہ اسکے دشمنون کے متوسل تھے تعبہ دیتے اسکو متواتر خبر پہنچی کہ بدبختون کے اشارہ سے مخالفون کا ارادہ ہے کہ اسکو ہلاک کرین۔ اسکو چھوڑکر بھاگ گئے تو اس وسوسہ کے سبب سے سانگانیر سے کہ دار الخلافہ آگرہ سی تیس کوس ہے ت فرمائین

اسکی ساری تقصیرات معاف کردین اور اسکی تسلی خاطر کے لیئے مولانا عبداللہ سلطان پوری کو اور اپنے معتبرون کے ساتھ بھیجا کہ اسکو مطمئن کرکے ہماری پاس لے آؤ۔ ان آدمیون سے بیرام خان کی تسلی نہ ہوئی اور اس نے کہا کہ مین اپنے کیئے سے خود خجل ہون اور ہر طرح کی سیاست کا مستحق ہون پادشاہ کے مکارم اخلاق سے خاطر جمع ہوئی مگر کل ارکان چغتائی اور امرا اولیاء دولت سے ہراسان ہون اگر منعم خان آن کر میری تسلی اور پیمان درست اور عہد مؤکد کرے تو مین پادشاہ کی درگاہ مین سجدہ کرنے کو موجود ہون پادشاہ سے اجازت لے کر باقی عمر مکہ شریفہ مین گذارونگا اور اپنے گناہون کی تلافی کرون گا پادشاہ نے اس درخواست کو منظور کر لیا۔

جب پادشاہ حدود قصبہ حاجی پور مین آیا۔ جو دامن کوہ ستلج و بیاہ کے درمیان واقع ہے تو اوس نے منعم خان اور امراء کو بھیجا کہ بیرام خان کو ہماری عنایتون کا وعدہ کرکے مطمئن کرکے ہماری پاس لے آؤ جب یہ امرا تنگناے وحشت مین کہ جہان بیرام خان نے پناہ لی تھی گئے تو زمینداروں کا ہجوم ہوا اور ممالک ہندوستان مین زمینداروں کی جمعیت کا جو قاعدہ مقررہ ہے اوسکے موافق لڑنے کو تیار تھے۔ تنگ راہون کو طے کرکے یہ پادشاہی امرا اس قلعہ مین پہنچے جہان بیرام خان تھا۔ منعم خان کو دیکھتے ہی بیرام خان کا دل بحال ہو گیا کہ پادشاہ کا زبانی جو پیغام آیا تھا وہ بیان واقع تھا آگے بڑھ کر وہ آیا اور اوس سے ملا اور نہایت رقت کی۔ منعم خان اسکی استمالت کرکے پادشاہ پاس لایا۔ بابا زنبور اور شاہ قلیخان محرم نے بیرام خان کا دامن پکڑ کر بڑی گریہ و زاری کی کہ ہرگز نہ جا اس مین غدر و مکر ہے۔ ہرچند منعم خان نے انکو دلاسا دیا مگر سودمند نہ ہوا تو اوس نے انسے کہا کہ تم رات کو یہین مقیم ہو کر خبر کے منتظر رہو۔ جب خاطر جمع ہو تو ملازمت پر متوجہ ہونا۔ یہ خوف زدہ بیرام خان کو چھوڑ کر چلے گئے اسکی ہمراہ نہ گئے۔ بیرام خان پادشاہ کی خدمت مین محرم سنہ ۹۶۸ مین آیا۔ رومال گردن مین ڈالے ہوئے سجدہ بجا لایا اور پادشاہ کے قدمون پر سر رکھ کر درد یا شرم گناہ یا شوق عفو سے خوب چلا چلا کر رویا۔ پادشاہ نے اپنے ہاتھون سے اسکا سر اوٹھایا اور اپنے رومال سے اسکے آنسوؤن کو پونچھا پرسش احوال بزبان عذر پذیر سے فرمائی اور اس قانون کے موافق کہ ایام وکالت مین بیرام خان کی جگہ پادشاہ کے دست راست پر مقرر تھی وہان بٹھایا اور منعم خان کو اس کے پہلو مین جگہ دی اور

بیرام خان کا پادشاہ کے پاس آنا ۔ سنہ ۹۶۸

گر قبول افتد زہے عز و شرف + اگر یہ نہین تو فوج کا سردار سواے ملا ے خارجی (ملا
پیر محمد) کوئی اور مقرر ہو۔ یہ نمک حرام میرا نمک پروردہ ہے اور فدوی ہی کا اخراجی ہے +
جب بادشاہ پاس یہ عرضداشت پہنچی تو اوس نے پیر محمد کو بلالیا اور شمس الدین انگہ کو بھیدیا۔
جس سے اسکی لڑائی ہوئی۔ اور مورخون نے یہ لکھا ہے کہ بیرام خان کو شکست ہوئی مگر خافی خان نے
یہ لکھا ہے کہ انگہ خان کو شکست ہوئی۔ پھر بیرام خان نے اپنے ولی نعمت کی سپاہ سے لڑنا مناسب نہین جانا
کوہ سوالک مین چلا گیا اور بادشاہ اس شکست کی خبر سنکر لاہور مین آیا۔ منعم خان جب کابل سے
آیا تو بیرام خان کی تنبیہ کے لیئے لکھی جنگل کیطرف متوجہ ہوا۔ جب کوہستان مین داخل ہوا تو
یہان کے زمیندار بیرام خان کی حمایت کے لیئے جمع ہوئے مگر بیرام خان نے دیکھا کہ ولی نعمت کے
ساتھ سواے اطاعت کے دونو صورتون مین مردود جہان ہونا ہے اس لیئے زمیندارون کو
قصد فاسد سے منع کیا اور امان چاہی۔ دونو ہاتھ باندھکر اور دستار گلے مین ڈال کر
بادشاہ کی خدمت مین آکر قدمون مین گرا اور خوب رویا۔ بادشاہ نے اپنے دست مبارک
سے سر اوٹھایا اور دست شفقت سینہ پر رکھ کر خلعت خاصہ مرحمت کیا۔ زبان سے فرمایا کہ حق
موروثی تیرا ہمپر ہے اگر ارادہ نوکری کا ہو تو سرکار کالپی و چندیری تیری اقطاع مین مقرر
کیجاتی ہے اور اگر ہماری مصاحبت کا شوق ہو تو اپنی مجلس مین مصاحب مقرر کرتا ہون۔ سب
طرح سے تیری غمخواری کرونگا۔ اگر بیت اللہ کا ارادہ ہے تو عزت و آبرو کے ساتھ روانہ
کرونگا۔ بیرام خان نے جواب مین عرض کیا کہ الحمد للہ جو انسان کی آرزو کی انتہا ہوتی ہے وہ
حضرت فردوس مکانی و جنت آشیانی اور حضور کی رکاب سعادت مین ظہور مین آئی۔ اب میری دل
کی مراد تھی کہ قدمبوسی کی سعادت از سر نو حاصل کرکے اور عفو جرائم کرا کے کعبۃ اللہ جاؤن وہ
حاصل ہوئی۔ مین نہین جانتا کہ اس نعمت کا شکر کہ بمنتہاے دلی حاصل ہوئی کس زبان سے ادا کرون
اور کس طرح بجالاؤن اور اس بیت کا مضمون پڑھا ؎

زانجا کہ لطف شامل خلق کریم تست | جرم نکردہ عفو کن و ماجرا مپرس

امیدوار ہون کہ اپنے فضل بے پایان سے عفو جرائم کرکے بدرقہ فاتحہ بیت اللہ مرحمت فرمائین

اس نے مراجعت کی اور حج کے ارادہ کو فسخ کرکے . دنیا کے ساتھ پھر دلبستگی کر لیے بڑی بدنامی اٹھائی
اسی عرصہ مین مولنا پیر محمد خان اپنے ہمدمون کی تحریر سے پھر پادشاہ کی خدمت مین آئے اور ازسرنو
انکو خطاب عطا ہوا اور اضافہ منصب ہوا اور فیل و نقارہ ملا اور امیرون کی رفاقت کے ساتھ بیرام خان
کی تنبیہ کے لیئے نامزد ہوا - بیرام خان جسنے دوبارہ بیت اللہ کے سفر کا ارادہ کیا تھا - مگر اس کی
راہین ایسی بند ہوئی تھین کہ وہ جا نہین سکتا تھا - برگشتگی ایام کے سبب سے وہ پنجاب کی طرف متوجہ ہوا
کہ قندہار و مشہد مقدس کی راہ سے زیارت مرقد حضرت امام رضا و نجف اشرف کی کرکے عازم بیت اللہ
ہو جب اس نے سنا کہ ملا پیر محمد اسکی تنبیہ کے لیئے مقرر ہوا ہے تو ناچار جان و آبرو کی محافظت کے لیئے
اس نے سپاہ کی نگاہ داشت اور جمعیت مین کوشش کی اور قندہار جانے کے قصد سے
پنجاب کی راہ اختیار کی - جب پیر محمد سرہند کے قریب آیا تو اوس نے بیرام خان کی شکایتین اور اسکی
بغاوت کے ارادے ایسے شد و مد کی ساتھ پادشاہ کو لکھی کہ پادشاہ بیرام خان سے پہلے کی
نسبت دہ گنا آزردہ خاطر ہو گیا - جب بیرام خان کے لیئے میدان ایسا تنگ ہوا تو پادشاہ
کو اوس نے یہ عرض کیا کہ میرے حاسدون کے اعتبار اور آرزو کے موافق حضور کا تین پشت کی خدمت
دیرینہ میری پامال تہمت کفران نعمت ہوئین اور میرے دشمنون نے رافضی کے خون کو حلال
سمجھکے اسکا فتوی دیدیا مین اپنی جان کی محافظت کے واسطے جو سب مذہبون مین واجب ہے
چاہتا ہون کہ چند آدمیون کی مدد و رفاقت سے اس بلا سے اپنے تئین نجات دون اور اس
ہیئت سے کہ اہل غرض کے اظہار کے موافق مجھے اسباب بغاوت پر حضور آمادہ جانتے ہین تو اس خداوند
کی خدمت مین حاضر ہونے کو اگر وہ نفس الامر مین بیت اللہ ہی کا ارادہ ہو کفر جانتا ہون -
سارا عالم جانتا ہے کہ ہم ترکون کے خاندان مین نمک حرامی کبھی نہین ہوئی اسواسطے مین نے
مشہد کی راہ اختیار کی ہے کہ روضہ امام رضا و عتبات نجف اشرف و کربلا کے طواف کے بعد
ولی نعمت کی بقاء عمر اور سلطنت کے لیئے ازسر نو کعبۃ اللہ کا احرام کرون - التماس یہ ہے
چلا جاؤ بندہ کو حضور نمک حرام واجب القتل جانتے ہین تو کسی بے نام و نشان کو تعین کیجئے کہ بیرام کا سر
پرستش کی جائے کے نیزہ پر لٹکائیے کہ حضور کے اور بدخواہون کو تنبیہ اور عبرت ہو - مصرعہ

ان ایام مین اس شہر کی ریاست خوشی خان فولادی سے تعلق رکھتی تھی اور طوائف افغان اسکے
شر پیر شور افزاے تھے اینمین مبارک خان لوحانی بھی تھا کہ اسکا باپ جنگ ماچھیوڑہ مین بیرام خان کی
امیری مین مارا گیا تھا۔ اس دیوانہ افغان نے انتقام کا ارادہ کیا اور بیرام خان کا قصد کیا۔
سوا اسکے سلیم شاہ پسر شیر شاہ کی کشمیری بیوی اور اس بیوی سے اسکی بیٹی دونو بیرام خان کی
قافلہ کے ساتھ تھیں اور اسکا حجاز کا قصد تھا اور یہ قرار پا گیا تھا کہ اس لڑکی سے پسر بیرام خان
کی نسبت ہوگی اس سبب سے بھی افغانون مین شورش تھی۔ بیرام خان پٹن کے باغون اور
مکانات کی سیر کیا کرتا تھا۔ ایکدن دلکش سیرگاہ کولاب بزرگ کے نشیمن مین کشتی پر بیٹھ کر
سیر کرنے گیا تھا۔ کشتی سے اوترکر سوار ہوتا تھا کہ مبارک خان اور چالیس ور افغان کولاب کے
کنارہ پر بیرام خان کے مارنے کے قصد سے بیٹھے تھے یہ معلوم ہوتے تھے کہ اس سے ملنے آئے ہین
بیرام خان نے اس جماعت کو طلب کیا۔ جب مبارک خان گیا تو اوسنے ایسا خنجر مارا کہ اسکے سینہ سے
پار ہوگیا دوسرے افغانون نے تلوار مار کر بالکل کام تمام کیا۔ اس حال مین کلمہ اللہ اکبر اسکی
زبان پر تھا یون اس نے درجہ شہادت پایا۔ اسکی حکومت مین ایک سادہ لوح سید نے اس کی
مجلس مین اوٹھکر کہا تھا کہ نواب کی شہادت کی نیت سے فاتحہ ہم پڑھتے ہین تو بیرام خان نے
مسکراکر کہا تھا کہ مین شہادت چاہتا ہون مگر نہ اسقدر جلد۔ اسکے ہمراہی متحیر و متوحش ہوکر تو کہین مین
کہین ہوگئے۔ بیرام خان خاک و خون مین پڑا تھا کہ فقرا و مساکین کی ایک جماعت نے اس کے
قالب خاکی کو شیخ حسام کے مقبرہ کے گرد خاک کے حوالہ کیا روز جمعہ ا جمادی الاولی ۹۶۸ھ کو یہ واقعہ
پیش ہوا۔ تاریخ اس واقعہ کی یہ ہوئی۔

قطعہ

بیرام بطوف مکہ چو بربست احرام — در راہ شد از شہادتش کام تمام
در واقعہ ہاتفی پی تاریخش — گفتا کہ شہید شد محمد بیرام

پھر وہ حسین قلی خان خان جہان کی سعی سے مشہد مقدس مین مدفون ہوا۔
اس حادثہ مین پٹن کے اوباشون و فتنہ پردازون نے بیرام خان کے لشکر پر دست دراز

پچاس ہزار روپئے اور لوازم سفر از روے لطف و کرم عنایت ہوئے اور وہ رخصت ہوا۔ بیرام خان مکہ کو سنہ ۹۶۸ھ میں مع فرزندون و چند ہمراہیون کے روانہ ہوا۔ بندر کھنبایت متعلقہ احمد آباد میں آیا یہان چند مقام کیئے۔ مبارک خان لوحانی جسکے باپ کو جنگ ہیمو مین بیرام خان نے اپنے ہاتھ سے مارا تھا وہ دشمنون کی رہنمونی سے رفیق راہ ہوا اور فرصت کا منتظر رہا۔ ایکدن ایک زخم کاری سے بیرام خان کا کام تمام کیا اور افغانون نے کہ اوسکے مددگار گوشہ و کنار مین تھے اسکے خیمہ و خانہ پر آن پڑے اور لوٹ لیا وقت واپسین کوئی کہتا ہے کلمہ شہادت جاری تھا اور کہتا تھا کہ صد شکر و لی نعمت کی راہ مین سفر بیت اللہ مین درجہ شہادت پر پہنچا۔ **شہید شد محمد بیرام** ۔ اسکی تاریخ ہوئی مرزا عبد الرحیم اسکا چار سال کا لڑکا اور سلیمہ سلطان بیگم اور متعلق احمد آباد مین آگئے۔ یہان سے بادشاہ نے انکو بلا لیا سلیمہ سلطان بیگم سے کہ حسن و جمال مین کمال رکھتی تھی اور شاعر تھی اس سے بادشاہ نے نکاح کیا +

بیرام خان کی وفات کا حال ابوالفضل کی زبانی

بعض مورخون کے نزدیک بیرام خان بغاوت اور نمک حرامی کی تہمت سے بری اور پاک تھا اور بعض کے نزدیک وہ اہل بغی مین تھا۔ ابو الفضل نے بیرام خان کی وفات کا حال اس طرح لکھا ہے بیرام خان اصل مین نیک ذات و خجستہ صفات تھا۔ مگر بد مصاحبی سے جو سب سے زیادہ بدتر آدمی کے واسطے ہے اوس نے اول اپنے حسنات دیکھے اسپر خوشامد کی افزونی سے مستی کا اضافہ ہوا۔ قاعدہ ہے کہ جو شخص اپنی نیکیون اور ہنر پر نظر رکھتا ہے تو اوسکی پیش گاہ مین خوشامدیون کا بازار گرم ہوتا ہے خوشامد کو بیان واقع سمجھکر خود پرست و خود آرا ہو جاتا ہے۔ بیرم خانکو بھی یہ واقعہ پیش آیا کہ اورون کے عیوب دیکھنے مین ایسا مصروف ہوا کہ اپنے عیب کے دیکھنے مین نہ مشغول ہوا اور بادشاہ کی صغر سنی عدم اشتغال جہات ملکی کے پردہ مین بادشاہ کے حسن معنوی کو نہ دیکھ سکا۔ خوشامدیون سے اسکا خانہ ایسا خراب نہین ہوا جیسا کہ راست کردار معاملہ نافہم سے جو اسکے کوتاہ عقل دوست تھے۔ یہ اسکی بڑی سعادتمندی تھی کہ وہ بادشاہ کو راضی کرکے اور خود خوش ہوکر عزت و ناموس اہل و عیال و اسباب و اموال کے ساتھ اماکنہ شریفہ کی زیارت کو گیا وہ اول شہر گجرات مین پہنچا کہ پہلے نہروالہ مشہور تھا اوسنے چند روز آرام کے لئے قیام کیا

وہ اوسپر عاشق ہوا۔ اُس نے شاہم بیگ کو جو جالندھر مین پادشاہ کے پاس تھا بلا لیا۔ اس نے یہان
آنکر اپنی حسن فروشی کا بازار ایسا گرم کیا کہ خان زمان کی عقل و ہوش کو خرید لیا۔ وہ اسکے سامنے
وہ سلوک کرتا جو سلاطین کے لیئے مخصوص ہی۔ اسکو مسند پر بٹھاتا اور اسکے آگے خود دست بستہ کھڑا ہوتا اور
شاہم شاہم کہتا جو اس راز سے محرم تھے۔ اونہون نے مولانا پیر محمد کی معرفت پادشاہ کو اس امر
سے اطلاع دی۔ پادشاہ نے خان زمان کو لکھا کہ آدمی زاد و خوشامدگو بد ذاتون کی صحبت سے اور
فرمانبرداری آز سے سلطان شہوت و غضب کا مغلوب ہوتا ہے اور طرح طرح کے بُری کام کرتا
ہے۔ اب تو اپنے کیئے سے پشیمان ہوکر اس کردار ناشائستہ کا تدارک نیکو خدمتی سے کر۔ اور
شاہم بیگ کو ہمارے پاس بھیجدے۔ ہم تیرا قصور معاف کر دینگے۔ اگر بیخبری اور بیشرمی سے
احکام پادشاہی سے نافرمانی کریگا تو تیری سزا تیرے بغل مین موجود ہے۔ علی قلی خان کو
معشوق کا فراق طبیعت پر شاق تھا اس مین گفتگو شروع کی۔ پادشاہ نے سلطان حسین خان
جلائر کو قصبہ سندیلہ اس نظر سے عنایت کیا کہ وہ خان زمان خان کو زیادہ سرکش نہ ہونے دے
خان زمان نے یہ قصبہ پہلے اسمٰعیل خان بہر ابراہیم خان اوزبک کو اپنی طرف سی جاگیر مین دیا تھا
قاعدہ ہے کہ کسی جماعت کا سردار بدعملی و حرام نمکی سے موصوف ہوتا ہے تو اوسکے پیرو بھی ناگزیر
بے بہرہ ہوتے ہین اس لیئے اسمٰعیل خان نے پرگنہ مذکور نہ دیا اور لڑنے کے لیئے کھڑا ہوا۔ سلطان حسین خان
کو پادشاہ کی حمایت پر بھروسا تھا اُس نے بزور پرگنہ کو لے لیا اسمٰعیل خان علی قلی کے بھٹون مین گھس کر ایک
لشکر کثیر اسپر چڑھا لایا۔ سلطان حسین خان اُس سی لڑا اور فتحیاب ہوا۔ سب سے بدتر مرنا حرام نمکی
مین مرنا ہے۔ سو ایک جماعت کثیر کا مرنا ایسا ہوا۔ علی قلی خان کا خود ارادہ ہوا کہ لشکر لے کر سلطان حسین خان جلائر
کے روبرو جاے لیکن عقلمندون نے اس اندیشہ نادرست کی روسیاہی سے باز رکھا۔ وہ بھی نصیحت پذیر
ہوکر اپنا چارۂ کار کرنے لگا۔ ناصر الملک بھی اُس کے احوال کی نگاہ داشت کرتا اور اسکے سرپر لشکر بھیجنے کا
اہتمام کرتا۔ بیرام خان کو علی قلیخان کی خاطر ایسی منظور تھی کہ اپنی بزرگ منشی سے اسکے ناہنجار کامونکو
یہ سمجھتا کہ وہ ہوئے ہی نہین۔ علی قلیخان کو گھر مین وہ نصیحتین کرتا مگر عشق کب انکو سُننے دیتا اور اپنے
کام سے باز رکھنے دیتا تھا۔ ایک مکر و حیلے کرنے لگا۔ اُس وقت ناصر الملک بالکل صاحب اختیار تھا

گیا اور کوئی چیز نہین چھوڑی اس مرحوم مظلوم کے گھر مین اس حادثہ سے ایک آشوب عظیم ہوا۔ محمد امین دیوانہ و بابا ی زنبور و خواجہ ملک عبد الرحیم کو بیرام خان کا خلف الصدق تھا اور اس وقت چار سال کا تھا اپنی والدہ اور بعض خدمتگارون کے ساتھ احمد آباد کو روانہ ہوئی۔ اس کے پیچھے بھی افغان پڑے۔ مگر یہ مصیبت زدہ لڑتے ہوئے احمد آباد مین پہونچ گئے۔ چار مہینے یہان توقف کیا محمد امین نے اور بعض خدمتگار عبد الرحیم کو لیکر بادشاہ پاس چلے۔ پہلے اس سے کہ وہ پہنچین بادشاہ نے بیرام خان کی وفات کی خبر سنکر عبد الرحیم کے بلانے کا فرمان لکھا تھا وہ حدود جالور مین انکو ملا۔ اس فرمان کا حال یہ تھا کہ عبد الرحیم ہمارے پاس آکر تربیت پای سنہ ۹۶۹ کے اوائل مین وہ بادشاہ پاس آگرہ مین آگیا باوجودیکہ بہت لوگون نے بدگوئی و بداندیشی کی مگر بادشاہ نے اوسکو تربیت کیا۔ لڑکپن مین اسکو مرزا خانی کا خطاب دیا پھر بتدریج و ترتیب مدارج عالی پر پہنچایا اور پھر مرتبہ اعلیٰ خانخانی کا پایا۔

## بیرم خان اور بادشاہ کی رنجشون کے درمیان جو واقعات پیش آئے

ہم ہر واقعہ کو مسلسل بیان کرتے ہین جس سے وہ بخوبی سمجھ مین آئے۔ اسکو سنہ کی قید سے ہم حصے کرکے نہین بیان کرتے۔ جو واقعات بیچ مین چھوٹ جاتے ہین انکو اس واقعہ کے تمام و کمال بیان کے بعد دیتے ہین۔

علی قلی خان زمان کی عشق و عاشقی کی داستان بھی عجیب ہی۔ ہم اس داستان کے ناپاک بیان سے اپنی تاریخ کے اوراق کا منہ کالا اس سبب سے کرتے ہین کہ بعض چھوٹے چھوٹے واقعے بھی ایسے ہوتے ہین کہ انکے بیان کرنے سے تاریخ مین نتائج عظیم پیدا ہوتے ہین۔ یہ واقعہ ایسا ہی ہے۔ جنت آشیانی کے عہد مین شاہم بیگ پسر ساربان ایک نوجوان سادہ رو تھا حسن صوری و جمال ظاہری مین اسکی شہرت تھی وہ بادشاہ کے قورچیون یعنی خواصون مین نوکر تھا حضرت جنت آشیانی کا منظور نظر تھا بعد واقعہ ناگزیر کے وہ بدستور شاہی قورچیون مین شامل ہوا علی قلی خان زمان جسکو اپنے شیعہ مذہب مین ایسا غلو تھا کہ معلوم ہوتا تھا تقیہ اسکے مذہب مین نہین ہے

عشق و عاشقی علی قلی خان خان زمان۔

سُنا تو اس نے عبدالرحمٰن خان بیگ کا تعاقب کیا مگر گنگا کے کنارہ تک آکر نا امید پھر گیا۔ شاہم بیگ کی
لاش کو کولاب جونپور کے کنارہ پر دفن کیا اور قبر پر ایک عمارت عالیشان تعمیر کی۔

تجرد گزینی کا عجیب سانحہ ہے کہ قبول خان ناچنے کا فن خوب جانتا تھا اس سے شاہ قلیخان
محرم تعلق خاطر رکھتا تھا۔ پادشاہ کو اپنے امرا و ملازمون کا یہ طور و طریقہ پسند نہ تھا خواہ اپنی
پاکبازی کیون نہ ہو۔ کیونکہ اسمین بھی ناخوشی ہوتی ہے جسکو اہل ہوش خوب جانتے ہین پادشاہ کو
مطلق ایسے کام پسند نہ تھے شاہ قلی اپنی طبیعت کا مغلوب تھا وہ اس کام سے باز نہین آتا تھا
پادشاہ نے اس لڑکے کو اُس سے جدا کر کے اپنے پاسبانون کے حوالہ کیا۔ شاہ قلی نے اپنے گھربار
کو آگ لگائی اور بھبوت بدن کو ملکر جوگی بن گیا۔ بیرام خان نے اسکے دلاسے کے لیئے غزل کہی
پھر وہ اپنے اس کام سے منفعل ہوا پادشاہ نے اوسکو بحال کر دیا۔

پادشاہ پاک نہاد تھا۔ وہ جمیع خلایق کو خصوصًا اپنے مقربون کو چاہتا تھا کہ وہ عفت
اختیار کرین وہ اپنے آدمیون کی اصلاح اطوار و اوضاع مین عطوفت پدری و رافت اتالیقی
کرتا تھا اور ناشائستہ حرکت نہین کرنے دیتا تھا۔ اُسکو دلی نفرت اس عشقبازی سے تھی جسکا بیان
ہوتا ہے پادشاہ نے جب سُنا کہ جلال خان۔ اسکے ندیمون مین سے ایک جوان صاحب
حُسن کے ساتھ بے اعتدالیان کرتا ہے تو اوسکو نہایت ناگوار ہوا۔ اُس نے اس معشوق کو جب اُس سے
علٰحدہ کرلیا تو وہ دیوانہ ہوگیا۔ اور رات کو اپنے معشوق کو ہمراہ لیکر راہ فرار اختیار کی۔ مرزا یوسف
اور ایک جماعت کثیر اسکے تعاقب مین پادشاہ نے بھیجی وہ اس گرفتار ہوا و ہوس کو مع جوان کے
قید کر کے لائے۔ اسکے مناسب حال تادیب ہوئی کہ جلوخانہ مین مدتوں لگدکوب مین رہا۔ مگر پھر پادشاہ نے
اسکو معاف کر دیا اور اپنا ندیم بنا لیا۔ وہ اس ندیمی کے کام مین بے بدل تھا۔

مظفر خان پر یہ آفت آئی کہ سب کو حیرت ہوئی کہ اُس نے ایک سادہ رو قطب خان سے علاقہ خاطر
ایسا پیدا کیا کہ عقل و ہوش اسکے گم ہوگئے۔ پادشاہ نے قطب خان کو طلب کر کے نگہبانون کے حوالہ
کیا کہ مظفر خان کے فریب مین آکر بلای عظیم مین مبتلا نہ ہو۔ مظفر خان نے نافہمی سے لباس فقیر پہنکر صحرا
کی راہ لی۔ پادشاہ نے اسکی نادانی اور بے تمیزی پر نظر نہ کر کے پھر مہربانی کی کہ اسکا بار خدمت کا

شاہ قلی خان محرم کا جوگی ہونا + جلال خان و مظفر خان کی عشق بازی -

اور مہمات ملکی و مالی اسی کی رائے زرین کے حوالہ تھین۔ وہ اپنی نیک دلی سے بادشاہ کی خیرخواہی کے لیے بیرام خان کا پاس و لحاظ نہین کرتا تھا اس کے پاس اپنے ایک معتمد نوکر برج علی کو بھیجا۔ اس نے وہان جاکر اسی بیڈول باتین کہین کہ ناصر الملک نے اسے خوب پٹوایا اور پھر قلعۂ دہلی کی برج سے گراکر فیستی کی خندق مین گرایا اور اسکو اپنے نام کا مظہر بنایا۔ بیرام خان اس سے نہایت آزردہ ہوا اور دل مین اسکے کینہ ناصر الملک کے ساتھ پیدا ہوا جسکا انتقام اس نے لیا۔ جسکا بیان پہلے ہم نے کیا۔ بمجبوری علی قلیخان کو آخر بادشاہ کے حکم کی اطاعت کرنی پڑی۔ شاہم بیگ کو اپنے سے دور کرنا پڑا وہ اس سے جدا ہو کر قصبہ سرہرپور مین گیا کہ عبدالرحمن پسر موید بیگ کی جاگیر مین تھا وہ عبدالرحمن سے مشوقی کا علاقہ رکھتا تھا۔ اسکے گھر مین رہنے لگا۔ آرام جان کو یاد کیا۔

آرام جان کا قصہ یہ ہے کہ وہ ایک کسبی تھی۔ علی قلی خان اس کوچہ گرد پر بھی عاشق تھا اور اس سے نکاح کرلیا تھا۔ مگر بیحیائی اور بے آزرمی سے اپنی مجلس خاص مین کہ شاہم بیگ جسمین ہوتا اور بزم شراب ہوتی وہ اس عورت کو بلاتا۔ وہ گاتی اور سرمایۂ فساد و افساد ہوتی۔ شاہم بیگ کو اس سے تعلق خاطر پیدا ہوا۔ علی قلی ہوا و ہوس کا مغلوب تھا۔ اس نے اپنی وسیع آمدنی کے تین حصے کیئے۔ ایک حصہ اپنے خرچ مین لاتا اور دو حصے شاہم بیگ کو دیتا۔ یہان تک کہ اس آرام جان اپنی نکاحی بیوی کو۔۔ شاہم بیگ کے حوالہ کیا کچھ دنون اسکے ساتھ اوس نے مزے اڑائے۔ پھر جسطرح یہ عورت اسکو ہاتھ لگی تھی اسی طرح اس نے عبدالرحمن کے حوالہ کردی۔ اس نے اس سے نکاح کرلیا۔ شاہم بیگ اس کے یہان مہمان تھا۔ عین مستی و بیہوشی مین وہ اس آرام جان کی یاد مین بے آرام ہوا۔ عبدالرحمن کو بھی علی قلیخان سمجھا۔ مگر اسمین حمیت تھی اس نے اس درخواست کو نامنظور کیا۔ اسپر شاہم بیگ کو غصہ آیا اور تمام حقوق آشنائی اور دوستی کو یکبارگی چھوڑا۔ جس رابطہ کی ہوا و ہوس پر بنا ہوتی ہے وہ اسی قدر ثبات رکھتا ہے۔ شاہم بیگ نے شورش مین آکر عبدالرحمن بیگ کو باندھ لیا۔ موید بیگ برادر یا پدر عبدالرحمن بیگ کو جب اس سرگذشت کی خبر ہوئی۔ وہ مسلح ہو کر شاہم بیگ پر چڑھ گیا۔ وہان اسکے آدمیون سے لڑائی ہوئی جسمین شاہم بیگ کے ایک تیر لگا۔ جس سے اسکی جان نے پرواز کی۔ عبدالرحمن بیگ نے نجات پائی وہ [illegible] بھاگ کر بادشاہ پاس آیا۔ اور مورد عنایات شاہی ہوا۔ جب یہ واقعہ علی قلیخان نے

برابراونکی قومون کی آمد ورفت جاری رہی۔ مگراس اعتبار سے خاندان تیمور ضعیف اورکمزور تھا اوراوسکی بنیاد کو استحکام نہ تھا۔ نہ تو وہ کوئی اپنا وطن رکھتا تھا۔ نہ کسی زبردست قوم کیساتھ رشتۂ اتحاد رکھتا تھا۔ غرض کوئی امیداس بات کی نہ تھی کہ اگر ہندوستان مین بُراوقت آئیگا تو ہموطن اوسکی امداد کرینگے۔ یا کوئی اورزبردست قوم اوسکے ہمراہ ہوکراوسکا قدم آگے بڑھوائیگی۔ کوئی مخزن سپاہ اوسکے پاس ایسا نہ تھا کہ مصیبت کے وقت کام آتا۔ اس خاندان کی سپاہ مین جو سپاہی تھے وہ مختلف ممالک متوسطہ ایشیا کے رہنے والے تھے۔ فقط غنیمت کی اُمید پرجمع ہوگئے تھے اور جو سپاہ کے سرداراورافسر تھے وہ کچھہ آپس مین ناتہ رشتہ نرکھتے تھے۔ نہ ایک خاندان کے تھے فقط ملکون کے فتح کرنے اوراپنی قسمت آزمائی کے لیئے ساتھ تھے۔ جب کوئی ملک فتح ہوتا تو وہ اوس کے ٹکڑے کرکے آپس مین تقسیم کرنا چاہتے تھے اس خاندان کی سلطنت کے قیام اوراستحکام مین کوشش نہین کرتے تھے۔ چنانچہ اسکا تجربہ ہمایون کے عہد مین ہوچکا تھا کہ اوسکے ساتھ سے یہ سردار کیسے جلد جلد جدا ہوگئے اور بات کی بات مین وہ ہندوستان سے نکالا گیا اور پھر کوئی اپنے وطن سے اہل وطن کی جماعت ایسی نہ لاسکا کہ ہندوستان کو لے لیتا اکبر اپنے خاندان کی اس ضعیفی کو سمجھتا تھا۔ یہ تو برام خان ہی کے ہاتھ کو خدانے قدرت دی تھی کہ اوسنے ان سب مختلف سردارون کو ایسی بندش مین جکڑ رکھا تھا کہ اونکا نکلنا دشوار تھا جبوقت وہ نہ رہا یہ بندش ڈھیلی ہوئی اوراکبر کو افسرونکی معاملات کی دقتین وہ پیش آئین جو اوس کے باپ کو آئین تھین مگر اپنی تدابیر صائب سے سب کا علاج کرلیا ۔ ملکون کی فتح مین سردارونکی بغاوت کا بھی بیان کرینگے جس سے یہ مضمون طالب علم سمجھہ جائینگے۔ مگر ہم سردارونکی بغاوتکا جدا مضمون نہین لکھین گے۔

سلطنت کی حالت ابتدائی زمانے مین

اکبر کی سلطنت کا زمانہ اسکی خودمختاری سے پہلے جو چھہ برس کا پانی پت کی لڑائی کے بعد گذرا۔ اسکے اندر ہندوستان مین اسکی مملکت کی کیفیت یہ تھی کہ پنجاب اوراضلاع ممالک شمالی مغربی جواس زمانہ مین کہلاتے ہین اُس پاس تھے انہین گوالیار و اجمیر بھی مغربی لکھنو تک اور باقی ملک اودھ اور الہ آباد جونپور تک مشرق مین شامل تھے۔ بنارس چنار

اس پاس بھجوا دیا اور بہت سی نصیحتین کین۔

اگرہ کے قریب حت (معاقہ) کانٹ ایک بڑا مستحکم مقام ہی۔ یہان کے زمیندار بھدرویہ قوم کے تھے وہ ہوشیاری اور مردانگی مین مشہور تھے۔ سلاطین ہند سے ہمیشہ سرکشی کرتے رہتے تھے بیرام خان نے ادہم خان کو یہان کا جاگیر دار مقرر کیا۔ وہ ہمیشہ اس سے متوہم رہتا تھا۔ اس لیے یہ جاگیر مقرر کی کہ وہ گھر سے دور ہو جائیگا اور متمردون کو بھی ٹھکانے بنا دیگا ؎ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار ۔ ادہم خان نے یہان آخر سرکشون کو درست کیا

ادہم خان کا سرکشون کو درست کرنا

## نوجوان بادشاہ کی مشکلات اور اس کے اُصول سلطنت

اٹھارہ برس کی عمر اور یہ سلطنت کا بھاری بوجھ اوٹھانا اوسی کا کام تھا۔ خدا نے عجب عقل و فہم دماغ مین اور خوبیان دل مین اور زور و قوت چستی و چالاکی جسم مین اوس کو عطا کی تھین اگر اوسکی سوانح عمری اول سے آخر تک خیال کیجئے تو ہر ایک بات انوکھی معلوم ہوتی ہے۔ پیدا ہوا تو اوس وقت کہ باپ کن بلاؤن اور آفتون مین مبتلا تھا۔ پلا تو چچا کی قید مین جو باپ کی جان کا دشمن تھا۔ لڑکپن مین کھیل کھیلا تو یہ کہ بدمست ہاتھیون کو سدھاتا اور اونکو لڑاتا اور اگر گرتا تو بھی چڑھنے سے نہ ڈرتا۔ شیرون کے شکار تلوار سے کرتا۔ پھر دس بارہ برس عمر مین باپ کے ساتھ جاکر لڑائیون مین نام پیدا کیا۔ اب بیرام خان جیسے وزیر سے سب اختیار سلطنت کو چھین لیا غرض خواہ اوسکے سپاہیانہ کام دیکھیے۔ خواہ اوسکے انتظام ملکی کی تدابیر پر خیال کیجے۔ ایک شان کبریائی نظر آتی ہے۔ اگر اکبر کی ذات مین یہ سب صفات جمع نہ ہوتین تو ہندوستان مین خاندان تیمور کی سلطنت جمنی ناممکن ہوتی اوسکو بعض مشکلات بہ نسبت اور مسلمان خاندانون کی زیادہ تھین جو پہلے جن مسلمان خاندانون نے یہان حکومت کی اونہون نے اپنے وطن مالوفہ سے تعلق نہیں چھوڑا اونکی آمد و رفت اپنی زبردست قومون کے ساتھ برابر رہی۔ غزنین و غور کے خاندانونکا ملک دارالسلطنت ہندوستان سے متصل تھا۔ غلامون کے خاندان کی سلطنت مین

قدیمی حقوق اور استحقاق سب قائم رہین گے انمین کچھہ خلل نہین واقع ہوگا۔ جو شخص سب سے زیادہ قابل و
لائق ہوگا وہ اسکے حق کو دیکھو گا خواہ وہ کسی مذہب کا کسی قوم کا کسی ذات کا ہوگا۔ وہ انہین
قوانین کو عمل مین لائیگا جس مین سب قسم کے آدمیون کے لیئے انصاف و عدل ہو۔ یہ اصول اکبر کے
دل مین تھے کہ مین قائم کرون۔ اکبر کا دل خدا نے پاک و صاف بنایا تھا کہ وہ اسکے سبب سے ہمہ تن اس
مین مصروف ہوا کہ اس وسیع ملک کی سب قومون کو متحد کردون اور خود انکا سرگروہ بنجاؤن۔
اس لیئے اس نے صلح کل کا مذہب اختیار کیا شیعہ سنی ہندو مسلمان یہود و نصارے سب اس کے نزدیک برابر
تھے۔ کوئی عمدہ عہدہ بڑے سے بڑا ایسا نہ تھا کہ جسپر ہندو ممتاز نہ تھے۔ مسلمانون کے ہر فرقے کے
آدمی بقدر لیاقت چھوٹے بڑے عہدے رکھتے تھے۔ اسکو مذہب نسل خاندان کا کچھہ خیال نہ تھا۔
انکو ان گورے کالے نہ تھے۔ اس صلح کل کے مذہب نے رعایا کو اس کی خیرخواہی مین متفق کرایا۔
بعض متعصب مصنفون نے اس پر یہ الزام لگایا کہ اُس نے اوصاف الٰہی کا دعویٰ کیا۔ ہان
یہ بات انکی اس معنی کر سچ ہے کہ اس زمانہ مین اور اس ملک مین جہان نزورہم معنی حق تھا وہ
خدا کا رسول ایسا پیدا ہوا کہ اوس نے خدا تعالیٰ کے اوصاف و قدرت کو اس پیرایہ مین زمین پر
ظاہر کیا کہ ہندوستان کے آدمیون مین موانست۔ مسالمت مذہبی۔ عدل و رحم۔ سب کے حقوق
مساوات داخل کیے۔ جو منصوبے اُس نے باندھے تھے اونکی تکمیل کے لیئے ایک عرصہ دراز کی
ضرورت تھی مگر سردست اس نے استحکام سلطنت کے لیئے جو منصوبے ضروری تھے وہ اختیار کیئے
اول کل ہندوستان کی سلطنت ایک ہاتھ تلے اس طرح لائی جائے کہ کل رؤسا و رعیت
متدار اور انکے دل مین اسکا وقار ایسا پیدا ہو کہ وہ سب اُس کے دل و جان سے وفادار ہوجائین
دوم جو ملک پہلی سلطنت کے قبضہ و تصرف سے باہر نکل گئے ہین اونکو دوبارہ حاصل کرے۔
سوم ملک کے نظم و نسق مین انقلابات عظیم سے خلل پڑ گئے ہین انکو درست کرے۔
اب آیندہ ہم شہنشاہ اکبر کی تاریخ کے دو حصے کرتے ہین۔ پہلے حصہ مین ممالک کی فتوح کا
بیان کرکے دوسرے حصہ مین اسکے انتظام و اخلاق وغیرہ کا بیان لکھین گے۔

اضلاع بنگال و بہار مین خاندان سور اور افغان فرمان روائی کرتے تھے۔ کل دکن اور مغربی
ہندوستان کا بڑا حصہ اُسکی مطیع سلطنت سے باہر تھے۔
اسمین شبہ نہین اپنے اتالیق بیرام کی پنج سالہ حکومت مین اکبر نے اس مسئلہ پر خوب غور
کرلی تھی کہ ہندوستان پر کس طرح سلطنت کرنی چاہیئے کہ کل امراء غرباء اور رعیت رؤساء
کے دلون کا بادشاہ مالک ہوجائے اور وہ اوسکو اپنے قوم کا بادشاہ سمجھنے لگین اس مسئلہ
مین بڑی دشواریان تھین۔ سلاطین اسلام کی چارسو برس کی سلطنت مین کبھی یہ کوشش
نہین کی گئی کہ ہندوستان مین جو مختلف قومین اور ریاستین رہتی ہین اُنمین ایک دلی بادشاہ کے
ساتھ پیدا کی جائے۔ رعایا اور بادشاہ کی اغراض آپس مین وابستہ اور پیوستہ ہوجائین
ہر بادشاہ اپنی قوت اور عظمت کے سبب سے اس مدت تک سلطنت کرتا رہا کہ کوئی قوی
اس سے زیادہ پیدا ہوا بار بار خاندانون کے تغیر نے سلطنتون کے سریع الزوال ہونیکا
اصول قائم کردیا تھا ہر خاندان کی سلطنت زود زوال سمجھی جاتی تھی۔ بنگالہ سے گجرات
تک ان خاندانون کی شاخین تھین جو سلطنت کی مُدعی تھین۔ انمین سے ہر ایک یہ جانتا
تھا کہ ان مغلون کی سلطنت چند روزہ ہے ابھی کوئی نیا حملہ آور آئیگا اسکا کام تمام کردیگا
ہمایون نے سلطنت کے سریع الزوال ہونے کے اصول کو اور بھی قائم کردیا تھا قنوج مین
شکست پاکر جو وہ بھاگا تو مغلون کی سلطنت کا نشان کوئی باقی نہ تھا۔ یہان کی ساری..
سرزمین مین اس کی ایک شاخ کا بھی پتا نہ تھا۔
ان واقعات نفس الامری کو اکبر خوب سمجھتا تھا اور اپنے دل مین یہ سوال سوچتا تھا کہ مین کیا
عمل کرون کہ امراء و رؤساء و غربا و رعیت پُرانی باتون کو بھول جائین میرا فتح کرنے
سے یہ مقصد ہو کہ سبکو متحد کرون اور جب فتح کرلون تو وہ اصول قائم کرون کہ سب
قسم کے آدمیون کو وہ مطبوع و مرغوب ہون جیسے اُنکو رؤساء پسند کرین ویسے ہی غربا
پسند کرتے ہے اور دونو متفق ہوکر اسکو یہ سمجھین کہ وہ ہمارا مائی باپ ہی جو سب طرح سے ہماری
محافظت کرتا ہے۔ وہ برملا کو ہم سے دور رہتا ہے مگر ہمکو یقین دلاتا ہے کہ ہمارے

اوّل تدبیرات لائقہ کے ساتھ منہیان درست کردار اور نیک اندیش مقرر کرین اگر ایسا گروہ
دیر مین بہم پہونچے تو امرا مختلف کو جو آپس مین تعارف رکھتے ہون اپنی خرد دوربین کی نیروسے تعین
کرے تاکہ اس طریقہ سے خلق کے چھوٹے بڑون کے حالات معلوم ہوتے رہین۔ دوم اپنے تفرس کی نظر
کو کام مین لائے۔ کہ وہ فروغ آلہی رکھتا ہے اور لطف و قہر مین ملاحظہ درست کرے۔ سوم ہر روش سے
اپنی خرد والا کو نظر دوربین اور فراخ حوصلہ کی قوت کے ساتھ کام مین لائے۔ ارباب استعداد کو کہ
وہ مشرب اخلاص رکھتے ہون قوت و قدرت دے اور انکے اعتبار کے پایہ کو بڑھائے اور اپنے
اعتبار کی پاسبانی کرے اور اپنی بزرگی کے وقت مین خردی کی آنکھ سے نہ دیکھے۔ اور بے اخلاص
گروہ مین سے ہر یک کے ساتھ اُسکی حالت کے مناسب پیش آئے۔ اور ارباب فتنہ و فساد کو
کہ وہ شورش کرکے اپنی ہوا و ہوس سے افساد کو اصلاح جانتے ہین بعد از نصیحت مناسب وقت تادیب
کرے۔ اور فرمان دہان والا جیسی کہ اپنے ملک کی معموری مین اپنی خصلت عالی کو مصروف رکھتے ہین
اسی طور سے اورونکی ولایتون مین ہمت معدلت پژوہ کو مشغول رکھین تسخیر ملک اور جہان کشائی
کو اپنی بساط آگاہی پر مبنی کرین تاکہ روز بروز انکی ملکات کے نتایج سے عمر و دولت نشاط و فراخی
مملکت مین افزونی ہو۔ یہ سب صفات پادشاہ مین فطری ہین نہ کسبی۔ انگریزی مورخ انہین
اصول کو اپنی طرز پر اس طرح ادا کرتے ہین کہ اکبر نے اپنے دشمنون کو دوست بنانے کا طریقہ یہہ
اختیار کیا تھا کہ یہہ انکو یقین دلا دیتا تھا کہ مین تم کو مایوس نہین کرونگا۔ بلکہ ان کو جاہ و منصب دونگا
اور عزت زیادہ کرونگا۔ اسکا مقصد اصلی یہ تھا کہ مین سب کو متحد کرون اپنے مغلوب تباہ شدون
پر ہمیشہ زیادہ سخاوت و فیاضی کرتا۔ بجای اسکے کہ انکی قوت و قدرت اس سے باہر علحدہ رہتی وہ
اسکو اپنی قوت مین شامل کر لیتا۔ جو مخالفین ابتدا مین اسکی مخالفت کرتے تو وہ ان کے دل
مین یہ بات بٹھا دیتا کہ میری فتح سے اور تمہاری اطاعت سے تمہاری عزت و جاہ مین
کچھہ بٹا نہین لگے گا۔ بلکہ اونکی اور ترقی ہو جائیگی۔ سب جگہ ان اصولون کو جو ابو الفضل نے
بیان کیے یا انگریزی مورخ بیان کرتے ہین اسکی ساری فتوحات اور تسخیر ممالک مین توضیح
و تشریح کے ساتھ دیکھوگے ✣

## جو ممالک کہ سلطنت سے نکل گئے تھے اون کی فتح

جب بادشاہ قلعہ مان کوٹ کے محاصرہ مین مصروف تھا تو یہ واقع پیش آیا تھا کہ قلعہ گوالیار جو ہندوستان کے
مشہور قلعون مین تھا۔ اور استحکام مین اپنی نظیر کمتر رکھتا تھا۔ وہ مبارز خان شاہ عدلی کے
قبضہ مین تھا۔ بھیل خان (سہیل خان) جو سلیم شاہ کا غلام تھا وہ یہان قلعہ دار تھا۔ راجہ رام ساہ
نے جسکے باپ دادا اس قلعہ کے حاکم تھے بہت سے راجپوتون کو ساتھ لیکر قلعہ کا محاصرہ کیا اور
اہل قلعہ کو نہایت تنگ کیا۔ آگرہ سے قیا خان گوالیار کی طرف متوجہ ہوا۔ رام ساہ نے قلعہ کا
پیچھا چھوڑا۔ اور قیا خان کے روبرو لڑنے کے لئے ہوا۔ مگر اسکو شکست ہوئی اور قیا خان نے قلعہ
گوالیار کا محاصرہ کیا۔ یہ مضبوط قلعہ استواری و محکمی مین پہلے زمانہ کے فرزانون کا ایک کارنامہ اور
قدیم کا آرگاہ ہونکا ایک اثر بدیع ہے کہ نیروی بازو سے اسکا تسخیر کرنا دشوار ہے جب
سنہ ۹۶۵ مین بادشاہ آگرہ مین آیا تو حبیب علیخان و مراد و علی سلطان اور ایک جماعت
کثیر کو قیا خان کی کمک کے لئے بھیجا۔ بھیل خان نے قلعہ داری کے اہتمام مین کسی بات کچھ
اوٹھا نہین رکھا اسکے خیر خواہون نے اسے سمجھایا کہ اگرچہ قلعہ مستحکم ہے اور اسباب قلعہ داری
مہیا ہے مگر بادشاہ کے لشکر سے مقابلہ مشکل ہے اسکی سمجھہ مین بھی یہ بات آگئی۔ اسلئے ربیع الآخر
سنہ ۹۶۶ کو حاجی محمد خان سیستانی کو بلایا۔ اُس نے اسکی خاطر پریشان کو مطمئن کیا اور
بادشاہ پاس لے آیا۔ اس نے قلعہ کی کنجیان اولیاء دولت کو سپرد کین وہ اسکے مقاصد کے
ابواب کی مفتاح بنین۔

اکبر نے اپنی کل فتوحات مین جو اصول اختیار کیے انکو ابو الفضل اس طرح بیان کرتا ہے
بنی نوع آدم کے افراد کے ہر طبقہ کے لئے ایک عبادت لازم اور ایک طاعت واجب ہے
سلاطین پر بھی یہ عبادت لازم ہے کہ وہ آسودگی رعایا کے اندیشہ مین رہین اپنی
ساری ہمت خسروانہ کو زیر دستون و شکست پایون کی ترفیہ حال مین صرف کرین
سوختگان کے سر پر سے ستمگارون و فتنہ سازون کا بھاری بوجھ اوٹھائین

[illegible] ۹۶۶ھ

اصول فتوحات اکبری

انہون نے جاکر تھوڑے عرصہ مین اس جمعیت کو پریشان کر دیا اور اُلٹے چلے آئے - صبحکو وہ شہر
برہان پور مین آپہنچا اور اس شہر عظیم کو غارت اور تاراج کیا بہت نقد وجنس انہون کو ہاتھ آئے
میران قلعہ آسیر مین بیٹھا تھا - پیر محمد خان نے صلاح وقت دیکھکر معاودت کی کہ اس پاس خبر آئی
کہ باز بہادر خاندیس کے لشکر لئے ہوئے نزدیک آگیا ہے - وہ اس لشکر کو لیکر بیجاگڈھ مین لڑنے کو
گیا تھا مگر جب اس نے سُنا کہ پیر محمد خان کچھ آدمیون کے ساتھ آسیر و برہان پور کو تسخیر کرنے گیا
ہے تو وہ سوچ سمجھکر اس طرف آیا - ایسے وقت مین کہ مخالف کا لشکر غنیمت کے مال سے لدا ہوا متفرق
ہوکر اولٹا جاتا تھا - باز بہادر کے قریب آلینے کی خبر لشکر مین پھیلی - پیر محمد خان نے اہل دانش کو بلا کر مشورہ
کیا - اکثر آدمیون نے متفق ہوکر کہا کہ اس وقت جنگ مناسب نہین ہے - لشکر نے بہت سفر کیا ہے
اور فتوحات حاصل کی ہین اور ہر شخص غنیمت سے گرانبار ہو رہا ہے - مناسب یہ ہے کہ جنگ کو طرح دیکر
آب نربدہ سے اُترین - مندو مین آرام کرین - اور تازہ اور سپاہ لے کر لڑنے پر متوجہ ہون
مگر پیر محمد خان نے یہ صلاح نہ مانی اور لڑنے پر متوجہ ہوا - ہمراہیون نے پہلو تہی کی - لوازم
ہمراہی بجا نہ لائے - تھوڑی سی لڑائی سے بھاگ گئے - پیر محمد خان کو یار علی بلوچ یہ تحفہ لے آیا کہ
اب توقف کی کیا جگہ ہے - وہ نربدہ کے کنارہ پر شام کو پہنچا - ہر چند لوگون نے سمجھایا کہ غنیم دور ہے
رات کو یہین آرام کرو - مگر اس نے یہ ارادہ کیا کہ دریا مین گھوڑے پر سوار ہوکر پار چلا جاؤن
سراسیمہ ہوکر دریاء نربدہ مین گھوڑے پر سوار ہوکر وہ چلا - دریا مین ایک قطار شترون کی تیر کر
جاتی تھی کہ اُس کے گھوڑے کے پہلو سے وہ لگی گھوڑا ابھی سوار کی عقل کی طرح اپنی جگہ پر نہ تھا
[illegible] پانی مین گرا - جماعت اسکی نزدیک تھی اس نے بد دروی سے اسکے بچانے مین کوشش
[illegible] وہ ہاتھ پاؤن مار کر ہلاک ہوا - یار لوگون نے لطیفہ کے طور پر کہا کہ در آب فی النار شد
غرض ایسا مخلص کاروان جوان مرد عالی ہمت مفت جان سے گیا - بادشاہی امراء جو یہان
جاگیردار تھے وہ اپنی جاگیرین چھوڑ چھوڑ کر بادشاہ پاس گئے اور باز بہادر کا مالوہ پر پھر تصرف
ہوگیا - بادشاہ نے عبد اللہ اوزبک کو جو جان سپار بزرگ منش اور اس ملک سے خوب واقف تھا
مالوہ کی تسخیر کے لئے بھیجا - امور سیاست و دار و گیر اُس کے سپرد کئے اور خواجہ معین الدین احمد

بادشاہ جب آگرہ مین آیا تو اوس نے ادہم خان کو اپنے پاس بلالیا اور اوسکی جگہ پیر محمد خان شروانی کو
ریاست مالوہ مستقل طور پر عطا کی۔ اس طرح ماہم انگہ اپنے بیٹے کے آنے سے خوش ہوئی اور صوبہ مالوہ
کی جمہور رعایا ادہم خان کے ستم سے نجات پاکر امن و امان مین کامروا ہوئی۔ پیر محمد خان کو
ایک ستمگار کی شرکت سے خلاص ہوئی۔ باز بہادر حدود آ و اس مین جاکر اپنی جمعیت سرانجام
کر رہا تھا یہ خبر سنکر پیر محمد خان نے ایک فوج آراستہ کی اور اس طرف کی عزیمت کی۔ اس کو
اپنی تہور کا نشا رہتا۔ اسمین عقل و تدبیر پر شجاعت غالب تھی۔ وہ قلعہ بیجاگڑہ کی تسخیر پر متوجہ ہوا
یہان باز بہادر کی طرف سے اعتماد خان قلعہ کا منتظم تھا۔ اسلئے قلعہ کو مستحکم کیا۔ وہ بذاتہ رفعت
و متانت مین مشہور تھا۔ محاصرہ مین امتداد ہوا۔ روز بہادرون نے اس قلعہ کے لئے کوشش
کی۔ ایک دن سحر کو خسرو شاہ چند کمند لگاکر قلعہ کے اندر دوسو جوانون کو لے گیا۔ جب [illegible]
اہل قلعہ خواب غفلت سے بیدار ہوئے اور لڑنے پر تیار۔ خوب لڑے۔ مگر آخر کار نا چار [illegible]
کی فریاد کرتے ہوئے پریشان ہوئے۔ اعتماد خان ایک آدمی کو ہمراہ لے کر پیر محمد خان پاس امان
کے لئے آتا تھا کہ ایک تیر اوسکے ایسا لگا کہ جان گئی اسکے ہمراہی نے جہانتک ہو سکا شمشیر بازی کی
مردانگی سے جان دی کچھہ آدمی تلوار سے بچے تھے کہ اونہون نے امان مانگ کر جان بچائی پیر محمد خان نے
چند روز یہان رہ کر قلعہ کا انتظام کیا۔ پھر سلطان پور مین گیا۔ تھوڑی سی لڑائی سے اسکو ممالک محروسہ
میں داخل کیا وہ قلعہ بیجاگڈھ مین واپس آیا یہان اسکو خبر لگی کہ میران مبارک شاہ والی خاندیس
پاس باز بہادر پناہ گزین ہوا ہے۔ میران نے اسکے ساتھ اپنا لشکر کیا ہے۔ پیر محمد خان نے
اپنا زائد اسباب قلعہ مین چھوڑا۔ ہزار جوان ساتھ لئے اور یہ ارادہ کیا کہ ایلغار کرکے ناگاہ [illegible]
برہان پور مین پہنچکر مخالفون کی جماعت کا کام تمام کرے۔ دریای نربدہ سے گذر کر جا لیا [illegible]
کوس ایکرات مین چلا۔ آسیر سے دو کوس ایک چھوٹا سا قلعہ تھا۔ اسکو ایک ساعت مین فتح کرلیا
میران نے قلعہ آسیر سے اس قلعہ کی محافظت کے لئے آدمی بھیجے تھے۔ اسوقت کہ پیر محمد خان قلعہ کو
فتح کرکے خاندیس کے دارالحکومت برہان پور کی طرف جاتا تھا ناگاہ لشکر غنیم کے سپاہی دور سے
دکھائی دیئے۔ پیر محمد خان نے خسرو شاہ اور یار علی بلوچ کو بھیجا کہ اس لشکر کو دفع کرے

سے پادشاہ سے کفران نعمت کرنے کو ہے تو یورش مالوہ کا قصد مصمم کیا اور ہاتھیون کے شکار کا بھی
ارادہ کیا۔ اس نے ۱۳ ذیقعدہ ۹۷۱ھ کو اسی موسم مین سفر کیا کہ ابر کے فیلان کج خرام نے مستی و مدہوشی
سے تمام زمین و زمان مین جوش و خروش کر رکھا تھا۔ ہر وقت مستی سے ٹپکتے تھے اور سیلاب روان کر کے نشیب و
فراز کو نہین جانتے تھے سرکشی اور گردن فرازی سے کجک برق کے فرمان پذیر نہین ہوتے تھے۔ پادشاہ نے
نرور و سیپری کی طرف کوچ کیا۔ یہان ہاتھیون کا کھیت تھا۔ اہلی ہاتھیون سے وحشی ہاتھیون کو پکڑا۔
اسی طرح شکار کھیلتا ہوا مالوہ کی طرف اس برسات مین چلا کہ امتداد برق و باران و اشتداد خلاب
و سیلاب و فور گل ولاے لنرج سے اور گڑھون کی کثرت سے جو زمین مالوہ مین ہوتے ہین پادشاہ کے
لشکر کا چلنا دشوار تھا۔ گھوڑے دریائی گھوڑون کی طرح تیرتے تھے۔ شتر جہازون کی طرح طوفان
نوردی کرتے تھے۔ راہ مین اس قدر کیچڑ تھی کہ اوسمین گھوڑون کے پانون سینہ تک دھس جاتے تھے
اور سبک رفتار اونٹون کو اپنے بال بھی گران معلوم ہوتے تھے۔ جر ثقیل سی بہزار دشواری حرکت کرتے تھے
اگرچہ منزلون مین مویشی کے لئے چارہ دانہ میسر نہین ہوتا تھا مگر سبزہ تر و تازہ راہ مین ایسا ملتا تھا کہ جانور
اس سے سیر ہو کر خوش رہتے تھے۔ پادشاہ منڈو مین آیا۔ اثناء راہ مین اشرف خان و اعتماد خان کو
پہلے سے روانہ کیا تھا کہ وہ عبداللہ خان اوزبک کو جو اپنے اعمال ناشائستہ سے متوہم خائف ہے
عنایات شاہی کی نوید سنا کر اس پاس لے آئین کہ وہ سرکش نہ ہو۔ پادشاہ سارنگ پور مین
اور یہان سے اجین مین کہ پہلے ملوک مالوہ کا تختگاہ تھا آیا اور پھر دھار مین آیا۔ یہان کی ہوا
بڑی خوشگوار تھی۔ یہان عبداللہ خان کے پاس سے اشرف خان اور اعتماد خان آئے جنکی زبانی
[illegible] عبداللہ خان ان شرائط سے صلح کرنی چاہتا ہے کہ کوئی اسکو مالی و جانی ضرر نہ پہونچے اور
[illegible] وہ اس پاس بدستور سابق مفوض رہے بعض امرا اس پاس رہین۔ منعم خان خانخانان
[illegible] سے ان شرائط کو پادشاہ نے منظور کر لیا۔ اور اعتماد خان اور دربار خان کے ہاتھ
عفو تقصیر اور اسکی ملتمسات کو منظوری کا پیغام بھیجدیا۔ عبداللہ خان اس سبب سے کہ خائن تھا خائف
تھا وہ منڈو سے بھاگ کر نوالی مین چلا گیا۔ پادشاہ نے اس کے تعاقب مین لشکر روانہ کیا اور خود
۲۶ ذی الحجہ ۹۷۱ھ کو نوالی مین آیا۔ اثناء راہ مین اعتماد خان اور دربار خان واپس آئے عبداللہ خان

فرنخودی کوکہ وزراے ہیونات مین ممتاز تھا اوسکی ہمراہ کیا کہ ولایت کا نظم ونسق اور جاگیرون کی تشخیص اور محال خالصہ کا تعین وہ کرے۔ خان کا اسکو خطاب دیا اور حکم دیدیا کہ جب ملک فتح ہوجاے تو عبد اللہ خان اوزبک ہی رہ کر ملک کشائی کرے اور عیسی خان اس ملک کی رعایا اور دہاقین اور تمام وضیع وشریف ساکنین کو استمالت وعواطف شاہی سے قوی دل کرے۔ پادشاہی لشکر کے گذرنے سے جو تفرقہ پیدا ہوا ہے اسکی تلافی کرے اور صلاح دولت دیکھ کر امراء اور کل ہا زمین مین جاگیرون کی تقسیم کرے۔ یہ سب کام کرکے ہمارے پاس چلا آئے۔ حکم عالی کو بموجب عبد اللہ خان اوزبک یہان آیا سنہ ۹۶۹ کے اوائل مین وہ مالوہ کی تسخیر کے لئے متوجہ ہوا۔ باز بہادر اس لشکر کی روانگی کا حال سنکر بھاگ گیا وہ جانتا تھا کہ اس سے لڑنے کی مجھہ مین تاب نہین ہے۔ غرض نہ تلوار کی بجلی چمکی نہ تیرون کا مینہہ برسا ولایت مالوہ پر لشکر شاہی کا قبضہ ہوگیا پادشاہ کے لشکر نے باز بہادر کا تعاقب کرکے اسکا بہت لشکر مارا۔ باز بہادر مالوہ سے نکل کر مدتون دربدر پڑا پھرا۔ اول بھرجی زمیندار بگلانہ پاس گیا۔ پھر چنگیز خان پاس گیا۔ پھر شیر خان فولادی سے توسل ڈھونڈا یہان نظام الملک دکنی کا امیدوار ہوا۔ سب جگہ سے حیران پریشان ہوکر بار و اڑکے رانا اودے سنگہ سے چند دفعہ التجا کی۔ جب پادشاہ نے اسکی یہ خستہ حالی دیکھی تو حسن خان خزانچی کو بھیجکر اوسکو اپنے پاس سنہ ۹۷۸ مین بلالیا اور نوازشہاے خسروانہ سے سربلند ہوا سلاطین مالوہ کے پایہ تخت منڈو مین عبد اللہ خان اوزبک نے بطریق استقلال حکمرانی شروع کی۔ اس ملک کے بلاد اور قصبات و قریات امراء مین انکے رتبے کے موافق تقسیم ہوئے۔ اولیاے دولت نے ہین وسارنگ پور اور محال جاگیر مین آرام لیا۔ عیسی خان الغ ... آگرہ ... بعد پادشاہ کی خدمت آیا۔

پادشاہ اپنی سلطنت کے ذمے فرض وقت سمجھتا تھا کہ ہمیشہ ملک کے احوال سے اور اعیان و ولات اوضاع سے خبردار رہے۔ اور ان تنگ حوصلہ خود سرون کا اپنی تدبیر و راے سے علاج پہلے اس سے کرے کہ وہ کامیاب دولت ہوکر ملک مین فساد کرین۔ جب اس نے سنا کہ عبد اللہ خان ازبک کہ پادشاہ کا نمک پروردہ تھا مالوہ مین خودسر ہوکر رہا ہے اور اپنی شگفتگی

مقابلہ کو آئے۔ خان زمان نے یہ خبر پاکر جونپور کے قلعہ کو مستحکم کیا۔ سوای اسکندر خان اوزبک کے اس نواح کے تمام سرداروں کو جمع کیا۔ افغانوں کا لشکر بڑا زور آور تھا۔ بیس ہزار سوار اور پچاس ہزار پیدل اور پانسو ہاتھی تھے۔ اس سے آگے جاکر لڑنا مصلحت وقت نہیں معلوم ہوتا تھا۔ افغان ایک لشکر گران لیکر گومتی کے کنارہ پر جونپور کے پاس آگئے۔ یہ شہر اسی ندی کے کنارہ پر واقع ہے اور تیسری روز ندی سے پار اترے سپاہ کو لڑنے کے لئے مرتب کیا۔ خان زمان بھی لشکر آراستہ کرکے لایا۔ شائستہ آئین کے ساتھ لڑائی شروع ہوئی۔ خان زمان کے لشکر نے حسن خان بچکوتی کے لشکر کو تیروں کی مار سے بھگا دیا مگر شیر شاہ نے لشکر شاہی کو بھگا کر شہر کے کوچوں تک پہنچایا۔ پھر خان زمان نے اس لشکر کے پیچھے آکر تیروں کی بوچھاڑ سے دشمن کے لشکر کو پریشان کر دیا اور بڑی فتح حاصل کی اور بہت سی غنیمت اور بہت سی ہاتھی اس کے ہاتھ آئے۔ اس فتح سے خان زمان خان کا ایسا مغز چلا کہ وہ بادشاہ کو ایک لڑکا سمجھا اور اوسکی قوت و قدرت کو بے حقیقت جانا۔ ساری غنیمت کو خود ہی ہضم کرنا چاہا۔ کہتا ہے کہ ایسا ہو گیا کہ بادشاہ کو خود گوشمالی کے لئے آنا پڑا۔ عقلمند جانتے ہیں کہ جو شخص نیک ذاتی۔ خیراندیشی کے صفات سے موصوف ہوتا ہے اور اپنے احوال کے روزنامچہ کو مطالعہ کرتا ہے جب وہ مخالفوں پر نصرت پاتا ہے اور کارروان معاون اُس پاس جمع ہوتے ہیں اور اسباب دنیا میسر ہوتا ہے تو وہ نیازمند زیادہ ہو جاتا ہے اور اپنے ولینعمت کے شکر کے لوازم کو بجالاتا ہے اور اس شکر کا تتمہ حسن عقیدت اور لطف خدمت کو بناتا ہے اور مراسم یکجہتی کو بڑھاتا ہے اور خالق کے سامنے زیادہ ضراعت اور مخلوق سے بہت تواضع کرتا ہے اپنے صاحب کی بندگی اخلاص میں زیادہ کوشش کرتا ہے اپنے نوکروں اور چاکروں کے ساتھ حسن سلوک زیادہ کرتا ہے لیکن خان ان سب کے خلاف کام کرتا ہے جسواسطے کہ آدمیت سے بہرہ نہیں رکھتا سوای نام کے اصالت اسکو نصیب نہیں ہوئی۔ وہ تھوڑے سے مقدور اور برآمد کار سے اپنے پایہ کو بھول جاتا ہے اول خدا کے ساتھ اسکا طریقہ کچھ اور ہو جاتا ہے دوم اپنے ولینعمت و صاحب کے ساتھ تجبر و ترفع کی طرز اختیار کرکے کچھ اور باتیں دل میں سوچنے لگتا ہے سوم اپنے ہمراہیوں اور ہم نسبتوں کے ساتھ اترانے لگتا ہے چہارم جمہور انام کے ساتھ ستم و عنف سے سلوک کرتا ہے وہ یہ جانتا ہے کہ میں اپنی بزرگی کا اسباب مرتب کرتا ہوں۔ دانا جانتا ہے کہ

خان زمان کا مغرور ہونا اور شاہ کو مال غنیمت میں نہ دینا

۲۲۶

حضور کی موعظت کو غنیمت سمجھا۔ بادشاہ نے ہراول سے لڑائی شروع کی۔ بادشاہ الیغار کرکے اپنے
لشکر کی کمک کو گیا لڑائی میں ایسی جگہ پہنچا کہ تیر اسکے سر پر گذرتے تھے۔ بادشاہ کی اس جانفشانی سے اس کے
لشکر کو دشمن پر فتح عظیم ہوئی باوجودیکہ بادشاہی لشکر دشمن کے لشکر سے بہت کم تھا۔ اس نواح کے کل
زمینداروں اور رئیسوں نے بادشاہ کی اطاعت اختیار کی۔ عبداللہ خان بھاگا۔ بادشاہی لشکر نے اس کے
پیچھے جاکر حملہ کیا۔ وہ اپنے بال بچوں کو جنگل میں چھوڑ کر اور اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر بھاگ گیا۔ اور سرحد گجرات میں
پہنچا۔ بادشاہ ۱۰ محرم ۹۷۰ھ کو منڈو میں آیا اور تمام ممالک محروسہ میں فتحنامے بھیجے۔ ایک مہینے یہاں توقف
کیا۔ یہاں سنا کہ چنگیز خان حاکم گجرات کے پاس عبداللہ خان گیا ہے۔ بادشاہ نے اسکے نام فرمان نعم الملک
کے ہاتھ بھیجا کہ وہ عبداللہ خان کو باندھ کر ہمارے پاس بھیجدو یا اپنے ملک سے اس کو باہر نکال دے۔
چنگیز خان نے اس فرمان کے جواب میں لکھا کہ میں بندہ بادشاہ ہوں فرمان پذیری ناگزیر ہے حضرت
خطاپوش و عطاپاش ہیں اگر اس مرتبہ اسکا گناہ بخش کر نوازش کریں تو اسکو حضور کی خدمت میں بھیجدوں یہ
بندہ نوازی سے دور نہ ہوگا۔ اگر یہ التماس قبول نہ ہو تو میں اسکو اس ولایت سے دور نکال دونگا۔
بادشاہ نے اس صوبہ کا ایسا عمدہ جدید انتظام کیا کہ تمام سردار اور رئیس اس سرزمین کے اس کے آگے سجدہ
کرنے لگے اور آخر محرم ۹۷۰ھ میں آگرہ کی طرف روانہ ہوا۔ قرا بہادر خان کو اور امرا کے ساتھ منڈو میں حاکم
مقرر کیا۔ راہ میں ہاتھیوں کا شکار کھیلتا ہوا ۲۷ ربیع الاول ۹۷۰ھ کو دارالخلافہ آگرہ میں آیا۔ یہاں نعم الملک
چنگیز خان کی عرضداشت مذکور اور پیشکش لایا۔

## ممالک شرقیہ کی فتوحات

ان چند برسوں میں علی قلیخان خان زمان خان نے ممالک شرقیہ میں افغانوں پر فتوحات عظیم حاصل
کیں جیسے کہ ہم لکھ چکے ہیں کہ حدود سنبھل میں خان زمان منتظم مقرر ہوا تھا تو اوس نے لکھنؤ تک ملک پر قبضہ کیا تھا
جب بیرام خان کا جھگڑا تمام ہوا تو افغانوں نے جانا کہ ہم کو فرصت ہے انہوں نے مبارز خان عدلی کے
بیٹے کو اپنا سردار بنایا۔ اور شیر خان اسکا نام رکھا اور سب متفق ہو کر بہادر خان کے

خان زمان خان کا شکست پانا افغانان بٹنی سے

پر سلطان عدلی کو شکست ہوئی تو یہ قلعہ فتو کو جو اسکی خیل کے خواص مین تھا ہاتھ آگیا وہ اس حصار کو اپنا مامن سمجھ کر اس کا استحکام کرتا تھا۔ کہ بادشاہ نے خواجہ عبد المجید آصف خان کو اس کی تسخیر کے لیئے - - - - - - - - - - - -
نامزد کیا مگر فتو کی یہ دانشمندی اور سعادتمندی تھی کہ وہ یہ سمجھا کہ افغانون کے ادبار کے دن آگئے ہین لڑنے سے سوای ذلت کے کچھ اور نہین حاصل ہوگا۔ اُس نے بادشاہ سے درخواست کی کہ شیخ محمد آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر حضور کے روبرو لیجائے۔ بادشاہ نے اسکی درخواست کو قبول کیا۔ شیخ محمد اسکو بادشاہ کے سامنے لایا اس نے مرتبہ امارت اسکو مرحمت کیا۔

فتح خان بٹنی اور اُس کے بھائی حسن خان اور ملو خان اور ایک جماعت کثیر نے قلعہ رہتاس مین ایک لشکر آراستہ کیا اور وہان سے آخر ولایت بہار اور بعض بعض محال پر کہ خان زمان سے متعلق تھین اپنی تصرف مین کرلیا اور سلیم شاہ کے بیٹے اواز خان کو اپنا سردار بناکر شورش و فساد برپا کیا۔ اس فتنہ کے مٹانے کے لئے خان زمان اور اس حدود کے امراء متوجہ ہوئے مگر افغانون کا لشکر پرزور تھا۔ خان زمان نے لڑنے مین مصلحت نہ جانی۔ سون ندی کے کنارہ پر اندھیاری (اندہاری) کے مقام پر قلعہ بناکر اقامت کی۔ اندنون مین مولانا علاء الدین لاری و ملا عبد اللہ سلطان پوری و شہاب الدین خان و وزیر خان بادشاہ کی طرف سے یہان اس لئے آئے ہوئے تھے کہ خان زمان کو نصائح ارجمند کرکے اسکا عقیدہ مستند بنائین اور سلیمان کررانی حاکم بنگالہ جو خان زمان سے ملا تھا اور اس نے خطبہ شاہنشاہی پڑھوایا تھا اس پر بادشاہ کے الطاف کا اظہار کرین [illegible]کے تو اوسکو بادشاہ پاس لائین۔ ان امیرون نے خان زمان کے قلعہ مین پہنچ کر اوسکو عنایت کی نوید اسکو پہنچائی۔ یہ سب خان زمان پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ افغانون نے لشکر آراستہ کرکے اور فیلان مست کو لیکر خان زمان کے قلعہ پر حملہ کیا۔ خان زمان نے بھی لشکر لے کر لڑنا شروع کیا۔ مگر افغانون نے خان زمان کو فوراً شکست دی اور اوسکا سارا لشکر بھاگ گیا اور اوسکے منازل اور محل کو افغانون نے لوٹنا شروع کیا۔

خان زمان اپنے قلعہ کی دیوار کے نیچے کمین مین بیٹھا ہوا تھا کہ کچھ کام کرے یا گوشہ گیری

اپنا دارا مدار ہلاکت کے لئے معرکہ گرم کر رہا ہے۔ اس بیان کا مصداق علی قلیخان زمان کا حال ہے کہ ان دنون جو اوس نے شیر شاہ و پسر سلطان عدلی کو لڑکر شکست دی تو اوسکا دماغ آسمان پر چڑھ گیا۔ قریب تھا کہ اوسکا بھانڈا پھوٹ جائے کہ پادشاہ کی عقل کامل کا یہ اقتضا ہوا کہ بہ رسم شکار اسکی حدود کی طرف چلئے۔ اُس نے زبان سے کہا کہ اگر اِس بدسرشت کو سعادت سے کچھ بہرہ ہوگا تو خواب غفلت سے بیدار ہو کر ہماری قدمبوس کے لئے حاضر ہوگا ہم اُس کی تقصیرات معاف کرکے موافقت کرینگے وہ ہمارا ہی لگایا ہوا درخت ہے بزرگون کی گزیدہ تر صفت یہی ہے کہ عذر کو قبول کرین اور گناہ بخشین آدمی ہشیاری اور مستی کی معجون مرکب ہی۔ اگر وہ ملازمت کے لئے نہ حاضر ہو تو پہلے اس سے کہ مرض مزمن ہو اور اوس کا معالجہ دشوار ہو اسکا کام تمام کیا جاے اور اس مرز بوم کو ستمگار کے ہاتھ سے خلاصی دی جائے۔ غرض بپنجشنبہ ۹۶۸؁ کو وہ بلاد شرقیہ کی طرف متوجہ ہوا۔ دار الخلافہ اگرہ کی حراست معین الدین احمد خان فرنخودی کو سپرد کی۔ جب حدود کالپی مین پادشاہ کا گذر ہوا۔ عبد اللہ خان اوزبک کے گھر مین اترکر اسکی عزت کو بڑھایا۔ پھر یہان سے کڑہ گیا۔ یہان شکار کھیلا تو خان زمان خان اور اوسکا بھائی بہادر خان خواب غفلت سے بیدار ہوئے اور پادشاہ کی خدمت مین آئے۔ انکے بھلے دن کچھ باقی تھے۔ غنیمت کا سبال و اسباب ورنامور ہاتھی پادشاہ کی پیشکش مین دیئے۔ پادشاہ نے انکی تقصیرات معاف کین اور فرمایا کہ پھلدار درختون کے کانٹو سے جب آدمی ناخوش ہوتا ہے تو انسان کو کہ ایک برومند شجر ایزدی ہے قطع کرنے سے کیا مزہ ملتا ہوگا اس لئے ہم تمہاری خجالت و ضراعت کے سبب سے قصور معاف کرتے ہین۔ کرہ مین پادشاہ بین وزر رہا۔ یہان انتظام بخوبی کرکے اگرہ کو روانہ ہوا اور دس روز مین ۱۷ ذی الحجہ ۹۶۸؁ کو اگرہ مین داخل ہوا۔ اس سفر مین ایک مہینہ چودہ روز لگے۔ جانے مین چودہ روز آنے مین [illegible] مین بیس روز۔

اس سفر مین چنارگڈھ اولیاء پادشاہی کے ہاتھ آیا۔ یہ ایک حصن حصین ہی کہ اور پادشاہون نے اسکو شمشیر اور لشکر و فزونی تدبیر سے تسخیر کیا ہے اس لئے کہ باہر کے آدمی تو اسکے ارتفاع و استحکام کے سبب سے اندر دخل نہین دیسکتے اور اندر کے آدمیون کو باہر کے آدمیون کی ضرورت اس سبب سے نہین ہوتی کہ کھانے پینے کا سامان افراط سے موجود ہوتا ہے۔ مجمل بیان اس واقعہ کا یہ ہے کہ جب شیر شاہ

فتح چنار گڑھ ۹۶۸؁

کرے۔ حسن خان حبشی ہاتھی پر چڑھا اور ایک جماعت کو لیکر روبرو آیا۔ خان زمان کے آدمی بھاگ گئے تھوڑے
آدمی مرنے کا ارادہ کر کے قلعہ کے ایک برج پر چڑھ گئے۔ وہاں ایک ضرب (توپ) لگی ہوئی تھی اسی کو
بھر کر افغانوں کی فوج پر چلائی اسکے چھوٹتے ہی گولہ حسن خان کے ہاتھی پر لگا۔ جس سے ہاتھی
مر گیا اور فوج بھاگی۔ یہ تائید ایزدی تھی کہ افغانی لشکر میں کوہ پیکر ایک ہاتھی تھا
جو مست ہو رہا تھا اور زنجیروں سے بندھا ہوا تھا۔ جبوقت لشکر افغان خان زمان کا لشکر کا
سبب۔ یہ افغان فیلبانوں کو کھول کر لگے تھے اسکی پیچ کی جبتی میں افغانوں کے ایک ہاتھی کو مار ڈالا۔
جس سے وہ شور مچا کہ افغانوں کے لشکر میں جا گھسا بادشاہی لشکر داخل ہوا اس خوف سے وہ بھاگ
نکلا تو بادشاہی لشکر نے اسکا تعاقب کیا اور ایک فتح عظیم دیکھنے کو حاصل ہوئی اور بہت غنیمت اور
ہاتھی ہاتھ آئے۔ خان زمان نے جونپور کو مراجعت کی اور زمانیہ سے بادشاہ کے امیروں کو
جو آئے تھے واپس بھیجا۔

## خان زمان علی قلی خان کی بغاوت دور کرنے کے لئے بادشاہ کے لشکر کا یورش کرنا اور اس یورش میں سوانح کا پیش آنا سنہ ۹۷۲ ہجری

اہل ہوش دنیا کو کہتے ہیں کہ وہ شراب کا حکم رکھتی ہے مصرعہ کانچنان را آنچنانتر میکند
یعنی جیسا آدمی ہوتا ہے ویسا ہی اسکو بناتی ہے اگر آدمی سعادت مند ہے تو وہ دنیا
کو ہزار نیکیوں کا سرمایہ بناتا ہے۔ اپنی سعادت کو بڑھاتا ہے۔ اپنی ذات کو آرائش دیکر اپنے
دین و دنیا دونو سنوارتا ہے۔ اگر وہ فطرت میں بدگوہر و تیرہ درون و سیاہ بخت ہے تو
ہمیشہ ذخائر دنیا کو ہزار وبال کا سرمایہ بناتا ہے۔ اپنی ترفع صدری سے خلق کو صد طرح
کے آزار پہنچاتا ہے۔ روز بروز اسکا تاریک دل زیادہ سیاہ ہوتا جاتا ہے۔ نہ وہ قدر نعمت

اسکندر خان اور ... خان زمان و بہادر خان کا مارا جانا

روانہ کیا اسکے جو کوئی باغیون مین سے ہاتھ لگا اسنے آب شمشیر سے اسکے کاسۂ سر مین خاک بھری
اسکندر خان جان بچا کر علی قلیخان سے جا ملا۔ پادشاہ کے لشکر کے گھوڑے تھک گئے تھے اس لئے
اور زیادہ تعاقب نہین کیا۔ علی قلیخان اور بہادر خان جو مجنون خان اور آصف خان سے مقابلہ
کر رہے تھے یہ حال سنکر متزلزل ہوئے اور کثرہ سے جونپور چلے گئے اور نیہ و بار کو چھوڑ کر گذر
نرہن سے دریاے گنگ کو عبور کیا۔ دریا کے پار جا کر قلب میون مین پناہ لی۔ پادشاہ جونپور مین آیا
راہ مین آصف خان مجنون خان اُس سے ملے۔ آصف خان نے جو گڈھہ کو فتح کیا تھا تو اپنی سپاہ
کو آراستہ کیا تھا اس سپاہ رزمخواہ کو جو پانچہزار تھی پادشاہ کو ملاحظہ کرایا جس سے پادشاہ بہت
خوش ہوا۔ پادشاہ جمعہ کے روز ۱۰ ذی الحجہ کو جونپور مین آیا۔ ان ممالک کی اصلاح مین مصروف
ہوا ہواے اعتدال مفسدون کے ظلم سے وہ خراب ہو رہا تھا۔

پادشاہ نے علی قلی خان اور اوراہل عصیان کے تعاقب مین آصف خان کو بھیجا۔ یہ اہل
بغاوت حاجی پور کے نزدیک و بیرونی قلب جگہہ مین مقیم ہوئے اور سلیمان کررانی جو بنگالہ
مین حکمران تھا اور فتح خان پٹنی اور اوسکا بھائی حسن خان رہتاس مین ریاست رکھتا تھا۔ ان
افغانون سے علی قلیخان نے کمک مانگی یہ افغان امداد پر مستعد ہو گئے۔ پادشاہ نے حاجی
محمد خان سیستانی کو سلیمان کررانی پاس بنگالہ بھیجا کہ وہ اسکو علی قلیخان کی معاضدت و مظاہرت سے
ڈرائے۔ حاجی محمد خان رہتاس پہنچا۔ خود سر افغانون کی ایک جماعت نے اسکو بنگالہ نہ جانے
دیا اور علی قلی پاس بھیجا جب وہ علی قلیخان کے پاس آیا تو اس سبب سے کہ وہ روابط اسکے ساتھ رکھتا
تھا اور اس طمع سے کہ وہ اسکے موافق ہو جائے بہت عزت و حرمت سے پیش آیا۔ مگر مقید طور پر
اسکو رکھا۔ حاجی محمد خان ہمیشہ اسکو سودمند نصیحتین کرتا رہتا تھا۔ انصاف یہ ہے کہ باغیون کی
تخویف و تحذیر کیلئے اسکا رہنا بہت کام آیا کہ اسکی ہدایت سے باغی اطاعت کی راہ پر آئے
پادشاہ کے لشکر کی برابر علی قلیخان چلتا رہا مگر کچھ اسکو فائدہ نہ ہوا اب اسنے سکندر خان
اور بہادر خان کو ایک جماعت کے ساتھ ولایت سردار مین بھیجا کہ وہان لوٹ مچا مین جب
پادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو شاہ بداغ و سعید خان و قیا خان اور امراء کو بسرکردگی امیر

کڑہ مانکپور کی لڑائی ۱۰ ذی الحجہ سنہ ۹۷۴

حاجی محمد خان سیستانی کا سلیمان کررانی پاس بھیجا جانا ۔ سنہ ۹۷۴

خان زمان کا [illegible] سنہ ۹۷۴

درمیان قصبہ نیمکار مین پیکار ہوئی۔ محمد امین دیوانہ نے بری طرح دشمن پر حملہ کیا۔ اسکے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی وہ اُس سے گرا اور قید ہوا۔ شاہم خان اور شاہ بداغ خان نے جب محمد امین کا حال دیکھا تھا تو انکو چاہیئے تھا کہ وہ اسکا چارہ کار کرتے اور بہادری دکھاتے مگر وہ دشمن کی کثرت سپاہ کے خوف سے قلعہ نیمکار مین چلے گئے اور بادشاہ کو اس حال سے اطلاع دی۔ علی قلیخان اور بہادر خان مانکپور دوڑے گئے اور اس کی حدود مین تاخت و تاراج کرنے لگے کہ مجنون قاقشال مرد معرکہ دیدہ تجربہ کار تھا۔ صف جنگ کو مناسب نہ جانا۔ قلعہ مانک پور مین متحصن ہوا۔ آصف خان پاس قاصد بھیجکر اسکو بلایا۔ آصف خان کو جب اطلاع ہوئی تو وہ ولایت گدڑھ کچھ سپاہ کو سپرد کرکے بہت سپاہ لیکر کڑہ مین آیا۔ مجنون خان کو آصف خان کے آنے سے تقویت ہوئی وہ قلعہ مین سے اپنی سپاہ باہر علی قلیخان کی فوج سے لڑنے کے لئے بھیجنے لگا۔ ان دونو نے بادشاہ کو حقیقت ماجرا لکھ بھیجی۔

پادشاہ شکار سے فارغ ہوکر آگرہ مین آگیا تھا کہ اوسکو متواتر عرائض سے اہل بغاوت کا حال معلوم ہوا تو اوس نے ارادہ کیا کہ باغیون کے خاردار درخت کو پہلے اس سے کہ وہ ہوا مین سربلند کرے اور جڑ کو قائم کرے اپنے طیش و غضب کی تند باد سے بیخ و بن سے اُکھیڑ کر پھینک دے اس لئے اُس نے لشکر کے جمع کرنے کا حکم دیا۔ اسکے جمع ہونے سے پہلے منعم خان کو بہت بہادروں کے ساتھ برسم منقلا بھیجا اور بعد اس کے خود اپنے چلنے کا سامان درست کیا۔ تھوڑے دنون مین بڑا لشکر تیار ہوا اور دو ہزار زنجیر فیل اسکی ہمراہ ہوئے۔

آگرہ ترسون خان کو حوالہ کرکے پادشاہ پنجشنبہ ۲۳ شوال ۹۷۲ھ کو دریاے جمن سے پار ہوا۔ گرمی کا موسم تھا رات کو سفر ہوتا تھا۔ منزل بمنزل چل کر قنوج کی سواد مین پہنچا۔ منعم خانخانان آگے بھیجا گیا تھا وہ یہان آملا۔ قیا خان بھی باغیون کے گروہ مین تھا خانخانان کی سفارش سے بادشاہ نے اوسکا قصور معاف کیا اور وہ پادشاہ پاس آگیا۔ پادشاہ کو معلوم ہوا کہ سکندر خان لکھنؤ مین ہے۔ پادشاہ آدھی رات کو گھوڑے پر سوار ہوکر بطور الیغار ایک شبانہ روز مین لکھنؤ مین جا پہنچا یوسف محمد خان کوکلتاش و شجاعت اور کچھ اور بہادرون کو ہراول بناکے بھیجا۔ اسکندر خان لشکر شاہی کے خوف سے لکھنؤ سے بھاگ گیا۔ پادشاہ نے یہان آرام لیا۔ لشکر اس کے پیچھے

پادشاہ کا اسکندر خان کو لکھنؤ سے بھگانا ۹۷۲ھ

دوسرے روز علی قلیخان کی والدہ اور ابراہیم خان اور بعض اور امرا پیشکش کے لئے بڑے بڑے نامی ہاتھی لیکر پادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ ابراہیم خان کی گردن مین تیغ و کفن ڈال کر پادشاہ کے رو برو خانخانان آیا۔ پادشاہ نے قصور معاف کیا اور خانخانان سے یہ فرمایا کہ اگرچہ یہ ظاہر ہے کہ یہ بدنصیب اپنے عہد کی وفا نہین کرتے مگر تیری خاطر سے انکے قصور معاف کرتا ہون اور جاگیرین انکی بدستور برقرار رکھتا ہون۔ خانخانان اس عنایت شاہانہ سے بہت خوش ہوا۔ ابراہیم خان کی گردن سے تلوار اور کفن جدا کیا اس مژدہ عفو کو والدہ علی قلی کو سنوایا وہ محل مین بیٹھی گریہ وزاری کر رہی تھی اور نوید بخشایش کی منتظر تھی۔

(ق) لشکر پادشاہی کا بہادر خان سے شکست پانا سنہ ۹۷۳ھ

چندروز کے بعد پادشاہ پاس یہ خبر آئی کہ میر معز الملک و بہادر خان کی لڑائی ہوئی اسکی گذشت کی تفصیل یہ ہے کہ علی قلیخان نے سرکار سروار مین بہادر خان و سکندر کو بھیجا تھا کہ وہان شورش برپا کرین ناگاہ پادشاہ کی سپاہ انکے مقابلہ کے لئے سامنے آئی تو انکے اوسان گئے جب وہ میدان اپنے تنگ سمجھے تو یہ مکر کیا کہ ظاہر مین میر معز الملک کو کہلا بھیجا کہ ہمارا کیا مقدور ہے کہ ہم پادشاہ کے لشکر کا مقابلہ کر سکین اب ہمارے جرائم کے معاف کرانے کا واسطہ نہین تو۔ ہم بڑے بڑے ہاتھی پادشاہ کی پیشکش کے لئے بھیجین۔ جب ہمارے گناہ پادشاہ معاف کردے تو ہم خود اوسکی ملازمت مین حاضر ہون۔ میر معز الملک نے لکھا کہ تمہارے گناہ و جرائم اس قسم کے نہین ہین کہ وہ معاف کئے جائین وہ تو آب شمشیر سے دھوئے جائینگے۔ بہادر خان نے معز الملک کو لکھا کہ آؤ ہم تم بالمشافہ اس امر کا فیصلہ کرین اسکو معز الملک نے قبول کیا۔ دونون نے اپنے اپنے مقدمات پیش کئے مگر صلح نہوئی اور باتون مین کچھہ زمانا گذرا۔

جب پادشاہ کو اس سرگذشت کا حال معلوم ہوا تو اس نے لشکر خان و راجہ ٹوڈرمل کو حکم دیا کہ وہ اپنے آدمیون کے ساتھ لشکر سے جا ملین اگر صلاح حال جنگ مین دیکھین مع لشکر کے ضمیمہ نہین اور اگر اس جماعت کی التماس کے قبول مین صلاح دیکھین تو ہمارے فضل و رحمت سے انکو مایوس نہ کرین۔ ان دو دولتخواہون نے جب مخالفون سے کہا کہ تم جو عقیدت و اخلاص زبانی ظاہر کرتے ہو اگر وہ سچا ہے تو عزم درست و خاطر مطمئن کے ساتھ پادشاہ کے آستانہ پر چلو

معزالملک کو حکم ہوا کہ باغیوں کو سر راہ روکیں کہ اس حدود میں جا کر وہ فتنہ برپا کریں۔
یہ لشکر خیر آباد تک دوڑا گیا۔ پادشاہ علی قلیخان کا یہ علاج کر کے خاطر جمعی کے ساتھ الہ آباد میں
آیا۔ علی قلیخان نے اب مکر و تزویر کی راہ اختیار کی۔ سرو قد نامی عورت کو کہ جو پہلے جنت مکانی کی
خدمت گارن تھی منعم خان پاس بھیجا اور اسکی معرفت منعم خان کو یاد دلایا کہ ہم تم پہی قدیمی دوست
آشنا ہین اور پھر اور اپنے معتمد آدمیون کو بھیجکر اون سے یہ درخواست کی کہ صلح کرا دے۔
منعم خان نے کہ عملہ کی صلاح سے دشمنون کے استیصال سے دست کشی کی ہتی اس نے علی قلیخان کی
ملتمس کو پادشاہ سے عرض کر کے سفارش کی اس نے قبول کی اور غیاث علی قزوینی کو بھیجا کہ وہ
علی قلیخان کو مراحم خسروانی کا یقین دلادے اور وہان کی صحبت کے اسرار پر واقف ہو کر ان کے
دقائق پر پادشاہ کو مطلع کرے۔
منعم خان نے علی قلیخان کو لکھا کہ مناسب یہ ہے کہ ہم تم قاصد و پیغام بغیر ملکر عقیدت و خدمت
کے استحکام مین اہتمام کرین ان دنون شہرت ہو رہی ہتی کہ علی قلیخان کے قتل کے لئے عادل خان و
جمال خان بلوچ مقرر ہوئے ہین اس لئے اسکو منعم خان پاس آنے مین توقف ہوا وہ بھی چاہتا تھا
کہ معاملہ مصالحت بذریعہ مراسلت و مکاتبت انجام پائے۔ منعم خان اس بات کو نہین قبول کرتا تھا
آخر کو یہ قرار پایا کہ دریا کے درمیان دونو مین ملاقات ہو ہر ایک کے ساتھ چند آدمی ہون
یون ان دونو مین کشتی کے اندر ملاقات ہوئی اور گلے ملے۔ اگلی پچھلی محبت کی جہوٹی سچی باتین
ہوئین۔ پہر عہد و پیمان زبانی مقرر ہوے۔ مرزا غیاث الدین علی نے پادشاہ سے سارا حال
عرض کیا۔ اس نے خواجہ جہان کو علی قلیخان پاس اور زیادہ اطمینان کے لئے بھیجدیا۔
خواجہ نے علی قلیخان سے ملکر مجنون خان قاقشال و بابا خان اور بعض امرا کی اس سے
آشتی کرا دی۔ اس باب مین بڑی گفتگو ہوئی کہ وہ پادشاہ کے پاس جائے اس نے کہا کہ
مین نے پادشاہ کی ایسی ناسپاسی کی ہے کہ اس کے روبرو جانے کی دلیری یکبارگی نہین
کر سکتا۔ اب مین اپنی والدہ کو اور ابراہیم خان کو جو ہماری ریش سفید ہے پادشاہ پاس
بھیجتا ہون۔ پھر خود حاضر ہونگا۔

ہتھی پر سوار ہو کر پار گیا اور آخر شب آرام کر کے سحر کو پھر سوار ہوا - کچھہ دن چڑھا تھا کہ اپنے لشکر سے ملا - علی قلیخان اپنا اسباب و خیمہ چھوڑ کر بھاگ گیا تھا - خبر آئی کہ وہ آب سروار سے پار اترنے لوہی - بادشاہ کا لشکر اُس کے پیچھے گیا - اشیار و اموال سے بھری ہوئی کشتیان اوس نے پلٹہ لین اور ارمغان فتح اوسکو بھیجے - کہتے ہین کہ محمد خان بے خبر محمد آباد مین تھا - بادشاہ کا لشکر اسکو گرفتار کر لیتا - مگر منعم خان نے اپنے رونق کا کھلنے اسکا گرفتار ہونا نہ چاہا - اور یہ دغا کی کہ اول اُسنے اس رات کو اسپر حملہ نہین کیا کہ لشکر پہنچا تھا - دوم آدمی بھیجکر اوسکو بھگا دیا - جب بادشاہ مئو مین آیا تو اوسکو معلوم ہوا کہ بہادر خان جونپور مین آکر اپنی ماکو لے گیا اور اشرف خان کو مقید کر لیا - اسکا ارادہ ہے کہ بادشاہ کے لشکر سے لڑے - اسلئے بادشاہ آب سروار سے پار اُتر کر اپنے لشکر سے آن ملا - اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب علی قلیخان کے تعاقب مین بادشاہ کی ایلغار کی خبر سکندر خان اور بہادر خان کو پہونچی اور انکو معلوم ہوا کہ والدہ علی قلیخان اشرف خان کے پاس گرفتار ہے اور اُس پاس چندان لشکر نہین ہے - جونپور کے قلعہ کا لے لینا نہایت آسان ہے تو وہ بہت جلد چلکر جونپور مین پہنچے - اشرف خان نے قلعہ داری کا سامان کچھہ تیار نہین کیا تھا وہ قلعہ کے دروازہ کو جلا کر اندر داخل ہوئے اور اشرف خان کو مقید کر لیا اور اپنی والدہ کو خلاص کر کے ہمراہ لیا - باوجودیکہ عمر بھر سے اسکی اور اسکے بھائی کی جاگیر مین جونپور تھا - اور اہل شہر سے بہت سے روابط اور انکی خدمات کے حقوق تھے مگر اس نے سب پر دست اندازی کر کے پائمال کیا اور انکو غریب بنا دیا - بہت سے تاجرون کو لوٹ کر بنارس مین وہ گیا اور یہان بھی کچھہ لوٹا مارا - پھر زمانیہ مین گیا - وہان خبر معلوم ہوئی کہ علی قلیخان کے تعاقب سے پادشاہی لشکر پھر آیا سکندر خان اور بہادر خان گذر نرھن سے دریاے گنگ سے پار اترے - پادشاہ جونپور مین آیا - اُس نے یہان اقامت کا ارادہ کیا کہ جب تک علی قلیخان دستگیر نہ ہو یہان سے وہ نہ جائے - جب علی قلیخان کو یہ حقیقت حال معلوم ہوئی تو اسنے مرزا میرک رضوی کہ اسکے خاص ہمنشینون مین تھا پادشاہ پاس بھیجا اور اپنے عجز و درماندگی کا اظہار کیا - اپنے شریکون مین سے ہر ایک کی تقصیر کا عذر کیا اور

جونپور کو بہادر خان کا تاراج کرنا -

وگرنہ حیلہ و بہانہ بنانا مردون کا کام نہین ہے - مگر زبان سے اُنکا دل موافق نہ تھا اس لئے مصالحت نہ ہوئی - نواحی خیرآباد مین مخالفون نے اپنے پاؤن جمائے - پادشاہ کے لشکر کو اسکی خبر نہ تھی کہ علی قلی کے قصور پادشاہ نے معاف کردئے ہین - راجہ اور لشکر خان نے جنگ کو قرار دیکر ترتیب صفوف و تسویہ افواج کیا - دوسری طرف بہی فوج آراستہ ہوکر کھڑی ہوئی - پادشاہ کے لشکر کو شکست فاحش ہوئی - کچہہ امیر مخالف سے جاملے - کچہہ اپنے مال کی حفاظت مین لگے - کچہہ نفاق ونمک حرامی کے سبب سے نہ لڑے - راجہ ٹوڈرمل و قیاخان و اعتماد خان لشکر لیکر میدان مین کھڑے ہوئے مگر شکست یافتہ لشکر کو نہ لڑا سکے - غرض یہ پراگندہ سپاہ جمع ہوکر قنوج مین چلی آئی اور پادشاہ کو حقایق سرگذشت پر مطلع کیا -

پادشاہ انکے عفو جرائم کرچکا تھا اس لئے اُس نے اس شکست کی کچہہ پروانہ کی - امرا کو طلب کیا اس جنگ کے سبب سے اہل نفاق کورنش سے محروم ہوئے اور اخلاص مند عنایات خاص کے ساتھہ مخصوص ہوئے -

علیقلیخان پر پادشاہ کا دوبارہ لشکر کشی کرنا - سنہ ۹۷۳

جب پادشاہ نے منعم خان کی استدعا سے علی قلی خان کے جرائم معاف کئے تھے اور اوسکو اور بہادر خان کو جاگیر مکرمت کی تہی تو اسکی التماس کا قبول ہونا اس شرط پر مشروط تھا کہ پادشاہ کا لشکر جبتک انکی حدود مین ہے - خان زمان دریا سے عبور نہ کرے اور جب پادشاہ آگرہ مین جائے تو وہ اپنے وکیل پادشاہ کے پاس بھیجکر مناشیر جاگیر دفتر شاہی سے حاصل کرین اور اپنی جاگیرون پر متصرف ہون - مگر جب پادشاہ چنارا اور بنارس کی سیر کو گیا تو علی قلیخان دریا سے عبور کرکے محمد آباد مین آیا اور اپنے آدمیون کو غازی پور اور جونپور روانہ کیا - پادشاہ شکار کھیل کر بنارس مین آیا کہ علی قلی نے خلاف شرط کام کیا کہ آب گنگ سے عبور کیا - خواجہ جہان مظفر خان و راجہ بھگونت داس کو آہستہ آہستہ منزل بمنزل روانہ کیا اور خود شب یکشنبہ رجب سنہ ۹۷۳ کو بطور ایلغار کے روانہ ہوا - جعفر خان تکلو و قاسم علیخان کو غازی پور مین مقرر کیا - جب وہ قلعہ جونپور کے دروازہ پر پہنچے تو ایک برج سے مخالفین کود کر علی قلی پاس دوڑے گئے اور اسکو مطلع کیا - وہ یہ خبر سنکر سراسیمہ ہوا اور کشتی مین سوار ہوکر دریا پار بھاگ گیا - پادشاہ دریاء جونپور (گومتی) سے

شرطین ہین جب تک وہ کسی مین فراہم نہین ہوتین وہ پادشاہی کے لائق نہین ہوتا۔ محض نسب اور
مال کا جمع ہونا۔ لشکر کا فراہم ہونا۔ پادشاہی کے لئے کافی نہین ہوتا۔ پادشاہ مین یہ صفات
ہونی چاہیئے کہ والا فطرت۔ عالی عطوفت۔ فراخ حوصلہ۔ فراوان تحمل۔ دریافت بلند۔
وافی کرم۔ اصلی شجاعت۔ عدل وافر۔ نیت درست۔ حد عظیم۔ عمل شائستہ۔ فکر عمیق
تغافل مستحسن لائق عذر پذیر ہو۔ یہ سب صفات قدیمی کتابون مین حکمائے لکھی ہین۔ سوا اسکے
وہ اپنی خواہش ناشائستہ وغضب ناشائستہ کو دانش پر غالب نہ کرے۔ صلح کل اسکا مذہب ہو
طوائف انام وطبقات ملل پر قادر ہو۔ اور انکو ایک نظر تربیت و عاطفت سے دیکھے۔ یہ سب صفات
شہنشاہی مین اسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پادشاہی کسے کہتے ہین اور سلطنت کے
معنے کیا ہین ✣ غرض اس گروہ کی بغاوت پادشاہ کو ناگوار معلوم ہوئی اس لئے مرزا میرک
رضوی کو جو علی قلیخان کی طرف سے آیا تھا۔ خان باقی خان کے سپرد کیا۔ اور خود دار الخلافہ
کی طرف چلا کہ ارباب بغی وفساد کو سزا دے۔ پنجاب کا خود ہی انتظام کرکے فارغ ہوا۔ جب
پادشاہ دہلی مین آیا باقی خان کے پاس سے مرزا میرک رضوی بھاگ گیا
اور خانخانان نے تمام ممالک محروسہ کا حال سنایا۔ علی قلیخان بہادر خان اور خان العفو نکی
عصیان کا طومار پڑھا۔ قاعدہ ہے جو مبداء فطرت مین بدنہاد ہوئے جوہر ہوتا ہے اسکو
مرحمت ونصیحت سودمند نہین ہوتی بلکہ اسکو زیان پہنچاتی ہے۔ مدارا و موعظت کو ضعیف سمجھکر
اور شورش زیادہ کرتا ہے۔ دانش منش بزرگون کو کوئی اور چارہ نہ تھا کہ بد درون بدکارونکا
علاج حبس و ضرب کے سوا کچھ اور کرتے۔ جب یہ علاج بھی ان خراب باطنون پر اثر نہ کرتا تو انکا
عدم خانہ مین بھیجنا خلق کے حال پر بلکہ خود ونکے احوال پر رحم کرنا تھا۔ اشغال سلطنت کے متکفل اس
رمز سیاست کو نہ سمجھے اوہون نے اول ہی مرتبہ ان باغیون کا علاج نہ کرایا مدارا کرکے یہ فساد
پھیلایا ✣ علی قلیخان کو جب یہ خبر ہوئی کہ پادشاہ مرزا محمد حکیم کے فساد ثانی
مین مصروف ہے جسکا بیان آگے آئیگا۔ تو اس وقت باغیون نے فرصت کو غنیمت گنا اور یہ
خیالات فاسد کرنے لگے کہ علی قلیخان اپنی جمعیت کے ساتھ راہ لکھنو سے گنگ کے کنارہ تک

منعم خان نے ہزار زبان سے چاپلوسی کی کہ وہ قصور معاف کرا وے۔ خانخانان بادشاہ کا مزاجدان تھا وہ خود اس امر عظیم پر جرأت نہین کرسکتا اس لئے اوس نے ارباب عزت کی ایک جماعت کو جسکی خدا پرستی کے سبب پادشاہ احترام کرتا تھا شریک کیا۔ اس لئے پادشاہ کے روبرو بخشش و بخشایش کی داستانین بنائین پادشاہ نے ارباب بغی کے قصور معاف اس شرط سے کر دئیے کہ وہ اپنی متاع اعمال و دائم افعال سے توبہ نصوح کرکے پادشاہ کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کرین اور دلنجواہی اور جان سپاری مین ثابت قدم رہین۔ جب ان باتونکے آثار ایسے ظاہر ہونگے تو انکو جاگیرین بدستور سابق ملینگی۔ خانخانان اور اس جماعت نے پادشاہ کی اس عنایت کا شکریہ ادا کیا۔ پادشاہ نے اپنے معتمدون کو علی قلی پاس بھیجا کہ اسکی ندامت کو توبہ سے استحکام دین بخشش و بخشایش کی نوید سے اطمینان بخشین۔ خود جونپور سے آگرہ کی طرف دوشنبہ ۱۱ شعبان ۹۷۳ھ کو مراجعت کی مظفرخان و منعم خان کڑہ مین گھر گئے کہ وہ آدمی جو علی قلیخان پاس گئے تھے واپس آئے۔

جب علی قلیخان پاس پادشاہ کے معتمد گئے اور اسکی تسلی کی تو اس نے دوام عبودیت کے لئے عہد قسم کے ساتھ کیا۔ پہلے پادشاہ نے بہادر خان کو بھائی کہا تھا اور علی قلیخان کو بہت دوست سمجھا تھا۔

جب سمجھانے والے واپس آئے تو مظفرخان و منعم خان کڑہ سے روانہ ہوئے مظفرخان کو منعم خان کی طرف سے توہم ہوا وہ پادشاہ پاس ایلغار کرکے پہلے آیا اور بزرگان زمان کی دو روئی کا حال خوب بیان کرکے پادشاہ کی خاطرنشان کیا۔ جس سے مظفرخان کا پایہ اعتبار بلند ہوا بعض امیرونکو جو پادشاہ نے سزا دی تو منعم خان بھی ہشیار ہوا۔ جس وقت پادشاہ مہمات پنجاب کی تنظیم سے فارغ ہوکر مراجعت کر رہا تھا تو منعم خان خانخانان کی عرائض دولتخواہانہ آگرہ سے پادشاہ پاس آئین کہ علی قلیخان و بہادر خان و اسکندر خان نے پھر خط بندگی سے سر نکالا ہے اور مرزا حکیم کے نام کا خطبہ پڑھوایا ہے۔ مرزا کو اپنے اغراض فاسد کیلئے مصیبت مین ڈالتے ہین یہ نہین جانتے تھے کہ پادشاہی ایک عطیہ ہوتا ہے کہ جس کا ہزاردان

مجنون خان کی عرائض آئین کہ علی قلیخان اور اسکا بھائی گوالیار کی حدود مین گنگا سے
پار ہو کر جانا چاہتے ہین۔ بمجرد اس خبر کے سُننے کے پادشاہ نے ایلغار کا ارادہ کیا۔ امرا جو پادشاہ
پاس تھے معلوم نہین پست فطرتی سے یا کسالت سے یا تن پرستی سے یا اس لئے کہ باغیون کا
کام انجام پانے سے انکی خود فروشی کی کساد بازاری ہو اس ایلغار پر راضی نہ ہوئے۔ مگر پادشاہ
نے ۹ ذی القعدہ کو قصبہ مذکور سے ایلغار کیا۔ ایک رات اور آدھے دن مین وہ مانک پور مین آیا۔
محب علیخان یہان کا جاگیردار لوازم خدمت بجالایا۔ لشکر پادشاہ کے ساتھ بہت تھوڑا پہنچ سکا۔
آصف خان پادشاہ سے آملا۔ اسکو حکم ہوا کہ وہ اپنے لشکر مین جاے جو خان زمان کی برابر پڑا
ہے۔ کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ عتوا سورہ کہ بڑا معتبر قاصد تیز رو تھا خبر لایا کہ علی قلیخان و بہادر خان گھٹ
سنگرور مین گنگا کا پل باندھ کر اُتر گئے۔ پادشاہ نے اس خبر کے سنتے ہی راجہ بھگونت داس اور
خواجہ جہان کو یہان لشکر مین چھوڑا اور خود اتوار کے دن گنگا سے ہاتھی پر بیٹھ کر پار اُترا۔
صرف گیارہ آدمی ساتھ تھے اور دو نامی ہاتھی تھے۔ رات کو پادشاہ نے آرام کیا۔ غنیم کا
لشکر ایک کوس پر تھا۔ اس وقت مجنون خان اور آصف خان بھی آگئے۔ مجنون خان تو رات
ہی کو حملہ کرنے کو کہتا تھا۔ مگر آصف خان نے کہا کہ دن مین آدمی شرم چشم اور آزرم رو کے سبب اچھی
طرح کام کرتے ہین۔ پادشاہ کو یہ رای پسند آئی۔

علی قلیخان اور بہادر اپنی خودکامی مین ایسے مغرور تھے کہ رات بھر شراب مین اُڑائین اور ناچ دیکھتے
رہے اور بازی شکن شکن کھیلتے رہے عجب یہ ہے کہ ان مستون کے خیمہ مین ایک آدمی نے غل مچا کر
کہا کہ پادشاہ دریا سے عبور کرکے بے شمار لشکر لیکر آگیا ہے مگر اونھون نے جانا کہ آصف خان اور
مجنون خان کے لشکر کی خبر دیتا ہے۔

۱ ذی الحجہ مین جو پادشاہی فتح کا غرہ اور باغیون کی عمر کا سلخ تھا پادشاہ لڑنے کو تیار ہوا۔
اول پادشاہ ہاتھی پر سوار ہوا مگر ہوا گرم بہت تھی تو گھوڑے پر سوار ہوا۔ علی قلیخان اور بہادر خان
بھی جنگ کے لئے تیار ہوئے۔ لڑائی ہوئی۔ باغیون کو شکست ہوئی۔ وہ ایسے بدحواس
بھاگے کہ انکو آگا پیچھا کچھ نہ دکھائی دیتا تھا۔ نہ تن کی خبر تھی نہ سر کی۔ بہادر خان کا گھوڑا

تمام ولایت پر تصرف کرے - بہادر خان کڑہ و مانکپور مین آصف خان و مجنون خان کی برابر
جائے - اسکندر خان و ابراہیم خان سرکار اودھ اور اسکے حدود پر متصرف ہو پس یہہ قرار دیکر
وہ اُس سے جدا ہوئے - سرکار قنوج مین شور و شر پیدا کرنے کے لئے علی قلیخان مقرر ہوا
ہوا - ان حدود مین کوئی سردار ایسا نہ تھا کہ اسکے ساتھ جاگیردار یہان کے متفق ہو کر فتنہ انگیزون کا
مقابلہ کرتے - اس لئے یہ جاگیردار قنوج مین چلے گئے - جب علی قلیخان نے قنوج مین گرد حوادث
اُڑائی تو مرزا یوسف خان یہان کا جاگیردار قلعہ شیر گڈھ مین متحصن ہوا - خلائق پریشان ہوئی
اسنے عرائض متواتر بادشاہ پاس بھیجنی شروع کین -

آگرہ سے کوچ کرنا بادشاہ کا اور فرار ہونا علی قلیخان اور بہادر خان کا

بادشاہ ایسا حق شناس تھا کہ رعیت کی آسودگی کو اپنی آسایش خیال کرتا تھا اور
اپنی شادمانی خلائق کی رفاہیت سمجھتا تھا پس جو شخص ایسے بادشاہ کی فرمانبرداری نہین کرتا
تھا وہ اپنی ہلاکت مین اہتمام کرتا تھا خصوصاً وہ شخص کہ اس خاندان کا پروردہ نعمت ہو -
اور اسکے ذریعہ سے اسباب دنیوی اور بزرگی ظاہری فراہم کیا ہو - اس سے زیادہ کیا نامردی
و نامردانگی و نامعاملہ فہمی ہوگی کہ اپنے اسباب بزرگی کو غنیمت سے سرکشی مین صرف کرے
اسکی مثال علی قلی خان کا احوال ہے کہ جب بادشاہ نے آگرہ مین اسکی عصیان و طغیان کا
حال سنا تو منعم خان خانخانان کو آگرہ اور اُس کے حدود کی حراست سپرد کی اور دو ہزار
ہاتھی اپنے ساتھ لے جانے کے لئے منتخب کئے - قیا خان - مظفر خان - مرزا قلی قلیچ خان اور
امراء کو حکم دیا کہ جلد جا کر مرزا یوسف کی معاونت کرین جو قنوج مین گھر رہا ہے سہ شنبہ ۲۶
شوال ۹۷۳ھ کو خود کوچ کیا -

جب بادشاہ قصبہ سکیتہ مین آیا تو علی قلیخان قنوج سے بھاگ کر اپنے بھائی بہادر خان
پاس کڑہ چلا گیا وہ آصف خان اور مجنون خان کی برابر فتنہ انگیزی کرتا تھا - بادشاہ
گنگا پار قصبہ بوبیان مین آیا تو محمد قلی برلاس کو سردار بنا کر اور اسکے ساتھ نامور بہادر اور کارگذار
دلاور کرکے ماہ ذیقعدہ ۹۷۳ھ کو اسکندر خان سے لڑنے کے لئے بھیجا کہ وہ اودھ مین فتنہ برپا
کر رہا تھا اور خود کڑہ مانکپور کی طرف چلا - جب رائے بریلی مین آیا تو آصف خان - اور

آرہی تھی انکے حال پر عنایت کی پھر کڑہ مین وہ آیا۔ بادشاہ نے جاگیرداروں کو اپنی اپنی جاگیرون مین بھیجدیا۔ اور منعم خان خانخانان کو آگرہ سے بلایا۔ بعضی نامی باغی پکڑے آئے۔ وہ ہاتھیون کے پیرون تلے کچلے گئے۔ بعد ازان سب باغیون کے معافی جرائم کا اشتہار دیدیا۔

آگرہ سے جب منعم خان کڑہ کے قریب بادشاہ پاس آگیا تو اوسکو تمام محال جاگیر علی قلی خان و بہادر خان اور جونپور و بنارس و غازی پور سے لیکر آب خوشاب تک تفویض ہوئے۔ خود بادشاہ آگرہ مین ۱۱ محرم ۹۷۵ھ کو آگیا۔ فتح اکبر مبارک۔ اسکی تاریخ ہوئی +

اسکندر خان کے سر پر جو سپاہ بسرکردگی محمد قلی خان برلاس بھیجی گئی تھی

اسکندر خان کے سر پر جو سپاہ بسرکردگی محمد قلیخان برلاس بھیجی گئی تھی اوسکا احوال یہ ہے کہ وہ کوچ بکوچ یکشنبہ ۷ ذی الحجہ شہر اودھ کے میدان مین پہونچی۔ اس لشکر کے آنے سے اسکندر خان قلعہ اودھ مین متحصن ہوا۔ امراء نے اسکا محاصرہ کیا اور اپنے مورچل قائم کئے اور لڑنا شروع کیا۔ شہر کے پہلو مین ایک تل (ٹیلہ) بلند تھا۔ جسکا نام سرگ دواری تھا۔ اور وہ قلعہ و شہر دونو کا سرکوب تھا۔ اسکندر اپنے ہمراہیون کی ایک جماعت کو اس مقام پر لیگیا اور وہان توپ اور بندوق سے لڑنا شروع کیا۔ اول اس مقام کو محمد قلیخان برلاس نے بڑی دلیری اور جوانمردی سے چھین لیا جب اوزبک اس ٹیلہ سے نیچے گرے تو بڑے سراسیمہ ہوئے۔ اس اثناء مین بادشاہ کے لشکر کے فتح کی اور علی قلیخان اور بہادر کے قتل کی خبر اندر اور باہر مشہور ہوئی۔ جس سے اولیاء دولت کا استظہار ہوا اور اعدا کی کمر ٹوٹی۔ اسکندر خان نے اس خبر کو مخفی کیا۔ گو اسکا اشتہار ہو گیا تھا۔ اور امراء شاہی سے صلح کی گفتگو شروع کی اور اسمین رد و بدل ہوتی رہی۔ اسکندر نے متذبذب ہوکر اولیاء دولت کو حرف و حکایت مین لگایا اور ضرورات کو قلعہ کے ایک دروازہ سے نکل کر کشتی مین بیٹھ دریا سے عبور کیا اور گرداب خطر سے نیم جان نکل گیا۔ جب اولیاء شاہی کو اسکے بھاگنے کی خبر ہوئی تو انہون نے شہر پر قبضہ کیا۔ اسکندر نے دریا مین اسقدر

چراغ پا ہوا وہ زندہ گرفتار ہوا - علی قلیخان کے تیر پر تیر لگا وہ ہاتھی سے گرا - ایک فیلبان نے
اپنے ہاتھی کے پانوٗ سے کچل ڈالا - اسی فیلبان سے علی قلیخان نے کہا کہ مین بڑا آدمی ہون
اگر زندہ مجھے پادشاہ پاس لیجائیگا تو بڑا انعام پائیگا - مگر اسنے مکار سمجھکر کچھ خیال نہ کیا - پادشاہ
علی قلیخان کا حال پوچھتا تھا کہ بہادر خان کو نظر بہادر پکڑکر پادشاہ کے روبرو لایا اوسے پادشاہ نے کہا
کہ مین نے تیرا کیا کیا تھا جو یہ تلوار مجھ پر تو نے کھینچی - ندامت اور خجالت کے سبب سے اوسکو کچھ اور جواب
مین آیا - سوا اوس کے کہ اس نے کہا کہ الحمد للہ اس آخری وقت مین اس پادشاہ کا دیدار نصیب ہوا
جسکی ذات گناہون کی عفو کرنے والی ہے - پادشاہ نہین چاہتا تھا کہ اسکو نیست کرے - مگر اولیاء
دولت نے بہت کہہ کر پادشاہ سے حکم دلایا - کہ اوسکے تن کو سر سے تلوار نے ہلکا کیا - پادشاہ کو علی قلیخان
کے حال دریافت کرنے کی بڑی جستجو تھی - کوئی کہتا بھاگ گیا - کوئی کہتا کہ لڑائی مین مارا گیا -
جب اسکا فوجدار بابو خان آیا تو اوس نے کہا کہ اوسکو ہاتھی نے مار ڈالا - تو پادشاہ نے
حکم دیا کہ اِن نمکحرام مغلون کا سر جو لائے - وہ ایک مُہر طلا پاے - اور جو ہندوستانیون کا ایک
سر لائے - وہ ایک روپیہ انعام پائے - عوام سرون کے پیچھے دوڑے - علی قلیخان کا بھی سر ایک شخص
لایا - اسکے خواجہ سرا نے اسے پہچانا اور بتایا کہ وہ ہمیشہ پان بہت کھاتا تھا دیکھو کہ اسطرف کے دانت اسکی
سیاہ رنگی پھیکے ہیں - پھر سے یقین ہوا کہ یہ اُسی کا سر ہے - پادشاہ نے خدا کا شکر ادا کیا اور اولیاء دولت
جنہون نے جان سپاری اور حق گذاری کی تہی - انکو انعام دیا و مناصب و اعتلائے مراتب سے
سرافراز کیا - فتحنامون کے ساتھ علی قلیخان و بہادر کے سرون کو آگرہ - دہلی - ملتان اور ممالک
محروسہ مین بھیجا - یہ فتح الہ آباد کے پاس قصبہ سکراول مین ہوئی تھی - وہان ایک شہر آباد کرکے
اسکا نام فتحپور رکھا - پھر پادشاہ الہ آباد گیا - راہ مین اور باغیون کے جرم عفو کرتا گیا بہادر خان
کی عورتین اور بیاترین پادشاہ کے ہاتھ آئین بنارس مین پادشاہ گیا تو نادانی سے شہر کا دروازہ
لوگون نے بند کیا - اس لئے پادشاہ نے شہر کو کچھ لٹوایا تھا پھر منع کر دیا - شہاب خان کو جونپور
کی حراست کے لئے اور قلیچ خان کو سرھرپور بھیجا بعضی اوزبک وہان تھے - بنارس
مین تین روز رہ کر پادشاہ جونپور مین آیا - یہان کی رعایا کہ بہت دنون سے لکد کوب تھی

تسلط جب سے کہ بنگالہ پر ہوا تھا اُن کے دل مین اس ملک کے فتح کرنے کی تمنا تھی۔ لیکن یہ امید
اُنکی بر نہ آئی۔ اس لئے کہ اس کے گرد بڑی عقبات خطرناک اور پست و بلند پہاڑ اور جنگل سخت دشوار
گذار تھے کہ پادشاہون کو اس مملکت پر دست تصرف پہنچانا مشکل تھا اور اوس سرزمین مین لشکر لیجانا
متعسر تھا۔ جو شخص ولایت بنگالہ سے بھاگ کر جگنناتھ کے راجہ پاس چلا جاتا پھر والی بنگالہ کے ہاتھ
نہ آتا۔ چنانچہ راجہ کی پناہ مین ابراہیم سور گیا راجہ نے اوسمین کچھ ملک اسکو دیدیا۔ ہرچند سلیمان کررانی
نے اوسپر تسلط پانے کے لئے سر پٹکا مگر کچھ نہ کر سکا بلکہ اُس سے ڈرتا رہا۔ جب پادشاہ جونپور مین تھا تو اس
نے حسن خان خزانچی کو اور مہاپاتر کہ فنون شاعری سے ماہر اور موسیقی مین بے مثل تھے یہان کے راجہ پاس
بھیجا کہ وہ اطاعت اختیار کرے۔ راجہ نے ان دونون کی بڑی تعظیم و تکریم کی اور پادشاہ کی بندگی
اختیار کی اور عریضہ بھیجا کہ اگر سلیمان پادشاہ کی اطاعت نہ اختیار کرے اور علی قلیخان سے ارتباط پیدا
کرے تو مین ابراہیم جو اسکا خصم و دعویدار سلطنت ہے ساتھ لیکر بنگالہ مین جاؤن اور سلیمان کے لئے
وہ کار پردازی کر دن کہ اور فتنہ انگیزون کو عبرت ہو۔ راجہ نے تین مہینے کے بعد حسن خان اور مہاپاتر
کے ساتھ اپنا ایلچی اور ہاتھی پیشکش بھیجے۔

خواجہ عبدالمجید خان کا ولایت پٹنہ کا فتح کرنا سنہ ۹۷۱

خواجہ عبدالمجید خان دیوان قوم کا تاجیک تھا۔ اہل قلم کے طبقہ مین داخل تھا۔ مگر قلم سے سیف پر تصدی کیا تھا
اور سیف و قلم کا جامع اور طبل و علم کا صاحب ہوا تھا۔ خطاب آصف خانی رکھتا تھا۔ تیغ زنی مین ترک اسکا
لوہا مانتے تھے۔ وہ کڑہ مین کہ ایک ولایت وسیع ہے جاگیر رکھتا تھا تو اوس نے اپنی کاردانی اور کارطلبی کے
سبب سے خود یہ ارادہ کیا کہ وسیع مملکت پٹنہ کو اپنے تصرف مین لائے۔ رامچندر یہان کا راجہ تھا۔ لوگون سے
اُس کے باپ دادا یہان راج کرتے چلے آتے تھے۔ آصف خان نے اسکو نصائح ارجمند کے ساتھ یہ پیغام دیا
کہ اب آپ کلاہ خودسری کو سر سے اوتاریئے اور حلقہ عبودیت گوش اطاعت مین پہنئے۔ ممالک محروسہ کے
خراج گزارون مین آکر امن و امان سے کامیاب ہوجئے۔ غازی خان سوری کو جو پادشاہ سے
باغی ہو کر آپ سے ملا ہے بھیج دیجئے۔ مگر راجہ اس اطاعت و عبودیت کی درخواست سے اور
زیادہ مغرور ہو گیا اور جنگ پر آمادہ ہوا۔ آصف خان شائستہ سامان کے ساتھ اس کے
سر پر چڑھ گیا۔ راجہ نے بھی غازی خان سوری کو ساتھ لیا اور راجپوت و افغانون کا لشکر لے کر

کشتیان نہین چھوڑی تھین۔ اس لئے بادشاہی لشکر کو تو ان کشتیون کے جمع کرنے مین دو تین روز کا توقف ہوا اس اثنا مین اسکندر نے اہل و عیال کی طرف سے خاطر جمع کر کے پیغام بھیجا کہ مین اپنے عہد پر قائم ہون —— راجہ ٹوڈرمل کی اور اس کی ملاقات کشتی مین ہوئی مگر اس ملاقات کا نتیجہ نقش بر آب اور گرہ بر باد تھا۔ اولیاء دولت نے قسمین کھائین۔ اور لوازم استمالت کو بجا لائے مگر اسکندر اپنے قول پر نہ قائم رہا اور کہنے لگا کہ مجھ سے ایسی تقصیرات سرزد ہوئی ہین کہ بادشاہ کی درگاہ مین جانے کی دلیری نہین کر سکتا۔ مناسب یہ ہے کہ بوسیلہ استغفار جرائم کے میری جاگیر کو بحال کرا دو اور کوئی خدمت اس صوبے مین نامزد کراؤ۔ تاکہ نیک خدمتی کی دستاویز پر بادشاہ کی سعادت ملازمت حاصل کرون۔ غرض یون ہی باتین بنا کر وہ گورکھپور چلا گیا بادشاہ نے بھی یہ سمجھ کر کہ وہ ممالک محروسہ سے باہر چلا گیا اسکا کچھ تعرض نہ کیا اور اس کی تمام جاگیر محمد قلی برلاس کو عنایت کی۔

اسکندر خان اوزبک سلیمان کررانی حاکم بنگالہ پاس گیا۔ کچھ دنون وہان وہ رہا۔ افغانون نے اسکا اپنے پاس رکھنا مناسب نہ جانا اِسکی گھات مین لگے کہ اسکندر خان نے منعم خان سے التجا کی جو کچھ مجھ سے ہوا نادانستگی مین ہوا۔ مین اس سے خجل ہون۔ اگر اس عاصی کی درگاہ والا مین عفو کرا دیجئے تو اس دنیا مین میری زندگی ہو جائے اور زندگانی باقی بھی ہاتھ آئے منعم خان نے اس نوشتہ کو اپنی عرضداشت کے ساتھ بادشاہ کے سامنے پیش کیا۔ بادشاہ نے فرمان اُس کے امیدوار ہونے کا بھیجا وہ خود اور یوسف ولد سلیمان اوزبک کو ہمراہ لیکر ایلغار کرکے بادشاہ پاس چلا آیا۔ افغانون کو خبر بھی نہ ہوئی۔ اسکی تقصیر معاف ہوئی۔ تھوڑے زمانہ مین ممالک شرقیہ مین کالکھنو اسکندر خان کو عنایت ہوئی۔

سال دہم ۹۷۲؁ کے واقعات مین سے یہ ہے کہ بادشاہ نے حسن خان خزانچی کو ولایت اڑیسہ مین کہ ہندوستان کے شرقی اور جنوبی سمت مین واقع ہے اور جس زمانہ سے کہ ہندوستان فتح ہوا ہے کسی سلاطین اسلام کا پرتو بھی اس پر نہین پڑا اور ولایت اڑیسہ کے فرمان روا ہمیشہ باعتبار اقتدار کے ممتاز رہے۔ خصوصاً راجہ مکند عجب العقل یہان فرمان روائی کرتا تھا۔ افغانون کا

ان راجاؤن کے مستحکم قلعون کے فتح کا ارادہ کیا۔ . . . . خیال تک نہین کیا۔ انہون
مین کہ آصف خان جاگیردار کڑہ ہوا ولایت پنہ کو فتح کیا۔ تو اس ملک مین رانی درگاوتی
راج کرتی تھی۔ — شجاعت و سخاوت و تدبیر مین نامور تھی۔ اور اپنی صفات برگزیدہ کے
سبب سارے ملک کو اپنی قلمرو مین رکھتی تھی۔ ۲۳ ہزار آباد موضع اسکے تصرف مین تھے۔ بارہ ہزار
موضعون مین اسکے تعلقدار تحصیلدار رہتے تھے۔ اور باقی موضع آباد تھے جنکے راجہ سب اس کے
مطیع تھے۔ اسکا شوہر یہان کا راجہ دلپت تھا۔ جب وہ مرگیا تو اسکا بیٹا بیرنارائن پانچ برس کا
جانشین ہوا۔ اور رانی درگاوتی نے راجہ ادھار کایتھ اور راجہ مان برہمن کو اپنے ساتھ شریک
کرکے راج کے سارے کاروبار کا اہتمام اپنے ذمہ لیا جنمین وہی غالب رہی۔
لوازم شجاعت مین وہ کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتی تھی۔ اپنی عقل دوراندیش سے عجیب عجیب
کام کرتی تھی۔ باز بہادر سے بہت دفعہ بڑی بڑی لڑائیان لڑی اور ہر ایک حرب مین غالب رہی۔
بیس ہزار سوار اور ایک ہزار ہاتھی اپنے پاس جمع کرلئے۔ سارے راجاؤن کے خزانے اسکے ہاتھ آئے
تیر و بندوق خوب لگاتی تھی۔ ہمیشہ شکار کو جاتی تھی اور جانورون کو بندوق سے شکار کرتی تھی
اسکی عادت تھی کہ جب وہ سنتی کہ کہین شیر آیا ہے تو جب تک اوسکو بندوق سے نہ مارلیتی پانی نہ پیتی۔
غرض اسکی بزم اور رزم دونوکی داستانین ہندوستان مین بہت مشہور ہین۔ خوشامدگویون
کے سبب سے اسکو اپنی ظاہری کامروائی پر غرور ہوگیا تھا۔
جب آصف خان نے پنہ کو فتح کیا تو درگاوتی کو اپنے لشکر و شجاعت و عقل پر ایسا بھروسہ تھا
کہ وہ اپنے زبردست ہمسایہ سے ذرا خوف نہین کرتی تھی۔ آصف خان نے اس ہمسائگی کی حالت
مین مؤالفت و موانست کا طریقہ جاری رکھا۔ جاسوسون اور ہوشیار تاجرون کو بھیجکر اسکے مداخل و
مخارج کا واقعی حال دریافت کرلیا کہ اس رانی کے پاس بہت خزانے اور دفینے ہین تو اس بلاد
کی عروس کے ہم آغوش کرنے کا اور اس کے ساتھ کدخدا ہونے کا خیال وہ دل مین لایا۔ اول
لہو و لعب کے طور پر اس شاہد کے خط و خال پر دست درازی شروع کی اور سرحد کے مواضع و
قریات کو تاخت و تاراج کرنا آغاز کیا۔ اسی سال ۹۷۱ھ مین بادشاہ کے حکم سے دس ہزار

لڑنے کو کھڑا ہوا۔ طرفین کے لشکرون نے جنگ مین جان لڑائی۔ بے اندازہ زد و گیر کے بعد آصف خان
غالب آیا۔ راجہ رامچندر شکست پاکر قلعہ باندھو مین کہ یہان کے قلعون مین سب سے زیادہ مستحکم ہی محصور ہوا
بہت غنیمت بادشاہ کے لشکر کے ہاتھ لگی اور نامور راجاؤن کی استدعا اور استشفاع سے بادشاہ کا
فرمان صادر ہوا کہ راجہ رامچندر نے ہماری اطاعت اختیار کی اور وہ ہمارے پاس آنے کو ہے۔
اس لئے اس کے ملک پر کوئی تاخت نہ کرے۔ اس فرمان کے موافق آصف خان وہان سے
مراجعت کرکے اپنی جاگیر مین آگیا۔

خواجہ عبدالمجید آصف خان نے اپنی حسن خدمت سے ولایت گڈھہ کو تھوڑے اہتمام
سے فتح کرلیا۔ ہندوستان مین ممالک وسیع ہین ان مین ایک ملک کو گونڈوانہ کہتے ہین جسمین قوم
گونڈ بستی ہے۔ اس قوم مین آدمیون کی تعداد کثیر ہے۔ اکثر وہ جنگلون مین رہتے ہین۔ یہین وطن
اختیار کرکے اکل و مشارب مناکح مین سرگرم رہتے ہین۔ یہ قوم ہندوؤن کی رذیل قومون مین سے
ہے۔ ہندو اس قوم کو دین و دنیا کے قوانین اور آداب سے باہر جانتے ہین اور کمین ذات
سمجھتے ہین۔ اس ولایت کے مشرق مین رتن پور کہ ولایت جہارکھنڈ مین سے ہے متصل ہے۔
اسکے مغرب کو اتصال رای سین سے ہے جو صوبہ مالوہ کے مضافات مین سے ہے اس کا طول ڈیڑھ
سو کوس ہی اسکے شمال مین ولایت پنہ ہے اور جنوب مین دیار دکن۔ عرض اسی کوس۔ اس ملک کو
ولایت گڈھہ کٹنگہ کہتے ہین۔ ایک مملکت وسیع ہے جسمین بڑے بڑے قلعے وحصن بلند واقع ہین۔
اور شہر وقصبات آباد ہین۔ ستر ہزار دہات اسمین بستے تھے سب شہرون مین بڑا شہر گڈھہ ہے اور
کٹنگہ ایک گاؤن کا نام ہے۔ ان دونون اسمون کے ساتھ ملکر یہ ملک موسوم ہوا ہے۔ اسکا
دارالحکومت قلعہ چوراگڈھہ ہے۔ پہلے زمانہ مین یہان راجہ ایک نہین ہوتا تھا۔ بلکہ بہت سے راجا و
رای راج کرتے تھے۔ اب بھی گو نظم ونسق سابق درہم وبرہم ہوگیا ہے اتنے راجہ ہین۔ گڈھہ کا
راجا۔ کرولا کا راجہ۔ ہریا کا راجہ۔ سلوانی کا راجہ۔ دانکی کا راجہ۔ کھتولا کا راجہ۔ گدہ کا راجہ
منڈلا کا راجہ۔ دیوہار کا راجہ۔ لانجی کا راجہ۔ سپاہ اس ملک مین زیادہ تر پیادہ پا
ہوتی ہے اور سوار کم۔ ۔ ۔ ہندوستان مین جب سے مسلمانون کی حکومت ہوئی تو انہون نے

خواجہ عبدالمجید آصف خان کا ولایت گڈھہ کٹنگہ کو فتح کرنا ۹۷۰ھ

جانا مصلحت ہو تو بتاؤ کہ لشکر کے جمع ہونے تک وہان بسر کرون۔ میرے دل مین تو یہ ارادہ ہے۔ کب تک درختون کی پناہ مین بسر کرونگی۔ میدان جنگ مین حملہ کرون جسکا جی چاہے میری ساتھ چلے ورنہ اپنی راہ لے۔ میری طرف سے اُسکو اجازت ہے۔ لڑائی مین ان دو صورتون کے سوا کہ مرنا ہے یا فتح پانی کوئی اور تیسری صورت نہین ہے۔ آخر سب آدمیون نے اسکا ساتھ دیا۔ پانچ ہزار آدمی اس پاس جمع تھے۔ نظر محمد اور آق محمد نے اور بہادرون کی جمع کثیر نے سرگربوہ کو کہ نکلنے کی جگہ تھی بزور لے لیا۔ رانی سلاح در بر مغفر بر سر ہاتھی پر سوار اپنے بہادرون کے ساتھ جنگ پر مستعد ہوئی۔ شایستہ طور پر آہستہ آہستہ روانہ ہوئی۔ دلیرون اور دلاورون سے کہتی تھی آگے بہت تیز نہ بڑھو۔ دشمن کو آگے آنے دو۔ غرض ایک جنگ عظیم ہوئی۔ بہت آدمی مارے گئے تین سو مغل قید ہوئے۔ اور رانی نے غلبہ کر کے بھگوڑون کا تعاقب کیا۔ اور گربوہ سے باہر آئی۔ دن ختم ہونے کو تھا۔ رانی نے پوچھا کہ کیا صلاح ہے۔ ہر شخص نے اپنی مردانگی کے موافق بات کہی۔ رانی نے کہا کہ آج ہی کی رات شب خون مار کر دشمن کا کام تمام کرنا چاہیے۔ اگر یہ نہین منظور تو رات کو آرام کر کے صبح کو آمادہ جنگ ہون۔ مگر اس مین یہ خوف ہے کہ اس گربوہ کے سر پر آصف خان قبضہ کریگا۔ توپخانہ لگا دیگا۔ پھر آسان کام مشکل ہو جائیگا کوئی اسکی صلاح سے متفق نہ ہوا۔ وہ رات کو ٹھیرے۔ رانی نے ماتم رسیدون کو پرسہ دیا گھر آئی تو بعض اپنے دلی دوستون سے شبخون مارنے کے لئے کہا۔ مگر کسی نے اسکا کہا نہ مانا۔ صبح کو وہی ہوا جو اس نے کہا تھا۔ رانی ہاتھی پر سوار ہوئی اور ہاتھیون کو اپنے مقام پر کھڑا کیا اور لڑنا شروع کیا۔ مردانہ حملے کئے۔ عجیب کارنامے دکھائے۔ تیسرے پہر تک ہنگامۂ جنگ گرم رہا۔ رانی کے بیٹے راجہ بیرساہ نے تین دفعہ بادشاہ کے لشکر کو بھگا دیا مگر آخر کو وہ زخمی ہوا۔ جب رانی کو بیٹے کا یہ حال معلوم ہوا تو اُس نے کہا کہ اسکو میدان جنگ سے لیجا کر کسی امن مین بھیجدین۔ اس حکم کی تعمیل سے لشکر مین سے ایک جماعت کثیر میدان جنگ سے نکل گئی اور لشکر مین فتور پڑا۔ تین سو آدمی اس پاس رہ گئے

پیادے اور سوار لیکر گڈھہ کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ اور حدود کے جاگیرداروں محب علیخان و مراد خان
و وزیر خان و بابا ے قشقال وغیرہ اور ایک جماعت کثیر کو جمع کیا۔ رانی کامرانی کے ساتھہ بے خبر
راج کر رہی تھی کہ اوسکو خبر لگی کہ لشکر شاہی دموہ مین آپہنچا۔ اسکی عملداری مین یہ بڑا شہر تھا۔ اس سے
اسکی کلول مین غلہ ... لگا۔ لشکر اسکا گرد آوری کے لئے اور اپنے اہل و عیال کو کسی مامن مین پہنچانے کے لئے متفرق
ہوا۔ رانی پاس پانچسو آدمی رہ گئے۔ اسپر بھی رانی اپنی جرأت پر اعتماد کرکے پادشاہ کے لشکر کے مقابل
لڑنے کھڑی ہوئی۔ غرور کا قاعدہ ہے کہ تہور پیدا کر دیتا ہے راجہ ادھار نے جو اشغال حکومت کا متکفل
تھا خیر اندیشی سے رانی سے اپنے لشکر کے متفرق ہونے کا اور شاہی لشکر کے زیادہ ہونے کا حال بیان
کیا تو رانی نے جواب دیا کہ اس لشکر کا برہم زدہ ہونا تو تیری بیوقوفی کے سبب ہے مین نے مدتون
اس دیار مین ریاست کی ہے بھلا میری طبیعت مین بھاگنے کا خیال کب آسکتا ہے بیعزت جینے سے
باعزت مرنا خوشتر ہے۔ اگر پادشاہ دادگر یہان ہوتا تو مین اس پاس جاتی۔ یہ لوگ میری
قدر کیا جانین۔ یہی بہتر ہے کہ جوانمردانہ مرجاؤن۔ چار منزل وہ پادشاہ کے لشکر سے لڑتی چلی
تو دو ہزار آدمی اس پاس جمع ہوئے۔ آصف خان نے دموہ مین توقف کیا۔ عیاذاً باللہ دوسنے رانی سے
متفق ہوکر کہا کہ جنگ کرنا مستحسن ہے۔ مگر سررشتۂ تدبیر کو ہاتھہ سے دینا شجاعت و فرزانگی کا آئین
نہین ہے۔ چند روز مضبوط مقامون مین ٹھیرکر انتظار کرنا چاہیئے کہ متفرق لشکر جمع ہو جائے۔
رانی یہ بات سنکر گڈھہ کے مغرب رویہ ایک درخت زار مین چلی گئی شمال رویہ اسکے ایک اور درخت
زار تھا اسمین وہ آہستہ آہستہ روانہ ہوئی اور موضع نرہی مین کہ گڈھہ کے مشرق رویہ ہے پہنچی
وہان آدمیون کی درآمد و برآمد دشوار تھی۔ چارون طرف اسکے اونچے اونچے پہاڑ تھے۔ ندی گور
اسکے آگے تھی۔ ایک جانب اسکے دریاے نربدا بہتا تھا۔ نہایت تنگ ہولناک ایک گریوہ تھا جسکو دریا پار
جاکر طے کرنا پڑتا تھا تو اس موضع پر رسائی ہوتی تھی۔ آصف خان دموہ مین رانی کے آنے کی
خبر سنکر ٹھیرا۔ اسکو نہ معلوم ہوا کہ رانی کہان غائب ہوگئی یہ ملک ایسا تھا کہ اسمین کسی کا پتا لگانا
دشوار تھا۔ آخر وہ گڈھہ مین آیا۔ مواضع و قریات پر عمل و دخل شروع کیا۔ رانی کی خبر پاکر اس کے
پیچھے گیا۔ ابکی رانی کو خبر ہوئی تو اوس نے اپنے لشکر کے سردارون کو بلاکر مشورہ کیا کہ اگر کسی وجہ

جس کسی عورت نے اس مین تقاعد کیا اسکو بھوج نے مار ڈالا۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ جب یہ خرمن
کل سب خاکستر ہو گیا اور اسکو ٹٹولا تو دو آدمی زندہ نکلے۔ لکڑیان آپس ایسی حائل ہوئین کہ آگ سے
بچا دیا۔ ایک انمین رانی کی بہن کملاوتی اور دوسرے پراگڈھ کے راجہ کی بیٹی تھی یہ دونو عورتین کہ
طوفان آتش سے زندہ بچین بادشاہ کی خدمت مین بھیجی گیئن ــــ
القصہ جب قلعہ فتح ہوا تو سونا چاندی۔ زر مسکوک و غیر مسکوک و مرصع آلات و جواہر و لآلی و
ہیاکل و تماثیل و اصنام مرصع شکل۔ جانورون کی صورتین ساری سونے کی بنی ہوئین۔ اور اور نفائس
و اجناس بے حساب آصف خان اور اوسکے آدمیون کے ہاتھ آئے۔ کہتے ہین کہ آصف خان کے فقط
حصے مین سو دیگین اشرفیون کی سوا اور بہت اسباب کے ہاتھ آئین۔ جب آصف خان کو ایسی دولت
ہاتھ لگی کہ جس سے وہ صاحب خزاین و جواہر ہو گیا تو اسکا اعتبار بہت بڑھ گیا۔ مگر اس کی عقل و درست
تھی۔ اس بادہ ہوش ربا نے اوسکا حوصلہ ظاہر کر دیا کہ ان نفائس اجناس و شرائف جواہر مین سے
بادشاہ پاس کچھ نہ بھیجا۔ آئین اخلاص تھا نہ انصاف۔ نہ یہ سمجھا کہ اس حرکت سے میرا ادبار آئیگا
ہزار ہاتھیون مین سے دو سو بادشاہ پاس بھیجے۔ باقی ہاتھیون کو ہضم کر گیا اور ساری دولت و جواہر
خاک پوش کیا۔ اور کرڑہ اور گڈھہ مین تکیہ لگا کے حکومت کرنے لگا۔
جب بادشاہ تیسری دفعہ علی قلیخان زمان کی تادیب کے لئے جونپور کی جانب گیا ہے تو اوسنے
آصف خان کو بلایا۔ وہ بادشاہ سے آکر جونپور مین ملا۔ بادشاہ نے اوسکو سپاہ مین منصب ارجمند
و پایۂ عالی دیا۔ مگر خیانت گزین کو ہمیشہ خوف و اندیشہ رہتا ہے وہ فتنہ اندوزون کی باتون مین
آکر گڈھہ کو بھاگ گیا۔ اسنے زہنی کوتاہ خردی اور خست نفس و کفران نعمت کے سبب سے چورا گڈھہ کے
خزانون کو چھپا یا تھا۔ ہر چند اہلکاران سلطنت کو......وہ رشوت دیتا تھا۔ مگر ان حریصون کا
پیٹ تو خاک سے ہی نہین بھرتا اس لئے یہ رشوت کام نہ آئی۔ یہ رشوت خوار ہمیشہ اس کو
رمز و ایما مین ایسی باتین سناتے رہتے تھے جس سے اسکو توہم رہتا۔ اندنون مین کہ لشکر نا لئکہ
بادشاہ نے اُسے عنایت کیا تو بڑے بڑے آدمیون کو اُسپر حسد ہوا۔ متوسلات و تذویرات
مین کوشش کرنا انکا کام ہی ہوتا ہے۔ اسکے ناقص و رک۔ معاملہ نافہم۔ فتنہ اندوزو نے کہتون نے

مگر اسکے عزم مین کچہہ سستی نہین ہوئی اپنے بہادرون کو جنگ مین سرگرم کرکے اہتمام کررہی
تہی کہ ناگاہ کمان کے قضا خانہ سے ایک تیر اسکی کنپٹی مین لگا۔ اس نے حرکت کرکے اس تیر
کو زور سے کھینچکر نکال لیا مگر اسکا پیکان اندر رہا وہ نہ نکلا۔ دوسرا تیر آنکر گردن مین لگا
اسکو بہی اپنی ہمت سے نکال لیا۔ مگر درد کی افراط سے غشی نے غلبہ پایا جب رفتہ رفتہ ہوش مین
آئی تو ادہار کو کہ جو جسم کا پہیلا تہا اور شجاعت اور راستی مین امتیاز رکہتا تہا اور اسکے آگے ہاتہی
پر بیٹہا تہا اسنے مخاطب ہوکر کہا کہ مین نے اس لئے تجہے تربیت کیا تہا کہ کسی دن کام آئے آج
وہ دن ہے کہ جنگ مین مغلوب ہوئی ہون مبادا ناموس و ننگ مین مغلوب ہون اور مخالف
کے ہاتہہ لگون۔ حق نمک ادا کر۔ اور اس خنجر آبدار سے میرا کام تمام کر۔ ادہار نے کہا کہ مجہہ مین
کہان توانائی ہے کہ اس کام کو کرون۔ جس ہاتہہ نے عطیہ لئے ہون وہ ایسا کار دور از کار کب سکتا
ہے۔ مگر ہان مجہہ سے یہ ہو سکتا ہے کہ اس معرکہ جانگاہ سے باہر لیجاؤن۔ اس فیل باد رفتار
پر مجہے بہروسہ ہے۔ جب دہار کی نرم دلی کی یہ بات سُنی تو اس نے دشنام اسکو دی کہ مجہہ پر عار
تو گوارا کرتا ہے اور خنجر لے کر اپنا کام تمام کیا۔ مردانہ اس دُنیا سے رخصت ہوئی اور اس کے
وفادار دوستون نے بہی وفاداری کرکے اپنی نقد حیات کو اس کے کام مین صرف کیا۔ آصف خان
کو ایک فتح بزرگ حاصل ہوئی ہزار ہاتہی اور بہت سا مال ہاتہہ آیا۔ ملک جمیع ممالک محروسہ مین داخل ہوا
رانی کی مدت حکومت سولہ برس تہی۔
جب رانی کی حکومت رانی ٹہنڈی ہوئی۔ آصف خان نے دو مہینے کے بعد قلعہ چوراگدہ کی تسخیر
کا ارادہ کیا۔ یہ قلعہ۔ دفائن۔ نفائس جواہر سے بہرا ہوا تہا۔ پہلے راجاؤن کے زمانہ دراز کی کمائی
یہان اندوختہ تہی جسکو وہ اپنی سلامتی کا سبب سمجہتے تہے اب وہ ہلاکت کا سبب ہوئی۔ بادشاہ کی سپاہ نے
ان خزانون کی طمع مین قلعہ کے فتح کرنے مین جان لڑادی۔ رانی کا بیٹا کہ جنگگاہ سے یہان قلعہ مین آیا
تہا کچہہ تہوڑا سا لڑا تہا کہ قلعہ فتح ہو گیا۔ اور راجہ مرگیا بہوج کایتہہ اور میان بہیکاری رومی کو
ہندوستان کے راجاؤن کی رسم کے موافق جوہر (جیوہر) کی رسم کا مہتمم مقرر کیا۔ چوب و پیسنبہ
وغیرہ روغن۔ اور اس قسم کی چیزین جمع کین اور خواہی نخواہی عورتون کو اسمین دہکیل خاکستر کیا

پہنچے - اور اُنہون نے مستعد ہو کر بہادر خان کے آدمیون کو پریشان کر دیا - بہادر خان نے حکم بھیجا کہ ہاتھی پر آصف خان کا کام تمام کرین - دو تین تلوارین اس کے لگین اور تین انگلیان اسکی اور ملگئین اور ناک پر زخم آیا کہ اسکے بھائی اور بھتیجے نے ایسی بہادری کی کہ اسکو چھڑا لیا اس کارزار مین بہادر پسر وزیر خان نے بڑے کار نمایان کئے - یہ سب حد و دکڑہ مین آگئے آصف خان نے پادشاہ کی خیر خواہی کا سچے دل سے ارادہ کر کے اپنے بھائی وزیر خان کو مظفر خان پاس اُسوقت بھیجا کہ پادشاہ پنجاب کو جاتا تھا مظفر خان نے پادشاہ سے عرض معروض کر کے اسکی تقصیرات کو معاف کرایا - اور آصف خان کے نام فرمان بھجوایا کہ وہ بالفعل حدود مانکپور مین مجنون خان قاقشال کے ساتھ رہے اور جب ہم آگرہ مین آئین تو وہ ہماری خدمت مین حاضر ہو +

پادشاہ کی نیت درست و اندیشہ راست سے مہمات ملکی و مالی مربوط ہوتے ہین جو پادشاہ صاحب اقبال ہوتے ہین وہ شوکت ظاہری اور عظمت معنوی سے اپنے تئین بھول نہین جاتے وہ دلون کے آباد کرنے مین سعی کرتے ہین خرد و بزرگ کی رفاہیت مین اپنی ہمت لگاتے ہین - اور خزانہ دولت مندی سے بقدر گنجایش مطابق اپنی نیت کے عمل کر کے اہل جہان کے پاسبان ہوتے ہین - ایزد دانا ایسے پادشاہون کے کام بناتا ہے اور دولت اور عظمت انکی بڑھاتا ہے اور انکے مخالفون کو دوستون سے آزار پہنچا کر اور اقسام نکبت اور انواع نکبت مین گرفتار کر کے معدوم کرتا ہے جنکا باطن دنیا کی ہوا و ہوس سے خراب ہوتا ہے انکے لئے برخلاف نتیجے پیدا ہوتے ہین اسکا چراغ دولت شعلۂ خس کیطرح کم بقا - نہال اقبال اوسکا سایہ درخت کیطرح زود زوال ہوتا ہے اسکی تمثیل ہم آگے بیان کرتے ہین +

ملک گکھڑون پر پادشاہ کا فتح پانا سنہ ۹۷۰

گکھڑون کا ملک دریاے سند اور دریاے بہت کے درمیان پہاڑون کے غارو لنگھٹیون اور شعاب تلال کے درمیان واقع ہے - کوہ سوالک سے لیکر کشمیر کی حدود تک انہین کا ملک گنا جاتا ہے اس ملک مین ہمیشہ انہین کا تسلط رہا - گو سلاطین ہند نے لشکر گران اور استعداد فراوان سے مدتون تک اس ملک کی امنیت مین صرف کیا ہے اسکا حال پہلے بہت دفعہ لکھا گیا ہے +

ایکبات کی ہزار باتین دورویہ بنائین کہ جنسے وہ بدل ہوا۔ روز یکشنبہ ۲۰ صفر ۹۷۴ھ
کو مع اپنی بھائی وزیر خان کے ولایت گڈھ کی طرف چلا اور سب اسباب خیمہ مین چھوڑا۔ پادشاہ کو
جب یہ خبر ہوئی تو شجاعت خان کو مع اور بہادرون کے اسکے تعاقب مین بھیجا۔ گنگا کے کنارہ پر
اسکی آصف خان سے خوب بندوق چلی۔ مگر رات ہو گئی تھی اس لئے آصف خان گڈھ کو بھاگ
گیا اور شجاعت خان اسکا تعاقب مشکل سمجھا وہ پادشاہ پاس چلا آیا۔

جب پادشاہ آگرہ مین آیا تو اس نے آصف خان کی جونپور سے بھاگ جانے کے سبب سے
مہدی قاسم خان کو ملک گڈھ کی حراست کے لئے متعین کیا کہ وہ جاکر وہان بندوبست کرے
اور آصف خان کو پکڑ کر بھیجدے۔ مہدی قاسم خان شائستہ آئین کے ساتھ لشکر لیکر چلا تھا
اور ہنوز گڈھ مین نہ پہنچا تھا کہ آصف خان خبردار ہو کر تحسر و تاسف کے ساتھ ولایت گڈھ کو
چھوڑ کر وحشیون کی طرح جنگل کو چلا گیا۔ مہدی قاسم خان گڈھ پر باستقلال متصرف ہوا اور
آصف خان کے پیچھے پڑا علی قلیخان ہمیشہ اس تدبیر مین رہتا تھا کہ آصف خان کو اپنا رفیق بنائے
اس نے اس حالت مین اسکو خطوط لکھے۔ وہ مع اپنے بھائی وزیر خان کے جونپور مین علی قلیخان سے جا ملا۔
مہدی قاسم نے ولایت گڈھ کا انتظام کر لیا۔ جب علی قلیخان کی کمند خدیعت اور دام فریب
مین آصف خان پھنس گیا تو اسکو صحبت خوش نہ آئی۔ اور علی قلیخان کے تکبر بیجا اور ترفع بے معنی
سے وہ رنجیدہ خاطر ہوا۔ علی قلیخان طمع سے اسکے اموال کی تاک مین لگا۔ آصف خان بھاگنے
کی فرصت پانے کا منتظر رہتا تھا۔ اس اثنا مین علی قلیخان نے آصف خان کو بہادر خان کے
ہمراہ بھیجا۔ وزیر خان کو اپنے پاس رکھا۔ وزیر خان نے حقیقت حال اپنی بھائی کو لکھی۔ اور
دونون بھائیون نے مل کر ٹھیرالیا کہ کب فرار کرینگے۔ ایک رات بہادر خان سے آصف خان
نے جدا ہو کر کڑہ مانک پور کی راہ لی اور وزیر خان بھی اسی راہ پر جونپور سے بھاگا۔ بہادر خان
کو جب آصف خان کا حال معلوم ہوا تو اس نے تعاقب کیا اور قلعہ چپادہ پر اسے جا لیا۔ دونون
لڑائی ہوئی۔ آصف خان شکست پاکر گرفتار ہوا۔ بہادر خان نے اوسکو عماری دار فیل پر سوار کرکے
روانہ کیا۔ بہادر خان کے آدمی تو لوٹنے مین لگے کہ وزیر خان اور اسکا بیٹا بہادر خان آن

مہدی قاسم خان کا ولایت گڈھ مین متصرف ہونا — آصف خان کا گرفتار ہونا

اور عذر بد تر از گناہ پیش کئے اور اپنے تسلط مستعار سے ہاتھ نہ اوٹھایا کہ کمال خان
اپنے ملک موروثی پر کامیاب ہوتا۔ امراء نے فرط احتیاط سے پادشاہ سے یہ حال عرض کیا
تو از سر نو حکم شاہی صادر ہوا کہ گو سلطان آدم نے اول مرتبہ رابطہ عبودیت کو توڑا مگر
اس سبب سے کہ عنایت پادشاہی اسپر چلی جاتی ہے اگر اپنا آدھا ملک اپنے برادر زادہ کو
دیدے تو آدھا ملک اس پاس رہنے دو۔ اگر وہ ایسا ہی اپنی نافرمانی پر ثابت قدم ہے
تو اوسکی تادیب کیلئے کمال خان کو سارا ملک دلا دو۔ سلطان آدم نے پھر سرکشی کی۔ افواج شاہی
اوسکے سر پہ چڑھی۔ قصبہ ھیلان مین ایک جنگ عظیم ہوئی۔ گکھرون کی سرشت مین جرأت و
جلادت داخل ہے۔ جدال و قتال واقع ہوا۔ مگر آخر کو پادشاہی لشکر کو فتح ہوئی۔ اور آن صحرائی
وحشی نژادون کو ہزیمت ہوئی۔ سلطان آدم دستگیر ہوا اور اسکا بیٹا لشکری خان بھاگ کر
کشمیر گیا۔ اور کچھ دنون گمنام رہا۔ تھوڑے دنون بعد وہ بھی اسیر ہوا گکھرون کا تمام ملک
پادشاہ کے قبضہ مین آیا۔ وہ کمال خان کو بالاستقلال دیا گیا۔ سلطان آدم اور اوسکا بیٹا
اوسکے حوالہ ہوا۔ اس نے بیٹے کو تو وہان بھیجا جہان سے کوئی آ نہین سکتا اور باپ جب تک نہ مرا
قید سے نہ چھوٹا۔ اگر وہ پادشاہ کے حکم کی اطاعت کرکے آدھے ملک پر قناعت کرتا تو کل ملک سے محروم
نہ ہوتا۔ اس نافرمانی نے اسکو اور اسکے خانمان کو برباد کر دیا۔

دار الخلافہ آگرہ سے تین کروہ پر ایک قصبہ سکینہ تھا اسکے دہات کے باشندے بڑے سرکش خصوصاً
پرگنہ بھکلینہ کے آٹھ موضعون کے باشندے سرکشی۔ دزدی۔ آدم کشی۔ بے باکی۔ و بے اعتدالی
مین اپنا جواب نہین رکھتے تھے وہ خود کھوٹے تھے اور اونکے محال و مساکن قلب تھے۔ ہتو جسکو نادان
مروانکی کہتے ہین وہ انمین تھا۔ ہمیشہ حکام و عمال انکے بیداد کے ہاتھ سے فریاد کرتے تھے سنہ ۹۶۹
مین پادشاہ یہان شکار کھیلنے آیا تو ایک برہمن ھاپہ نامی فریادی آیا کہ یہان کے آدمیون نے میرے
بیٹے کو مار ڈالا ہے اور اسکا اسباب لوٹ لیا ہے۔ اس مظلوم کی نالش سنکر اس فرقہ متمردہ
کی تادیب کے لئے صبحکو خود پادشاہ گیا تو وہ سرکش بھاگ کر موضع پرونکہ مین پہنچے۔ یہان پادشاہ
نے پہلے اپنے آدمی بھیجکر فہمایش کرائی کہ راہ راست اختیار کرین مگر اونہوں نے نہ مانا اور

[illegible] ۹۶۹

مگر اس زمانہ سنہ ۹۷۰ھ مین پادشاہ کی حسب دلخواہ یہ کام ہو گیا اور ملک اُس کے تصرف مین آگیا جسکا بیان آگے ہوتا ہے کہ قوم گکھر ہمیشہ سے خاندان تیموریہ کی دولتخواہی اور یکجہتی کا دم بھرتی تھی۔ اس لئے پادشاہ کی توجہ اس ملک کے تسخیر کیطرف نہ ہوتی تھی سلطان آدم پادشاہ کی خدمت مین سنہ ۹۶۲ھ مین حاضر ہوا تھا اور اپنے ملک کی حکمرانی کا فرمان لکھا کر لے گیا تھا۔ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ سلطان آدم کا بھتیجا کمال خان کسی طرح سے گوالیار کے قیدیون مین سے بچا تھا اور حضرت جنت مکانی کی خدمات بجا لاتا تھا اور خان زمان خان جسوقت عدلی سے لڑا تھا تو وہ سرکار لکھنؤ اور پرگنہ حسوہ اور فتحپور اور اور محال جاگیر مین رکھتا تھا حکم پادشاہی سے جمعیت شائستہ ہمراہ لیکر وہ شریک خدمت ہوا اور اس جنگ مرد آزما مین اتنے کارنامے ظہور مین آئے۔ جب پادشاہ کو اسکا اچھا حال معلوم ہوا تو پادشاہ نے کمال عنایت سے فرمایا کہ جو اسکا مقصد ہو اپنا وہ عرض کرے ہم اوسی پورا کرینگے تو اوس نے عرض کیا کہ مجھپر میری حیثیت سی زیادہ حضرت شہنشاہ نے عاطفت فرمائی۔ اب وطن کے سبب یہ آرزو ہے کہ مجھکو میرے باپ کا ملک ملجاوے۔ جب سے مین ناکام ہوا اور سلیم شاہ کی قید مین پڑا میرے ملک موروثی پر میرا چچا آدم متصرف ہوا۔ اس غم سے ہزارون غم میرے دل مین ہین۔ پہلے خاندان سور کی تاریخ مین ہم نے اس قوم اور سور افغانون کی معاملات بیان کر دیئے ہین۔

جب کمال خان نے اپنی ناکامی کو معروض کیا اور اپنے توطن قدیم کے لئے التماس کیا تو۔ پادشاہ نے یہ حکم جاری کیا کہ گکھرون کی جو ولایت سارنگ خان کے تصرف مین تھی اور اب وہ سلطان آدم پاس ہے اسکے دو حصے کئے جائین اور ایک حصہ اسکو حوالہ کیا جاوے دوسرے حصے پر کمال خان متصرف ہو۔ پنجاب کے جاگیرداروں کو حکم ہوا کہ اگر سلطان آدم اس حکم سے سرتابی کرے تو اوس ولایت مین پنجاب سے افواج جا کر اسکی نافرمانی کا پاداش کر کے سر اسکی گود مین رکھے کہ اور وحشی سرشت صحرا پرور ون کو عبرت ہو۔ کمال خان اپنے مقصد حاصل کرنے کے لئے پنجاب مین آیا۔ پادشاہ کے فرمان کے مطابق امرائے عظام نے سلطان آدم سے حکم شاہی گذارش کیا۔ اس نے پادشاہ کے حکم کو نہ مانا اور

کابل سے غنی خان کا نکالا جانا ۹۷۰ھ

غنی خان کی اعانت اور کمک کے لئے بہت سے امیر اور ایک جماعت کثیر بسر کردگی ابوالفتح بھیجدی۔ یہ ابوالفتح منعم خان کا سگا بھتیجا اور فضیل بیگ کا بیٹا تھا۔ چند روز غنی خان اور ابوالفتح نے معاونت و موافقت سے کام کیا اور ملک مین امن و امان رہا۔

بادشاہ کو ہمیشہ کابل اور اسکے حدود کے انتظام کی اور وہان کے سوانح کے استخبار کی طرف توجہ رہتی تھی۔ اسنے سنا کہ ماہ چوچک بیگم والدۂ مرزا محمد حکیم نے غنی خان کو اسکی بے اعتدالیونکے سبب عشرت سرائے کابل سے باہر نکال دیا۔ بادشاہ نے منعم خان کو مرزا محمد حکیم کا اتالیق مقرر کرکے کابل کو رخصت کیا۔ اس سرگذشت کی تفصیل یہ ہے کہ اگرچہ فضیل بیگ آنکھون سے اندھا تھا۔ مگر گربزی و شرارت مین ہمہ تن چشم تھا اور اپنے بھتیجے غنی خان کی حکومت سے ہمیشہ پیچ و تاب کھاتا تھا غنی خان اصل مین ہوشمندی و سعادتمندی سے بے نصیب تھا بہر او سپر ریاست کی سرمستی نے اسے اور بھی پایۂ اعتدال سے گرادیا تھا اور بدمصاحبی نے کہ آدمی زاد کی بدترین آفات ہے اور بھی اسکو شقاوت کے گڑھے مین دھکیلا تھا اس نے ماہ چوچک بیگم اور اسکی جماعت کو اپنے ساتھ متفق کیا۔ شہریور سنہ ۹۷۰ھ مین غنی خان ایک دن فالیز پرترمہ کی طرف گیا تھا کہ اس نے شہر کو مستحکم کرکے قلعہ کے دروازے بند کردیے اور لشکر آراستہ کرکے تیار کردیا کہ غنی خان کو شہر مین آنے نہ دے وہ سیاہ سنگ کے پشتہ پر دروازہ کے سامنے آیا مگر کچھ نہ کرسکا اور پہلوان عیدی کوتوال کو ایلچی بنا کے بھیجا کہ مکر و تزویر سے کام چلائے اس نے جاکر غنی خان سے کہا کہ تو بادشاہ کے حکم سے یہان کی حکومت کے لئے نہین مقرر ہوا۔ تیری ستمگاری اور بے اعتدالی سے یہان کے آدمی تنگ آگئے ہین اس لئے مناسب یہ ہے کہ صحیح سلامت بادشاہ کی خدمت مین جاے اور وہان اپنے اطوار کو درست کرے اور بادشاہ کا فرمان یہان کی حکومت کے لئے لائے تو اوسپر عمل کیا جاے۔

اسی گفتگو مین غنی خان سے آدمی جدا ہونے شروع ہوئے۔ وہ ایک عرصہ تک پڑا رہا مگر شہر مین جانے کی کوئی صورت نہ ہوئی اور قریب تھا کہ گرفتار ہوجاے کہ حمزہ عرب اور میر سید غیاث الدین نیشاپوری کی ہدایت سے وہ جلال آباد مین آگیا۔

موضع کو مستحکم کرکے جنگ کے لئے کھڑے ہوئے۔ انکی جمعیت چار ہزار آدمیونکی تھی اور پادشاہ کے پاس دو ہزار آدمی تھے۔ طرفین مین ہنگامہ زد و خورد گرم ہوا۔ پادشاہ نے دیکھا کہ ہوا کی تندی سے اور آگ کی گرمی سے جوان موضع کے اطراف مین لگ رہی تھی۔ کچھہ آدمی اس سکے صدخوتکے سایہ مین بیٹھے تھے۔ انسے چشم پوشی کرکے پادشاہ خود لڑائی مین مصروف ہوا۔ پادشاہنے دیکھا کہ ایک جیبہ پوش مقبل خان ایک کوٹھے پر ایک دشمن سے کشتی لڑ رہا ہے اور اسکو کوٹھے سے پھینکنا چاہتا ہے کہ دشمن کے اور آدمی آگئے اور اوسکا کام تمام کرنے کو ہین تو اوس نے ہاتھی لپکایا اور کوٹھے کے نیچے آنکر اپنے آدمیون کو اوپر چڑھایا۔ ایک آدمی خود پادشاہ کے اوپر سے چڑھا اور مقبل خان کو بچایا دشمن کا کام تمام کیا۔ سرکش ایک مضبوط حویلی مین تھے۔ پادشاہ نے خود جاکر اس حویلی کی دیوارونکو ہاتھیون سے ڈھوایا اور ایک ہزار سرکشون کو قتل کرایا۔ پادشاہ کی سپر پر جیوتون کے شات تیر لگے جنمین پانچ پانچ انگل اسکے اندر گھس گئے۔ اور دو باہر لٹکتے رہے۔ عادل خان نے پادشاہ کو پہچانا نہین اسکی یہ بہادری دیکھ کر کہا کہ تو اپنا نام بتا کہ مین پادشاہ سے تیری اس بہادری کا ذکر کرکے سفارش کرون۔ پادشاہ نے اپنی صورت اسکو دکھائی اور اسکا شکریہ ادا کیا۔ پہر دن باقی تہا کہ بادشاہ اس کام سے فارغ ہوا۔ اس سے سرکشون کو بڑی عبرت ہوئی۔

## کل معاملات و مہمات کابل جو اوس پادشاہ کی عہد سلطنت مین واقع ہوئے

ہم اول کابل کا بیان وہانتک بیان کرچکے ہین کہ مرزا سلیمان کا خطبہ کابل مین منعم خان نے پڑھوایا اور مرزا سلیمان بدخشان چلا گیا اب آگے داستان سنو۔ جب پادشاہ نے منعم خان کو بلایا تو اسنے کابل اپنے پسر غنی خان کے سپرد کیا۔ حیدر محمد خان اختہ بیگی کو اسکا مساعد و معاون بنایا کہ حدود کابل کی مہمات کا انتظام دونو ملکر کرین۔ مگر دونو کوتہ حوصلہ اور طفل مشرب تھے آپسمین نہ بنی بگاڑ ہوا تو پادشاہ پاس دہلی مین غنی خان کی عرضداشت آئی جس سے معلوم ہوا کہ حیدر محمد آختہ بیگیم نارامن ہے۔ پادشاہ نے منعم خان سے مشورہ لے کر حیدر محمد کو بلا لیا۔ اور

منعم خان کا کابل سے بلایا جانا ۹۷۰ھ

غنی خان فتحیاب ہوکر کابل مین آیا۔ تحکم و ترفع خودرائی و خودآرائی مین مصروف ہوا۔
اور سرکار محمد حکیم کو بے حقیقت سمجھکر اس کی پروا نہ کی۔ اس سبب سے مرزا کی آدمی اور کل
اہل کابل اس سے تنگ دل ہوئے۔ وہ فضیل بیگ اور اوسکے بیٹے ابوالفتح کے ساتھ شریک ہوکر اسکے
دفع کے درپے ہوئے۔ غنی خان ایک دن فالیز پر گیا۔ تو خربوزہ خور تر بفالیز کچہ
کو نہ سمجہا۔ رات کو وہین آرام کیا۔ ابوالفتح بیگ و شہر کے نامورون نے مرزا محمد حکیم کو قلعۂ
کابل کے آہنین دروازہ پر لاکر نقارہ اور نفیر کا آوازہ بلند کیا اور ایک غلغلۂ عظیم شہر والون
نے مچایا۔ غنی خان یہ سنکر سراسیمہ ہوا۔ شہر کی طرف دوڑا۔ جب وسکے پاس آیا تو
معلوم ہوا کہ ابواب موافقت مسدود اور مداخل مخالفت مفتوح۔ توپخانہ سے ایک گولہ
بہی اسکے شامیانہ پر لگا۔ غرض یہ حال دیکھ وہ ہراسان حسرت و حرمان کا داغ
دل کی آرزو اور ارمان کا درد لیکر اور خان و مان و حکومت کابل سے دل برکندہ
ہوکر ہندوستان کو چلا۔ جانے کے بعد ماہ چوچک بیگم نے مرزا محمد حکیم کی وکالت فضیل بیگ
کو دی۔ مگر وہ نابینا تہا اس لئے اسکا بیٹا ابوالفتح بیگ باپ کی نیابت مین مہمات و
معاملات فیصل کرتا تہا۔ باپ آنکہونکا اندہا تہا۔ مگر بیٹا عقل کا اندہا تہا۔ اس نے
جاگیرین اندہا دہند تقسیم کین۔ بُری بُری جاگیرین سرکار مرزا کے ملازمون اور
اچہی اچہی جاگیرین چن کر اپنے یگانون کے واسطے تجویز کین مرزا خضر خان کو کہ
سرداران ہزارہ مین تہا غزنین آیا اور بابوس بیگ کو مقید کرکے اسکے حوالہ کیا۔
اسنے اس بیچارہ کا تمام اموال اور اسباب باقیماندہ لیکر اسکو مار ڈالا۔ جس شخص کو نہ
عقل صلاح بین ہو کہ اوسکی روشنی سے مسالک اعمال مین چلے۔ نہ دیدۂ بینا ہو کہ
اورون کے احوال کو دیکھ کر عبرت پکڑے۔ نہ مصاحب خیر اندیش دوربین ہو کہ
اوسکے سخن پر اعتماد کرے تو وہ اس سرا سے مکافات مین اپنے کئے کی سزا پاتا ہے
ابہی دو مہینے بہی نہ گذرے تہے کہ مرزا کی والدہ اور قدیمی ملازم اس کی ستم کی
برداشت نہ کرسکے اوہنون نے ایک دن دعوت مین اپنے خیمے مین بلایا اور

اور شہر مین اوسکا تمام مال و اسباب غارت ہوا۔ کابلیون کو یہ دلیری اس سبب سے ہوئی
کہ اسنے تولک خان توچین سے بدسلوکی کی تہی جسکی سرگذشت یہ ہے کہ غنی خان کو جوانی
اور ریاست کی مستی نے شقی بنا دیا تھا وہ اپنا فائدہ اورون کے نقصان مین دیکھتا تھا
ستیزہ کاری اور ہرزہ درائی مین بسر کرتا تھا کسی کے پایۂ قدر کو جانتا نہ تھا۔ بدستانہ سلوک
کرتا تھا۔ تولک خان توچین ناموردلاورون اور جنت آشیانی کے مقربون مین سے تھا
اس سبب سے اسکو مع اسکے عزیزون کے گرفتار کرکے قید کر دیا۔ شعر بد بالتو نہ کرد ہر کہ
بد کرد + آن بد بیقین بجائے خود کرد + بعض ارباب صلاح نے بیچ مین پڑکر اسکو قید
سے خلاص کرا یا تولک خان نے اس بے آبروئی کے سبب سے یہان کا رہنا چھوڑا۔
بابا خاتون کے موضع مین صبر کئے منتظر بیٹھا رہا۔ کہ کب موقع ملے کہ انتقام لون۔ اندنونمین
بلخ سے ایک قافلہ آیا تھا۔ اسکا اسباب انتخاب کرنے کے لئے غنی خان چار بیکاران مین
کچھ تھوڑے آدمیون کو ساتھ لیکر آیا۔ یہان آنکر بزم بدمستی ترتیب دی اور ترانۂ خود پرستی
ساز کیا۔ تولک خان توگاہ و بیگاہ انتظام کی گھات مین لگائے رہتا تھا۔ اسکو خوب
یہ موقع ہاتھ لگا۔ آدھی رات کو وہ غنی خان پر چڑھ گیا۔ وہ شراب پیئے خواب مین تھا
اسکو پکڑ لیا۔ اور زبانی سرزنش مین اپنی بھڑاس نکال کر دل کو ٹھنڈا کیا۔ یہ سمجہکر کہ جب
حاکم کو گرفتار کر لیا تو شہر لے لینا کیا بڑی بات ہے۔ وہ لشکر لیکر شہر پر گیا۔ مگر ناکام رہا۔
صلح اسطرح ہوگئی کہ کابل کا پانچوان حصہ ستار سے حد ضحاک تک اس پاس رہے اور
غنی خان خلاص ہو + ابیات درانڈیش اے حکیم از کار ایام + کہ پاداش
عملہا بی انجام + سلامت بایدت کس را میازار + ادب را در عوض تیر است باز ار
غنی خان نے کابل مین آکر اپنی جگھہ ابھی گرم نہین کی تہی کہ اُس نے عہد و پیمان کے
دفتر کو چھپر پر رکھا اور جمعیت تمام کے ساتھ تولک خان سے انتقام لینے کے لئے اس کے
سر پر چڑھ گیا۔ تولک خان اس سے لڑ نہ سکا۔ کوئی لکھتا ہے کہ وہ بادشاہ پاس
ہندوستان بھاگا۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ غنی خان سے لڑا اور اسکا سارا کنبا مارا گیا

قریب مقام خواجہ رستم مین منعم خان اور لشکر کابل مین لڑائی ہوئی اور منعم خان کو شکست فاحش ہوئی۔ تیس لاکھ ٹنکہ کا اسباب اسکا غارت ہوا۔ گر سپاہ لوٹ پر نہ جھک پڑتی تو منعم خان بھی گرفتار ہو جاتا۔

اب منعم خان بکرام مین آیا۔ پادشاہ پاس اپنے حال کی عرضداشت بھیجکر درخواست کی کہ حج کی اجازت پاوے۔ اور اگر یہ اجازت نہو تو پنجاب مین جاگیر عنایت کیجے۔ پادشاہ نے اسے لکھا کہ جو تمہاری پہلے جاگیر تھی وہ بدستور تمہارے لئے مقرر ہوئی۔ یہان ہمارے پاس چلے آؤ۔ وہ اواخر سنہ ۹۷۰ مین پادشاہ پاس چلا آیا۔ مگر نہایت شرمندہ و خجالت زدہ رہتا تھا

ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ ابوالمعالی اپنے رنگ بو و مکر و تزویر سے یا گہبانون کی بدنیتی و گرسنہ چشمی سے اول سال جلوس مین لاہور سے کلکز کوتوال کی بند سے بھاگا تھا۔ باقی آیندہ حال اسکا بطریق اجمال لکھتے ہین۔ وہ کابل کی جہات سے بھی کچھ تعلق رکھتا ہے۔ کمال خان یوسف کشمیری اسکا خدمتگار تھا۔ اسکے توسل سے وہ گکھرون کی ولایت مین گیا۔ کمال خان زمیندار نے اسے مقید کیا۔ حیلہ سازی کرکے یہان سے بھی بھاگا اور نوشہرہ مین کہ بھنبھر و راجوری کے درمیان ایک قصبہ ہے گیا۔ اندنون مین حاکم کشمیر غازی خان سے کشمیر مین شورندہ خاطر ہو رہے تھے۔ یہان ابوالمعالی پاس آٹھ سات سو کشمیری اور تین سو مغل اور فراہم ہو گئے شمس ملک چارورہ اور خواجہ حاجی ملازمان جنت مکانی نے آکر اور اسکے ہنگامہ کو رونق دیدی۔ دولتخان ملک حاکم کشمیر جسکو غازیخان مذکور نے کور کیا تھا اور کشمیر کے اور بڑے بڑے امیر اُس پاس مجتمع ہو گئے۔ اس جماعت کو لیکر وہ پٹن مین غازی خان سے لڑا۔ مگر ناکام رہا۔ آوارہ ہو کر پھر ہندوستان مین آیا۔ آشفتہ و پریشان تغیر وضع کرکے گاؤن گاؤن پھرتا ہوا دیپال پور مین آیا۔ جو بہادر خان کے برادر علیقلیخان کی جاگیر مین تھا۔ بہادر خان کے ایک نوکر نوکر تولک کے گھر مین چھپا پڑا رہا۔ تولک کی بیوی اپنے خاوند سے ناراض تھی اسنے بہادر خان سے جاکر کہدیا کہ ابوالمعالی میرے گھر مین چھپا ہوا ہے اور تیری مارنے کا

منعم خان کا حال سنہ ۹۷۰

ابوالمعالی کا حال سنہ ۹۷۱

اسکو خوب شراب پلا کر مست کیا۔ جب نشہ کا زور ہوا اور وہ سو گیا تو اوسکو اس جماعت
نے کہ خونریزی سے مخمر ہو رہی تھی مار ڈالا۔ سر کاٹ نیزہ پر لگایا۔ دھڑ کو پھینکدیا۔
جب ابو الفتح کی سرگذشت فضیل بیگ نے سنی وہ سب اپنا اسباب لادکر اپنے داماد مرزا
سنجر پسر خضر خان پاس جانا چاہتا تھا کہ اہل کابل نے اوسے بھاگنے کی فرصت نہ دی۔ اور
بیٹے پاس جلد پہنچا دیا اس واقعہ کے بعد بیگم نے ولی بیگ کو وکیل سلطنت مقرر کیا۔ یہ بھی عقل کے
پورے تھے اپنا لقب عادل شاہ رکھا۔ بادشاہ بھی اپنے تئیں کم سمجھا۔ جو خطاب بادشاہ
دیتے ہیں وہ اس نے عطا کرنے شروع کئے۔ تھوڑے دنوں میں بیگم نے اسکی نیت کے فساد
کو سمجھ کر اسکو عدم آباد میں بھیجدیا۔ خود آپ کابل کا انتظام کرنا شروع کیا اور مصلحت وقت
سمجھ کر حیدر قاسم کوہ بر کو جسکے باپ دادا بابر و ہمایون کے وقت سے امیر چلے آتے تھے مرزا
کا وکیل مقرر کیا۔

جب بادشاہ کو مہمات کابل کی پریشانیوں پر علم ہوا تو اس نے مرزا محمد حکیم کا اتالیق منعم خان
کو مقرر کیا کہ وہاں جاکر اپنے بیٹے کا انتقام وہ لے اور کابلیوں کے احوال کی پریشانیوں کا
تدارک کرے اوسکے ساتھ اور امراء بھی گئے۔ منعم خان دوڑا دوڑ جلال آباد میں آیا اور
اپنے ہمراہیوں کے ساتھ چلنے کی بھی پروانہ کی۔ ماہ چوچک بیگم نے جب سنا کہ منعم خان
آتا ہے تو وہ ڈری کہ معلوم نہیں منعم اپنے برادر و پسر و برادرزادہ کے انتقام کے لئے کیا
کیا ستم برپا کریگا۔ اسنے اپنے امراء سے مشورہ لیکر ایک سپاہ کو اور اسکے ساتھ مرزا
محمد حکیم کو کابل سے روانہ کیا کہ مقامات میں جاکر منعم خان سے لڑیں۔ اس نے کہا کہ
اگر مصاف میں ہم غالب ہوئے تو اس سے بہتر کیا ہے اور اگر مغلوب ہوتے تو بادشاہ
پاس بھاگ جائینگے۔

وہ غلامان میں منعم خان پہنچا تھا کہ اس پاس خبر آئی کہ عیدی سرمست جلال آباد میں
آیا اور اوس نے قلعہ کو مستحکم کیا۔ دوسرے روز خانخاناں نے جلال آباد کے قلعہ کا
محاصرہ کیا۔ اسی اثناء میں اس پاس خبر آئی کہ مرزا محمد حکیم اور لشکر کابل کا آپہونچا۔ چہار باغ

منعم خان کا کابل کی طرف جانا اور شکست پانا سنہ ۹۷۰

کہ قلعہ عہد و پیمان کرکے حسین قلی کو حوالہ کیا۔ حسین قلی نے قلعہ اپنے معتمد کو حوالہ کیا اور مرزا کا پیچھا کیا۔ اس کو ممالک محروسہ سے باہر نکال دیا +

جالور مین ابوالمعالی اور مرزا شرف حسین مین ملاقات ہوکر یہ عہد و پیمان ہوئے کہ ابوالمعالی تو کابل جائے اور وہان سے مرزا محمد حکیم کو لاکر ہندوستان کا بادشاہ بنائے اور یہان جسقدر ہوسکے بغاوت پر لوگون کو مرزا آمادہ کرے۔ ابوالمعالی مرزا کے تین سو آدمی لیکر حاجی پور کی طرف گیا۔ جہان حسین قلیخان اور اور امراء کے اہل و عیال تھے۔ مگر یہان پہلے بادشاہی لشکر آگیا تھا کچھہ کام اوسکا نہ بنا۔ مایوس ہوکر نارنول گیا۔ نارنول سے کچھہ خزانہ بادشاہ پاس جاتا تھا کہ ابوالمعالی نے اسے لوٹ لیا۔ اور شہر کو بھی غارت کیا۔ جب بادشاہی لشکر وہان بھیجا گیا۔ احمد بیگ و اسکندر بیگ نے نارنول سے بارہ کوس پر ابوالمعالی کے بھائی خانزادہ محمد کو گرفتار کیا۔ بادشاہی لشکر کے آنے کی خبر سنکر نارنول کو ابوالمعالی بھاگا۔ لشکر شاہی نے بھی اسکا پیچھا کیا۔ دھرسو کے مقام مین احمد بیگ و اسماعیل علی قلیخان کے آدمیون کو دو شتر بار زر ہاتھہ آگئے .. زبردست آدمیون مین ایسا نزاع ہوا ان کی صلاحون مین کچھہ گفتگو و رنجش ہوئی۔ اس سبب سے اسمعیل قلی دھرسو مین رہا اور احمد بیگ و اسکندر بیگ آگے ایک منزل گئے۔ بدخشیون اور ماوراءالنہریون نے بھی غدر مچایا۔ ایک نمکحرام ان سے جدا ہوکر ابوالمعالی پاس گیا اور کیفیت حال پر مطلع کیا وہ ایک درخت زار مین کمین مین بیٹھا۔ جب احمد بیگ و اسکندر بیگ نکلے تو اس نے کمین سے نکل کر انپر حملہ کیا۔

جب ابوالمعالی کو بادشاہ کے لشکر کے آمد کی خبر ہوئی تو وہ بھاگ کر کابل کی طرف بے راہ چلا بادشاہ اوسوقت متھرا مین شکار کھیل رہا تھا کہ اس نے ابوالمعالی کے تعاقب مین بداغ خان اور سردارون کو روانہ کیا اور حکم دیا کہ جب تک ابوالمعالی ہاتھہ نہ آئیگا یوسے وہ بازنہ آئین جب ابوالمعالی ملک سندھ مین پہنچا تو اسنے ماہ چوچک بیگم والدہ مرزا محمد حکیم کو ایک عرضداشت بھیجی اور اسکی پیشانی پر یہ شعر لکھا ؎ تا برین در نہ دریکے عزت و جاہ آمدہ ایم + از بد حادثہ اینجا بہ پناہ آمدہ ایم + بیگم نے بھی اس عرضداشت کے جواب مین یہ مصرعہ لکھا ہے ع کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست

ابوالمعالی کا [illegible]

ارادہ رکھتا ہے۔ بہادر خان نے فوراً آنکر ابوالمعالی کو گرفتار کرلیا۔ اور مقید کرکے بیرام خان
پاس بھجوادیا۔ اس نے اپنے بہنوئی ولی بیگ کو سپرد کیا کہ بکر کی راہ سے گجرات اسے بھیجے کہ
وہان سے وہ حج کو جاے۔ شاہ ابوالمعالی جب گجرات مین آیا تو یہان ایک خون کرکے
دیارہ شرقیہ مین علی قلیخان کے پاس بھاگا۔ اس نے پھر اسکو مقید کرکے بیرام خان پاس بھجوایا۔
بیرام خان نے بیانہ مین اسکو مقید کیا۔ مگر جب اسکے کام مین تذبذب واقع ہوا اور وہ الور گیا
تو راہ مین بیانہ مین اُسے قید سے رہا کردیا۔ پھر وہ پادشاہ پاس آیا۔ پادشاہ نے اس کو
حج کے لئے بھجوایا۔

۹۷۱ھ مین وہ حج سے فارغ ہوکر ہندوستان مین آیا۔ حاجی ہونے سے اور زیادہ
پاجی ہوگیا۔ نہ وہ اپنے مرتبہ کی حد کو پہچانتا۔ نہ پادشاہ کے عفو کی قدر کرتا۔ نہ اخلاص گری
دل مین رکھتا۔ نہ عقل معاملہ دان۔ وہ گجرات سے جالور مین آیا۔ مرزا شرف الدین حسین سے
ملا وہ پادشاہ سے بگڑا ہوا بیٹھا تھا۔ اس مرزا کا حال سنو۔

مرزا شرف حسین کی بغاوت اور اسکے پاس ابوالمعالی کا آنا

مرزا شرف الدین حسین بڑا اشراف زادہ خواجہ احرار کی اولاد مین تھا۔ پادشاہ نے اس
اشراف خاندانی کے سبب سے اپنی بہن بخشی بیگم کا نکاح اس سے کیا تھا وہ بڑا اعتبار اور
امیر الامراء کا خطاب رکھتا تھا۔ اسکے لئے جاگیر سرکار ناگور اور اس کی حدود مقرر ہوئی تھی+
معلوم نہین کہ مرزا کو کیا سودا ہوا کہ پادشاہ کی درگاہ سے صفر ۹۷۰ھ کو اجمیر و ناگور کی
طرف بھاگ گیا۔ ششم صفر اسکی تاریخ ہوئی۔ پادشاہ کو اس حرکت پر بڑا تعجب ہوا۔ اسکا
سبب مالیخولیا کے کچھ اور نہ معلوم ہوا۔ پادشاہ نے حسین قلی بیگ پسر ولی بیگ ذوالقدر کو
ناگور مین بجاے مرزا کے مقرر کیا اور حکم دیا کہ اگر مرزا اپنے کردار ناہنجار سے باز آکے تو
اسکو ہمارے پاس بھیجدو اور اگر کافر نعمتی کرے تو اسکو ایسی سزا دو کہ اوروں کو عبرت
ہو۔ حسین قلی حاجی پور مین اہل و عیال کو چھوڑ کر ناگور اس طرح گیا کہ فتنہ پردازی کا منصوبہ زا
کا نہ بن پڑا۔ وہ اجمیر مین اپنے معتمد ترخان دیوانہ کو حاکم مقرر کرکے جالور گیا جسنے اب
قبضہ کیا تھا۔ جب پادشاہ کا لشکر اجمیر گیا تو اس دیوانہ نے عاقلانہ کام یہ کیا کہ

ہوکر و تنخواہون کی تعلیم سے پوشیدہ اپنے آدمی مرزا سلیمان کے پاس بھیجے
اور اوسکے آنے کی اور انتقام کی چارہ جوئی کی استدعا کی —

مرزا سلیمان کو جب اس حال کی اطلاع ہوئی تو وہ کابل پر اُدھار کھائے ہوئے
بیٹھا تھا فوراً خرم بیگم کو ساتھ لیکر کابل کو روانہ ہوا۔ ابو المعالی اپنی بیخردی سے مرزا
محمد حکیم کو اپنے ساتھ متفق جانتا تھا۔ اِدھر یہ اسکو اور کابلی لشکر کو لیکر آب غوربند کے
پل پر پہنچا اور اُدھر مرزا سلیمان کا لشکر بھی یہان پل پر آیا دونون لشکرون مین
لڑائی ہوئی۔ کابلیونکو شکست ہوئی۔ مرزا محمد حکیم کو لوگ لشکر کا افسر بنا کے لیگئے
اور اس بہانہ سے مرزا سلیمان کے پاس لے آئے اب حقیقت حال سے ابو المعالی کو اطلاع
ہوئی تو انکھین کھلین اوسنے لڑنے سے دل برداشتہ ہوکر بھاگنے کی ٹھیرائی مگر دشمنون نے بھاگنے
نہ دیا اسکو پکڑکر مرزا سلیمان کے پاس لائے اسنے مرزا محمد حکیم کے پاس بھیج دیا اسنے عید رمضان ۹۷۰ھ کو اوسے پھانسی دی

چو بد کردی مباش ایمن ز آفات ✣ کہ واجب شد طبیعت را مکافات ✣

مرزا سلیمان مہمات کابل کی سرانجام کرنے مین اور مرزا محمد حکیم کی تربیت مین مصروف
ہوا۔ بدخشان سے اپنی لڑکی کو بلاکر مرزا سے نکاح کردیا۔ امید علی کوکہ اسکے امراء
معتمد مین تھا مرزا کا وکیل بنایا اور خود بدخشان چلاگیا۔ خرم بیگم بضد تھی کہ کابل کو
بدخشان مین مرزا سلیمان ملالے۔ مگر اس نے یہ بات نہ مانی اور کہا کہ اس کام کے جلد کرنے
مین نیک نامی نہین ہے کچھہ دنون بعد یہی صورت ہو جائیگی۔ بالفعل اس نے کابل پر
قبضہ رکھنے کی بسم اللہ یہ کی کہ ولایت کابل کا تین چوتھائی حصہ جو عمدہ تھا وہ بدخشانیون کو
جاگیر مین دیا اور ایک چوتھائی حصہ جو برا تھا وہ کابلیون کو جاگیر مین دیا۔

مرزا سلیمان کو بڑا ارمان تھا کہ وہ کابل پر متصرف ہو۔ اور بدخشان کے کسی محال
مین مرزا محمد حکیم کو رکھے اس لئے وہ دوستی کے لباس مین دشمنی کا کام کرگیا کہ بدخشیون کو
کابل مین جاگیردار بناکے خود بدخشان چلاگیا۔ جو کابلی عاقل تھے وہ کچھہ سمجھے کہ مرزا
سلیمان کا کیا اصل مقصد ہے مگر یہ مقصد انکے نزدیک اب مشکل تھا کہ اوسکے پورا

کابل پر مرزا [illegible] کا بھاگنا اور [illegible] دوبارہ [illegible] دھاوا ✣

اسکے اعزاز و احترام کے ساتھ کابل مین بلایا۔ بیگم کو بعض آدمیون نے یہ سمجھا دیا تھا۔
ترمذ کے سادات کرام مین سے ابوالمعالی ہے۔ بلوچستان و کاشغر کے سلاطین سے
وہ سلسلہ پیوند رکھتا ہے جب وہ یہان آجائیگا تو اسکو گران قدر بناکر اپنی بیٹی ہمشیرہ مرزا
محمد حکیم کی شادی اس سے کر دینا جس سے سب اندیشے رفع ہو جائینگے اور سب طرف کے
کھٹکے اُٹھ جائینگے۔ یہ بیگم بڑی لیاقت رکھتی تھی اور اپنے خاص وزیرون اور اہلکارون سے
جسقدر خائف رہتی تھی۔ ویسی بیگانہ دشمنون اور اجنبی غنیمون سے نہین ڈرتی تھی۔ مگر اس کے
اہلکارون نے ایسی پٹی پڑھائی کہ اس نے ابوالمعالی جیسے خبیث باطن کو کاروبار ریاست
سپرد کر دیا۔ اول یہ بدباطن ایسی چالین چلا کہ جس سے بیگم کو کچھ شبہ نہ رہا کہ یہ وزیر
بڑے کام کا ہاتھ آیا۔ اس نے اپنی بیٹی خیرالنسا بیگم کا نکاح اس سے کر دیا۔ جب ا
ابوالمعالی کو گھر مین یہ اختیار ملا تو اس نے بیگم کو اور اوسکے بڑے بڑے ملازمون کو پوچھا
کہ تم کون ہو۔ اب شگون لیا قراچہ خان اور شادمان جو بیگم سے پہلے سے رنجیدہ خاطر
ہوئے تھے ابوالمعالی سے جاکر مِلے اور اسکو سمجھایا کہ بیگم جب تک قید حیات مین ہی تم کو امور
ملکی مین استقلال نہین ہوگا۔ فضیل بیگ و ابوالفتح اور شاہ بیگ کی طرح تم بھی جلد مارے
جاؤگے بہتر ہوگا کہ تم پیش دستی کر کے بیگم کا کام تمام کرو۔ مرزا محمد حکیم تو خردسال ہے
اوسکو جس راہ پر چاہو گے لگا لوگے۔ ابوالمعالی کی سمجھ مین یہ بات آگئی۔ اوس نے وسط شعبان ۹۷۰ھ
مین بیگم کو عدم کا رستہ بتایا اوسوقت وکالت کا منصب پشتیتی حیدر قاسم رکھتا تھا۔
دوسرے دن اوسکو قتل کیا اور اوس کے بھائی محمد قاسم کو مقید کیا تو چند امیرون نے
متفق ہو کر ابوالمعالی کے قتل کا قصد کیا۔ مگر انکا بھانڈا پھوٹ گیا۔ ابوالمعالی کو سارا
حال معلوم ہو گیا تو ان امیرون سے لڑائی ہوئی۔ ابوالمعالی کا پلہ بھاری رہا۔ اس ہنگامی
مین محمد حیدر قاسم کے بھائی محمد قاسم کو قید سے رہائی ہوئی وہ بدخشان مین مرزا سلیمان
پاس گیا اور ابوالمعالی کی فتنہ انگیزی کا حال بیان کیا اور کابل چلنے پر اوسکو برانگیختہ
کیا۔ مرزا محمد حکیم نے باوجود خردسالی کے اپنی والدہ کے واقعہ سے غمناک ہو کر خود خوا

معروض کرکے ہر طرح کی استعداد اور استعانت چاہی - اور آب سندسا گر پر توقف کیا - ان دنون مین ولایت پنجاب میر محمد خان برادر کلان اتگہ خان کو تفویض ہوئی تھی - مرزا نے اپنے دیوان خواجہ بیگ محمود کو اس پاس بھیجکر امداد طلب کی میر محمد خان اور امرائے پنجاب نے قاضی عماد کے ساتھ مرزا کی خدمت مین بہت تحفے تحائف . . . بھیجے - مرزا سلیمان نے جب سُنا کہ مرزا محمد حکیم آب سند سے پار چلا گیا ہے تو وہ پشاور مین آن کر اولٹا جلال آباد مین چلا گیا - اثنا راہ مین . . شنواری افغانون سے لڑائی ہوئی - بدخشانیون کا بازار لٹا - ہارون شنواری جو سب مین بڑا سردار تھا وہ قتل ہوا - جلال آباد مین قنبر اور ایک جماعت کو چھوڑ کر مرزا سلیمان کابل کیطرف متوجہ ہوا - اور آنکر کابل کا محاصرہ کر لیا - اہل قلعہ نے قلعہ داری مین اہتمام کیا پادشاہ پاس نگرچین مین مرزا کی عرضداشت پہونچی - پادشاہ نے قطب الدین خان کو مرزا کا اتالیق مقرر کیا اور میر محمد خان کو حکم ہوا کہ پنجاب کا لشکر لیجا کر مرزا حکیم کو کابل مین مسند حکومت پر بٹھا دے - خزانہ عامرہ سے نقد وافی اور اسباب شوکت اور اجناس فراغت ساتھ لیجائے حسب الحکم یہ سارا لشکر مرزا کے ساتھ گذرا اور اٹک بنارس سے گذر کر کابل کیطرف چلا - مرزا پاس وہ اسباب سامان جمع ہو گیا کہ اسکے خواب خیال مین نہ تھا - جب لشکر جلال آباد مین آیا تو قنبر پاس جسکو مرزا سلیمان نے یہان چھوڑا تھا نصیحت کی گئی کہ قلعہ حوالہ کرے مگر جب اُس نے قلعہ نہ دیا تو ادہر پادشاہی لشکر نے حملہ کیا اور نردبانین لگا کر قلعہ کے اندر داخل ہوا - بدخشانیون نے اپنی قوت و توانائی کے موافق دشمنون کی مدافعت کی - قنبر اور تین سو آدمی جو اُسکی ہمراہ تھے سب ہلاک ہوئے - صرف دو آدمی بچے جنہون نے مرزا سلیمان کو یہ ساری بلکہ کہانی سُنائی - اِدہر مرزا سلیمان نے یہ حال سُنا - اُدھر پادشاہی لشکر کی آمد آمد کی خبر ہوئی تو وہ کابل کا محاصرہ چھوڑ کر بدخشان بھاگ گیا - راہ مین

ہونے کا یقین اونکو نہ تھا۔ مرزا سلیمان نے اس پر اکتفا نہیں کیا کہ کابل مین جن
بدخشانیون کو جاگیردار مقرر کر چکا تھا اونہین پر بس کرتا بلکہ اوسنے ازبدخشی عبدالرحمن بیگ
پسر توالک و رنگری بردی قوش بیگی کو ایک جماعت کے ساتھ داخل کیا تو پھر کابلیونکو
مرزا سلیمان کے ارادہ کا پورا حال کھلا وہ اسکے معالجہ کے درپے ہوئے۔ خواجہ حسن نقشبندی
و باقی قاقشال و سلیمان و کوک بیگ و علی محمد اسپ اور شیدہ علی میدانی مع تمام میدانیون خواجہ
خضریون کے و یار محمد آخوند و فیروز و خلیفہ عبداللہ نے بدخشانیونکے نکالنے کا عمدہ اہتمام
کیا۔ حقیقت معاملہ مرزا محمد حکیم سے جو اب سن تمیز کو پہنچ گیا تھا عرض کیا اور مرزا بھی تنگی
معاش و بدخشانیون کی بدسلوکی سے تنگ ہو گیا تھا۔ وہ بھی انکے نکالنے کے درپے ہوا
اوسنے ولایت غزنین جو مرزا سلیمان نے قراتیم و ابن حسین کابلی کو دی تھی اوسنے انکو
بدل کر قاسم بیگ پروانچی کو دیدی اور جلال آباد اور اوسکے حدود نیلاب تک جو مرزا
سلیمان نے قاضی خان وغیرہ کو دیدی تھی وہ اوس سے لے کر خالصہ بنایا۔ غرض
یون بتدریج اوس نے بدخشانیون کے تسلط کو اوٹھا کر انکو نکال دیا۔ اہل بدخشان یہان
سے ذلیل ہو کر مرزا سلیمان پاس گئے اور غازیخان نے ہندو کوہ مین مرزا سلیمان
سے ملاقات کر کے شرح و بسط کے ساتھ تمام حالات جو گذرے تھے عرض کئے مرزا
سلیمان جلدی سے کابل کیطرف متوجہ ہوا۔ جب اس کے آنے کی خبر مرزا محمد حکیم کو
ہوئی تو اوس نے کابل کے قلعہ کو باقی قاقشال اور اپنے تجربہ کار معتمدون کو سپرد
کیا اور خود اپنے ہوا خواہون کی جماعت کو ساتھ لے کر جلال آباد اور پشاور کی
طرف چلا۔ جب مرزا سلیمان کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ مرزا کے گرفتار کرنے کے لئے کابل
کو چھوڑ کر جلال آباد کی طرف چلدیا۔ مرزا جلدی سے ہٹا ورمین نواحی قبیلہ حبیب
مین چلا آیا اسکو خاکی گلہ بان نے خبر دی کہ مرزا سلیمان جلال آباد مین آ گیا اور یہان
حرم بیگم کو چھوڑ کر خود ان حدود کی طرف چلا ہے۔ مرزا نے آب سندھ سے عبور
کر کے ایک عرضداشت اپنے بھائی پاس بھیجی جسمین کابل کی سرگزشت اور اپنی تہیدستی

تو اوس نے قلعہ کابل معصوم کوکہ کو سپرد کیا وہ اسکے معتمدون مین مردانگی و فرزانگی مین ممتاز
تھا اور خود خواجہ حسن نقشبندی کو جو اسکا وکیل کل تھا ساتھ لیکر شکر درہ اور غوربند مین گیا
مرزا سلیمان نے کابل کا محاصرہ کیا۔ مگر اپنی کمند قدرت کو تسخیر قلعہ کے کنگرہ تک پہنچنے مین کوتاہ
دیکھا اور مرزا کے حال سے اطلاع پائی کہ غوربند اور اوسکے نواح مین ہی تو حرم بیگم کی تلبیس سے
کام نکالنا چاہا۔ یہ بیگم غوربند کو روانہ ہوئی اور مرزا سلیمان کو حوالی کابل مین چھوڑا۔
سخن سنج آدمیون کو مرزا حکیم پاس ایلچی بنا کے بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ مین نے تجھہ کو ہمیشہ
سگے بیٹے سے زیادہ عزیز سمجھا۔ خصوصًا جب سے کہ میرے اور تیرے درمیان رشتہ ہوا
میرا دل چاہتا ہے کہ مجھہ مین اور تجھہ مین یکجہتی رہے۔ اس دفعہ میرے آنے کی کچھہ غرض سوا
اسکے نہین ہے کہ تجھہ سے ملون۔ اور بنائے ارتباط مستحکم کرون۔ بیگم کے دم مین مرزا محمد حکیم آگیا
اور یہ قرار پایا کہ قریہ قراباغ مین کہ کابل سے بارہ کوس پر ہے وہ بیگم سے ملاقات
کرکے قواعد ارتباط کو مستحکم کرے۔ بیگم پاس اپنے اپنے معتمد بھیجے کہ عہد و شرط بغیر کسی مکر و فریب کے
قرار پائین۔ جب یہ آدمی بیگم پاس آئے تو اوس نے سخت قسمین کھائین کہ کوئی فریب نہوگا
زبان اور دل ایک ہونگے۔ قول کے موافق عمل ہوگا۔ مرزا کے آدمیون کے واپس جاکر
اسکو قراباغ مین آنے پر برانگیختہ کیا کہ بیگم سے ملاقات کرکے عقد فرزندی اور عہد یگانگی
کمال وثوق کے ساتھہ باندھا جائے۔ بیگم نے یہ سمجھہ کر کہ میرا فریب چل گیا مرزا سلیمان پاس
قاصد بھیجا کہ قراباغ مین مرزا سے ملاقات کی ٹھیری ہے تم قلعہ کے کنارہ پر سپاہ کو چھوڑ
کر تھوڑے آدمیون کے ساتھہ قراباغ کے حوالی مین چلے آؤ اور پشتہ کے پیچھے کمین گاہ مین
بیٹھے رہو۔ جب مرزا آئے تو اوسے دستگیر کرلو۔ مرزا سلیمان اس خبر کو سنکر محمد قلی شغالی
کو کابل کا محاصرہ حوالہ کرکے راتون رات قراباغ مین اس پشتہ کے پیچھے کمین مین بیٹھا
مرزا کو ہرچند باقی قاقشال نے سمجھایا کہ بیگم تمکو اس بہانہ سے مرزا کے پنجہ مین پھنسا کر
اور جھوٹی قسمون کا جال ڈال کر دشمن کے کمند مین ڈالنا چاہتی ہے تم ہرگز نہ جاؤ
جاؤگے تو پچھتاؤگے۔ مگر مرزا حکیم نے کچھہ نہ سنا اور چند آدمیون کے ساتھہ قراباغ روانہ

آب پردان پر ایک سیل مین اسکا اسباب بیرنال ڈوب گیا۔ کابل مین مرزا محمد حکیم
آیا۔ لشکر شاہی کے افسرون نے اپنے وطن مین جاکر سیرین کین اور پہر ہندوستان کو
معاودت کی اور مرزا حکیم کی چہوٹی بہن سکینہ بانو بیگم لشکر کے ساتھ بھائی سے ملنے یہان
آئی۔ مہمات کابل کے انتظام کے واسطے خان کلان وہان آیا۔ مرزا محمد حکیم کی طبیعت مین
سعادت ذاتی نہ تہی۔ اس لئے نہ عقل مصلحت بین آمین بڑہتی تہی۔ نہ اخلاص مند سعادت منش
ملازم اوسکو بہم پہونچے تھے۔ جب حضرت شہنشاہی کی توجہ سے مہم کابل کا انتظام ہوگیا۔
اور خواجہ کلان وہان کے مہام کا سربراہ ہوا تو کابل کے فتنہ پردازون نے اپنی بدخوئی
سے فتنہ انگیزی شروع کی۔ محمد حکیم باوجود حداثت سن کے عقل معاملہ رس سے بہرہ وافر
نہین رکھتا تھا۔ ہمیشہ واہی باتون پر دل لگاتا تھا۔ میر محمد خان درست اخلاص تیز مزاج
تھا۔ ذراسی بات سے اسکا مزاج متغیر ہوجاتا تھا اور کام مین سختی کرنے لگتا تھا۔ اسلئے
مرزا اور کابلیون سے اسکی نہ بنتی۔ مرزا اگرچہ تبعیت کا اظہار یک گونہ کرتا تھا مگر بڑے
بڑے کام وہ بغیر استصواب خان کلان کے کرتا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنی بہن کا نکاح
خواجہ حسین نقشبندی سے کردیا جسکی پہلی شادی مان نے ابو المعالی سے کی تہی نہ اسنے
حضرت شاہنشاہی سے استصواب لیا اور نہ خان کلان سے صلاح لی۔ جب خواجہ کو
اس نسبت عالی کا افتخار حاصل ہوا تو وہ مرزا کے گھر کا بندوبست کرنے لگا۔ اور جن کامون
سے اوسکو مناسبت نہ تھی انمین دخل دینے لگا اور مرزا کے اکثر آدمی ایسی حرکتین کرنے لگے
کہ خواجہ کلان کو ناگوار تھین اس لئے وہ وہان سے چلا آیا۔ میر محمد خان نے بہی کابل کو
سلام کیا اور بادشاہ اور مرزا کے گھر کا اور کابل کا حال شرح و بسط سے لکھ بھیجا ــــــ
اب پھر کابل کا میدان خالی ہوا امراء شاہی مین سے وہان کوئی باقی نہین رہا۔ مرزا سلیمان
ہمیشہ کابل کی تاک مین لگا رہتا تھا۔ اب اسنے دیکھا کہ کابل بادشاہی امراء سے خالی ہے
جسکے خوف سے بھاگا تھا وہ چوتہی دفعہ سنہ ۹۷۳ھ ۱۵۶۶ء مین لشکر فراہم کرکے اور اپنی بیوی
حرم بیگم کو لیکر کابل کیجانب روانہ ہوا۔ جب مرزا محمد حکیم کو اسکے آنے کی خبر ہوئی

مرزا سلیمان کا کابل پر آنا اور مرزا حکیم کا پنجاب مین آنا ۹۷۳ھ

غرض مرزا مین تو نہ عقل دوربین تھی نہ دل حقیقت گزین تھا وہ آب نیلاب سے گذرکر لاہور کی سمت مین آیا اور اسکے آدمیون نے بھیرہ مین دست اندازی کی جب امراء پنجاب کو یہ خبر ہوئی تو میر محمد خان حاکم پنجاب نے لاہور کے قلعہ کو مستحکم کیا اور صورت حال پر پادشاہ کو مطلع کیا۔

پادشاہ اس خبر کو سنکر آگ بگولا ہوا۔ مرزا محمد حکیم کو یہ خیال تھا کہ فریب و فسون سے امراء پنجاب میری جانب ہو جاینگے وہ لاہور مین مہدی قاسم کے باغ مین اوترا۔ دوسرے روز قلعہ کے کنارہ پر پہنچکر لشکر کی صف بندی کی۔ مگر قلعہ کی توپ و تفنگ نے کسی آدمی کو قلعہ کے پاس پھٹکنے نہ دیا۔ آگرہ کو منعم خانخانان کو اور دیوانی مظفر خان کو دیکر پادشاہ ۳ جمادی الاول سنہ ۹۷۴ھ کو پنجاب کیطرف روانہ ہوا۔ دس روز مین دہلی مین آیا۔ یہان بزرگون کے مرقدون کی زیارت کی اور اونکے مجاورون اور معتکفون کو بہت کچھ نذر کیا اور حضرت جنت آشیانی کے روضہ کی زیارت کی پنجاب کو روانہ ہوا۔ جب دریا ستلج کے کنارہ پر پہنچا تو اوسکو معلوم ہوا کہ مرزا اسکے آنے کی خبر سنکر بھاگ گیا۔ اوسط رجب مین پادشاہ لاہور مین آیا۔ یہان سب امرا اور غربا کو خوشدل کیا۔ مرزا محمد حکیم بھاگ کر کابل گیا تو اوسکو مرزا سلیمان سے خالی پایا۔ اسکی سرگذشت اس طرح ہے کہ ہم نے پہلے لکھا ہے کہ محمد قلی شغالی اور ایک جماعت کثیر کو قلعہ کابل کے محاصرہ مین چھوڑکر مرزا سلیمان مرزا حکیم کی گرفتاری کے لئے گیا تھا معصوم کوکہ نے محمد قلی کو شکست پر شکست دی اور بدخشانیون کا سارا اسباب چھین لیا۔ محمد سلیمان مرزا کی دو بیٹیون کو محمد قلی ایک باغ کی چاردیواری مین چھوڑ گیا۔ کابلیون نے انکو گرفتار کرنا چاہا۔ مگر معصوم کوکہ نے انکو اس حرکت ناشائستہ سے باز رکھا مرزا حکیم کو مرزا سلیمان گرفتار نہ کرسکا تو کابل کے قلعہ کے محاصرہ مین مصروف ہوا۔ ادھر اہل قلعہ نے بدخشانیون کو اپنے بہادرانہ حملون سے تنگ کیا اور ادھر وبا نے بھی اس کے لشکر مین قدم رکھا اس لئے مرزا سلیمان نے صلح کرلی۔ اول بدخشان بیوی کو روانہ کیا اور پھر آپ چلا گیا + مرزا محمد حکیم کی ناہنجاریان پادشاہ سنتا تھا مگر گوشمالی

پادشاہ کا اس فساد مٹانے کے لئے پنجاب آنا + مرزا سلیمان کا کابل سے بھاگنا + اور مرزا

ہوا اثنائے راہ مین ایک کابلی نے جو مرزا سلیمان کے لشکر کی ساتھ آیا تھا اسنے مرزا کے آدمیون سے کہا کہ مین رات کو مرزا سلیمان کے ساتھ آیا ہون اس پشتہ کی پناہ مین کمین گاہ مین مرزا کی امید مین بیٹھا ہے - جب مرزا نے یہ سنا تو اسکے کان کھڑے ہوئے - کابل کی طرف متوجہ ہوا - جب مرزا سلیمان کو اسکی خبر ہوئی تو اس نے مرزا کا تعاقب کیا اور اسکے چند آدمیون کو گرفتار کیا - خدا خدا کرکے باقی قاقشال اور اسکے بھائی مرزا کو دشمنون کے ہاتھ سے بچا کر غوربند مین لیگئے - خواجہ محمد حسن کا ارادہ ہوا کہ مرزا کو حاکم بلخ پاس لیجاے - مگر باقی قاقشال اس کو بادشاہ کے خدمت مین مشرف ہونے کے لئے آب نیلاب پر لے آیا اور مرزا سے بادشاہ کی خدمت مین عرضداشت بھجوائی - بادشاہ کو کابل کا حال پہلے سے معلوم ہوگیا تھا - اس لئے مرزا کے خال فریدون کو وہان جانے کے لئے حکم دیا تھا - کہ مرزا خورد سال و بے پرواہ ہے - وہ وہان جاکر اسکی مہمات کا منتظم ہو اور اس کی محافظت کرے کہ فتنہ اندوز آدمی مرزا کی صحبت مین نہ آنے پائین - یہ مرزا فریدون ہان ہنوز پہنچا نہ تھا کہ مرزا سلیمان کابل مین آگیا اور یہ واقعہ پیش آیا - جب مرزا محمد حکیم کے ایلچی عرضداشت لائے تو اوس نے خوشخبر خان کو نقود اور اجناس وافی اور خلعت و اسپ خاص دیکر مرزا کے پاس بھیجا اور امیر پنجاب کو حکم دیا کہ کابل کی یورش کا سامان کرکے مرزا سلیمان کو دفع کرین - خوشخبر خان جب مرزا پاس گیا تو اوس نے بادشاہ کے فرمان کو سر آنکھون پر رکھا -

خوشخبر خان سے پہلے فریدون مرزا محمد حکیم پاس آگیا تھا - اس نے مرزا کو یہ بہکایا کہ کابل مین جو نقصان ہوا ہے بہت آسانی سے اسکا معاوضہ یون مل سکتا ہے کہ پنجاب اور لاہور پر قبضہ کرلیجیے اور خوشخبر خان کو گرفتار کیجیے - مرزا نے اپنی بیوقوفی سے فریدون کی اور باتین مان لین - مگر اتنی بات عقل کی کی کہ خوشخبر خان کے قید کرنے پر راضی نہ ہوا اور اوسکو رخصت کردیا - سلطان علی المخاطب بہ لشکر خان اور حسن خان جو درگاہ شاہی کے مردود تھے وہ اور فریدون کے ساتھ فساد اور افساد مین شریک ہوگئے -

مرزا محمد حکیم کا پنجاب پر حملہ

ہوا و دوراندیشی کے سبب ایک فوج لشکر گی زین الدین علی آگے روانہ کی۔ حدود راولپنڈی مین ساحل سندپر شادمان کے پہنچنے کی خبر اس پاس آئی وہ جلد لڑنے کو چلا۔ نورالدین کے سانحہ سے مرزا اپنی غنودگی خرد سے واقف نہ ہوا۔ اوس نے شادمان کو بہت انبوہ کے ساتھ روانہ کیا۔ مرزا اسکو اپنے لشکر کی سپر سمجھتا تھا۔ ہودہی کو وہ مغرور آب سندھ سے گذرا۔ قلعہ نیلاب کے محاصرہ پر پانوجمائے زین الدین علی اور کنور ہان سنگہ اور گماشتون نے استحکام حصار مین ہمت و حوصلہ کو صرف کیا تب کنور نزدیک آیا۔ تو ابو خان کچھواہہ کو ہراول اور اپنے بھائی سورج سنگہ کو التمش بنایا۔ مخالف بیخبر تھا تبیرہ کی آواز سے بیدار ہو کر پیکار کے در پے ہوا میدان جنگ کو رونق دی ناہوس دوست و دشمن آپس مین خوب لڑے۔ اس جنگ مین راجہ سورج سنگہ زخمی ہوا مگر شادمان نیست ہوا۔ شادمان سلیمان بیگ اندجانی کا بیٹا تھا۔ اسکا دادا القان بیگ جنت مکانی کا منظور نظر تھا۔ اسکی ماں مرزا کے گہوارہ کی خدمت مین رہتی تھی اس نے مرزا ہی کے ساتھ نشو و نما پایا تھا۔ بادشاہ نے یہ خبر سنکر فرمایا کہ مرزا شادمان کے مرنے کی خبر سنکر پیتا یا نہ ہندوستان کو آئیگا۔ ہماری پنجاب کی سفر کی بھی تیاری کرو۔ پیش بینی و معاملہ شناسی کے سبب رائے رائے سنگہ و جگنناتھ و راجہ گوپال اور بہت سے اخلاص پیشہ امیرون کو بہت سے ہاتھیون کے ساتھ روانہ کیا۔ امرائے سندپاس حکم بھیجا کہ اگر مرزا دریائے سندھ کے عبور کرنے کا ارادہ کرے تو اوسکو سرراہ روکنا نہین مگر لڑائی مین توقف کرنا۔ ہم خود عنقریب وہان آئینگے اور جو ہمارے دل مین ہے وہ ظہور پائیگا۔ ہوا بہمن کو بادشاہ پاس خبر آئی کہ مرزا پنجاب کی طرف آیا ہے۔ بادشاہ کے اشارہ سے منجمون کی جماعت نے ساعت نیک بتانے کے لئے مشورہ کیا۔ بادشاہ کو دیار شرقی کی نگرانی کا اندیشہ تھا۔ آسایش ملک و خلق کے لئے بادشاہ کو آج یہ چاہا کہ سلطان سلیم کو امراء کے ساتھ دارالخلافہ مین چھوڑ جائے اور خود پنجاب مین آئے مگر شاہزادہ نے مریم مکانی کے وسیلہ سے ہمراہ

ارادہ کا پنجاب جانا۔

نہین کرتا تھا وہ اکثر اپنے نوکرون سے کہا کرتا تھا کہ یہ مرزا والد ماجد کی نشانی ہے
بیٹا اور پیدا ہوسکتا ہے مگر بھائی نہین پیدا ہوسکتا۔ مگر یہ بھائی بادہ پیمائی اور برنائی کی
بدمستی اور خوشامد گویون کی دمسازی سے باز نہین آتا تھا۔ کوئی ناصح عاقل اس پاس
ایسا نہین تھا کہ وہ اسکو بادشاہ کی بدسگالی سے باز رکھتا اور سمجھاتا کہ آتش بلند کو تھوڑا
سا پانی نہین بجھا سکتا ناسور کہن کا مرہم خارش نہین بن سکتی۔ مرزا نے پہلے سالوں
مین چاہا تھا . . . کہ ہندوستان کی عافیت گاہ مین حکومت کرے۔
اور پنجاب کا کابل پر اور اضافہ کرے۔

## مرزا محمد حکیم کا نورالدین وشادمان کا بھیجنا اور خود پنجاب مین آنا سنہ ۹۸۸ - ۲۵

مگر مرزا سلیمان اسکو بدخشان کی طرف لے گیا۔ اس چیرہ دستی سے وہ اور دلیر ہوا
اور جب ہند مین سنہ ۹۸۸ھ مین دیار مشرقی مین شورش پیدا ہوئی تو یہان کے فتنہ پردازون
نے اوسی بہکایا کہ ہمارا ارادہ ہے کہ آپ کے نام کا خطبہ پڑھوائین اور سکہ چلائین کچھ
اہل کابل نے اغوا کیا۔ اس نے واسطے آذر سنہ ۹۸۸ھ مین حاجی نورالدین کو بھیجا کہ وہ آب سندھ اترے
اس نواح مین مرزا یوسف خان اقطاع دار تھا اس نے ایک فوج کو بسر کردگی حسن بیگ روانہ کیا
سعید خان گکھر اور مجاہدین اسے راہ مین ملے۔ جلدی مین لشکر کمتر روانہ ہوا تھا اس لئے ارادہ
یہ تھا کہ چند روز بعد لڑائی ہو لشکر جمع ہوجائے مگر لڑائی جلد ہوگئی اور بادشاہی لشکر کو
فتح ہوئی۔ ناگاہ ہرنون کا ریوڑ نظر آیا حسن بیگ کو شکار کا شوق بہت تھا وہ اسکے
پیچھے دوڑا۔ ایک ہرن کو تیر مار کر زخمی کیا۔ اتفاقاً نورالدین بھی اسطرف سیر و تماشے کو آیا
تھا۔ دونو آمنے سامنے آگئے۔ ہرنون کے شکار سے آپسمین ایک دوسرے کے شکار کرنیکو
آمادہ ہوئے۔ ان دونو مین خوب آویزش ہوئی۔ دونو کوشش مردانہ کام مین لائے
نورالدین زخمی ہوکر بھاگ گیا اسکے ساتھی کچھ اسیر ہوگئے۔ بہت سے ڈوب مرے۔ وہ
خود حدود پشاور مین مارا گیا۔ اس ہنگامہ مین یہ معلوم ہوا کہ مرزا یوسف خان نے
سرحد پر دوربینی و حزم سگالی نہین کی۔ بادشاہ نے اسے وہان سے بدل دیا اور کنور مان سنگھ
کو حواشی سندھ کی حکومت سپرد کی۔ وہ اس ملک کے انتظام کے لئے سیالکوٹ سے روانہ

ہماری خوشنودی کے خیال سے راستی کو چھوڑتا ہے اور درست عیار نہین ہتا اور سپاہ و رعیت کو تنگ گیری سے ہماری کشایش طلب کرتا ہے اُس سے تھوڑے دنون مین ہمارا دل پھر جاتا ہے اور ہماری سیاست سے وہ مشک بنایا جاتا ہے۔ اس حال کا مصداق خواجہ منصور شاہ کی حالت ہے کہ وہ ہمیشہ جاہ طلبی و آزمندی سے محاسبات دیوانی مین خردہ گیری و سخت گیری کرتا۔ آدمیون کی غمخوارگی اسکے دل ہی مین نہین آتی تھی وہ اپنا گھر ہی بھرنا چاہتا تھا۔ بلکہ جمعین وہ ناستودہ کردار . نیت ہو گیا جب کنور مان سنگہ نے شادمان کو کشتہ کیا تو اوسکی رخت گاہ مین سے چند پروانے مرزا محمد حکیم کے منشی کے ہاتھ کے لکھے ہوے برآمد ہوئے کنور مان سنگہ نے انکو بادشاہ پاس بھیجدیا۔ انمین سے ایک خواجہ کے نام تھا۔ جسکے مضمون کا خلاصہ یہ تھا کہ نیک جہتی و نیک اندیشی کی عرائض تمہاری ہمیشہ پہونچین اس سے ہماری توجہ تمہاری حال پر زیادہ ہوئی۔ اب قریب اسکے نتائج سے تم متمتع ہوگے۔ بادشاہ نے اسکو بدکارون کی سازش سمجھکر خواجہ کے منہ پر کچھہ نہ کہا۔ نواحی سنبت مین ملک ثانی (ثانی) جو مرزا کے قدیمی نوکرون مین تھا بنہ و بار کے ساتھ درگاہ مین آیا۔ یہ شہرت ہوئی کہ مرزا نے اسکو اس لئے بھیجا ہے کہ بخش کو اپنا پیش رو بنائے اور جاپلوسی کے لوازم بجا لائے — سادہ لوحون کو بہکا کر اپنے بس مین لائے اور بدکارون کو زیادہ تیز بنائے۔ دور بینی و احتیاط گزینی سے اسکو تصرف سے باز رکھا تو خواجہ سے بہت سی باتین اسکی جاہ طلبی کی ظہور مین آئین طبقات اکبری مین یہ لکھا ہے کہ ملک ثانی جو مرزا کا وزیر تھا اور جسکا لقب وزیر خان تھا۔ خواجہ کی منزل مین اوترا اور خواجہ کی معرفت وہ بادشاہ کی خدمت مین جانا چاہتا تھا۔ خواجہ نے بادشاہ سے اسکے ملنے کی تقریب کی بادشاہ نے خواجہ کو خلوت مین طلب کرکے اس نامہ کو اُس سے پڑھوایا اوس نے ایسے جواب دیئے کہ جس سے بدگمانی اور زیادہ ہوئی بادشاہ نے اسکو اختلاط سے باز رکھا اور دور بینی کو کار فرمایا۔ وار کو ملک علی کو توال شہر کچھہ نوشتے بادشاہ کے

جانے کی درخواست کی۔ پادشاہ نے اُس کی ملتمس کو قبول کیا اور مرزا داتیالی داگرہ
مین چہوڑا۔ دوم محرم ۹۸۹ھ کو اس ساعت مین کہ نجومون نے بتائی پنجاب کی طرف روانہ
ہوا تہا۔ حزم و احتیاط سے جنگ کا سامان کیا اور پنجشنبہ و جمعہ کے لشکدارون کو
تو اپنے پاس رکہا۔ اور شنبہ و چہارشنبہ کے امراء سے برانغار کو آرائش دی اور
دوشنبہ و سہ شنبہ کے امیرون کو جرانغار اور یکشنبہ کے مبارزون کو ہراول بنایا
دارکو تہانیسر مین پادشاہ آیا۔ شیخ جلال سے ملا شیخ پیر خدا پرست تہا۔ اس ولایت
کے آدمی اسکے معتقد تہے۔ پادشاہ کے اشارہ سے ابوالفضل نے شیخ سے پوچہا کہ
آپ کی ساری عمر نیکون کی صحبت مین گذری۔ روحانی مرض کا علاج آپ بتلائیے
کہ دل سراسیمہ کو اختلاف کے تفرقہ سے نجات ہو۔ اول شیخ نے آنکہون کے آنسوؤن سے
جواب دیا اور پہر یہ بیت زبان پر لایا ع آہ ز استغنائے دلبر آہ آہ + کز تعظم
بست بر کونین راہ + سکندر ذوالقرنین ہمیشہ اپنی بزم سلطنت کے
خاصون سے کہا کرتا تہا کہ ندیم اور ہی گروہ ہوتے ہین اور ارکان دولت و بزرگان
درگاہ اور ہوتے ہین۔ اول کا کام یہ ہے کہ کسی شاداب نکتہ اور نادر حکایت
سے کہ چہوٹی ہو وہ شگفتگی پیدا کرتے ہین۔ چراغ طرب مین روغن ڈالتے ہین اور
خوشحالی کو گزند دل شکنی کی حالت مین برقرار کرتے ہین۔ عروس تماشا کو شگرف کاری
سے آراستہ رکہتے ہین۔ اور دوم بمنزلہ دست و بازو کے ہوتے ہین۔ سارا مقصد انکا
یہ ہوتا ہے کہ فساد عالم کا علاج کرین شکستہ کارون کا تریاک اور زمانہ کے زخم کا
مرہم بنین۔ زبان سے وہ بات کہین کہ پراگندگی زمانہ دور ہو۔ کار برآمد شدہ
فراہم ہو جہان مین آسودگی بڑہے۔ شادمانی امینی کے ساتھ ہمدوش ہو۔ نت
خریدار اسکا نایاب ہو تو خموشی و نیک اندیشی سے چارہ کار کرین۔ بارگاہ دولت
کو جو آسیب پہونچتا ہے زیادہ تر اسکا سبب یہی ہوتا ہے کہ یہ دو فرقہ گروہ اپنا کام
چہوڑ دیتے ہین اور ہمیشہ وہ لینے کا ریزہ داران دولت سے فرماتا کہ جو شخص

حرکات ناشائستہ سرزد کرائین اس لئے کچھ سپاہ پہلے بہی کہ فتنہ برپا کرین مگر وہ سپاہ
سرنگون ہوئی۔ اب اسکو چاہیے تہا کہ اپنے پندار سے باز رہتا مگر اسکے برخلاف وہ پیکار کو
چلے ہوا۔ جب وہ دریاے سندھ سے پار اوترا تو اس نواح کے امرا فرمان شاہی کے
کاربند ہوکر دار الملک لاہور مین جمع ہوکر قلعہ داری کے لئے آمادہ ہوئے۔ مرزا یوسف خان
نے رہتاس کی پاسبانی کی۔ مرزا سے کوئی پادشاہ ناشناسا بہی جاکر نہین ملا۔ روشناسونکا
توکیا ذکر ہے۔ وہ سپاہ سے ناکام رہا۔ رعیت کا دل اپنی طرف نہ دیکھا۔ ہر لحظہ نا امیدی
اسکے اندوہ کو بڑھاتی تہی۔ مگر ہرزہ گویون کی جہوٹی باتین اسکا دل خوش کرتی تھین پریشان
خیالی مین وہ اپنا وقت کاٹتا تہا۔ ہوا کو ہاون مین کوٹتا تہا اور پانی کو چھلنی مین چھانتا تہا
یہان تک کہ لاہور کے محاصرہ مین مشغول ہوا۔ شاہی مبارزون کی کنارہ کشی نے اسکے دل کو
کچھ دنون خوش رکھا۔ وہ انکے کارنامے بہت سُن چکا تہا۔ اس وقت اسکا دل لڑائی پر نہین
لگا تہا۔ اسکے ارادون کی یاوری کرتا تہا۔ پادشاہ کے نہ آنے کی خبر سُننے سے اسکے دل کو
تقویت ہوتی تہی۔ جب پادشاہ پنجاب کو دار الخلافہ سے چلا تو مرزا لاہور کے قریب بڑی
شورش مچا رہا تہا۔ مہدی قاسم کے باغ مین بیس روز تک خوب شادمانی کرتا رہا اور شیخ چلی
کے سے خیالات کرتا رہا۔ سعید خان و راجہ بھگونت داس و کنور مان سنگہ و سید حامد و محمد زمان
اور جاگیرداران نے قلعہ کو کسی قدر استحکام دیا تہا۔ وہ کارزار کے لئے آمادہ رہتے تھے پادشاہ کا
حکم پیکار کے ہنگامہ برپا کرنے کا نہ تہا۔ بہادر اپنے مورچون مین ہوشیار رہتے تھے۔
عامہ بندیا وہ گویون کے اختلاط سے شہر کو باز رکہتے تھے۔ دروازے کہلے رکھتے تھے۔ مرزا کی
طرف سے بارہا شبیر خواجہ و نادعلی و قربان علی و مرزا اسکندر جوشش مردانگی کرتے ہتے۔ مگر مُنہ کی کہاتے
تھے۔ مرزا اپنے کار کی ناروائی سے زیادہ آشفتہ ہو رہا تہا کہ ناگاہ لشکر شاہنشاہی کے آنیکا
آوازہ اسکے کان مین پہنچا۔ تو وہ حیران پریشان ہوکر آب راوی عبور کرکے کابل کو بھاگا۔ بہیرہ کے
نواح مین دریاے بہت سے عبور کرتے مین کچھ اسکے آدمی سیل فنا مین ڈوبے۔ اسنے کہیب کی
راہ سے آب سند کو عبور کیا اور اپنے گھر پہنچ گیا۔ جب پادشاہ نے اسکا یہ حال سُنا تو اسنے

رو برو لایا۔ جینسے خواجہ کی تباہ سگالی تازہ ہوئی۔ ان نوشتون سے معلوم ہوا کہ فیروزپور
جو خواجہ کی جاگیر مین تھا وہان کی سپاہ مرزا سے یکتائی رکھتی ہے اور عنقریب اُس سے
ملنے کو ہے۔ اس سے پادشاہ کو غصہ آیا۔ اس نے حکم دیا کہ اگر خواجہ کسی راستی منش کو ضامن
دے تو بدستور زندان مین رہے ورنہ وہ ٹھکانے لگایا جاے۔ جس سے کوتہ اندیشون کی
گوشمالی ہو۔ اور بدگوہرون کی تنبیہ۔ خواجہ نے جواب مین بیہودہ باتین بنائین مگر ضامن
اسکو میسر نہ ہوا۔ ناگزیر حکم سیاست ہوا۔ سراے کوٹ کچھوانہ مین درخت سے لٹکا کے
اسکو پھانسی دیگئی۔ اس سے لشکر کو بڑی خوشی ہوئی۔ حقیقت مین حسودان سخن ساز
اور بادسرایان غرض گذار نے اسکو یہ دن دکھایا۔ خواجہ جیسا امارہ نویس خردہ گیر نکتہ سنج
بار بردار شیوا زبان مشخص گو کمتر پایا جاتا ہے۔ پادشاہ نے بارہا فرمایا کہ اسکے مرنے سے
حساب کے بازار کی رونق گئی اور سررشتہ محاسبہ ہاتھ سے نکل گیا۔ خواجہ کے حالات کو
طبقات اکبری مین یہ لکھا ہے کہ ملک علی کے قاصدون کو گذر لدھیانہ کی سراے مین
ایک پیادہ ملا جسکے پاؤن سوجھ رہے تھے اس نے اُنسے کہا کہ مین خواجہ کی شقدار شرف بیگ
کا ملازم ہون مینے یہ خطوط خواجہ پاس بھیجے ہین۔ میرے پاؤن کا حال دیکھتے ہو کیا
ہو رہا ہے۔ تم ان خطون کو لیکر جلد خواجہ پاس پہنچا دو۔ جب مہر توڑ کر اُن خطون کو نکالا
تو اُنمین ایک عرضداشت شرف بیگ کی تھی جسمین پرگنہ فیروزپور کا حال لکھا تھا دوسرا
خط ایک شخص نے دوسرے شخص کے نام اسمضمون کا لکھا تھا کہ مین نے فریدون خان سے ملاقات
کی وہ مجھے مرزا محمد حکیم پاس لیگیا۔ باوجودیکہ اور سارے پرگنون مین اپنے عمال اسنے بھیجدیے
مین مگر ہمارے پرگنون مین نہین بھیجے ہمین معاف رکھا ہے۔ پادشاہ نے اس خط کو شرف بیگ کا
خط خواجہ کے نام خیال کیا۔ خواجہ سے ارکان دولت ناراض تھے سب نے متفق ہو کر
اسکو پھانسی لگوائی۔

مرزا حکیم کا پنجاب پر حملہ سنہ ۹۸۹ھ

ہندوستان مین کچھ شورش برپا تھی اور کچھ قرابتون سے آشوب کی آتشگاہ بن رہا تھا
تو اس دیار کے آدمیون نے اور کچھ کابل کے فتنہ پردازون نے اس آشفتہ راے جوان مرزا سے

سعادت پذیر نیک اختر اپنی بیدالتی نے بیدار ہو کر شرمندہ چہرہ اور حق پذیر دل لیکر
اسکی انجمن میں آتے ہیں اور ظاہری اور باطنی نیایش کرکے چارہ گری اپنی کرتے ہیں اور
جو بدگو ہر تیرہ رائے ہوتے ہیں وہ حیلہ و بہانہ بناتے ہیں اور بیہودہ باتیں گھڑتے ہیں جنسے تباہ
ہو جاتے ہیں۔ ای میرے بھائی تو مجھے بیٹے سے زیادہ پیارا ہے آگاہ ہو کہ اور سلاطین شرادوالا
تبار ہر سرزمین کے بزرگ میری عنایت سے بہرہ ور ہوئے ہیں تو میرا بھائی ہو کر کب تک
ناسپاس رہیگا اور پاجی ہمنشینوں کی صحبت سے اپنا نقصان کریگا۔ ان کم طینتوں کی باتوں پر
کان نہ لگا۔ اور اندیشۂ درست۔ دل پشیمان و اعتقاد شائستہ و خاطر امیدوار لیکر میرے
پاس چلا آ کہ آئندہ زندگی تیری عزت و آبرو سے بسر ہو۔ نیک نامی ہو۔ دنیا اور عقبی درست
ہو۔ اگر تو اپنی شرمندگی اور بدکاری کے سبب سے ہمارے پاس نہیں آتا اور خوف کے مارے
ہماری خدمتگاری پر دل نہاد نہیں ہوتا تو ہماری بخشش و بخشایش مشہور ہے۔ سب نزدیک
و دور کو اسکا یقین ہے۔ وہ پادشاہ ان نصائح کو افسانہ سمجھا اور اسکا جواب گفتار بیفروغ
میں لکھا پھر پادشاہ نے اپنی محبت کے سبب سے مرزا کو اشارہ کیا کہ اگر دل و زبان دونوں ایک
ہیں اور وہموں کی زیادتی کے سبب سے چند روز تک ملازمت میں نہیں آتا تو کسی اپنے
بیٹے کو اپنی بہن بخت نسار بیگم کے ساتھ روانہ کردے اور اگر یہ بھی منظور نہیں ہے تو خواجہ
حسن نقشبندی کو اس سرزمین کے اعیان کے ساتھ بھیج کہ رسوم پیمان و سوگند کو بجا لائے جب
ہم اسکو قبول کرلیں تو بخشایش و بازگشت کی دستاویز بنائے۔ مگر پند ہائے ہوش افزا
کو خوابیدہ بخت شوریدہ ایسے کب سنتے ہیں ناچار پادشاہ نے حکم دیا کہ راجہ مان سنگھ
دلاوروں کو ساتھ لیکر آب سندھ سے گذر کر اوس زمین جائے اور وہاں کو سرکشوں کو
نیکو خدمت بنائے۔ اور تیر کو شاہزادہ سلطان مراد کو بہت سے امراو کے ساتھ دریا
سے عبور کرکے ولایت پشاور کو روانہ کیا اور کہہ دیا کہ اگر مرزا بیدار ہو کر فرمان پذیری
اختیار کرے تو اوسکو بہت سی نوازشوں کا امیدوار کرے۔ اور نہیں کابلستان میں
دوڑ جائے پھر پادشاہ نے نوجوان کو اس طرح ترتیب دیا کہ قول کو خود زینت دی مرزا

حکم بھیجا کہ مرزا کے تعاقب سے ہمارا لشکر باز رہے مبادا دریاؤن کی شورش مین زا
کی کشتی ڈوب جائے کہ پھر اس سلیم دل کا علاج کچھ نہ ہو سکے - ہم غافل ہو کر کیا اسکی نقش ہستی
کو اس طرح مٹانا چاہتے ہین امید ہے کہ وہ سعادت پذیر ہو - اور نیز میزان قدردانی
مین بیٹے سے زیادہ بھائی ہوتا ہے -

بادشاہ ۲۲ - فروری کو سہرند مین پہنچا - ۲۸ر حوالی ماچھیواڑہ کی حوالی مین دریائے ستلج کا پل
باندھ کے عبور کیا - امرائے پنجاب یہان آنکر ملازمت سے مشرف ہوئے -

اب بادشاہ نے پنجاب سے ساحل سندھ کی طرف سفر کیا - یہان اسکا ارادہ ایک قلعہ بنانے
کا تھا - کہ وہ سرکشون کو راہ پر لائے - اور بندگان خدمت گذار کی بزرگی پائے - اسنے
راہ مین نگرکوٹ کی سیر کا ارادہ کیا اور اس ارادہ سے ۱۷ - کو کلانور مین آیا - دھم اردی
بہشت کو ایک باغ کی بنیاد یہان رکھی - سندنہ مین شکار کھیلا - بالناتھ ٹلہ کی زیارت کے لئے
متوجہ ہوا - یہ ایک بڑا اونچا پہاڑ رہتاس کے قریب ہے - وہ بالناتھ جوگی کا نیائش کدہ
ہے - اسکو لوگ بزرگ سمجھتے ہین اور بہت آدمی یہان آتے ہین - ہندوستان مین طرح طرح کے
آزادی کی راہ کھلی ہوئی ہے -

ایک گروہ کا نام جوگی ہے - پاتنجل کے قانون پر چلتے ہین - فنا مین اپنی بقا جانتے ہین
بہت خلاف عادات انسے ظہور مین آتے ہین - اکثر ان مین خرسندی و کم آزاری مین نامور ہین و ہر
عرصہ آگہی مین تیز رو ہین - بالناتھ اس گروہ کا سر آمد ہے - بادشاہ کو تو پژوہش آگہی منظور تھی
ہر طائفہ اور ہر جانب مین متوجہ ہونے کو ایزدی پرستش جانتا تھا - اس سبب سے وہ ایزد پژوہان
کی خلوتگاہ مین جاتا تھا - اس جوگی کے بھی پاس گیا - یہان سے ۱۲ - خرداد کو ساحل سندساگر
پر پہنچا - یہان سے اسنے اپنی شیرین گفتار عقیدت گزینون کو مرزا پاس بھیجا کہ سخنان دلاویز
اسکو سنائین ع توان ساخت دلہاے فولاد نرم + بہ نیروے پیوند گفتار گرم +

بادشاہ نے جو فرمان بھیجا اوسکا خلاصہ یہ تھا کہ ہر والا شکوہ باوجود توانائی اور قوت
مالش سے باز رہ کر نصیحت کرتا ہے اسکا مطلب سوائے خیرسگالی اور خلوص کے کوئی امر اور نہین ہوتا -

بادشاہ کا سفر ساحل سندھ کی طرف - [illegible] - زیارت بالناتھ جوگی

مگر بادشاہ کیا اپنے ارادہ سے باز رہتا تھا۔ ابوالفضل کو حکم دیا کہ ان سب کا بیان اور وجوہ کلیہ ہمارے سامنے پیش کرے۔ وہ جانتے ہیں پیر اس لئے کرتا تھا کہ عقل مصلحت بین مرزا کی یاوری اور سعادت اندوزی دستگیری کرے مگر وہ اس دیر سے روز بروز زیادہ مغرور ہوتا جاتا تھا ؎ دشمنان از سخن نرم تو مغرور شدند + وقت باشد کہ زیان کار بود خوش سخنی + بادشاہ اکثر کہا کرتا کہ جس عضو میں فساد ہو جائے تو عاقلوں نے اسکے قطع کرنے کا آئین مقرر کیا ہے کہ اور اعضا میں گزند نہ پہنچے۔ اس طرح اگر افراد انسانی میں کسی کے جوہر سعادت میں ایسا خلل پڑے کہ وہ اوروں کو پراگندہ کرے تو اسکا نقش ہستی صفحہ جہان سے مٹانا چاہیئے۔ لیکن بادشاہ اپنی مہر و رافت کے سبب اسپر عمل نہین کرتا تھا۔ بادشاہ کو دریا سے عبور کرنے مین یہ خوف تھا کہ کہین مرزا کی زندگی نہ ختم ہو جاے اسلئے اسمین توقف کرتا تھا جب عاطفت اپنے اندازہ سے گذری اور . . . مدارا مداھنہ ہو گئی تو اس نے بکم تیر کو دریا سے عبور کیا اور جہان دریاے سندھ اور دریاے کابل ملتے ہین وہان کوچ ہوا اور اردوے بزرگ اور بہت سے پرتال کو سندھ کے کنارہ پر چھوڑا اور اس سرزمین کی حکومت قاسم خان کو سپرد کی کہ یہان کے سرکشون کو مطیع کرے اور عمدہ پل بناے۔

۸ امرداد کو حاجی حبیب اللہ مرزا کی عرضداشت لایا جسمین مرزا نے کچھ پشیمانی و شرمندگی کا اظہار اور فرمان پذیری کا پیمان سوگند کے ساتھ کیا تھا لیکن بادشاہ کے فرمان کو نہ مانا۔ اس لئے اوسکی گفتار سچی نہ معلوم ہوئی۔ عذر اس وقت مقبول ہوتا ہے کہ گفتار و کردار ایک ہون وگرنہ دستان سرا فریب آرا زبان سے نیایش گری اور عمل مین بیکاری کرتے ہین۔ پہلے بہت سے سادہ لوحون نے کارکرد اور گفتار کی ناشناسائی سے بہت نقصان اوٹھائے ہین۔ مدارا کے لئے شائستہ یہ ہے کہ گلشن سرائے رسائی سے عملخانہ نگارین تر نہ ہو تو کمتر بھی نہ ہو ورنہ گریزی و ابلہ طرازی کو بازار مین لانا ہے۔ اس لئے بادشاہ نے اسکے عذر کو نہ مانا۔ اور شاہزادہ مراد کو بکرام سے آگے جانے کا حکم دیا اور خود بھی کوچ کرکے آب کابل کے کنارہ پر پہنچا۔ خواجہ محمد علی اور ایک جماعت کو پھر مرزا پاس بھیجا کہ وہ کہا مان جاے۔ خود

یوسف خان و رای رائسنگہ رای درگا و گوجر خان و سورج سنگہ ـ و مدن چوہان ـ و
شیخ عبدالرحیم و بالکارائے ـ و راچند و ٹھاکرسین و سلیم خان و کاکر علی و سید محمد موجی و کرم اللہ
کنبو و پرتھی راج و رامداس چوہان و متھراداس و سونول داس و کلہ کچواہہ اسکرن و گجرہ ـ و
جرارہ بیگ و شیخ ولی جلال و میر حسن اور ایک جماعت کثیر اس سپاہ مین افسر مقرر ہوئے جرانغار کی
سپاہ درای سپ حامد بخاری و مخصوص خان و سید مہدی قاسم و ابوالقاسم نمکین و عرب و ابوالقاسم و
سید حسین و حسن و قتلی بیگ و عبداللہ بلوچ اور نامور جوانمردون کے سپرد ہوئی ـ برانغار کو قلیج خان
و جلال خان و شیخ جمال بختیار و نور ملیح و مرزا فولاد و جمال خان بلوچ و شیخ گکھر و ملک درویش
جالوتہ و عالم لوحانی و مولانا الہداد امروہہ و شہباز خان لودی نے رونق دی ور راجہ مان سنگہ
و لونکرن خان و شیرویہ خان و مادھو سنگہ و محمد بیگ تکلو و مان سنگہ درباری و جگمال و الہداد و بہادر خان
قوروار و سرجن و پہلوان علی و سکت سنگہ و جگت رائے و راچند و بھگوانداس و شیخ کبیر و جبار قلی و
نقیب لوانہ اور ایک گروہ اور ہراول کی آرایش مین مشغول ہوئے ـ پادشاہ نے بحرا ہی عاطفت فطری و رافت
ذاتی کے سبب مرزا حکیم پاس منشور حاجی حبیب کاسن کے ہاتھ بھیجا ـ یورش کا موسم نکلا جاتا تھا اور لشکر
کثیر کو تنگناؤن مین کسی قدر دشواری تھی ـ اسکو لکھا کہ تجکو چاہیئے کہ فرمان پذیری کی طرزون مین سے
کسی طرز کو قبول کرے تاکہ لشکر حدود بکرام سے واپس چلا جاے اور تیرا کام نیکنامی کے ساتھ ہو اور بشگالی
نوازش کی دستاویز سرانجام پائے + پادشاہ کو یہ خوف تھا کہ مبادا لشکر شاہی کے شکوہ و خوف سے
مرزا فرصت جو بیگانون مین نہ چلا جاے اور کارگذارون کو حکم ہوا کہ دریا کا پل بنائین انہون نے
کشتیان جمع کرنے مین تگاپو کی اور کشکداران ہفت روزنے منازل دریائی کے بنانے مین سعی کی
پادشاہ نے ارادہ کیا تھا کہ اگر مرزا فرمان نہ مانے تو خود جاے ـ

جن دنون مین پادشاہ ساحل دریای سندھ پر مقیم تھا اور دریا سے پار زابلستان جانیکا قصد تھا
تو اکثر لشکر کے مخصوص امرا اس یورش سے باز رکھنے مین کچھ نارسائی کے سبب ایک گروہ تنگ حوصلگی
کی وجہ سے ایک طائفہ ولایت سرد وسیر کے خوف کے مارے ایک طبقہ تن پرستی و ہندو دوستی کے
سبب کچھ سفر کے نقصانون کی وجہ سے بعض مرزا کی ہواخواہی کی وجہ سے داستانسرائی کرتے تھے ـ

اور صلاح کار اپنی صلاح گذارش کریں سب نے متفق ہو کر کہہ دیا کہ حکیم مرزا کی بخشائش کیجائے اور جھوٹ موٹ یہ بھی کہہ دیا کہ ابوالفضل کی بھی یہی رائے ہے۔ وہ اسوقت درد سر وغیرہ کے سبب سے موجود نہ تھا۔ بادشاہ اس صلاح سے نہایت ناراض ہوا۔ ابوالفضل نے بھی خفا ہو گیا پھر جب ابوالفضل نے ساری حقیقت حال عرض کی تو خنگی جاتی رہی۔ غرض بادشاہ منزل بمنزل زابلستان میں چلا کور کھتری میں پہنچا۔ یہاں ایک غار بڑا گہرا ہے کہ اوسکے اندر مرتاضان باستانی کے خلوتکدہ کی راہ ہی۔ راہ کی دشواری اور تاریکی اور پیچیدگی سے وہاں رسائی مشکل ہے۔ مگر بادشاہ تنہا اسکے اندر گیا۔ پھر بادشاہ حصار بکرام میں آیا۔ یہاں کے عوام اس ولایت کو پرشاور کہتے ہیں اور اس شہر کا نام بھی یہی لیتے ہیں۔ یہاں کی حکومت یار علی ناظر کے سپرد ہوئی۔

انہیں ایام کے سوانحہ میں سے ہے کہ ۱۵ ارخرداد کو انتہائے شرقی ممالک میں ایک قلعہ کی بنیاد رکھی اور کٹک بنارس اسکا نام رکھا اور خواجہ شمس الدین خان کو اسکی تعمیر کا اہتمام سپرد کیا۔ تھوڑے دنوں میں وہ بند ہو گیا۔ ہندوستان و کابلستان کے درمیان ایک عجیب برزخ بن گیا۔ گردنکشونکی فرمان پذیری کا سرمایہ ہوا۔ بے مایہ آرزومندونکی روزی کا دستاویز بنا۔ مالدارونکی بضاعت کا اطمینان ہوا۔ مسافروں کے لئے ایمنی کا مقر تھا

قلعۂ اٹک بنارس کی تعمیر ۹۸۹ھ

# کابل کے واقعات

بادشاہ کا ایلغار کرکے کابل جانا ۹۸۹ھ

بادشاہ کی نیت میں یہ تھا کہ مرزا کسی طرح راہ پر آجائے۔ اسلئے وہ آہستہ جاتا تھا۔ اور ہر منزل میں چند مقام کرتا تھا۔ شاہزادہ مراد کو بھی حکم بھیجا تھا کہ رفتار میں سرعت نہ کرے۔ مگر مرزا خوشامد گو بدگو ہمراہیوں کی ہمنشینی کے سبب سے کسی طرح بادشاہ پاس آنے پر راضی نہ ہوتا تھا۔ ہر چند اسکی بہن نے چاہا کہ میں بادشاہ پاس جا کر ملاقات کروں مگر وہ اس پر راضی نہ ہوا۔ گجگرانی سے خواجہ حسن بدخشان کی طرف چلا گیا۔ مرزا نے اپنے بنہ و بار کو مستحکم مقامات میں بھیجا اور قزاقی کے ارادہ پر آمادہ ہوا۔ جب اسکو معلوم ہوا کہ بادشاہ حدود بکرام میں مقیم ہے اور لشکر بسر کردگی شاہزادہ مراد آتا ہے تو اس نے کارزار کا ارادہ کیا۔ بادشاہ نے آپ جریدہ تیزروی کو اختیار کیا۔ سلطان سلیم کو لشکر عظیم کی نگہبانی سپرد کی۔ اور حکم دیا کہ لشکر منزل بمنزل آہستہ روانہ ہو اور خود

بادشاہ دولت آباد مین آیا اس منزل مین ایک شاطر مرزا کی عرضداشت لایا جسمین کردار گذشتہ سے پشیمانی اور آیندہ پیمان نیکو خدمتی کو عرض کیا تھا۔ مگر بادشاہ ونے اسے جھوٹھ سمجھکر نہ مانا۔ اور مجلس شورہ امراء کو بلا کر منعقد کی اور حکم دیا کہ ہر ایک اس عرضداشت کا جواب اپنی کارشناسی سے لکھے ——

۔ اور ابوالفضل کو حکم دیا کہ ہر ایک کی صوابدید کو دل نشین کرکے عرض کرے۔ بادشاہ کے حکم کی تعمیل ہوئی۔ ہر شخص نے وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ کسی کا ارادہ جانے کا نہ ہوتا تھا اسلئے سب نے اپنے اس مطلب کو کہ مرزا کی خطائین معاف ہون اور لشکر واپس مختلف پیرایون سے ادا کیا۔ ابوالفضل نے کہا کہ جب شاہزادہ مرزا مراد کی سرکردگی مین ایک لشکر دور دست راہ پر روانہ کیا گیا ہے اور یہان سے منزل مقصود تک پہنچنا آٹھ سات روز کی راہ ہے محض گمنام فرستادون کی گفتار اور جھوٹے نوشتون پر اعتبار کرکے مراجعت کرنا سزاوار نہین ہے۔ ہندوستان مین بارش کا موسم ہے۔ حدود سند مین برسات کے ختم ہونے تک توقف کرنا پڑیگا۔ اگر کوچ کیا جائیگا تو بارش مین اسباب سپاہ گری کا نقصان ہوگا اور کچھہ فائدہ نہ ہوگا۔ بہتر یہی ہے کہ جو کام قریب الاختتام ہے . . وہ پورا کیا جای پھر مالش بسزا یا بخشش نمایان کی جاے۔ اس کہنے پر ابوالفضل سے اہل مشورہ ناراض ہوئے لیکن سلامت روئے دوستانہ ابوالفضل سے یہ کہا کہ اگرچہ مین جانتا ہون کہ اس تیری صلاح سے شناسائی اور حق گوئی ظہور مین آئی ہے لیکن آشوب گاہ تعلق مین اہل زمانہ اور بارگاہ کے سلطنت کے چیرہ دستون کے ساتھہ سازش وموافقت ناگزیر ہے ابوالفضل نے جواب دیا کہ رازگوئی کی انجمن مین اور شورہ کے صفوت کدہ مین جو وقت کے مناسب بات ہو اسکے چھپانے سے اور اسکے خلاف پر مائل ہونے سے ناخوشی پیدا ہوتی ہے اور دین ودنیا کا زیان ہوتا ہے صورت گاہ زوال کے لئے جان فرسای معنوی ہوتا کیون آدمی قبول کرے جو راہ فضول مین آوارہ نہین ہوتا اوسکے دامن پر گرد نہین بیٹھتی۔ مجھے جب تک بادشاہ پوچھیگا نہین مین کچھہ نہین کہونگا

استواری کو اپنی پناہ بنائی۔ کبھی یہ ارادہ ہوتا تھا کہ بنگش کی راہ سے ہندوستان مین جا کر
فساد مچائے کبھی یہ ارادہ تھا کہ حصار کابل کو استحکام دیکر کوہستان کی تنگنای مین زاویہ
نشین ہون۔ مگر بادشاہ کے لشکر کی خبر سنکر سب بلا وسان تھے کچھہ سامان نہین کرتے تھے
کابل کی رعایا کو پسند نہ تھا کہ وہ اپنے شہر کے دروازون کو بند کرین کہ اپنے ولینعمت کو آنے
نہ دین۔ مرزا نے قلعہ کی کنجیان ارباب شہر کے حوالہ کین کہ بادشاہ کی نذر کرین اور خود فراغ
مین چلا گیا۔ ہر شخص نے اپنا اسباب در دور بھیجدیا۔ مرزا کو یہ خیال تھا کہ اگر بادشاہ کا لشکر زور
کرے تو توران مین بھاگ جائیے اور نہین تو نہین کوہ صحرا نوردی کرے جس شخص کے اندر خود
خرد نہ ہو اور کوئی دوست تلخ گو نہ ہو تو وہ ہمیشہ ناکام رہتا ہے۔ مرزا غوربند کے کنارہ پر
سراسیمہ و پریشان پڑا تھا کہ کیا کرنا چاہیئے۔ یارون نے سمجھایا کہ بادشاہ کا لشکر تھوڑا ہے آگے
قدم نہین بڑھائیگا۔ اسکے لشکر مین یکتا دلی نہین ہے۔ غرض اسکو ایسی پٹیان پڑھائین کہ وہ کارزار
کے لئے سرگرم ہوا اسکے ساتھہ ان دوستون نے دشمنون کا کام کیا۔ مرزا نے فریدون کو بہت
ہمراہیون کے ساتھہ بھیجا کہ آق سرا مین رہ کر سپاہ و رعیت کے فراہم کرنے مین اہتمام کرے اسکے
پیچھے خود بھی جاکر لڑنے کے لئے تیار ہوا۔ جب بادشاہ کا لشکر قریب آیا تو اسکا لشکر پراگندہ تھا
مرزا نے ارادہ کیا کہ جب تک لشکر جمع ہو درہ سنجد مین ٹھیرے اور فریدون کمین گاہون مین ٹھیر کر
بادشاہی لشکر کو گزند پہنچائے۔ حیدر علی کو کابل روانہ کیا کہ وہان سے فارغ ہوکر نبردگاہ مین
آئے۔ جب بادشاہی سپاہ کمین گاہ سے گذری اور سید حامد بخاری و مخصوص خان کہ لشکر
کے چنداول تھے۔ دور اندیشی کو چھوڑ کر بہت آگے چلے گئے۔ سوای سید بہاء الدین اور چند اور
امیرون کے کوئی پیچھے نہ رہا۔ ۱۸ امرداد کو دشمنون نے پرتال شاہی پر درازدستی کی اور بہت سا
اسباب لوٹ کر وہ لے گئے۔ جب چنداول سپاہ کو خبر ہوئی تو وہ دوڑے گئے۔ دشمن بھاگ گئے
احدی سنے جو بادشاہ کو ناخوش خبر سنائی تھی جسکا اوپر ذکر ہوا وہ یہی شورش تھی جسنے اسکو
بری طرح بیان کیا۔ شیخ جمال بختیار ایک طائفہ کو ساتھہ لے کر یہ چاہتا تھا کہ چاریکو کی راہ سے بادشاہی
منزل گاہ پر پہنچے۔ اگر غنیم دو چار ہون تو اسپر دست برد کرے۔ اس روز مرزا چاریکو مین آیا تھا۔

اور خود گرم رفتار ہوا او خیبر کے سخت گریوون کو طے کر کے حواشی دکہ مین دریا کے کنارہ کچھ
آرام کیا جلال آباد مین شاہ بیگ خان درویش خان و شمس الدین کروری کو لشکر کے آرام کے لئے متعین
کیا۔ پادشاہ پاس مرزا کی خبر روز آتی تہی کہ وہ کیا کرتا ہے۔ پادشاہ باغ صفا مین تہا کہ کوئی
شخص مرزا کی خبر نہ لایا اور قراول بہی آدہی راہ سے پہر آئے۔ افغانون نے راہ بند کر کے انہین آگے
نہین جانے دیا جب پادشاہ گندمک مین آیا تو حاجی محمد احدی جسکو پادشاہ نے بلانے کے لئے
بہیجا تہا وہ خبر لایا کہ لشکر شاہی کو گزند پہنچی ہے۔ پادشاہ نے رازگوئی کی مجلس جمع کی۔ ہر ایک سے
پوچہا کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ بعض نے کہا کہ جب تک لشکر آن کر ملے توقف کرنا چاہیئے بعض نے کہا
کہ ہم اتنے کم آدمی ہین کہ توقف کرنا مناسب نہین۔ واپس جا کر لشکر سے ملنا چاہئے بعض نے کہا کہ آگے
بڑہنا چاہیئے۔ پادشاہ کے خوف سے مخالف پراگندہ ہو جائینگے غرض شہریار اپنی شجاعت خداداد
اور خاطر ہمیشہ بہار کے سبب سے آگے بڑہا لشکر آراستہ کیا۔ قول مین خود رہا۔ اور برانغار مین زین خان
کوکلتاش۔ جرانغار مین مطلب خان تختہ بیگی و احدی ہراول مین نامزد ہوئے۔ پہر پادشاہ پاس فتح
کی خوشخبری آئی۔ مگر یہ عرضداشت کرم اللہ کنبو کی تہی اور قاصد افغان تہے اس لئے اسپر اطمینان
خاطر خواہ نہ ہوا۔ مگر جب پادشاہ سرخاب مین آیا تو شاہزادہ کی عرضداشت آئی جسمین فتح کا
بیان لکہا ہوا تہا۔

حکیم مرزا فرمایہ بدگوہر دن کی دمسازی سے کہ خانہ برباد کرنے والی ہوتی ہے پادشاہ کی
فرمان پذیری کی راہ سے باہر نکل گیا اور ہندوستان کی شرقی ولایت کی شورش سے پادشاہ
کے خلاف ہو گیا۔ مگر جب یہان ہندوستان مین آن کر نا کام اولٹا گیا تو کبہی وہ اپنے نصیبونکو
روتا کبہی اپنی کج گرائی پر ہنستا کبہی اپنے اہل مجلس کو سرزنش کرتا۔ اس پریشانی مین تہا کہ پادشاہ
کی آمد آمد کا شہرہ ہوا۔ اسکی رائی بودن نہ رای آوختن۔ نہ گوہر عقل کی صفائی تہی کہ پادشاہ
کی خدمت مین آتا۔ نہ اوسکے ہمراہو نہین ہوشمندی تہی کہ اسکے بیٹون مین سے کسی کو پادشاہ
کی خدمت مین لاتے اسکی ہمشیرہ اور خواجہ حسن ونو خوف کے مارے بدخشان کو چلے گئے
فریدون اور کچہہ اوباش کہ سرمایہ شورش تہے انکا کبہی یہ ارادہ ہوتا تہا کہ خیبر کے دروں کی

[illegible]

لڑنے آیا۔ امراو ہراول مین سے نورنگ خان سے لڑکر اوسکو پس پا کیا ہے۔ نورکم بیگ و مردان بیگ شیخ مبارک پادشاہی لشکر مین کام آگئے۔ مرزا کو اس سے دلیری ہوئی جب لشکر مین شمشیر زنی خوب ہونے لگی تو زابلیون کو کچھہ غلبہ ہوا اسوقت راجہ مان سنگھنے جنبش کی۔ اسطرح سے افسرون کو ہاتھیون پر بٹھا کر لشکر کو آراستہ کرکے لڑایا۔ اور توپون کو چلایا کہ اس نے دشمنون کی دلشکنی کی۔ غرض اس ہراول سے کہ چند دیوار آہنی کا حکم رکھتی تھی کابلیون کو شکست ہوئی۔ علی محمد اسپ اور چند اور ہوا خواہ مرزا کے بھاگ گئے فتح اتکا تعاقب اس سبب سے نہ ہوا کہ خبر مشہور تھی کہ مرزا عقب سے حملہ کریگا۔ یون یہ فتح بزرگ آسانی سے حاصل ہوئی۔ اس بھاگنے مین دشمن کے بہت سپاہی کام آگئے۔ مرزا کے آدمی شیخی بگھارا کرتے تھے کہ پادشاہ کے لشکر مین جتنے آدمی ایرانی تورانی ہین وہ بیجنگ مرزا سے ملجائینگے۔ رجپوتون اور افغانون کو ہم مار لینگے اور ہندی نژادون کو گرفتار کر لینگے۔ اس افسانہ طرازی سے غنودہ خرد مرزا کا خواب پندار زیادہ ہو گیا تھا۔ بنظاہر یہ باتین بھی وہ نہین سمجھتا تھا کہ ایرانیون اور تورانیون کا اخلاص پادشاہ کے ساتھہ مشہور تھا راجپوتون کی بہادری اور ہندی شیخزادونکی نادرہ کاری اور ہندوستانی زمینداروں کی جوانمردی کے کارنامے پوشیدہ نہین تھے۔ مرزا محمد حکیم کا ارادہ تھا کہ تاخت کرکے مرجاے مگر علی محمد اسپ نے اس سے کہا کہ پہلے مجھے فراشخانہ ہستی مین بھیجیے پھر آپ تاخت و تاز کیجیے۔ غرض اسکے کہنے سے پادشاہ جنگ گاہ سے باہر گیا پھر اپنے بیٹے کو ہمراہ لیکر غوربند مین پہنچا

شاہزادہ مراد اور مراد کو سیاہ سنگ مین آیا اور جشن فتح آراستہ کیا۔ پادشاہ سرخاب سے جگدلک کو جاتا تھا کہ اس فتح کی نوید شاہزادہ مراد نے اس پاس بھیجی۔ پادشاہ بھی سیاہ سنگ مین آیا۔ راجہ مان سنگھ اور شاہزادہ اثنای راہ مین ملے۔ ترک و تاجیک جوق جوق اس سرزمین مین پادشاہ کی کورنش بجالائے۔ یہان چندروز رہ کر اس نے تمام سیرگاہین دیکھین اور ان مقامون کا ملاحظہ کیا جہان وہ اپنی خردسالی مین جایا کرتا تھا۔ پادشاہ نے یہان رہکر چاہا کہ زمینداروں کے

اور فریدون کے حال کا جویا تھا - ناگاہ ایک فوج کی دور سے سیاہی نظر آئی معلوم ہوا
کہ لشکر بادشاہی کچھ آتا ہے - علی محمد اسپ کی سرکردگی مین مرزا کی سپاہ روانہ ہوئی شیخ
قالین پر مقیم تھا - اس نے جنگ گاہ کو خوب درست کیا - اس زد و خورد مین فریدون عقب سے آیا
غنیم یہ سمجھا کہ لشکر شاہی کمک کو آیا - وہ لڑائی چھوڑکر دور کھڑا رہا - شیخ نے اوسکو بیگانہ لشکر
جانا اور اس طرف لڑنے لگا - طرفین سے دلاورون نے خوب مردانگی دکھائی بادشاہی لشکر
لڑتا بھڑتا خرد کابل مین شاہزادہ کے لشکر سے جا ملا - اوسی روز شگونہ قراول جان نثار
ہوا - اور کئی سردار بادشاہی کام آئے - اس سے دشمنون کی نخوت بڑھی - میر عبد اللہ کے
ہاتھ لشکر کے لئے خزانہ جاتا تھا وہ بھی سب لٹ گیا - حکیم مرزا ایک بلندی پر جو لشکرگاہ
شاہی کے قریب تھی اترا - اس آویزش و تاراج سے اسکی سپاہ کا دل بڑھا - وہ سپاہ و
رعیت کے فراہم کرنے مین ایک رات دن لگا رہا - ایک قدیمی دستور یہان کے فتنہ انگیزون
اور مکر اندیشون کا چلا آتا ہے وہ اپنے دشمن کے اُمرا و افسران کے نام جعلی خط لکھتے ہین جنسے
معلوم ہو کہ وہ ہم سے سازش رکھتے ہین تاکہ انکی نسبت بدگمانی ہو - چنانچہ مرزا کے آدمیون نے
بھی ایک راہ چل گرفتہ کے ہاتھ خطوط قلیج خان و مرزا یوسف خان و نورنگ خان و علی مراد خان
اور بعض اور امرا چغتائی کے نام بھیجا اور انکے ساتھ یکجہتی کا بیان انہین کیا - مرزا یوسف خان
نے مصلحت سوگرانی خطون کو معرکہ مین پھاڑکر پھینک دیا اور علی مراد نے جو خط لایا تھا اسکو
بھی مار ڈالا - مخالفون پر مرزا کی یہ تدبیر نہ چلی -

۳۰ امرداد کی رات کو پہاڑ پر آگ روشن کرکے کابلیون نے شورش مچائی اور شبخون مارنے
کا قصد کیا - قزاق و امیر خان اسلام آبادی اور افضل توکلچی کو داہنی طرف سے
اور نور محمد و خواجہ حضری اور ہزارہ کے پیادون کو بائین طرف سے روانہ کیا کہ اندھیری
رات مین بادشاہ کے لشکر کو گزند پہنچائین - شاہی لشکر ہوشیار تھا آمادہ پیکار ہوا
۲۰ امرداد چہارشنبہ غرہ رجب کو مرزا تنگنا سے نکلا - نبردگاہ کو آراستہ کیا +
لڑائی شروع ہوئی ابھی ہراول کے سپاہی نہ لڑے تھے کہ مرزا بھاگ گیا محمد فریدون

زاری کی اپنی نارسائی خرد و نامساعدی بخت و ہمراہیون کی بیوفائی اور اپنی شرمساری کی
داستان پڑھی اور کہا کہ مجھے دل بادشاہ کی آستان بوسی کرنی چاہیئے تھی اب میرا یہ حال ہے
بہول دل ساتھ ہے۔ کس دل سے کس دست آویز سے بادشاہ کے حضور مین حاضر ہون۔ کیا
منہ دکہاؤن اور کیا آرزو لیجاؤن ہمشیرہ و خواجہ حسن سے ہر چند کہا کہ بادشاہ کے پاس جاکر
عذر خواہی کرین مگر میری بدنصیبی سے وہ بدخشان چلے گئے۔ اب بادشاہ کے پیغام روح
افزا سے میری جان مین جان آئی۔ امیدوار ہون کہ اس مرتبہ حاضری سے مجھے فخر حاصل ہو۔ مین
اپنے بیٹے کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجتا ہون۔ جب میری خاطر کو آرام ملے گا۔ تو مین بادشاہ
کی کورنش کے لئے حاضر ہونگا۔ اس مضمون کی عرضداشت لکہہ کر علی محمد اسپ کے ہاتھ بھیجی غرہ
شہر بور لطیف خواجہ و قاضی عبداللطیف نے بادشاہ سے مرزا کی پریشانی کا حال عرض کیا
بادشاہ کو وہ گران گذرا۔ حکم ہوا کہ ابہی بہادر پکڑ کر مرزا کو لے آئین کہ اتنے مین علی محمد اسپ بادشاہ
کی خدمت مین آیا۔ وہ اس خاندان کا قدیمی رفیق تھا اس نے ایسی باتین بنائین کہ بادشاہ نے
مرزا کا قصور معاف کیا۔ اور از سر نو زابلستان اسکو عنایت کیا۔ بادشاہ کے یہان رہنے سے
مرزا سراسیمہ ہوتا۔ اسلئے وہ ہندوستان کو رہ نورد ہوا۔ اور سلطان مراد اور امراء کو
حکم ہوا کہ منزل بمنزل راہ سپر ہون۔ اور خود جلال آباد کو جہان اردوی بزرگ تھا ایلغار فرمائی۔
بادشاہ فتحپور سیکری مین تھا اور پنجاب مین سیر و شکار کا ارادہ رکہتا تھا کہ اس پاس خبر
آئی کہ مرزا حکیم مرزبان کابل ۱۲ امرداد کو دنیا سے رخصت ہوا اور زابلستان مین شورش برپا
ہوئی۔ بادشاہ نے اس اپنے بھائی کے ساتھ بہت نیک سلوک کئے۔ جب اس نے ابتدا
مین ناسپاسی کی تو اسکو خرد سال اور نادیدہ کار سمجھ کر کوئی گزند نہین پہنچائی اسکے ہمراہیون کو
جنہون نے اسکو دستاویز شورش بنایا تھا مناسب سزائین دین۔ جب اس نے ہندوستان
مین فتنہ پردازی کی اور بعد ازان لڑا ہی اسکی خطائین معاف کین اور کابلستان اسکو بخش
دیا۔ لیکن اسپر بہی اس بھائی نے بادشاہ کی رضا جوئی نہین کی۔ بدکرداری اور کج گرائی سے
باز نہ آیا۔ بادہ پیمائی مین گرفتار ہوا اور ایسی بیماریون کا چشمہ سار بنا۔ جنکا علاج نہو۔

مرزا محمد حکیم کی وفات ۹۹۳ ہجری

زخمون پر مراہم رکھو۔ جلال آباد کو ہاتھی روانہ کئے اور سید حامد و سید بہار الدین کو اسکے ہمراہ کیا۔ انہین دنون مین بادشاہ کو معلوم ہوا کہ مرزا دیوانہ وار سراسیمہ غور بند مین ہے اور اوسکو یہ خیال ہے کہ اگر لشکر شاہی اسکا جویا ہو تو قلندرین کر توران چلا جائے اس سے بادشاہ کو اندیشہ تھا کہ اگر ایسا ہوگا تو عبداللہ خان حاکم توران بادشاہ کو دق کریگا۔ اس نے لطیف خواجہ و قاضی عبد اللطیف کو اندرز گوئی کے لئے بھیجا کہ الطاف شاہنشاہی اسکے دل نشین کر کے یہان لے آئین۔ ۲۹ رکو ارک کابل مین بادشاہ آیا جشن عالی ترتیب دیا۔

بادشاہ ایسا خدا شناس یزدان پرست تھا کہ جہان اور اہل جہان کی آرایش مین بزم و رزم کے آراستہ کرنے مین دادار جان آفرین کی رضامندی کا طلب گار رہتا وہ اپنے کامون کو خویشتن داری سے آلودہ نہ کرتا۔ وہ اپنی نیک نیتی سے دشمنونکو دوست بنا لیتا۔ بڑے بڑے جرمونکا معاف کر دینا اور ملکون کا دیدینا اس کے آگے کوئی بڑی بات نہ تھی۔ ندامت گزینون کی پہلی ناہنجاریان اسکی مہربانی مین مخل نہ ہوتی تھین۔ جب کسی کی پشیمانی کی زبان پشیمانی کی گویائی کرتی تو فوراً قہر سے لطف پر وہ مائل ہو جاتا۔ بعض جان نثار مخلصونکی راے یہ تھی کہ وہ کسی آدمی کو کمین گاہ مین لگا کر حکیم مرزا کو ٹھکانے لگا دے۔ مگر اسکی راے یہ تھی کہ کیون اپنے نفس نیرنگ ساز کی خواہشون کی برآمد کے لئے تائید ایزدی کی نبرد کو چھوڑ دے اور اپنی آسایش کے واسطے اپنے بھائی کی جانکاہی مین کوشش کرے۔ اگر کوئی شخص اپنی نیک اندیشی سے ہمارے خلاف کام کرتا ہے تو وہ عبادت کرتا ہے ورنہ ہمارا نادانی ہے۔ نادانی کے رنجورون کو آزار دینا روا نہین ہے جب بادشاہ کابل کے ملک مین تھا تو مرزا مر ہی گیا ہوتا مگر اس جانکاہی کی حالت مین بادشاہ کے فرستادون نے بخشش و بخشایش کا مژدہ اسکو سنایا جس سے اسمین جان سی آگئی۔ اوّل اسکو وہ خواب و خیال سمجھا پھر اسکو فریب کاری جان کر باور نہ کیا جب حقیقت حال پر اسکو اطلاع ہوئی تو اوس نے معذرت کا دروازہ کھلا ہوا دیکھ کر گریہ و

مرزا حکیم کا بادشاہ کے پاس آنا ۹۸۹ھ

ہندوستان کا افغانستان سے تعلقات

فریدون کو جو فتنہ گری کا خوگر تھا اسکو زین خان کوکہ کے حوالے کیا۔
مرزا کامران کے عہد سے ہندوستان کے بادشاہ سے کابلستان کا عجیب تعلق
ہو گیا تھا کہ اگر ہندوستان پر کوئی مصیبت اور آفت آن پڑے تو کابلستان سے اسکو
اعانت و استعانت کی کوئی امید نہ تھی اور اگر کابل میں زبردست حاکم ہو جائے تو
اندیشہ تھا کہ وہ ہندوستان چھین لے۔ اگر وہاں کوئی کمزور اور ضعیف حاکم ہو تو
اس خوف سے اسکی امداد کرنی پڑتی تھی تاکہ کوئی اور زبردست بادشاہ اس پر غلبہ تسلط
کرکے ہندوستان سے ڈانڈا ملائے جس سے ہمیشہ خطرہ رہے۔ ہمیشہ زبردست ہمسایہ
خوفناک ہوتا ہے اور زیردست ہمسایہ کو کھائے بغیر چھوڑتا نہیں ایسا تعلق ان دونو
ملکوں میں برٹش گورنمنٹ میں بھی چلا آتا ہے۔

## واقعات متفرقہ جو سنہ ۹۶۹ سے سنہ ۹۷۵ یعنی چھ سال جلوسی میں واقع ہوئے۔

۹۶۹ ایران کا خط

سنہ ۹۶۹ کا ایک واقعہ یہ ہے کہ پادشاہ پاس شاہ طہماسپ فرمان روای ایران کا ایلچی آیا
یہ ایک رسم قدیم چلی آتی ہے کہ بزرگان دانش منش دینی و دنیوی مہامن کی تحصیل
کے لئے اور صوری و معنوی مقاصد کے حصول کے لئے اقبالمند بزرگوں کے ساتھ اتحاد
پیدا کرتے ہیں اور ایک دلی و یکجہتی کی بنا کو مستحکم کرتے ہیں اور اس طرز سے نظام دولت
کو سرانجام دیتے ہیں۔ اس لئے شاہ طہماسپ نے اپنے چچا کے بیٹے سید بیگ بن
معصوم بیگ کو ایلچی کے طور پر یہاں بھیجا کہ وہ حضرت جنت آشیانی (ہمایون)
کی تعزیت کرے اور جلوس شاہنشاہی کی تہنیت دے۔ وہ ۶۰۰ عراقی گھوڑے
اور نفائس و امتعہ و بدائع اشیاء تحفہ کے طور پر ایک مکتوب کے ساتھ لایا تھا
مضمون یہ تھا کہ سب جانتے ہیں کہ ہمارے اور پادشاہ غفران دستگاہ

ساغر زندگی اسکا لبریز ہوا۔ نابکار پاجیون کی صحبت سے اور احمق بد ذاتون کی دمسازی
سے اپنی نخل حیات کا ثمر چکھا نہ تھا: دولت دیکھی نہ گل مراد چنا۔ اس دُنیا سے چلدیا۔ پادشاہ
کو بھائی کا غم ہوا۔ اس کی اولاد کی پرورش کا خیال ہوا بعض کابلی اسکے بیٹون کو توران
مین لیجانا چاہتے تھے۔ اور اس سے اپنا کام نکالنا چاہتے تھے۔ سپاہ کو بھی توران جانے
کا خیال تھا۔ پادشاہ نے ولی بیگ ذوالقدر و فتح اللہ کو بہت جلد کابل بھیجا کہ وہ ان ہیمہ زدہ
کج گرا کابلیون کو اپنے ارادہ سے باز رکھین اور کنور مان سنگہ کو حکم ہوا کہ تھوڑا لشکر لیکر بہت جلد
کابل جاے۔ مرزا کے پسماندون کو اور آدمیون کو جو ترک و تاجیک ہون ہمارے پاس لے آئے
فریدون مرزا یہ نہین چاہتا تھا کہ مرزا کے کم عمر بیٹے اور توزک پادشاہ کی خدمت مین جائین
اس فکر مین تھا کہ انکو ماوراء النہر لے جائیے۔ کنور مان سنگہ آن پہونچا۔ شاہ بیگ پرشاور
سے کابل مین آگیا۔ ساحل سند سے دریا پار خواجہ شمس الدین اور بہادر بیگ کو پہلے سے چلے
پشاور مین لشکر جمع ہو گیا۔ خواجہ شمس الدین اسکو ساتھ لے کر چلا۔ کابلیون نے دُرہ خیبر کی راہ بند
کردی تھی اُسے کھول لیا۔ راہ زن اور فتنہ اندوزون کو کونون مین بٹھادیا۔ یہ لشکر جلال آباد
مین آیا۔ مرزا نے اپنی زندگی مین بخت نساء بیگم کے ساتھ اپنے بیٹے افراسیاب کو روانہ کیا تھا مرزا
شاہرخ کے بیٹون حسن و حسین کو پادشاہ کی خدمت مین بھیجا تھا۔ باپ کے مرنے کی خبر سنکر
افراسیاب تو کابل چلا گیا تھا۔ مگر باقی اور سب جلال آباد مین موجود تھے وہ لشکر سے ملے
۹ ہا آبان ۹۹۳ھ کو مان سنگہ بتاک مین تھا۔ مرزا کیقباد اور افراسیاب و نو لشکر سمیت
کنور مان سنگہ سے ملے اور پادشاہ کی نوازش کے امیدوار ہوئے صبح کو وہ کابل مین آگئے
کنت دہ دستی اور شیرین زبانی سے گروہا گروہ آدمیون کے دلون کو ہاتھ مین لائے۔
چہارم آذر کو کنور مان سنگہ نے ملک کی پاسبانی اپنے بیٹے جگت سنگہ و خواجہ شمس الدین کو
حوالہ کی۔ اور خود مرزا حکیم کے اہلخانہ اور ملک کے سردارون کے ساتھ مراجعت کی
۵ دی کو قصبہ راولپنڈی مین پادشاہ پاس آیا۔ اوسوقت افراسیاب کی عمر چودہ برس کی
اور کیقباد کی عمر سترہ برس کی تھی ان پر پادشاہ نے سب طرح کی عنایت کی۔

مرزا کے بیٹون کا دربار مین آنا ۹۹۳ھ

فراہم کرکے اس خاندان کا نام ونشان باقی نہ رکھے ۔
شہنشاہ اکبر نے چغتو خان کو اجازت دی کہ راجہ کو بلالے۔ جب وہ قصبہ دیوسہ مین
آیا تو یہان کے آدمی فرار ہو گئے اسپر شہنشاہ نے ارشاد کیا کہ ہم تو سوا عنایت ورافت
کے کوئی اور امر جمہور خلق کے ساتھ کرتے نہین۔ کوئی وجہ اس گروہ کے ملک کے ویران کرنے
کی نہین ہوسکتی۔ مگر ان صحرانشین وحشیون نے جو مرزا اشرف حسین سے آزار کھینچا ہی اسپر
ہم کو قیاس کرکے وہ ہراسان ہوئے ہین۔ راجہ بہاری مل کے بھائی روپسی کا بیٹا جے مل
شہنشاہ کی خدمت سے مشرف ہوا۔ روپسی اس قصبہ مین راجہ تھا۔ اسکو شہنشاہ نے بلایا
وہ بھی آیا۔ دوسرے دن قصبہ سانگانیر مین چغتو خان راجہ بہاری مل کو لایا اور بساط
بوس کرایا۔ راجہ نے اپنی بیٹی کی شہنشاہ سے بیاہ کرنے کی درخواست کی اس نے منظور
فرمائی۔ اور اسکو اس بیاہ کی تیاری کے لئے رخصت کردیا۔ قصبہ سانبھر مین جب شہنشاہ
آیا تو مرزا اشرف الدین حسین مرزا اس پاس آیا۔ شہنشاہ نے راجہ بہاری مل کی خاطر داری کے
لئے اس سے جگن ناتھ وراج سنگھ وکنگار کو جو مرزا کے گرو مین تھے مانگے۔ مرزا نے اس کو قبول
کیا مگر وقت کو ٹالتا رہا۔ شہنشاہ اسکو سچا جان کر اون کے آنے کا منتظر رہا۔ پھر شہنشاہ
نے اجمیر مین جاکر حضرت خواجہ کے روضہ منورہ کی زیارت کی۔ اسکا ارادہ ہوا کہ یہان سے جلد
سعاودت کرون۔ اس لئے شرف الدین حسین کو میرٹھ (میرٹھا) کی تسخیر کا حکم دیا اور اوسکی
کمک کے واسطے اور امرا مقرر کئے اور دار الخلافہ کو روانہ ہوا اور مرزا کو حکم دیا کہ گروگرفتہ کو حاضر
کرے سانبھر مین مرزا اُن آدمیون کو لایا۔ راجہ بہاری مل نے اپنی بیٹی کی شادی شہنشاہ سے
بڑی دھوم دھام سے کی یہ پہلا ہی راجپوت راجہ ہے جس نے شہنشاہ کی اطاعت قبول کی
اور اپنی بیٹی بیاہی۔ اس کے چار بھائی تھے۔ جنکے نام پورن مل روپسی۔ اسکرن۔ [illegible]
تھے۔ اس خاندان نے رتبہ والا پایا۔ اسکی اولاد کی خیرخواہی اور والاجاہی کا بیان
اپنے اپنے موقع پر ہوگا۔ جب شہنشاہ منھوہر کے سواد مین آیا تو راجہ بہاری مل مع فرزندون
اور خویشون کے خدمت شاہی مین آیا اور مان سنگھ خلف راجہ بھگونت داس خلف

مرزا شرف الدین حسین اور راجہ بہاری مل کے ملنے کا حال اور بادشاہ کا راجہ کی لڑکی سے بیاہ کرنا سنہ ۹۶۹

(ہمایون) کے ساتھ خصوصیت ذاتی اور نہایت رابطہ صوری ثابت و محقق تھا اور
ہم مین محبت و دوستی کا عہد اور یک جہتی و برادری کا عقد ہوا تھا۔ اس پادشاہ عالی
شان کے اعلاء شان کی طرف ہمیشہ ہماری توجہ رہی۔ اب اس محبت موروثی کی تجدید کی
جاتی ہے کہ جس سے مراسم مخالصت و موافقت کی تقدیم ہو۔ پادشاہ نے اس ایلچی کو دو
لاکھ روپئے دیکر رخصت کیا۔ اور مکتوب کا جواب باصواب لکھا۔

شہنشاہ نے آگرہ کے دار الخلافہ سے فتحپور کی طرف جانے کا قصد شکار کے ارادہ سے کیا
جب منڈھاکر گانون کے قریب آیا تو خواجہ بزرگ خواجہ معین الدین قدس سرہ کے تفاخر
و مناقب قوالون نے اسکے روبرو گائے۔ خواجہ کے جلائل کمالات و خوارق عادات
بارہا اسکی مجلس مین پہلے بھی مذکور ہو چکے تھے وہ ہمیشہ حق اور حقیت کا جویا رہتا تھا اور فرط طلب سے
وہ ملک تقدس کے مسافرون سے توسل اور استمداد ہمت چاہتا تھا۔ اس سبب سے خواجہ
کے مرقد کا شوق دل مین پیدا ہوا عین شکارگاہ مین صید معنوی کا عزم مصمم ہوا۔ چہارشنبہ
۷۔ جمادی الاولی ۹۷۹ سنہ کو چند ہمراہیون کے ساتھ اجمیر کی طرف روانہ ہوا۔ جب موضع
کلاولی مین وہ آیا تو چغتی خان نے عرض کیا کہ راجہ بہاری مل کچھواہہ رجپوتون کا بڑا راجہ ہے
وہ ہمیشہ حضور کے خاندان کا دولت خواہ رہا ہے وہ ایک مدت سے شرف الدین
حسین مرزا کی بدسلوکی سے پہاڑون مین متحصن ہے اگر ارشاد ہو تو اسکو بلالون۔ اس راجہ کے
ستمزدہ ہونے کی کیفیت یہ ہے کہ میوات اور اسکے حدود مرزا شرف الدین کو جاگیر مین
ملگئین تو مرزا نے یہ کہا کہ قصبہ انبیر پر قبضہ کرلون۔ یہ قصبہ ولایت مارواڑ مین راجہ بہاری مل
کے بزرگون کا دار الریاست تھا اس اثنا مین راجہ بہاری مل کے بڑے بھائی کے بیٹے
سوجامل نے جو ریاست اپنی لینی چاہتا تھا مرزا سے ملکر لشکر کشی کرادی۔ مرزا پاس جمعیت
زیادہ نہ تھی اس طرح صلح کرلی کہ کچھ روپیہ راجہ نے مقرر کیا اور بہاری مل کے بیٹے جگن ناتھ
کو اور بھتیجون راج سنگہ پسر اسکرن اور کنگار پسر جگمال کو گرو کیا جسکو ہندی مین کہتے
ہین کہ اول لیا۔ اور اجمیر کی طرف مرزا چلا گیا اس سال مین اسکا ارادہ مصمم تھا کہ لشکر

واقعات سنہ ۱۷ جلوس مطابق سنہ ۹۷۹

پادشاہی لشکر مین تھے۔ اور وہ اہل قلعہ سے قدیم نزاع رکھتے تھے۔ اسلئے مرزا شرف الدین حسین سے کہا کہ ان آدمیون نے نقض عہد کیا کہ اپنے اسباب کو جلایا اور قرارداد یہ تھی کہ اسباب کو چھوڑ کر باہر جائینگے جب وہ اپنے پیمان پر ثابت نہین رہے تو انکو سلامت جانے دینا ایسے حال مین کہ وہ مغلوب ہوئے ہون دور اندیشی سے دور ہے۔ مرزا نے بھی یہ رای انکی پسند کی۔ لڑائی کی تیاری کی دیوی داس بھی پھر کر بادشاہی لشکر سے ایسی مردانہ لڑائی لڑا کہ داستان رستم کو دکھایا۔ بلکہ اسکو بھلا دیا۔ آخرکار وہ گھوڑے سے گرا اور ایک گروہ نے اسکو پارہ پارہ کیا بعض یہ کہتے ہین کہ وہ زخمی ہو کر بھاگ گیا۔ پادشاہی لشکر فتحمند ہوا۔ اور تمام ولایت میرٹھ اور قلعہ میرٹھ۔ اولیاے دولت کے قبضہ مین آئے۔ جو رجپوت زندہ باقی رہے وہ مالدیو پاس چلے گئے۔ اس قلعہ نے میواڑ کے راجہ اور شہنشاہ کے درمیان چھیڑ چھاڑ شروع کرادی۔

شمس الدین محمد خان زمان اتگہ کا پادشاہ پاس آنا ۹۶۹ھ

اوائل ربیع الاول ۹۶۹ھ مین شمس الدین محمد خان اتگہ جسکو اعظم خان کا خطاب ملا تھا پنجاب سے شہنشاہ کی خدمت مین آیا۔ شہنشاہ نے اپنی عنایت سے معاقد مالی و ملکی کی تنظیم وزارت اور رعیت کی مہام کا انصرام اسکو سپرد کیا۔ ماہم انگہ حسن خدمات اور فزونی خرد و فراوانی عقیدت سے اپنے تئین وکیل السلطنت بالاستقلال سمجھتی تھی وہ اس بات سے آزردہ ہوئی۔ منعم خان خانخانان کہ بظاہر وکیل ہو کر مسند وکالت کو آرایش دیتا تھا۔ وہ بھی آزردہ دل ہوا۔ وہ انصاف و فارغی خاطر وناچیاتی مشاغل دنیوی کہان ہین کہ ایسے شخص کو کہ مشاغل گیتی کا بوجھ اپنے سر پر اوٹھائے۔ اور اشتغال مہمات کا متکفل ہو اسکو عظیم عطیات الٰہی جانکر شکر بجالائین کہ اس زمانہ مین خان اعظم کو منعم خان و ماہم انگہ امداد غیبی سمجھا کرتے۔ اور سچے دل سے آداب شکر بجالاتے اور نہ اس سے افگار درون اور آزردہ دل ہوتے۔ انصاف کی پیشگاہ مین حقیقت کار یہ ہے۔ جب کوئی خدمت گذار کامون کو اچھی طرح کرے تو اس سے آزردہ ہونا بیراہ جانا ہے۔ اور خواہش نفس کا مغلوب ہونا۔ بلکہ اپنے پاؤن کو آپ گرانا اور اپنے ہاتھ سے خراب کرنا ہے۔ ادہم خان چھوٹا بیٹا ماہم انگہ کا جسکی عقل درست نہتی جوانی مین مست و دولت مین مدہوش تھا۔ عہدہ سے معزول تھا ہمیشہ شمس الدین اتگہ پر حسد کرتا تھا۔ منعم خان خانخانان بھی اس بیماری سے دردمند تھا مگر وہ دور کی سوچتا تھا میٹھی چھری تھا —

راجہ بہاری مل اول وقعہ شہنشاہ کی نظر عنایت سے سرافراز ہوا۔ راجہ یہین سے رخصت ہوا۔ اور راجہ بھگونت داس اور مان سنگہ اور معزز رجپوتون کو وہ اپنے ساتھ لیکر دار الخلافہ مین بروز جمعہ ۵ جمادی الاخری سنہ ۹۶۹ کو داخل ہوا۔

اس زمانہ مین قلعہ میرتھ (میرٹھا) مالدیو راجہ مارواڑ کے قبضہ مین تھا۔ ہندوستان کی رسم و اسم کے اعتبار سے یہ راجہ اور رایون اور راجاؤن مین مزید اعتبار اور وفور اقتدار مین امتیاز رکھتا تھا۔ اسنے اس قلعہ کو جگت مال کو جو اسکے بزرگ سرداران مین سے تھا حوالہ کیا تھا اور پانچسو چیدہ رجپوت اسکی کمک کے واسطے مقرر کر رکھے تھے جنکا سردار دیو داس تھا۔ وہ جرأت و ہمت مین اس گروہ مین پیشدست تھا۔ حکم شاہی کے مطابق شرف الدین حسین افواج کے ساتھ اس قصبہ مین آیا اور بے محابا یلغار کرکے لشکر کو قلعہ کے نیچے لے آیا۔ ابھی سپاہیون نے اپنے چہرہ کی گرد نہ جھاڑی تھی۔ گھوڑے آب و آتش مین غرق تھے۔ چار سوارون نے جاکر قلعہ کے دروازہ پر تیر لگائے۔ رجپوتون نے انپر خشت و سنگ و تیر و تفنگ چلائے۔ دو سوارونکو مار رکھا۔ دو کو زخمی کرکے بھگایا۔ پھر مرزا شرف الدین نے آہستہ کام کرنا اور قلعہ گیری کا اسباب فراہم کرنا شروع کیا۔ شہر مین قیام کیا۔ قلعہ نشین روز لڑتے۔ قلعہ کے ایک برج کی تہ تک سرنگ لگائی گئی اور بارود سے بھری گئی اور اڑائی گئی۔ جس سے برج دھنیے کی روئی کی طرح اڑگیا۔ حصار مین ایک رخنہ قائم ہوگیا۔ بادشاہی لشکر اندر گھسا۔ راجپوت جان سے ہاتھ دھو کر دن بھر خوب لڑتے رہے۔ رات کو دونو لشکر اپنے اپنے مورچون پر گئے۔ رجپوتون نے راتون رات قلعہ کے رخنون کو پھر کر مستحکم کرلیا۔ مگر آخر کار اہل قلعہ کا قافیہ ایسا تنگ ہوا کہ قلعہ انکے لیے زندان بن گیا۔ اہل قلعہ پناہ مانگتے تھے اور باہر جانا چاہتے تھے مگر مرزا راضی نہ ہوتا تھا۔ آخر کو یہ قرار پایا کہ اہل قلعہ تمام اسباب چھوڑ کر باہر چلے جائین۔ ملک گیری کے آداب مین داخل ہے کہ زنہاریون کا عجز قبول کیا جائے۔ اس لئے لشکر شاہی نے انکو راہ دی۔ جگمال تو باہر چلا گیا۔ دیو داس نے مرنے کا ارادہ کیا۔ اور سارا اسباب اپنا جلا دیا۔ چار پانچ سو اپنے گرد لشکر شاہی کے روبرو آگیا۔ ایک رجپوتون کی جماعت جنمین جی مل اور لون کرن داخل

یہان آنکر دیکھا کہ خود شہنشاہ نے انصاف کر دیا تو وہ پھر کچھ نہ بولا۔ شہنشاہ نے حرم سرا مین جاکر
ماہم انگہ سے کہہ دیا کہ ادھم نے ہمارے انگہ کو مارا ہم نے اسے مارا۔ وہ یہ سنکر بادشاہ کے ادب کے سبب سے
ظاہر مین کوئی بات نہین مگر دل اسکا زخم جانستان سے مجروح ہوا۔ چہرہ کا رنگ فق ہو گیا۔ بیٹے
کو دیکھنا چاہتی تھی۔ مگر بادشاہ نے اسکی تسلی تشفی باتین کہہ کر روک لیا۔ اوسی روز بادشاہ نے
دونو نعشین دہلی بھیجدین۔ ماہم انگہ پہلے سے بیمار تھی۔ اب بیٹے کی سوگواری مین اور زیادہ مریض ہوئی
اور بیٹے کے چہلم کے دن شوال مین جان بحق ہو گئی۔ بادشاہ کو اس اپنی انگہ کا نہایت غم ہوا وہ
رویا اور اسکا جنازہ دہلی روانہ کیا۔ کچھہ قدم خود بھی اسکے ساتھ گیا۔ ان ماں بیٹونکے مقبرہ پر ایک
عمارت عالیشان تعمیر کرا دی جو ابتک تین سو برس گذرنے پر بادشاہ کی شان و شوکت نیک سیرت
ہونے پر شہادت دیتی ہے ✦

منعم خان کا بھاگنا اور پکڑا جانا سنہ ۹۷۱ھ

آدمی زاد کی نہاد مین دو امر غریب ہین۔ اول طبیعت کہ نہ اس مین تمیز ہے نہ اسکی آنکھین ہین
دوم عقل کہ دوربین کارشناس ہے۔ اکثر آدمی بے پروائی سے تباہ اندیشون مین گرفتار ہوکر
خرد کو کہ کارفرما صلاح اندیش ہے معزول کرتا ہے اور طبیعت کی فرمانبرداری کرتا ہے۔ اور جو کام
اسکے لئے کہ دشمن سو فکر و تدبیر سے نہین کر سکتا۔ وہ بے فکری سے اپنے لئے آپ سامان کر لیتا ہے اسکی
مثال خانخانان منعم خان کا حال ہے کہ بادشاہ نے اسکو کس اعزاز و احترام سے کابل سے بلایا۔ اور منصب وکالت
و حکومت کل عنایت کیا۔ ان نعمتون کی قدر اُس نے کچھ نہ کی۔ اس خوف سے کہ واقعہ خان اعظم و ادھم خان
مین وہ بھی اس آتش کی شعلہ فروزی مین متہم تھا اُسی روز بھاگ گیا۔ وہ اپنی ناعاقبت فہمی سے یہ
سمجھتا تھا کہ بعد اس واقعہ کے اس خاندان کی کارگاہ حل و عقد اور جمیع جہات ملکی و مالی کا بندوبست
اسی کی اختیار و اقتدار مین بغیر کسی دوسرے آدمی کی شرکت کے ہوگا۔ مگر یہ بات بنی نہین تو اسکو
یہ سودائے خام ہوا کہ بادشاہ کی درگاہ سے بھاگ کر کابل اپنے بیٹے غنی خان حاکم کابل پاس جاوے۔ اس ارادہ
سے دار الخلافہ سے بھاگ کر دامن کوہ کی راہ لی محمد قاسم میر بحر اسکے ساتھ تھا۔ جب بادشاہ نے
سنا تو فرمایا کہ منعم خان کہین جانے کا نہین جلد آجائیگا۔ فرصت جو امیرون نے ہر چند بادشاہ سے
تصریحاً و کنایتہً عرض کیا کہ اسکا اسباب و اموال ضبط کیا جائے مگر اس فراخ حوصلہ قدردان

ادہم خان فتنہ و غدر پر تحریک کرتا تھا۔ شنبہ ۱۲ رمضان ۹۶۹ھ مین ایک عجیب امر یہ واقع ہوا
کہ دولتخانہ کے دیوان مین منعم خان و اتگہ خان شہاب الدین احمد خان اور بڑے بڑے آدمی بیٹھے
ہوئے مہمات سلطنت مین مشغول تھے۔ کہ ادہم خان بے اعتدالانہ ایک جماعت کے ساتھ جو اس سے
زیادہ بے اعتدال تھی بارگاہ دولت مین آیا۔ حاضرین مجلس اسکی تعظیم کو سرو قد کھڑے ہوئے مگر اتگہ خان نے
بھی نیم قد سے تعظیم کی سرو قد تعظیم نہ دینے کا بہانہ بناکے خنجر کھینچکر اوسکی طرف لگیا اور اپنے آدمیون کو کہا کہ
کیا دیکھتے ہو۔ ہاتھ صاف کرو۔ غرض اس بزرگ کو دولتخانہ کے صحن مین شہید کیا پھر اس بیباکی کو دیکھیے
کہ یہ خون کرکے بھاگا نہین۔ حرم سرا کیطرف متوجہ ہوا۔ دولتخانہ سے صفہ پر گیا جو چارون طرف سے
آدمی کے آدھے قد کی برابر اونچا تھا۔ تلوار ہاتھ مین تھی اندر جانے کا ارادہ تھا۔ حاضرین مجلس پر ایسی ہیبت
چھائی کہ نہ اونہون نے اُسے مارا نہ سب نے ملکر اوسکو پکڑا۔ نہ وہ اسکے معنی سمجھے کہ تلوار ہاتھ مین لیکر کس ارادہ سے
وہ محل کے اندر جاتا ہے۔ جب اس قتل سے غوغا مچا تو بادشاہ نے قصر کی دیوار سے جہانک کر حال
پوچھا۔ رفیق نے سارا ماجرا سنایا تعجب کرکے اس سے دوبارہ پوچھا تو اس نے لاش کو دکھایا۔ بادشاہ
غصہ مین بھر کر دوسرے دروازہ سے تلوار ہاتھ مین لیکر آیا۔ ادہم خان کو دیکھ کر کہا اے لاڈلے
بچے تو نے میرے اتگہ کو کیون مارا۔ اس گستاخ نے بادشاہ کے دونو ہاتھ پکڑ لئے۔ اور کہا کہ
آپ تفحص کیجیے۔ غور رسی فرمائیے۔ کچھہ تلاش کیجیے۔ بادشاہ نے تلوار کو چھوڑ کر دونون ہاتھ اپنے
چھڑائے اور اسکی تلوار کیطرف ہاتھ پھیلائے کہ اس اثنا مین وہ بھی اپنی تلوار کیطرف متوجہ ہوا۔
شہنشاہ نے ایک گھونسا اسکے مُنہ پر مارا کہ وہ گرا۔ اس گھونسے کا نشان اسکے چہرہ پر گرز لگنے کا نشان معلوم
ہوتا تھا۔ فرحت خان و سنگرام وہان کھڑے تھے۔ انکو شہنشاہ نے غصہ سے کہا کہ کیا تماشہ
دیکھتے ہو اس دیوانہ کو باندھو۔ انہون نے اوسے باندھ لیا۔ حکم دیا کہ صفہ کے اوپر سے اوندھا مُنہ کرکے
نیچے پھینکو۔ لوگون نے اسکا ملاحظہ کرکے اس طرح پھینکا کہ اسکی نیم جان باقی رہی تو بادشاہ نے پھر
اوپر گھسٹوا کر نیچے پھینکا تو جان نکل گئی۔ منعم خان خانخانان و شہاب الدین احمد خان بھی خضب
شاہنشاہی کے خوف کے مارے بھاگ گئے۔ یوسف محمد خان پسر بزرگ اتگہ خان نے اپنے باپ کے واقعہ
کا حال سُنا تو اتگہ خیل کو مسلح ساتھ لیا اور ادہم خان اور ماہم انگہ کی طرف متوجہ ہوا۔ مگر جب اس نے

کتا بھی کیا اپنی وفا دکھاتا ہے ۔

سلطنت کے منصب الاکا یہ اقتضاء ہے کہ معاملات کی بازپرس مین دوست دشمن
خویش و بیگانہ کو منظور نظر نہ رکھے اور مظلوم کی داد دی اور ظالم سے مظالم کی عوض سزا دی
اور دولت عظمی کے مخصوص اپنی خصوصیت کی نسبت سرمایہ ستم و ستیزہ نہ بنائے ۔ اور اگر کوئی
ناہنجاری اُن سے ظہور مین آئے تو راست کردار بے خوف و خطر اس مظلمہ کی اطلاع
دین ۔ اور ستم رسیدون کے عرض حوال مین دلیری کرین ۔ اس وقت شہنشاہ نے اپنے
مین ایسی خصلت کو خواجہ معظم کے معاملہ مین دکھایا ۔ خواجہ معظم مریم مکانی کا برادر اخیافی
(سوتیلا بھائی جسکا باپ ایک ہو) تھا وہ اس نسبت کے سبب سے بے اعتدالیان کرتا تھا ۔
بارہا جنت آشیانی (ہمایون) کے زمانہ مین حرکات ناشائستہ کر چکا تھا مگر بادشاہ
اپنی بیوی کے خاطر سے چشم پوشی کرتا تھا ۔ یورش بدخشان جس سال مین ہوئی ہے اسی
خواجہ رشیدی دیوان جنت آشیانی کو مار کر کابل بھاگ گیا مقربین شاہی نے اسکا قصور
معاف کرایا مگر پھر وہی اعمال ناپسندیدہ اس سے سرزد ہوئے جسکے سبب سے نکالا گیا ۔ حجاز گیا ۔
وہان حج کرکے اپنی شرارتون پر اور شرارتین بڑھا کر ہندوستان مین آیا ۔ ایک دفعہ
دولتسرای شاہنشاہی مین اعیان اور ارکان سلطنت جمع تھے ۔ مرزا عبد اللہ مغل کو بوجہ
گھونسے مارے اور لاتین خوب لگائین ۔ دوسری دفعہ بیرام خان سے بدرشتی پیش آیا اور
خنجر پر ہاتھ دوڑایا پھر وہ خارج ہوا ۔ گجرات مین گیا اپنی بدخوئی کے ہاتھ مین گرفتار تھا
وہان سے شہنشاہ پاس اول مرتبہ آگرہ مین آیا ۔ اسکے ساتھ رعایت و عنایت کی گئی ۔
بی بی فاطمہ جنت آشیانی کی اُردو بیگنی تھی ۔ اور شہنشاہ اکبر کے محل مین پایہ اعتبار
رکھتی تھی ۔ اسکی بیٹی آغا دختر خواجہ کی بیوی تھی ۔ ہمیشہ اسکی ناجنسی و بدخوئی کے سبب سے
زندان بلا مین گرفتار رہتی تھی اور طرح طرح کے آزار اوٹھاتی تھی ۔ ایکدن مضطربانہ
بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہو کر یہ سماجتانہ پیش کیا کہ خواجہ اپنے پرگنہ کو جاتا ہے اور
میرے بیٹی کو ہمراہ لیجاتا ہے ۔ اپنی بدخوئی اور بدگمانی سے بار بار وہ کہہ چکا ہے کہ مین

خواجہ معظم کا اپنی بیوی کا قتل کرنا اور دیوانہ ہو کر مرنا ۔ سنہ ۹۷۱ھ

پادشاہ نے فرمایا کہ اگر بالفرض وہ کابل مین چلا جائیگا تو وہ بھی ہمارا ملک ہے اس حال مین بھی وہ ہمارا ملازم ہے۔ وہ تنگدلی کے سبب بھاگا ہے یہ نہین ہے کہ وہ ہمارا دولتخواہ نہین ہے اگر وہ نہ آئیگا تو اوسکا مال و اسباب اس پاس ہم روانہ کردینگے۔ کوئی شخص اسکے اسباب کو ہاتھ نہ لگائے چھ روز کی آوارہ گردی کی بعد حوالی پرگنہ سوات مین منعم خان پہنچا۔ یہ پرگنہ میر محمد منشی کی جاگیر مین تھا اسکے نوکر قاسم علی سیستانی کو جو یہان شقدار تھا خبر ہوئی کہ دو شاہی امیر جاتے ہین اسنے جا کر دونو کو گرفتار کر لیا۔ سید محمود بارھہ نے منعم خان کو پہچان کر بڑی خاطرداری کی۔ اور پادشاہ پاس لے آیا جس نے سر پر تیغ سیاست چلانے کی جگہہ تاج ریاست رکھا وہی منصب وکالت اور خطاب خانخانانی عنایت کیا

## پادشاہ کے تیر لگنا اور حالات

۱۵ جمادی الاولی ۹۷۰ھ کو دہلی مین پادشاہ آیا تھا ۲ کو شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ کے مزار منور پر زیارت کو گیا تھا۔ وہان سے واپس اپنے خیمہ گاہ کو آتا تھا۔ ماہم انگہ کے مدرسہ کے قریب ایک کافر نعمت کھڑا تھا۔ اسنے پادشاہ کو نشانہ بنا کر تیر مارا وہ اسکے داہنے شانہ مین لگا اور ایک وجب اندر گیا۔ تیر کے لگنے سے اس خطاوار کو گرفتار کیا۔ پادشاہ کے خیرخواہون نے عرض کیا کہ اول اسکے حال کی تشخیص کرین پھر اسکو خاک مین ملائین۔ مگر شہنشاہ نے فرمایا کہ فوراً اسکو نشانہ اجل بناؤ توقف مین یہ اندیشہ ہے کہ معلوم نہین وہ ہمارے اخلاص مندون مین سے کس کس کو متہم کرے۔ اوسی وقت اوسکو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ پادشاہ نے اپنا تیر نہایت استقلال سے نکلوایا۔ گھوڑے پر سوار ہو کر گھر آیا تھوڑے دنون مین زخم اچھا ہوا۔ اگرچہ پادشاہ نے اس نابکار کے تشخیص حال سے بمقتضاے دوربینی پردہ پوشی کی۔ مگر اس قدر مشخص ہوا کہ یہ شخص شرف الدین حسین کے باپ کے غلامون مین تھا اور متعلق فولاد اسکا نام تھا۔ مرزا نے پادشاہ کے قتل کے لئے شاہ ابوالمعالی کے ساتھ اسکو کیا تھا۔ جب ہندوستان سے کابل کیطرف شاہ ابوالمعالی بھاگ گیا تو وہ اسی سبب سے یہان پڑا رہا کہ پادشاہ کی جان نکالون۔ پادشاہ کی کتیا کا نام محوہ تھا اسنے پادشاہ کے زخمی ہونیکے غم مین سات روز تک کچھ کھایا نہ پیا دیوانی ہو گئی۔

تھانیسر کے یہان پوری گر اور پوری کی لڑائی کا تماشا دیکھنا ۹۷۴ھ ۱۲

مرجاویگا۔ مگر وہ سنکھ ولی اور سخت جانی سے زندہ رہا تو شہنشاہ نے اسکو مقبل خان کے حوالہ کیا اور قید کرکے قلعہ گوالیار بھیجدیا۔ یہان دیوانہ ہوکر قید مین مرگیا۔

تھانیسر مین ایک ایسا بڑا تالاب ہے جسکو چھوٹا دریا کہنا چاہیئے۔ وہان ایک فضاء وسیع ہے جسکو کورکھیت (کرچھیتر) کہتے ہین گرہن کے دن یہان ہندوؤن کا بڑا اجتماع ہوتا ہے۔ سونا۔ چاندی۔ جواہر۔ اقمشہ۔ امتعہ نفیسہ ظاہر و پوشیدہ پن ہوتے ہین۔ زر کو یہان پانی مین ڈالتے ہین جس سے کہ گفتہ است نکوئی کن و در آب انداز۔ کا مضمون سمجھہ مین آتا ہے۔ اس سال مین بادشاہ کے آنے سے پہلے بہت سے سناسی یہان جمع ہوگئے تھے۔ اسکے دو گروہ تھے ایک کا نام کر تھا۔ دوسرے کا نام پوری۔ ایک جگہ پر دونو کا جھگڑا ہوا پہلا کہتا تھا کہ ہم وہان اترینگے۔ ان لوگون کی تجرد و گزینی اس وجہ سے نہین ہے کہ انکا دل دنیا سے سرد ہے۔ اگر نفس الامر مین تارک دنیا ہوتے تو ہمیشہ آزمند ہوکر شہوت و غصہ کے مغلوب و حرص و قہر کے مقہور نہین ہوتے۔ انمین نزاع کا باعث یہ تھا کہ تالاب کے کنارہ پر ایک مکان معین تھا کہ وہان گروہ پوری بیٹھکر دام گدائی بچھاتے تھے۔ ہزارون ہندو انکو پن دیتے تھے۔ ان دنون مین گروہ کر نے غلبہ کرکے پوریون کی جگہ چھین لی۔ یہ کرون سے لڑ نہین سکتے تھے کہ اپنی جگہ ان سے چھڑا لیتے انکے گرو کیسو پوری نام قصبہ نبالہ مین شہنشاہ کی خدمت مین داد خواہ آئے کہ ہماری جگہ کرون نے زبردستی چھین لی ہے۔ اگرچہ ہم انکا مقابلہ نہین کر سکتے مگر ہمت کرکے ان سے لڑینگے اپنا خون خاک مین گرائینگے۔ یا اس قطعہ خاک کو ان سے لینگے۔ کرون کے گرو نے آنکر یہ عرض کیا کہ یہ جگہ موروثی ہماری ہے پوریون نے چند مدت سے چھین لی ہے۔ اب ہم یہان آنکر بیٹھے ہین جہانتک بدن و جان کا تعلق ہے ہم کو اس مین سے تعلق ہے جب بادشاہ تھانیسر مین آیا تو انکے معرکہ مین گیا۔ دونو گروہ ایسے اپنے اپنے جوش مین بھرے ہوئے تھے کہ شہنشاہ نے ہرچند انکو سمجھایا کہ لڑو بھڑو نہین مگر اس سمجھانے سے اور زیادہ بگڑے تو بادشاہ نے انکو لڑنے کی اجازت دیدی۔ کہ وہ اپنے کیئے کی سزا پائین۔ اتفاقاً اس دن ان سناسیون کا ہجوم بہت زیادہ ہوگیا تھا۔ جانبین سے صفین آراستہ ہوئین۔ اول ہر طرف سے ایک مرد لاف زن آگے آیا اور تلوار سے لڑا

تیری بیٹی کو مار ڈالونگا۔ مگر یہان دار الخلافہ مین حضور کے خوف سے اس امر کا مرتکب نہین ہوتا
اب معلوم نہین اپنی جاگیر مین لیجاکر اسکا حال کیا کرتے شہنشاہ نے اس قدیم الخدمت عورت کی گریہ
و زاری پر رحم فرماکر ارشاد کیا کہ اب مین شکار کو جاتا ہون۔ تیری خاطر سے مین خواجہ معظم کے
گھر کے طرف سے جاؤنگا۔ وہ بر سر راہ مجھے سلام کرنے آئیگا۔ مین اسے سمجھا کر منع کر دونگا
کہ وہ تیری لڑکی کو ساتھ نہ لیجاے۔ جب بادشاہ اسکے گھر کی طرف چلا تو اس نے رستم خان و
مقبول خان کو بھیجکر خواجہ کو اپنے آنے کی اطلاع دی۔ بادشاہ کا مطلب جو اس اطلاع سے تھا
وہ سمجھ گیا۔ اس نے جھنجلا کر بادشاہ کے آدمیون سے کہہ دیا کہ تم جاکر حضور سے کہہ دو کہ وہ نہین آتا۔ اور غصہ
مین لال پیلا ہوکر اپنی حرم سرائے مین گیا۔ وہان زہرہ آغا حمام مین نہاکر کپڑے پہن رہی تھی کہ اس
سفاک نے خنجر سے اسکا کام تمام کیا۔ روزن خانہ سے سر نکال کے جسجگہ رستم خان کھڑا تھا خون سے
بھرا ہوا خنجر ڈالدیا۔ اور چلایا کہ مین نے خون کیا خون کیا جاکر کہہ دو۔ رستم خان نے اس خنجر کو حضور
مین پیش کیا۔ یہ دیکھ کر شہنشاہ قہر و غضب مین بھر کر خواجہ کے گھر مین آیا۔ خواجہ بھی تلوار کے
قبضہ پر ہاتھ دھر سامنے آیا۔ شہنشاہ نے للکار کر کہا کہ یہ کیا وضع ہو کہ شمشیر کے قبضہ پر ہاتھ دھرا
ہے اگر تو نے اسکو ذرا حرکت دی تو تیرا سر اسی تلوار سے اڑا دونگا۔ خواجہ کے ہاتھ پاؤن دبدبہ
شاہی سے پھول گئے۔ آدمیون نے اسے مقید کر لیا۔ اسکا ایک گجراتی غلام تلوار لئے خواجہ کے پیچھے کھڑا
ہوا تھا اوسکے تیور بگڑے ہوئے۔ شہنشاہ نے دیکھ کر قتلق قدم خان سے فرمایا کہ بزن۔ یہ حکم ہوتے ہی
قدم نے اس صفائی سے اسکا سر اڑایا کہ بن سر اسکے دیر تک کھڑا رہا۔ اسکی گردن سے خون بہتا رہا۔
دیوانہ خواجہ سے پوچھا گیا کہ تو نے اس عاجزہ کو کس گناہ کے سبب سے مارا۔ تو یہ سفاک بیباک بیہودہ
بکواس کرنے لگا۔ لات گھونسون سے خاموش کیا گیا۔ پھر دریا پر اسکو لاتین مارتے ہوئے بال کھینچتے ہوئے لائے
اسکے لڑکے اور اسکے ملازمون کے واسطے جو اسکی بدمستی و آشفتہ دماغی مین ہم کاسہ تھے حکم ہوا کہ ہاتھ
اور گردن باندھ کر جمنا مین غوطے دیئے جائین۔ ہرچند خواجہ کو بہت غوطے دیئے گئے مگر وہ اپنی
سخت جانی سے ہرزہ گوئی سے باز نہ آیا۔ اور بزرگان دین کو گالیان دیتا رہا جس سے
جانتا تھا کہ بادشاہ کو سخت رنج ہوتا ہے۔ سب کو یقین تھا کہ ان غوطون مین موج فنا کی تھپیڑ

فتح خان کو تنگ کر رکھا تھا۔ مگر اسی اثنا میں جب اس پاس خبر آئی کہ بادشاہی لشکر اس کے سر پر چلا آتا ہے تو اس نے محاصرہ سے ہاتھ اوٹھا کر قلعہ گیری کے دائرہ سے قدم باہر رکھا فتح خان دو بدوئی اور تزویر سے اپنا کام چلاتا تھا۔ جب سلیمان کے لشکر کی مزاحمت سے خالی قلعہ خالی ہوا تو اوس نے ذخیرہ و آذوقہ کی گردآوری میں اہتمام کیا اور اپنے بھائی عثمان پاس جسکو قلیج خان اپنی ہمراہ بادشاہ پاس لایا تھا مخفی پیغام بھیجا کہ آذوق و ذخیرہ کی طرف سے میرا دل بیفکر ہے تو جس طرح ہو سکے یہاں قلعہ میں چلا آ۔ حسن خان کا علانیہ جانا تو دشوار تھا اس نے یہ بہانا بنایا کہ بادشاہ کسی خاص آدمی کو میری ہمراہ کر دے کہ وہاں جا کر میں اپنے بھائی کو استمالت شاہی سے یہاں لے آؤن کہ وہ قلعہ کی کنجیاں حضور میں نذر دے۔ اس لئے بادشاہ نے یہ خدمت قلیج خان کی حوالہ کی وہ فتح خان پاس گیا۔ اسنے ظاہری ملائمت منافقانہ بہت کی اور جھوٹے وعدے کر کے وقت کو ٹالا۔ قلیج خان نے یہ حال دیکھ کر مراجعت کی۔ اور بادشاہ سے یہ سارا حال عرض کیا۔ بادشاہ نے اس قلعہ کی فتح کو ولایات شرقیہ کی فتح کے ساتھ موقوف رکھا

سال دہم جلوس ۹۷۳ھ کا ایک واقعہ یہ ہے کہ حدود سامانہ میں شیر محمد نے تاخت و تاراج کرنی شروع کی۔ خواجہ معظم کا خدمتگار وہ تھا۔ پھر بیرم خان پاس وہ آیا اس نے حسن صورت کی وجہ سے اپنا مقرب بنایا اور اوسکے اقبال کے زمانہ میں اس نے اعتبار پایا اسکے ادبار کے زمانہ میں وہ سامانہ گیا تھا۔ ان دنوں میں کہ بادشاہ علی قلی کی بغاوت مٹانے کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے فساد برپا کیا۔ ملا نور محمد ترخان نے کہ ان حدود میں فوجدار تھا میر دوست محمد کو سامانہ میں مقرر کیا تھا۔ شیر محمد نے اسکو اپنی گھر مہمان بلایا اور اپنی مجلس میں ناگاہ ایک تیر اس کے سینہ میں لگایا اور کام تمام کیا۔ اس پرگنہ میں اس کا مال و اسباب جو تھا لے لیا اور پھر پالیر کیطرف گیا اس پرگنہ میں خالصہ کی متصدار کا سارا مال و اسباب لوٹ لیا اور آدمی جمع کر کے ولایت محروسہ میں تاخت کرنے لگا۔ ملا نور الدین نے ایک جماعت کو ساتھ لیا اور موضع دھنوری میں کہ سامانہ کی حدود میں ہے پہونچا

حدود سامانہ میں شیر محمد کی تاخت و تاراج سنہ ۹۷۳ھ

پھر تیر و کمان سے آپسمین خوب تیر باران ہوا۔ پوربون کے گروہ نے گرون پر تیر مارنے شروع کیئے۔ پوری کم تھے اِس لئے بادشاہ نے چند نفر کہ جنگ سنگ خوب جانتے تھے۔ اور پچھاسے توران اور چروہاے ہندوستان کو اشارہ ہوا کہ پوربون کی کمک کرو۔ اس کمک شاہی سے پوربیون کا پلہ بھاری ہوا۔ انہون نے گرون کے گروہ آنند کو مار کر انکو پراگندہ کر دیا۔ بادشاہ نے یہ تماشا دیکھکر اپنی سپاہ سے ایسا انتظام کرادیا کہ پھر دوبارہ فساد کچھہ نہین ہوا۔ لاہور سے بادشاہ دہلی کو آتا تھا کہ راہ مین یہ واقعہ پیش آیا۔

سال نہم جلوس ۹۷۲؁ کے واقعات مین سے ایک یہ ہے کہ صوبہ بہار مین ہندوستان کے قلاع والا ارتفاع مین سے ایک قلعہ رہتاس ہے جو ایک پہاڑ پہ نہایت بلند ہے اور عرض و طول اسکا پانچ کوس سے زیادہ ہے۔ زمین ہموار سے اس قلعہ کی سطح تک ایک کوس کا ارتفاع ہے اس مین سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ باوجود اس بلندی کے اسمین جسجگہ چاہو دو دو گز نیچے کھودو تو میٹھا پانی نکل آتا ہے۔ اس قلعہ کی بنا کی ابتدا سے کسی فرمانروا نے سوا شیرشاہ کے اس پر استیلا نہین پایا۔ ہم آیندہ لکھینگے ..... کہ شیرخان نے اسکو کس فریب سے لیا تھا۔ یہ قلعہ فتح خان پٹنی کے ہاتھ آیا۔ وہ شیرخان کے بڑے سردارون مین تھا۔ اس قلعہ کی پشت گرمی سے وہ سلیمان کررانی حاکم بنگالہ سے خوشنما برتت کرتا تھا اور دوربینی کے سبب سے شہنشاہ اکبر پاس بھی ہمیشہ عرضداشت بھیجتا رہتا تھا اور اسمین اپنی دولتخواہی کا اظہار کرتا تھا۔ جن دنون مین علی قلیخان کی بغاوت نے شہرت پائی تو بادشاہ نے قلیچ خان کو فتح خان پاس بھیجا کہ اوسکے احوال سے آگاہ ہوکر اسکو عہد و پیمان مین ایسا پختہ کرے کہ جب ہم جونپور مین آئین تو وہ وہان آجائے۔ قلیچ خان نے بہت جلد فتح خان کو اطاعت شاہی مین پختہ بنایا اور اوسکے چھوٹے بھائی حسن خان پٹنی کو دارالخلافہ مین بادشاہ کی خدمت مین لایا +

جب بادشاہ جونپور مین سال دہم ۹۷۳؁ مین آیا تو قلیچ خان کو بادشاہ نے دوبارہ فتح خان پاس اس نظر سے بھیجا کہ سلیمان حاکم بنگالہ نے قلعہ رہتاس پر فوج بھیج رکھی تھی کہ علی قلیخان کی مساعدت و معاضدت سے اسکو فتح کرلے۔ سلیمان کے لشکر نے علی قلیخان کے اظہار سے

محمد حسین مرزا نے علم بغاوت بلند کیا۔ اپنی ساتھ آدمیون کو جمع کرکے ولایت سنبل اور اسکے نواح
مین تاخت تاراج شروع کی۔ جب اس نواح کے سب جاگیردار اس سے لڑنے کے لئے کھڑے ہوے
تو انہین انسے مقابلہ کرنے کی طاقت نہین تھی۔ اس لئے وہ خان زمان و سکندر خان پاس چلے گئے مگر ان
بجرو خودسرون کی ان شورش طلب بدنہاد و کج نہاد صحبت نہ بنی۔ کیونکہ انہین ہی ہر ایک کو سری اور
سرداری کا دعویٰ تھا۔ وہان سے پھر کر دوابہ مین آن کر اور فساد مچا یا نیمکار (نیمکھار) مین
گئے کہ یہان کا جاگیردار بادشاہی خواہرزادہ حاجی خان سیستانی تھا وہ انکی مدافعت کے لئے کھڑا
ہوا۔ مگر اس نے لڑکر شکست پائی اور ان شہزادون کو بہت اسباب رہا تھی زر نقد اور اشیاء
ہاتھ لگے۔ اس طرح لوٹتے مارتے دہلی کی حدود مین آئے۔ تاتار خان دہلی کو مستحکم کرکے اور منعم خان
آگرہ سے چلکر انکے مدافعت کے لئے آئے تو مالوہ کو خالی سمجھکر اسطرف چلے قصبہ سنپت مین میر معزالملک
سے جو بادشاہ پاس پنجاب جاتا تھا دو چار ہوگئے۔ اسکا اسباب لوٹ لیا منعم خان نے انکا
تعاقب صلاح وقت نہ دیکھا وہ آگرہ چلا آیا۔ اس جماعت نے جاکر مالوہ کو قبضہ مین کرلیا۔
اوسوقت مالوہ مین محمد قلی برلاس حاکم تھا اور وہ بعض مہمات کی ضرورت کے سبب سے بادشاہ پاس
گیا ہوا تھا۔ اسکے داماد خواجہ ہادی معروف بہ خواجہ کلان نے اجین کو مستحکم کیا۔ مگر اسکے
جو ہمراہی تھے وہ ایسے ذلیل و رذیل تھے کہ وہ مرزاؤن سے جا ملے۔ خواجہ کی بساط مین جو کچھ
تھا وہ اونہون نے لوٹ لیا۔ ھنڈیہ مین قدم خان برادر مقرب خان دکنی تھا۔ محمد حسین مرزا نے
جاکر اسکا محاصرہ کیا۔ مقرب خان دکنی قلعہ سنتواس مین تھا۔ شہاب الدین قاسم خان حج کو جاتا تھا اسکا
بھانجا حسین خان اسکے ساتھ کچھ دور گیا تھا کہ وہ پھر کر سنتواس مین آیا تھا کہ مرزاؤن کا غوغا
سنا تو اس نے بھی قلعہ سنتواس مین پناہ لی۔ ابراہیم حسین خان نے اسکا محاصرہ کیا۔ اس اثنا مین
محمد حسین مرزا ھنڈیہ پر متصرف ہوا۔ قدم خان کو مارا۔ اسکے سر کو قلعہ سنتواس مین لائے تو
مقرب خان کے ہاتھ پاؤن پھول گئے۔ وہ مرزا پاس آنکر ملا حسین خان بھی باہر آیا۔ مرزا
نے ہر چند اسے نوکری کو کہا۔ مگر اس نے اسے قبول نہ کیا۔ جب بادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو اس نے
حکم دیا کہ محمد سلطان مرزا کو اعظم پور سے قلعہ بیانہ مین پہنچا دو۔

شیر محمد اپنی عشرت میں مشغول تھا۔ ملا نورالدین فی الحقیقت کچھ نہ سمجھا۔ چند آدمیوں کو لیکر مقابلہ کو آیا کہ اوسکے گھوڑے نے درخت کے تنہ سے ٹکر کھائی وہ گرا۔ پیادوں کی جماعت نے اُسے قید کر لیا۔ ملا نے اُسے قتل کیا۔

شورش مرزاؤن کا واقعہ ۹۷۴ھ

سال یازدہم ۹۷۴ھ کے واقعات میں سے یہ واقعہ ہے کہ خاندان تیمور کے شہزادوں نے غدر مچایا جسکی تفصیل یہ ہے محمد سلطان فرزند رشید سلطان اویس مرزا ابن بایقرا ابن منصور بن بایقرا بن عمر شیخ بن امیر تیمور تھا۔ والدہ محمد سلطان مرزا کی سلطان علی مرزا کی بیٹی تھی۔ اس مرزا نے اپنی فرمانروائی کے عہد میں محمد سلطان مرزا اپنے نواسے کو خود تربیت کیا تھا۔ جب وہ مر گیا اور خراسان میں تفرقہ عظیم برپا ہوا تو محمد سلطان مرزا حضرت فردوس مکانی (بابر) کی خدمت میں آیا۔ جسنے اسپر بہت عنایت کی۔ اور جب جنت آشیانی (ہمایون) کی سلطنت ہوئی تو بدستور سابق اسپر مہربانی شاہی رہی۔ اسکے دو بیٹے تھے ایک الغ مرزا۔ اور دوسرا شاہ مرزا۔ یہ دونو بادشاہ کے ملازم رہے۔ انکے معاملات جو ہمایون کے ساتھ ہوئے وہ ہمایون کی سلطنت کے تاریخ میں بیان ہو چکے ہیں۔ الغ مرزا کو اپنے اعمال کی مکافات لشکر ہزارہ کی تاخت میں ملی اسکے دو بیٹے تھے سکندر مرزا اور محمد سلطان مرزا الغ مرزا کے کشتہ ہونے کے بعد شہنشاہ ہمایون نے ان لڑکون کی تربیت کی اور اسکندر مرزا کو الغ مرزا کا اور محمد سلطان مرزا کو شاہ مرزا کا خطاب دیا۔ جب شہنشاہ اکبر کی سلطنت ہوئی تو اس نے محمد سلطان مرزا کو مع بنا بر خوشنودی کے اپنی عنایت سے سرفراز کیا۔ محمد سلطان مرزا بہت بوڑھا ہو گیا تھا۔ اسکو سپاہ گری سے معاف رکھکر پرگنہ اعظم پور کہ سرکار سنبل میں تھا خرچ معیشت کے لئے مرحمت کیا۔ کہ یہان آرام کر کے اشغال دعا میں مشغول ہو۔ بڑھاپے میں اسکے کئی بیٹے ہوئے۔ اوّل ابراہیم حسین مرزا۔ دوم محمد حسین مرزا۔ سوم مسعود حسین مرزا چہارم عاقل حسین مرزا۔ شہنشاہ نے ان مرزاؤن میں سے ہر مرزا کو لائق جاگیریں سرکار سنبل میں دیں۔ اکثر مہمات میں وہ بادشاہ کے ساتھ رہتے تھے۔ جب اس سے فارغ ہوتے تھے تو اپنی جاگیرون میں چلے جاتے تھے۔ ان دنون میں کہ بادشاہ مرزا حکیم کی شورش کے مٹانے کے لئے دارالخلافہ آگرہ سے پنجاب کو روانہ ہوا تو الغ مرزا اور شاہ مرزا اور ابراہیم حسین مرزا۔ و

ایک ایسے قلعہ عالی کی تعمیر کا حکم دیا کہ وہ اس سلطنت کے لائق ہو۔ پہلے ایک قلعہ شہر کی شرقی سمت مین
جمنا کے کنارہ پر تھا۔ حوادث روزگار کے لصادم سے اسکے ارکان مین اختلال آگیا تھا۔ اسکو بالکل
اوکھیڑ ڈالا۔ اور اسکی جگہ حصن حصین و حصار سنگین بنایا۔ بنیاد اسکی ایسی گہری کھودی کہ وہ پانی
سے بھی نیچی گئی۔ احاطہ اسکا ڈیڑھ میل تھا۔ دیوار کا عرض تین گز پادشاہی اور ارتفاع مین ۲۰ گز تھا
(۷۰ فیٹ) ہر روز تین چار ہزار معمار۔ چابکدست اور قوی بازو مزدور اور عملہ فعلہ ہمیشہ کام
کرتا تھا۔ بنیاد سے کنگرہ تک وہ سنگ سرخ سے بنایا گیا۔ پتھرون کو آہنی حلقون سے ایسا جکڑ دیا
کہ اوسکے اندر بال برابر بھی درز نہ رہی۔ آٹھ سال مین یہ قلعہ مع کنگرون و فصیل و سنگ انداز وغیرہ کے
تیار ہوا اور ۳۵ لاکھ روپیہ اس مین خرچ ہوا۔ قاسم خان میر بحر و بر اسکی تعمیر کا مہتمم تھا۔ وہ نہایت
لائق و قابل انجنیر (میر عمارت) تھا۔ یہ قلعہ ابتک موجود ہے فرنگستانی سیاح اسکو دیکھ کر بہت
تعریف کرتے ہین۔ اس زمانہ مین وہ حقیقت مین ایسا مستحکم نہین جیسا وہ بظاہر دکھائی دیتا ہے۔ اس
زمانہ کی سائنٹفک انجنیری اسمین بہت نہین خرچ ہوئی۔ مگر پھر بھی وہ سارے شہر اور دریا پر اپنی فرمانروائی
کی شان دکھاتا ہے۔ کہتے ہین کہ پادشاہ کا ارادہ فتحپور سیکری مین اپنے دارالخلافہ بنانے کا تھا۔
اور وہان قلعہ کی بنیاد کے نشان بھی ہین۔ مگر حضرت سلیم چشتی نے اسے فرمایا کہ یہ مقام فقیر کے
حوالہ کرو۔ اور اپنا قلعہ آگرہ مین بناؤ۔ فتحپور سیکری کی آب و ہوا خراب تھی۔ کوئی دریا وہان نہ تھا
اسلئے یہان جمنا کے کنارہ پر جسمین کشتیان و جہاز چل سکتے ہین یہ قلعہ تعمیر کرایا۔ شاہجہان نے
اور عمارت بنوا کے اسکو اور زیادہ رونق دلائی جسکا بیان اسکی سلطنت مین ہو گا۔

پادشاہ کا اقبال سال بسال و ماہ بماہ و ہفتہ بہفتہ و روز بروز بڑھتا جاتا تھا۔ ملکون کی
فتوح۔ ولایتون کی معموری۔ راہون کی امنی۔ اور نرخ اشیا کی ارزانی نے ترک و تاجیک و
سپاہی و سوداگر و ملا و درویش اور تمام اقسام کی خلق کو چارون طرف سے پادشاہ کی
خدمت مین بلایا۔ سال ہشتم ۹۷۱ھ مین کاشغر سے خواجہ معین خاوند محمود آئے۔ یہ خواجہ
عبد اللہ معروف خواجگان خواجہ کی اولاد مین سے تھے۔ جب وہ حوالی آگرہ مین آئے تو۔
اکثر امرا انکے استقبال کو گئے۔ اور شہنشاہ نے بھی درویش نوازی کی ہر رسم کو ادا کیا وہ

جب بادشاہ چتوڑ کے قلعہ کو خود گیا تو اوسنے سال دوازدہم ۹۷۶ھ مین شہاب الدین احمد خان کو ان مرزاؤن کے مالوہ سے نکالنے کی خدمت حوالہ کی۔ شاہ بداغ خان مراد خان حاجی محمد خان سیستانی اور ایسے ہی اور امیرون کو مالوہ مین جاگیرین دے کر انکے ذمہ اس کام کو کیا۔ وہ قلعہ اگاگرون سے رخصت ہو کر جلد اجین مین پہنچے۔ مرزا پہلے اس سے کہ بادشاہی لشکر پہونچے گجرات بھاگ گئے جسکی تفصیل یہ ہے کہ الغ مرزا جو سب مین بڑا تھا وہ بادشاہی لشکر کی خبر سنکر ابراہیم حسین مرزا اور محمد حسین مرزا پاس اجین مین گیا تا کہ سب بھائی متفق ہو کر اپنے لئے کوئی تدبیر نکالین۔ جب انکو یہ خبر ہوئی کہ لشکر شاہی قلعہ گاگرون کے قریب ہوگیا تو وہ سب مندو مین آئے۔ بادشاہی لشکر کا خوف انپر ایسا طاری ہوا کہ انکے قدم یہان بھی نہ تھمے۔ وہ گجرات کی جانب بھاگے اور چنگیز خان کا دامن پکڑا۔ وہ سلطان محمود گجراتی کا غلام تھا اور اب یہان فرمان روائی کرتا تھا۔ اب آگے ہم حال لکھینگے کہ گجرات کے فتح ہونیسے ان مرزاؤنکا کیا ستیاناس ملا +

سال نہم ۹۷۲ھ کی سوانح مین سے نگرچین کا بسانا ہے۔ ایک موضع گگرالی تھا۔ اس گانو مین کی آب وہوا دلکشا۔ اور زمین وصحرا کی طراوت بڑی دلکش تھی۔ اسمین اور دار الخلافہ مین آٹھ فرسنگ کا فرق تھا۔ بادشاہ نے اس حصار دولت افزا مین دلکش عمارت بنائین اور جان پرور باغ لگائے تھوڑے دنونمین چابکدست معمارون نے انکو تیار کردیا۔ اور اعیان مملکت اور ارکان خلافت نے اپنے حسب حال یہان مکانات تعمیر کرائے اور باغ لگائے۔ بادشاہ نے اس جگہ کا نام نگرچین رکھا۔ مکان آرامش وآسودگی رکھا۔ یہان بادشاہ چوگان بازی اور سیر وشکار سے دل اپنا خوش کیا کرتا تھا۔ نگرچین اس بادشاہی کے عہد مین بالکل ویران ہو کر بے نام ونشان ہوگیا بادشاہ کبھی جاندارون کی حیات کے لئے زراعت وتخم ریزی وآبدہی سے زمین کی اصلاح کرتا کہ اسباب امیری میسر ہون۔ کبھی حفظ اموال واقوات وحراست نام وناموس اور وارانسانی کی بقاء کی نگہبانی کے لئے مستحکم قلعے بناتا کہ دولت صوری ومعنوی کی مراد حاصل رہے ان دونون دار الخلافہ آگرہ مین کہ ہندوستان کا مرکز تھا۔ ملکی ومالی مصالح کے لئے

ملک پر متوجہ ہوا ٭

## قلعہ چیتوڑ کے معاملات

شہنشاہ اکبر ہمیشہ یہ چاہتا تھا کہ گردن افراز سرکشون کو پائمال کرون - تمام ہندوستان
کی وحدت انتظامی یعنی سب جگہ ایک ہی پادشاہی انتظام قائم کرون - آسودگی و آسایش
خلق کو پہنچاؤن رعیت کے سکھ چین مین اپنی راحت سمجھون - جن فاسد دماغ گردن کشون کے
دماغ مین سرداری کا مالیخولیا پیدا ہوتا تھا انکا معالجہ وہ خوب کرتا تھا - جب وہ اپنے
دار الخلافہ مین پنجاب سے آیا تو اسکو محمد سلطان مرزا کے بیٹون کے فساد اوٹھانے کا حال معلوم ہوا
جنکا علاج اس نے بخوبی کیا - اس کا آگے بیان آئیگا -

مالوہ کو پادشاہ لشکر لئے جاتا تھا جب وہ دھول پور مین آیا - رانا اودے سنگھ کا بیٹا سکت سنگھ
شہنشاہ کی ہمراہ تھا - اس سے پادشاہ نے خطاب کر کے فرمایا کہ ہند کے اکثر زمیندار اور بزرگ راجے
آستانہ بوسی سے سرافراز ہوئے - مگر تمہارا رانا ہماری پائے بوسی کو نہین آیا - اگر ہم ایلغار اسپر
کرین تو ہماری خدمت تو کیا کریگا - پادشاہ نے یہ بات خوش طبعی سے اسسے کہی تھی کہ
مالوہ کے فتنہ انداز غافل ہون کہ پادشاہ کا قصد اور طرف ہے - مگر یہ راجہ کا لڑکا اس رمز کو
نہین سمجھا - بلکہ اسنے یہ جانا کہ حقیقت مین پادشاہ میرے باپ کو سزا دینے جاتا ہے اسکو اپنی
اس بدنامی کا خوف ہوا کہ لوگ کہینگے کہ وہ خود جا کر پادشاہ کو باپ پر چڑھا لایا ہے - ان
وہمون کے سبب سے وہ بھاگ گیا - ہنسی کی پھبسی ہوئی - مغربی ہندوستان کے حصہ اعظم مین رانا اودیسنگھ
چیتوڑ کا راجہ سب سے بڑا اور سب سے زیادہ قدیمی راجہ تھا - وہ اپنے خاندان کا افتخار اور کوہستان
محکم اور متین قلعے ملک و مال رجپوتون کی سپاہ جان نثار - غرض ساری سامان دنیا کے جن سے
انسان کو نخوت ہوتی ہے رکھتا تھا - اسکا باپ رانا سنگا بابر سے لڑا تھا - اس نے اپنے غرور
اور خود داری کے سبب سے یہ نہ جانا کہ اکبر کون ہے -

اب پادشاہ نے رانا سے لڑنے کا ارادہ مصمم کیا - اواسط ربیع الاول سنہ ۹۷۵ھ کو وہ اس کام
کے لئے چلا - اول ولایت ہندوارہ مین قلعہ سیوی پور مین آیا - یہ رانا کا قلعہ آگرہ سے
۱۲۰ میل کے فاصلہ پر جنوب مغرب مین میواڑ کے تھا - رنتھنبور کے رائے سرجن ہاڈا کی سپاہ کے کچھ

پیشوائی کو گیا۔ مرزا شرف الدین حسین جنکا ذکر اوپر ہوا انہین کے صاحبزادہ تھے۔
سال نہم ۹۸۱ھ مین سید اجل امیر مرتضیٰ جو علامہ جرجانی کی اولاد مین سے تھے اور فنون معقول و منقول مین ید طولیٰ رکھتے تھے حرمین شریفین کا طواف کر کے پادشاہ کے پاس آئے۔ پادشاہ نے بھی انکے آنے کو مغتنم جانا۔
امراء کی بغاوتیں سات سال تک رہین۔ جب عبداللہ خان اوزبک مالوہ سے شکست پاکر گجرات بھاگا ہے تو اور اوزبک سرداروں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ نوجوان پادشاہ بابر کی اولاد ہے جو اوزبک کے خون کی پیاسی تھی وہ اپنے باپ دادا کا بغض ہم سے نکالیگا اور ہمکو ذلیل و خوار کریگا ۹۷۲ھ مین اکثر اوزبک سردار باغی ہوئے خانزمان اور آصف خان سکندر خان وغیرہ نے سرکشی اختیار کی۔ پادشاہ نے ان باغیون کی لڑائیون کا خاتمہ اس خوبی سے کیا کہ وہ اسکی عقل و دانش کا کارنامہ ہے۔ ان باغیون کی لڑائیون کی صورتین مختلف رہین — ان مین پادشاہ کی فتح اکثر رہی۔ مگر کبھی کبھی باغیون کو بھی فتح ہوئی۔
ان صورتون مین پادشاہ نے اپنی اطاعت کے لئے نہین بلکہ انہین کے فائدہ کے لئے انکو اپنا دوست بنایا۔ بعض باغیون نے اطاعت اختیار کر کے اپنی حالت پہلے سے بہتر کر لی۔ بعض نے اپنے قصور بار بار معاف کرائے مگر اپنی شرارت سے باز نہ آئے۔ آخر کو پادشاہ نے اپنی ذاتی کوشش و سعی سے سب بغاوتون کو خاتمہ پر پہنچایا۔

امراء کی بغاوت

# بیگانہ ملکون پر شہنشاہ اکبر کے متوجہ ہونیکا بیان

اب تم نے دیکھ لیا کہ کن کن پادشاہی سردارون نے بغاوت کی اور ان سرکشون کے دفع کرنے مین پادشاہ کو کیا کیا دشواریان پیش آئین ادھر ان اپنے سردارون سے کارزار کرتا اودھر شیر شاہ کے جانشینون سے برسر پیکار رہتا۔ اس نے اپنے بدخواہون کو خواہ اپنی زور اور قوت سے غارت و معزول کیا۔ خواہ اپنی عنایت و مروت سے خیر خواہ بنایا۔ وہ اپنی چھبیس برس کی عمر مین پختہ ہو گیا۔ تو اب اسکو فرصت ملی۔ کہ بیگانہ ملکون پر وہ متوجہ ہو۔ اول وہ چیتوڑ کی

چتوڑ کا محاصرہ

کالی گھٹاؤن نے پہاڑون کو گھیر لیا اور قلعہ پر تاریک نقاب ڈالدی۔ عواصف و ریاح کی
شدت نے اور بوارق و صواعق کے صدمات نے زمین و زمان کو متزلزل کیا۔ اور ابر اور رعد کے
شور نے کون و مکان مین جوش و خروش مچایا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ انسان کے معاملات مین
نیچر حصہ لینا چاہتا ہے۔ اور یہ شدید طوفان آیندہ طوفان کا تجربہ آثار رہا ہے۔ ایک
سچا ہندو توان بادلون کی گرج کا ترجمان یہ ہوگا کہ وہ اندر کی آواز ہے اور یہ یقین کریگا
کہ چتوڑ کا محافظ دیوتا جو سورج ہے غصہ سے بول رہا ہے۔ اور رنج والم کی پیشین گوئی کر
رہا ہے۔ غرض مسلمانون کو باد و باران کے طوفان سے اذیت ہوئی۔ ایک گھنٹہ
مین ہوا صاف ہوئی تو قلعہ دور سے نظر پڑا۔ دوسرے روز بادشاہ نے پہاڑ کے گرد دورہ
کیا۔ اور ارباب مساحت کو حکم دیا کہ وہ مساحت اور حساب صحیح کرین کہ اسکے موافق حملہ کی تیاری
اور سپاہ کی تقسیم ہو۔ دورہ کوہ دو کروہ اور مابین کوہ آمد و رفت خلائق کی راہ پانچ کروہ
پیمائش ہوئی۔ اسکی تسخیر کے لئے بخشیان عظام کو حکم ہوا کہ مورچونکی تقسیم کرین۔ جو بادشاہ کی
ہمراہ سپاہ تھی اوسنے اپنے مورچے جمائے۔ اور جو سپاہ نئی آتی جاتی تھی وہ جدا اپنے
مورچل بناتی تھی۔ اس طور سے ایک مہینے مین قلعہ تمام دور کو لشکر شاہی نے گھیر لیا۔ اسی اثنا
مین بادشاہ نے اپنے امراء کو بھیجا کہ وہ پاس کے ملک کو تاخت و تاراج کرین اور اس حدود کے
سرکشون کی تادیب و تنبیہ کرین۔ شہر رامپور کے لئے آصف خان کو ایک جماعت امراء کے ساتھ متعین
کیا۔ اس نے جاتے ہی تلوار کی کنجی سے فتح حاصل کی۔ لوگ بتاتے تھے کہ اودے پور و کوہ گوگندہ
کی طرف رانا ہے۔ اس لئے وہان حسین قلیخان کو روانہ کیا کہ رانا کو گرفتار کرے۔ حسین قلیخان
شہر اودیپور مین جو رانا کی دار الایالت تھی آیا۔ یہان کے گردن کشون کو مارا دھاڑا۔ اور
جہان رانا کے آدمیون کی گروہون کو دیکھا انکو تہ تیغ کیا۔ اور بہت کچھ لوٹ کا مال حاصل کیا
اور رانا کی جستجو مین تگاپو کی مگر اوسکا پتا نہ پایا تو بادشاہ نے اوسکو اپنے پاس بلا لیا
اس عرصہ مین لشکر کے بہادر چتوڑ کے قلعہ پر حملہ آوری کرتے اور دلیری اور دلاوری کی
داد دیتے خاصکر عالم خان و عادل خان لیکن کچھ سود مند نہ ہوا۔ اہل زمین کا

آدمی اسمین تھے۔ وہ پادشاہی لشکر کے قریب آنے سے بھاگ گئے۔ پادشاہ دو روز یہان ٹھیرا اور یہان کی نواح و حوالی سے آذوقہ کا سامان قلعہ مین فراہم کر کے نظر بہادر کو اسکی حراست سپرد کی۔ یہان سے چند کوس سفر کر کے وہ کوٹہ مین آیا۔ یہ بہی ان حدود مین ایک محکم جگہ تھی۔ یہ ولایت شاہ محمد قندھاری کو سپرد ہوئی۔ پہر وہ مالوہ کی سرحد پر گاگرون مین آیا۔ کوٹہ کی طرح یہان بہی قیام کیا۔ یہان سے لشکر بسرکردگی شہاب الدین احمد خان مالوہ مین محمد سلطان مرزا کے بیٹون کی بغاوت کے دور کرنے کے لئے بھیجا گیا۔ وہ پادشاہی لشکر کے آنے کی خبر سنکر اجین سے منڈو مین بھاگے۔ جب یہان بھی انکے کان مین پادشاہی لشکر کے نقارون کی آواز آنے لگی تو الغ مرزا کی جان نکل گئی۔ اور باقی مرزا گجرات مین چنگیز خان پاس چلے گئے اسکے ساتھ ہی پادشاہ نے آصف خان اور اسکے بھائی وزیر خان کو حکم دیا تھا کہ قلعہ مانڈل کو فتح کرے۔ وہ رانا کے مستحکم قلعون مین سے تھا۔ اور راوت بلو [illegible] سنگی یہان قلعدار تھا۔ اسنے سخت مقابلہ کیا۔ مگر پادشاہی لشکر نے اُسے فتح کر لیا۔

شہنشاہ اکبر پاس تین چار ہزار سوار تھے کہ وہ چتوڑ کی طرف چلا کہ شاید رانا لشکر کی کمی کا خیال کر کے پہاڑون مین سے میدان مین باہر آئے۔ اور اسکا کام آسانی سے تمام ہو جاے۔ مگر اودی سنگ بہادر رانا سنگا کا نامرد وارث تھا۔ اسمین یہ کہان جرأت تھی کہ وہ اپنی جان نثار سپاہ کے ساتھ اکبر کی برابر مرد میدان ہوتا۔ وہ جانتا تھا کہ پادشاہ پاس قلعہ گیری کا سامان اس قدر کم ہے کہ وہ قلعونکی طرف متوجہ نہین ہو گا۔ اس گمان سے قلعہ چتوڑ کو مستحکم کر کے چند سال کا آذوقہ وہان جمع کیا۔ اور میرتھا کے جوان مرد جےمل کو اسے حوالہ کیا اور پانچہزار راجپوت ناموار سورما اس قلعہ مین متعین کئے اور اطراف و نواح کو ایسا ویران کیا کہ دشمنون کو صحرا مین گھاس کا پتا بھی نہ ملے اور خود ستگنا اور لی پربت مین دور چلا گیا کہ عافیت مین اس خوف سے رہے جو اسکے ملک پر چھا رہا ہے۔ پادشاہ نے یہ سوچا کہ رانا کے پیچھے پہاڑون مین سرگردان پھرنے سے قلعہ چتوڑ کا فتح کرنا بہتر ہو گا۔

پنجشنبہ ۱۹ ربیع الاول ۹۷۵ھ کو اس نے قلعہ چتوڑ کے سامنے خیمے ڈالدئے۔ اسی روز

اس سخن کو سخن جان کر عرض کیا کہ اس قرارداد پر اس شغل کو چھوڑنا مین صلاح ہے۔ لیکن سلطنت کی غیرت اس بات کو نہ مانتا۔ اور بادشاہ نے فرمایا کہ خلاصی جب ہی انکو ہوگی کہ انا اپنے نفیش حوالہ کرے۔ بادشاہی آدمی ایسے بہ تنگ ہو رہے تھے۔ کہ اس حملہ سے نکلنے مین کوشش کرتے تھے مگر اس سے کچھ فایدہ نہ ہوتا تھا۔

فتح کے یقینی حاصل کرنے کے لئے اور اپنی سپاہ کے جان بچانے کے لئے بادشاہ نے ساباط بنانے کا حکم دیا۔ یہ ساباط بیلدار سلامت کوچے تھے جو قلعہ سے ایک تیرانداز کے فاصلہ سے شروع ہوئے تھے اور وہ دو دیوارون کے بیچ مین تھے۔ اور یہ دیوارین اوٹھا کر قلعہ کے قریب اس طرح لیگئے تھے کہ لکڑی کی بناوٹ کے بڑے بڑے بیلن یعنی اسطوانہ کی شکل اندر سے خالی بنائے تھے اور انکے اندر مٹی بھری تھی۔ انہین باہر سے بھینس کی کھالون سے منڈھا تھا۔ اور بیلدار اونکو اپنی سپر متحرک بناتے تھے۔ اور انکو آگے آگے لڑکاتے لیجاتے تھے اور انکی آڑ مین اپنا کام بناتے تھے جب وہ قلعہ کی دیوار کے نیچے پہنچے تو وہان کوٹھیان ڈالین۔ اور سیڑھیان بنا کے زمین کی اندر نقبین لگائین جنمین بارود بھری گئی اور پھر وہ اڑائین گئین۔ ان کامون کے کرنے مین وقت اور روپیہ بہت صرف ہوا۔ باوجود احتیاطون کے جانین بہت تلف ہوئین پانچہزار گلکار و نجار و سنگتراش و آہنگر و نقاب رات دن کام کرتے تھے۔ انمین سے بحساب اوسط ہرروز سو دو سو آدمیون کو اہل قلعہ کے چابکدست توپچی اڑا دیتے تھے۔ یہ سب کاریگر اپنی خوشی سے آتے تھے۔ بادشاہ نے انکو بیگار مین پکڑنے کی ممانعت کردی تھی۔ اور اس کام کے عملہ فعلہ کو انعام دینے مین بادشاہ نے روپیہ کو ٹھیکری کر دیا تھا۔ اس لئے اس خطرناک کام مین جو کاریگر مارے جاتے تھے انکی جگہ اور آجاتے تھے۔ اور ساباط آگے بڑھتے چلے جاتے تھے مردون پر کچھ خیال نہین کیا جاتا تھا ان کے جسم اینٹون کی جگہ دیوار مین چنے جاتے تھے۔ غرض باوجود ان سب موانع کے کام بہت ہوتا تھا۔ بادشاہ کے موکل خاص نے جو ساباط بنا تھا وہ ایسا وسیع تھا کہ دس سوار برابر برابر اوسکے اندر چلے جاتے تھے اور بلند ایسا تھا کہ فیل نشین نیزہ کو ہاتھ مین لیکر اوسکے نیچے چلا جاتا تھا۔ ان تیاریون مین

ہاتھ آسمان پر کب پہنچتا ہے کہ اس قلعہ پر انکی دسترس ہوئی۔ اکبر ہمیشہ تاکید کرکے تیز جلو بہادرون کو فرماتا کہ اس طرح کی تاخت کو شجاعت نہین کہتے ہین۔ بلکہ وہ تہور مین داخل ہے کہ ارباب دانش اسکو اعتدال سے باہر جانتے ہین اور اخلاق ذمیمہ مین سے گنتے ہین۔ ان آدمیون کو تہور نے ایسا مغلوب کر رکھا تھا کہ بادشاہ کی نصائح ہوش افزا کو نہ سنتے تھے اور ہمیشہ قلعہ کے گرد دوڑے جاتے تھے۔ اور بہت سے مردان نبرد اپنے شجاعت کے چہرہ پر زخمون کا گلگونہ ملتے۔ اور اس انجمن مردآزمائی مین شہادت کا خوش مزہ جام پیتے۔ اسلئے کہ یہ صفدر جو تیر و تفنگ پھینکتے وہ برج و کنگرہ کے سطح کو چھیلتے ہوئی گذر جاتے اور کچھہ کام نہ کرتے۔ اور اُس طرف سے جو وہ آگے تو گھوڑون اور آدمیون کا کام تمام کرتے اسواسطے بادشاہ نے ان سب باتون پر خیال کرکے حملہ کی نہایت مناسب تدبیر یہ سوچی کہ وہ اپنی تمام سعی اور کوشش کو تین مورچلون پر مجمع کرے۔ اول مورچل لاکھوٹہ کے دروازہ کے محاذی۔ یہان کا اہتمام اسنے خود کیا اور حسن خان چغتا اور راجہ بہتر داس و قاضی علی بغدادی اور اختیار خان فوجدار و کبیر خان کو اپنے ساتھہ شریک کیا۔ اس طرف خارا تراش نقابون نے نقب لگانے مین بازوے ہمت کو قوی کیا۔ دوسرا مورچل شجاعت خان و راجہ ٹوڈرمل و قاسم خان میر بر و بحر کو سپرد ہوا اس مورچل مین ایک تیر کے فاصلہ سے عین بارش مین کم کوہ سے جس کے قلہ پر قلعہ تھا ساباط کی بنیاد رکھی گئی۔ مورچل سوم کا اہتمام خواجہ عبدالمجید آصف خان و وزیر خان و راورنکو سپرد ہوا۔ بڑی بڑی توپون کو اپنی جگہہ سے یہان لانے مین کام کو طول ہوتا تھا اس لئے بادشاہ نے خود یہین اپنے سامنے توپین ڈہلوائین۔ مگر اونہون نے کچھہ کام نہ دیا۔ بادشاہ کے پاس ایک دیگ بزرگ (بڑی توپ) آئی جو آدھ من (۱۹ سیر) کا گولہ پھینکتی تھی۔

جب اہل قلعہ کو اس حال پر جو انکے وہم و خیال مین نہین گذرتا تھا اطلاع ہوئی تو ہوش اڑ گئے کہ روز بروز انکے استیصال کا سامان زیادہ ہوتا جاتا ہے ناچار حیلہ و تزویر کے در پے ہوئے۔ ایک دفعہ سانڈا سلحدار کو اور دوسری دفعہ صاحب خان کو بھیجا کہ بادشاہ سے عرض کرین کہ وہ بادشاہ کی اطاعت کرتے ہین اور ہر سال پیشکش دینے کا اقرار کرتے ہین۔ بعض اولیاء دولت نے

اس صدمے سے پادشاہی لشکر کو اگرچہ کوئی آسیب نہین پہنچا۔ مگر اسنے کچھہ کام بھی نہین لیا
ان سہر تکلیف کے اٹھانے سے پادشاہ کے لشکر کی سنہانت اہل قلعہ سے گرائی اور انکی نخوت بڑھائی
مگر پادشاہ کی توجہ پیشتر سے بیشتر ہوئی۔ پادشاہ نے لشکر کو سمجھایا کہ تیز دستی ایسے کامون مین
کچھہ کام نہین کرتی۔ صبر سے کام کو سرانجام دینا چاہیے۔ پادشاہ سامان کو قلعہ گیری کی
بہتر روش جانتا تھا۔ اسکے انتظام مین اہتمام زیادہ کرتا تھا۔ بارہا وہ ساباط مین قلعے کے نزدیک
جاتا اور بندوق اندازی کرتا تھا۔ ایک دن وہ حصار کے گرد پھرتا تھا۔ مورچل لالکوٹ کے
نزدیک آیا۔ پادشاہی لشکر پناہین بنا کر لوازم محاصرہ کی تقدیم کرتے تھے۔ ایک دیوار کی
پناہ مین پادشاہ کھڑا ہوا اور دیوار کے روزن مین سے بندوق اندازی کرنے لگا۔ قلعہ مین
ایک قدر انداز کم خطا ایسا تھا کہ اہل لشکر نے اوسکی شکایت پادشاہ سے کی کہ اسنے مورچل مین
ایک آفت مچا رکھی ہے کہ ناگاہ اسی بندوقچی نے جلال خان کے سر کو تاک کر بندوق لگائی
گولی اسکے کان مین لگتی ہوئی چلی گئی۔ کچھہ بڑا آسیب نہین پہنچا۔ پادشاہ نے کہا کہ جلال خان
قدر انداز مجھے نظر نہین آتا۔ اگر وہ دکھائی دے تو تیرا انتقام لون۔ ابھی مین اس بندوقچی
کی بندوق سے انتقام لیتا ہون یہ کہہ کر اوسنے اپنی بندوق اسکی بندوق کی طرف ماری
اسکی گولی روزن سے نکل کر بندوقچی کے ایسی لگی کہ وہ مرگیا۔ اس وقت تو یقین نہین ہوا کہ بندوق اس
بندوقچی کے لگی۔ مگر اس کی بندوق کے نیچے ہٹنے سے یہ قیاس سا ہوتا تھا مگر احوال تحقیق کرنے سے
معلوم ہوا کہ اس بندوقچی کا نام اسماعیل تھا اور وہ پادشاہ کی اس گولی سے مرگیا۔ اسی طرح
اہل حصار کے نامدار پادشاہ کی گولیون سے فنا ہوتے تھے۔ چتوڑ کی ایک پہاڑی قلعے کے نزدیک تھی
اسکی جانب کے مورچل پر پادشاہ گیا۔ تمام کامون مین خود اہتمام کرتا تھا۔ وہان گولے
گولیان آتے تھے وہ کچھہ پروا نہ کرتا تھا۔ الا آہستہ آہستہ وہان جاتا تھا۔ کہ ایک گولہ
ایسا آنکر پڑا کہ بیس آدمی اس سے مرگئے۔ ایک دن خان عالم اسکے پاس کھڑا تھا کہ ایک گولی
آنکر اسکو لگی۔ اسکے جیبہ سے گذر کر نیچے کے کپڑون مین آئی اور پسینے سے ٹھنڈی ہوگئی۔ ایسے
ہی مظفر خان کے ایک بندوق لگی اور خیر رہی۔ یہ سب باتین لوگ پادشاہ کے قدمون کی

تین ہفتے صرف ہوئے۔ قلعہ کو دو جگہ سے مجوف کیا تھا۔ ایک مجوفہ مین ایک سو بیس من
بارود۔ اور دوسرے مجوفہ مین اسی من بارود بھری تھی۔ بادشاہ نے حکم دیدیا تھا کہ سپاہی
مسلح و مکمل مستعد رہین کہ سرنگ کے اُڑتے ہی جب دیوار پھٹے تو وہ اوسیمین سے قلعہ کے اندر جا کر
متصرف ہون۔ اور یہ بھی حکم دیا تھا کہ ہر نقب مین جدا جدا فتیلے لگائے جائین اور الگ الگ وہ
اُڑائی جائین لیکن کبیر خان نے جو اس کام کا مہتمم تھا ایسی تدبیر کی کہ دونو ایک ہی دفعہ ایک
شتابہ سے اُڑائی جائین نتیجہ سے یہ معلوم ہوا کہ شہنشاہ کی رائے درست تھی۔ چہارشنبہ ۱۵ جمادی الآخر
[illegible] کو بارود مین آگ لگائی گئی۔ ایک برج بیخ و بنیاد سے اُکھڑا اور اوس پر جو مخالف کی
سپاہ لڑ رہی تھی اوسکو ہوا مین لے اُڑا۔ اور اوسکو پراگندہ و پریشان کر دیا۔ دیوار کے پھٹتے ہی اوسپر
بادشاہ کی سپاہ بے تشخیص و ملاحظہ پھر گئی کہ قلعہ کے اندر جائے۔ کہ ناگاہ دوسرا مجوفہ اُڑا۔ اس سے
وہ لشکر جو قلعہ کے اندر گھسنے کو تھا۔ اور دشمنون کا وہ گروہ جو اسکی مدافعت کے لئے آیا تھا۔
دونو اُڑ گئے جسمون سے انکی جانین جدا ہوئین۔ انکے اعضا کی پیوستگی مین گسستگی آئی سنگ
و سنگون پر جا کر گرے۔ پچاس کوس کے گردہ مین اسکی ہیبت آواز گئی۔ جس سے لوگون کو تعجب ہوا
یہ خطا اس سبب سے ہوئی کہ ان دونون مجوف جاؤن مین فتیلہ کو ایک ہی جگہ سے روشن کیا تھا
ایک جلد بارود مین جا لگا۔ اور دوسرا دیر مین پہنچا۔ چاہیئے یہ تھا جیسا کہ بادشاہ نے ارشاد کیا
تھا۔ کہ جدا جدا شتابے لگا کے الگ الگ سرنگین اُڑائی جائین۔ بادشاہی دو سو آدمی مرے۔
جنمین سے بیش بادشاہ شناس تھے۔ سید جمال الدین پسر سید احمد سادات بارہ۔ میرک بہادر جوان
محمد صالح پسر میرک خان کولابی اور بعض اور نامور کام آئے۔ دربار کوہ مین چالیس آدمی عافیت
کے لئے بیٹھے۔ ان پر قلعہ کے اینٹ پتھر ایسے گرے کہ وہ مرے کے مرے رہ گئے۔ دشمنون کے
بھی چالیس آدمی مرے۔ جب بادشاہی بہادرونکو یہ حال معلوم ہوا تو وہ اہل قلعہ سے لڑنے لگے
اہل قلعہ بھی ایک طرف لڑنے مین جان لڑاتے اور دوسری طرف اپنی شکستہ دیوار کی مرمت کرتے
تھوڑے عرصہ مین اُنہون نے اپنی دیوار پہلی سی عریض و بلند بنا لی۔ اُس روز آصف خان
مورچل کی سرنگ مین شتابہ لگایا گیا۔ مگر وہ خوب نہین اُڑی۔ مخالفونکے صرف تین آدمی

مارے جاتے ہین۔ تو یہ سنگدل ان بے گناہ عورتون کو آتشکدہ کی آگ مین ڈال کر خاکستر کرتے ہین
فارسی مین اسکو جوہر کہتے ہین۔ اور حقیقت مین وہ جوہر ہے یعنی جانون کا کھونیوالا) تحقیق ہو گیا کہ
بادشاہ کی بندوق نے شیر دل جیمل کو ہلاک کیا۔ جس سے قلعہ کا کام تمام ہوا۔ یہ آگ بھی جو ہوئی
تھی۔ قوم سیسودیہ خاصان رانا کے خانہ پتا مین۔ اور راٹھورون کے گھر مین۔ اور چوہانون کے
گھر مین ایشرداس کے اہتمام سے یہ جوہر ہوئے۔ تین سو عورتین انمین جلین۔
جیمل کے مرنے سے ہر راجپوت بیدل ہو گیا۔ جب اسکی لاش شہر کو چلی تو سب پر مایوسی چھا گئی قلعہ
کی دیوار پر کوئی نہ ٹھیرا۔ جب عورتین جل چکین تو مردون نے زعفرانی لباس پہنا اور پان کا
بیڑا اٹھایا کہ اب مارکر مرنا چاہیے۔ جب صبح ہوئی تو اکبر شہنشاہ نے حکم قلعہ کے اندر جانے کا دیا اور
آسمان شکوہ ہاتھی پر بیٹھا اور اپنی سپاہ کو قلعہ کے اندر لیگیا۔ کئی ہزار پیادے ہمراہ تھے جنگی ہاتھیون
نے بڑی بڑی کام کئے۔ ملا فتح مین پچاس ہاتھی اور آخر مین تین سو ہاتھیون نے قلعہ کے اندر دشمنونکو
پائمال کیا۔ یون تو ہر جگہ کشتون کے پشتے لگے۔ مگر ان تین مقامون پر بڑی خونریزی ہوئی
راناکے محل پر۔ مہادیو کے مندر پر۔ اور رامپورہ کے دروازہ پر۔ قلعہ کے ہر محلہ پہ حملہ ہوا۔ ہر قدم پر
خونریزی ہوئی۔ ہر بازار و گلی و ہر گھر ایک قلعہ تھا جسکو حملہ کرکے لیا۔ رات کے پچھلے پہر سے
دن کے دوپہر تک لڑائی ہوتی رہی۔ راجپوت شیرون کی طرح لڑے۔ سورداس چوہان نے
ایک ہاتھی کا دانت اپنے ایک ہاتھ مین پکڑ کر دوسرے ہاتھ سے جمدھر مارا اور کہا کہ یہ میرا مجرا
بادشاہ سے کہدینا۔ جب بادشاہ گوبند سیام کے مندر پاس آیا تو جسم لرزان ایک لڑکے کا جیکا
نام پتا تھا۔ ہاتھی کے پانون تلے کچلا گیا۔ اگرچہ اس لڑکے کی عمر ۱۶ سولہ برس کی تھی۔ مگر وہ
سورج دروازہ کا محافظ تھا۔ اس نے بڑے بڑے بہادری کے کام کئے۔
لوراستان پانچ انکی لڑکیان۔ دو چھوٹے لڑکے اور سپہ سالارون وغیرہ بڑے بڑے راجپوتون کی بیویان جوہر
مین جلین۔ اور اس قلعہ مین آٹھ ہزار جنگ جو راجپوت تھے۔ رعایا جو اس لڑائی مین انکے ساتھ شریک تھی
اور خدمت گذاری مین کوئی کسر باقی نہین رکھتی تھی۔ چالیس ہزار یا تیس ہزار سے زیادہ تھی قلعہ
پہلے ۱۰ محرم ۷۰۳ھ کو سلطان علاؤالدین نے چھ ماہ سات روز مین فتح کیا تھا سلطان نے رعایا [illegible]

برکت کے سبب مجبور تھے۔ ہمت شاہنشاہی سے راجہ ٹوڈرمل اور قاسم خان میر بحر و بر نے مورچل کے
کام کو بہت اچھی طرح انجام دیا۔ ساباط کے اوپر منازل وقف ہوا و یکسان بنائے گئے۔ ساباط کے تمام ہونے
سے پہلے دو رات اور ایک دن بادشاہ یہان اہتمام کرتا رہا۔ اسکی سپاہ نے قلعہ کشائی پر دل لگا رکھا
تھا۔ اور قلعہ کی دیوار کو وہ ویران کرتے تھے۔ دشمن بھی خوب لڑتے تھے۔ اور بادشاہ خود بندوق انداز
کی داد دیتا تھا اور سطح ساباط نشیمن مین مقام کرکے اپنے پردل دلیران و رزم گیسل شیرونکا تماشا دیکھتا
ان ایک دن دو رات مین اسکی سپاہ لڑنے مین ایسی معروف رہی کہ خواب و خور کا خیال کچھ نہین کیا۔
۲۵ شعبان صبح سہ شنبہ کو یہ قلعہ مفتوح ہوا۔ اس سانحہ کی شرح یہ ہے کہ شب گذشتہ سے قلعہ کے اطراف
و جوانب سے لشکر نے ہجوم کرکے جنگ شروع کی۔ اور کئی جگہہ دیوار مین رخنہ ڈال دیا۔ ساباط کے نزدیک
بادشاہی سپاہ نے پیشدستی کرکے قلعہ کی دیوار استوار کو بہت گرا دیا اور جانفشانی اور جانستانی کی
داد دی۔ آدھی رات گئی ہوگی کہ اہل قلعہ شگاف دیوار مین ہجوم کرکے ایک طرف جان کو فنا کرتے
تھے اور دوسری طرف کرپاس و پنبہ و روغن و ہیزم سے اس لئے ڈھیر کرتے تھے کہ اگر بادشاہی سپاہ
اسمین آئے تو اسمین آگ لگا کر کسی کو نہ آنے دین۔ اسی اثنا مین بادشاہ نے دیکھا کہ ایک شخص جیبہ ہزار
میخی جو سرداری کی نشانی ہے پہنے ہوئے اس شگاف گاہ مین آنکر اہتمام کر رہا ہے مگر معلوم نہوا
کہ کون ہے۔ بادشاہ نے اپنی خاص بندوق سنگرام کو لیکر اسکی طرف چھوڑا۔ شجاعت خان اور
راجہ بھگونت داس سے کہا کہ مین سادی و بکی کے سبب جو فکار کرنے کے وقت ظہور مین آتی ہے یقین
کرتا ہون کہ میری گولی اس آدمی کے لگی ہوگی۔ خانجہان نے کہا کہ یہ شخص ہر رات کو آنکر اہتمام کرتا ہے
اگر پھر وہ نہ آئے تو غالباً اس آدمی کو بندوق لگی ہوگی۔ اس واقعہ پر ایک ساعت گذری تھی۔
کہ جیار قلی دیوانہ خبر لایا کہ اس شگافگاہ مین مخالفون مین سے کوئی باقی نہین رہا ہے اسی حال مین قلعہ کے
اندر کئی جگہہ آگ لگی ہوئی نظر آئی۔ امراء شاہی اس پر خیال کر رہے تھے کہ راجہ بھگونت داس نے معروض
کیا کہ یہ آتش جوہر (جوہر) ہے کہ ہندوستان کی رسم ہے کہ جب ایسی حالت پیش آتی ہے تو صندل و عود
و غیرہ کا ہر مین اپنی مکنت کے موافق جمع کرتے ہین اور طرح طرح کی خشک لکڑیان اور روغن بھی اکٹھا
ہین حکم بردار سنگدل معتمدون کو عورات پر متعین کرتے ہین جو وقت شکست متیقن ہوتی ہے اور مرد

قیدیون کا قلعہ سے نکلنا۔

ہمان رس بلاس (یہ ایک کتاب ہے جسمین راناکمان کی داستان لکھی ہے) لکھا ہے کہ میواڑ کے
اوراسی مضبوط قلعون مین چترکوٹ (چتوڑ کا قلعہ) سب سے زیادہ مستحکم و متین ہے۔ وہ زمین کے
سطح سے اوپر نکلا ہوا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زمین نے اپنی پیشانی پر قشقہ لگایا ہے
کسی دشمن کا ہاتھ اس تک نہین پہنچ سکتا۔ اور نہ وہان کے رئیس کو خوف کا خیال دل مین آتا ہے
اسکی چوٹی پر سے گنگا بہتی ہے۔ اسکی بلندی پر جانے کے رستے ایسے پیچدار ہین کہ اگر تم وہان
کسی طرح پہنچ بھی جاؤ تو پھر وہان سے آنے کی امید نہین۔ پہاڑ پر بیچ اسکی حفاظت کے لئے بنے
ہوئے ہین۔ انمین جو لوگ رہتے ہین وہ کبھی خواب مین بھی خوف سے نہین چونکتے۔ اسکے کوٹھار مین
غلے بھرے ہوئے ہین۔ اسکے تالاب حوض اور کنوئین بھرے اور چھلکتے رہتے ہین۔ رام چندر
یہان خود آنکر بارہ برس رہے ہین۔ یہان چوراسی بازار ہین۔ لڑکون کے لئے مدارس
ہر قسم کی علم کی تعلیم کے لئے بنے ہوئے ہین۔ قوم عبادہ کی بہت بستی ہے اور اٹھارہ قسم کے
اہل حرفہ رہتے ہین۔ پھر اس کتاب مین قلعہ کے اندر اور گرد کے ہر ایک درخت اور جھاڑی
اور پھول کا حال لکھا ہے۔ سب قوم کے راجہ گہلوت مین سوار اور پیادے بکثرت انکی ہمراہ
ہین اور راجپوتون کی کل چھتیس ۳۶ قومین انکی باجگذار ہین۔ وہ چھتیس ۳۶ کلیان سنگھار ہین
ایک تعجب کی بات یہ ہے کہ بادشاہ کو اس قلعہ کے قدر انداز و کم خطا بندوقچیونکی تلاش تھی
وہ اسطرح قلعہ سے نکل گئے کہ بادشاہی لشکر تو لوٹ مین مصروف تھا۔ اونہون نے بیوی
بچون کو اسیرون کی طرح مقید کیا۔ انکی مشکین باندھین۔ اور سپاہی بنکر ادہر ادہر پہرہ دار بنے
گویا یہ معلوم ہوتا تھا کہ بادشاہی پیادہ قیدیون کو لئے جاتے ہین اس تدبیر سے ہزار
بندوقچی باہر چلے گئے۔ غرض یہ قلعہ ۲۵ شعبان ۹۷۵ھ کو فتح ہوگیا۔ اور یہان بادشاہ
نے قیام کیا۔ ۱۱ رسہ شنبہ ۲۹ شعبان کو نقارہ مراجعت بلند آوازہ ہوا۔ خواجہ عبدالمجید
آصف خان کو ساری سرکار مرحمت ہوئی۔ رانا نے اپنے تئین حوالہ نہین کیا۔ وہ کچھ دنون
چھپا رہا اور سب آفتون سے بچا رہا۔ اسکے پاس دو قلعے رنتھنبور و کالنجر تھے۔ جنکی فتح کا ذکر آگے
آتا ہے *

نہ تھی اس لئے اسکو امن دیا گیا تھا۔ مگر بادشاہی لشکر نے وہ خوب کاٹ کی کہ لڑائی۔ اسلئے قتل
عام کا حکم ہوا اور ایک جماعت کثیر ابتر ہوئی

مہم قلعہ چیتوڑ کے بیان جس طور سے رجپوت بیان کرتے ہین ہم آگے لکھینگے جس سے معلوم ہو کہ سلطان
علاء الدین اور شہنشاہ اکبر کی آئین فتح مین کیا کیا کارنمایان کئے۔ زمانہ دراز سے یہ قلعہ میواڑ
مین اپنی متانت مین مشہور ہے اور تاریخ و افسانہ دونو اسکی متانت اور استواری کی تعریف کرتے
ہین ایک مسافر بوندی سے جنوب مغرب کو پھرتی دفعہ ندی بناس کی ایک پھیریون مین پھرتا ہوا
اور بہت سے قلعون کے ڈھیر دیکھتا ہوا ایک سبز نما کتل پر پہنچیگا۔ جو دریاء بناس کے شرقی کنارہ پر کھڑا
ہوا ہے۔ اسکو کتل چیتوڑ کہتے ہین وہ ایک دائرہ کی شکل کا ہے جسکا محیط تین میل ہے۔ وہ ایک بڑا کتل
ہے جسکو ٹیٹان نے اپنے ہاتھون سے پہاڑ سے کھینچ لیا ہے۔ اسکا ارتفاع ۵۰۰ فیٹ ہے
اور اسکا محیط قاعدہ پر قریب آٹھ میل کے ہے اسکو سب طرف سے خوفناک ڈھلان اور دندانہ دار کھندالے
حفاظت کرتے ہین صرف اسکے جنوبی رخ پر آدمی چڑھ سکتا ہے اس پہاڑ کی چوٹی پر قلعہ کا
حصار ہے جسکی جابجا نیچر خود حفاظت کرتا ہے اور اسکے ضعیف مقامات جنوب مین ہین جنکو قلعہ
بنانیوالون نے نیچر سے بھی زیادہ دہشت ناک متین کر دیا ہے حصارونکی دوہری فصیلین ہین
جسکے باہر کی فصیل بلندی کوہ کے کنارہ پر ہے۔ اول تو پہاڑ ہی خود فصیل بنا ہوا ہے جسمین آدمی کا
گذرنا دشوار ہے اور پھر اس مین جہان پانی کے چشمے یا کسی اور طرح کی بستی ہے۔ وہان بڑی
بڑی اونچی دیوارین بنا دی ہین اور ان پر برج اور کنگورے بنائے ہین۔ جنوبی سرے پر
تنگ نصف چاند کی شکل کی پہاڑی ہے۔ جسکو چیتوڑی کہتے ہین وہ قلعہ سے ۱۵۰ گز سے زیادہ
فاصلہ پر نہ ہوگی۔ وہ چیتوڑ سے ملی ہوئی ہے لیکن ستی نیچی ہے اسکو دانائی کے ساتھ قلعہ کے احاطہ
سے باہر رکھا ہے مگر یہ ایک ضعیف مقام ہے جس سے حملہ آورونے فائدہ اوٹھایا ہے اسکے سایہ
مین قلعہ کی بلندی پر ایک رستہ پہاڑ مین کٹا ہوا بنا ہے جو اول شمال کیطرف جاتا ہے اور پھر پیچدار
ہوکر اوپر جاتا ہے جسمین متواتر سات دروازے آتے ہین جنمین سے ہر ایک مین گذرنا پڑتا ہے
تو اسکی بلندی پر رسائی ہوتی ہے رامپول اور رامپور دروازے سب سے زیادہ اونچے ہین۔

اور ایسا محاصرہ کیا کہ اہل قلعہ کسی طرح آجا نہین سکتے تھے۔ اہل قلعہ توپ اندازی اور آتشباری مین گرم
ہوئے۔ پادشاہ نے ساباط کہ دشمنون کے سرکوبی کان بنائے۔ قاسم خان میر بر و بحر و راجہ ٹوڈرمل
نے اس کام کا اہتمام نہایت خوبی و شتابی سے کیا و رہ رن مین چابکدست معمارون او
سخت بازو خاراتراشون اور آہنگرون اور نجارون اور عملہ فعلہ عمارت نے ایک ایسا ساباط
بنایا کہ وہ حصار کی بلندی کا دستگریبان ہوا۔ ایسی بڑی بڑی توپین جنکو دو سو جوڑ بیلون
بیلون کی کھینچتی تھین ہزار جر ثقیل سے بڑی مشکل سے ان پہاڑونکی نشیب و فراز اور پیچ
راہون مین آہنین بازو کہارون اور سنگین دوش حمالون نے کوہچہ پر چڑھائین وہ توپین
قلعہ کے ڈھانے کے لئے چلائین گئین جنکی گونج پہاڑون کے اندر کانون کے پردے پھاڑتی
تھی جنکے گولے ہر دفعہ دیوار مین ایک رخنہ ڈالتے رہتے تھے۔ غرض اس آتش زنی سے سورجن کی
آتش پندار ٹھنڈی ہوئی۔ اسنے محاصرہ کی یہ کیفیت دیکھکے پادشاہ کی خدمت مین اپنے دو
بیٹے اودے سنگہ و بھوج سنگہ بھیجے۔ انہون نے باپکا جرم پادشاہ سے معاف کرایا۔ پادشاہ
نے حسین قلیخان کو سورجن سنگہ کے پاس بھیجدیا۔ وہ اسکو سہ شنبہ سوم شوال کو قلعہ سے پادشاہ
پاس لایا۔ اسنے قلعہ کی چاندی سونے کی کنجیان پادشاہ کی نذر کین اور تین روز کی اجازت
مانگی کہ مین اپنا اسباب مال قلعہ سے باہر نکال کر قلعہ کو بندگان حضور کو سپرد کرونگا۔ پادشاہ نے
اسے اجازت دیدی اور اوسنے تین روز بعد اپنا اسباب مال نکال کر قلعہ کو مع انبارون و جمیع آلات
وادوات قلعہ داری کے پادشاہ کے حکم سے مہتر خان کو حوالہ کیا۔ وہ قلعہ کہ سلطان علاء الدین نے
ایک سال مین فتح کیا تھا۔ پادشاہ نے ایک مہینہ مین فتح کرلیا۔ پادشاہ اجمیر مین درگاہ کی زیارت
کرکے چہارشنبہ ۲۴ ذی قعدہ کو دارالخلافہ آگرہ مین آگیا۔

یہ قلعہ کالنجر وہی ہے جسکی تسخیر مین شیرشاہ کی جان گئی تھی۔ وہ پہاڑ پر نہایت بلند و مضبوط
قلعہ ہے اس قلعہ پر راجہ رامچندر والئ ولایت پٹنہ متصرف تھا جب فتح تون کا ادبار آیا تو
اوسنے اس قلعہ کو بجلی خان پسرخواندہ بہارخان سے نہایت گران قیمت نقد دیکر خریدا تھا اور
اُس پر اپنا قبضہ و تسلط جمایا تھا۔ جن دنون مین پادشاہ قلعہ رنتھنبور کی فتح کو گیا تھا تو احمد نے

جب قلعہ کے فتح کرنے کا بادشاہ نے ارادہ کیا تھا تو اوس نے یہ منت مانی تھی کہ اگر
فتح ہو گی تو مین پیادہ پا خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کے روضہ کی زیارت کو اجمیر
مین جاونگا۔ جب یہ فتح ہوئی تو اوس نے لشکر کو حکم دیا کہ وہ سوار آئے مین خود پیادہ پا
جاونگا۔ لوئین چلتی تھین۔ ریت اڑتی تھی۔ اس مین ۷۔ ۹ شعبان ۹۷۵ھ کو پیادہ پا چلدیا
مگر جب اسطرح قصبہ نڈال آگیا تو شکونہ قراول جو پہلے اجمیر روانہ کیا تھا وہان سے واپس آیا
اوس نے عرض کیا کہ حضرت خواجہ نے خواب مین آنکر پیادہ پا آنے سے منع کیا ہے کہ اس سے
آپ کو تکلیف و شرمندگی ہوتی ہے۔ تو وہ سوار ہوا۔ اور جب اجمیر ایک منزل رہا تو پھر پیادہ پا
چلا۔ اور ۷ رمضان ۹۷۵ھ کو روضہ کی زیارت کی اور دس روز قیام کیا۔ پھر اجمیر سے
راہ مین شکار کھیلتا ہوا ۵ شوال ۹۷۵ھ کو آگرہ مین داخل ہوا۔

جب بادشاہ قلعہ چتوڑ کو فتح کر کے آگرہ مین آیا تو اوس نے قلعہ رنتھنبور کی فتح کا ارادہ کیا۔
یہ قلعہ اجمیر سے ۱۱۵ میل ہے۔ اور وہ سردار اور فوج شاہی جو قلعہ چتوڑ کو نہین گئی تھی وہ
اس قلعہ کی فتح کرنے کے لئے بسر کردگی اشرف خان روانہ کئے یہ لشکر تھوڑی دور چلا تھا کہ یہ خبر آئی
کہ ابراہیم حسین مرزا اور محمد حسین مرزا گجرات سے شکست پا کر مالوہ مین آئے ہین اور اجین کو
لے لیا ہے۔ اس لئے بادشاہ نے اس لشکر کو مرزاؤن کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ جسکا حال ہم
آیندہ لکھینگے۔ یون اس قلعہ کی تسخیر کے لئے سپاہ کی روانگی مین توقف ہوا۔

بادشاہ دوشنبہ غرہ رجب ۹۷۶ھ کو حصار رنتھنبور کی فتح کو دہلی سے روانہ ہوا اور سہ شنبہ ۲۱
شعبان کو قلعہ کے میدان مین آیا۔ یہ قلعہ کوہستان کے درمیان واقع ہے اس سبب سے اور
قلعون کو برہنہ کہتے ہین اور اسکو خوش پوش۔ اور اس قلعہ کا اصل نام رن تہ پور ہے۔
رن ایک بلند کوچہ ہے جو قلعہ کا سرکوب ہی قلعہ اس کے نیچے واقع ہے اس لئے اسکو رن تہ پور
یعنی ایسا شہر کہ وہ رن کے نیچے واقع ہے۔ وہ بہت بلند اور مستحکم ہے۔ ان دنون مین سرجن
اس قلعہ پر تسلط رکھتا تھا۔ اس نے سطرح کے سامان سے اسکو تیار کیا۔ اور اول ہی سے لڑائی کا
ارادہ کیا تھا۔ بادشاہ نے اس قلعہ کے گرد پہاڑون کو دیکھ بھال کر گرداگرد مورچے بنائے

رنتھنبور کی تسخیر کے لئے جو سپاہ جاتی تھی اُسکو مالوہ مین بھیجکر اس فتنہ کا دفع کرنا مقدم جانا۔ حسب الحکم
پادشاہی لشکر مالوہ کیطرف عنان تاب اور برسات کی شدت مین منزل پیما ہوا۔ پادشاہ نے
قلیج خان و خواجہ غیاث الدین علی قزوینی کو اس لشکر کی کمک کے لئے اور بھیدیا۔ جب سرونج مین لشکر
شاہی آیا تو شہاب الدین احمد خان کہ یہان کا جاگیردار تھا۔ ان اُمراء سے سامان شائستہ کے
ساتھ ملا۔ اور سارنگپور مین شاہ بداغ خان جو یہان کا حاکم تھا وہی آنکر شریک ہوا
مرزاؤن نے جب اس لشکر کا حال سُنا تو وہ منڈو کیطرف بھاگے مراد خان اور میر عزیز اللہ دیوان
اور تمام اُمراء عظام نے انکا تعاقب کیا۔ مرزا سراسیمہ ہوکر دریاء نربدہ کے پار گئے۔ بہت سے آدمی
انکے اس دریا مین ڈوب کر مرگئے۔ اس نواح مین جھجھار خان حبشی نے گجرات مین تفرقہ برپا کرکے
چنگیز خان کو قتل کر ڈالا تھا۔ اسلئے مرزا گجرات کو اپنا مفر عظیم سمجھکر چلے گئے۔ پادشاہی لشکر نے آگے
تعاقب نہین کیا۔ ان مرزاؤن نے گجرات کو حاکم سے خالی پایا۔ قلعہ چانپانیر و سورت کو
بے جنگ و جدال لے لیا اور ابراہیم حسین قلعہ بروچ مین پہنچا۔ رستم خان ترکی غلام جو چنگیز خان
کا بہنوئی تھا اُس نے قلعہ کو مضبوط کیا اور اوسمین متحصن ہوا۔ دو سال تک یہ مرزا قلعہ پر حملہ کیا۔
مگر کچھہ نہ کرسکا۔ رستم خان ہمیشہ قلعہ سے نکلکر اون سے لڑتا اور اپنی رستمی دکھاتا مگر جب بیر تھا
امداد اور اعانت سے ناامید تھا اس لئے صلح کرلی۔ فند و مکر سے ارباب شرارت نے اسکی جان تن کے
حصار سے باہر نکال لی۔

یہ خدا پرست پادشاہ بغیر اپنی اغراض کے خلق کی آسودگی مین اپنی آسائش جانتا اور
ہمیشہ اہم اور مہم مین تمیز کرتا۔ زمانہ کی پراگندگیون و پریشانیون کے دور کرنے مین توجہ کرتا۔
شہرونکی فتح اور ممالک کی تسخیر مین اول فکر و اندیشہ اسکو یہ ہوتا کہ زمانہ کے ستم رسیدون کی غمخواری و
اور غور رسی کرے۔ اسیواسطے جس ملک مین فرمانروا ہشیار دل اور رعیت پروری کے ساتھ فرمانروائی
کرتا باوجود اسباب تسخیر کے اس ملک کی طرف وہ نگاہ طمع نہین کرتا۔ اسکے دل مین یہ بات جمی
ہوئی تھی کہ جسقدر ملک مین وسعت بڑھیگی تو ہندوستان مین سلطنتونکی کثرت ایک فرمان
دادگری و حدت مین آئیگی۔ اور ایسے عموم رعایا اور خصوص خلائق کا حال اچھا ہوگا۔

مجنون خان قاقشال اور شاہم خان جلائر کو اور امراء کو جو شرقی سمت مین جاگیرین رکھتے تھے حکم دیا تھا کہ قلعہ کالنجر کو فتح کرین ان بادشاہی امراء نے جاکر اسکا محاصرہ کیا اور کسی اہل قلعہ کو باہر نکلنے کے لئے جائے باقی نہین رکھی قلعہ چتوڑ اور رنتھنبور کی فتح کی شہرت سے یہان اہل قلعہ کا دل سرد کیا۔ راجہ رامچند نے امان طلب کی اور قلعہ بادشاہی ملازمون کے سپرد کردیا۔ بادشاہ پاس اس فتح کی خبر آگرہ مین چہارشنبہ ۲۸ ذی القعدہ ۹۷۶ھ مین آئی۔ مجنون خان قاقشال کو یہان کی قلعہ داری مرحمت ہوئی۔

## فتح گجرات اور محمد سلطان کے فرزندون کی بغاوت

ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ محمد سلطان کے فرزندون نے بغاوت اختیار کی اور مالوہ مین جاکر اپنے پاؤن جمائے اور جب لشکر شاہی مالوہ مین آیا تو وہ گجرات مین بھاگ گئے۔ سلطان محمود کی شہادت کے بعد اسکا غلام چنگیز خان قلعہ جانپانیر و سورت و بروچ پر مسلط ہو گیا تھا۔ اور اس وقت وہ احمدآباد پر قبضہ کرنے کا قصد رکھتا تھا۔ ایسے وقت مین مرزاؤن کے آنے کو مغتنم سمجھا۔ اور جو جمعیت لیکر احمدآباد پر چڑھا۔ حوالی شہر مین معرکہ نبرد گرم ہوا۔ اور اعتماد خان کو شکست دیکر احمدآباد پر متصرف ہوا۔ وہی یہان کا حکمران ہوا۔ مرزاؤن نے اس پیکار مین کارہائے نمایان دکھائے تھے۔ چنگیز خان نے اُن پر مہربانی کرکے حوالی بروچ مین انکو جاگیرین دیدی تھین مگر یہ جاگیرین ان شاہزادون کی شاہ خرچی کے لئے کافی نہ تھین اسلئے انہون نے چنگیز خان کی اجازت بغیر اورون کی جاگیر پر قبضہ کرنا شروع کیا اور ناحق کے حق اپنے جتائے اور شیخیان بگھارنی شروع کین چنگیز خان نے انکے رفع کرنے کے لئے لشکر بھیجا۔ اس سے تاب مقابلہ نہ لاسکے۔ خاندیس مین بھاگے۔ وہان بھی دنگہ و فساد کرکے اجین مین مالوہ کے قصد سے آئے۔ مراد خان جاگیردار اجین اور مرزا عزیز اللہ دیوان سرکار مالوہ کو دو روز پہلے اہل فتنہ کا حال معلوم ہو گیا تھا انہون نے قلعہ اجین کی تاسیس و تعمیر کرلی تھی۔ جب بادشاہ کو اس فتنہ و فساد کی خبر آئی تو قلعہ

دندوقہ و دولقہ وغیرہ سید حامد نبیرہ سید مبارک کو ملے۔ جونہ گڈھ ولایت سورتھ مین خان
غوری کے لئے معین ہوے۔ اعتماد خان اپنی گریزت سے اس نعلہ خرد سال کو اپنے پاس رکھتا تھا۔ ان
بے سرے سرداروں مین آپس مین جھگڑا شروع ہوا چنگیز خان کو جھجھا خان حبشی نے مار ڈالا۔ اور شیر خان
فولادی نے بہاگنی ہو احمد آباد سے بھاگ کر پٹن مین آیا۔ اور شیر خان فولادی نے احمد آباد پر لشکر کشی
کی۔ اعتماد خان احمد آباد مین متحصن ہوا۔ اور اسنے مرزاؤن سے التجا کی۔ ایک ہنگامہ شورش برپا
ہوا اور بازار فتنہ و فساد گرم ہوا۔ پادشاہ نے تسخیر گجرات کو اہم مہام مین جان کر اس شورش کے
اسباب کا انتظام کیا۔ اور شنبہ ۲۰ صفر سنہ ۹۸۰ کو دار الخلافہ مین فتحپور سے گجرات کے تسخیر کے ارادہ سے
سفر کیا۔ اور اجمیر مین پہنچکر بہت سے امیرونکو برسم منقلا گجرات کیطرف روانہ کیا اور خود دوشنبہ
۲۲ ربیع الثانی کو اجمیر سے سفر کیا کہ خود شکار کھیل کر خوش ہو۔ اور امرا جو آگے گئے ہین وہ
کارطلبی مین اپنا جوہر دکھائین اور گجرات کو جلد تر تصرف مین لاکر ستم رسیدہ رعایا کا تدارک کرین
جب پادشاہ ناگور سے دو منزل تھا کہ شاہزادہ سلیم کی ولادت کا مژدہ اس پاس پہنچا جسکا حال
ہم پیچھے بیان کرینگے۔ پادشاہ چہارشنبہ ۹ جمادی الاولی کو قصبہ ناگور مین آگیا۔
امراء عظام جو پہلے سے بھیجے گئے تھے وہ قصبہ بھادراجن (بھاروراجن) مین کہ سروہی کے
نزدیک ہے ٹھیرے ہوئے تھے۔ سروہی کے راجہ رائے را بسنگہ دیوصرہ نے راجپوتون کو
برسم رسالت بھیجا۔ اور اطاعت کا دم بھرا۔ خان کلان ان رجپوتون مین سے ہر ایک کو پان
دے کر رخصت کرتا تھا کہ ایک راجپوت نے اس کے جمدھر مارا کہ تین انگل اس کے شانہ سے
نکلکر باہر آیا۔ اس راجپوت کو اور آدمیون نے مار ڈالا جب پادشاہ کو خبر ہوئی تو وہ یہان آیا
اسنے سروہی مین فوجکو بھیجا کہ یہانکے سرکشون کو ہلاک کرے۔ یہان کے آدمی شعاب جبال مین بھاگ
گئے۔ بہادر راجپوت اپنے معمول کے موافق مہادیو کے مندر پر جو سروہی سے ایک کوس پر تھا
خوب جان لڑا کر لڑے۔ یہ مر مٹے مگر ہٹے نہین۔
پادشاہ نے رائے رائے سنگہ کو حدود جودھپور اور سروہی مین مقرر کیا کہ اگر کوئی گرد
باغیونکا گجرات سے نکل کر ممالک محروسہ مین فساد مچائے۔ تو اسکو جانے نہ دے۔ جب پادشاہ

سروہی کے راجہ کا مطیع ہونا
سنہ ۹۸۰ ۱۴

اسلئے وہ ان ہی ولایات پر توجہ کرتا کہ جو عدالت دوست فرمانرواؤن سے خالی ہوتین
اور انکو اپنی معدلت کی روشنی سے روشن کرتا ۔ رعایا کو حوادث کی تفسیدگی سے بچا کر اپنی سایۂ عاطفت
میں لاتا ۔ اور وحدت قہری کی وحدت آزادی کے ساتھ دلخواہ صورت پیدا کرتا ۔ قدرت ایزدی
نے طبقۂ انام کی . . . استعداد ون مین تفاوت عظیم رکھا ہے ۔ ایک طائفہ تو ایسا ہے کہ وہ
بادشاہ کی خردمندی و طرز نشست و برخاست و بخشش و بخشایش و خلق کی خطاؤن کے
اغماض نظر کو دیکھ کر اوسکو بزرگ جانتا ہے ۔ اور یگانہ درگاہ الٰہی شمار کرتا ہے اور اسکی خدمت کو عبادت
ایزدی جانتا ہے اور اپنے عقیدت و اخلاص کو بڑھاتا ہے ۔ ایک گروہ ایسا ہے کہ وہ ان
کاموں کو نہین دیکھتا ۔ بلکہ سطوت صوری اور افزائش ملک ظاہری کو دیکھ کر بادشاہ کی بزرگی معنوی
کا گرویدہ ہو کر کمند ارادت کو گلے مین ڈالتا ہے اور اپنے تئین مخلصان جان سپار کے زمرہ مین
داخل کرتا ہے ۔ لہذا اس زمانہ مین کہ ملک دہلی شور انگیز مگس طینتون سے پاک ہوا اور فتنہ اندوز کور دل
نیستی و ناکامی کے گڑھے مین گرے تو بادشاہ نے ملک گجرات کی طرف توجہ کی ۔ وہان کی رعایا حد
سے زیادہ ستمزدہ ہو رہی تھی ۔

سلطان محمود والی گجرات نے اپنی بے پروائی سے چرب زبان دشمنون کو دوست بنایا ۔ اور اس کے
تیرہ درون ملازمون نے اپنے صاحب و منعم کے زیان مین اپنے فائدہ کو دیکھا تو اس دنیا سے وہ رخصت
ہوا ۔ جسکا حال صوبہ گجرات کی تاریخ مین مفصل بیان ہوگا ۔ اس بارہ کے امرا نے خصوصاً سید مبارک
اور اعتماد خان اور عماد الملک نے خود کامی اختیار کی ۔ اور انہون نے سلطان احمد کے فرزندون
مین سے کسی کو پیدا کر کے برائے نام اسکو بادشاہ بنایا اور در پردہ خود حکمرانی کرنے لگے ۔ اور جب بادشاہ
سن رشد کو پہنچا تو اسکا بھی کام تمام کیا ۔ اور اراذل مین سے کسی کا چھوٹا سا لڑکا لے لیا جسکا نام نتھو
تھا ۔ اور یہ مشہور کیا کہ وہ سلطان محمود کا بیٹا ہے اسکو تخت پر بٹھایا اور مظفر شاہ اسکا لقب رکھا
اور مملکت کو اس طرح آپس مین تقسیم کر لیا کہ گجرات کا دار الحکومت احمد آباد اور کنبایت اور اکثر حصہ اس
ولایت کا اعتماد خان کے تصرف مین آیا ۔ سرکار پٹن موسیٰ خان و شیر خان فولادی کے حصہ مین
آئی اور سورت ۔ بروچ ۔ و بڑودہ و چانپانیر عماد الملک کے بیٹے چنگیز خان کے حصہ مین آئے

مالکون کو دلوایا۔ اور انکو فیلان مست سے پائمال کرایا۔ ۱۳ رجب کو پادشاہ احمد آباد مین آیا
مظلومون پر نوازش کی ظالمون کی گدازش کی۔ آرزومندون کا کام نکلا۔ نیازمندون کی
دعائین قبول ہوئین۔ جشن ہوا جسمین شادی پر شادی اور خرمی پر خرمی ہوئی۔ احمد آباد مصر
جامع ہی۔ تین سو اسی پورے یعنی محلے اوسمین آباد ہین۔ ہر محلہ بمنزلہ شہر کے ہے

جب گجرات مین امن امان ہوگیا۔ تو احمد آباد اور دریاے مہندری کی اس طرف کا ملک خان
اعظم مرزا کوکہ کو عنایت ہوا۔ اور جانپانیر و سورت اور اسکے حواشی و حوالی جنپر مرزا استیلا و متصرف
تھے۔ ان امراے گجرات کو عنایت کیے کہ ابھی تازہ مطیع ہوے تھے۔ انکا سرگروہ اعتماد خان
گجراتی کو مقرر کیا۔ ان امراے قدیم و جدید نے اس مملکت کی مہمات کے انتظام کا عہد و
پیمان لیا۔ اور خود پادشاہ نے مرزاؤن کے استیصال کا کام اپنے ذمے لیا۔ اب پادشاہ کا
ارادہ ہوا کہ دریاے شور کی سیر کرکے دار الخلافہ کو مراجعت کرے۔ ۲۲ شعبان سنہ ۹۸۰ کو وہ
کنبایت کی طرف جو احمد آباد سے تیس کوس ہی چلا۔ امراے گجرات نے چند روز کی رخصت
لی کہ شہر مین جاکر اپنے کامون کا سر انجام کرین۔ پادشاہ نے ان خود آرایون کے اصلاح کے
لیے حکیم عین الملک کو یہان چھوڑا۔

اثناے راہ مین پادشاہ نے سنا کہ اختیار الملک بھاگ گیا۔ اعتماد خان اور اور امراے
گجرات سرکش ہونے کو ہین۔ پادشاہ نے شہباز خان کو بھیجا کہ اس خائف و خائن گروہ کے
پاس چلا جائے اور اسکا علاج کرے۔ پادشاہ کنبایت مین آیا۔ روم و شام و ایران کے
تاجر اسکی خدمت مین آئے۔ اُنپر اس نے بہت مہربانی کی۔ پھر اس نے جہاز مین سوار ہوکر
سمندر کی سیر کی۔ اعتماد خان اور بعض اور امراے گجرات کو شاہباز خان گرفتار کرکے
پادشاہ کے روبرو لایا۔ اونہون نے پیمان بندگی کو توڑا تھا۔ اسلئے اس جماعت مین سے ہر ایک کو
پادشاہ نے اپنے امرا کے حوالہ کیا۔ یہ جماعت گجراتی ایک معجون مرکب ہراس و فریب اور نادرستی
کی تھی جسمین قدرے راستی و سادگی و فروتنی بھی تھی۔ انکا سرگروہ اعتماد خان بنا۔
جب ان امراء نے پادشاہ کی آمد سنی تو سر رشتہ تدبیر انکے ہاتھ سے نکل گیا حیلہ اندازی

پادشاہ کا کھنبایت مین جانا اور دریاے شور کی سیر کرنا سنہ ۹۸۰

گجرات کی حدود مین پہنچا تو یہان سے شاہ فخرالدین کو منشور دیکر اعتماد خان پاس بھیجا کہ اوسکو سمجھاکر ہمارے پاس لے آئے۔ وہ ہمیشہ عرضداشتین بھیجا کرتا۔ اور پادشاہ کے پاس آنے کی استدعا کرتا تھا۔ پادشاہ پاس خبر آئی کہ شیر خان فولادی نے حضور کے لشکر کے آمد کا حال سنکر احمد آباد کا محاصرہ چھوڑ دیا اور سورت اور جوناگڈھ کی طرف بھاگ گیا۔ اپنی بیٹون محمد خان و بدر خان کو پٹن بھیجدیا کہ اہل عیال و اسباب کو وہان سے لیکر محکم مقامون مین پہنچادین اور اب وہ سب اپنا اسباب لیکر باپ پاس جاتے ہین اور ابراہیم حسین مرزا کہ اعتماد خان کی کمک کو آیا تھا وہ بھی ایسی حال مین گھبر جاتا ہے۔ اعتماد خان حضور کی خدمت مین آتا ہے۔ پادشاہ نے راجہ مان سنگہ کو بھیجا کہ شیر خان کے بیٹون کو پکڑلائے ان لڑکون کی ساتھ کی جماعت نے بھاگ کر تنگنا ؤن مین پناہ لی اور پادشاہ کی سپاہ نے اونکے اشیا و اسباب پر دستبرد کی۔ پادشاہ غرہ رجب سنہ ۹۸۰ کو شہر پٹن مین کہ پہلے نہروالہ مشہور تھا آیا۔ یہان سے احمد آباد کی طرف چلا۔ موضع جوتانہ مین اسنے آدمی بھیجکر ننو مظفر شاہ کو پکڑوایا اور اوسکو کرم علی کے حوالہ کیا۔ گجرات کے عمدہ امرا میر ابوتراب۔ اعتماد خان۔ اختیار الملک مشرقی۔ جھجھار خان حبشی و وجیہ الملک و مجاہد خان پادشاہ کی خدمت مین آئے ۱۴ رجب سنہ ۹۸۰ کو پادشاہ کا خطبہ پڑھا گیا۔ جب پادشاہ قصبہ کہی مین پہنچا تو یہان امرا گجرات کو بلا کر ...... فرمایا کہ اس ملک کو ہم نے اعتماد خان کے سپرد کیا اور وہ جن امیرون کو کہے گا ہم چھوڑ دینگے۔ مناسب یہ ہے کہ ہر امیر اپنا ضامن دے تاکہ مراسم حزم و دوراندیشی مین فتور نہ ہو۔ اور لوازم فتوت مین قصور نہ ہو۔ اعتماد خان کا ضامن میر ابوتراب ہوا سب امیرون کا سوا ے حبشیون کے اعتماد خان ضامن ہوا۔ پادشاہ نے فرمایا کہ حبشی جو کہ سلطان محمود کے غلام تھے۔ ہمارے غلام رہین گے انکو امرا عظام کے حوالہ کیا۔

پہر ملک مین ہزارون رند و اوباش و مفسد آدمی رہتے ہین انہون نے مشہور کیا کہ پادشاہ نے حکم دیا ہے کہ گجراتیون کے لشکر کو خلق لوٹ لے۔ یہ سنتے ہی بد معاش و اوباش لوگ انپر جھگڑ پڑے۔ پادشاہ نے خود آخر اسکا یہ بندوبست کیا کہ غارتگرون سے مال چھین کر

ابراہیم مرزا پر بادشاہ کا یلغار کرنا اور لڑنا اور اسکو شکست دینا سنہ ۹۸۰

قصد بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہونے کا تھا۔ پہلے تو بادشاہ نے امیرون کو اُن میرزاؤن سے لڑنے کے لئے بھیجا تھا۔ مگر اب اسکا خود ارادہ انسے جا کر لڑنے کا ہوا۔

بادشاہ نے جو لشکر پہلے مرزاؤن کے لئے بھیجا تھا اوسکو اُلٹا بلا لیا۔ اور اپنے ساتھ تھوڑا سا لشکر اوسنے لیا۔ اسکو خوف تھا کہ ابراہیم حسین مرزا لشکر کی کثرت سُنکر کہین اور نہ چلا جائے رات دو گھنٹے باقی تھی کہ بادشاہ گھوڑے پر سوار ہوا۔ ملک اشرف گجراتی راہ بتانے کے لئے ساتھ ہوا۔ مگر تیز روی مین راہ بھولا۔ اسلئے دشمن تک پہونچنے مین کچھ توقف ہوا۔ دشمن بھاگ کر دریائے بیکانیر سے گذر کر قصبہ سرنال مین بہت سی جمعیت کے ساتھ چلا گیا۔ بادشاہ سے وہ چار کوس پر تھا۔ بادشاہ نے اپنے ساتھیون سے مشورہ کیا۔ اُنہون نے یہ عرض کیا کہ لشکر ابھی آیا نہین اور غنیم پاس جمعیت بہت ہے۔ دن کو لڑنا نہین چاہیئے رات کو شب خون مارنا چاہئے بادشاہ نے کہا کہ مجھے شب خون پسند نہین۔ وہ تلبیس تزویر کی صورت رکھتا ہے۔ یہی بہتر ہے کہ دن کے کام کو رات پر نہ ٹالین۔ بادشاہ تیز روی کرکے قصبہ سرنال مین کہ ایک ٹیلے پر واقع ہے پہنچا۔ اُس وقت بادشاہ کے ساتھ چالیس آدمی تھے کہ لڑنے کا ارادہ کیا۔ بادشاہ کا لشکر رستہ بھول گیا تھا۔ اسلئے اسکے آنے مین توقف ہوا غرض بادشاہ دو سو آدمیون کو ساتھ لے کر لڑنے گیا۔ دریا مین گھوڑا ڈال کر پار اُترا۔ دریا کا کنارہ اونچا نیچا بڑا تھا کہ بادشاہ کا لشکر اس کنارہ کی کجیون کے سبب۔۔۔ جدا جدا ہو گیا۔ ابراہیم مرزا لڑنے کھڑا ہوا۔ بادشاہ تھوڑے آدمیون کے ساتھ دروازہ سرنال پر گیا تھا۔ کچھ آدمیون نے اوسے روکا۔ ان سب کو مار ڈالا۔ جب وہ شہر مین آیا تو معلوم ہوا کہ ابراہیم حسین دوسری طرف سے نکل کر لڑ رہا ہے۔ بادشاہ شہر سے نکل کر اس طرف گیا دوستون کی دلدہی اور دشمنون کی جان ستانی مین کوشش کی۔ بھوپت سنگہ برادر راجہ بھگونت سنگہ اس لڑائی مین کام آیا۔ یہان زمینین کیکرون سے خارستان بن رہی تھین دو سوار ہم پہلو نہین گذر سکتے تھے۔ ان تنگنائون مین بادشاہ آہستہ آہستہ جاتا۔ راجہ بھگونت اسکے ساتھ تھا۔ ہر طرف ہنگامہ جانفشانی اور جان ستانی گرم تھا۔ مخالفون مین سے تین آدمی دلیر شہریار شیر دل کی طرف آئے۔ انمین سے ایک نے راجہ بھگونت سنگہ کے نیزہ مارا مگر وہ خالی گیا

کرکے بادشاہ کے پابوس ہوئے سب یہ سوچتے تھے کہ کسی طرح پھر ان کو اس ملک کی ایالت بدستور سابق ملجاوے مگر وہ یہ جانتے تھے کہ جب تک بادشاہ اس ملک میں ہے حکومت ملنی دشوار ہے۔ اسلئے انہون نے ارادہ کیا کہ الگ الگ ہوکر شورش برپا کیجیئے اختیار الملک تو فرصت پاکر بھاگ گیا! اور اعتماد خان اور اسکے ساتھ اور بھاگنے کو تھے کہ میر ابو تراب اور حکیم عین الملک نے انکو باتین بنا کر روکا کہ شاہباز خان پہنچ گیا وہ اختیار الملک کے پیچھے نہین پڑا کہ اعتماد خان وغیرہ ہاتھ تلے سے نکل جائینگے۔ اس لئے وہ انکو پکڑ کر بادشاہ کے پاس لایا اگرچہ بادشاہ انکو پہلے سے قید کرلیتا تو خلقت پر بادشاہ کی خیر اندیشی اور بزرگ منشی ایسی ظاہر نہ ہوتی اب انکی گرفتاری کی وجہ معقول تھی خلقت اس سے نہایت مسرور تھی۔

جب بادشاہ کو ان نامعقول امیرون کی مہم سے فراغت ملی تو اوس نے مرزاؤن کے استیصال پر کمر باندھی۔ یہ مرزا مالوہ سے بھاگ کر گجرات مین آئے تھے تو بڑودہ اور اسکے حدود مین مرزا ابراہیم حسن کا غلبہ اور سورت اور اسکے نواح مین محمد حسین مرزا کا تصرف اور جانپانیر اور اسکے مضافات مین شاہ مرزا کا تعلق تھا۔ بادشاہ نے بندر کھنبایت کا انتظام حسن خان خزانچی کو تفویض کیا۔ اور خود بڑودہ کیطرف روانہ ہوا۔ اور شاہباز خان قاسم خان بازبہادر خان کو جانپانیر کو روانہ کیا کہ اس قلعہ کو دشمنون سے خلاص کرے خان اعظم مرزا کوکہ کو احمد آباد کی ایالت اور اس حدود کی حراست عنایت کی۔ ان سب امیرون کو بادشاہ کی رعیت پروری کے رموز و فراخی حوصلہ و دوستداری معدلت و دوام آگاہی و طبقات مردم کا حفظ مراتب اور عموم خلائق کی عرض ناموس کی حمایت و عاطفت عام وصلح کل خوب سمجھا دیئے اور فرمایا کہ مجھے خیال ہے کہ جو ہم نے تم مین جوہر کاردانی سمجھ رکھی ہین اس کا یقین تم دلادوگے۔ بادشاہ قصبہ بڑودہ مین آیا۔ دوسرے روز اس نے سنا کہ مرزاؤن نے قلعہ سورت کو مستحکم کیا ہے اور وہ حدود جانپانیر مین جمع ہوئے ہین۔ بادشاہ نے خان عالم و سید محمود خان بارہ و راجہ بھگونت سنگھ و مان سنگھ اور بعض امیرون کو ان مرزاؤن کی سرزنش کے لئے روانہ کیا۔ آدھی رات کو بادشاہ کو خبر ہوئی کہ بادشاہ کے لشکر کی آمد کی خبر مرزا ابراہیم حسین نے سنکر قلعہ بروچ مین رستم خان رومی کو اس سبب سے مار ڈالا کہ اسکا

مرزاؤن سے سورت کا قلعہ اکبر بادشاہ کا لینا ۹۸۰

کردیا تو وہ ۶ دوشنبہ ۷ رمضان ۹۸۰ھ کو حوالی قلعہ مین ایک کوس پر آن پہنچا اور اس روز مداخل و مخارج کو دیکھکر مورچلون کو امرا مین تقسیم کیا۔ دو تین روز بعد دولتخانہ عالی ایسا قلعہ کے نزدیک آیا کہ وہان توپ و تفنگ کے گولی و گولیان آتی تھین داروغہ فراشخانہ نے عرض کیا کہ پاس یہان ایک کولاب (تال) ہے جسکو بلاب کہتے ہین اگرچہ وہ دیوار قلعہ سے متصل ہے لیکن زمین کی پستی و بلندی اور بعض درخت ایسے حائل ہین کہ وہ توپ تفنگ کے مانع ہین۔ بادشاہ وہان اپنا دولت خانہ لے گیا غرض ایک مہینہ سترہ روز محاصرہ رہا۔ بادشاہ کے لشکر نے اہل قلعہ کا پانی کھینچنا بند کردیا۔ اور سرنگ لگانیوالون نے دیوار تک سرنگون کو پہنچا دیا۔ دمدمے ایسے اونچے بنائے کہ اہل قلعہ کو تیر انداز کرنے لگے۔ توپ اندازون نے کارپردازی نمایان کی۔ بہت گولہ بارود خرچ کیا۔ اہل قلعہ کا آنا جانا بالکل بند کردیا تو انکا غرور ٹوٹا۔ ہمزبان نے اپنے خسر نظام الدین لاری کو بادشاہ پاس بھیجا۔ اس زبان آور کاردان کی تقریر نے بادشاہ عجز دوست عاجز پرور پر تاثیر کی۔ اگرچہ امرا نے عرض کیا کہ اہل قلعہ مین جب تک قوت و طاقت جگر مین تھی تمرد و عصیان کیا اور اب جو دیکھا کہ بادشاہ کی فتح آج کل مین ہونیوالی ہے تو امان مانگتے ہین۔ انکو امان دینے کی جگہ قتل کرنا چاہئیے۔ مگر بادشاہ نے فرمایا ؎ بدی را مکافات کردن بدی + بر اہل صورت بود بخردی + بمعنی کسانے کہ پے بردہ اند + بدی دیدہ و نیکوی کردہ اند + مولوی نظام لاری بادشاہ سے رخصت ہوا۔ اہل قلعہ کو مژدۂ امان سنا دیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ مولانا نظام الدین کے ساتھ قاسم علیخان و خواجہ دولت ناصر جائین اور ہمزبان اور تمام قلعہ کے آدمیون کو دلاسا دے کر اپنے ہمراہ لائین۔ دیانت مند محرر جاکر تمام صامت و ناطق اموال قلعہ کو ضبط کرکے ہمارے سامنے پیش کرین۔ اور تمام آدمیونکی نام نویسی کرکے ہماری نظر سے گذارین۔ حکم کی تعمیل ہوئی۔ ہمزبان باوجودیکہ بادشاہ کو گالیان دینے مین ہمزبان زور تھا اوسکی زبان کاٹی گئی بعض اور مفسد تعذیب کے موکلون کو سپرد کئے گئے۔ یہ فتح ۲۳ شوال ۹۸۰ھ کو ہوئی تھی جسکی تاریخ ہمزبان واد قلعہ سورت ہوئی۔ دوسرے روز جو بادشاہ قلعہ کو دیکھنے گیا۔ وہان کی بڑی بڑی بھاری بھاری توپین نظر پڑین جنکو سلیمانی اس وجہ سے کہتے تھے کہ سلطان روم نے جس سال مین . . . .

راجہ نے اس کے برچھا ایسا مارا کہ اوسکا حال دگرگون ہوا۔ باقی دو آدمیون نے پادشاہ پر حملہ کیا۔ کانٹون کے جھاڑ جھنکار درمیان مین تھے۔ پادشاہ نے جب انکو دیکھا تو گھوڑے کو اُس جھاڑی سے کدایا تو وہ دونو ڈر کر بھاگ گئے۔ ابراہیم مرزا کا دل لڑائی سے ہار گیا۔ اور دفعةً وہ سراسیمہ ہو کر بھاگ گیا۔ پادشاہی لشکر نے اسکا تعاقب کیا اور اوسکے بہت آدمیون کو مارا۔ پادشاہ نے سرنال مین آکر شکرانہ ادا کیا۔ اور چہارشنبہ ۱۰ شعبان کو اپنے لشکر سے آن ملا۔

پادشاہ نے شاہ قلیخان محرم و صادق کو بھیجا کہ قلعہ سورت کی حدود مین جاکر کسی اہل قلعہ کو باہر نہ جانے دین۔ مرزا کامران کی بیٹی گلرخ بیگم کو جو ابراہیم حسین مرزا اپنے بیٹے مظفر حسین مرزا کو نکال کر دکن مین چلی گئی۔ پادشاہی آدمی ہر چند اوسکے پیچھے پڑے مگر یہ فرزانہ عورت ایسی مردانہ گئی کہ کسی کے ہاتھ نہین آئی + پادشاہ کو تحقیق ہو گیا کہ مرزاؤن نے قلعہ سورت کو اپنی پناہ گاہ سمجھ کر مستحکم کیا ہے اور تمام فوج جمع کر کے اوسکی حراست ہم زبان کو سپرد کی۔ جو پہلے جنت آشیانی کے قورچیون مین تھا مگر باغی ہو کر ان مرزاؤن سے مل گیا تھا۔ پادشاہ نے جب اسکی تسخیر پر توجہ کی اور راجہ ٹوڈرمل کو بھیجا کہ اس حصن حصین کے مداخل و مخارج کو ملاحظہ کر کے اطلاع کرے کہ اسکی تسخیر آسان طور پر کیجائے۔ یہ امر قرار پا گیا تھا کہ پادشاہ خود اس قلعہ کو فتح کریگا۔ راجہ نے اس دشوار کار کو آسان بتلایا۔ اس نے اقبال شاہنشاہی پر نظر کی اگر زمانہ کے مزاج کا ملاحظہ کرتا تو عرض مطلب مین یہ جرأت نہ کرتا۔ اُس وقت ایک نیا وسیع ملک ہاتھ آیا تھا۔ جہاندارہ [illegible] ملک سے دور تھا۔ چند مہینے سے لشکر برابر سفر کر رہا تھا۔ واقعہ طلب شورافزا ہر گوشہ مین بھر رہے تھے۔ کچھ اس دیار کے فتنہ اندوز تھے۔ کچھ دیار مشرق کے مناسب نہ تھا کہ پادشاہ خود اس قلعہ کو فتح کرتا۔ مگر پادشاہ جانتا تھا کہ اگر مین خود اپنی ذات سے اس قلعہ کی فتح مین نہین مصروف ہونگا تو ان سرکشون کی جڑ نہین کٹے گی وہ پھر بحال ہو جائینگے۔ ناحق طول ہوگا۔ اس لئے اوسنے اس دشوار کار کو آسان اس طرح کیا کہ خود اوسپر متوجہ ہوا۔ اس نے شاہم خان جلائر کو حکم دیا کہ فوج کو قلعہ جانپانیر پر لے جائے۔ قاسم خان میر بر و بحر کو جو وہان ہے یہان ساباط و نقب لگانے کے لئے بھیجدے۔ جب پادشاہ نے احمدآباد اور اس نواح کا سب طرح سے بندوبست

بارگاہ مین آئی اور کورنش بجالائی اور اپنے ملک کی طرح طرح کی نفیس دستکاریان بادشاہ کو دکھائین
بادشاہ نے انمین سی ہر ایک کو اپنی عنایت سی مخصوص کیا اور پرتگال کے عجائب و غرائب کا اور وہان
کے اوضاع کا حال پوچھا غرض اس وحشی گروہ سے ایسی باتین کین کہ انکو موانست بادشاہ سے ہو گئی
محمد حسین مرزا اور شاہ مرزا تو پٹن کی حدود مین شورش کے کمین مین بیٹھے تھے۔ ابراہیم مرزا
لشکر سے شکست پاکر ان مرزاؤن سی آ ملا۔ ابراہیم حسین مرزا کو جو شکست ہوئی تھی اسکے باب مین ان تینون بھائیون
مین گفتگو ہوئی۔ نکتہ گیری سے درشتی پر اور درشتی سے رنجش پر نوبت آئی جسکا انجام یہ ہوا کہ ابراہیم حسین
مرزا جو شمشیر زنی مین مشہور تھا۔ مگر دماغ عقل سے خالی رکھتا تھا اپنی بھائیون سے رنجیدہ ہو کر دار الخلافہ
آگرہ کیطرف چلا (طبقات اکبری مین اس رنجش کا ذکر نہین ہی اوسمین لکھا ہے کہ وہ بھائیون کی صلاح
سے گیا) ان دو بھائیون نے اسکی کچھہ پروا نہ کی۔ بادشاہ نے یہ حال سنکر سید محمود خان بارھہ
اور شاہ قلیخان محرم و راجہ بھگونت سنگہ داس کو دار الخلافہ کی طرف تعین کیا کہ وہ ابراہیم مرزا کا
تعاقب کرین۔ اس تعاقب سی مرزا ابراہیم کی شورش نے تسکین پائی جسکا آگے بیان ہوگا۔
محمد حسین مرزا و شاہ مرزا و فولادیون نے جو کوہستان مین پڑے پھرتے تھے پٹن مین ڈیرے ڈالے
سید احمد خان بارہہ نے قلعہ کی حراست مین کمر ہمت چست کی۔ جب خان اعظم مرزا عزیز کوکلتاش کو
اسکی خبر ہوئی تو اسنے سپاہ جمع کی اور مالوہ کا لشکر جو گجرات کو آتا تھا وہ بھی اس پاس آ گیا شیخ
محمد بخاری کو بھی دولقہ سے خان اعظم نے بلا لیا۔ خان اعظم اس لشکر کو لے کر پٹن کی طرف چلا
۱۸ رمضان سنہ ۹۸۰ھ کو حدود پٹن مین آیا۔ طرفین کے لشکر مرتب ہو کر لڑنے کے لئے میدان جنگ
مین آئے شیر خان فولادی نے حیلہ سازی سے خان اعظم پاس آدمی مصالحت کے لئے بھیجے
خان اعظم نے انکا جواب دیا کہ اگر حرف صلح سچ ہے تو تم اپنی جگہ سے پیچھے ہٹ جاؤ۔ ہم تمہاری
جگہہ پر آ جائین۔ ہمارے آئین مین پھرنا جائز نہین ہی۔ اس بات کو محافظون نے نہ مانا۔ وہ
انکا صلح کا پیغام جھوٹا تھا۔
دونطرف کی فوجین مرتب ہو کر میدان نبرد مین آئین۔ مرزاؤن کی ہراول کی فوج نے بادشاہی
ہراول کو شکست دی۔ اور خان اعظم دست راست پر قطب الدین محمد خان تھا۔ اسکو بھی

مرزاؤن کا حال سنہ ۹۸۰ھ

پٹن کی جنگ سنہ ۹۸۰ھ

کہ فرنگیون سے بنادر ہندوستان کے لے لینے کا ارادہ کیا تھا۔ تو اُس نے اُن توپون کو جو ناگڈھ
مین اپنے لشکر کے ساتھ جو جہازون مین آیا تھا بھیجا تھا۔ مگر کچھ موانع ایسے عارض ہوئی کہ لشکر سے کچھ کام
نہوسکا تو توپون کو قلعہ جوناگڈھ مین وہ چھوڑ گیا اور خود اپنے ملک کو چلا گیا۔ سمندر کے کنارہ پر یہ توپین
پڑی رہین۔ جب خداوند خان نے قلعہ سورت بنایا تو آن توپون کو قلعہ پر لگایا۔ بادشاہ نے ان توپون کو
دارالخلافہ آگرہ مین بھجوایا۔ اس قلعہ کی حکومت و حراست قلیچ خان کو سپرد ہوئی۔

سورت کے قلعہ کا حال یہ ہے کہ وہ چھوٹا سا ہے۔ مگر جدید قلعون مین نہایت متین و استوار ہے۔ کہتے
ہین کہ صفر آقا نام غلام سلطان محمود گجراتی مخاطب خداوند خان نے ۹۴۷ھ مین دریا تاپتی کے
کنارہ پر اُسکو بنایا۔ جو سمندر سے ۲۰ میل ہی کہ فرنگیون کے حملون کو دفع کرے۔ جب تک یہ نہ بنا تھا
فرنگی مسلمانون کے ساتھ ہر طرح کی شرارت کرتے تھے۔ جب قلعہ بن رہا تھا تو کئی دفعہ جہاز تیار کرکے حملہ کرنے
کے لئے فرنگی آئے مگر کچھ نہ کرسکے۔ خداوند خان نے ہوشیار معمارون کو جو اوس وقت مین دستیاب
ہوئے بلا کر استحکام حصار مین اہتمام کیا۔ دقیقہ رس معمارون نے اسطرح قلعہ کو تعمیر کیا کہ قلعہ کی دو طرفین جو
خشکی کے متصل تھین ایک خندق ۲۰ گز عریض ایسی گہری کھودی کہ پانی نکل آیا اور پانی کے اندر سے
چونہ و خشت پختہ و سنگ سے وہ بنائی۔ پتھرون کو لوہے کے قلابون سے جوڑ کر انمین پارہ پلایا۔ کہ
کوئی درز انمین باقی نہین رہی۔ کنگرے اور سنگ انداز نہایت ہیبت ناک بنائے۔ اور ہر برج
پر چوکھنڈی بنائی جسکو اہل فرنگ برگیرون کا ایجاد بتاتے ہین۔ جب اہل فرنگ اس قلعہ کی تعمیر
کو زور سے نہ روک سکے تو زر سے انکو روکنا چاہا اور بہت روپیہ پیش کیا کہ قلعہ نہ بنایا جائے لیکن
خداوند خان نے انکی اس درخواست کو نہ مانا اور قلعہ بنالیا جسکی دیوارین بیس بیس گز بلند تھین
اور دو دیوارون کا آثار پانچ پانچ گز کا تھا۔ اور چارون طرف کی دیوارون کے آثار ل
پندرہ گز تھی۔

بندر گوہ سے ایک جماعت نصاری پادشاہ کی خدمت مین آئی۔ اصل مین اس گروہ کو
اہل سورت نے اپنی حمایت کے لئے بلایا تھا کہ قلعہ ان کو سپرد کرکے آپ سلامت رہین جب
اس گروہ نے بادشاہ کے سامان قلعہ گیری اور لشکر کو دیکھا تو اپنے تئین ایلچی بنا کر بادشاہ کی

اس زمانہ مین کہ شہنشاہ نے گجرات کو فتح کیا تو بھرجی نے پادشاہ کی درگاہ مین حاضر ہوکر اور خدمات شائستہ بجالاکر سرخروئی حاصل کی ۔

شرف الدین حسین جسکا پہلے حال بیان ہوا ہے کہ وہ پادشاہ سے باغی ہوگیا تھا وہ فولادیون سے ملگیا ۔ اور جالور انکو دیدیا جسکو اس نے خود فتح کیا تھا ۔ کچھ دنون پٹن مین رہکر چنگیز خان سے الجھا کی پھر مرزاؤن سے ملگیا ۔ اس وقت کہ حاکم خاندیس گجرات کی فتح مین ناکام رہا اسکا ہمراہ ہوا ۔ پھر تباہ حال ہوکر محمد حسین مرزا سے ملا ۔ جب مرزاؤن مین تفرقہ پڑا ۔ تو دکن کو بھاگا ۔ یہان کے زمیندار نے اسکو دولتخواہی پادشاہ کی نظر سے یا اپنے فوائد کی وجہ سے گرفتار کیا اور مال اسباب لوٹ لیا ۔ ابراہیم حسین کی بیوی بھاگی تھی اسکی گرفتاری کے درپے یہ زمیندار ہوا ۔ مگر ناکام رہا ۔ مرزا کی دو برس کی لڑکی اسکو ہاتھ لگی ۔ پادشاہ نے اُس لڑکی اور اور قیدیون کو اپنے آدمی بھیجکر بُلالیا ۔ لڑکی کو محلسرا مین دیدیا ۔ اور اس خواجہ زادہ کو ہاتھی سے کہ مست تھا ڈرایا اور پھر قیدخانہ مین بھیجدیا ۔

سال ہیژدہم سنہ ۹۸۰ھ کا ایک سانحہ یہ ہے کہ پادشاہ کی مجلس مین ہندوستان کے شجاعون کا ذکر ہوتا تھا کہ وہ اپنی جان کی قدر کچھہ نہین کرتے ۔ چنانچہ بعضے راجپوت ایک برچھی کہ دو سنان رکھتا ہے لیکر کھڑے ہوتے ہین اور دو مردانہ ہمقدر سے ان دونون سنانون (انیون) کے محاذی دوڑتے ہین کہ یہ سنان انکی پیٹھون سے گذر جاتے ہین یہ سنکر اس پہلوان الٰہی کے دل مین یہ آئی کہ شمشیر خاصہ کا قبضہ دیوار مین مضبوط گاڑا اور پھر تلوار کے سر پر سینہ رکھکر کہا کہ اگر راجپوت اس طور پر اپنی شجاعت ظاہر کرتے ہین تو ہم اس شمشیر پر حملہ کرتے ہین ۔ سب دیکھنے والے یہ دیکھکر سکتے کے عالم مین تھے کہ مانسنگہ نے دوڑکر ایسی سبکدستی کی کہ اس شمشیر کو دور پھینکدیا ۔ پادشاہ کی گھائی مین کچھہ زخم لگا ۔ اور نوکر شمشیر کو دور لے گئے ۔ پادشاہ نے غصہ ہوکر مان سنگہ کو زمین پر دے مارا اور رگڑنے لگا کہ سید مظفر نے پادشاہ کی زخمی انگلیونکو مروڑکر مانسنگہ کو چھڑایا ۔ جس سے زخم بڑھ گیا مگر تھوڑے دنون مین اچھا ہوگیا بعض نے لکھا ہے کہ اہل مجلس مین سے کسی نے شراب کے نشہ مین راجپوتون کی شجاعت کی تعریف

شرف الدین حسین مرزا کا پادشاہ پاس آنا سنہ ۹۸۱ ۔ سنہ ۹۸۰ پادشاہ کا تلوار سے زخمی ہونا

پریشان کیا۔ شاہ محمد اتکا زخمی ہوکر بھاگ گیا۔ جب فوج کے ان دو حصون نے شکست پائی تو
وہ احمد آباد کی طرف بھاگے۔ قطب الدین احمد کا خیمہ گاہ اکھڑ گیا۔ شیخ محمد بخاری جاگیردار دولقہ
مارا گیا۔ جب اعظم خان نے یہ حال معائنہ کیا تو اوس نے ارادہ کیا کہ خود اسکا انتقام لے اور جب
لڑے کہ بداغ خان نے جو خود مرد معرکہ تھا ——— اعظم خان کی باگ اپنے ہاتھ سے پکڑ کر پھیر لی
اور جانے نہ دیا۔ غنیم کا لشکر لوٹ کی تلاش مین متفرق ہوا اور اُسکے غول مین تھوڑے آدمی رہ گئے۔
اعظم خان نے بداغ خان کے ساتھ اتفاق کرکے میدان جنگ مین آن کر غنیم کے قلب لشکر پر
حملہ کرکے شکست دی اور بادشاہی لشکر کو فتح ہوگئی اور اس کے مخالف اطراف مین چلے گئے۔
شیر خان فولادی نہایت عجز و ناتوانی کے ساتھ امین خان حاکم جونہ گڈھ پاس گیا اور
وہان آسایش سے رہا۔ اور محمد حسین مرزا اور امرا دکن کو گئے۔ یہ فتح ۱۸ رمضان ۹۸۰ھ
کو ہوئی۔ ابوالفضل نے قطب الدین کو لکھا ہے کہ اوس نے حملہ کرکے فتح پائی۔ اعظم خان و
امرائنے مرزاؤن کا تعاقب کیا۔ مگر بادشاہ نے اسکو اپنے پاس سورت مین بلایا۔ اور اور
اُمرا کو تعاقب مین بھیجا۔ اعظم خان نے پٹن کا انتظام کرکے بدستور سابق سید احمد خان بارہ
کو حوالہ کیا اور ۲۰ شوال کو سورت مین بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور تمام امرا اور نوکرون
کی جان سپاری کا فرداً فرداً بیان کیا۔ اثنا راہ مین قطب الدین محمد خان اور امرا کو معمور آباد
مین بھیجا کہ اختیار الملک اور لشکر مفرور کی تنبیہ کرے وہ جنگلون کے حصار مین متحصن ہو رہے۔ قصبہ
معمور آباد مین قطب الدین خان پہنچا تو اوس نے افواج کو بھیجکر اختیار الملک اور حبشیون کو جنگل سے نکال کر قلعون
پر متصرف ہوا اور اپنے تھانے وہان بٹھائے اور قصبہ محمود آباد مین بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا

بگلانہ ایک ولایت ہے کہ جسکا طول سو کوس اور عرض تیس کوس ہے ہمیشہ دو ہزار سوار اور
دس ہزار پیادے آمین رہتے ہین۔ جمع اسکی ساڑھے چھہ کروڑ دام ہے۔ اس ملک مین جو حاکم
ہوتا ہے اسکو بھرجی کہتے ہین۔ سالھیر و مولھیر دو سنگین قلعے قلہ کوہ پر واقع ہین۔ دو بڑے شہر
انتاپور اور جنتاپور اس مین ہین۔ یہ ملک گجرات اور دکن کے درمیان واقع ہے اس کے
حاکمون کی یہ عادت ہمیشہ رہی کہ جس جانب کو غالب دیکھتے ہین اسکی ہر ایک طرح کی وہ اطاعت کرتے

ناہمواریون کو پادشاہ نے معاف کردیا تھا۔ صوبہ مالوہ عنایت ہوا۔ مان سنگہ
و شاہ قلی خان محرم کو اور بعض بعض امراء کو حکم ہوا کہ ایدر کی طرف سے
ڈونگرپور اور اس کے حدود مین جائین اور پھر دارالخلافہ مین آئین +

## ابراہیم حسین مرزا کا گرفتار ہونا

ابراہیم حسین مرزا کا گرفتار ہونا ۹۸۱ھ

۱۰ محرم کو اجمیر مین پادشاہ آیا اور زیارت سے مشرف ہوکر
اپنے دارالخلافہ فتحپور مین دوم صفر سنہ ۹۸۱ھ کو آگیا۔ اس سفر مین پادشاہ سروہی مین تھا کہ اس پاس
امراء پنجاب کی عرضداشت آئی کہ مرزا ابراہیم گرفتار ہوگیا اور مرگیا۔ اس اجمال کی تفصیل
یہ ہی کہ ہمنے پہلے لکھا تھا۔ کہ وہ ایدر سے اپنے بھائیون سے جدا ہوکر دارالخلافہ کی طرف
چلا ہے۔ اوس نے اپنے چھوٹے بھائی مسعود مرزا کو بھی ہمراہ لے لیا تھا۔ وہ گجرات سے ایلغار کرکے
میرٹھ (میرتھا) کی نواح مین آیا۔ اور ایک قافلہ کو کہ گجرات سے آگرہ کو آتا تھا۔ اس قلعہ سے گیارہ کوس
پر لوٹ لیا اور ناگور مین آیا۔ فرخ خان پسر خان کلان جو پادشاہ کی طرف سے یہان حاکم
تھا وہ قلعہ مین متحصن ہوا۔ مرزا ابراہیم نے چند غریبون اور فقیرون کے گھر جو شہر سے باہر تھے
لوٹے اور نارنول گیا۔ رای رام سنگہ اور راو اور امراء جو پادشاہ نے گجرات کے جانے کے وقت
ہزار سوارون کے ساتھ جودھپور مین تعین کئے تھے۔ وہ ایلغار کرکے ناگور مین آئے اور فرخ خان
کو ساتھ لیا۔ اور مرزا کے تعاقب مین چلے موضع کھتولی مین کہ ناگور سے بیس کوس پر ہے رات کو
پہونچے۔ مرزا ہوشیار ہوکر بھاگنے کا انتظام کرتا تھا۔ ۲ رمضان سنہ ۹۸۰ھ کو لشکر کے آدمی ایک
بزرگ حوض پر افطار کو آئے۔ مرزا کچھہ تھوڑی دور گیا تھا۔ اُلٹا آیا۔ اور اُس نے اس سپاہ پر جو
اسکے تعاقب مین تھی حملہ کیا۔ اس جماعت نے ثبات قدمی کرکے اپنی حفاظت کی۔ مرزا نے
تین دفعہ اپنی سپاہ کے دو توپ بنا کے دو طرف سے شاہی لشکر پر تیرون کا مینھہ برسایا
جب دیکھا کہ کچھہ کام نہین نکلتا تو وہ بھاگ گیا۔ ایک توپ سپاہ کا رات کو اس سے جدا ہوگیا تھا
وہ اس نواح کے مواضع و قریات مین گرفتار ہوا۔ اکثر آدمی انکے مارے گئے۔ انہین سے

جھجار خان حبشی کا مارا جانا۔

کی تھی + جب بادشاہ سورت سے چلکر بروچ مین آیا تو والدۂ چنگیز خان
داد خواہ بادشاہ پاس آئی کہ اس جھجار خان حبشی زبردست نے براہ دوستی میرے بیٹے کو بلاکر
اسکا ساغر زندگانی لبریز کیا۔ اگرچہ یہ بات مشہور تھی۔ مگر پھر بھی بادشاہ نے اس معاملہ
کی خوب تشخیص و تحقیق کرائی۔ اور اسمین سوال و جواب ہوئے تو خوب تشریح ہوئی۔ مدعی کا دعوی
سب طرح سے سچ ثابت ہوا تو بادشاہ نے عدالت سے خاص و عام کے روبرو اس حبشی کو
ہاتھی کے پانون تلے مسلوایا۔ جس سے اس بیچاری بڑھیا کے دل مین ٹھنڈک پڑی جھجار خان
حبشی گجرات کے امراء بزرگ مین سے تھا۔ اور جمعیت اور قوت مین ممتاز تھا ایسے قوی دست
کو سزا دینے سے بادشاہ کی عدالت کی شہرت ہوگئی۔

بادشاہ کا احمدآباد مین آنا اور وہان سے آگرہ روانہ ہونا ۹۸۰ھ۔

۲ ذی القعدہ کو احمدآباد کے باہر بادشاہ کے خیمے لگے اور بادشاہ نے دس ون
رہ کر یہان کا یہ انتظام کیا کہ اس سرزمین کو کہ ایک سلطنت کبریٰ تھی۔ خان اعظم کو تفویض
کی اور سرکار پٹن خان کلان کو عنایت ہوئی۔ سرکار بروچ اور اسکی حدود قطب الدین خان
عم خان اعظم کو و دولقہ و دندوقہ سید حامد بخاری کو اور ایسے ہی اور محال اور امراء کو مرحمت
ہوئین۔ اگرچہ خان کلان و قطب الدین محمد خان عم خان اعظم عمر مین بڑے تھے مگر بادشاہ کی
نزدیک آئین سلطنت مین عدالت یہی ہے کہ مدار عنایت عقل پر ہے نہ سال پر ع بزرگی
بعقل است نہ بسال اور اعتماد فزونی اخلاص پر ہو نہ درازی عمر پر۔ دوربینی عمدہ ہوتی ہے۔ نہ
بزرگی جثہ۔ اہل جوہر معقول ہوتے ہین۔ نہ عظیم ہیکل محسوس۔ اساس فرمان دہی شمائل اخلاق
پر موقوف ہے۔

دوشنبہ ۱ ذی الحجہ ۹۸۰ھ کو بادشاہ آگرہ کو روانہ ہوا۔ جب سدھ پور مین آیا تو خان معظم کو
یہ نصیحتین لکھین کہ فزونی آگاہی۔ فراخی حوصلہ۔ آدمیون کی خطاؤن سے اغماض نظر۔ گناہگارون کا
عذر قبول کرنا۔ فصل خصومات مین غور عظیم کرنا۔ اور جان و انجان کو یکسان جاننا۔ اوسکو
اور امراء کو اپنی اپنی جاگیرون مین رخصت کیا۔ اور راجہ علی خان حاکم خاندیس جو آیا تھا
وہ بھی رخصت ہوا۔ اور مظفر خان کو جو ایام محاصرہ سورت مین حاضر ہوا تھا اور اسکی

کھڑا ہوا ع صفِ مغلوب را ہوائی بسنداست + جمیل غالب ہوئی۔ مرزا کی گردن
مین سر کے پیچھے ایسا تیر لگا کہ وہ منہ کی راہ سے نکل گیا۔ اب مرزا نے اپنا حال دگرگون
پایا تو وہ لباس بدل کر اپنے آدمیون سے جدا ہوا۔ اس کے دو ایک قدیمی غلام قلندرون
کا لباس پہنا کر باہر لیجانا چاہتے تھے۔ مگر مرزا کو ضعف اس قدر تھا کہ ناچار ایک روز
گوشہ نشین شیخ زکریا کے گھر مین مقام کرنا پڑا۔ شیخ نے بظاہر تو مرزا کے جراحت پر ملائمت کے
مرہم رکھے۔ مگر ملتان کے حاکم سعید خان کو خفیہ اطلاع دی ع۔ ہر کجا گوشہ نشینی است درو
مکرے ہست + سعید خان نے اپنے غلام دولت خان کو بھیجا۔ وہ مرزا کو مقید کر کے لے
آیا۔ بادشاہ کو اسکی اطلاع دی۔ بادشاہ نے قیدی کو اپنے پاس بلایا۔ مگر بادشاہ کے
پاس روانہ ہونے سے پہلے اوس جہان کو روانہ ہوا۔ جب حسین قلیخان بادشاہ پاس فتحپور
سیکری مین آیا مسعود حسین مرزا کو اور اسکے تین سو آدمیون کو قید کر کے اس طرح لایا کہ مرزا
کی آنکھین سی ہوئی تھین اور قیدیون کے منہ گائے کی کھالون مین جنکے سینگ الگ نہین کیے
گئے تھے لپٹے ہوئے تھے + بدایونی لکھتا ہے انکے منہ گدھے۔ سور کی کھالون مین لپٹے
ہوئے تھے + طبقات اکبری مین لکھا ہے کہ چرمہائے گاؤ در گلو انداختہ جسکے معنے یہ ہین۔ گلون
مین تسمی گائے کے چمڑے کے پڑے ہوئے تھے۔ غرض ان قیدیون کی ایک عجیب ہیئت تھی
بادشاہ نے دیکھتے ہی فوراً مسعود حسین کی آنکھین کھلوائین۔ اور چند سرغنون کو تو بری طرح مارا
باقی سب کو رہا کر دیا۔ سو آدمی مرزاؤن کے ساتھ ایسے بھی تھے۔ کہ خانی کا خطاب رکھتے تھے۔
انکو حسین خان نے جو سنبل سے چلکر اس لڑائی مین شریک ہوا تھا۔ اپنے گھر جانے کی اجازت دی
اور اس نے حسین قلیخان سے کہہ دیا کہ بادشاہ کی اجازت نہین ہے کہ کوئی قیدی مارا جائے
اس لئے مین نے ان قیدیون کو بادشاہ کے صدقہ مین چھوڑ دیا۔ اُسی روز سعید خان ابراہیم حسین
مرزا کو بادشاہ کے روبرو لایا۔ انہین دنون مین بادشاہ نے حسین قلی خان کو خان جہان کا
خطاب دیا +

## اس سنہ کے واقعات مین سے ایک یہ ہے۔

ابو الفضل نے اکبرنامہ مین یہ لکھا ہے کہ راجہ جے چند راجہ نگرکوٹ بادشاہ کی خدمت مین تھا

سو آدمی زندہ فرخ خان کے ہاتھ سے گرفتار ہوئے۔ مرزا ابراہیم خان تین سو آدمیون
کو ساتھ لیکر چلا۔ اور راہ مین جو قصبات آئے۔ انکو لوٹتا مارتا جمنا گنگا سے پار اُتر کر پرگنہ
سرکار سنبل اعظم پور مین جو اسکی جاگیر مین تھا آیا۔ اوسکو یقین تھا کہ سرکار سنبل اور اس کا قلعہ
مثل کوہ کمایون جس کی خندق دریاے گنگ ہے ہاتھ آجائین گے۔ اور بہت جمعیت اس
پاس جمع ہو جائیگی۔ مگر یہ صورت نہ ہوئی۔ حسین خان مع مہدی قاسم خان کانٹ گولہ کے
جاگیردار اسکے رفع کرنے کے لئے مستعد ہوئے۔ پانچ چھہ روز یہان رہ کر پنجاب کی طرف
بھاگا۔ قصبہ پانی پت اور کرنال کو کہ سر راہ تھے غارت کرتا ہوا آگے چلا۔ راہ مین اوباش
واقعہ طلب بہت اس کے ساتھ ہوئے اور خلق خدا کو آزار پہنچانے لگے مرزا دیپالپور
مین آیا۔ تو اس نے سُنا کہ نگرکوٹ کے فتح مین جو امرا اور لشکر مصروف تھا وہ اس کے پیچھے
آتا ہے تو اس نے لاہور کا ارادہ ترک کیا۔ اور ملتان کی طرف چلا۔ جب لشکر شاہی تلنبہ
کے قریب آیا۔ تو معلوم ہوا کہ مرزا کل اس قصبہ مین آیا تھا۔ اور آج مقیم ہے۔ ترتیب افواج مین
افسران سپاہ مشغول ہوئے۔ حسین قلی خان و اسماعیل قلی خان اور ایک اور جماعت قول بنی۔
محب علیخان و مرزا یوسف خان برانغار مین مقرر ہوئے۔ خرم خان و دولت خان سہدی
و شاہ غازی خان تبریزی جرانغار مین قرار پائے۔ جعفر خان۔ فتو۔ اور بعض ور دلاور
ہراول مقرر ہوئے۔ اس طرح انتظام کر کے روان ہوئے۔ اس روز ابراہیم حسین مرزا کچھ
آدمیون کے ساتھ شکار کو گیا ہوا تھا۔ مسعود مرزا نے جب لشکر شاہی کے آنے کا حال سُنا تو
خود جنگ کے لئے مستعد ہوا اور سپاہ کو بلایا اور فوج کے قریب گیا۔ اور لڑائی مین مشغول ہوا
مگر وہ گرفتار ہو گیا۔ اور بہت آدمی اوسکے مارے گئے۔ ابراہیم مرزا بہت تنگ ہو کر سے
بھاگا اور ملتان کے قریب آیا۔ بلوچون نے اسکی راہ روکی۔ دریاے گارا سے جو اس دریا
کا نام ہے جو بیاس اور ستلج کے ملنے سے بنتا ہے اُترنا چاہتا تھا۔ مگر رات تھی کشتیان
نتھین اوسکے کنارہ پر سو رہا۔ قوم جھیل نے جو مچھلیان بیچا کرتے تھے۔ اس پر شب خون مارا
مرزا کے ساتھ آدمی بعض مجروح و بعض مغلوب بے حال تھے وہ اس گروہ کو سے کر لڑنے

دیکھا کہ وہ قلعہ کا سرکوب ہو سکتا تھا۔ اس پہاڑ پر نہایت مشقت سے توپین چڑھائین اور وہان سے انہین قلعہ پر چلا یا۔ گولون سو قلعہ کی عمارات شق ہونی شروع ہوئین اور بہت سے آدمی اس کی دیوار کے نیچے دب کر مر گئے اور قلعہ مین بڑی کھلبلی پڑی جب عصر کا وقت آیا تو حسین قلیخان اپنے خیمہ مین آیا۔ اور مورچے پر لشکر کو چھوڑ آیا۔ تو لوٹ ... سے راجپوت جو قلعہ کے اندر تھے رات کو سب بھاگ گئے۔ جب صبح کو حسین قلیخان کو خبر ہوئی تو وہ ڈنکہ بجاتا ہوا قلعہ کے اندر گیا۔ اور راجہ گوالیار کو یہ قلعہ دیدیا۔ ... کے باپ دادا کا وہ تھا۔ مگر یہان اپنا تھانہ بھی مقرر کیا۔

اب حسین قلیخان آگے چلا تو ایک جنگلستان ایسا آیا کہ درختون کی کثرت سے وہان ہوا کا گذر نا مشکل تھا۔ ایک گروہ جنگل کو کاٹ کر راستہ بناتا تھا تو لشکر چلتا تھا متواتر کوچ کر کے اول رجب ۹۸۰ھ کو راجہ رامچندر کے باغ چوگان مین کہ نگرکوٹ کے ... پہنچا۔ لشکریون نے اپنے زور بازو و شجاعت سے پہلے ہی حملہ مین حصار بھول کو جو مہا مائی کا مندر تھا لے لیا۔ یہان سوا پجاریون کے اور کوئی نہین رہ سکتا تھا۔ راجپوتان کی ایک جماعت جنہون نے اپنا مرنا ٹھان لیا تھا خوب بہادری سے لڑی اور مری۔ وہ برہمن جو ایک لمحہ اُس بتخانہ سے جُدا نہ ہوتے تھے اور چند سال سے اسکی خدمت کرتے تھے اُنہون نے بھی لڑکر اپنی جان اس پر سے قربان کی۔ اس ہنگامہ فساد مین بت خانہ کو دار الامن سمجھ کر ہندؤن کی دو سو کالی گائین چلی آئی تھین بعض سادہ لوح ترکون نے اُن کو ایسے وقت مین کہ تیر و تفنگ مینھ کی بوندیون کی طرح برس رہے تھے ذبح کیا اور انکے خون کو اپنے موزون مین بھر کر بتخانہ کی دیوارون اور چھتون پر پھینکا۔ نگرکوٹ کا شہر بند بیرونی ان کے قبضہ مین آگیا۔ انکی عمارات کو ڈھا کر لشکر کے اترنے کے لئے میدان صاف کیا۔ پھر قلعہ کے محاصرہ مین مصروف ہوئے۔ ساباط و سرکوب تیار کئے چند بھاری توپین اس پہاڑ پر کہ قلعہ کے محاذی تھا چڑھائین۔ ہر روز چند توپین قلعہ اور راجہ کے مکانات پر ماری جاتین۔ اتفاقاً ایک دن کار فرمائے توپ خانہ نے اس

اس نے اپنی تال اندیشی سے اپنے خرد سال بیٹے ہری چند کو راجہ گوبند چند جسوال کے
حوالہ کیا تھا۔ اس زمانہ مین گوبند چند نے قلعہ مین آخر لوازم قلعہ داری کا اہتمام کیا۔ مگر تاریخ
بدایونی مین اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا + بادشاہ کو ایام طفلی سے کل اصناف ہنود کی
طرف رغبت دلی تھی۔ خاص کر برہمنون اور کبیون (شاعرون) کی طرف ایک برہمن کبی
برہما اس نامی کالپی کا رہنے والا ہنود کی مداحی مین نامور۔ فہم و ادراک مین بلند پایہ بادشاہ
کا ملازم ہوا۔ بادشاہ کی ہمزبانی سے اس نے مزاج مین دخل پیدا کیا۔ روز بروز اس کی
تربیت سے منصب عالی پر پہنچا۔ شرف ندیمی سے مشرف ہوا۔ اول کب راے (ملک الشعرا)
کا خطاب ہوا۔ بعد ازان راجہ بیر بر (یعنی بہادر نامور) کا خطاب ملا ۔ راجہ جے چند حاکم
نگرکوٹ سے بادشاہ کا مزاج برہم ہوا۔ جے چند کو مقید کیا۔ اور ولایت نگرکوٹ راجہ
بیر بر کو جاگیر مین عنایت کی۔ اور حسین قلیخان کو حکم ہوا کہ مرزا یوسف خان و جعفر خان و
فتح خان چناری و مبارک خان گکھر و غازی خان اور امرائے پنجاب کو لیکر ہری چند سے نگرکوٹ
لیکر راجہ بیربل کو دلا دی۔ راجہ بیر بر لاہور مین آیا۔ حسین قلیخان مع اور امراء پنجاب کے نگرکوٹ
پر متوجہ ہوا۔ جب یہ سپاہ دھری کے قریب پہنچی تو یہان کا ناظم جھوٹو نام جو جے چند کا
رشتہ دار تھا اور اپنی قلعہ کی استواری پر مغرور تھا۔ خود تو ایک گوشہ مین چھپ گیا۔
اور اسنے وکلاء کو پیشکش دیکر بھیجا اور عرض کیا کہ مین خوف کے سبب سے خدمت مین حاضر
نہین ہوا۔ مگر راہداری کا کفیل ہون۔ حسین قلیخان نے وکلاء کو خلعت دیکر رخصت کیا۔ اور
ایک قریہ مین کہ سر راہ تھا اپنا تھانہ مقرر کیا اور آگے چلا +

جب قلعہ کوٹلہ مین پہنچا تو یہان مقام کیا۔ یہ قلعہ بہت بلند ہے۔ وہ پہلے گوالیار
(پہاڑون مین ہی) کے راجہ رامچند سے متعلق تھا۔ مگر راجہ دھرم چند اور راجہ جے چند نے بزور
اس سے چھین لیا تھا۔ راجہ جے چند کی طرف وہان جو افسر محافظ مقرر تھے انہون نے اس لشکر
پر کہ لوٹنے گیا تھا تیر و تفنگ چلائے ....... جب حسین قلیخان خان جہان نے یہ حال سنا
تو وہ گھوڑے پر سوار ہوکر اطراف قلعہ کو ملاحظہ کرنے گیا۔ قلعہ کے محاذی اس نے ایک پہاڑ

نثار کیا گیا- سکہ جاری کیا گیا- اس کے بعد ملا حسین قلیخان یہان سے روانہ ہوا +
بہت سے کام ایسے ہوتے ہین جو تنگدل حسد اندوزون کے لئے سرمایہ خوشدلی اور پراگندہ خاطر
نفاق اندیشون کے واسطے باعث نشاط- مگر حقیقت مین وہ افزایش اقبال شاہنشاہی کی
مقدمہ اور آمال و آمانی کی کنجی اور فتنہ فساد کے دروازہ کا قفل اور مواد اخلاص کی افزونی اور
اہل نفاق کے لئے خمیر مایہ ہلاکت ہوتے ہین +

بادشاہ کا دوبارہ گجرات جانا اور فتح و ظفر کے ساتھ مراجعت کرنا ۹۸۱ھ

اسی قبیل سے گجرات مین شورشون کا برپا ہونا اور بادشاہ کا انکے مٹانے کے لئے جانا
تھا- جس کی شرح یہ ہے کہ جب بادشاہ خان اعظم کوکہ کو گجرات کے سب اختیارات دیکر
دار الخلافہ کو روانہ ہوا تو خان نے دیکھا کہ ایدر کی حدود مین رای نراین یہان کے زمیندار کو
شیر خان فولادی کے بیٹون کے ساتھ اختیار الملک متفق ہو کر فساد برپا کر رہا ہے تو اس نے مہمات
ملکی مین تاخیر کو مناسب سمجھا- وہ احمد آباد نہ گیا اور ایدر کی طرف روانہ ہوا- مرزا مقیم اس
نواح مین جاگیر دار تھا وہ فتنہ اندوزون کے سامنے ٹھیر نہ سکا- خان سے آن ملا-
خان اعظم اس گروہ کے استیصال مین مصروف تھا کہ محمد حسین مرزا نے تازہ فتنہ برپا کیا اسکی
تفصیل یہ ہے کہ محمد حسین مرزا کو دولت آباد دکن کی حدود کی طرف سے خبر پہنچی کہ سورت سے
بادشاہ اپنے دار الخلافہ کو روانہ ہوا- تو اس نے سورت کے لے لینے کا ارادہ کیا اور اس کے
حدود مین آکر شورش برپا کی- مگر قلیج خان نے اپنے قلعہ کو لڑائی کے لئے تیار کیا تو مرزا نے
اس کے لینے کا منصوبہ چھوڑ دیا- بروج مین آیا اور قطب الدین خان کے ملازمون سے دل کو
لے لیا- اور وہان سے کھنبایت مین آیا حسن خان یہان کا شقدار اس سے مقابلہ نہین
کر سکتا تھا وہ بھاگ کر احمد آباد چلا گیا- مرزا کو بے جنگ کھنبایت ہاتھ آگیا- خان اعظم نے سید
حامد و سید بہاؤ الدین و شیخ محمد بوگھیری کو قطب الدین خان کی مدد کو بھیجا- ان لوگون مین
اختیار الملک اور وہ جماعت کہ پہاڑون کی تنگناے مین چلے گئے تھے باہر آگئے-
خان اعظم نے ایک مستحکم جا اپنی پناہ گاہ بنائی تھی- مخالفون کا گروہ اس پر دست
اندازی نہین کر سکتا تھا- اب اس گروہ نے یہ ارادہ کیا کہ احمد آباد پر چڑھے- اگر

مکان پر توپ لگائی جسکو محکم سمجھکر راجہ وہان کھانا کھانے آیا تھا۔ اسّی آدمیون کے قریب
اس مکان پر دب کر رہ گئے۔ انمین سے ایک بھوج دیو ولد راجہ بجنل راجہ مئو تھا۔ اوائل
شوال سنہ ۹۶۰ھ مین خطوط سے معلوم ہوا کہ مرزا ابراہیم نے ملک مین شورش برپا کی ہے۔ اس لئے
بعض امراء کی یہ صلاح ہوئی کہ قلعہ کا صلح سے معاملہ طے کر کے اس کوہستان سے نکل کر مرزا
کی شورافزائی کا علاج پہلے اس کے آنے سے کرنا چاہیے۔ بعض میرون کی یہ راے تھی کہ
بہت محنت اٹھا کر قلعہ کا کام اختتام کے قریب پہنچا ہے صلح نہین کرنی چاہیئے۔ امراء نے کہا
کہ اس قلعہ کے لینے اور نہ لینے کے ضرر و نفع کی مقدار معلوم۔ مگر مرزا کی فتنہ افزائی کا
ایک سانحہ عظیم ہے۔ خان جہان نے کہا کہ مین صلح اس شرط سے کرتا ہون کہ ہر ایک اہل مجلس
صورت مجلس کو لکھکر اپنی مہر کر دے۔ اگر اس محاصرہ کا اٹھا دینا بادشاہ کی مرضی کے
خلاف ہو تو ہر ایک جوابدہی اپنی آپ کرے۔ اُمراء نے خط لکھ دیئے اور صلح ان شرائط
پر ٹھیری۔ جس سے راجہ بہت خوش ہوا۔ اول راجہ اپنی لڑکی بادشاہ سے بیاہنے کے لئے
بھیجدے۔ دوم پیشکش لائق تیار کرے۔ سوم اپنے معتبر آدمی جیسے فرزند و خویش ہین ہماری
جمع خاطر کے لئے ہمراہ کرے کہ اگر شہریار کو یہ صلح نہ پسند ہو تو جب تک وہ قلعہ حوالہ کرے
یہ آدمی گرو (اول) مین رہین چہارم یہ ولایت راجہ بیربر کو ملی ہے بہت سے مباح اسکو
دیئے۔ راجہ نے چارون شرطون کو قبول کر لیا۔ خان جہان نے پانچوین یہ شرط
پیش کی۔ راجہ گوپی چند آنکر ملاقات کرے۔ راجہ کی تسلی کے واسطے مرزا یوسف خان
قلعے کے اندر بھیجا کہ وہ راجہ کے آنے تک وہین رہی۔ راجہ انکے ساتھ چلا آیا۔ خان جہان نے
راجہ کو رخصت کیا۔ مگر راجہ نے کہا کہ اب تم غنیم سے لڑنے جاتے ہو مین تمہارے لشکر کے ساتھ
چلتا ہون۔ طبقات اکبری مین لکھا ہی کہ اہل قلعہ نے پانچ من سونا بوزن اکبر شاہی اور
اجناس قماش بادشاہ کی پیشکش کے لئے دے + راجہ جے چند کے محل کے سامنے ایک
مسجد (پیش طاق) بنایا گیا روز جمعہ اواسط شوال سنہ ۹۸۰ھ مین ممبر پر حافظ محمد باقر نے
بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑھا۔ خطیب نے بادشاہ کا نام جتنی دفعہ لیا اس کے سر پر سونا

ساتھ سرداد حاضر ہوں۔ شجاعت خان۔ راجہ بھگونت سنگھ۔ سید محمود بارھہ۔ رائے رائے سنگھ کو پہلے سے روانہ کیا۔ مگر زبان سے یہ فرمایا کہ ہم سے پہلے سرکار پر کوئی نہیں پہنچے گا۔ دہلی کی حراست راجہ ٹوڈرمل اور امیرون کو سپرد کرکے ۲۸ ربیع الآخر ۹۸۱ھ کو سوار ہوا۔ تین چار سو جان نثار اور نامی سردار اور منصب دار اس کے ساتھ تھے۔ سانڈھنیوں پر بیٹھ کو تل گھوڑا لگا نہ دن دیکھا نہ رات۔ جنگل اور پہاڑ کاٹ ساڑھے چار سو میل سفر کو نو دن میں ختم کیا جسکو قافلہ دو تین ماہ میں طے کرتا ہے۔ بادشاہ کبھی گھوڑی پر کبھی سانڈھنی پر سوار ہوتا۔ کبھی گاڑی مین بیٹھتا۔ گاڑیبان سے وہ کہہ دیتا کہ خواہ کیسا ہی تجھ کو آہستہ روی کے لئے لوگ کہیں۔ مگر تو کچھ نہ سننا۔ اپنے آرام کی فکر اس سفر میں وہ نہیں کرتا تھا۔ راہ مین جالور کی نواح مین ایک کاروان سے گھوڑے خریدے بٹن سے لشکر کو شائستہ طور پر مرتب کیا۔ راہ مین لشکر اس کے ساتھ جابجا سے ہوتا گیا یہاں سے خود سو سوار لے کر چلا۔ جب وہ موضع مالینہ مین پہنچا تو معلوم ہوا کہ مخالف یہاں قلعہ کو مستحکم کرکے جنگ کے لئے تیار ہیں۔ بادشاہ نے اپنے لشکر کو بھیجکر ان شخصون کو بھگایا اور مارا وہ قلعہ مین داخل ہوئے۔ بادشاہ نے مختصر قلعہ کو اس لائق نہ جانا کہ خود اوسپر متوجہ ہوتا بعد ازان مرزا یوسف خان اور قاسم خان لشکر لئے آتے تھے۔ انکو دیکھکر اہل قلعہ بھاگ گئے۔ قلعہ فتح ہو گیا۔ بادشاہ جب احمد آباد سے تین کوس پر پہنچا تو۔ آصف خان کو احمد آباد مین بھیجکر سب امراء کو بلایا۔

جب بادشاہ کا لشکر غنیم کے قریب آیا تو یہ واقعہ عجیب پیش آیا کہ بادشاہ نے خود جیبہ (زرہ و بکتر) پہنا اور اپنے خاص ملازمین کو جیبہ تقسیم کر رہا تھا کہ جیمل (بیٹا روپسی کا) دیکھا کہ وہ باپ کا جیبہ ایسا بھاری پہنے ہوئے کھڑا ہے کہ اس کے بوجھ سے دبا جاتا ہے بادشاہ نے دیا کرکے اسکو خاص اپنا ہلکا پھلکا زرہ بکتر جیبہ خانہ سے منگا کر عنایت کیا اور اسکا بھاری زرہ بکتر بال دیو کے پوتے کرن کو دیدیا اس پاس جیبہ نہ تھا جب روپسی جیمل کے پاس گیا تو اس نے اپنی زرہ بکتر کو ........

بادشاہ کی خوش اخلاقی۔

اگر اعظم خان ابھی پناہ گاہ سے باہر نکلے تو اس سے لڑیئے نہین احمد آباد پر قبضہ کیجئے-
جب خان اعظم کو ان مخالفون کی احمد آباد کی طرف جانے کی خبر معلوم ہوئی تو وہ
جلدی سے اس شہر مین آگیا- اسی رات کو محمد حسین مرزا کو کھنبایت مین شکست ہوئی
تو خان اعظم کے لشکر سے دور دور جا کر اختیار الملک و پسران شیر خان فولادی سے مرزا
ملا- اس شکست کا حال یہ ہے کہ خان اعظم کے ملازمون اور قطب الدین خان و سید حامد بخاری
اور نورنگ خان سے جو کھنبایت مین پہنچے...... مرزا لڑا- باوجودیکہ اس پاس کم آدمی
تھے مگر بہت ہاتھ پاؤن مارے اور شکست پائی- سید بہاء الدین مارا گیا- امراء نے اس
فتح کو غنیمت جانا- اسکا تعاقب نہین کیا-

خان اعظم نے احمد آباد مین آکر اسکے مداخل و مخارج کو مستحکم کیا- چند روز بعد مخالف بھی
احمد آباد مین آئے- دونون مین روز لڑائیان شروع ہوئین- اگرچہ بادشاہی لشکر اس قدر تھا کہ
اگر وہ صف آرا ہوتا تو فتح کرتا- مگر خان اعظم کو اپنے ملازمون اور قطب خان پر اعتماد نہ تھا-
اس لئے وہ اس کام مین مبادرت نہین کرتا تھا- بادشاہ کی نصیحت اوسکو یاد تھی کہ اگر مخالف
جمع ہو کر ہنگامہ شورش گرم کرین تو جنگ مین نہایت حزم و احتیاط چاہیئے- ایک دن..
نواصل بیگ خان نکل کر مخالفون سے لڑا اور زخمی ہوا جس سے وہ مر گیا اور سلطان خواجہ گھوڑے
سے گر کر خندق مین جا پڑا- اسکو رسیون سے نکالا- سب کی یہ رای ہوئی کہ ان مخالفون سے
لڑنا نہین چاہیئے- خان اعظم نے ایک عرضداشت تمام حال کی لکھ کر سلطان خواجہ کے ہاتھ
بادشاہ پاس بھیجی- بادشاہ کو اس عرضداشت سے جب سارا حال معلوم ہوا تو ارادہ ہوا
کہ ایلغار کر کے وہان جاے- لشکر شاہی ابھی ایک برس لڑ کر گجرات سے آیا تھا اس نے اپنی جاگیرون
سے روپیہ نہین وصول کیا تھا- اس لئے بادشاہ نے خزانہ شاہی سے روپیہ انکو دیدیا اور
بہت سا لشکر کا سامان تیار کیا- بادشاہ جانتا تھا کہ سارا لشکر پھیر ہنگامہ سمیت جلد نہین
جا سکتا- اس لئے اس نے دو ہزار کار آزمودہ منچلے بہادر چنے جنابے دلاور سپاہی ساتھ
لئے اور راستہ کے حاکمون کو حکم بھیجا کہ جتنی کوتل سانڈنیان ہون تیار رکھے اپنی انتخابی فوج کے

رہبری کر۔ محمد حسین مرزا نے کہا کہ اے برادر تو مجھے ڈراتا ہے اور اپنی طرف سے باتین
بناتا ہے۔ چودھوان دن ہے کہ میرے جاسوسون نے ایک خبر دی ہے کہ پادشاہ
فتحپور مین ہی۔ اس پر سبحان خان نے قہقہہ مارا۔ مرزا نے کہا کہ اگر تو سچ کہتا ہے شہنشاہ
یہان آیا ہے تو اسکے نشان کے ہاتھی کہان ہین جو اسکے ساتھ رہتے ہین۔ سبحان خان نے
اسکا جواب دیا کہ پادشاہ کو نوان دن ہے کہ فتحپور سے چلا ہے۔ ہاتھیون کو کیا ہاتھ
پر اُٹھا لاتا ہے تو مرزا کو یقین پادشاہ کے آنے کا ہوا اور وہ اپنے لشکر مین دوڑا گیا اور
تسویہ صفوف مین مصروف ہوا۔ جب پادشاہ کو معلوم ہوا کہ غنیم اسکے آنے سے بے خبر تھا۔ تو
اپنی مردانگی اور فتوت کے سبب لڑائی مین اتنا توقف کیا کہ اسکو خبر ہو جائے۔ نقارہ بجا کر
اپنے آنے کی اسکو اطلاع کی کہ قراول خبر لائے کہ غنیم جبہ پوشی وصف آرائی کر رہا ہے۔ حکم
شاہی صادر ہوا کہ دریا سے عبور ہو۔ ہر چند امراء نے سمجھایا کہ خان کلان کے لشکر کو آنے
دیجئے۔ مگر اس نے اپنا گھوڑا دریا مین ڈال دیا۔ دریا پایاب تھا لشکر اُتر گیا۔

مرزا نے ولی خان پسر جھجار خان حبشی کو دست راست کی فوج کا سردار بنایا اور حبشیون
اور گجراتیون کی ایک جماعت اسکے ساتھ کی محمد خان پسر شیر خان فولادی کو افغانون کی
انبوہ کے ساتھ دست چپ سپرد کیا۔ شاہ مرزا بہت سے بدخشی وما ورالنہری کہ جنکے
خود استخوان حرام نمکی سے پرورش پائے تھے اپنی ہمراہ لیئے اور پادشاہ سے لڑنے کو
تیار ہوا۔ بیس ہزار سپاہ کی جمعیت اس کے ساتھ تھی۔ پادشاہ دریا سے ایک کوس پر بلندی
پر بیٹھا لشکر کا تماشا دیکھ رہا تھا۔ کہ آصف خان نے آکر عرض کی۔ مرزا کو کہ حضور کے
آنے کی خبر نہین ہوئی۔ جب کوئی حضور کی تشریف آوری کی خبر دیتا تھا تو اسکو وہ ...
فیل بوتراب اور تمام دولتخواہون کے لطائف الحیل سمجھتا تھا جب اس کو قسمین دیکر خاطر نشان
کیا کہ حضور تشریف لے آئے ہین تو اب وہ لشکر گجرات کو آراستہ کر کے آنے پر مستعد
ہوا ہے۔ ابھی اس نے اپنی سرگذشت پوری نہین کی تہی کہ غنیم کا لشکر درختون مین سی
نمودار ہوا۔ ہراول پادشاہی لڑنے گیا۔ مگر شکست پاکر اولٹا چلا آیا۔ پادشاہ نے راجہ

... پوچھا کہ کیا ہوا تو اُس نے تمام حال عرض کیا۔ روپسی اور مال دیو کے خاندان مین
قدیم سے عداوت چلی آتی تھی۔ اس لئے وہ ایسا خفا ہوا کہ اس نے بادشاہ پاس آدمی
بھیجکر زرہ بکتر اپنا منگایا۔ اس گستاخی پر بادشاہ خفا نہین ہوا۔ بلکہ نہایت خوش اخلاقی
سے جواب دیا کہ زرہ بکتر کے عوض مین ہمنے اپنا خاص زرہ بکتر دیدیا ہے۔ یہ جواب سنکر
روپسی نے اپنا زرہ بکتر اُتار کر پھینک دیا۔ اور کہا کہ اب ہم بغیر زرہ بکتر کے لڑینگے۔ بادشاہ نے
اس معاملہ نافہم کو بجاے تادیب کرنے کے خود اپنا زرہ بکتر اُتار کر پھینک دیا۔ اور فرمایا کہ مجکو
یہ گوارا نہین کہ میرے سردار مجھ سے زیادہ جان جوکھون مین پڑین۔ یہ مردمی نہین ہے
کہ مین مسلح ہون اور وہ بے سلاح ہون۔ پیچھے بادشاہ سے روپسی کی طرف سے معذرت
ہوئی کہ اس نے بھنگ کے نشہ مین یہ حرکت کی ہے۔ بادشاہ نے اسکی معذرت قبول کرلی

بادشاہ نے ۵ جمادی الاول ۹۸۱ سنہ کو لڑائی مین فیروزی پائی جسکی تفصیل یہ ہے
کہ جب بادشاہ کا لشکر غنیم کے قریب آیا تو غنیم سامنے نہ آیا۔ بعض مقربین بادشاہ نے عرض کیا
کہ شبخون مارنا چاہیئے بادشاہ نے کہا کہ اس مین خدعہ ہے ؎ شب خون بود پیشہ بیدلان
ازین ننگ دارند خیل یلان + بادشاہ نے نقارہ جنگ بجایا۔ مخالفون کو اپنی کثرت پر غرور
تھا محاصرہ تنگ کر رکھا تھا اور شیرخان فولادی کے آنے کے منتظر تھے۔ جب بادشاہ کا
لشکر سابرمتی کی ندی پر آیا تو بادشاہ نے حکم دیا کہ فوج آئین کے ساتھ مرتب ہوکر دریا کو عبور
کرے۔ امراے گجرات کے منتظر تھے کہ اس انتظار مین تین سو سوار گجراتیون کے جو مقام
سرکیج سے پھرے تھے نمایان ہوئے۔ بادشاہ نے اپنے بندوقچیون کو حکم ان سے لڑنے
کا دیا۔ سوار بھاگ کر اپنے مورچل مین چلے گئے۔ جب بادشاہ کے نقارہ اور کرنا کا آوازہ دشمن کے
لشکر کے کان مین پہنچا تو محمد حسین مرزا سراسیمہ ہوکر برسم قراولی آیا۔ سبحان قلی ترک اور کئی اور
بہادر اس دریا کے کنارہ پر کھڑے مخالف کا تفحص حال کر رہے تھے۔ مرزا نے بہ آواز بلند
اس فوج کا حال استفسار کیا۔ سبحان قلی نے مرزا کے ڈرانے کو جواب دیا۔ اے بیخبر تجھے خبر
نہین کہ یہ شاہی لشکر ہے اور یہ لشکر شہنشاہ ہے۔ کیا کھڑا پوچھتا ہے جا اپنی جماعت کو

اندر پہنچ گیا۔ جب اس کو کھینچا تو سنان اس کی ٹوٹ گئی کہ دوسرے آدمی نے آن کر پادشاہ
کی ران مین تلوار ماری مگر پادشاہ بچ گیا۔ ایک اور آدمی نے آنکر نیزہ مارا۔ مگر جیپا گوجر
نے برچھے سے اُسکو مار ڈالا۔ اُسی وقت قول پادشاہی دردمند ہوکر پادشاہ سے نزدیک
ہوئی۔ اس فوج مین میر بدخشی نے اپنی بدذاتی و بیخردی سے پادشاہ کی خبر ناخوش اُڑا دی
تھی۔ پادشاہ نے جب اس قول کی فوج مین جاکر اپنی آواز اُسکو سُنائی تو اسکی جان مین جان
آئی۔ اور دشمن کے دفعہ کرنے مین وہ متوجہ ہوئی۔ سید محمود خان بارہا اور رای رائے سنگہ و فرحت خان
قول سے جدا ہوکر لڑے اور فتح پائی۔ پادشاہ آہستہ آہستہ احمدآباد کی طرف جاتا تھا اور
مرزا کوکہ اور لشکر گجرات کے دیر لگانے کا سبب پوچھتا تھا کہ مغل کلانوت نے آنکر کہا کہ سیف خان
کوکلتاش مارا گیا۔ پادشاہ اسکے مرنے کے افسوس مین تھا کہ مژدۂ فتح پہنچا کہ محمد حسین مرزا گرفتار ہوا۔
قول شاہی سے لڑنے مین اسکے چہرہ پر زخم لگا تھا وہ بھاگا جاتا تھا کہ گھوڑا اُسکا ببولون کے کانٹون
سے گرا۔ گدا علی جو یکہ پادشاہی تھا وہ اس پاس گیا اس سے کہا کہ تو آ مین تجھے بچا لونگا۔ اس نے
قبول کیا۔ اس کو اپنے آگے گھوڑے پر بٹھاکر پادشاہ پاس لے چلا۔ خان کلان کا ملازم ساتھ
ہو لیا۔ جب وہ حضور والا مین آیا تو دونو مین سے ہر ایک نے دعوی کیا کہ مین نے مرزا کو پکڑا
ہے۔ پادشاہ نے مرزا سے پوچھا کہ تم بتاؤ کس نے تم کو پکڑا ہے تو اُس نے جواب دیا کہ مجھے کسی نے
نہین پکڑا۔ حضور کے نمک نے گرفتار کیا ہے۔ پادشاہ نے مرزا کے ہاتھ جو پیچھے بندھے ہوئے تھے
کھلوا کر رایان سنگہ درباری کے حوالہ کئے۔ شاہ مدد کوکہ مرزا کا کوکہ تھا پادشاہ کے روبرو لائے
اسکو پادشاہ نے اپنے نیزہ سے مار ڈالا اسنے سرنال کی لڑائی مین بھوپت برادر راجہ بھگونت داس کو
مارا تھا +

محمد حسین مرزا نے مان سنگہ درباری سے پانی مانگا۔ فرحت خان چیلہ اُس کے سر پر دوہتڑ ماری
کہ ایسے شور انگیز بدخواہِ دولت کو پانی پلانا کس آئین مین درست ہی۔ پادشاہ نے جب ان کا
شور سنا تو فرحت خان پر اعتراض کیا اور آب خاصہ طلب کرکے اسکو پلا کر اپنی عنایت سے
سیراب کیا۔ ابر رحمت برسایا۔ برق مہربانی چمکائی۔ حوصلہ کار و تربازار دکھایا۔ قدردانی کی

بھگونت داس سے کہا کہ اگرچہ غنیم کا لشکر بظاہر بہت ہے مگر عنایت ایزدی ہمارے
ساتھ زیادہ ہے۔ آؤ ہم تم یک دل و یک روے و یک راہ ہو کر اُس فوج سے چلکر لڑین۔
جس لشکر کی بیرقین سُرخ ہین وہ محمد حسین مرزا کا لشکر ہے اگر اسکا کام تمام کر دیا تو بیڑا
پار ہی۔ محمد حسین مرزا اپنے لشکر مین سب سے آگے بڑھ کر آتا تھا۔ شاہ قلی خان محرم و حسین خان نے
عرض کیا کہ تاخت کا وقت ہی۔ بادشاہ نے فرمایا کہ عقل دوربین معاملہ دان ہمیشہ
واعظ و نگہبان و کار فرمائے آدمی زادگی ہے۔ ابھی پلہ دور کا ہے اور ہم بظاہر کم ہین
دور جا کر تاخت اور آویزش کرنے مین جمعیت لشکر مین پراگندگی ہوگی اور کوئی شائستہ
کام نہین ہوگا۔ جوہر مردانگی ظاہر نہ ہوگا اور مسلک احتیاط ہاتھ سے جائیگا مثال سے اسکی
توضیح کی کہ ہاتھ کی انگلیون کو باندھ کر گھونسہ ماریئے تو وہ زیادہ اثر کریگا اور کارگر ہوگا
بنسبت اسکے کہ پانچون انگلیون کو کھول کر ماریئے۔ وہ دانستہ آہستہ آہستہ بُردلی و
مردانگی سے خرامان خرامان چلا۔ اپنے لشکر کو مدارج خرد سکھاتا۔ مراتب دلیری بتلاتا۔
جس سے وہ یک دل سے ہزار دل ہوتے انکا اخلاص بڑھتا۔ معاملہ دانی رونق پاتی۔
بادشاہ کی فوج دشمن کے نزدیک ہوئی۔ مگر اس مین نظم و نسق نہ رہا۔ برانغار کی فوج شکست
پاکر الٹی پھری۔ جب مخالف بہت نزدیک ہوا تو اسپر تاخت کی۔ اللہ اکبر کے غلغلہ کا اور
سورن کے زمزمہ کا شور ہوا چپقلش عظیم ہوئی۔ ایک دو تلواروں کے ہاتھوں کی رد و بدل
مین بادشاہ کے دست راست کی فوج کو غنیم نے پس پا کیا۔ محمد حسین مرزا نے بادشاہ کی
جانب چپ کی سپاہ کو مار ہٹایا۔ وہ یہ جانکر کہ کھیت میرے ہاتھ آیا کچھ آگے گیا تھا کہ بادشاہ
کی فوج قول نے مرزا کے جرانغار و برانغار کو مار کر تباہ کر دیا جسکی تفصیل آگے ہوتی ہے۔
مانسنگھ درباری اور رگھو داس کچھواہہ و محمد وفا و کرن نبیرہ مالدیو نے بڑی بڑی
جوانمردیاں کین۔ راگھو داس کی جان گئی اور محمد وفا زخمی ہوا۔ اس زد و خورد مین ایک
جوان مرد نے بادشاہ پر شمشیر کا ہاتھ چلایا جو اوسکے گھوڑے پر پڑا جس سے وہ چراغ
پا ہوا۔ مگر اس شہسوار شہریار نے گھوڑے کو سنبھال کر شمشیر زن کو برچھا مارا کہ اسکے

پا پچھو بچا ن نکل گئے۔ غرض ان مرزاؤن کا حال یہ ہوا کہ ابراہیم حسین مرزا تو سعید خان کی قید مین ہلاک ہوا محمد حسین مرزا اس لڑائی مین تلوار سے قتل ہوا۔ شاہ مرزا کہین بھاگ گیا۔ پادشاہ کی طرف سو آدمی مارے گئے جنمین نامور آدمی یہ تھے سیف خان کوکہ۔ سہراب خالہ زاد صادق خان ورا گھو داس و عمر علی جلائر۔

جب پادشاہ کو اختیار الملک سے فراغت ہوئی کچھہ دن باقی تھا کہ ایک فوج آراستہ نمودار ہوئی۔ قریب تھا کہ لشکر شاہی سے ایک مٹ بھیڑ ہو کہ شیخ محمود غزنوی نے اطلاع دی کہ مرزا کوکہ کا لشکر آتا ہے۔ پادشاہ اس سے خوش ہوا اور کوکہ مرزا پر ایسی عنایت و شفقت کی جیسی کہ باپ بیٹے پر کرتا ہے۔ اختیار الملک کا سر پادشاہ پاس سہراب لایا۔ پادشاہ سجدۂ شکر مین جبہ سا ہُوا۔ عبرت عوام کے لئے اس نے باغیون کے سرون کا منار بنایا۔ کوئی لکھتا ہے کہ آخر روز مین پادشاہ احمد آباد مین آیا۔ منازل سلاطین گجرات مین گیا۔ اور فتح نامے تیز رو قاصدون کے ہاتھ چارون طرف روانہ کئے اور اپنے جان نثار مخلصون کو انعام اکرام دیا۔ اپنے دار الخلافہ آگرہ کی طرف مراجعت کا عزم مصمم کیا۔ مرزا کوکہ نے بعض ارباب عمائم اور اصحاب گوشہ نشین کا شکوہ کیا کہ وہ ان فتنہ اندوزون کے ہمراہ تھے انمین سے ایک شیخ وجیہ الدین کہ علم معقول و منقول مین متصف تھے اور آداب قناعت و عزلت و اصلاح نفس مین اشتغال رکھتے تھے۔ انہون نے حرام خورون کا مال اپنے گھر مین بہت کچھ جمع کر رکھا تھا۔ جب شیخ سے پوچھا کہ آپ کو ان امور سے کیا مناسبت تھی۔ مولوی نے عرض کیا کہ آشنائی اور آنکھون کی شرم اسکا سبب ہوئی۔ کہ مین نے اپنے گھرون مین سے ایک گھر انکو دیدیا۔ وہ سچا معلوم ہوتا تھا اس لئے پادشاہ نے چھوڑ دیا۔ میر غیاث الدین کے فرزندون کے گھر مین سے اختیار الملک کے اموال برآمد ہوئے۔ انکو بھی پادشاہ کی دور بینی اور عیب پوشی سے نجات ہوئی۔ شیخ مظفر خویش شیخ عبد النبی کہ صدر گجرات تھے اور رشوت ستانی کے سبب مرزا نے ان کے سر پر جوتیان لگوائین تھین ان کو بھی پادشاہ نے معاف کردیا بہت مخالفون کو زخمی پادشاہ کے روبرو آئے انکو بھی نجات دی

آرائش پدید کی۔ جرم بخشی و مجرم نوازی کا رتبہ بلند کیا۔ اپنی والا فطرتی و فتوت و اہلیت مردانگی کی داد دی۔
ابھی بادشاہ پاس کوکہ مرزا نہین آیا تھا کہ بادشاہ آگے بڑھا جاتا تھا۔ اسنے رای رائسنگ کو حکم دیا کہ محمد حسین مرزا کو ہاتھی پر ڈال کر ساتھ لے چلو۔ اس وقت اکثر آدمی بادشاہ کے استراحت کے لئے گوشون مین چلے گئے تھے۔ سو آدمیون کے قریب بادشاہ کے پاس تھی کہ سامنے سے ایک فوج نمودار ہوئی جس مین پانچہزار آدمیون سے زیادہ معلوم ہوتے تھے بعض یہ سمجھے کہ فوج گجرات مرزا کوکہ کی ہے۔ بعض نے کہا کہ شاہ مرزا کا لشکر ہے۔ جو محمود آباد کو ابتداء جنگ مین بھاگ گیا تھا۔ کچھ دیر کے بعد معلوم ہوا کہ اختیار الملک اس لشکر کو لئے چلا آتا ہے۔ بادشاہ کا لشکر اپنی قلت اور دشمن کی کثرت کے سبب سے ڈرا نقارۂ جنگ کا حکم ہوا۔ مگر نقارچی کے خوف کے مارے ایسے ہوش اڑے ہوئے تھے کہ اوسے بادشاہ کا حکم سنائی نہین دیا۔ برچھے سے ہوشیار کیا گیا۔ تو اوسنے نقارہ پر چوب لگائی شجاعت خان اور راجہ بھگونت سنگہ نے آگے بڑھکر مخالفون پر تیر چلائے۔ اس ہنگامہ مین بادشاہ کے حکم سے محمد حسین مرزا کا سر جدا کیا گیا۔ یہ فوج کہ پر شکوہ معلوم ہوتی تھی جتنی لشکر شاہی کے قریب آتی جاتی تھی۔ پراگندہ ہوتی جاتی تھی۔ اختیار الملک کچھہ آدمیون کو ساتھ لیکر اس سے جدا ہوا کہ مہلکہ سے نکل جائے۔ کہ خار بست زقوم کے صدمہ سے زین سے زمین پر گرا۔ سہراب ترکمان جو پادشاہی رکون مین تھا۔ اسکے پیچھے جاتا تھا۔ اسکا سر تن سے جدا کیا۔ یہ لشکر احمد آباد کا محاصرہ کر رہا تھا۔ جب اس نے سنا کہ بادشاہ آتا ہے اور محمد حسین مرزا گرفتار ہو گیا ہے تو وہ حواس باختہ ہو کر گریزان ہوا۔ اختیار الملک دو سو آدمیون کے ساتھ بادشاہ کے لشکر کی دست راست کی طرف سے اور فوج کلان فیلان آراستہ کے ساتھ بائین طرف سے بھاگ گئی۔ بادشاہ کو فتح حاصل ہوئی۔ نو دن مین بادشاہ نے وہ کام کیا جو برسون مین ہوتا ہے میدان جنگ مین دشمنون کے بارہ سو آدمی مارے گئے۔ اور زخمی جو ادھر ادھر بھاگے انمین پانچسو جنگلون مین مر گئے۔ اور

عدالت و نصفت کے موافق بغیر اغراض بشری و دواعی طمع منفع مقرر کرے اور اسکی نقل
پادشاہ پاس بھیجے کہ متصدیان کارگاہ سلطنت اسکے موافق سپاہ و رعیت کے ساتھ عمل
کرین - ۸ جمادی الاخری کو پادشاہ دارالخلافہ مین داخل ہوا - تینتالیس دن اس آنے جانے
مین لگے - پادشاہ کے کارہائے عظیم مین سب سے بڑا کام مہم گجرات کا انصرام دیا سمجھا جاتا ہے
سپاہ جو ایدر کی طرف بھیجی گئی تھی اس نے قلعہ بدھ نگر پر قبضہ کیا - ایدر کا زمیندار نرائن داس تھا
وہ خدمات شائستہ بجالایا پیشکش پادشاہ کے لئے روانہ کی گوگندہ مین جہان رانا رہتا تھا -
اسنے پادشاہ پاس نہ حاضر ہونے کے بہت سے عذر کئے - اور راجہ بھگونت داس کو اپنا
شفیع بنایا - اور چھوٹا بیٹا ساتھ کیا - اور عرض کیا کہ مین خود خوف کے مارے نہین حاضر ہو سکتا
یہ خوف دور کرکے حاضر ہونگا - کچھہ دنون بعد راجہ ٹوڈرمل جو گجرات کی جمع مقرر کرکے پادشاہ
پاس آتا تھا تو اس سے بھی رانا نے یہی عذر پیش کیا - پادشاہ نے مظفر خان کو وکیل سلطنت مقرر
کیا - جب اسے داغ سپاہی کا سخن درمیان آیا تو وہ حقیقت معاملہ پر پہنچا - [illegible]
بنانے لگا - اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ آقا اور نوکرون مین مخالفتون کا ہونا پادشاہ [illegible]
تھا - دون ہمت زر بندہ ملازم جو عقل و اخلاص سے کچھہ فروغ نہین رکھتے - اور دوستی
نقصان مین اپنا فائدہ سمجھتے ہین - بہت بے انصافی و بے تمیزی و قدر ناشناسی کرتے ہین [illegible]
ہے - اس سبب سے نوکر تھوڑی سی ناملائمی مین بیوفا ہوکر دوسرا صاحب قبول کر لیتا ہے
اور تبہ رائی سے اپنی بیوفائی کی برائی پر خیال نہین کرتا - آقا اور سردار بھی مغلوب زر ہوکر
جمع مال مین کوشش کرتے ہین - ناموس کی بقا کا خیال نہین کرتے - کچھہ نوکرون کو دیتے ہین اور
ناموس کی عوض مین درہم و دینار جمع کرتے ہین اس لئے پادشاہ نے ارادہ کیا کہ معاملہ
قانون داغ اور ممالک محروسہ کا خالصہ بنانا - اعیان دولت کا پایہ مقرر کرنا - اور
جمعیت و خدمت و اخلاص و بے غرضی و کار طلبی کی رعایت کرنی اور رواتب و وظائف
و ادرارات مقرر کرنا یہ سب کام اپنی خرد دوربین سے عدالت کے موافق مقرر کرے
اس کا ذکر راجہ ٹوڈرمل سے بھی کیا تو اس نے یہی عرض کیا کہ یہ اندیشہ صواب ہے لیکن

احمد آباد مین پادشاہ اعتماد خان گجراتی کے مکانات مین اترا ہوا تھا کہ شجاعت خان نے منعم خانخانان کی نسبت کلمات ناشائستہ زبان سے نکالے اور مجلس معلی کا ادب مرعی نہ رکھا اور دولت شاہی کے اس توره کا لحاظ نہین کیا کہ وہ حافظ حدود اور مراتب ہے اس بے ادب کی تادیب ضرور تھی۔ اس کو قاسم خان کے حوالہ کیا کہ اس کو خانخانان پاس لے جائے۔ اسکا جو جی چاہے وہ اسکا حال کرے۔ قطب الدین خان اور نورنگ خان کو بروج کی طرف بھیجا کہ شاہ مرزا اس طرف بھاگا ہے اسکا علاج کرے۔ راجہ بھگونت داس۔ اور شاہ قلی خان محرم اور لشکر خان کو رخصت کیا کہ وہ ایدر کی راہ سے رانا کی ولایت مین جائین اور ان حدود کے سارے گردن کشون کو تابع بنائین اور جو سرکشی کرے اسکی تنبیہ و تادیب شائستہ کرکے خواب غفلت سے بیدار کرین۔ شہر پٹن کی حکومت بدستور خان کلان کو عنایت ہوئی۔ دندوقہ و دولقہ اور بعض اور محال وزیر خان کو مرحمت ہوئے ✦

گیارہ روز مین مملکت گجرات کی مہمات سے پادشاہ نے الفراغ پایا یکشنبہ ١٠ جمادی الاولی سنہ ٩٨١ھ کو دارالخلافہ کے قصد سے چلا۔ محمود آباد مین اول منزل ہوئی مرزا کوکہ کو رخصت کیا۔ خواجہ غیاث الدین علی قزوینی کو گجرات کی بخشیگری عنایت کی کہ وہ باستصواب مرزا کوکہ کے اپنے کام کو رونق دیا کرے اور آصف خان کا خطاب دیا۔ چار دن بعد جب ست پور مین پادشاہ آیا تو معلوم ہوا کہ راجہ بھگونت داس جو ایدر کی راہ سے بھیجا گیا تھا اس نے قصبہ بڑنگر مین شیر خان فولادی کے غلام راولیا نے قلعہ کو استحکام دیکر لڑنے کا ارادہ کیا تھا۔ مگر وہ لڑا نہین۔ جوگیون کے لباس مین قلعہ سے بھاگا جاتا تھا کہ گرفتار ہوگیا۔ پادشاہ اجمیر مین آیا اور شرائط زیارت روضہ خواجہ معین کی بجا لایا۔ اور حکم دیا کہ لشکر آہستہ آہستہ چلے اور خود بطور یلغار دارالخلافہ کو روانہ ہوا بگر مین آیا تھا کہ راجہ تودرمل جسکو دارالخلافہ سے بلایا تھا وہ یہان آیا۔ اسکو جمع گجرات کی تحقیقات اور بعض مہمات کی تنقیح کے لئے گجرات روانہ کیا۔ کہ بمقتضائے وفور کاردانی

پادشاہ کا گجرات سے دارالخلافہ کو روانہ ہونا ٩٨١ھ

یہ دیکھ کر کہ خانخانان صلاح جو اور مصالحہ طلب ہے اس سے دوستی پیدا کر لی اور اس طرح افواج شاہی کے صدمات سے اپنے ملک کو ایمن کر لیا۔ اسکے اور منعم خان کے درمیان تحف و ہدایا و رسل و رسائل بھیجے جاتے تھے جس سے رابطہ رسمی کو ہر ایک طرح کا استحکام ہوتا تھا جو وقت کہ بادشاہ قلعہ چتوڑ کی فتح کو روانہ ہوا تو راجہ اڈیسہ و ابراہیم کے استیصال کے درپے سلیمان تھا منعم خانخانان سے اسکو اطمینان نہ تھا۔ اسلئے وہ لودی کے وسیلہ سے سلسلہ کیا یکجہتی کا محرک ہوا کہ اس سے خاطر جمع ہو۔ دوستانہ خط و کتابت کے بعد یہ امر قرار پایا کہ منعم خانخانان اسکی ملاقات کو آئے۔ خانخانان یہ سوچا کہ سلیمان سے ملنے سے ظاہری انتظام ہو جاویگا اگرچہ دورہین خیر خواہ اس اندیشہ ناصواب کے مانع ہوئے۔ مگر وہ سو چنے چنے امیر ہمراہ لیکر پٹنہ چلا۔ راہ ہی مین لودی نے آکر تعظیم و احترام کی رسم کو ادا کیا۔ بعد ازان سلیمان کا بڑا بیٹا بایزید آیا۔ جب پٹنہ پانچ چھہ کوس رہا تو سلیمان استقبال کو آیا۔ اوّل خانخانان نے سلیمان کو اپنی منزل مین بلا کر جشن کیا۔ دوسرے روز سلیمان نے خانخانان کی مہمانی کی اور منبر پر شہنشاہ اکبر کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور سکہ چلایا اور لائق پیشکش دین۔ اسکے اعیان مین سے ایک جماعت نے شورش انگیز ہو کر یہ چاہا کہ منعم خان کو گرفتار کر لیجیے لیکن لودی نے سمجھایا کہ اُس شہنشاہ کے خانخانان کو گرفتار کرنے سے کیا فائدہ اٹھاؤگے۔ جوہر سکین کو تربیت کر کے خانخانان بنا سکتا ہے۔ سوا اس کے ابراہیم شاہ ہمارا مخالف کمین مین بیٹھا ہوا ہے سلیمان نے تو لودی کا کہا مان لیا۔ مگر اور افغان غل مچاتے رہے۔ منعم خان یہ خبر سنکر بلطائف الحیل اپنے لشکر سے جدا ہوا۔ اور لودی کی صلاح سے جریدہ چلا۔ بہت دور جا چکا تھا۔ کہ افغانون کو خبر ہوئی۔ مگر اب وہ کیا کر سکتے تھے ناچار ملائمت اختیار کرنی پڑی۔ بایزید و لودی جریدہ خانخانان کے روبرو آئے۔ اعزاز و اکرام کر کے واپس گئے۔ خانخانان گنگا سے دو تین منزل چلا تھا کہ قلعہ چتوڑ کی فتح کی خبر اس پاس آئی۔ جس سے اولیاء دولت کو تقویت ہوئی۔ اور سلیمان و جمعی کے ساتھ بنگالہ مین آیا۔ اور اپنے مہمات کے انصرام مین مشغول ہوا۔ ملک اڈیسہ کو جسمین جگنناتھ کا مندر ہے اوس نے فریب سے لے لیا۔ اور وہان کی

لیکن ظن غالب یہ ہی کہ منعم خان و مظفر خان اس معاملہ پر راضی نہ ہون۔ بادشاہ نے جب
باتیں مظفر خان سے کہیں تو اوسنے خود آرائی اور معاملہ نشناسی سے اس آئین کو رواج مین تامل کیا
اسلئے اکبر بادشاہ کی نظر عاطفت سے گر گیا۔ اکبر کا دوسرا بڑا کام یہ تھا کہ اوسنے بنگالہ و بہار کو فتح کیا +
جب مبارز خان عرف شاہ عدلی فرمانروائی اور بادشاہی کا مدعی تھا تو تاج خان
کررانی اپنے بھائیون سمیت بہار مین آیا۔ محمد خان حاکم بنگالہ کے عہد مین شورش برپا کرتا رہا
اور بہادر شاہ کے زمانہ مین گریز و نفاق کو رواج دیتا رہا۔ جب بہادر شاہ اپنی
موت مر گیا۔ اور اسکے بھائی جلال الدین نے بہار و بنگال کی ریاست کا دعوی کیا
تو ان دونو بھائیون تاج خان و جلال الدین مین کبھی مخالفت سے کبھی موافقت سے
بسر ہوتی تھی۔ بہت سے واقعات کے بعد جلال خان مر گیا۔ اور تاج خان ریاست
بنگالہ اور بہار کا مالک ہو گیا اور یہ بھی تھوڑے دنون مین ملک عدم کو روانہ ہوا۔
اسکا چھوٹا بھائی سلیمان کررانی بنگالہ و بہار اور اُس کے حدود پر مستقل حاکم ہوا۔ خانزمان
سے دوستی پیدا کرکے اپنے تئین مستقل کر لیا۔ بے سرے افغان سب اسکے گرد جمع ہو گئے
اُس نے خزانے اور ہاتھی بہت سے جمع کئے۔ جب خانزمان اپنی بدافعالی کی سزا
مین گرفتار ہوا اور شہنشاہ اکبر نے منعم خان خانخانان کو جونپور اور اوسکے نواح
کی حکومت حوالہ کی جسکا حال پہلے بیان ہو چکا ہے۔ زمانیہ جسکو خان زمان نے آباد
کیا تھا اُس مین خان زمان کی طرف سے اسد اللہ خان حاکم تھا۔ جب خانزمان
مر گیا تو اسد اللہ خان نے سلیمان پاس آدمی بھیجکر ایک حاکم طلب کیا کہ زمانیہ اسکو
سپرد کرکے نمک حرام بنے۔ مگر خان خانان کو جب اس امر کی اطلاع ہوئی تو اس نے
آدمی بھیجکر اسد اللہ خان کو سمجھایا وہ نصیحت پذیر ہوا اور خانخانان کے گماشتہ قاسم
مشکی کو زمانیہ سپرد کرکے خود خانخانان پاس چلا آیا۔ افغانون کا لشکر جو زمانیہ کے
خیال سے آیا تھا وہ بے بہرہ پھر گیا۔ لودی کہ عقل و تدبیر مین افغانون کے اندر
ممتاز تھا وہ سون ندی کے کنارہ پر سلیمان شاہ کا وکیل مطلق تھا اس نے

بنگالہ مین افغان سلطنت کا خاتمہ و بنگالہ و پٹنہ پر اکبر کا منصرف ہونا ۱۰ سنہ ۹۸۰

پٹنہ بھیجا۔ گوجر خان میں ان سے لڑنے کی قوت نہ تھی۔ اس نے تحفے و ہدیے بھیج کر یکجہتی کا دم بھرا۔ اور یہ قرار دیا کہ بادشاہ کے ملازموں میں داخل ہوتا ہوں اور بنگالہ کی فتح میں شائستہ خدمات بجا لاؤنگا۔ میری ملتمس ہے کہ بادشاہ کے ملازمون کے زمرہ میں داخل کرکے گورکھ پور میرے اہل و عیال کی جاگیر میں دیا جاے اور صوبہ بہار امرائ شاہی اپنی جاگیر میں لے لیں۔ یا یہ کہ سرکار حاجی پور اور بہار اس سال مجھے دیدیں کہ میں اسکا حاصل نقد سرکار اعلیٰ میں داخل کرون۔ اور دوسرے سال مجھے بنگالہ میں جاگیر دیدیں منعیم خانخاناں نے اس کی درخواست قبول کی اور یہ ارادہ کیا کہ گورکھ پور اس کو دیدے۔ اس اثناء میں لودی کہ اس دیار کی روباہ بھی حقیقت حال سے واقف ہوکر ہاشم خان سے کہ ہمیشہ دورنگی رکھتا تھا۔ اتفاق کرکے اس مہم کو اسنے درہم برہم کردیا۔ گوجر خان جب خانخانان سے مایوس ہوا تو وہ لودی سے جا کر ملا۔ لودی کو یقین تھا کہ افغان خراب ہو نگے باوجود یکہ داؤد سے مخالفت رکھتا تھا۔ اس نے خانخانان کے ساتھ صلح کا ڈول ڈالا۔ اسنے التفات اور آشنائی قدیم کو یاد دلایا۔ جو سلیمان کیساتھ خانخانان رکھتا تھا۔ اور یہ قرارداد ہوا کہ دو لاکھ روپیہ نقد اور ایک لاکھ روپیہ کا قماش پیشکش لیکر افواج پادشاہی ابھی چلی جاے منعم خان نے پیشکش لیکر مراجعت کی۔

اندنون میں خبر آئی کہ گورکھ پور کو یوسف محمد نے لے لیا اور فساد مچایا۔ اس سرگزشت کی شرح یہ ہے کہ یوسف محمد پسر سلیمان اوزبک کو منعم خان بادشاہ پاس لے گیا تھا۔ بادشاہ نے نصیحت پذیری اور اصلاح مندی کے واسطے دار الخلافہ آگرہ میں مقید کیا تھا جب بادشاہ نے مہم گجرات کے لئے سفر کیا تو یہ بندی خانہ آگرہ سے کسی طرح نکل بھاگا اور آدمیوں کو جمع کرکے گورکھ پور کو پاینده محمد سگ کش سے لیلیا۔ جب خانخانان کو یہ حال معلوم ہوا تو اس نے اس فتنہ کے دور کرنے کے لئے خان محمد بہسوی اور پاینده محمد سگ کش اور تنگری قلی کو بھیجا اور خود بھی قصبہ محمد آباد سے محمد قلیخان برلاس اور مجنون خان قاقشال وراو امیرون کے ساتھ روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں مجنون خان

گورکھپور لینا یوسف محمد ۔۔۔

راجہ گوبند بھدی کر کے مار ڈالا۔ اور ابراہیم کو جنکی عقل درست تھی نہ نصیبہ بلند تھا۔ اور
سرگردان ہو کر راجا اڑیسہ پاس گیا تھا اور سروری کا اندیشہ اپنی ساتھ رکھتا تھا۔ اسکو
قسم اور تزویر سے اس نے ہاتھ تلے لاکر عدم خانہ کو رخصت کیا۔ سلیمان کررانی اڈیسہ و بنگالہ
و بہار کا مستقل فرمانروا ہو گیا۔ اس نے یہ عمل منافقانہ جاری رکھا کہ ہمیشہ عرائض اور پیشکش بادشاہ
پاس بھیجتا تھا اس سبب سے اسکے نفاق دلی کا پردہ فاش نہین ہوتا تھا۔ وہ ۹۸۰ھ مین مرگیا۔
اوسوقت پادشاہ خود مہم گجرات مین مصروف تھا منعم خانخانان کو حکم بھیجا کہ وہ بہار و بنگالہ
واڈیسہ کو تسخیر کرے۔ سلیمان کا بڑا بیٹا بایزید باپ کا جانشین ہوا۔ اسکی بیخردی کا ہمہمہ زیادہ
سری ہوئی اسنے اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ باپ غرور سرکشون کو اپنی مدارا سے مطیع رکھتا
تھا۔ اس نے اوسے چھوڑ دیا۔ خود رائی سے تنگ گیری اور کینہ کشی اختیار کی اور اپنے باپ کے
اعیان کا ذلیل کرنا اپنا پیشہ بنایا۔ عماد اسکے چچازاد بھائی کا بیٹا ہانسوی تھا وہ اس کا
داماد بھی تھا۔ اور یکجہتی اور دوستی بھی اسکے ساتھ رکھتا تھا۔ اس کی بدسلوکی سے رنجیدہ
ہوا۔ اس حدود کے فتنہ جویون نے اسکو ملک کی طمع دلائی اور اسکو سمجھایا کہ بایزید کو ٹھکانے
لگائیے۔ اس بدبخت نے ان سب نسبتون کو جو اس کے ساتھ تھین چھپر پر رکھا اور بایزید کو
مار ڈالا۔ یہ شہنشاہ اکبر کی اقبالمندی تھی کہ یہ کام وہ ہوا کہ اسکے اولیاء دولت ہزار ہنگامہ
کرتے تو نہ ہوتا۔ لودی اس ملک کا نفس ناطقہ تھا اسنے اس دیار کے اعیان سے اتفاق
کرکے سلیمان کے چھوٹے بیٹے کو پادشاہ بنایا اور ہانسوی کو قید کرکے قتل کیا۔ گوجر خان
کررانی نے جو اس ملک کی شمشیر تھا برخلاف لودی کی رائے کے بایزید کے بیٹے کو صوبہ
بہار مین فرمانروا بنایا۔ بنگالہ سے لودی بہت سا لشکر لیکر بہار کے قصد سے چلا اور
منعم خانخانان کی بے توجہی ...... اور لودی کے فسون و فسانہ نے گوجر خان کو مطیع بنایا۔
اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب سلیمان کے مرنے کی شہرت ہوئی تو منعم خانخانان
چنار گڈھ سے صوبہ بہار کی طرف متوجہ ہوا اسنے تنگری قلی و فرخ برخلیق و ماپندہ
محمد تغلق سنگ کش اور ایک جماعت کو حاجی پور بھیجا اور طالبی اور مرزا علی اور زندیم بیگ کو

سلیمان کا مرنا اور بنگالہ و بہار میں بایزید کا بادشاہ ہونا سنہ ۹۸۰ھ

تھا۔ اسکی طرف سے اسکو یہ اندیشہ تھا کہ لودی اسکو بلند پایہ کر یگا۔ لودی تاج خان کا نوکر تھا اور اپنی بیٹی کو اس لڑکے کے ساتھ نامزد کر چکا تھا۔ داؤد سے لودی کے بداندیشوں نے جو کچھ کہا اسکو سچ جانا۔ جب لودی کو یہ خبر ہوئی تو وہ داؤد سے برگشتہ ہو گیا۔ اور منعم خان سے بڑی نیازمندی کے ساتھ مصالحت کا طالب ہوا۔ اور لائق پیشکش درگاہ والا مین بھیجین داؤد نے جب لودی کے برگشتہ ہونے کی اور اس کے آنے کی خبر سنی تو سراسیمہ ہو کر گڑھی کو مضبوط کیا۔ اور سپاہیون مین باپ کا خزانہ تقسیم کیا۔ لودی۔ جلال خان سدھوری اور کالا پہاڑ راجو پھر گئے۔ جب اسکی جمعیت مین تفرقہ پڑا۔ ناگزیر لودی جو داؤد کے قصد سے جاتا تھا وہ قلعہ رہتاس مین متحصن ہوا منعم خان سے استمداد چاہی۔ صریح لکھا کہ مین درگاہ والا کا ملازم ہون اور جلد آپ سے ملونگا اور آپ کے وسیلہ سے پادشاہ کی پائبوسی سے مشرف ہونگا۔ منعم خان نے ہاشم خان و تنگری قلی وغیرہ کو کمک کے لئے بھیجا۔ پادشاہ کی آمد کا مترصد تھا۔ پادشاہ جب گجرات کی مہمات سے فارغ ہو کر دارالخلافہ مین آیا تو وہ ممالک شرقیہ کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوا کہ مغرور گردن کشون کو ان حدود سے نکالے۔ نوارہ کا عملہ کو انتظام پرمانند خویش راجہ ٹوڈرمل سے متعلق تھا۔ اس نوارہ مین جنگی کشتیان ہوتی تھین۔ جنمین توپ خانہ ہوتا تھا۔ پرمانند اور لشکر خان میر بخشی کو نوارہ کے ساتھ روانہ کیا۔ اور ان حدود کے امرائے کبار اور جاگیرداروں کے نام حکم بھیجا کہ یکجہتی اور اتفاق کو اپنا ارو یہ بنا کر منعم خان خانخانان کی صلاح سے باہر نہ جانا۔ اگرچہ پادشاہ نے بہت سا لشکر ان مہمات کے لئے نامزد کیا۔ مگر سب آدمیون کی یہ حالت نہین ہوئی کہ مراسم خدمت کو غائبانہ حاضرانہ کی برابر بجا لائین۔ اکثر ضعیف اعتقاد اور سوداگر طبیعت ہوتے ہین کہ خدمت بے بہا کو تردد بے مجرا کو اکارت جانتے ہین۔ اور منفعت نقد پر مرتے ہین۔ راجہ ٹوڈرمل کو کہ امانت و دیانت و عنایت و محرمیت مین امتیاز رکھتا تھا۔ پادشاہ نے مقرر کیا کہ وہ آدمیون کے حاضر کرنے مین اور لشکر کی شان دیکھنے مین اہتمام کرے۔ زر بندہ گروہ اسکو جاسوس خدمت سمجھ کر کاہلی اور فتنہ اندوزی کی طرف مائل نہ ہون ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

قاقشال سب قاقشالون کو ہمراہ لے کر خانخانان کے لشکر سے بھاگ گیا۔ اسکے بھاگنے کا
سبب یہ تھا کہ یار لوگون نے جھوٹی خبر اڑا دی تھی کہ مہم گجرات مین بابا خان و جباری خان
وغیرہ شہباز خان کو مار کر مرزاؤن کے ساتھ مل گئے ہین۔ اس سبب سے مجنون خان قاقشال
کی گرفتاری کا حکم بادشاہ نے بھیجدیا ہی۔ منعم خان نے ہرچند اسکو تسلی دی مگر اس نے نہ مانا
جب اُس پاس بابا خان و جباری خان کے خط آئے جنمین عنایات شاہی کا بیان لکھا ہوا تھا
تو اس کی خاطر جمع ہوئی۔ منعم خان گورکھپور کو فتح کرکے واپس آیا تو مجنون خان اسکے لشکر مین خجل ہو کر
آیا۔ خان خانان نے اسکی دلجوئی کی۔ اس اثنا مین داؤد لشکر گران لیکر جونپور پر متوجہ ہوا۔ اپنے
سے آگے لودی کو منتخب لشکر اور ہاتھیون کے ساتھ روانہ کیا۔ اس نے زمانیہ پر قبضہ کیا۔ بعض کہتے ہین کہ
اسکو ویران کیا محمد قاسم خان مہردار امان لیکر نکل آیا۔ خانخانان نے بھی سزاول بھیجکر امراء کو چارون طرف
سے جمع کیا۔ محمد قلیخان برلاس و مجنون خان و قیا خان و راجہ گجپتی اور ایک جمع کثیر کو آگے روانہ
کیا اور خود آہستہ آہستہ چلا۔ خانخانان نے لسان الغیب مین فال دیکھی تو یہ شعر نکلا ؎

اے پادشہ خوبان داد از غم تنہائی + دل بے تو بجان آمد وقت است کہ باز آئی

اس غزل کو اپنے عریضہ مین ملفوف کرکے درگاہ والا مین بھیجا۔ لودی نے زمانیہ کو لیکر پانچ
چھ ہزار سپاہ بسرداری یوسف محمد گنگا پار بھیجے۔ یہ یوسف محمد گورکھپور سے بھاگ کر افغانون
سے مل گیا تھا۔ مرزا حسین خان و راجہ گجپتی وغیرہ ملازمان شاہی اس لشکر سے لڑے اور
اسکو شکست دی اور بہت آدمی مارے۔ اسکے بعد محمد قلیخان برلاس اور امراء بھی آگئے۔
لودی نے سیاہ آب (کالی ندی) اور آب گنگ کے درمیان قلعہ بنایا اور بھاری لشکر
لیکر اُس مین ہو بیٹھا ہر روز اسکے اور بادشاہی لشکرون مین لڑائی ہوتی۔ اگرچہ بادشاہی لشکر
دل نہاد ہو کر لڑتا مگر غنیم پاس لشکر و فیل و توپخانہ بہت تھا۔ بادشاہ سورت کے قلعہ کی فتح مین
مصروف تھا اس لئے منعم خان صلح چاہتا تھا۔ لودی اس کو قبول نہین کرتا تھا۔ امراء شاہی کا عجیب
حال تھا۔ نہ رائے جنگ کردن نہ روے برگشتن کہ ناگاہ یہ واقعہ پیش آیا کہ داؤد شاہ بنگالہ
سے مونگیر مین آیا۔ یہان یوسف خان کو مار ڈالا۔ وہ اس کے چچا زاد بھائی تاج خان کا بیٹا

لودی اور داؤد اور خانخانان و منعم خان کی مصالحت۔

گرفتار کرنے لگے کہ اس کے ملازم نے قتلو کے ایک تلوار ماری مگر لوگون نے اس نوکر کو مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ لودی کو مقید کر لیا۔ افغانون مین ایک شورش برپا ہوئی۔ سب اعیان نے اس کے مارنے پر اتفاق کیا۔ داؤد نے اس سے پوچھا کہ کیا کرنا چاہیئے۔ لودی نے کہا کہ میری عرض و ناموس مین دست درازی نہ کرنی چاہیئے۔ کوتہ اندیشون کے اغوا سے اس بلا مین پڑا ہون صلاح حال یہی ہی کہ خلوت کدہ عدم مین آرام کرون۔ ان احمقون نے اسکو اور پھول کو.. نہانخانہ عدم مین بھیجدیا۔ یہ بھی شہنشاہ اکبر کی اقبالمندی تھی کہ لودی افغان جس کو ہزار تدبیر سے دور کرنا دشوار تھا وہ مخالفون کے ہاتھ سے دنیا سے اوٹھ گیا۔ اسمٰعیل لودی کو کہ بہت ہی چھوٹا تھا منعم خان پاس لائے۔

طبقات اکبری مین اس واقعہ کو یون تحریر کیا ہے کہ لودی نے جلال خان کروری کو بھیجکر داؤد سے صلح کر لی۔ مگر داؤد ایک لوندا و باش تھا۔ امور سلطنت کے کامون سے محض ناآشنا۔ ادھر قتلو خان نے جس پاس مدتون سے ولایت متنازعہ تھی بہکایا۔ ادھر سریدھر بنگالی نے اسکو اکسایا۔ خود وہ عقل کا پورا بھی تھا۔ لودی کو کہ میرالامرا اور مدار الملک تھا گرفتار کرکے مقید کر لیا۔ اور سریدھر بنگالی کو حوالہ کیا۔ لودی نے بندی خانے مین قتلو اور سریدھر کو بلایا اور انکی زبانی داؤد کو پیغام بھیجا کہ اگر تو اپنے ملک کی اصلاح میرے مارنے مین سمجھتا ہی تو مار ڈال۔ اگرچہ میرے مارنے کے بعد تو بہت پشیمان ہوگا۔ تجھے ہمیشہ خیرخواہانہ نصیحت کرتا رہتا ہون۔ اب بھی یہ نصیحت کرتا ہون کہ مجھے مار کر تو بے تحاشا مغلون سے لڑ۔ تجھے فتح ہوگی ع ہر گزمشت پیشین را بدل نیست + اور اگر تو یہ کام نہین کریگا تو مغل تجھپر چڑھ آئینگے اور تو انکو نہ ہٹا سکے گا۔ مغلون کی مصالحت پر مت بھولنا وہ اپنے وقت پر کبھی نہین چھوڑتے ہین۔ افغانون کا ادبار آچکا تھا۔ خدا انکا زوال چاہتا تھا۔ اور شہنشاہ کے عدل و انصاف کا آفتاب متمردون پر چمکانا منظور الٰہی تھا۔ داؤد نے یہ قرار دیا کہ لودی کو مار ڈالنا چاہیے۔ کہ میری حکومت بالاستقلال خاطر جمعی کے ساتھ ہو۔ لودی سے قتلو و سریدھر عداوت رکھتے تھے جانتے تھے کہ اگر لودی زندہ نہ رہیگا تو انکو وکالت اور وزارت ملجائیگی۔ ان کو یہ موقع خوب ملا بغیر ضمانت

بندگان اخلاص مند کے شعار کے موافق وہ خدمت آرا ہوں اور ہماری غیبت مین چستی چالاکی ایسی کرین جیسی ہماری حاضری مین منعم خانخانان ترہنی کے کنارہ پر جہان گنگا جمنا دسروتی ملتے ہین پہنچا تھا کہ راجہ ٹوڈرمل آخر اُس سے ملگیا۔ ان پاس تھوڑے عرصہ مین لشکر گران جمع ہوگیا لشکر شاہی کی ترتیب اس طرح ہوئی کہ قول سپاہ نے خانخانان کی شمشیر و تدبیر سے احکام پایا اور جرانغار کا ناظم محمد قلیخان برلاس مقرر ہوا۔ ہراولی مین خان عالم کا طلب ہوا کہ لشکر شاہی دریا سے پار گیا۔ تو وہ ایتوہ افغانون کا بھاگ گیا۔ جو اس قلعہ مین تھا کہ افغانون نے ابھی بنایا تھا۔ اسی اثنا مین تنگری قلی خان کی تحریر آئی کہ داؤد خان سے لودی مل گیا اور ہم کو رخصت کیا۔ اور اب وہ برسر پرخاش ہی۔ قتلو خان و گوجر خان کے دمون مین لودی آگیا داؤد نے اسکو پیغام دیا کہ تو بجاے سلیمان کے ہے۔ اگر اس خاندان کی محبت کے سبب سے تو مجھہ سے خفا ہو گیا ہے۔ حق دولت تو نے ادا کیا اور مین اس سے ناخوش نہین ہوا اور تجھہی سے جمیع امور مین مجھے استظہار ہے۔ اس وقت سے کہ لشکر والا شکوہ سر پر آیا ہے۔ تو ہمیشہ خیراندیش رہا ہے۔ عزیمت پیکار کے لئے چست کر۔ لشکر و خزانہ و توپ خانہ تیری ہمراہ کرتا ہون غرض گوجر خان کے وسیلہ سے داؤد اور لودی مین صلح ہوگئی۔ اور داؤد نے لودی کو اپنے سے پہلے لڑنے کو بھیجا۔ لودی نے لشکر شاہی کے روبرو قلعہ بنایا اور جنگ و ستیزہ سے پیش آیا دریا کے سون کے کنارہ پر لڑائیان کشتیون پر ہوتی تھین۔ ایک دفعہ لعل خان نے تیز دستی کرکے مخالفون کی جو وہ کشتیان چھین لین۔ اسمین لعل خان کا بیٹا جان مدینے سے سرخرو ہوا۔ دشمن بہت ہلاک ہوئے۔ اسی زمانہ مین لودی کا مارا جانا مشہور ہوا۔

اس قضیہ کی حقیقت اکبرنامہ مین یہ لکھی ہے کہ لودی مطمئن خاطر ہو کر ہنگامہ نبرد کو گرم رکھتا تھا کہ داؤد اسکے بعد یہان آیا۔ جلال خان کدھوریہ کے گھر مین اترا اور آدمی بھیجا کہ لودی اور اسکے وکیل کالو اور پھول کو بلا لائے۔ ان سے بعض باتون کا مشورہ کرنا ہے۔ لودی دلجمعی کے ساتھ پھول کے ساتھ آیا۔ کالو ساتھ نہ آیا۔ اس نے کہا کہ مجھے اس کام مین خیر نہین معلوم ہوتی۔ داؤد اول لودی کے لوازم تعظیم بجا لایا۔ اور پھر خود چلا گیا۔ قتلو اور ایک اور جماعت آئی لودی کو

لودی کا مارا جانا

نہایت شجاع اور دلیروں مین تھا - وہ مخالفون کے لشکر سے جدا ہو کر بادشاہی لشکر
مین آگیا تھا - منعم خان نے اوسکو عواطف شاہی سے مستمال کیا - اور سرکار سارن اسکی جاگیر
مقرر کی - وہ اولیاء دولت کی دلجمعی اور اپنے گرمی ہنگامہ کے لئے ہمیشہ دشمنون کے استیصال
کے لئے دلنشین باتین کیا کرتا تھا - اُس نے یہ دو کام بتائے - جن سے یہ عقدہ مشکل بآسانی
آسانی سے حل ہو جائیگا - اول دریاء پن پن (یہ دریا پٹنہ سے ۶۰ میل پر مشرق مین گنگا کے
داہین کنارہ پر ہے) کا بند توڑ دینا چاہئیے - کہ اس موسم مین جو پانی ہر روز بڑھتا جاتا ہے
وہ گنگا مین جا ملے گا اور نہین تو قلعہ کے چارون طرف پانی کھڑا ہو جائیگا - جس سے
محاصرین پر کام دشوار ہو جائیگا - دویم تدبیر کی کارفرمائی اور تیز دستی کے زور سے
حاجی پور کو غنیم کے ہاتھ سے نکالنا چاہئیے کہ قلعہ مین آذوق اس شہر سے پہنچتا ہے -
منعم خانخانان نے حاجی پور کی تسخیر کے لئے خان عالم کو حکم دیا مگر اس نے عذر کیا کہ مین
شہنشاہ کے حکم سے ہراول مین افسر مقرر ہوا - اس لئے یہ معاملہ التوا مین پڑگیا - مجنون خان
بند توڑنے کے لئے مقرر ہوا - اس نے راتون رات جاکر اس کام کو بخوبی سرانجام دیا
سلیمان اور بابنگلی غنیم کے امراء کبار اس رات کو خواب غفلت مین سوتے تھے - شرمندگی کے
مارے گھوڑاگھاٹ کو وہ چلے گئے -

جب محاصرہ کو امتداد ہوا اور منعم خان کی یہ عرائض آئین تو بادشاہ نے خود یورش کا
ارادہ کیا - اور بڑی بڑی کشتیون کے تیار کرنے کا حکم دیا اور یہ قرار دیا کہ حضرت
شہنشاہ اور شاہزادے اور بعض بیگمات اور بساط رزم و بزم کے مقرب تو کشتیون
مین جائین اور باقی لشکر خشکی کی راہ سے روانہ ہو - سب طرف لشکر بہت جلد جمع ہوا
اسباب یورش مین کشتیان عجیب و غریب تھین - ایمین طرح طرح کے منازل دلکشا اور
مناظر فرح بخش بنائے گئے اور وہ باغ اور چمن جنکا زمین پر لگنا مشکل تھا وہ لگائے
گئے - ان خانہاء آبی (کشتی) کے سر پر ایک جانور کی شکل بنائی گئی کہ جسکو دیکھکر لوگ حیران
ہوتے تھے - ایک بڑی کشتی کارخانہ کے واسطے تھی ہر امر کے لئے حسب مراتب

بناوٹ سے داؤد سے اُنھون نے لودی کے قتل کے مقدمات خوب گھڑے۔ داؤد بے
بادہ ارغوانی مین مست اور جوانی مین مغرور تھا۔ اس نے داؤد کو قتل کروا دیا۔ ہاتھیون اور
خزانون اور سب چیزون پر قبضہ کرلیا۔ وہ حماقت اور نادانی سے بیہوش تھا۔ دفع
غنیم کی طرف اصلا متوجہ نہ ہوا اور اس صلح ناتمام پر کہ لودی لے گیا تھا اعتماد کرکے کچھ
پروانہ کی۔ لودی اپنے حسن تدبیر و اصابت رای و جدت فہم سے مملکت بنگالہ کو آشوب سے
بچاتا تھا۔ اسکے قتل کرنے کا داؤد کو دلی افسوس تھا۔ باوجودیکہ اس پاس اتنا لشکر اور سامان
جنگ تھا۔ مگر بغیر اس کے کہ شمشیر میان سے نکالے۔ یا تیر کمان مین لگائے۔ پٹنہ مین آن کر
متحصن ہوا۔ اور اس کی مرمت کرکے مورچے جمائے۔ خانخانان ان حالات کو سنکر خوش ہوا
اور دریاء سون سے شائستہ آئین سے پار اُترا۔ مراسم احتیاط کے برتنے سے آسان
کام مشکل ہوگیا۔ افغانون کا لشکر ایسا متفرق ہوگیا تھا کہ اگر لشکر پادشاہی ہمت کرکے
تیز دستی کرتا تو آسانی سے کام انجام پاتا۔ چابکی وچستی کی جگہ تاخیر کی۔ لشکر تمام زرہ و
بکتر پہن کر سوار ہوتا۔ راجہ تو ڈرمل آگے جاتا۔ لشکر کے اوترنے کی جگہ تجویز کرتا اور اس
زمین کو آدمیون مین تقسیم کرتا۔ وہ جلدی سے قلعہ بناتے گہری خندق کھود تے۔ غرض
پٹنہ تک یہی حزم و احتیاط جاری رہین۔ افواج شاہی نے یہان آکر مورچلون کو قسمت کیا
اور محاصرہ کرلیا +

برسات شروع ہونے کو تھی کہ منعم خان خانان کی متواتر عرضیان پادشاہ پاس آئین
کہ حصار پٹنہ کے محاصرہ پر مدت گذر گئی ہے۔ قلعہ کے ایک جانب دریا ہے۔ قلعہ کے اندر
آذوق خوب پہنچتا رہتا ہے۔ انکے پاس سامان قلعہ داری دلخواہ ہے۔ لشکر و توپخانہ
خزانہ اور ہاتھی بہت ہین۔ ابر و باران کے موسم کے آنے نے اور آب و باد کی طوفان خیزی
نے لشکر شاہی کو متزلزل اور مضطرب کر رکھا ہے۔ اگر حضور تشریف لائین تو یہ مشکل آسان
ہوجائے۔ اکبر علیخان اور اسکے بیٹے نے بہادرانہ لڑکر جان دی۔ عالم خان نے پنج پہاڑی
پر گرم روی کرکے بڑے بڑے ہاتھی اور غنائم حاصل کئے۔ حسن خان پہنچا اس زمانہ کے

ہوا شدت سے چل رہی یا گھنگھور گھٹائیں اُوٹھ رہی ہیں۔ موسلا دھار مینھ برس رہا ہے۔ بجلی کوندتی چمکتی کڑکڑاتی ہے۔ بادل گرجتے ہیں۔ قصبۂ ٹاوہ کے قریب جمنا کی طغیانی نے چند کشتیان ڈبوئین قصبۂ کالپی مین ایک دن توقف کیا۔ ایک برہمن کو اس قصور مین کہ اس نے دختر کو زوجہ بنایا پھانسی دی۔ گو بعض نے یہ صلاح دی کہ اسمین ہمین کچھ مارنا نہین چاہئیے۔ جس سے معلوم ہو کہ ہندون کے مذہب مین ایسی نامعقول حرکتین ہوتی ہین جسکے سبب سے مسلمانون کو ان سے نفرت ہو۔ الہاباس پہنچنے تک گیارہ کشتیان غرق ہوئین۔ نقارخانہ کو بھی آسیب پہنچا۔ مگر سب کشتیان سلامت باہر نکل آئین۔ جب بادشاہ چنارگڈھ مین پہنچا تو دریا کے چڑھاو اور ہوا کی شدت کو دیکھ کر اکثر... آدمیون نے خشکی کی راہ اختیار کی۔ مگر بادشاہ بے خوف وخطر کشتی مین سوار چلا۔ بنارس مین تین روز توقف کیا۔ ہر روز کشتی سے اُتر کر بادشاہ شکار بھی کھیلتا تھا۔ جونپور مین بادشاہ تھا۔ بادشاہ نے دل لگی سے عوام کی شوریدگی خاطر کے دور کرنے کے لئے سید میر عبدالکریم جفری سے اس یورش کے استخراج احوال کے لئے فرمایا تو اسنے علم جفر کے آئین ضوابط کے موافق مفردات حروف سے استنباط کرکے اس بیت کو ترتیب تالیف کیا ؎

برود ہی اکبر از بخت ہمایون + برد ملک از کف داؤد بیرون

احمقون نے یہ واقعہ دستاویز تسکین بنایا۔ جب بادشاہ آگرہ مین تھا تو میر جفر دان نے یہ حکم لگایا تھا ؎ گرچہ باشد لشکرے بے حد ز بے حد وشمار + لیک باشد فتح ونصرت در قدوم شہریار

جب بادشاہ جونپور مین واپس آیا تو اس نے فال جفر یہ نکالی ؎

مژدۂ فتح بناگاہ رسد + سر داؤد بدرگاہ رسد

کہتے ہین یہ علم اہل بیت کا حصہ ہے اور اس کی تحصیل کے لئے چند شرائط موقوف علیہ ہین غرض یہ بات اہل شیعہ نے گھڑ رکھی ہین۔ جفر کی فالین بھی رمل اور فالون کے جعلی اور اختراعی ہین جس کسی کو تھوڑی سی بھی قوت عقل ہو تو مثل انکی فالین ایجاد کرسکتا ہے۔ علم جفر کی بابت عارف جامی کے اس قول کو یاد رکھنا چاہیے ؎

| | چند حرفے نوشتہ طلبہ ہم | | ور عدد زیر بیشان نہادہ رقم | |
|---|---|---|---|---|

کشتی مین منزل تیار کی گئی اس لشکر کی سربراہی مرزا یوسف خان رضوی کو سپرد ہوئی
ابوالفضل لکھتا ہے کہ سلطنت کرنے والون کا اور فرمان دہان دادگری آئین کا
اقتضاء یہ ہے کہ فرمان پذیرون کو تو قناعت اسپر کرنی چاہئیے جو ان پاس ہو کر وہ
ان چیزون کی گرد آوری مین جو انکے ہاتھہ مین نہین پراگندہ دل نہ ہون- اسی طرح فرمانروایان
انصاف گزین معدلت دوست کو لازم فطرت اور فرض وقت ہے کہ جن مملکتون کو
تصرف مین رکھتے ہین اکتفا نہ کرین- اور ملکون کی تسخیر مین دل لگانے کو عبادت جانین
اس مین منصف دانش پرورون نے زمانہ کی مزاج شناسی کرکے یہ نکتہ بیان کیا ہی
کہ معمورۂ عالم نے عالی فطرتون کی بے توجہی سے انقسام پایا ہے ایک فراخ حوصلہ
کاردان دادگر کو قرار ہو تو اختلاف کا غبار نہ پیدا ہوا اور اہل جہان کو آسائش ہو
اس سبب سے شہنشاہ اکبر اور ملکون کے تسخیر کی فکر کرتا تھا- اس مضمون کا ماحصل مورخ انگریزی
اس طرح بیان کرتے ہین کہ اکبر کی یہ رای تھی کہ جب تک سارے ہندوستان کا ایک
بادشاہ نہ ہو اس مین امن و امان نہین رہ سکتا- اسی اصول کو برٹش گورنمنٹ نے اختیار
کرکے کل ہندوستان پر اپنی فرمان روائی جمائی ہے- انکے مدبرون کی بھی یہ رای تھی
کہ جبتک ہندوستان مین سپریم گورنمنٹ یعنی ایک قوت سب پر غالب ہو ہندوستان
مین امن امان نہین قائم رہ سکتا بادشاہ نے جب سامان یورش تیار کیا تو شہاب الدین احمد وکیل
دیوان خالصہ کو آگرہ تفویض کیا- اور سہ شنبہ ۹ صفر ۹۸۲ھ کو مع شاہزادون اور
بیگمات کے کشتی مین بیٹھا ع ساختۂ حکمت کارآگہان + خانہ گردندہ بگرداب جہان
نادرہ حکم خدائے حکیم + خانہ روان خانگیانش مقیم + اہل سفر را ہمہ بر روی گزار +
ہمراہ او ساکن و او در سفر + ایک کشتی مین ایک منزل مین ایک ہاتھی نامی
بال سندر مع دو ہتھنیون کے سوار تھا اور ایک دوسری منزل مین فیل سمن- یہ عجیب تماشا
تھا کہ دریا مین طرح طرح کی کشتیان چل رہی ہین ان کے اونچے اونچے بادبان لگے ہوئے
ہین انکے نقش و نگار و پوششین طرفہ نگار بہار دکھا رہی تھین- دریا کی موجون کا تلاطم اور

داؤد کا صلح کرنا ۹۸۲ھ

بادشاہ کے اقبال پر نظر کر۔ اپنے اوپر رحم کر۔ اور جانداروں کے خون اور آدمیوں کے مال و ناموس کی ویرانی کا سبب نہ ہو۔ دنیا کی مستی کا بھی ایک اندازہ ہوتا ہے۔ کس لئے تو ہوش میں نہیں آتا۔ اور بادشاہ کے فتراک کا وابستہ نہیں ہوتا۔ داؤد خان نے بہت تامل کرکے خالدین کے ساتھ اپنے اعیان میں سے ایک شخص کو بھیجا اور بہت سی نیازمندی کی باتیں بنائیں کہ میں سروری اپنے لئے نہیں چاہتا۔ لودی نے مجھے اس پندار میں ڈالا۔ اور وہ اپنی سزائے کردار کو پہنچا۔ میں اب اطاعت شاہنشاہی کے لئے تیار ہوں۔ کچھ جگہ مجھے ملجائے۔ اس کو میں سرمایہ سعادت جانونگا۔ خردسالی اور مستی شباب کے سبب سے مجھ سے خطائیں ظہور میں آئیں۔ جبتک میں انکی تلافی خدمات شائستہ سے نہیں کرونگا۔ آستان بوس نہیں ہوسکتا۔

بادشاہ اسکے دل کی باتوں کو خوب سمجھا اور یہ جواب دیا کہ ہم ظل اللہ ہیں۔ اندک پذیر اور بسیار بخش ہیں۔ اگر داؤد سچا ہے تو ہمارے پاس چلا آئے۔ سایا او بار اُسکا ہم دور کردینگے وگرنہ ان تین باتوں میں سے ایک بات قبول کرے کہ ہزاروں آدمیوں کی جان و نا تلف نہ ہوں۔ اول ایک آدمی اپنا ہمارے لشکر میں اور ہم اپنا ایک آدمی اسکے لشکر میں بھیجدیں کہ وہ نبردگاہ میں لشکر میں سے کسی آدمی کو نہ جانے دے۔ پھر میں اور تو دونو آخر جس ہتھیار سے تو کہے لڑیں۔ جو کوئی فیروزمند ہو اُسکا ملک ہو۔ اگر یہ تیری ہمت نہ ہو تو تو اور میں ایک ایک اپنے سردار کو لڑنے کے لئے بھیجیں کہ انمیں سے جسے نصرت ہو اُسی کے لشکر کی ظفر سمجھی جائے اور اگر کوئی شیر مرد ایسا اُس پاس نہ ہو تو ہاتھیوں کو انتخاب کرکے لڑائیں۔ جو غالب ہو۔ اُسی کی فتح ہو۔ بادشاہ کی یہ باتیں سُنکر اُس افغان کی ہوش اُڑے۔ کسی بات پر راضی نہ ہوا بادشاہ پنج پہاڑی پر ہاتھی پر سوار ہوکر گیا۔ یہ پنج پہاڑی پانچ گنبد اینٹ کی ٹھوس قدیمی زمانہ کے بنی ہوئی ہیں اور ایسی بلند ہیں کہ پہاڑیاں معلوم ہوتی ہیں۔ یہاں بادشاہ پر افغانوں نے توپیں چلائیں۔ مگر وہ محفوظ رہا۔

بادشاہ شاہم خان کے مورچل میں گیا یہاں سے حاجی پور نظر آتا تھا۔ بادشاہ کے لشکر اور افغانوں کے لشکر میں لڑائی شروع ہوگئی۔ لڑائی ترازو تھی۔ بادشاہ نے چند اپنی

بستہ باخود بخیلے باطل
مرد را وقت اہل دل را دق
جعفر صادق از تو بیزار است
طرفہ تر آنکہ این جاہ و جلال
نخرد گرچہ در جہان سمرند
این جواہر کہ فاضلان سفتند
ہمہ در گوش شان باد است

بلکہ نیز حلیہ خرد عاطل
چیست این جبر جعفر صادق
صادقان راز کاذبان عارست
کہ ندارند ز زمانہ مثال
این زخارف از ان خران بخرند
وان معارف کہ عارفان گفتند
طبع شان را اجتناب شان داشت

بادشاہ کی کشتیوں نے جب گدر چونسہ پر لنگر ڈالے تو اس فتح کا مژدہ اسکو پہنچا کہ افغان بسرکردگی عیسی خان نیازی قیا خان کے مورچل پر حملہ آور ہوا اور جنگ عظیم ہوئی۔ عیسی خان کارزار کرنے اور کارسر کرنے مین مشہور تھا۔ مورچل سے شاہی لشکر نکل کر لڑا۔ اور راجہ ٹوڈرمل اسکی کمک کو آیا تو لشکر خان کے غلام کے ہاتھ سے عیسی خان مارا گیا اور فتح ہوئی بادشاہ اس فتح سے بہت خوش ہوا اور شاہزادون کو یہ مژدہ سنا کر انکے دل سے فکر دور کیا۔ غرض شہنشاہ ایسے پرشور موسم مین کہ ہمیشہ مینھ برستا اور سیل سیلابون کا زور تھا۔ چہارشنبہ ۱۵ ربیع الثانی سنہ ۹۸۲ کو پٹنہ کے قریب آیا۔ منعم خانخانان نے اس کے آنے کی خوشی مین آتشبازی اور توپون کی دھوان دھون کی وہ دھوم دھام کی کہ مخالفون کو خوف پیدا ہوا۔ دوسرے روز بادشاہ نے قلعہ کے اطراف کا معائنہ کیا حاجی پور قلعہ کے محاذی تھا اور ان دونون شہرون کے درمیان گنگا کا دو کوس کا پاٹ تھا اور بڑے زور شور سے بہتا تھا۔ اس کی فتح کو قلعہ کے فتح ہونے کے لئے ضروری جانا۔ دوسرے روز مرزا علی علم شاہی اور شمس الدین بخاری اور راجہ گجپتی اور سپاہ کو عالم خان کی سرکردگی مین بھیجا۔ وہ کشتیون مین سوار ہوا۔ اور توپ خانہ ساتھ لے کر روانہ ہوا انہین دنون مین داؤد کا ایلچی بادشاہ پاس آیا۔ خانخانان نے غالب خان کو داؤد پاس بھیجکر نصیحتین کی تھین کہ ابھی سررشتہ کار تیرے ہاتھ مین ہے اپنے روزنامچہ کو بیز

عیسی خان نیازی کی شکست ۱۹ ۹۸۲ + حاجی پور کی فتح

بطور ایلغار اسکے روانہ کیا مگر دشمن ایسے گریز پا تھے کہ یہ لشکر اس تک نہ پہنچ سکا۔ اس فتح مین
دو سو بیش ہاتھی ہاتھ لگے اور بہت سی غنیمت حاصل ہوئی۔ دشمنون کے آدمی جو دریاے گنگ
اور پن پن اور نہر مین ڈوبے تھے انکی لاشین نکال کر انکی کمر مین سے اشرفیون کی ہمیانیان
پادشاہی لشکر نے نکالین حسین خان پسر سلطان عدلی ہاتھ آیا اوسکو خانخانان نے
قتل کرایا۔ اس فتح کی تاریخ یہ ہوئی ع ملک سلیمان ز داؤد رفت (۹۸۳) + اب بعض
امیرون کی راے یہ تھی کہ برسات مین بہار کے مخالفون کو نیست و نابود کرنا چاہیئے
اور بعد برسات کے بنگالہ کو تسخیر کرنا چاہیئے۔ بعض کی راے یہ تھی کہ ابھی بنگالہ پر لشکر کشی
نہ کرنی چاہیئے۔ پادشاہ نے اس دوسری راے کو پسند کیا۔ وہ خود اس مہم پر جاتا۔
لیکن عقلمندون کے اس قول کو جانتا تھا کہ جس خدمت کو ادنے امیر سرانجام دے سکتے
ہون وہ طبقہ اوسط کو سپرد کرنی نہین چاہیئے اور جس خدمت کو کہ طائفہ اوسط
سرانجام دے سکے وہ نوئینان بزرگ کو حوالہ نہین کرنی چاہیئے اور جو کام اس گروہ
والا سے صورت اتمام پائے۔ فرزندون اور خویشون کو نہ دینا چاہیئے اور جو مقاصد
اس گروہ سے سرانجام پا سکین اسکو خود پادشاہ کو نہین کرنا چاہیئے اس لئے اسنے بنگالہ
کی فتح کا اہتمام منعم خانخانان کے سپرد کیا۔ اور بیس ہزار لشکر اور بہت اسباب ملک گیری کا
اسکو حوالہ کیا اور آسانی کار کے لئے حدود بہار مین اسکی جاگیر مقرر کی۔ جونپور کو خالصہ
بنایا۔ اسکی وزارت رضوی خان کو سپرد ہوئی۔ راجہ تو ڈرمل کو علم و نقارہ مرحمت
ہوا اور لشکر کے ساتھ بھیجا۔ غرض حسن خدمات کے جلدو مین اکو بزرگ منصب و سرحاصل
جاگیرین عطا کین خود جونپور کی طرف روانہ ہوا اس شہر مین آخر اس نے مقام کیا کہ بہار
کے مفسدون کو تنبیہ کرے۔ قاسم خان جسکو کالو کہتے تھے اور محمود خان اور افغانون
کی ایک اور جماعت نے حدود بہار مین فساد مچایا۔ میرزادہ علی خان و شاہ غازیخان
تبریزی اور جاگیرداروں نے بہار کے تمام مفسدون کو برباد کر دیا۔
پادشاہ نے جو سپاہ بنگالہ کی فتح کے لئے بھیجی تھی اسکی فتوحات کی

جنگی کشتیان کمک کو بھیجین - قلعہ نشینون نے بھی اپنے جنگی جہاز لڑنے کو اسنے بھیجے لڑائی
ہوئی - بادشاہی لشکر نے انکو بھگا دیا - حاجی پور کی فتح ہونے کا حال یہ ہے کہ یہ مہم عالم خان کی
سپرد ہوئی تھی - وہ کشتیون مین سوار ہو کر رودباتون کی ہدایت سے اوپر کی طرف چلا
اور رات کو اس طرح کہ غنیم کو خبر نہ ہوئی اُس نہر مین پہنچا کہ دریاے گنگ سے جدا ہوتی ہے
اور حاجی پور تک جاتی ہے - قلعہ نشینون نے بھی کشتیون مین بیٹھ کر مبارزت پر مبادرت
کی - اول لشکرون کے درمیان کشتیون ہی مین ضرب زنی - بندوق بازی ہوئی غالباً
معلوم ہوتا تھا کہ افغانون کو فتح ہو - مگر پھر غراب شاہنشاہی نے جو اپنا زور ڈالا تو
دشمن سامنے نہ ٹھیر سکے - بادشاہ کی کشتیان چڑھاؤ پر مشکل سے جاتی تھین اس لئے
مخالفون کا کام انجام کو نہ پہنچا سکین - پھر یہ دریا نورد گندک نہر ہی مین جاکر حاجی پور کی
طرف مڑے - قلعہ کے اوپر سے اُن پر توپون کے گولے برسنے لگے - مگر وہ کشتیون سے
اُتر کر گھوڑون پر سوار ہوئے - فتح خان پسر عادلخان و ابراہیم خان اللہ دیا ہوائی
کوچہ بند ہو کر سرگرم پیکار ہوئے - فتح خان مردآزمائی کر کے مارا گیا - بعض و باشون نے
شہر مین آگ لگا کر لوٹنا شروع کیا - بادشاہی لشکر کو قلعہ ہاتھ آیا - راجہ گجپتی و مرزا علی بیگ
اور سید شمس الدین بخاری اور اس کے بیٹون نے خان عالم کی ہمسایہ مین خدمات نمایان کین
جب حاجی پور فتح ہوا اور داؤد خان پاس پیغام شاہی جیکا اوپر مذکور ہوا پہنچا
تو غفلت سے ہوش مین آیا - اب اسکی تدبیر مین نور تھا نہ ضمیر مین فروغ - وہ قلعہ سے
نکل کر کشتیون مین سوار ہو کر بھاگ گیا - گوجر خان جو اس گروہ کا سر شمشیر تھا ہاتھیون
اور سپاہیون کو لیکر خشکی کی راہ سے بھاگا - اب انکے ایسے ہوش اُڑے اور اوسان گئے - کہ
کشتی مین بیٹھنے والون نے قلت اور کثرت پر کچھہ خیال نہین کیا - آدمیون کے زیادہ
بیٹھنے سے کچھہ کشتیان ڈوب گئین - لشکریون نے سمجھے نہ فراز کو نہ کشتی کو نہ دریا کو - خندق مین
اتنے جاندار مرے کہ وہ بھر گئی - دریا مین بھی بہت آدمی غرق ہوئے - قلعہ پٹنہ لون
بے جنگ ہاتھ آگیا - بادشاہ قلعہ کے اندر گیا اور سپاہ کو داؤد کے تعاقب مین تعین

طرف بھیجا کہ وہ داؤد کو سامان جنگ کرنے کی فرصت نہ دے۔ اور مجنون خان قاقشال
کو گھوڑے گھاٹ کی طرف روانہ کیا کہ اس طرف کے فساد کو مٹائے۔ اور مراد خان کو
فتح آباد و بنگلہ کی طرف روانہ کیا کہ اسمین امن قائم کرے۔ اعتماد خان کو سارگانوین
بھیجا کہ ظالمون کے ہاتھ سے اس ملک کو چھڑائے۔

داؤد کا شکست پانا ۹۸۲ھ

جنید کررانی کہ درگاہ شاہی سے فرار ہوا تھا اور داؤد کا چچازاد بھائی تھا۔ گجرات
اور دکن سے مایوس ہوکر جھارکھنڈ مین فتنہ اندوزی اور شرانگیزی کی گھات مین بیٹھا۔ راجہ
تو ڈرمل نے جاکر اس فساد کو مٹا دیا۔ قاقشال جب گھوڑا گھاٹ مین آئے تو سلیمان منگلی کہ
یہان کا جاگیردار تھا۔ اور امرا افاغنہ مین شجاعت مین ممتاز تھا جمعیت کرکے دشمن کی ممانعت
و مدافعت کے لئے آیا۔ سخت محاربہ ہوا۔ مجنون خان کو فتح ہوئی۔ سلیمان منگلی مارا گیا۔
سب اہل و عیال اسکے اسیر و دستگیر ہوئے۔ قاقشالون کو ... بہت غنیمت ہاتھ لگی۔
سلیمان منگلی کی لڑکی سے مجنون خان نے اپنے بیٹے جباری کا نکاح کیا اور ... کل ولایت
کو قاقشالون نے آپس مین تقسیم کرلیا۔ یہ سارا حال خانخانان کو لکھ بھیجا یہ سیر آباد و ملک
اولیا دولت کے تصرف مین آیا جنید جھارکھنڈ سے پہاڑون مین جاکر چھپ گیا اور .. فوج
شاہی پھر کر بردوان مین آئی۔

اس زمانہ مین محمود خان پسر سکندر خان و محمد خان اور جنید اور خود دوسرون نے قصبہ سلیم پور مین
شورش برپا کی۔ راجہ تو ڈرمل نے شائستہ فوج بھیجکر معرکہ جنگ آراستہ کیا اور اس گروہ
کو پھر خاک مین ملایا پسر سکندر خان بھاگ گیا جنید نے پہاڑون ہی نکل کر شورش برپا کی
راجہ تو ڈرمل نے اس طرف توجہ کی جنید جھارکھنڈ سے داؤد پاس گیا تھا۔ خود سری اور
زیادہ طلبی کے سبب سے اس سے صحبت نہ تھی وہان بغاوت کی اور نظر بہادر و ابوالقاسم
نمکین اور امرا آگے آگے لشکر سے جاتے تھے۔ وہ اس سے دور دور رہے مگر جنید نے
انپر حملہ کیا۔ راجہ تو ڈرمل نے لشکر شاہی کو شکست سے بچا لیا۔ جنید تاب مقاومت نہ لا یا
جھارکھنڈ کی جانب بھاگا۔ اس کا فتنہ بھی فرو ہوا۔

تفصیل یہ ہے کہ اس نے قصبہ سورج گڈھ کو فتح کیا۔ یہان سے افغانون کو بھگایا۔ پھر قصبہ مُنگیر پر تصرف کیا۔ راجہ سنگرام زمیندار گورکھپور اور پورن مل راجہ گیدھور اور اس نواح کے بہت زمینداروں نے اطاعت اختیار کی۔ خانخانان اس موسم باران مین لشکر گران دریا کی اور خشکی کی راہ سے اپنی کاردانی کے سبب نہایت شائستہ طریقہ سے لے گیا۔ اور فیروز مندی مین اہتمام کیا۔ بھاگل پور اور کھیل گانو دکھل گانو مین افغان بھیڑ ہوئے تھے وہ جنگ نما آیا۔ جب موضع کو تہ مین لشکر شاہی پہنچا تو یہان تحقیق معلوم ہوا کہ اسماعیل خان سلحدار جس کو داؤد نے خانخانان کا خطاب دیا تھا اسنے گڈھی کے حصن حصین کو بڑے اہتمام سے استحکام دیا ہے۔ بڑی مشکل یہ آ کر پڑی کہ بادشاہ کے لشکرگاہ سے گڈھی تک پانی ہی پانی بھرا ہوا تھا لشکر کا گذر نہین ہو سکتا۔ گڈھی کو دروازہ بنگالہ کہتے ہین۔ اُسکے ایک طرف بڑے اونچے اونچے پہاڑ ہین۔ جنپر پیادہ کا چڑھنا دشوار ہے۔ سوار تو کیا چڑھے گا۔ اس طرف گنگا مین بہت سے دریا ملے ہین اور وہ بہت زور سے بہتے ہین۔ اس مرحلہ مین مجلس شورہ منعقد ہوئی اور یہ قرار پایا کہ پہلے اس عقدہ کی کشائش کا طلبگار ہونا چاہیئے۔ اس نواح کے زمینداروں نے بتلایا کہ ولایت تیلی راہ (ٹیلی یا تیلی) ۰۰ مین ایک پوشیدہ راہ ہے جسمین بار بردار چوپایہ تو نہین جا سکتا مگر تیز سوار جا سکتے ہین۔ پس اس راہ سے گڈھی کی فتح کا ارادہ کیا مجنون خان قاقشال اور قیا خان دونو الگ الگ لشکر لیکر اس طرف روانہ ہوئے یہان دونو فوجون کے آنے سے گڈھی مین غنیم ایسا ڈرا کہ وہ بے لڑے بھاگ گیا۔ اس طرح گڈھی جو لڑنے سے بھی کمتر ہاتھ آتی ہے بہ آسانی ہاتھ آ گئی۔ گڈھی کے فتح ہونے سے داؤد بھاگا ٹانڈہ پہ دریاے گنگ کے دو شقین ہو گئی ہین۔ ایک شعبہ ساتگام کو جا کر ملک اڈیسہ پر منتہی ہوتا ہے اور دوسرا محمود آباد و فتح آباد و سنار گانو و چٹ گانو کو جاتا ہے۔ داؤد دریا کی راہ سے ساتگام کی طرف بھاگا۔ کالا پہاڑ و سلیمان و بابو منگل گھوڑا گھاٹ کو بھاگے منعم خان ٹانڈہ مین کہ مرکز بنگالہ ہے پہنچا — اور راجہ تودرمل بھی یہان آیا۔ انتظام ایسا کیا کہ سب جگہ بنگالہ مین انتظام ہو جاے — چارون طرف سپاہ بھیجی محمد قلیخان برلاس کو ساتگام کی

پادشاہ پاس چلے جائیں - جنید کے دفعہ کرنے کو دست آویز کورنش بنائیں راجہ تو ڈرمل اپنے عقل و اخلاص کو بہت کام میں لایا مگر وہ سود مند نہ ہوا - خانخانان پاس آدمی بھیج کر روپیہ منگایا - اور ان زربندوں کو بقدر آرامش روپیہ دیا منعم خان و شاہم خان و خواجہ عبداللہ اس لشکر سے آخر نے تو کچھہ انتظام ہوگیا - داؤد کے استیصال کے واسطے یہ لشکر ناخوش راہ نوردہوا -

داؤد جو اقصائے ہندوستان میں بھاگ گیا تھا - جب اس نے سُنا کہ پادشاہ کے لشکر میں اختلاف ہی اور جہان خان نے جو اسکی طرف اڈیسہ میں ریاست رکھتا ہے اس کی دلدہی کی تو اس نے لڑنے کے ارادہ سے بغاوت کی - امراء شاہی بردوان سے نکل کر مدارن کی راہ سے کوچ بکوچ چتوہ میں آئے مگر اعیان لشکر کی پیشانی سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ لڑنے سے دل چراتے ہیں - راجہ نے دور بینی کر کے یہ خیال کیا کہ لشکر کا حال یہی رہا تو لڑائی کے دن کہ عقیدت اور شجاعت کی جوشش کا زمانہ ہوتا ہے - کام کیونکر چلے گا - اس لیئے اس نے خانخانان کو لکھا کہ اگر آپ اس لشکر سے ملجائینگے تو لشکر کی بد دلی کم ہو جائیگی - خانخانان پاس پادشاہ کا حکم بھی آیا تھا کہ دیدہ وری اور دور بینی سے مہم کی زبونی کو آسان نہ شمار کرنا - داؤد کے استیصال کی بھی ہمت کرنا تا کہ ایک ہی دفعہ میں اس ملک کے رہنے والے اسکی شورش سے آسودہ ہو جائیں - پادشاہ کے حکم کے موافق وہ چتوہ میں لشکر شاہی سے آملا - داؤد بہت سا لشکر لیکر ہرپور میں آیا - جو بنگالے اور اڈیسہ کا برزخ ہے - اس نے مداخل کا استحکام کیا - پادشاہ کے لشکر میں بہت سے اعیان لشکر اور عموماً سپاہی کوہتی حوصلہ و پستی فطرت و ناشناسائی کار و بداندیشی باطن اور کاہلی سے اپنی خدمات پر دل نہاد نہیں ہوتے تھے اور سب یہ چاہتے تھے کہ صلح ہو جائے - خانخانان نے کار آگاہوں کی انجمن جمع کر کے اول اقبال شاہنشاہی کا دفتر کھول کر دلدہی اور جگر بخشی میں استادی کی اور بعد ازان اس عقدہ مشکل نما کی کشایش میں اور ناموس اور دولت کی پاسبانی میں سخن سرا ہوا - ہر ایک نے

یار محمار غون قراول مولعیر کے نزدیک آیا اور تاخت و تاراج کی اور اسباب و اموال بہت
تصرف مین لایا۔ اور بابا بیگ ستا موہ ہاتھی کو اس نے لے لیا۔ ہرچند منعم خان نے اسے طلب
کیا۔ مگر اس نے معذرت کر کے نہ بھیجا اور جھارکھنڈ کی حدود مین جا کر مال جمع کیا۔ اور یہان سے
شہر بلگھٹہ تک لوٹتا مارتا جنگل لونی وکنکر مین جہان افغان اپنا بنہ و بار رکھتے تھے پہنچا۔
وہان دست برد کر کے خوب مال مارے۔ اسکی نیت مین یہ تھا کہ جھارکھنڈ سے بھاگ کر بادشاہ
پاس چلا جاؤن اور اپنا جمع کیا ہوا مال مامن مین پہنچاؤن۔ جب وہ تارہ مین آیا تو بہوبت
چوہان کی رہنمائی سے جنید نے اس پر شب خون مارا اور سارا اسکا اندوختہ اور مال سوداگری
اور اس قافلہ بزرگ کا اسباب لوٹ لیا۔ چورون پر مور پڑے تو وہ لشکر شاہی مین راجہ
تو ڈرمل پاس آیا۔

محمد قلیخان برلاس ہوشمندانہ داؤد کی طرف مرحلہ پیما ہوا۔ جب ساتگام بیس کوس
رہا تو داؤد بھاگ کر اڈیسہ مین چلا گیا۔ لشکر شاہی بندر ساتگام مین آیا اس نواح کا
انتظام کیا مسرعان راست گو نے اطلاع دی کہ سرعری کہ داؤد کا نفس ناطقہ ہے
نفائس خزانہ کو چھتر مین لئے جاتا ہے محمد قلیخان نے ہرچند سرعت کی کہ اس کو لوٹے۔ مگر
سود مند نہ ہوئی۔ دشمن اپنی سبک پائی سے مامن مین پہنچ گیا۔ اس لشکر کے تمام اعیان کی
رائے یہ تھی کہ اپنی حدود مین آسائش سے رہین۔ اس اثناء مین راجہ تو ڈرمل اس فوج سے
آن ملا۔ اس نے اوڈیسہ کے فتح کرنے اور داؤد کے استیصال کے لئے لشکر کو سختی سے
ہمت افزا اور اخلاص طراز باتین سمجھائین اور اپنی دانش اور بردباری سے محمد قلیخان
برلاس کو چلنے پر آمادہ کیا۔ مگر جب قصبہ مندل پور مین لشکر آیا تو محمد قلیخان کا آخر وقت آگیا۔
پان کھانے سے ایسی حرارت ہوئی کہ وہ بالکل سرد ہو گیا۔ کوئی اور سبب مرنے کا نہین معلوم
ہوا ایک خواجہ سرا غلام کی بد اندیشی پر لوگون ...... کو گمان ہوا۔ اس سانحہ ناگزیر سے
لشکر مین بے انتظامی ہوئی زمانہ کے واقعہ طلبون کا بازار گرم ہوا۔ اکثر آدمیون نے
قیا خان کو جو خانخانان سے رنجیدہ رہتا تھا سردار بنا کے یہ ارادہ کیا کہ جھارکھنڈ

ان کے سامنے نہ ٹھیرے اور شکست ہوئی۔ شاہم خان کا گھوڑا تلوار کے زخم سے جراح پا
ہوا۔ وہ زمین سے زمین پر گرا۔ پھر وہ گھوڑے پر سوار ہو کر لڑا۔ مگر ایک ہاتھی نے اوس کو
زمین پر دے پٹکا اور زمین کا پیوند بنا دیا۔ جب ناظم فوج کا یہ حال ہوا تو گوجر خان
نے اس کی ساری فوج کو مار کر ہٹا دیا اور التمش پر جھکا۔ اسکے سردار خان زادہ محمد خان
کو ملک بقا کا مسافر بنایا۔ اس سپاہ کو بھی اپنی جگہہ سے مار کر ہٹایا۔ قول پر متوجہ ہوا۔
اور اوسمین ہل چل ڈالدی۔ منعم خانخانان لشکر کی دلدہی کرتا تھا اسکے خود تین زخم لگے لشکر خان
اور حاجی خان سیستانی اور ہاشم بھی زخمی ہوئے۔ منعم خان ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ اگرچہ سر کا زخم
اچھا ہو گیا مگر بینائی مین فرق آگیا۔ گردن کے زخم نے اندمال پایا۔ مگر پیچھے مڑ کر نہین دیکھ سکتا
کندھے کے زخم سے ہاتھ سر تک نہین پہنچ سکتا۔ غرض گوجر خان نے پادشاہی لشکر کا خستہ
حال کیا اور اوسکو بالکل تاراج کیا۔ اور پکار پکار کر اپنے لشکر کی دلدہی اس طرح کرنے
لگا کہ مین نے منعم خان کو زخمی کیا اب امتداد جنگ کس لئے ہے کوشش کرو اور کام ختم
کرو۔ اب اسکا لشکر لوٹ پر جھک پڑا اور پریشان ہو گیا کہ اس اثنا مین میا خان اور
اسکا بیٹا جو بھاگ گئے تھے پھر کر مرنے پر تیار ہوئے اور خواجہ عبد اللہ اور سردار آپس
مین مل کر آب رفتہ را بجوی آوردند۔ یہ لشکر شاہی لڑ رہا تھا کہ ایک تیر گوجر خان کے ایسا لگا کہ
وہ سفیر مرگ ناگہانی ہوا۔ اسکے مرتے ہی اس کے ہمسر اور ہم بازو دل شکستہ ہو کر بھاگے۔
منعم خان بھی جو تین کوس بھاگ کر چلا گیا تھا الٹا میدان جنگ مین آ کر لڑنے لگا۔ راجہ ٹوڈر مل
اور داؤد کے لشکرون مین لڑائی ہوئی۔ ایک شخص نے راجہ کو منعم خان اور عالم خان کی خبر
ناخوش سنائی تو راجہ نے مستقل ہو کر یہ کہا کہ شاہنشاہی اقبال ہمارا یاور ہے۔ اگر ایک
مرگیا دوسرا زخمی ہوا تو اس سے لشکر شاہی کو کچھہ گزند نہین پہنچا۔ اب عنقریب فتح ہوتی ہے
شاہم خان بھی شکست پا کر آتا تھا اسکو سید شمس الدین نے تلخ و شیرین باتین کہہ کر آمادہ
جنگ کیا۔ غرض بادشاہی لشکر شکست یافتہ نے پھر ہنگامہ کارزار خوب گرم کیا۔
اور داؤد کو بھگا دیا اس کے لشکر کو پریشان کر دیا۔ بہت آدمیون کا کشت و خون

اپنی شناسائی و مردانگی کے اندازہ اور عقیدتمندی وفراخی حوصلہ کے مقدار کے موافق جواب
دیا بعض نے صلح کو جنگ پر مقدم رکھ کر سلامت جوئی کی۔ بعض نے محاربت کو مصالحت پر
ترجیح دیکر جوہر مردانگی کو دکھایا بعض نے جنگ کو پسند کیا۔ مگر راہون کی صعوبت کے سبب سے
تامل کیا بعض نے اپنی شجاعت کے سبب سے مشکل اور آسان کو یکسان سمجھ کر پیکار کا شوق ظاہر کیا
غرض راجہ تو ڈرمل کی سعی اور منعم خان کی ثبات پائی سے لڑائی کی ٹھیری۔ مگر راہ اور تلاش کی
روبرو جانے سے کام مشکل ہوتا تھا۔ الیاس خان لنگاہ اس ملک کی راہون سے خوب واقف
تھا۔ اس نے ایک آسان رستہ بتلایا۔ اور کارطلب ملازمون نے اس رستہ کو صاف کر کے
آسان گذار بنایا۔ اس راہ سے چستی و چالاکی سے لشکر ملک اڈیسہ مین آیا۔ داؤد کی ساری
تدبیرین جو استحکام راہ کے لئے تھین وہ بیکار تھین وہ پھر کر پیکار پر آمادہ ہوا اور مقام
تکروہی مین دونون لشکرون کا آمنا سامنا ہوا۔ طرفین سے دلاورون اور نام آورون
مین تلوار چلنے لگی۔ جمعہ ۲۰ ذی قعدہ ۹۸۲ھ کو داؤد کو شکست ہوئی جسکی تفصیل یہ ہے کہ
منعم خان نے لشکر اس طرح مرتب کیا کہ قول کا انتظام خود لیا۔ لشکر خان و ہاشم خان
و محسن خان کو اپنا شریک بنایا۔ شجاعت خان و خان زادہ خان سے التمش کو رونق
دی (التمش ایک ترکی لفظ ہے جسکے معنے ساٹھ کے ہین مگر اس فوج کو کہتے ہین جو ہراول
اور سپہ سالار لشکر کے درمیان ہوتی ہے) فوج ہراول خان عالم کو اور برانغار شاہم خان
جلائر اور جرانغار اشرف خان و راجہ تو ڈرمل کو سپرد کی۔ سپاہ مخالف مین۔ قلب لشکر مین داؤد
اور میمنہ مین سکندر برادر خان جہان اور میسرہ مین اسمٰعیل خان اور مقدمہ مین گوجر خان منتظم تھے۔
خان عالم اپنی نوجوانی سے میدان جنگ مین سب سے آگے بڑھ کر تلوار چلاتا تھا وہ اب بھی
بہت آگے بڑھ گیا۔ خانخانان نے درشت گوئی کر کے اسکو واپس بلایا۔ ابھی بادشاہی لشکر
مین انتظام نہین ہوا تھا کہ گوجر خان اپنے سب باتیزرو ہاتھیون کو آگے اور سپاہ کو پیچھے رکھکر
لڑنے آیا۔ ان ہاتھیون کے دانتون اور سر و گردن مین درندے جانورون کی سیاہ اور
ڈراؤنے پوست لگا دئے تھے جس سے انکی شکل عجیب ہوگئی تھی۔ بادشاہ کے ہراول کے گھوڑے

نا سا ب پیکار نہ جاے گریز۔ داؤد کو متواتر شکستین ہو چکی تھین گوجر خان اسکا وزیر مارا گیا تھا۔ اس لیئے اس نے مکرو فریب سے عجز وزاری کے ساتھ صلح کی درخواست کی فتو و شیخ نظام کو بھیجا۔ یہ فریب کار و جادو منش لشکر منصور کے سردارون کو زر و سخن سے صلح پر لائے۔ ان کمبخت سردارون نے داستان مصالحت کو غنیمت جانا اور اس کو اپنے مزید اعتبار کا ذریعہ جانا راجہ تو ڈرمل حقیقت کار سے آگاہ تھا اس لیئے بہت ہاتھ پانؤن مارے کہ صلح نہ ہو مگر غرضمندون نے اس کی ایک نہ سنی داؤد کے پیغام کا خلاصہ یہ تھا کہ مسلمانون کا تباہ کرنا اچھا نہین ہے۔ بندون اور نوکرون کی طرح بادشاہ کی خدمتگاری کے لئے بندہ حاضر ہے۔ مگر التماس یہ ہے کہ مملکت وسیع بنگالہ مین کچہہ جگہ مجھ بھی ملجائے کہ اوقات گذاری اپنی جماعت کے ساتھ ہو جاے۔ مین اس پر قانع ہو کر کبھی سرکشی نہین کرونگا۔ امراء نے ان شرائط کو خانخانان سے عرض کیا۔ اس نے امراء کی ملتمس کو اس شرائط سے منظور کیا کہ داؤد میرے پاس آئے اور میرے پاس اپنے عہد و پیمان کو سوگند سے موکد کرے۔ داؤد نے اس شرط کو قبول کیا۔ ابو الفضل نے لکھا ہے کہ خانخانان نے ہاشم خان کو بھیجکر شرائط صلح کی تنقیح کرائی۔ جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اول داؤد بادشاہ کی نوکری تسلیم کرے اور نامور ہاتھی اور پیشکش درگاہ والا مین بھیجے اور کچہہ دنون کے بعد خدمات پسندیدہ کرکے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہو اور بالفعل اپنے معتمد خویشون مین کسی کو درگاہ والا مین بھیجدے داؤد نے شرائط منظور کرلین۔ غرہ محرم ۹۸۳ھ کو داؤد مع اپنے امراء کے خانخانان کے خیمہ مین آیا۔ اسکا استقبال اور اعزاز و احترام کیا گیا۔ داؤد نے کمر سے تلوار کھولکر خانخانان کے آگے رکھدی۔ جسکے معنے یہ تھے کہ مینے سپہ گری کو چھوڑا اور اپنے تئین بادشاہ کے حوالہ کیا۔ جو بادشاہ کا دل چاہے اسکے ساتھ سلوک کرے طبقات اکبری مین لکھا ہے کہ اس نے یہ کہا کہ آپ جیسے عزیزون کو زخم پہنچا ہے اس لیئے مین سپاہ گری سے بیزار ہون۔ خانخانان نے تلوار لے کر اپنے خواص کو

تین روز تک ہوا اور خون سے صحرا لالہ زار بنا۔ رزم کی بزم میں بہت سے دلیر ایسے مست
پڑے تھے کہ کبھی ہوشیار نہ ہوئے لشکر شاہی کو بہت غنیمت ہاتھ لگی۔ خانخانان کو
ناامیدی کے بعد ارجمندی حاصل ہوئی۔ اس کے زخم نصرت کے مرہم سے بھر گئے۔ اگرچہ بنگالہ
پہلے بھی بادشاہ کے تصرف میں آگیا تھا مگر حقیقت میں آجکے روز سے سمجھنا چاہیئے کہ یہ وسیع ملک
فتح ہوا۔ منعم خان اسیرون کے جمع کرنے میں غصے کو کام میں لایا اور انکو قتل کیا اور ان کے
سرون کے آٹھ مینار اونچے اونچے بنائے۔ لشکر خان نے جو لڑائی میں زخمی ہوا تھا اس کی
بے پروائی سے نقاہت اُس پر غالب ہوئی اس نے قالب خالی کیا۔ یار محمد ارغون جسکا
پہلے حال لکھا ہے کہ فیل اپار اسکو ہاتھ لگا تھا جسکو منعم خان نے طلب کیا وہ اس نے نہ دیا تھا
اور اپنی نیکوکاری کو خودرائی سے برباد کیا تھا اس لڑائی میں بھی اس نے بعض ہاتھیون
سے غنائم کے چھپانے میں زیادتی کی۔ اس گروہ نے اپنی داد طلب کی۔ منعم خان کے دل
میں پہلے ہی اس سے کینہ تھا اس کو ایسا پٹوایا کہ اس کا دم نکل گیا۔ اس پر یہ ظلم ہوا۔

منعم خان اور داؤد کی ملاقات ۹۸۲ھ

منعم خان نے داؤد کے تعاقب میں شاہم خان جلائر اور راجہ تو ڈرمل کو بھیجا جب وہ
قصبہ بھدرک میں پہنچا تو اس کو معلوم ہوا کہ جب داؤد بھاگا جاتا تھا تو جہان خان
مدارا دلدہی کر کے اُس کو کٹک میں لے گیا جو اس دیار میں بڑا مضبوط قلعہ ہے اس ملک کے
آدمی اسکے گرد جمع ہوے اور ان لوگون کو یہ خیال تھا کہ اگر بادشاہی لشکر ادھر آئے
تو اس سے میدان رزم گرم کیجیے اور جو شکست پہلے ناگہانی ہو گئی ہے اسکا عوض لیجیے
اس خبر کو سنکر لشکر شاہی میں سراسیمگی پھیلی ہر چند راجہ تو ڈرمل نے لشکر کو تسلی و تسکین دی
مگر کارگر نہ ہوئی اس لئے راجہ نے خانخانان کو لکھا کہ اگر یہ سپاہ لڑائی میں کام نہ کریگی
تو بڑی دشواری پیش آئیگی اس لئے آپ اس کام کا اہتمام اپنے ذمہ لازم جانیں
بے توقف یہان تشریف لائیے خانخانان کے زخم باوجودیکہ ہرے تھے مگر وہ سنگاسن میں
بیٹھ کر اس شہر میں آیا۔ کچھ اپنی بخشش و بخشایش کچھ غصہ کی نگاہ سے لشکر کو جنگ
پر آمادہ کیا جس سے حصار حسین میں افغانون کو لغزش ہوئی۔ نہ سامان قلعہ داری تھا

اس خدمت پر فرحت خان کو نامزد کیا اور مظفر خان کو ہمراہ کیا اور بڑے بڑے امیرون کو لکھا کہ اس کی کمک کرین۔ مظفر خان نے اپنے اندوختہ سے لشکر کا سامان درست کیا۔ جونڈہ اور سہسرام کو کہ پادشاہ نے اب تک کسی کو جاگیرین نہین دی تھے۔ اپنی شجاعت سے اُن پر قبضہ کیا اور اپنا سامان مہیا کیا۔ بہادر خان پسر ہیبت خان قلعہ رہتاس سے نکل کر شورافزا ہوا مظفر خان نے تیزدستی کر کے اسکے مال منال اور ہاتھی چھین لئے۔ اس زمانہ مین اور امراء قلعہ رہتاس کے محاصرہ مین مصروف ہوئے۔ کچھ عرصہ گذرا تھا کہ پادشاہ کا فرمان مظفر خان پاس آیا کہ اگر وہ اور ملازمون کے ساتھ اتفاق کر کے قلعہ کے تسخیر کی میعاد مقرر کر سکے تو اس کام مین مصروف ہو۔ اور اگر اسکا تعہد نہ کر سکے اور اس کی تسخیر مین زمانہ دراز لگے تو صوبہ بہار کے تمام متمردون کی سزا مین تگاپو کر کے ہمارے پاس چلا آئے جو سرکش کچھ سے التجا کرے اوسکو بخشش و بخشایش سے سربلند کرے اور جو نہ کرے تو اسکو ایسی مالش دے کہ اورون کو عبرت ہو۔ مظفر خان نے اس فرمان کی جواب مین عرض کیا کہ قلعہ گیری کا اسباب لشکر مین موجود نہین ہے اس لئے مین کوئی تعہد نہین کر سکتا۔ مناسب یہی ہے کہ اس عرصہ دلکشا کو ناسپاسون کے خار وخس سے پاک کرون۔ بعد ازان وہ لشکر کو لے کر اس خدمت پر مستعد ہوا۔ پادشاہ جو لشکر چھوڑ گیا تھا اوسکو ساتھ لیا محسن خان و آفاق و عرب بہادر جو منعم خان کی جاگیر کا اہتمام رکھتے تھے اس کے ساتھ شریک ہوئے اور اہنون نے شائستہ کام کئے اور سارے صوبے مین متمردون کو تتر بتر کر دیا۔ ابراہیم پور سے آدم خان لٹھی اور چرکان (جرکان) سے دریا خان کاشی بے جنگ بھاگ کر جھارکھنڈے مین چلے گئے جب اس ملک مین کوئی کام باقی نہین رہا تو منعم خان کے گماشتون کو مظفر خان کی روز بہی پر حسد ہوا اس لئے بے آزرمی سے اوسے رخصت کیا اس کی جاگیر کوئی معین نہ تھی اس لئے جونڈہ اور سہسرام کو معاودت کی۔ خداداد برلاس اور خواجہ

شہر محمود کی اور داؤد کا ہاتھ پکڑکر اپنے برابر بٹھایا۔ دونو نے کھانا پر تکلف ساتھ بیٹھ کر کھایا۔ غرض عہد و پیمان قسم کے ساتھ ہوئے صلح نامہ لکھا گیا۔ بعد اسکے خانخانان نے پادشاہ کی طرف سے ایک خلعت و شمشیر و کمر مرصع اسکو پہنایا۔ داؤد نے اپنی فروتنی دکھانے کے لئے دار الخلافہ کی طرف سجدہ کیا۔ اس دیار کے نفائس امتعہ و شرائف اسباب و نامور ہاتھی اور بہت سا خزانہ پیشکش کے طور پر دیا۔ شیخ محمد پسر بایزید کو جو اسکا بھتیجا تھا۔ پادشاہ کی خدمت کے لئے ہمراہ کیا۔ غرض اس روز خوب جشن ہوا اور جب وہ رخصت ہوا تو بعض محال اڑیسہ اس کو تیول میں دیے گئے۔ راجہ تو ڈرمل اس صلح کو پسند نہین کرتا تھا۔ اس نے نہ اس صلحنامہ پر دستخط کیئے نہ وہ اس مجلس مین حاضر ہوا وہ فکرمند ہی رہا۔

گھوڑاگھاٹ کی سوانح شورش کا حال یہ ہے کہ جب خانخانان کٹک کو روانہ ہوا تو جلال الدین سور کی اولاد کالا پہاڑ و بابو منگلی نے زمینداروں کے ساتھ اتفاق کرکے شورش برپا کرکے قاقشالون پر گرے۔ قاقشال لڑے مگر ذلیل ہوکر وہاں سے نکالے گئے اور گھوڑاگھاٹ کی ولایت پر افغان متصرف ہوئے اور قاقشال کے پیچھے پنجے جھاڑکر پڑے کہین انکا پانو جمنے نہ دیا وہ حوالی ٹانڈہ مین رہے خانخانان جلد غنیم کے روبرو آیا۔ دریاے گنگ کے دو شعبے ہوتے ہین وہان ایک پل باندھا اور دوسرے پل کے باندھنے کی تیاری تھی کہ غنیم کے پیر اکھڑے اور بھاگے۔ خانخانان حدود ٹانڈہ تک آیا۔ یہان سے لشکر کو بسرکردگی مجنون خان ولایت گھوڑاگھاٹ مین بھیجا اس نے اس ملک کو فتنہ پردازون سے خالی کرکے لے لیا۔ مخالف پریشان ہوکر جنگلون مین ناپدید ہوئے۔

پادشاہ کو قلعہ رہتاس کی تسخیر منظور تھی۔ یہ قلعہ متانت مین بے نظیر تھا۔ اس کے اوپر بہت سے دہات آباد تھے وہان زراعت ہوتی تھی جس سے قلعہ کے نگہبانون کو کافی آذوق ملتا تھا۔ خوش گوار چشمے اس مین جاری رہتے تھے۔ باوجودیکہ وہ پہاڑ پر تھا مگر اس مین پانی تھوڑی دور پر کاوش سے نکل آتا تھا۔ اس قلعہ کو ہیبت خان کررانی اور اسکے بیٹے بہادر خان استحکام دے کر خواب غفلت مین پڑے سوتے تھے کہ پادشاہ نے

افغانان اور مظفر خان کی لڑائی کا بیان ۹۸۲ھ

اور افزونی اہتمام کا سبب ہو۔ پہلے اس سے کہ ان خود سرون سے جنید ملتان کا
کام تمام کیا جاوے۔ یہ تو معلوم نہین کہ دس روز مین اس نواح مین جنید آئیگا۔ مگر یہ امید ہے
کہ ایک روز مین دشمن پراگندہ کر دیئے جائینگے اس سے لشکر کی شکستہ ہمت مین توانائی
آئی۔ وہ اس ملک کے راہ شناسون سے راہ پوچھ کر گریوہ مین لشکر کو مرتب کرکے لیگیا
اور خواجہ شمس الدین کو سپاہ کے ساتھ دشمن کے عقب مین بھیجا۔ دشمن نے جب دیکھا کہ غنیم کی سپاہ
نے آگے اور پیچھے آنکر گھیر لیا تو وہ بھاگا لشکر کو بہت غنیمت ہاتھ لگی امراء نے تعاقب
کیا۔ دشمن نے گریوہ آرام پور مین جو جھارکھنڈ کی اعمال مین سے ہے جا کر لشکر کو مرتب کیا
اور وہان سے وہ پھرا۔ ان مین عمدہ سردار آدم خان بٹنی پسر فتح خان و دریا خان کاکر
اور جلال خان سور و حسین خان و غازی خان و یوسف بٹنی و عمر خان کاکر اور محمود کاسو تھے
مظفر خان نے بھی میدان کارزار کو آرایش دی۔ جنگ عظیم ہوئی حسین خان و غازیخان و
جلال خان سور ہلاک ہوے۔ آخر کو جب افغانون کا ہاتھ نہ چل سکا تو پاؤن سے کام لیا بھاگ
نکلے۔ بادشاہی فوج کو فتح ہوئی اور وہ اپنی جگہ پر چلے گئے۔

جنید جسنے بہار کا قصد کیا تھا جب اس واقعہ کا حال سُنا تو اس نے کچھ توقف کیا
پھر بہار مین جاکر شورش مچائی۔ اس دیار کے امراء پٹنہ مین جمع ہوے اور مظفر خان سے
دوستانہ خط و کتابت کرکے اوس سے امداد چاہی۔ ان دنون بادشاہ نے اس کو
جاگیر مین غازی پور مرحمت کیا تھا اس سے اور بھی اس کا دل بڑھ گیا تھا فتنہ انگیزون
کی استیصال مین اور زیادہ کوشش کرنے لگا۔ اور پن پن کا پل باندھ کر پار گیا۔

اس اثناء مین خانخانان کا پیغام مظفر پاس آیا کہ جنید سے لڑنے مین شتابی نہ
کرے مین خود آتا ہون۔ امراء نے اپنی عزیمت کو فسخ کیا مظفر خان نے داستان موعظت
اور کارستان حالت کی تیغ تفصیل کے ساتھ کی مگر سودمند نہ ہوئی۔ یہان کے پھر جانے
سے آزردہ خاطر تھا وہ ایسا کار طلب تھا کہ جنید سے تنہا لڑنے کا ارادہ رکھتا تھا مگر
حاجی پور کی شورش برپا ہونے کا آوازہ بلند ہوا۔ اس طرف اُس کو جانا پڑا۔ یہان

شمس الدین نے اس کی رفاقت کی۔ اثناء راہ مین آسے معلوم ہوا کہ ان دونو قصبون پر اہل ہتاس نے قبضہ کر لیا ہے۔ اپنی شمشیر و تدبیر سے ان قصبون کو دشمنون سے چھین لیا کچھ اپنے اندوختہ سے کچھ ادھر ادھر کی لوٹ مار سے اپنا کام چلایا کہ ناگاہ بہار مین شورش برپا ہوئی اور اس ملک کے ناظمون نے مظفر خان کو بلایا۔ اس نے انکے پہلے سلوک پر نظر نہ کی۔ وہان دوڑ کر خدمات شائستہ بجا لایا جسکی تفصیل یہ ہے کہ خان خانان نے بہیرہ کہ ولایت بہار اور جھارکھنڈ کے درمیان مین ہی عرب بہادر کو منتظم مقرر کیا تھا۔ حدود جھارکھنڈ سے حاجی خان و غازی خان دو بھائی افغانون کو ساتھ لے کر نکلے اور قلعہ بہیرہ پر قبضہ کر لیا اور اہل قلعہ کو شربت واپسین چکھایا۔ عرب بہادر بھاگ گیا۔ اس صوبہ کے امراء جمع ہو کر شورش کے مٹانے کے درپے ہوئے۔ افغان کوہستان کی تنگناؤن مین چلے گئے امراء نے انکی برابر جا کر توقف کیا۔ اب نہ اُلٹے جانے کو نہ آگے بڑھنے کو مصلحت سمجھتے تھے۔ ایک دن افغانون نے گربوہ مین راجہ بھگونت داس کے ملازم تین سو راجپوت اور انکے سوار اور جوان مردانہ وار گھس گئے یہ احمقانہ کام انکا سرسبز نہ ہوا۔ ہزیمت اوٹھائی۔ تین بڑے سردار اور سو آدمی اس لڑائی مین کام آئے اس واقعہ سے امراء کے استقلال مین بھی خلل آیا۔ ناگزیر اپنے پہلے ناہموار سلوک سے شرمگین ہو کر کاردانون کو بھیجا اور مظفر خان سے استمداد چاہی۔ یہ عالی ہمت لشکر کو لے کر آموجود ہوا اعیان لشکر کی عزیمتوں مین منعم خان کی تحریر کے سبب سے فتور آگیا تھا۔ اس تحریر کا خلاصہ تھا کہ جھارکھنڈ کی راہ سے جنید بہار کی طرف جاتا ہے۔ تنگری بردی بہت سے لشکر کے ساتھ اس کام کے لئے مقرر ہوا ہے مگر جبتک کمک نہ پہنچے وہ جنگ پر مبادرت نہ کرے اور محمد خان گکھڑ کے مارے جانے کا اور یار محمد قراول کے لٹ جانے کا حال اس مین لکھا ہوا تھا۔

مظفر خان نے ثبات پائی اور بدلدہی مین کوشش کر کے اس تحریر کا جواب لکھا کہ عقل و دین کا مقتضا یہ ہے کہ جو سرگزشت گزری ہے وہ پیکار مین مزید دلیری

لشکر یہین جا پہنچا جس نے تردد دور کیا۔ خداداد برلاس و مہر علی تین سو سپاہ کے ساتھ
دریا سے پار ہو کر روبراہ ہوئے۔ دشمن سے لڑائی شام تک ہوئی رات کو دشمن بھاگ گیا۔
شکست کے بعد فتح سے لشکر شاہی مین غوغا و جوش ہوا افغان بھاگ کر تاج خان
بنوار پاس گئے اس کی تدبیر کے موافق فتنہ انگیز ہوئے مال اور سپاہ کی افزونی
سے اور عقل کی کمی سے لڑنے پر تیار ہوئے۔ مظفر خان نہایت احتیاط سے آب
مدھ گنڈک سے پار گیا اور اسباب نبرد کو فراہم کرنے لگا۔ وہ ایسی جگہ اترا کہ جسکے
تین طرف پانی تھا اور ایک طرف دلدل افغانون نے اسکے لشکر کے گرد دائرہ بنایا۔
مگر یہ جگہہ ایسی قابل تھی کہ وہ ناکام رہے۔ جتنی کوشش ہوتی تھی اتنی ناامیدی بڑھتی
تھی۔ اب مظفر خان کا لشکر ایسا بڑھتا گیا کہ اس نواح کے زمیندار اس کے طرفدار
ہوتے گئے۔ پل بنایا خندق کھود کر ایک پناہ بنائی۔ اس کی آڑ مین لشکر کو مرتب کیا
پل پر سے لشکر گذرنے لگا۔ تو افغانون کے لشکر نے اس پر حملہ کیا۔ پادشاہی پیادے
بھاگے۔ تو سوارون کا دل بھی چھوٹا۔ بھاگنے والون کے صدمون سے پل ٹوٹا۔ تین سو
پیادے وسوار دریا مین ڈوبے۔ خواجہ شمس الدین و خداداد برلاس دشمنون پر
تیراندازی کرتے تھے کہ ایک تیر حسین خان کے گھوڑے کے لگا وہی سپاہ کا سردار
تھا وہ گھوڑے سے گرا کہ افغانون کی جمعیت مین تفرقہ پڑا۔ پھر شیر مردون نے پل بنایا
اور اوس سے لشکر کو اتارا۔ افغان بھاگ کر تاج خان کی قلبگاہ مین گئے مظفر خان
نے انکا تعاقب کیا۔ انکے قریب پہنچا۔ اکثر اعیان افغان خندق کی جا کو تلاش کرتے
تھے۔ انکو خبر نہ تھی کہ دشمن کا لشکر قریب آگیا ہے۔ ناگاہ مظفر خان کے آدمی ان کی
سر پر پہنچے وہ بھاگے بہت سے مارے گئے۔ ان مین سے تاج خان بنوار کا سر
حاجی خان پہلوان کاٹ کر لایا۔ اور جمال خان غلزئی زندہ گرفتار ہوا۔ اور بہت سے
اسیر شمشیر اور گرفتار کمند ہوئے۔ رات کی تاریکی اور درختون کے جھنڈون نے لشکر
شاہی کو انکے منازل پر جانے نہ دیا۔ مگر بہت سے بہادرون نے اس سرزمین مین

اس کی طرف سے میر محمود دستوکشتی انتظام کرتا تھا اس کو اور سو آدمیون کو تاجخان جو آ
وفتح خان موسی زئی وشہباز خان بحری وسلیمان بنوار اور بھان رائے نے مار ڈالا و و ....
خداداد برلاس اور عرب اور خواجہ شمس الدین کے ساتھ حاجی پور کی طرف گیا۔ دشمن کے سامنے
سے جانا دشوار تھا اس لئے وہ قصبہ سوانہ مین گنگا سے اُتر گیا اور حاجی پور اور اوس کے
درمیان دریا گندک طغیانی پر تھا۔ اودی کرن زمیندار چنپارن اس کے دوستون
مین ہوگیا۔ اسنے اپنے برادری کے آدمیون سے کشتیان دلوائین اور آسان راہ
بتائی مظفر خان نے تین سو سپاہی بسر کردگی قاسم علی سیستانی اور عرب بہادر کے
اس راہ سے بھیجے۔ جب اسکے پہونچنے کی خبر آگئی تو وہ کشتیون مین لشکر کو خود سوار کرکے غنیم
کی برابر آیا۔ افغانون نے تیرون بندوقون سے بہت کچھ زور مارا مگر آخر کو بھاگنا
پڑا۔ حاجی پور فتح ہوا اور بہت سی غنیمت مظفر خان کو حاصل ہوئی۔ اس کو معلوم ہوا کہ
نہر بدھہ گندک کے اس طرف فتح خان موسی زئی و جلال خان عربی وسلیم برمیہ اور ستری
ادچیبری اور بہت سے افغان شورش برپا کرنے کے لئے جمع ہین مظفر خان اپنی کاہلی
اور دوربینی کے سبب اس گروہ کے دفع کرنے کے درپے ہوا۔ وہ خود چند آدمیون کو لیکر
ندی پر گذرگاہ کی تجویز کرنے گیا۔ اس ندی کا عرض بہت کم اور عمق بہت زیادہ تھا سامنے
دو سو سوار نظر آئے۔ ان سے لڑنے کے لئے خواجہ شمس الدین و عرب بہادر کو اشارہ کیا
وہ گئے کہ دشمن نے کمک طلب کی مگر اس فوج کو دیکھکر اپنے لشکرگاہ مین وہ چلا گیا مگر جب
کمک ان پاس گئی تو وہ پھر لڑنے کے لئے آیا۔ مظفر خان بھی اپنے لشکر سے جا ملا۔ مگر اسکی
سپاہ تھوڑی سی لڑکر بھاگی اور بہت سی دریا مین غرق ہوئی۔ مظفر خان بھی دریا کی
موج خیزی مین جانا چاہتا تھا کہ خواجہ شمس الدین اسکی باگ پکڑکر کوہستان کی طرف لیگیا
غرض مظفر خان کا حال نہایت تنگ ہوگیا پچاس آدمیون کے ساتھ دامن کوہ مین وہ
پڑا تھا۔

لشکر شاہی مین مظفر خان کے مارے جانے کی شہرت ہوگئی مگر اس کا ایک قاصد

دار الملک تھا۔ اس کو افغانون نے اس لئے کہ اس کی آب و ہوا انکو ناموافق تھی چھوڑکر خواص پور ٹانڈہ کو اپنا دار السلطنت بنایا تھا۔ منعم خان نے اس نظر سے کہ گھوڑا گھاٹ خود فتنہ اندوزون کا سر چشمہ ہے لشکر کے قریب ہو جائیگا۔ اور ان حدود کی شورش بالکل فرو ہو جائیگی اور اس دلکشا جگہ مین عمدہ قلعہ موجود ہے اور بڑی بڑی عمارات بنی کھڑی ہین حکم دیدیا کہ تمام آدمی اور سپاہ اور رعیت خواص پور ٹانڈہ کو چھوڑکر گور مین آباد ہون۔ مگر اس سے وہ غافل تھا کہ بداول روزگار اور خرابی عمارات سے اس جگہ کی ہوا مین خواص سمیت آگیا ہے۔ خصوصاً یہ سمیت اور زیادہ ہو جاتی ہے کہ برسات کا موسم ختم ہوتا ہے۔ اور بنگالہ کے اکثر حصہ پر پانی پھر جاتا ہے ہر چند حقائق شناسون نے اسکو سمجھایا۔ مگر اس نے عام پسند توکل اختیار کرکے شہر گور مین ایک خلق کو گور مین سلایا۔ توکل کے معنے یہ ہین مراتب تدبیر و فروغ خرد کو کہ عالم اسباب کے نگہبان ہین ملحوظ کرکے اسکی کارسازی کو خدا کے حوالہ کرے۔ نہ عقل صواب اندیش و اسباب ظاہر کو ترک کرے۔ اسی سبب سے بہت سے امیر کہ جنمین سے ہر ایک معرکہ آرائی کے لائق تھا۔ بستر خواب پر ہم آغوش نیستی ہوئے اور عام آدمیون مین موت کا بازار گرم ہوا۔ یہان تک نوبت پہنچی کہ مردون کے دفن کرنیسے آدمی عاجز ہو گئے اور پانی مین بہانے لگے۔ اگرچہ اس سال مین تمام دیار مشرق مین تند باد فنا چل رہی تھی۔ مگر اس شہر مین اسکا طوفان اُٹھ رہا تھا۔

خان خانان اپنی بات پر ایسا اڑا کہ اس مرگ عام سے خبر نہ ہوا کہ اس اثنا مین خبر مشہور ہوئی کہ جنید نے بہار مین فتنہ برپا کیا۔ اس بہانہ سے گور کے گورستان سے آدمیون کو نجات ہوئی۔ تعجب ہے کہ اس طوفان وبا مین منعم خان تندرست رہا۔ مگر ٹانڈہ مین جاکر رجب المرجب ۹۸۳ھ کو تھوڑی بیماری سے پیمانہ حیات اوسکا لبریز ہوا۔ اس سے لشکر کی جمعیت مین خلل عظیم واقع ہوا۔ اگرچہ اولیاء دولت نے شاہم خان کو سردار بنایا۔ اور اعتماد خان خواجہ سرا کو کارساز اپنا کیا۔ مگر اعیان لشکر کی بے اتفاقی اور اکثر کی وہم گرائی اور عام مصلحت بینون کی کوتہ حوصلہ اور ارباب نفاق کی شعلہ افروزی نے کسی ایک بات پر مشورہ نہ دیا۔ خیر اندیشون کی شمع افروزی سے نور یکجہتی نہ چمکا۔ جب داؤد نے

غنیمت پائی صبح کو لشکر اپنی منازل پر آیا داؤد لشکر کے آنے سے پہلے دریا پر بھاگ
چلے گئے تھے اس دریا کو وہ اپنی پناہ سمجھتے تھے مگر اس نے انکو ہلاک کیا۔ بہت وقت
غرقاب ہوے وہ نکل کر ساحل نجات پر پہنچے وہ پریشان و پراگندہ ہو گئے۔ کچھ بیابان
ڈوبے۔ کچھ ادھر ادھر پراگندہ ہوئے۔ انکا سارا گھر بار لٹا۔

جب اس یورش سے تسکین ہوئی تو ستری و چتری نے افغانوں سے اتفاق
کرکے ولایت بگرہ (بنگرہ) پر تصرف کیا۔ اس ملک کا طول تیس کوس اور عرض
بیس کوس منگیر کے محاذی ہے۔ درمیان مین گنگا موج خیز ہے۔ مظفر خان نے
وزیر جمیل و خداداد برلاس و خواجہ شمس الدین اور بعض امرا کو انکے استیصال کے لئے بھیجا
لڑائی ہوئی فتح خان کہ مخالف گروہ کے اعیان کا سردار تھا مارا گیا اور اناسی آدمی
اور مارے گئے۔ اور اس ملک پر قبضہ شاہی ہو گیا۔

منعم خان نے جب مظفر خان کی فیروزمندی دیکھی تو اس نے یہ چاہا کہ وہ یہان
پر نہ رہے۔ پادشاہ پاس چلا جائے۔ اس پاس حکم تھا کہ جب چاہے مظفر خان کو پادشاہ
پاس بھیجدے۔ اب اس نے لکھا کہ یہان سے پادشاہ پاس چلے جاؤ۔ مگر اس وقت
اس پاس پادشاہ کا یہ حکم آگیا کہ وہ ان حدود کی خدمات مین سرگرمی کرے
اور جب تک ہم نہ بلائین وہ نہ آئے۔ گو منعم خان اس کو ہمارے پاس آنے کو
کہے۔ جیسا وہ خانخانان کی تحریر سے پژمردہ خاطر ہوا تھا۔ ایسا ہی وہ پادشاہ
کے فرمان سے شادمان و شگفتہ خاطر ہوا حاجی پور مین جاکر بساط انبساط بچھایا۔
پادشاہ نے اس ملک وسیع کی حراست گذرہو سے گڑھی تک اسکی تدبیر و شجاعت
کو تفویض کی اور حکم دیدیا کہ سپاہ مین سب چھوٹے بڑے اس کی صلاح پر چلین
وہ قوانین سلطنت اور احکام خلافت کا پابند ہو کر عدالت پیرا ہوا۔

داؤد کے ساتھ منعم خان صلح کرکے گھوڑا گھاٹ دوڑا گیا ......
اور اس طرف کے فتنہ کو فرو کرکے وہ شہر گور مین آیا۔ یہ شہر پہلے زمانہ مین ..

خان جہان کو احکام خلافت کا کارفرما جانین اور اسکی صلاح دید کو ہماری مرضی سمجھین اور ملک کی فتح اور آبادانی مین تگاپو کرین۔ امراء بنگالہ صوبہ بہار مین بھاگل پور کے حوالی مین پہنچے تھے۔ کہ خان جہان لشکر لے کر وہان آگیا۔ یہ اہل غرض سراسیمہ ہوئے کہ نہ رائے برگشتن و ہمراہی گزیدن نہ روے تافتن و عزیمت درگاہ نمودن اکثر نے شرم کے ساتھ خوب توضیح سے کہا کہ ہمکو یہ ملک ناسازگار ہے۔ اور اس دیار کی ہوا سموم ہے۔ ہزارون آدمیون کی جان لے چکی ہے۔ ہم معاودت نہین کرینگے بعض نے فتنہ اٹھایا کہ مذہب کو چھیڑا کہ خان جہان قزلباش ہے اور ہم اس کی سرداری نہین قبول کرینگے۔ راجہ ٹوڈرمل کی تدبیر افزائی اور خان جہان کی فراخ حوصلگی نے سب کو خاموش کر دیا اور سب نے اوسکی ہمراہی کو قبول کیا۔ اسماعیل قلیخان نے پیش دستی کی کہ وہ گڈھی کے فتح کرنے کو روانہ ہوا۔ داؤد نے یہان تین ہزار آدمی معین کئے تھے اور ایاز خاصہ خیل کو یہان کا منتظم بنایا تھا۔ اس کو لشکر شاہی نے زندہ گرفتار کر لیا اور مار ڈالا۔ داؤد کو یہ خیال نہ تھا کہ پادشاہی لشکر ایسا جلد آجائیگا اب وہ اپنی چارہ گری مین مصروف ہے آک محل کو اپنا معسکر بنایا جسکی ایک طرف دریا ہے حصار بنا ہوا تھا۔ اور دوسری طرف پہاڑ تھا جو کسی کو جانے نہ دیتا تھا۔ آگے دلدل تھی جسنے رستہ بند کر رکھا تھا قطع نظر اس سے کہ وہ پناہ استوار تھی ولایت بنگالہ کی پیشگاہ تھی۔ چنانچہ اس مرحلہ دشوار گذار کے بیٹھنے والے جیسے حوادث سے محفوظ رہے ایسی ہی بالفعل یہ مملکت لشکر کی بے سپری سے عموماً محفوظ رہی۔ خانجہان نے دشمن کی برابر صفوف نبرد کو آمادہ کیا لیکن عوائق مکانی اور زمانی نے عرصہ مبارزت کو آراستہ نہ ہونے دیا۔ ہر طرف سے جوانمرد آنکر سرفشانی اور جانفشانی کرتے جس سے انکی مردانگی ظاہر ہوتی پادشاہ پاس یہ پیغام آیا کہ اگر کوئی تازہ فوج کمک کو جلد بھیجی جائے تو بنگالہ کی فتح دلخواہ ہو جائے۔ ورنہ پھر برسات کا موسم آتا ہے جو بنگال مین طوفان مچاتا ہے۔

پادشاہ نے مظفر خان اور تمام امراء صوبہ بہار کے نام حکم بھیجدیا کہ اس ملک کی سپاہ

یہ قضیہ ہوئے تو اس نے صلح کی پردہ کو اٹھا دیا اور شکست عہد کیا۔ نظر بہادر کو جو قصبہ بھدرک مین
محاصرہ کر لیا۔ عہد و پیمان کر کے اس کو مار ڈالا۔ مراد خان جلیسر سے ہمت ہار کے بے آویزش
کے ٹانڈہ مین آیا۔ شاہ بردی اس صوبہ کے کارخانہ کشتی اور توپخانہ کا سربراہ تھا اس سے
عیسی خان زمیندار لڑا۔ اگرچہ شاہ بردی کو فتح ہوئی مگر توہم کے وفور سے اس سرزمین کو چھوڑ کر
توپخانہ اور نوارہ سمیت امراء سے آن ملا۔ غرض امراء پادشاہی کہ ٹانڈہ مین تھے ان کا
کوئی معتبر سردار نہ تھا وہ اس ملک کو خالی چھوڑ کر حاجی پور مین چلے آئے۔ سپاہ کے افسرون کی چال
سے ایسے دل گرفتہ ہوئے کہ گنگا پار شہر گور مین آئے۔ اصل مین سب کی نیت مین یہ تھا۔ کہ
اس طرح اپنے اندوختون کو اس دیار سے نکال لین۔ اس لئے بات انھون نے یہ بنائی کہ دریا
کو بیچ مین ڈال کر ہم جنگ پر دل نہادہ ہوتے ہین اور حدود گھوڑا گھاٹ کے آدمی بھی ہم
سے ملجائینگے۔ جب دریا سے عبور کیا تو . . قتلق قدم نے ایک مزور نامہ بنا کے پادشاہ
کی طرف سے یہ خبرین مشتہر کین۔ اسکو آزمنشون اور ناموس و شمونکے دست آویز بنا کر
پیرہنہ اور ترہت کی راہ سے بہار کی طرف راہ لی۔ تعجب یہ ہے کہ اس زمانہ مین کہ آدم جی بخشی
. . جو پادشاہ کے فرامین خانخانان اور امرای بنگالہ کے نام لے گیا تھا شرارت ذاتی
سے اس شورش مین منعم خان کے فیلخانہ اور اموال کو اپنے تصرف مین لایا۔ اور ہزارون
ابواب اخذ و جر کے کھول کر یہ ظاہر کیا کہ پادشاہ کے حکم والا سے حراست اموال مین کوشش
کرتا ہون۔ مگر حقیقت مین آزمند ہو کر اپنے زعم مین اپنے گھر کو آباد کرتا۔ اور اپنے لئے
اسباب نکال ہمیشہ کے لئے سرانجام دیتا تھا خانخانان کے اولاد کوئی نہ تھی اس لئے
اسکا سارا مال صامت و ناطق دیوان اعلی کی سرکار مین ضبط ہوا اور اس کی تفصیل پادشاہ
پاس بھیجی گئی۔ جب امراء کی عرضداشت ان واقعات کی پادشاہ کے سامنے پیش
ہوئی تو اس نے خان جہان کو جو پنجاب کا حاکم خود مختار تھا اور اب بدخشان کو لشکر
لیجانے کو تیار تھا اس کو بنگالہ کی فتح اور اس ناحیہ کے تصفیہ کے لئے مقرر کیا اور وہ بنگالہ کو
روانہ ہوا۔ راجہ تو ڈرمل اس کے ہمراہ گیا۔ حکم نافذ ہوا کہ بنگالہ کے کل امراء اور زمیندار

بڑی قامت پر جو جڑ کر کے اپنے جوہر مذمت کو قابل تحسین بناتے تھے۔ غرض اس لشکر
کی صورت کہے دیتی تھی کہ اس سے کچھ کام نہو گا۔ لشکر بہار کا انتظار تھا جس کو بادشاہ
بنگالہ میں جانے کا حکم دے چکا تھا۔ مظفر خان اسکو ٹال رہا تھا کہ بادشاہ کے سزاول اس پاس
متواتر آئے۔ وہ لشکر تیار کر کے کاکل پور (بھاگل پور) مین لایا اور یہین اقامت کا ارادہ کیا۔
اکثر بزرگان لشکر سے وہ سخن آرائی اور نکتہ گوئی کرتا کہ موسم باران نے طوفان مچا رکھا ہے
اس ملک مین جانا اور کام کا نہ بنانا دل کا توڑنا ہے۔ مناسب یہ ہے کہ جب تک برسات
ختم ہو یہین قیام کرین۔ خانجہان امتداد مقابلہ اور اشتداد عسرت سے تنگ ہو گیا ہے وقت معاف
کرے طلوع سہیل کے شروع مین کہ ہوائین اچھی چلتی ہونگین پانی کم ہو گیا ہوگا اس وقت
یکتا دلی کے ساتھ بنگالہ کی تسخیر اور افغانون کا استیصال مناسب ہوگا — اس اثنا
مین محب علیخان آیا اس نے مظفر خان سے کہا کہ جب بادشاہ کا حکم جزم ہو کہ بنگالہ مین جاکر
پیکار آرا ہو تو یہ مصلحت بینی اور تدبیر اندیشی و توقف گزینی شائستگی نہین رکھتی وہ عقیدت
اور معاملت سے بعید ہین۔ بادشاہی حکم کی اطاعت کرکے ایکدل و یکجہت ہو کر خدمت
کے لئے جانا چاہئیے۔ اور جس کام کا طول کھچ گیا ہے اسے سرانجام دینا چاہئیے۔ یہ بات
محب علیخان نے ایسی سچی عقیدت و اخلاص سے کہی کہ سب کے دلنشین ہو گئی۔ اوس طائفہ
نے بھی جو تاخیر کے درپے تھا خواہی نہ خواہی اسے قبول کرکے ایک یہ شاخسانہ نکالا۔
کہ کارشناس آدمیون کو بھیجکر پہلے لشکر بنگالہ سے عہد و پیمان استوار کرنے چاہئین کہ
جب دو لشکر ملجائین تو کارزار کو تاخیر مین نہ ڈالین اور اس بزرگ کام کو انجام دین مبادا
اعیان لشکر جنگ پر دل نہادہ ہو کر یہ بہانہ بنائین کہ حضرت شاہنشاہی کو آجانے دین۔
بادشاہ بنگالہ کے قصد سے ۲۵ ربیع الاول ۹۸۲ھ کو فتحپور سے چل چکا تھا) جس سے موسم
کی خرابی مین یہ لشکر بھی پھنس جائے۔ میر معز الملک اور وزیر جمیل کو بھیجکر خاطر جمع کی گئی
پھر یہ دو نو لشکر ۲۹ تیر ماہ الٰہی ۹۸۲ھ کو مل گئے اور آپس مین خوب عیش و طرب کی مجالس
جشن ہوئے۔ خانجہان اور مظفر خان یکدل و یکزبان مشورہ ہو کر ترتیب افواج اور سوچھوختہ

تیار کر کے بنگالہ پر متوجہ ہوں۔ پادشاہ کو سپاہ بنگالہ کی تنگدستی اور کم آذوقی کا
حال بھی معلوم ہو گیا تھا۔ اس لئے نقد و جنس سے کشتیاں مالامال کر کے روانہ کین۔
جس سے سپاہ بنگالہ کے ضعیف دلون کا چارہ ہوا اور دشمن کے دلون مین خطر پیدا ہوا۔
خواجہ عبداللہ نقشبندی اپنے مورچل سے آگے بڑھ کر گئے اور دشمنون سے لڑ کے شکست
پائی اور اپنی جان گنوائی۔

لشکر شاہی اک محل پر آیا اور اس سے داؤ کے ساتھ ہنگامۂ کارزار گرم ہوا
جاے ایسی قلب تھی کہ میدان رزم آراستہ نہین ہو سکتا تھا۔ یون ہی جوان مرد
اپنے جوہر مردانگی کو بازار رزم مین دکھلاتے تھے۔ مخالفون کو یہ خیال تھا کہ برسات آئی
ہے وہ اس لشکر شاہی کو پراگندہ کر دیگی۔ پادشاہی لشکر کے اعیان اکثر آلوس چغتائی
سے تھے۔ وہ یہ نہین چاہتے تھے کہ یہ مہم بزرگ خان جہان کے اہتمام سے تمام ہو۔ وہ
قزلباش تھا۔ اُن مین وہ عقیدت نہ تھی کہ اپنے صاحب کے کام کے لئے کیش اور دین
کی مخالفت کا خیال نہ کر کے برآمد مراد مین کوشش کرتے۔ لشکر بنگالہ و باکے پھیلنے سے اس
ملک سے برداشتہ خاطر تھا۔ وہ یہ سعی کرتا تھا کہ یہ کام آگے نہ چلے اس مین یہ عقل نہ تھی کہ
پیمانۂ زندگی کے پر ہونے مین زمان و مکان کو سو و زیان مین دخل نہین ہے بلکہ جو مدت
عمر کہ علم ایزدی مین ہے اس قدر ہوتی ہے۔ خواہ آدمی شیرون کے جنگل مین رہے یا عشرت کدہ
بزم مین نہ اس مین یہ اخلاص تھا کہ اپنے ولی نعمت کی خدمت مین جانفشانی کر کے اپنے
اوپر احسان کرتا۔ ظاہر مین انکو کیفیت اور کمیت مین غنیم زیادہ معلوم ہوتا تھا۔ اس لئے وہ
لڑنے پر دل نہین لگاتا تھا اور مستحکمی جا کے سبب سے بھی ہنگامۂ نبرد رونق نہ پاتا تھا۔ برسات
کی شدت اور پانی کی طغیانی بھی بزم آرا نہین ہونے دیتی تھی۔ اور غلہ کی کمی اور نرخ
کی بیشی بھی ہمت ہرا تی تھی۔

خانجہان اور راجہ تو ڈرمل اخلاص مندی اور زمانہ کی مزاج شناسی کے سبب
دلدہی و ہمت بخشی و جد کاری مین بڑی کوشش کرتے تھے ہمراہیون کی ناملائمی

تلوارین خون سے لال ہوئین۔ کسی نے جان سپاری کی۔ کسی نے گریز کی۔ لڑتے لڑتے
کمرین شکستہ ہوئین۔ ہاتھ مین قوت رہی نہ سر مین نیرو۔ غنیم کا سرگروہ مقدمہ خانجہان
مارا گیا۔ اور مخالف کی جمعیت مین تفرقہ پڑا۔ وہ سراسیمہ ہو کر بھاگا۔ پادشاہی لشکر اسکے
پیچھے پڑا۔ بہت سے سرکش دریاؤن اور ندیون کی طرف بھاگے اور وہان ڈوبے داؤد
کا گھوڑا دلدل مین پھنسا۔ طالب بدخشی پسر خواجہ ابراہیم کہ مرزا ہندال کے معتبرون مین تھا
اپنی بدگوہری سے داؤد کو عرصۂ کارزار سے اپنے گھوڑے پر لے گیا کہ مراد سیستانی
اور حسین بیگ گرد کو اسکی خبر ہوئی وہ داؤد کو مقید کر کے خانجہان پاس لائے —
خانجہان نے اس سے پوچھا کہ وہ عہد و پیمان جو قسم کھا کر لئے تھے کہان گئے تو اسنے
شرمندہ ہو کر جواب دیا کہ وہ سب خانخانان کے ساتھ تھے اب وہ از سر نو تمھاری ساتھ ہو جائین
خان جہان نے یہ سنکر اسکا سر اڑا دیا۔ اور سید عبداللہ کے ہاتھ پادشاہ پاس سر
اور ٹانڈہ مین دھڑ بھجوایا۔ پادشاہ نے اس فتح کی خبر سنی بڑا جشن کیا۔ اور ناظمان
ملک کے نام فتحنامے روانہ کئے۔ پادشاہ نے خود بنگالہ جانے کا قصد نہ کیا۔ ایک منزل
چلکر وہین الٹا آ گیا۔ جانے سے اس دور دست بے ہنگام یورش سے اس کے لشکر کو
تکلیف ہوتی۔ خانجہان کی حسن سعی اور راجہ تو ڈرمل کی یاوری سے یہ ملک وسیع نیا ہاتھ
آیا جس سے عموم خلائق کو آسودگی ہوئی —

صوبہ بہار کے نامور زمینداروں مین سے راجہ گجپتی تھا۔ وہ ہمیشہ لشکر شاہی کی ہمراہی
کرتا اور بنگالہ کی مہمات مین خدمات شائستہ بجا لاتا۔ رخصت لے کر اپنی ولایت مین
آیا۔ جب خانجہان افواج لیکر اسکے پاس ہو کر گذرا تو اسکو کچھ ایسا وہم پیدا ہوا کہ وہ
لشکر کی ہمراہ نہ ہوا۔ جب لشکرون کے مقابلہ مین طول ہوا تو وہ رہزنی کرنے لگا
اور ضعیفون کو آزار پہنچانے لگا۔ واقعہ جو آدمیون کا ہجوم اسکے گرد ہوا۔ بلاد امصار پہ
پھر رفتہ رفتہ اسکی فتنہ زائی کا ہنگامہ گرم ہونے لگا۔ قصبہ آرہ کے نواح مین اس کا غلبہ ہوا
یہان کا جاگیردار فرحت خان اس سے لڑ نہ سکا۔ ناچار متحصن ہوا۔ راجہ نے اوسی

قصہ باز بہادر خان و راجہ گجپتی ۹۸۵ھ

اس طرح ہوئی کہ قول کو خان جہان آراستہ کرے۔ برانغار کو لشکر بہار رونق دے
جرانغار کو راجہ توڈرمل و جباری و بابا قاقشال و اعتماد خان خواجہ سرا وراجہ گوپال آراستہ
کریں ۔ ہراول میں شاہم خان و مراد خان و خان محمد بہسودی و اسماعیل بیگ ودیگر
ہنگامہ فروز ہوں۔ التمش میں اسماعیل قلیخان و قیا خان مقرر ہوئے اور غنیم کی فوج کی ترتیب
یہ تھی کہ قول میں داؤد اور دست راست میں کالا پہاڑ اور دست چپ میں جنید اور
ہراول میں خانجہان حاکم اڈیسہ مقرر ہوئے تھے۔ اسماعیل افغان کو داؤد نے خانجہان کا
خطاب دیا تھا ۔ پنجشنبہ ۱۵ ربیع الثانی ۹۸۲ھ کو رزمگاہ کی طرف لشکر نے رخ
کیا۔ سب جگہ پانی پانی ہی تھا اور پل باندھنے کو بھی جگہ نہ تھی مگر دامنہ کوہ میں ایک
راہ لشکر کو مل گئی۔ جس کی بڑی خوشی ہوئی۔ مگر تھوڑی دور چلکر آب عمیق سپاہ کے آگے
آیا۔ ابنا روے گذشتن و نہ راہ برگشتن تھی۔ سب غم کی دلدل میں پھنسے ہوئے تھے مگر
تھوڑی دیر میں ندی کا پانی اُتر کر پایاب ہوگیا۔ غنیم حقیقت حال پر آگاہ ہو کر نبرد کا
طلبگار ہوا ادھر سے بابا خان جرانغار کا لشکر لیکر لڑنے کو آگے بڑھا۔ ادھر سے
کالا پہاڑ سامنے آیا۔ ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ سینوں پر سنان چلنے لگے خون کی روان
سرون کو گیند کی طرح لڑکانے لگی ۔ بابا خان عنان تاب ہوا مگر جباری اور بہادرون
نے مدد کی۔ سخت لڑائی ہوئی اور قریب تھا کہ بادشاہی لشکر کو شکست ہو کہ راجہ توڈرمل
حمایت کو آگیا اور جنگ حیرت افزا میں کالا پہاڑ زخمی ہوا۔ خانجہان بچاؤ بھاگنے میں سمجھا
آگے دلدل بڑی تھی اس لئے بادشاہی لشکر نے اسکا تعاقب نہیں کیا۔ التمش چلے آئے۔ برانغار
شاہی سے دشمن کچھ نہ لڑا۔ جنید کہ شمشیر افغانان تھا۔ فنون نبرد سے خوب آگاہ تھا۔
وہ اپنی چارپائی پر سوتا تھا کہ بادشاہی لشکر کی توپ کا گولا اسکو لگا جس سے اوسکی
ران ٹوٹ گئی۔ بادشاہی ہراول کو مراد خان دریا سے پار لیکر گیا۔ اور پیشدستی کی
ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوا ۔ دشمنوں نے شاہی لشکر کو بھگایا تھا کہ اوسکی مدد کو ہراول کا
لشکر اور التمش آیا اور پھر مغرور سپاہ کو لڑنے کے لئے اولٹا لایا۔ سپاہ پہونچی

اور جب جنید مر گیا اور مظفر خان نے اس حصار کی تسخیر کا ارادہ کیا تو اہل قلعہ نے اپنے معتمدون
کو شہباز خان پاس بھیجکر امان طلب کی۔ اُس نے کشادہ پیشانی سے قبول کی۔ قلعہ یون ہاتھ
آگیا۔ مظفر خان بھی اس واقع کو سنکر بہت خوش ہوا۔ جب قلعہ رہتاس ہاتھ آیا شیر گڈھ
کو سر یرام نے حوالہ کر دیا۔ ان نیک خدمتون کو بجا لا کر شہباز خان پادشاہ پاس گیا
پادشاہ نے قلعہ رہتاس کی حراست محب علیخان کو سپرد کی۔

سات گانون مین داؤد کا زہ و زاد تھا۔ اور متی و جمشید خاصہ خیل اور بہت افغانون
نے یہان شورش برپا کر رکھی تھی۔ جب میانہ ولایت بنگالہ متمردون سے صاف ہوا تو ...
خان جہان اس طرف متوجہ ہوا۔ متی نے داؤد کا اندوختہ گزیدہ جمع کیا تھا اور نہایت محنتی
سے چاہتا تھا کہ بندگان پادشاہی مین داخل ہو۔ جمشید نے تمام افغانون کو اپنی
ساتھ بلا کر اس سے لڑائی ٹھانی۔ متی اس سے لڑا مگر آخر کو کہین چھپ گیا۔ اوس کا سارا
مال اسباب افغانون کے ہاتھ آیا۔ یوسف بلوچ و سرمست افغان اور متی کے کچھ دوست
جمشید سے عوض لینے پر آمادہ ہوئے۔ وہ ایک دن ان لوگون کی دلدہی کرنے گیا تھا
کہ اسکا پیمانہ زندگی آب خنجر سے انہون نے لبریز کیا۔ پادشاہی لشکر کی آنگلی بھی نہ ہلی
کہ وہ شورش مٹ گئی۔ داؤد کی مان نے مع سب اپنے متعلقین کے پناہ مانگی اور یہ قرار
پایا کہ جب لشکر حدود ٹانڈہ مین جاے تو وہ مع اپنے بیٹون کے خانجہان کی خدمت
مین حاضر ہو۔ خان جہان نے اسکی نیازمندی کو قبول کیا۔ اور سات گانو سے پھر اپنی
قرارگاہ پر چلا آیا۔ اس گروہ نے اپنے پیمان کا پاس کیا اور خان جہان پاس چلا آیا
سنہ ۹۸۵ مین خانجہان کی عرضداشت اس مضمون کی آئی کہ ملک بنگالہ قبضہ مین آیا و ولایت
بھاٹی مین ابراہیم نرل و موسیٰ زئی فتنہ و فساد کے گھات مین بیٹھے ہوئے ہین یہان کا
زمیندار عیسیٰ باتین بنا کر اپنا وقت گذارتا ہے۔ شاہ بردی میر نوارہ بھی اپنے گھمنڈ مین
پھول رہا ہے۔ خان جہان نے سپاہ آراستہ کر کے اس طرف بھیجی ہے۔ قصبہ
کو اس مین نولکا مادر داؤد نے مع اپنے متعلقین کے اور محمود خان خاصہ خیل

گھیر لیا۔ اور داؤد سے مل گیا۔ بادشاہی ملازمون کی راہ روکنے لگا۔ شیرخان کشتی
مین سوار ہو کر دار الخلافہ سے بنگالہ کو ایلغار کرکے جاتا تھا اسکو پکڑ کر مقید کر لیا۔ فرہنگ خان کے بیٹے فرحت خان
نے سنا کہ گجپتی نے اس کے باپ کو گھیر رکھا ہے تو وہ اپنے تیول سے اس طرف متوجہ ہوا قراطاق
بھی اس نواح مین تھا وہ اسکے ساتھ گیا۔ جب فرہنگ خان کی راجہ کے نواڑہ سے لڑائی
ہوئی اور اسکو شکست دیکر دریاء سون سے گذر گیا۔ پھر راجہ اس سے لڑنے کھڑا ہوا۔ ان
فرہنگ خان نے گجپتی پر تلوار کے دو وار کئے۔ قریب تھا کہ اسکو مار ڈالتا۔ مگر شمشیر بازون نے فرہنگ خان
کے گھوڑے کے پے کاٹ دیئے۔ وہ پیادہ ہو کر لڑا اور مارا گیا۔ پھر قراطاق خان اپنی مردانگی دکھا کر
نیست ہوا۔ فرحت خان مہر پدری کے سبب سے قلعہ سے باہر آیا اور جان سے گیا۔ گجپتی غازی پور
کی غارت گری کے فکر مین ہوا کہ شہباز خان لشکر سمیت وہان جا پہنچا۔ گجپتی ڈر کر گذر چھنہ سے بھاگا
لشکر شاہی نے کشتیون کو جمع کرکے دریا کو عبور کیا۔ اور گجپتی کے وہ پیچھے پڑا۔ اس کا کچھ اسباب
و توپ و کشتیان چھین لین۔ اثناء راہ مین قلعہ کا محاصرہ کیا۔ یہان کے قلعہ دار سنگرام نے قلعہ
کی کنجیان حوالہ کین۔ شہباز خان نے قلعہ اپنے آدمیون کو سپرد کیا۔ اور گجپتی کے پیچھے پڑا مگر وہ ہاتھ نہ
آیا۔ لشکر شاہی نے معاودت کرکے ایک اور راہ لی۔ دوسرے روز دریا کے کنارہ پر گجپتی
آنکر رات تک لڑا۔ اور اپنے سامنے سے لشکر کو عبور نہ ہونے دیا۔ سنگرام کی رہنمونی سے لشکر
اسکی بنگاہ کے لوٹنے کے لئے گیا۔ کئی جگہ بڑی بڑی لڑائیان ہوئین گجپتی نے لشکر شاہی پر شبخون
مارا۔ مگر ناکام رہا اور جگ دیس پور مین چلا گیا۔ یہ جگہ نہایت مستحکم ہے۔ دو مہینے تک جنگل کو
لشکر شاہی نے کاٹا پھر قلعہ کو فتح کیا اور گجپتی کے زن و فرزند پر قبضہ کیا۔ گجپتی بھاگ کر ...
کوہستان رہتاس مین چلا گیا۔ یہان اس کا بھائی بیری سال بہت سے بہادرون کے ساتھ
رہتا تھا۔ کہ لشکر شاہی نے دفعۃً جا کر اسکا کام تمام کیا۔ جب گجپتی پامال حوادث ہوا تو اسکا
بیٹا سری رام قلعہ شیر گڈھ کی قلعہ داری کے لوازم مین مصروف ہوا۔ شہباز خان مع لشکر کے
وہان آیا اور سامان قلعہ گیری کا مہیا کیا۔ اس سرزمین کے اکثر سرکش اس کے مطیع ہو گئے۔ اتفاق
سے یہ نیا گل کھلا کہ یہ قلعہ رہتاس جنید کے ہاتھ آیا۔ اس نے اپنے معتمد سید محمد کو سپرد

اسمعیل قلیخان یعنی پسر خانجہان کو حکم دیا گیا کہ جب نیا مرزبان اس سرزمین مین آئے تو کشادہ پیشانی سے ملک اس کے حوالہ کرکے ہمارے پاس جلد آئے کہ اسکی سوگواری کے زخم پر نوازش شاہ کا مرہم لگے۔ بقیا خان اور بابا خان جباری اور کل امراء بنگالہ کے نام فرمان صادر ہوا کہ وہ سپہ آرا کی صوابدید سے باہر کوئی کام نہ کرین۔

## اُمراء بہار و بنگالہ کی سرتابی اور انکی سزا کے واسطے سپاہ کی روانگی۔

منصف پادشاہون کا بڑا فرض یہ ہے کہ وہ شہرون اور ملکون مین جنمین طرح طرح کے اور گوناگون جانور فراہم ہوتے ہین۔ دوربین معدلت اندوز فراخ حوصلہ ملازمون کے سپرد کرین۔ تاکہ فروغ بینش سے آدمیون کا جوہر روشن ہو۔ اور راستی کی ترازو مین تلے۔ داد دہی اور دولت افزائی اپنی شائستہ جگہ پکڑے اور کشادگی ہمت بار بردار اور ناملائم کش ہو۔ اور خوی گزیدہ کی قوت ناکامی کے وقت اپنی پاسبانی کرے اور پیش بینی کو اپنا یار بنائے۔ تاکہ روزگار کی پریشانی کا انتظام ہو اور آسودگی افزائی ہو گو کہ انہین باتون پر خیال کرکے پادشاہ نے امراء مذکور کو بنگالہ مین مقرر کیا تھا۔ مگر روزگار بوقلمون کی نیرنگی اور دیر گیہان کی شگرف کاری بیان نہین ہوسکتی۔ اسکی سب سے بدتر خو یہ ہے کہ وہ بدسیرت فتنہ اندوزون کی پرورش کرتا ہے اور باطل ستیزون کے گروہ کے ہنگامہ کو رونق دیتا ہے اور نیک سگال سعادت گزینون کی عزم افزائی اور خرد پژوہ حقیقت شناسون کی جان گزائی کرتا ہے۔ دوربین ہشیار خرام اس نقش بدیع کی پردہ کشائی نہین کرسکتے اور چون و چرا کرنے مین خاموش رہتے ہین۔

بسے اندیشہ کردم پیش و پس را ✦ بجز تسلیم کاری نیست کس را

درین بستان زبان باید درو کرد ✦ خموشی را بحیرت پیش رو کرد

اس دشوار معمہ کی گرہ کشائی دشوار ہے۔ سوانح روزگار کے دیکھنے والے کم ہین اور

مشہور بہ مستی اور بہت سے سرکش افغان خان جہان کی پناہ مین آئے۔ بہت
مال ہاتھ لگا اور بہت عمدہ اندوختے لئے گئے۔ نو لکھا اور مستی مین دشمنی ہوئی خانجہان نے
مستی کو مار ڈالا۔ تاکہ مال جو لیا گیا ہے پوشیدہ رہے۔ شاہ بردی سمجھانے سے راہ پر
آگیا ہے۔ قصبہ بھوال مین لشکر شاہی آیا۔ ابراہیم نرل و کریم داد اور اس سرزمین کی
اور افغانون نے فرمان پذیری کی داستان درمیان مین لاکر کچھی مین سخن سرائی کی
عیسی نے جو گریو نشین تھا ایک لشکر گران بھیجا جسکے سردار شاہ بردی اور محمد قلی تھے
وہ دریا ء کنارہ سنند سے گذر کر حدود کتل مین آیا۔ یہان سخت لڑائی ہوئی۔ عیسی بھاگ
گیا۔ اور بہت سے نفائس غنائم لشکر شاہی کو ہاتھ لگے۔ مگر عیسی کے نامدار امراء مین سے
مجلس دلاور و مجلس پرتاب ندیون اور دریاؤن سے نوارہ لائے۔ اور مار دھاڑ کی آگ کو
بھڑکایا۔ پادشاہی لشکر مین لغزش آئی اور اس نے پیٹھ دکھائی۔ اس چپقلش مین کچھ
دریا نوردون مین سے کشتیان چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ محمد قلی نے تیز دستی اور مردانگی سے
مخالفون کی کشتیون پر قبضہ کر کے لڑنا شروع کیا۔ مگر وہ گرفتار ہو گیا کہ اس عرصہ
مین تیلہ غازی زمیندار آگیا اور اس نے ایسی جرأت و بہادری کی کہ پادشاہ کے لشکر
کو ناامیدی کی حالت مین فتحمند کیا اور دشمنون کو بھگا دیا اور بہت غنیمت ہاتھ آئی
اس حال مین ابراہیم نرل نے اپنے بیٹے کو مع تحائف کے بھیج کر پناہ مانگی۔ سپاہ آرا
خان جہان نے اسکو پناہ دیکر معاودت کی صحت پور مین کہ حوالی ٹانڈہ مین ہے
عشرت و کامرانی سے وہ اوقات بسر کرنے لگا سنہ ۹۸۶ھ مین اسی مقام پر تابش
تپ و بستگی شکم کے امراض مین ڈیڑھ مہینہ مبتلا رہا اور مر گیا۔ اسکی جگہ ایالت بنگالہ پر
مظفر خان مقرر ہوا۔ ۳ فروردین ماہ الٰہی سنہ ۹۸۷ھ کو بنگالہ کی طرف روانہ ہوا۔ سپاہ
کی بخشیگری رضوی خان سے متعلق ہوئی اور شغل دیوانی میر ادھم و رای پترداس کی
کاردانی کو مفوض ہوئی اور حکیم ابو الفتح صدارت اور امینی پر مقرر ہوا۔ اور اور امراء کو
بھی لکھا گیا کہ اسکی ہمراہ جائین۔ سب کو خلعت فاخرہ اور اسپ عنایت ہوئے اور

خان جہان کا سنہ ۹۸۶ھ مین مرنا اور مظفر خان کا صوبہ بنگالہ پر سنہ ۹۸۷ھ مین مقرر ہونا

انتظام نہین پاتا۔ چھوڑ دیا۔ ایک دو نے تو اخلاص کے سبب سے اپنی طبیعت خرد دوست کا
عقیدت سے علاج کیا۔ اور کئی ایک نے معاملہ پر نظر کر کے پہلی نعمتون کی فراموشی کو اپنے حال
کی ناکامی سمجھ کر کوئی شکوہ نہین کیا۔ اور بعض نے سوداگری سمجھ کر محنت کی اور ظاہر مین اپنا
کچھ نہ بگاڑا۔ مگر بہت سے بدذات ایسے طمع کے میر تھے کہ وہ اپنے پادشاہ سے برگشتہ
ہوئے اور شورش مین سر اوٹھایا۔ اور مخالفت مین گردن بلند کی۔ نہ ان کے دل مین اخلاص تھا
اور نہ انکو اپنے معاملہ مین سود و زیان کی شناخت تھی نہ عقل صواب اندیش نہ رائے
ظاہر بین تھی۔ نہ کوئی دانا انکا ہمنشین نہ دل ہمت گزین تھا۔ پٹنہ اور اس کی نواح مین
معصوم علی کابلی کے اقطاع تھے و سعید بیگ بخشی دعوت جاگیر دار سہرا لو کے تھے سعادت علی کے
پاس پرگنے بتو دائن (نمو داری) کے تھے۔ حاجی کولابی اور بعض لورکی تیول مین دیارہ تھا
سعید بخشی اور اسکا بیٹا بہادر اور درویش علی سحر ترہت اور اس کے نواح مین خوان نعمت پر
بیٹھے تھے انہون نے اور اور آدمیون نے کارپردازون کی سخت گیری سے بغاوت اختیار کی اور قسم قسم
آدمیون کو اس نے اپنی چرب بانی اور سخن سرائی سے بہکایا جیسے کہ شاہم خان جاگیر دار
حاجی پور اور میر معز الملک و میر اکبر و ساجی خان پرگنہ دار آرہ اور اس کے نواح کے تھے۔ یہ سب
ملک شور افزا ہوئے۔ پادشاہ کا اخلاص چھوڑا۔ اور یہ نہ سمجھے کہ آدمی دیوار سے گر کر خاک کی
برابر ہوتا ہے۔ ہم جو پادشاہ کی اخلاص کی بلندی سے گرتے ہین ہمارا کیا حال ہوگا۔
کتے ہل کو نہ دیکھا کہ وہ کیسے انسان کے بندۂ احسان ہوتے ہین اور کیسے اس کے ساتھ
دوستی و موانست کرتے ہین اور ہمسران جنسی مین کیسی بو اسا و بد ادا ہوئی ہے۔ آشنا اور اون
یکجا نشینون اور احسان و نوازش کے اسیرون پر کون سے امر ناگزیر ہوتے ہین ان
مسبب معاملہ نشناس آزمندون نے ملکہ اپنی خواہش کا دروازہ کھول دیا اور عموم لشکری
پر کار دشوار کردیا وہ لوگ کہ نہ ربندگی کے سبب سے بجائے سپاہ کے زر جمع کرتے وہ رشوت
دینے سے عاجز ہوئے اور جو لوگ کہ سپاہ مین روپیہ صرف کرتے وہ ان حریصون کی
پیٹ بھرنے سے تحیر ہوئے اس لئے دونو گروہون نے اس کو فتنہ اندوزی کا بہانہ بنایا

ہوتا ہو حوصلہ ہین اور انکی آنکھ تمام نشیب و فراز کو نہین دیکھتی ہے وہ پانوین کانٹا چبھنے کو آشوب جہان اور ایک شخص کے گزند پہنچنے کو بلای عام سمجھتے ہین۔ مگر تیز نگاہ حقیقت نگر وہ جانتا ہے کہ زہر گیاہ اور تریاق دونو نشو و نما پاتے ہین اور جانورون مین دل صیاد اور جان شکر نشاط کرتا ہے آدمیون مین بہی نیک و بد کا ظہور اور خفا ہوتا ہے اور جس طرح ادویۂ جسمانی مین دونو زہر اور تریاق کام مین آتے ہین ایسے ہی معالجۂ روحانی مین دونو گروہ نیک و بد زمانہ شناس پر ظاہر ہے کہ نیک اختر والا گوہرون کی کارروائی اور بدکیش لئیمون کی تباہی سے ہستی کو فروغ ہوتا ہے اور اسباب داستان سرانجام پا رہا ہے۔ آسائش خلق مین فتنہ اندوزون کی سرافرازی اسی کے لئے ہوتی ہے کہ وہ زیان و نقصان کے گڑھے مین نگونسار کئے جائین ؎

این بادہ کہ روزگار دارد — کم مستی و صد خمار دارد
گر برد فراز از نشیبت — ہشدار کہ میدہد فریبت

اسی سے چمن اہہت کی نغارپیرائی اور نونہالان شہادت کی طراوت فیروزی ہوتی ہے۔ عقل تعلق کا دانا جانتا ہے کہ حق پرست دولتمندون کی کامیابی آرایش جمال ہے اور بطلان منشی شقاوت اندوزون کی برآمد زیب و زینت جلال ہے۔ غرض ان دونون مین لطف ایزدی و جمال الٰہی جلوہ دکھاتا ہے۔ اس تمہید کی تفصیل یہ ہے کہ امراء بہار بادشاہ سے پھر گئے۔ ہر ایک ہی اپنی آرزو کے پورا ہونے سے خوش ہو گیا ۹۸۷ھ کے شروع مین بادشاہ نے پرکھوتم و مولانا طیب و شیخ نجم الدین و شمشیر خان خواجہ سرا کو بہار کی طرف روانہ کیا کہ اس صوبہ معمورہ کے انتظام مین اپنی کارروائی کام مین لائین ملک کی آبادی مین سپاہ کی تیمارداری مین سپردستون کی غمخواری مین کوشش کرین مگر فرومایہ تنگ حوصلون نے پٹنہ مین جاکر ڈیرے ڈالدیئے اور اپنی حرص کا دامن دراز کیا۔ کار و داغ مین سخت گیری اور خیرہ روئی اختیار کی اور اپنے اندھے پنے سے مدارا اور پروزش پذیری کو کہ جسکے بغیر داروگیر جہان

بہانہ سازی اور حیلہ اندوزی اختیار کی اور اس کو گذر چونسہ روانہ کیا کہ مین وہان
اٹکر تجھ سے ملونگا - یہ سادہ لوح اسکے دم مین آگیا اور بکسر مین آیا اور اس ولایت کی
سپاہ جمع کی اور کئی جاگیردار اس کے ساتھ متفق ہوئے - ایک دن وہ گنگا کے کنارے
پر اشنان کر رہا تھا اور ایشور کی پوجا مین لگ رہا تھا کہ ناگہانی عرب بہت سی سپاہ لیکر
اس حدود مین آیا - قابو پاکر چہرہ دستی کی راہ کے بیدل ساتھیون نے آمادگی کا بہانہ کرکے کنارہ
کیا - وہ خود لڑائی مین سرگرم ہوا - زخمی ہوا - ہمراہی کشتی مین ڈالکر اوسکو غازی پور مین
لائے - دو روز بعد یہ نیک نام دنیا سے سدھارا - محب علی خان میدان جنگ مین آیا -
جلش خان نے شربت جانفشانی پیا - عرب بھاگا - جب بادشاہ کو ان واقعات کی اطلاع
ہوئی تو راجہ تو ڈرمل و شیخ فرید بخشی و مہر علیخان سلدوز و راجہ اسکرن و رای لو نکرن و نقیب خان
و قمر خان و شاہ خواجہ ابوالقاسم و ابوالمعالی و باقر سفرچی اور ایک گروہ انبوہ کو فرمان ہوا
کہ اس ملک مین جاکر نا سپاس بدسگالون کو سزا دین - ترسون خان معصوم خان فرنخودی
و غازی خان بدخشی و رای سرجن اور اور جاگیرداران صوبہ الہ آباد و اودھ کو فرمان بھیجا
گیا کہ جب لشکر شاہی اس دیار مین آئے تو اسکے ساتھ ساز و سامان پسندیدہ لیکر یکتائی
و یکجہتی اسکے ساتھ کرین - اور ترسون خان اور راجہ کی صوابدید سے باہر نہ ہون یہ
بھی اشارہ ہوا کہ صادق خان و باقی خان و الغ خان حبشی و طیب خان و میر ابوالمظفر
چندیری و ترور سے اس طرف جائین -

جن اقبالمند بادشاہون کی خدا تائید کرتا ہے وہ اپنی ہمت کو ان دو کامون کے
آراستہ کرنے مین لگاتے ہین - اوّل فرومایہ بداندیشون کو جو روباہ بازی و حیلہ سازی
سے نیک سگالون کی صورت مین ظاہر ہوتے ہین انکے کار پر سے پردہ اوٹھاکر اپنی سلطنت
کو انکے خس و خاشاک سے پاک کرتے ہین اور سعادتمند حقیقت اندوزون کو جو نارسیدگی دولت
اور بدکارون کی پیش آمد کے سبب سے ناشناسائی مین رہتے ہین شناخت کرکے عشرت سے
کامیاب کرکے اپنی دولت کو بڑھاتے ہین - زیادہ تر روزی کے فراخ کرنے کو اسباب شادمانی

اور شورش کا خیال کیا۔ محب علیخان سبکو پٹنہ سے محب علی پور مین جو رہتاس کے قریب تھا لیکیا۔
اور داغ کے کام مین مصروف ہوا فقط وہی کام روائی کرتا۔ اور اورامراء سپاہ روئی اور
غیرہ چشمپی کرتے اس اثنا رمین کہ محب علی داغ مین سرگرم تھا بنگالہ سے ایک بڑا قافلہ آیا جسکی
سپاہ دروئی بر ملا تھی۔ مظفر خان نے خانجہان کے اندوختون اور منتخب ہاتھیون کو اور داؤد کی
ماتو نکا کو مع سارے خاندان او رسامان کے فتح چند منگلی کے ہمراہ پادشاہ کے پاس روانہ کیا تھا
اسکے ساتھ بہت سی سپاہ تھی اور سوداگر پرتال لئے ہوئے ہمراہ تھے۔ فرصت جو نا سپاہی لوٹنے
کی گھات مین لگے۔ اور آپس مین عہد و پیمان کرنے مین تگا پو کرنے لگے۔ محب علیخان نے انکو نصیحت
کرکے اس ناشائستہ حرکت سی باز رکھا اور اس سبب سے کہ عموم اہل کاروان فتنہ اندوزون کی
چیرہ دستی سے ہراسان تھے اس لئے سپاہ بسرکردگی حبش خان اس کے ہمراہ کردی اس
زمانہ مین فتنہ پردازون نے شہر پٹنہ کو لوٹ لیا۔ محب علیخان قلعہ رہتاس مین قلعہ داری کے
لئے چلا گیا۔ رای پرکھوتم اس خیال سے کہ معصوم خان فرنخودی کو لڑائی کے لئے لائے غازی پور
گیا۔ شمشیر خان بنارس اس خیال سے گیا کہ راجہ ٹوڈرمل کی سپاہ کو جا کر آمادہ پیکار کرے۔
عرب عربدہ جو نے ارادہ کیا کہ قافلہ مذکور کو لوٹ لے مگر وہ گذر پچون سے گذر گیا اور اوس کو
سوا ئے چند ہاتھیون کے جو پیچھے رہ گئے تھے کچھ اور ہاتھ نہ آیا۔ حبش خان نے مردآزمائی مین
کار پردازی کی مگر گرفتار ہو گیا۔ عرب نے یہ چاہا کہ محب علیخان کے ساتھ حبش خان ایسی بازی
کرے کہ وہ اسکا ہمداستان ہو جائے۔ مگر حبش خان نے کہا کہ محب علیخان میری باتون مین نہین آئیگا
اور وہ کسی طرح آپ کی ساتھ یک دل نہین ہوگا۔ اگر آپ لدھی کا پیمان استوار کرین اور
میری خواہش کو قبول فرمائین تو مین رہتاس مین جا کر اہل قلعہ کو آپ کا طرفدار بناؤن۔ پھر
بہ آسانی اس مرزبان کے پیمانہ حیات کو لبریز کرون اس طرح سے یہ بلند قلعہ ہاتھ آجائیگا
اور پناہ حوادث ہوگا۔ غرض یہ دوست دشمن نما اپنی چرب زبانی اور افسانہ گوئی سے
اس خطرگاہ سے نکلا اور اپنے خداوند پاس گیا اور یہ ساری باتین کہہ دین اسی اثنا
مین سلطے پرکھوتم کا واقعہ ناگزیر پیش آیا۔ جب وہ غازی پور مین گیا معصوم خان فرنخودی کے

حالت مین مدارا نہ رکھنے سے کیسے منزل مقصود پر پہنچ سکتا تھا۔

دیار بنگالہ ایسی سرزمین ہے کہ اُس کی آب و ہوا کا اثر سفلہ پروری ہے جس سے ہمیشہ فتنے برپا ہوتے۔ خاندان کے خاندان تباہ ہوتے ہین۔ دولتین زوال پاتی ہین۔ اسواسطے پہلے زمانہ کی کتابون مین اس ملک کا نام بلغاک خانہ لیا جاتا ہے۔ ابن بطوطہ نے اسکو لکھا ہے کہ وہ ایک جہنم ہے جو نعمتون سے بھرا ہوا ہے۔ یا یون کہو کہ ایک آتشناک جنت ہے سپہ آرا اپنے جاہ کے پندار مین ایسا آیا کہ آشنا و بیگانے کو دلاسا نہ دیتا۔ اہل اس کے کارپردان رشوت ستانی پر چل پڑے۔ زور سے زر کو لے کر اپنے لئے جمع کرنے لگے۔ کاش یہ آزمندی نری ہوتی اور راہ آزرم سے بیراہی نہ ہوتی اور سررشتہ معاملہ داری کو ناہنجاری سے نہ توڑتے جو کوئی زبردستون کا خانہ خراب کرکے اپنے مکان کو نگارین بناتا ہے وہ تھوڑے دنون مین اپنی آبرو کھوتا ہے اور اپنی زندگی کی بنیاد اکھیڑتا ہے۔ اول یہ ہوا کہ خان جہان کے اندوختون کے وہ درپے ہوئے۔ اسمعیل قلیخان اور تمام ترکمانون سے پرخاش شروع کی ترکمانون نے انکے معدودے چند کو ناشناسا دیکھکر گرگ آشتی کی اور بادشاہ پاس چلے گئے۔ پھر علی العموم اس ناحیہ کے ترکمانون کے ساتھ زرطلبی و سخت گیری اس طرح کرنی شروع کی جیسے کہ صوبہ بہار مین کارگذار کر رہے تھے۔ بابا خان اپنا یہ دکھڑا رویا کرتا تھا کہ ستر ہزار روپیہ خرچ کر چکا ہون مگر ابھی سو سوار داغ نہین ہوئے ہین اور تیولدارون کا حال اس سے بھی زیادہ بدتر تھا۔ غرض ناظم اپنی آبادی کے لئے اورون کی خرابی کے درپے ہوئے۔ زردوست شوریدہ مغزون نے آزار پاکے فرمان پذیری سے گردن نکال لی اور گنگا پار جاکر دار الملک ٹانڈہ کے گرد چلے گئے۔ اور سلخ ذی الحجہ ۹۸۷ھ مین فتنہ برپا کیا۔ انھون نے مروت چھوڑی حقوق نعمت رسیدگی فراموش کئے۔ نمک شناسی کو نظر سے پنہان کیا۔ بنگالہ مین بابا خان جباری۔ وزیر جمیل سرغنہ فتنہ تھے اور باقی اور سعید توقبائی۔ و مرزا حاجی بیگ۔ و عرب بخشی و صالح و میرکی خان و مرتضی قلی ترکمان و فرخ بھی فساد کی ہنگامہ مین چنگاری ڈال کر دور کھڑے ہو جاتے تھے۔ اور قیا خان حاکم اڑیسہ و مراد خان حاکم فتح آباد اور شاہ بردی

جمع کرنے کو۔ نا ملائم کے پیش لانے کو۔ اور آدمیون کو شکنجہ غم مین کھینچنے کو آغاز سے انجام پر پہونچاتے ہین۔ جو شخص کہ درستی دریافت کو شائستگی کردار کے ساتھ ہم آغوش رکھتا ہے وہ آرامش سے بے آرامی مین نہین جاتا اور افزونی جاہ اور فراوانی مال سے اپنی آگہی گزند نہین پہنچاتا۔ آزمایش کے دن دونو زمانون مین فرمان پذیری اور خدمتگذاری کو سر رکھتا ہے اور خوش ہوتا ہے اور اپنے نفس کی بیہودگی کو روکتا ہے۔ مگر جسکی اصل سرشت بدگوہر ہوتی ہے وہ شناخت کی شاخسار سے پھل نہین کھاتا ہے اور اگر کچھ اس سے فائدہ اٹھاتا ہے تو کردار کی گلشن کے نسیم اس کو نہین پہونچتے اور وہ اپنی معیشت کی افزونی مین اپنا چراغ ہوا مین رکھ دیتا ہے اور بدمست ہو جاتا ہے اور ناکامی مین سعادت سے کنارہ کر کے بے اعتدالی کرتا ہے۔ یہی حال امراء بنگالہ کا ہے۔ ایمنئ روزگار اور آبادی اقطاع اور افزائش مال سے انکی بینائی زمان زمان تاریک ہوتی گئی۔ اور سپہ آشتی اور سخن گرانی سے اپنے فائدے زیان کاری مین سوچ کر روپیہ جمع کرتے اور سپاہ پر نگاہ کمتر رکھتے اور شورش کے دانون گھات مین لگے رہتے۔ ان دنون مین مظفر خان یہان آیا۔ اس نے اپنے بزرگ عہدہ کی قدر نہ کی اور ملک و لشکر کے انتظام مین کوشش نہ کی حساب دانی کو جو اسکے اعتبار کا سرمایہ تھا چھوڑ دیا اور ہمیشہ اس سے چین بجبین رہنے لگا اور زبان کو شکایت اور آزردگی سے آلودہ کرنے لگا ہم نے لکھا ہے جس وقت وہ ریاست بنگالہ پر مقرر ہوا ہے تو اسکی امداد کے لئے دیوان اور بخشی اور امین بھی مقرر ہوئے تھے۔ کوتاہ بینی سے اس نے انکو اپنا حریف جانا اور اسنے آزردہ ہوا اور کام سے ہاتھ اوٹھالیا اور شکوہ فروش ہوگیا اور اس گروہ کو مہمات سپرد کر کے خود رعیت اور سپاہ کی تیمارداری کو چھوڑ بیٹھا۔ یہ نہ سمجھا کہ ملکداری کے کام جتنے یار و یاور زیادہ ہوتے ہین اتنا ہی انجام کار شائستگی کے ساتھ ہوتا ہے مان لیا جائے کہ اس بیہودی مین اس کو زیان ہوا۔ یا یہ جاہ اسکا پستی کی طرف مائل ہوا مگر ان کو ایسے فتنہ زار مین اس طرح جینا کیونکر سزاوار ہو سکتا تھا۔ اور تعلق کی

جان گزا مین تو انہون نے بنگالہ مین سپاہ کا وظیفہ دس بیس اور بہار مین دس پندرہ بڑھا
کردیا تھا۔ خواجہ نے وقت کو نہ دیکھا۔ بنگالہ مین دس پندرہ اور بہار مین دس بارہ
وظیفہ کا فرمان بھیجدیا۔ مظفرخان حکم کا پابند ہوا۔ اور اماره نویسی سر سال سے کی۔ اور
بہت مال ان سے طلب کیا۔ فتنہ اندوز زر دوستون کو بدکاری کے لئے یہ بہانہ ہاتھ آیا۔
اگر وہ انصاف کرتا۔ بادشاہ کے حکم پر عمل کرتا تو یہ ناسپاسی اور گردن تابی ظہور مین
نہین آتی۔ ہنم بادشاہ کا مذہب صلح کل کا اختیار کرنا۔ جسکا ذکر بادشاہ کے مذہب کی
باب مین بیان کرینگے۔ لوگون نے جانا کہ بادشاہ مذہب اسلام سے پھر گیا اسکو
بھی انہون نے اپنی آزمندی اور حرص کا بہانہ بنایا۔ مظفرخان نے مع اور بہت سے
سردارون کے گنگا کے کنارہ پر ان فتنہ اندوزون سے معرکہ نبرد آراستہ کیا
نجات خان آیا نہین وزیر جمیل آیا۔ مگر دوروئی اختیار کی۔ اس سرکش گروہ نے
اپنا نقصان دیکھکر مصالحت کے لئے سلسلہ جنبانی کی۔ اعیان دولت نے اس سے بے اعتنائی
کی۔ وہ اس کے منتظر تھے کہ کوئی بندۂ خیر سگال تنگ گیریون کو بادشاہ کو سُنا کر
فرمان عاطفت لے آئے۔ بادشاہ کا فرمان بھی مظفرخان کی نکوہش مین آیا
اور انکو بخشش و بخشایش سے شاد کیا۔ لڑائی ہو ہی رہی تھی کہ قاسم نوجہ گھوڑے
کی ڈاک مین اولیا، دولت پاس پہنچا تو اولیا، دولت کی آنکھین کھلین خوشامد و معذرت
گذاری کرنے لگے۔ بادشاہ کے حکم سے خودسرون نے تازہ جان پائی انہون نے
جشن کیا اور یہ چاہا کہ بعض اعیان لشکر کے ذریعہ سے مظفرخان پیمان نیک اندیشی
استوار کرے تاکہ خوف ہمارا دور ہوا اور ہم بندگی اختیار کرین۔ مظفرخان نے اپنے
امرا کو اُن پاس بھیجا۔ اور اس گروہ کے سرداروں نے خلوت کدہ مین ان سے خاکساری
کے ساتھ اتحاد و اتفاق کی باتین کین مگر یہ اتحاد خدا کو منظور نہ تھا اس لئے دوستی
مین کدورت پیدا ہوئی اور گرد فتنہ اوٹھی۔ نرائن داس گھلوت اور رام چند پیرال
کے بعض رجپوتون کے دل مین آئی کہ ان تھوڑے ایک ناسپاسون کے مار ڈالنے کا موقع

حاکم ستارگانو کو بھی نیکو خدمتی کی توفیق نہ ہوئی۔ تنگ چشمی کرکے اپنی قوت نہ دکھائی بے راہ
جانے کے اسباب بہت سے ہین۔ اول عقل کی گمراہی ہی کہ وہ سیدھی راہ سے باہر نکالتی ہی اور سود
کو زیان مین بتلاتی ہے دوم بدذاتی ہے کہ دل کو سیاہ کرتی ہے اور چراغ احسان سے
روشنی نہین لیتی سوم افزائش مال جو نیک سرشت خردمندون کو گمراہ کرتا ہی بیخرد بدنہادون
کا ذکر تو کیا ہے۔ چہارم حواشی جونپور مین معاملہ داغ مین رضوی خان کی دغابازی ہے
خطاب بخشی گری کا اوسکے نام پر تھا۔ وہ طمع کرکے گدا طبع بنا۔ پہلے داغون کی تصحیح نہین
کی اور از سرنو کام شروع کیا جس سے زربندہ تنگ چشمون پر کار دشوار ہوا اور وہ
اندیشۂ تباہ سے سراسیمہ ہوئے پنجم کوئی مرد خیرسگال ایسا نہ تھا کہ اپنی دانادلی و سیرچشمی
و کارزانی و نیک اندیشی سے اس ہنگامۂ شورش کو فرو کرتا۔ زرپرست غافل نہ ایسے
گرامی گوہر کی جستجو کرتے تھے ششم خالدین خان کی آبروریزی اسکی تیول داری سے
جلیسر کو نکال کر میر جمیل الدین حسین انجو کے حوالہ کیا اور چونکہ اُس نے روپیہ تحصیل کیا تھا۔
اسلئے مظفر خان نے مدارا کو چھوڑ کر شکنجہ مین ایک ہاتھ اسکا رکھ کر لٹکایا۔ اس سے اور
زردوستون کو خوف پیدا ہوا جب خان جہان مرگیا تھا تو اسمعیل قلیخان نے
بعض آدمیون کی جاگیرین بے حکم شاہی کے بڑھا دین پہلے مظفر خان نے ان کی بازخواست
کو مصلحت وقت نہ دیکھا ہفتم روشن بیگ کو قتل کرنا۔ وہ پہلے خالصہ کا عمل گذار تھا۔
خیانت کے سبب سے کابل بھاگ گیا تھا۔ وہان سے فتنہ اندیشون کے اشارہ سے بنگالہ
مین آیا۔ شورش افزائی اور بدآموزی پر مستعد ہوا۔ بادشاہ نے یہ حال سُن کر
اسکی نسبت حکم فرمایا کہ وہ ٹھکانے لگایا جاوے۔ مظفر خان نے زمانہ کو نہ دیکھا اوس کے
قتل کرنے سے یہ جانتا تھا کہ اور سرکش اسکے نیازمند ہونگے۔ برخلاف اس کے وہ اور سرکش
ہوگئے۔ اور زردوستی اور خویشتن داری اور کین توزی پر آمادہ ہوئے۔ ہشتم شاہ
منصور دیوان کی کفایت اندوزی جب بہار و بنگالہ فتح ہوئے تو بادشاہ نے اس سبب
سے کہ اس ولایت کی آب و ہوا گھوڑون کو ناسازہ ہے اور آدمیون کے لئے بھی ناسازگار

کر لیا۔ جب بہار کے سرکشون کے آنے کی خبر آئی تو مظفر خان نے تمر خان و خواجہ شمس الدین کو
بھیجا کہ وہ گڈھی کی جو بنگالہ کا دروازہ ہی پاسبانی کرین مگر ان کے پہنچنے سے ایک دن
پہلے سرکشو نے اس گڈھی پر قبضہ کر لیا تھا۔ اگرچہ لڑائی ہوئی۔ مگر تمر خان کے ہمراہیون نے
بیدلی کی اور خواجہ شمس الدین زخمی ہوا دونو اسلئے چلے آئے۔ اس زمانہ مین بابا جان
قاقشال بہت سے آدمیون کو ساتھ لیکر اگ محل مین دریا گنگ سے پار جاکر بہار کے
سرکشون کے ساتھ مل گیا۔ مظفر خان نے حسین بیگ عنبر علی (عنبر علی) کو سپاہ کے ساتھ
بھیجا کہ کھاری گڈھی گنگ پر مخالفون کو روکے۔ مگر دشمن دریا پار چلے آئے مظفر خان
پاس سے اور آدمی بھاگ کر انسے جا ملے۔ ہر روز بادشاہی لشکر سے لڑائی ہوتی۔
ناموس کی پاسبانی مین جانین جاتین۔ تیر و خدنگ کے مرغ ہوا مین اڑکر خون
پینے کے لئے چونچ کھولتے۔ جام کی طرح ہاتھ مین شمشیر خون سے بھری ہوئی رہتی۔
اور راہی بجرعہ سے خاک کو مست کرتی۔ سردارون کے سر پاؤن مین روندے جاتے۔
خواجہ شمس الدین نے فتح پائی۔ مگر حسین بیگ کی جان گئی۔ دس روز تک لڑائی رہی۔
سرکشون کو ایسی شکستین پے درپے ہوئین کہ انکے دانت کھٹے ہوگئے تو انہون نے اس مین ایک
مجلس راز جمع کی اور یہ کہا کہ ابھی یہ حال ہے جب لشکر شاہی آجائیگا تو معلوم نہین کیا حال
ہوگا اس لئے بہتر ہوگا کہ اس ندی کی راہ سے گنگا مین جائین اور وہان سے اڑیسہ
مین پناہ لین اور اگر کہین قابو پائین تو بادشاہی مورچل پر دست جرأت دراز کرین
غرض انہون نے ندی مین کشتی کا لنگر اوٹھایا اور قاقشال اور بہت سے اور فتنہ انگیز
گنگا مین آپس مین مل گئے۔ راہ مین بادشاہی مورچل پر توپ چلائی۔ جس سپاہیون کے
پانوٴن اکھڑے اور بے لڑے بھاگے اور زلف علی بدخشی اور کوچاپ قندوزی کہ
اس گروہ مین عمدہ تھے بہت سے آدمیون کو ہمراہ لیکر مخالف سے جا ملے مظفر خان
کو جب اس حال پر اطلاع ہوئی تو وہ سٹ پٹایا۔ بدگمانی اور بیدلی سے دیوانہ
ہوگیا نہ عقل چارہ گر اوسکی رہ نما تھی نہ کسی فریاد رس کی بات سننے کی طاقت تھی چند

اس سے زیادہ اچھا نہین لگے گا۔ انہین سے ایک نے رائے سے کان مین چپکے سے
یہ کہہ دیا۔ اس نے سادہ لوحی سے اور آدم شناسی سے رضوی خان سے گذارش کی
اس نے رمز و اشارے سے اس گروہ کے سردارون کو مطلع کیا۔ انہین سے ہر ایک بہانہ بنا
کے مجلس انجان سے باہر آیا اور فتنہ و فساد برپا کیا۔ ابو اسحاق نے رضوی خان کو جس نے بیوقوفی
سے پردہ دری مجلس کی کیا۔ غرض ہر طرف سے ایک طوفان فتنہ اٹھا اور اس مین جوانمردون
نے میدان جنگ مین خواب الپسین مین آرام کیا۔ عقلمندون نے اس واقعہ سے جان لیا کہ
پیمان توڑنا اور بیدلی کی راہ پر چلنا اور فرمان پذیری سے سر پھیرنا۔ اور رازگوئی کی
جگہ کو نہ پہچاننا۔ زیان و بلا کو سر پر بلانا ہے۔ جب بادشاہ کو ان حالات پر اطلاع
ہوئی تو وہ خود بنگالہ جاتا۔ مگر مرزا حکیم کا اندیشہ ہندوستان مین آنے کا لگا ہوا تھا
اسلئے اس نے مرکز سلطنت سے سرکنا مناسب نہ جانا۔ داد و دہش سے کام چلایا۔

بادشاہی لشکر و سرکشون مین دریائے گنگ کے کنارہ پر تیر و تفنگ روان
رہتے۔ گو مخالفون کا انبوہ زیادہ تھا۔ مگر وہ لشکر شاہی سے ہزیمت پاتا۔ اس سبب سے
بادشاہ کے کارپردازون کو سخت گیری پر اور جرأت ہوئی۔ مرزا بیگ قاقشال لشکر کو
ساتھ لیکر گنگا پار گیا اور ٹانڈہ کی طرف چلا کہ بادشاہ کے لشکر کو دو لکڑے کرے۔ مظفر خان
اور خواجہ شمس الدین اور امراء نے اس سے لڑکر شکست دی۔ گردن فرازون نے پناہ
مانگی۔ اس تمرد پیشگی کے زمانہ مین بزرگان دولت کا تکبر اور بڑھا اور لابہ گری اور
نیاز گذاری کام نہ آئی۔ اگرچہ بہار کی آشوب کی خبر سنتے تھے مگر اس کی پروا کچھ
نہ کرتے تھے اور اس کا خیال ہی نہ کرتے۔ بہار و بنگالہ کے سرکش آپس مین ملجائینگے۔
مستی غرور کے درپے خمار ناکامی ضرور ہوتا ہے۔ بہار کے فتنہ انداز بنگالہ کے
سرکشون سے یون ملے کہ جب بہار کے سرکشون نے سنا کہ بادشاہ کی سپاہ
آنیوالی ہے تو وہ حیرت مین ہوئے کہ اب رائے آویزش ہے نہ راہ گریز۔ تو اسی اثنا
مین انہون نے اپنے آدمیون کو بھیجکر بنگالہ کے سرکشون کے ساتھ یک جہتی کا پیمانہ

بہار و بنگالہ کے سرکشون کا باہم ملجانا ۹۸۸ھ

مگر پھر بھی دشمنون کو خوف تھا کہ مظفر خان سے لڑائی مین معلوم نہین کہ کیا حال ہوگا۔ اسی اثناء مین ان پاس خبر آئی کہ مظفر خان قلعہ نشین ہوگیا ہے جس سے وہ دلیر ہوئے اور جلد اسکو جا گھیرا۔ مظفر خان کے پاس سوائے میر جمال الدین انجو و حکیم ابو الفتح و جعفر بیگ و باقر انصاری و تردی بیگ یکہ او یرز عیسی ترکمان اور چند اور ملازمون و خیلتاشون کے کوئی پاس نہین رہا تھا۔ ناچار وہ شہر بند ٹانڈہ مین بیٹھ رہا تھا۔ اور اندوختہ کو پراگندہ کر رہا تھا۔ مگر بے ہنگام خوش خوئی و گرم خوئی سے کیا فائدہ ہوتا ہے اور بے وقت زرفشانی اور کالا دہی سے کیا ہنگامہ کو رونق ہوسکتی ہے۔ جو دانشمند فرزانہ ہوتے ہین وہ بیکاری کے زمانہ مین شیر مردون پر بخشش و عاطفت کرتے ہین اور ناکامی کی جانگزائی سے پہلے واقف ہوکر اس کی چارہ گری کرتے ہین سرکشون نے مظفر خان سے کہا کہ اگر وہ ہمارا طریقہ اختیار کرے تو ہم اسکو سب سے زیادہ پایہ والا پر اختصاص دینگے اور اگر اسکو یہ نہ منظور ہوگا تو ہم اسکو حجاز جانے کی اجازت دینگے۔ مظفر خان نے اسکا جواب یہ دیا کہ ناسپاہی و بیراہہ روی تو دین و دنیا کی زیان افزائی ہے۔ پاسبانی ناموس کے ساتھ مجھے دریا کی راہ سے بادشاہ پاس جانے کی اجازت دی جاوے سرکشون نے اس کی درخواست کو قبول کر لیا اور اقرار کیا کہ اسکو بنا تھائی مال لیجانے دینگے۔ مگر اس گروہ کی باتون پر اسکو اعتبار نہ تھا۔ اس لئے اس نے معصوم خان پاس بیس ہزار اشرفیان بھیجین اور پرانی دوستی یاد دلائی کہ اس کے ناموس کی پاسبانی کرے معصوم خان نے بھی اسکو جواب دلدہی کے ساتھ دیا۔ مرزا شرف الدین حسین خان قلعہ سے بھاگ کر معصوم خان پاس آیا۔ یہ شرف الدین حسین خان وہی ہے جو واجب القتل تھا۔ مگر بادشاہ نے اسکو چند روز قید کرکے بنگالہ ۹۸۸ھ مین بھیجدیا تھا کہ اگر اس کی اطوار درست ہون تو اس ملک مین جاگیر دیدی جاوے۔ اور نہین حجاز بھیجدیا جائے اس خواجہ زادہ مین کوئی ندامت کا اثر نہ تھا مظفر خان کی فرمان پذیری اور خیر اندیشی سے قلعہ ٹانڈہ مین زندانی اس کو بنایا اور موسم کشتی کا منتظر تھا کہ یہ

کارشناس خیرسگالون نے گذارش کی کہ اس گروہ کے ویرانی سے کیا بگڑا ہے لشکرکو
شائستہ آئین کے ساتھ بھیجنا چاہیئے مگر یہ پند سودمند نہ ہوئی۔ اسکا حال روز بروز
زیادہ آشفتہ ہوتا گیا۔ اختلاف راے و تذبذب عقل و توہم بیجا و دشمن شناسی او
دوست داری جان سے انتظام اس کے ہاتھ سے گیا۔ نہ خود افواج شاہی کو لڑنے
کے لئے بھیجتا نہ اورامراء کو جو ہر جگہہ پر اُس کے حکم کے انتظار مین بیٹھے تھے لڑنے کی اجازت
دیتا۔ بہت سی گفتگو کے بعد خواجہ شمس الدین کو کچھہ لشکر کے ساتھ بھیجا کہ وہان جاکر قابو کی
تلاش مین بیٹھے اور حقیقت حال سے اطلاع دے ایک جماعت اپنے عیال کے اندیشہ سے
اسکے ساتھ نہ گئی۔ ایک جماعت کو شتردلی سے ہمراہی کی توفیق نہین ہوئی جب کارفرما کا
دل برقرار نہ ہو تو فرمان پذیری کی گرفت کیا ہوسکتی ہے ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند
مسلمانی +

خواجہ شمس الدین نے گذارش کیا کہ مین نے کچھہ راہ طے کی تھی کہ کیا دیکھتا ہون گروہ کے گروہ
آدمی غنیم پاس چلے آتے ہین۔ اور اوسکے ہمراہی اُس سے روز بروز جدا ہوتے جاتے ہین
تھوڑے دنون مین کوئی اُس پاس سوائے مطلب صاحب کے پاس نہ رہا۔ ناچار وہ
میدان کارزار مین آیا . . . . . . . . . . اور زخم کھاکر زندگانی کو
نیکنامی کی عوض مین بیچا۔ اس اثنا مین محمد علی ارلات آیا جسکو اس نے جانا کہ ایک
دوست آیا مگر اس نے ایک نیزہ اسکے مارا جس سے وہ گر پڑا۔ مرنے کے قریب ہوا
کہ ناگاہ مرزا محمد کہ جس سے کچھہ امید امداد نہ تھی آیا۔ مہربانی کرکے معصوم خان پاس
اسکو لے گیا۔ اس نے دلدہی کرکے قاضی زادہ کو حوالہ کیا۔ ہاتھی پر سوار ہو کر جاتا تھا۔
زمانہ کی نیرنگی سے نصیحت کا سبق پڑھتا تھا۔ اگرچہ لڑائی نہ تھی اور سرکشون کا گروہ بڑھتا
جاتا تھا مگر انکو عجب طرح کا خوف و خطر تھا۔ ناگاہ ایک بڑا لشکر نظر آیا جو معلوم ہوتا تھا
سرکشون کے گروہ کو پراگندہ کریگا۔ مگر اسکا سردار وزیر جمیل دشمنوں سے دوستی کے قصد
سے آیا تھا لڑنے کے لئے نہین آیا۔ وہ بادشاہی حقوق کو فراموش کرکے غنیم سے جا ملا

خطبہ پڑھنے کے لیے انہون نے انجمنین منعقد کین۔ خانجہان کی بارگاہ کو لگایا اور اڑایا گیا اور اس مین سب اکھٹے ہوئے۔ خانجہان خان وکیل بنا۔ خاندوران خان کا خطاب ملا۔ بابا قاقشال خانخانان بنا۔ اور ریاست بنگالہ سپرد ہوئی۔ جباری خانجہان خان ہوا اور دس ہزار سپاہ کا سردار ہوا — وزیر جمیل خان زمان ہوا۔ اور توزک بیگی کا منصب ملا۔ خالدین خان نے اعظم خانی کا اور خان محمد بہسود نے خان عالمی کا اور عبدالباقی نے خداوند خانی کا اور مرزا بیگ نے بہادر خانی کا خطاب پایا۔ خواجہ شمس الدین کو لشکر خانی کا اور جعفر بیگ کو آصف خانی کا خطاب ملا تھا۔ مگر انہون کی تدبیر سے اسکے قبول کرنے کو اور وقت پر مالا عرب یہان موجود نہ تھا مگر اس کو شجاعت خانی کا خطاب ملا۔ اسی طرح اور امرا کو مناصب اور خطاب عنایت ہوئے۔ جب مناصب اور اقطاع کا فیصلہ ہوا تو یہ قصد ہوا کہ مرزا حکیم کے نام کا خطبہ پڑھایا جاوے۔ مگر مینھ کا وہ طوفان آیا کہ بارگاہ کے ٹکڑے ہو گئے اور تمام خیمے اور شامیانے کیچڑ سے پر ہو گئے اور ہر ایک میر افتان و خیزان اپنے گھر چلا گیا کہ اس اثنا مین پادشاہ کی سپاہ کی آمد کا آوازہ ہوا جس سے وہ منبر پر خطبہ پڑھوانے کو بھول گئے اور کچھ اور ہی فکر مین ہوئے۔ زر مستی کو چھوڑ کر میدان جنگ مین آنا پڑا۔ اب ہم یہ لکھتے ہین کہ اس عرصہ مین بہار کے سرکشون کا حال کیا ہوا۔

بہار کے سرکشون کا حال ۹۸۸ھ

اس زمانہ مین کہ بہار کی سرزمین مین سرکشون نے سر اوٹھایا بہادر پسر سعید بدخشی ترہت مین عمل گذار تھا اس نے شورش و فساد برپا کیا۔ اپنے بیٹے کو یہان چھوڑ کر وہ اور سرکشون کے ساتھ مل گیا اور مال خالصہ کو سپاہیون مین تقسیم کرکے خود بڑا سردار بن گیا۔ معصوم خان نے سعید بدخشی کو بھیجا کہ پدرانہ نصیحت کر کے اپنے بیٹے کو اس حرکت سے روکے مگر بیٹے نے باپ کی نصیحت کو کچھ نہ سنا اور اپنے خدائے مجازی کو قید کیا۔ اسی کشاکش مین پادشاہ کا لشکر آ گیا۔ معصوم خان بہت سے سرکشون کو ساتھ لے کر بنگالہ چلا گیا۔ اور پٹنہ مین عرب کو مقرر کیا۔ شاہم خان نے سرکشون سے اپنا پیمان

طوفان آشوب اٹھا تھا۔ اُس نے قلعہ کے نگاہبانون کے ساتھ سازش کر کے باہر جا دی کی
بعد بسر کی وہ قلعہ سے نیچے اُتر تا تھا کہ ایک جماعت کو اسیر اطلاع ہوئی تیر اس پر چلائے
مگر وہ زخمی ہو کر مخالفون سے جا کر مل گیا۔ اور مخالفون کو اُس نے یہ بتلا کر کہ اہل قلعہ
بڑے خوف زدہ ہو رہے ہین انکو اور دلیر کیا۔ دوسرے دن سحر کو سرکشون نے اپنے
پیمان استوار کو توڑ کر شورش برپا کی۔ قاقشالون نے تاراج کرنے مین پیش دستی کی۔
ہر جانب سے ایک گروہ قلعہ پر چڑھ آیا اور اس مصر معمور کو لوٹ لیا۔ معصوم خان نے
اپنے قرار کے موافق ہنگامہ مظفر خان پر آرام کیا تاکہ اسکے ناموس مین سرکش خلل انداز
نہ ہون اور بہت سا مال خود اس کے ہاتھ آئے۔ مظفر خان اپنے چند غلامون کے
ساتھ ہتھیار لگا کر حیران تھا کہ کیا کرون نہ راستہ پکار نہ روے گریز۔ معصوم خان
ایک دو آدمیون کے ساتھ آیا اور منافقون کی طرح ! تین کرنے لگا کہ مظفر خان
کے حرم سرا مین غوغا ہوا۔ معصوم خان وہان بھاگ گیا اور قلعہ سے باہر جان
سلامت لے گیا۔ سب سرکشون کو بہت دولت ہاتھ آئی۔ خاص کر مرزا شرف الدین
کو بہت روپیہ اسطرح ملا کہ اس بے ہمہ زندگی مین مظفر خان نے آٹھ لاکھ روپیہ صندوقون
مین بھر کر ایک کولاب مین ڈالدیا تھا کہ عافیت کے زمانہ مین کام آئے مگر مرزا کو اس سے
اطلاع ہوئی اسنے اس روپیہ کو صندوقون سے نکال لیا اس مین پتھر بھر دیے اس
روپیہ کے ذریعہ سے مدتون تک وہ شورش برپا کرتا رہا۔ سرکشون نے بعض امرا کو
قید کیا۔ بہت سے امرا اور سے مل گئے۔ حکیم ابو الفتح اور راے پتر داس دل کر کے
تدبیر سے بھاگ کر بادشاہ پاس چلے گئے۔ خواجہ شمس الدین کو سعید بیگ نے ..
آشنائی کا پاس کر کے اپنی پناہ مین رکھا۔ اس طرح جان کاہی کے سبب سے
رستگاری ہوئی۔ مگر زر طلبی کے شکنجہ مین گرفتار ہوا۔ جعفر بیگ نے بذلہ گوئی
و بختہ سرائی سے اس بازخواست سے رہائی پائی۔ مظفر خان کو سرکشون نے مار ڈالا
اور منصبون کے مقرر کرنے کے لیے اور ولایت کی تقسیم کے واسطے اور مرزا حکیم کے نام کا ..

سرکشان بنگالہ سنہ ۹۸۸
۲۵

راجہ نے عذر کیا۔ اس طرح معصوم کا پردہ ڈھکا رہا۔

اُس زمانہ مین بنگالہ کے سرکش گڈھی سے گذر کر بادشاہی لشکر کے قراولون سے کچھہ لڑے راجہ تودرمل نے اپنے لشکر کے عاقلون کو انجمن مشورہ مین جمع کیا۔ بعض بہادرون نے اُن مین سے کہا کہ ایزدی تائید پر بھروسہ کرکے لڑائی شروع کرنی چاہیئے۔ بعض ژرف نگاہ ہشیار خرام نے گذارش کی کہ آج شورش کی تند باد کا طوفان اُٹھہ رہا ہے۔ اور نیک اندیش نیا بد گال کی تمیز دور روئے تباہ پیچ سے نہین ہوتی۔ معصوم خان فرنخودی جسپر بادشاہ کی بہت احسان ہین وہ تذبذب کی حالت مین ہو رہا ہے۔ دوربینی کا اقتضا یہ ہے کہ حصاری ہونا سزاوار ہے اس عرصہ مین یہ حال معلوم ہو جائیگا کہ سرکشون کے لشکرون مین سے کون آن کر ہم سے ملتا ہے اور ہم مین سے کون اُنسے جا کر ملتا ہے۔ آخر یہی رائے پسند ہوئی۔ قلعہ منگیر مین بادشاہی لشکر کی گنجایش نہ تھی۔ اس لئے ایک اور سرزمین مین شائستہ حصار بنایا گیا۔ امرای خدمتگار نے مورچال بنائے اور خندق اور دیوار بنانے مین کوشش کی۔ تھوڑے دنون مین بلند چار دیواری چوڑی تیار ہوگئی اور حصار شہر ایک قلعہ بن گیا۔ سرکشون نے اُسکے حوالی مین شورش برپا کی اور توپ و تفنگ طرفین سے چلنی شروع ہوئین۔ اسی دوگیر مین بادشاہ کے لشکر مین سے بہت سے آدمی دشمنون سے جا ملے۔ انکے سرگروہ تمر خان و ہمایون و قلی شاہ تھے۔ اُس طرف سے بھی گروہا گروہ آدمی ادھر آ آ کر ملے۔ قلعہ گزینی کی سرگزشت ہمراہیون کی بدگوہری۔ مخالفون کا ہجوم اور تازہ کمک کے لئے گذارش عرائض مین لکھ کر اُمرای لشکر نے بادشاہ پاس بھیجین بادشاہ نے مرزا کوکہ کو پنج ہزاری منصب اور اعظم خانی کا خطاب دیکر روانہ کیا اس کی اطاعت کے لئے لشکر کے نام فرمان جاری کیا۔ اندنون بنگالہ سے حکیم ابو الفتح بادشاہ پاس آگیا تھا۔ اُسنے بادشاہ کے روبرو بنگالہ کی بیمزدگی اور سپاہ کی ناسپاسی کا بیان شیوا زبانی سے ادا کیا اور اپنا حال بھی قلعہ بر سے کود نے کا۔ اور پیدل چلنے سے پانون مین چھالون کے پڑنے کا ذکر کیا۔ عرض کیا کہ میر عزّ الملک اگرچہ اول سرکشون کے ساتھہ گیا تھا لیکن دور اندیشی کر کے اُن سے جدا

[illegible] سنہ ۹۸۸
۲۵

توڑا اور حاجی پور میں چلا گیا - اور علم دولتخواہی بلند کیا اور اولیاء دولت کو اپنی بیت دکھانے کے لئے اوس نے ایک لشکر بہادر سے لڑنے کے لئے بھیجا مگر وہ شکست کھا کر اُلٹا چلا آیا جس نے سرکشون کی اور نخوت بڑھی تو پھر خود لشکر کشی کرکے اُسنے فتح پائی اور سعید کو مارا محب علیخان دوبارہ عرب سے پٹنہ مین لڑا اور اسکو شکست دیکر شہر مین بھگا یا یہان سعادت علیخان کہ اوسکی بنگاہ کا نگہبان تھا اس سے پھر گیا - عرب اس سے لڑا زخمی ہوکر بھاگ گیا شہر پٹنہ پر محب علیخان کا قبضہ ہوگیا بادشاہ کی سپاہ اپنا سامان درست کرکے جونپور مین آئی اور اس حدود پر ترسون خان - صادق خان غازی خان الغ خان اور بہت سے اور امراء لشکر شاہی اُس سے آ کر ملے - غازی پور سے وکوس پر معصوم خان فرنخودی بھی لشکر شاہی سے ملا - مگر اس کی ہرزہ درائی کو سب جانتے تھے اس لئے اس کو حکم ہوا کہ وہ ہراول بن کر آگے جاے کہ بالفعل اس کی گزند سے کچھ خوف نہ رہے - گنگا کے کنارہ پر جاکر مظفر خان کی سرگزشت لشکر کو معلوم ہوئی محب علیخان و شاہم خان و سمانجی خان و باقی کولابی بھی لشکر شاہی سے آن ملے - پٹنہ کے حوالی مین ایک عمدہ مجلس جمع ہوئی اور بزرگان دولت نے یک جہتی و یکتا دلی کا عہد و پیمان کیا اور سپاہ اس طرح مرتب ہوئی کہ قول مین ترسون خان راجہ تو ڈرمل رای سرجن راجہ اسکرن جہتر خان - اور برانغار مین محب علیخان - شاہم خان - میر ابوالمظفر اور جرانغار مین صادق خان الغ خان نقیب خان قمر خان اور ہراول مین معصوم خان فرنخودی - شیخ فرید بخاری سید ابوالقاسم سید ابوالمعالی - سید عبدالواحد سید عبدالہادی مقرر ہوئے اس منزل سے سپاہ سلاح بند ہوکر اس سبب سے چلی کہ بعض بزرگان لشکر کا دل دگرگون تھا اور سرکشون کا طائفہ قزاقی کر رہا تھا - عرب و حبیب و ربعض و سرغنہ تنگناؤن مین جا چھپے - لشکر شاہی پر دشمن کوئی وار نہ کر سکے - جب لشکر منزل منگیر مین آیا تو معصوم فرنخودی نے یہ ارادہ کیا کہ راجہ تو ڈرمل کو مار ڈالے جسکی تدبیر و شجاعت و اخلاص سے لشکر کا انتظام تھا - اس نے چند آدمیون کا لشکر آراستہ کرکے راجہ سے درخواست کی کہ آپ اس کو ملاحظہ فرمایے

راجہ سنگرام سے مل گیا۔ راہ کے بند ہونے سے لشکر سے تو نہ مل سکا لیکن دشمن کی سراسیمگی
کا سبب اس طرح ہوا کہ لشکر مخالف مین جو سوداگرون کا کاروان جاتا تھا اس کو لوٹ
لیا اور جو اس گروہ کے مویشی چرنے آتے انکو دستبرد کرتا۔ تھوڑے دنون مین حسن علی عرب
آفاق دیوانہ و مرزا حسین نیشاپوری و علی قلی و عزیز اور بہت سے آدمی جو بیچارگی کے
سبب غنیم سے ملے تھے اس سے آن ملے اور بارہ سو آدمیون کے قریب اس پاس
جمع ہو گئے جس سے بدکارون کے کامون کے رونق کم ہو گئی۔

شاہ منصور دیوان کا معزول ہونا ۹۸۹ ۲۵

یہ شاہ منصور دیوان آوارہ نویسی اور کفایت اندوزی سے سپاہ کی داد و ستد مین
باریک بینیان کرتا۔ اور وزارت کے کام کو چھوڑ دیا۔ آئین استیفا کو اختیار کیا۔ وزیر
اسے کہتے ہین کہ دیدہ وری اور راستی سے مال کی پاسبانی کرے۔ بندگان
پادشاہی کی نگاہداشت مین ہمت لگائے۔ داد و دہش نرمی و درشتی مین میانہ روی
کرے۔ دوست و دشمن کے ساتھ یکسان رہنے کو راست مزاجی جانے۔ بائست وقت
اور سزاوار حال کو ہاتھ سے نہ دے۔ زراندوزی کو سب سے بہتر کام نہ جانے۔
کشادہ پیشانی و شیرین زبانی اور دل توانگر و خاطر مہربان اور انصاف ہمیشہ کرے
ناتوان بینی مشکل پسندی و سخت گیری نہ کرے فراخ حوصلگی کرے اور خلقت کی خدمت
کو نرخ گران سے خریدے۔ تاکہ گروہا گروہ سود و زیان کے بازار سے نکل کر عقیدتمند
ہو جائین خواجہ نے اپنی حد سے پرے پاؤن نکالے۔ کفایت اندوزی شروع کی۔
اور نہ زمانہ کی شورش کا خیال کیا نہ دستبرد روزگار کو منظور رکھا۔ بقایا کی بازخواست
کی۔ راجہ تو ڈرمل نے پادشاہ پاس عرضداشت بھیجی کہ اولیاء دولت ہنگامہ نبرد گرم
رکھتے ہین۔ اور سربازی کا بازار تیز ہے۔ کارپردازان سلطنت بی تاملی اور وقت ناشناسی
سے ایسے معرکہ گیر و دار مین آویزش جانفشانی و دل لشکری کے درمیان داد و دہش کے
کیسے کا منہ بند کر کے مال برگرفتہ کو طلب کرتے ہین۔ اس بازیافت کا نام کیا رکھنا چاہئے
اور طلبگار بے ہنگام کو کس گروہ مین سے شمار کرنا چاہیئے۔ شہریار نے شاہ منصور کو

ہو گیا۔ اس زمانہ میں کہ سرکشوں کا ہنگامہ شکست ہو رہا ہے تعجب ہے کہ اپنے آدمیوں کو جمع کرکے جونپور میں فساد مچا رکھا ہے اور مولانا محمد تبریزی فتنہ اندوزی میں اس کے ساتھ کند ملا کے چلتا ہے ۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اسد خان ترکمان مانک پور سے اس حدود میں جاکر ان زیادہ سروں کو بادشاہ پاس حاضر کرے ۔ وہ بادشاہ کے فرمان کا کاربند ہوا اور سرکشوں کو پکڑ کر بادشاہ پاس لے چلا۔ راہ میں اٹاوہ کے قریب کشتی ڈوب گئی جس میں یہ سرکش تھے۔ خان اعظم کے نام حزم اندوزی کے سبب بادشاہ نے حکم دیا کہ معز الملک کے چھوٹے بھائی علی اکبر کو مسلسل کرکے زمانیہ سے ہمارے پاس بھیج دے اگرچہ وہ سرکشوں میں شریک ہوتا تھا۔ مگر آتش فساد میں پھونکیں مارتا تھا۔ بادشاہ پاس وہ آیا اور زندان میں بھیجا گیا۔

قلعہ نشین لشکر شاہی پاس آذوق بحر و بر سے آتا تھا۔ مرزا شرف الدین حسین اور معصوم خان نے پٹنہ کی راہ سے خشکی کی گذرگاہ کو بند کیا اور ایک نوارہ دریائی بنا کر دوسری راہ روکنے کا ارادہ کیا۔ جب لشکر شاہی کو اطلاع ہوئی کہ کشتیاں دشمنوں کی نو کوس کے فاصلہ پر آگئی ہیں تو صادق خان۔ الغ خان۔ نصیب خان و باقر سفرچی خشکی کی راہ سے دوڑے۔ رائے پترداس دریا کی راہ روانہ ہوا۔ مہتر خان دریا سے پار گیا۔ غرض اس خوبی سے یہ تیز دست بہادر چلے کہ دشمن کی تین سو کشتیوں کو کہ سازپیکار سے پر تھیں تصرف میں لائے جس سے لشکر کو بڑی تقویت ہوئی۔

ہمنے پہلے لکھا ہے کہ جب مظفر خان جان سے گیا تو معصوم خان نے خواجہ شمس الدین کو مالدار سمجھ کر اپنی حمایت میں لے لیا تھا۔ مگر جب روپیہ خوشخوئی سے نہ وصول ہوا تو خیرہ روئی شروع ہوئی۔ قریب تھا کہ اس شکنجہ فرسائی میں قالب تہی ہو کہ عرب بہادر نے اس کی دوستی سابق کا بدلہ کرنا چاہا اور اس خیال سے کہ اس کے اندوختہ کو نصیحت کرکے لے اپنے پاس بلا لیا۔ اس کے پاؤں کو زنجیروں سے نکالا اور اسکی لابہ گری شروع کی۔ خواجہ نے فرصت پاکر ان ستیزہ کاروں کی انجمن سے کنارہ کیا اور قصبہ کھڑک پور میں

بھیجا۔ اس نے راہ کے درمیان جب قتلو کی چیرہ دستی سنی تو اُس سے ہگلوٹ میں لڑا اور شکست پائی۔ تو بابا نے کین توزی کا ہنگامہ آراستہ کیا۔ قتلو نے آشتی کے لئے افسانہ سرائی کی۔ مرزا شرف الدین حسین جباری بنگالہ کی طرف گئی۔ معصوم خان کابلی کید ھور کے زمیندار کی رہنمونی سے بہار کی طرف گیا۔ عرب بہادر گورم پسر ترخان دزاقی کرنے لگے۔ چودھری کشنہ پادشاہی لشکر کے لئے خزانہ لئے جاتا تھا کہ عرب بہادر گورم نے اس کے لوٹنے کو قدم اوٹھائے۔ مگر وہ چالاکی کرکے خزانہ کو حصار پٹنہ میں لے گیا۔ انہون نے قلعہ کو گھیرا۔ بہادر خان نے قلعہ کی حفاظت خوب کی۔ پادشاہی لشکر دشمن کے پیچھے آہستہ آہستہ جاتا تھا۔ اُس نے معصوم خان کابلی کی طرف جانے سے منہ موڑا۔ اور پٹنہ کی طرف چلا۔ آئین یہ قرار پایا۔ کہ افواج تو منزل بمنزل کوچ کرے اور بعض تیزدست دلاوری کرکے آگے جائیں۔ معصوم خان فرنخودی نے اس خدمت کی درخواست کی راجہ تو ڈرمل اس سے عاجز آرہا تھا اس کو رخصت کیا اور احتیاطاً اسکے پیچھے محب علیخان اور مہر علیخان کو روانہ کیا۔ ان سب نے مل کر پٹنہ کے اہل قلعہ کو بچایا۔ جنکو دشمن گھیر کر ستا رہا تھا۔ دشمن کچھ لڑ کر بھاگ گئے۔ قلعہ اور خزانہ انکے ہاتھ سے بچ گیا۔ اگرچہ معصوم خان فرنخودی شائستہ خدمت بجا لایا۔ مگر بے صلاح و مشورہ پادشاہ کے لشکر سے جدا ہو کر جونپور چلا گیا۔ اور راہ میں بہادر خان کے گماشتون سے حاجی پور چھین لیا۔ اور حوالی ترہت سے نکل کر بہت سا ملک دبا بیٹھا اور سرکار حاجی پور کا مالک بن گیا۔

شورش عرب فرو ہوئی تھی اور لشکر شاہی سرے رانی سے بہار کو جاتا تھا کہ معصوم علیخان کابلی کا کام تمام کرے۔ مگر بارش کی شدت کے سبب دریاؤں پانی پر اسکو توقف کرنا پڑا۔ جب ہوا میں اعتدال ہوا تو لشکر چلا۔ معصوم خان بہار سے نکل کر کوہستان شمالی کے دامنہ میں آیا۔ لشکر شاہی قصبہ گیا میں پہنچا۔ غنیم شہر بہیرہ میں آیا اور چارہ کوس چلکر اس نے حلقہ باندھا۔ پانی کی کثرت سے لشکر شاہی کا

معصوم خان [illegible] ۱۵۸۱ء ۹۸۹ھ

موقوف کرکے اس کا کام شاہ قلی محرم کو سپرد کیا اور وزارت کا منصب الاوزیر خان کو حوالہ کیا۔ اس سے شرقی دیار کی سپاہ نے بادشاہ کا شکریہ ادا کیا اور لڑنے پہ کمر ہمت چست کی اور بہت سے سرکشون نے اطاعت کی۔

ترسون خان و راجہ تودرمل و محب علیخان و معصوم خان فرنخودی سرداری کا پاس کرکے حصار سے باہر آکر نہ لڑتے۔ مگر صادق خان و شیخ فرید و الغ خان جانون کی داد و ستد [illegible] ہنگامہ گرم رکھتے۔ اس دو مہینے کے عرصہ مین کہ سرکشون سے جنگ رہی بادشاہ خزانہ اور لشکر سے برابر مدد کرتا رہا۔ پیشرو خان و مالیح و زین الدین و تاراچند کو لشکر کے ساتھ روانہ کیا۔ اگرچہ خان اعظم اور شہباز خان اور اور امرا بادشاہی لشکر سے ہنوز آن کر نہین ملے انکے آنے کی شہرت نے سرکشون کے لشکر مین ہلچل ڈالدی اور وہ بھاگ کر چلے گئے۔ بادشاہی لشکر نے یہ سمجھکر کہ اس بھاگنے مین انکی کوئی تزویر ہو۔ حصار سے باہر انکے پیچھے پڑے مگر بعض عاقلون نے ہمت کی اور محب علی خان و مہر علیخان کو ہراول بنا کے بھیجا مگر وہ احتیاط اور ناشناسائی کے سبب سے دردلی کے ساتھ قدم اوٹھاتے تھے کہ خواجہ شمس الدین بارہ سو سوارون کو لیکر اُن سے آن ملا۔ اور اُس نے دشمن کی برہمزدگی و تباہ حالی کو عام لشکر پر روشن کیا۔ اور افزونی بدسگالی اور کمی خیراندیشی اور گرم بازاری دوروئی کو دور کیا۔

اب بنگالہ مین اڈیسہ مین قیا خان و فتح آباد مین مراد خان اور ستگانون مرزا نجات زبان سے باتین تو نیک خدمتی کی بناتے مگر گفتار سے کردار مین آدھا قدم بھی نہین اُٹھاتے۔ مراد خان تو عمر طبعی پر پہنچ کر مر گیا۔ اور اس ناحیہ کے زمیندار مکند نے اسکے بیٹون کو بھی مہمان بلا کر طعمۂ اجل چکھایا۔ قیا خان کی بھی حیات ختم ہوئی اس نواح کے بومیون (دیمیون) نے چیرہ دستی کی۔ مرزا نجات پر قتلو چڑھ گیا۔ حدود سلیم پور مین مرزا بری طرح لڑ کر بھاگ گیا۔ اور پرتاب بار فرنگی کی پناہ مین گیا بابا قاقشال سخت بیمار ہوا۔ مگر اس جان کنی مین بھی ہمزبان کو مرزا نجات کے سر پر

سرکشون اور بادشاہی [illegible] کی [illegible] ۹۸۹ھ [illegible] ۲۵

بنگالہ کا حال ۹۸۹ھ ۲۵

سعادت علیخان کا مارا جانا سنہ ۹۸۹ + صوبہ بہار کا انتظام و امرا شاہی مین باہمی رنجش سنہ ۹۸۸

سعادت علیخان اُس سے لڑنے گیا اُس نے دشمنون کو پراگندہ کر دیا۔ رہتاس کے متصل قلعہ کہنت
مین سعادت علیخان کو شہباز خان نے مقرر کیا۔ دلپت اور عرب بہادر نے اُسپر حملہ کیا۔ اور قلعہ
لے لیا اور سعادت علیخان کو مار ڈالا۔

جب لشکر شاہی سے خان اعظم مل گیا تو سرکشون نے بنگالہ کی طرف رخ کیا۔ لشکر
شاہی مین بعض ایسے بد اندیشہ تھے کہ اُنہون نے سرکشونکا تعاقب کرکے ایکبارگی دفعہ بالکل
سرکشی کو فرو نہ کیا۔ مگر ہان ملک بہار کے انتظام مین خوب ہمت صرف کی۔ بہیرہ
رہتاس تک کی دیدبانی محب علیخان کو سپرد ہوئی۔ یہ لشکر شاہی گیا مین آیا۔ راجگدہ
کے پاس دوست محمد بابا دوسو آدمیون سے آن ملا۔ وہ باغی ہوگیا تھا۔ جب لشکر شاہ
غیاث پور مین آیا تو معلوم ہوا کہ شہباز خان سے عرب بہادر شکست پاکر سارنگپور کی طرف
جاتا ہے ضعیف کشی اور زبردست آزاری مین دست درازی کرتا ہے شاہم خان کو
اس نواح مین جاگیر دیکر روانہ کیا کہ اس سرکشی کا علاج کرے۔ انہین دنون مین بہار
مین غازیخان بدخشی کو متعین کیا۔ معصوم خان فرنخودی کی فتنہ پردازی کی بڑی شہرت
ہو رہی تھی اسلیئے ترسون خان کو جونپور جانے کی اجازت ہوئی۔ صادق خان و شیخ
فرید بخاری والغ خان حبشی و طیب خان کو منگیر کی طرف روانہ کیا کہ اس نواح کو مخالفون
کے خس و خاشاک سے پاک صاف کرین۔ خان اعظم و راجہ ٹوڈرمل اور اور سپاہ پٹنہ
و حاجی پور کو روانہ ہوئی۔ مگر اس سے پہلے کہ یہ پٹنہ مین امرا ملین شہباز خان نے وہان
آنکراہی اور ہی دکان جما رکھی تھی۔ اس نے دلپت اور عرب کی مالش کی تھی اور بہادر کے
ہاتھون سے حاجی پور کو چھٹایا تھا۔ اس لئے وہ اپنے تئین کچھ اور ہی سمجھنے لگا تھا معصوم خان
فرنخودی جونپور آیا۔ خان اعظم و راجہ ٹوڈرمل نے حاجی پور مین اقامت کی۔ شہباز خان نے
پٹنہ مین اپنے کامون کو رونق دی۔ امرا کو منصب اور جاگیرین دیکر اپنا اقتدار خوب
بڑھا لیا۔ خان اعظم سب سے دلگرفتہ ہوا۔ راجہ نے بھی طرح دی اس طرف کی تمام مہمات
شہباز خان کے ہاتھ مین آئین نیک اندیشون اور سچے کارگزارون نے چاہا کہ اُن کی

سلسلۂ انتظام ٹوٹ گیا۔ دو فرسنگ پر غنیم تھا۔ بادشاہی لشکر اپنی کثرت کی نخوت سے اور دشمنون کی قلت کے سبب سے خواب غفلت مین ہوا۔ لیکن راجہ ٹوڈرمل اور صادق خان خوب ہشیار تھے اور پیکار کے لئے تیار تھے۔ رات کو خان بیگ۔ اور الغ بیگ حبشی کی قراولی تہی۔ سرگروہ خواب غفلت مین خود سوتے تھے۔ اور خواب آلودہ نوکر کار آگہی کے لئے بھیجے تھے۔ غنیم نے دن کو اپنے مین لڑائی کی توانائی نہین دیکھی رات کو الو کی طرح دست برد کا ارادہ کیا۔ ایک پہر گذری تہی کہ بہت سے سپاہیون کو لیکر جنگ کا آہنگ کیا۔ اور غافلون پر غالب ہوا۔ ماہ بیگ اور چند حبشیون کو مارا اور لشکر شاہی صادق خان کے لشکر پر گرا۔ وہ بہادری سے لڑا کہ کمال خان فوج جلا دو فیل بارفتار لایا۔ جس سے لڑائی کا رنگ بدل گیا۔ اور دشمنون کے سوارون کو انہون نے سونڈون مین پکڑ پکڑ کر گرانا شروع کیا۔ ان ہاتھیون پر جو تیر لگا اونکو اور زیادہ تیز دست بنایا۔ ایک ہاتھی کے بیاسی اور دوسرے کے پچپن تیر لگے۔ بادشاہی سپاہ کے بہت آدمی زخمی ہوئے۔ مگر کوئی مرا نہین اسکو فتح حاصل ہوئی اور معصوم خان بنگال کو بھاگا۔ اور گڈھی پر بادشاہی لشکر کا قبضہ ہو گیا۔

خان اعظم کے لشکر پہنچنے سے پہلے بہت سی سرکشی فرو ہو گئی تھی۔ خان اعظم کے لشکر کے آنے مین دیر اس سبب سے لگی کہ جب لشکر گذرچوسا سے گذرا تو رہتاس کے زمیندار دلپت نے سرکشی اور مردم آزاری کے لئے سر اٹھایا۔ خان اعظم۔ اس سرکشی کے سزا کے درپے ہوا۔ شہباز خان بھی آن پہنچا اُس نے دلپت کی بنگاہ جگدیس پور کو غارت کیا۔ اور نخت زارون مین سرکش چلے گئے اور لڑائی ہوتی رہی۔ اس اثنا مین خان اعظم اور شہباز خان مین رنجش ہو گئی۔ خان اعظم یہان سے جا کر اس لشکر شاہی سے جا ملا جسپر ایک دن پہلے معصوم خان کابلی نے شبخون مارا تھا۔ اس سے لشکر مین رونق ہی اور ہو گئی۔

عرب بہادر لشکر لے کر شہباز خان سے لڑنے آیا۔ شاہی لشکر چمن سے

اسکی مردانگی سے فتح ہوئی نیابت خان بھاگ کر کہین چھپ گیا۔ لشکر کو بہت غنیمت ہاتھ آئی

## معصوم خان فرنخودی کی بغاوت

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ معصوم خان فرنخودی لشکر شاہی سے جُدا ہو کر اپنی خودسری سے جونپور چلا گیا تھا۔ بہت آدمیون کو اُس نے یہان جمع کر لیا جب اسنے سُنا کہ بادشاہ پنجاب مین مرزا حکیم کے آنے کی خبر سُنکر گیا ہے تو اوس کے باطن مین جو خبث بھرا ہوا تھا وہ اُسنے باہر اگلا۔ اور ترسون خان کے گماشتون سے اسنے جونپور کو بزور لے لیا۔ کُھلی بغاوت اختیار کی۔ بادشاہ کو اسکے باغی ہونے کا یقین نہین ہوتا تھا۔ اس نے چند عاقل صلاح اندیش اس پاس بھیجے کہ اس کو راہ پر لائین اور کہین کہ کیا وہ لشکر شاہی سے جا ملے یا ہمارے پاس چلا آئے۔ مگر بادشاہ کے اس کہنے نے اسکا مالیخولیا اور بڑھایا۔ اس نے نامعقول عذر کرکے اپنی فتنہ اندوزی کو اور بڑھایا۔ پھر بادشاہ نے فرمان بھیجا کہ اگر وہ ان دو کامون سے کوئی ایک کام نہین اختیار کرتا تو جونپور کو چھوڑ کر وہ اودھ مین چلا جائے۔ یہ صوبہ اوسکی جاگیر مین دیا جاتا ہے اس کا انتظام کرے۔ وہ اودھ مین چلا گیا۔ ظاہر مین فرمان پذیر ہوا۔ مگر حقیقت مین وہ یہان اس لئے آیا کہ اسباب شورش کے تیار کرنے کی فرصت پائے۔ بادشاہ نے شگونہ قراول اور آدمیون کو اسکا حال دریافت کرنے کو بھیجا اُنھون نے اپنی کوتاہ عقلی اور حرص درازی سے بادشاہ کو اسکے مخلص اور خدمت گذار ہونیکا یقین دلانے کے لئے عرض کیا کہ اگر وہ اپنے مقربین سے ایک دو کو اسکے پاس بھیجے تو وہ حضور کی آنکر قدمبوسی کرے۔ بادشاہ نے شاہ قلی محرم و راجہ بیربر کو اس خدمت پر رخصت کیا۔ جب وہ اس کے قریب آئے اور نامہ بھیجا تو وہ ناشائستہ کلمات زبان پر لایا اس لئے یہ دونو الٹے چلے آئے۔ ہم نے پہلے لکھا ہے کہ خان اعظم اور راجہ تو ڈرمل ترہت کی جانب منزل پیما ہوئے اور شہباز بہت سا لشکر لیکر جونپور کی طرف آیا۔ اس سبب سے بنگالہ کے سرکشون کی سزادہی کا کام کھٹائی مین پڑا۔ جب شہباز خان حوالی قصبہ بھیہ مین آیا تو اسے معلوم ہوا کہ ترسون خان سے

درمیان یک جہتی رہے اور دوتائی نہ ہو مگر مدارا نہ رہو لشکر شاہی کے دو حصے ہو گئے
آپس مین اغراض نفسانی کے سبب سے یہ بات بہی قرار نہ پائی کہ ایک گروہ خدمت بنگالہ کو اپنے
ذمہ لیتا۔ اور دوسرا مہمات بہار سے دارالخلافہ تک پاسبانی کو اپنے اہتمام مین لیتا
خان اعظم و راجہ تہوڑا لشکر لے کر رخصت کو روانہ ہوئے۔ منافقانہ شہباز خان کو بہی بلایا
مگر وہ بہت سا لشکر لے کر جونپور گیا اور ظاہر یہ کیا کہ مین معصوم خان فرنخودی کو مطیع کرنے
جاتا ہون۔ اصل مطلب اسکا یہ تہا کہ اس ہنگامہ سے اور ہر روزہ کی گفتگو سے نجات ہو جائے
جب معصوم خان کابلی بہاگ کر بنگالہ مین گیا تو مرزا شرف الدین حسین اور اس کے
درمیان بگاڑ ہو گیا۔ اور ایک دوسرے کی گہات مین لگا۔ مرزا پاس لوٹ کا مال بہت
جمع تہا۔ اسکے پاس آدمی بہت تہے۔ معصوم خان نے روبہ بازی کر کے چاپلوسی ورلا گہری
کی اور اسکو اس طرح مسموم کیا کہ ایک لسپر ہندی مرزا محمود نام اسکا دوست تہا معصوم نے
اسکو روپیہ کا لالچ دیا۔ اس نے خشخاش مین زہر ملا کر مرزا کو دیا۔ تہوڑی دیر مین وہ
مر گیا +

میر ہاشم نیشاپوری کا بیٹا نیابت خان تہا چہوٹی عمر مین پادشاہ نے اوسکی
پرورش کی تہی اور اسکا اعتبار بڑہایا تہا وہ خالصہ کا عمل پرواز تہا۔ خردہ گیر آوارہ نویسون
نے باقی نکالی تہی۔ اس زبندہ نے حق گذاری سے سرکشی کو بہتر جانا اور فتنہ اوٹہایا قصبہ
کرڑہ کا محاصرہ کیا۔ الیاس خان لنگاہ اسمٰعیل قلیخان کے تہوڑے نوکرون کو ساتھ لے کر
اُن سے لڑا۔ اور مارا گیا۔ پادشاہ نے اسماعیل قلیخان و عبد المطلب خان و شیخ جمال بختیار
اور اور اخلاص مند بہادرون کو اجازت دی اور وزیر خان کو جسکو پادشاہ نے اودہ
کا جاگیردار مقرر کیا تہا اور امراء کو لکہا کہ یک جہتی کر کے اس سرکش کو سزا دین۔ جبتک آیا
تو وہ بعض قلعون کو مستحکم کر کے اریل مین چلا گیا۔ وزیر خان نے اُس قلعہ کی فتح کرنے سے پہلے
آلہاباس کے لینے کا قصد کیا۔ نیابت خان کے پیچہے اسمٰعیل قلیخان گیا۔ غرض خوب خونین
خوب لڑائی ہوئی۔ دوست دشمن نے ایک دوسرے کے لڑنے کی تعریف کی۔ اسمٰعیل قلیخان

شرف الدین حسین کا مرنا ۹۸۵ھ ۔ نیابت خان کا سزا پانا ۹۸۵ھ

لوٹنا شروع کیا۔ لوٹ کا مال لشکر لیکر خیمون مین لائے تھے کہ معصوم پھر لڑنے آیا اور زخمی
ہوکر ایک بلندی پر چڑھ گیا۔ میدان جنگ پادشاہی لشکر کے ہاتھ آیا مگر اس کو یہ توفیق نہین
ہوئی کہ آگے بڑھکر دشمن کا کام تمام کرتے وہ اودھ کو چلا گیا۔ پادشاہی لشکر اکبرپور مین
اودھ سے بارہ کوس پر آٹھہرا۔ شہباز خان وہم کے مارے جونپور مین میدان جنگ
سے بیس کوس پر چلا آیا۔ غرض پادشاہی لشکر کو ایک فتح بزرگ حاصل ہو گئی۔

بہادر بکلی کا مارا جانا ۹۸۸ھ

بنگالہ کے ناسپاسون مین بہادر بکلی بھی سر برآوردہ تھا۔ اسنے اقصای بہار
مین خان محمود بہیودی سے اتفاق کرکے ظلم کرنا شروع کیا پادشاہی امراء مین دو رنگی
کی ہوا چل رہی تھی اور بنگالہ کی طرف لشکر کی روانگی مین تاخیر ہو رہی تھی۔ صادق خان
منگیر مین والغ خان حبشی و بابو منگل بھاگلپور مین غافل پڑے تھے ان سرکشون نے ان کو
ستایا۔ اور ایسے غالب ہوئے کہ وہ بھاگ کر منگیر مین آئے۔ صادق خان نے بعض
سردارون کو بھیجا۔ ان سے لڑائی ہوئی اور بہادر مارا گیا اور سب اوسکے ساتھی بنگالہ
کو بھاگ گئے۔ بہار اب بالکل سرکشون کے خس و خاشاک سے پاک ہوا۔

معصوم خان فرنخودی پر شہباز خان کا دوبارہ فتح پانا ۹۸۹ھ

شہباز خان کی پہلی کامروائی اور ناکامی اوپر بیان ہوئی۔ اب وہ تیز دستی
اور کاردانی سے پھر ہنگامہ آرا اور تھوڑے عرصہ مین آمادہ کارزار ہوا۔ معصوم خان
شکست پاکر لشکر کے جمع کرنے مین مصروف ہوا اور پادشاہی دولت کو جو اوس
پاس جمع تھی خرچ کرنے لگا۔ پادشاہی فوج بھی دشمن سے لڑنے کے لئے روانہ ہوئی
معصوم خان بھی اوسنے لڑنے نکلا۔ اسکی فوج مین دست راست پر عرب بہادر تھا۔
اور دست چپ پر نیابت خان اور مقدمہ مین شاہ دانہ تھا اور خود کمین مین بیٹھا تھا
۲۴ بہمن ۹۸۸ھ کو دونون لشکرون نے میدان جنگ آراستہ کیا۔ معصوم خان نے کچھ
توقف کیا۔ پادشاہی لشکر نے خندق کو کھود لیا۔ دوسرے روز جنگ شروع ہوئی
پادشاہی ہراول اور التمش نے غنیم کے ہراول کو شکست دی مخالف کے برانغار نے
لشکر شاہی جرانغار پر زور ڈالا اور اس کے کام کو دشوار کیا۔ مگر پادشاہی ہراول

عرب بہادر شکست پاکر یہان ٹھہر رہا ہے اور زیر دستون کو تکلیف دیتا ہے
اسنے بعض اپنے بہادرون کو بھیجکر اسکو خوب سزا دی اور خود جگدیس پور مین آیا
یہان گردن کشون کی مالش مین مصروف ہوا - اسکو یقین ہو گیا کہ معصوم فراخودی
بالکل باغی ہو گیا - نیابت خان اور عرب بہادر اسکے ہنگامہ کو رونق دیتے ہین تو
وہ اودھ کی طرف متوجہ ہوا - ایک نامہ اسکو اس مضمون کا لکھا - نیابت خان شاہ دانہ
کو گرفتار کرکے عرب بہادر پادشاہ پاس روانہ ہو - یا پہلے انکو بھیجدے تاکہ اس کے کام
سے پردہ نہ اٹھے - مگر اس نامہ کو وہ افسانہ سمجھا اور آب سرو سے پار اپنا بنہ و باقلب جا
مین بھیجدیا اور خود ترکون کو لیکر آمادہ جنگ ہوا - شہباز خان بھی کارزار پر آمادہ
ہوا اور لشکر کو اس طرح مرتب کیا - قول کا اہتمام خود لیا - برانغار ترسون خان
کو دیا - جرانغار مطہر خان و بہار خان و سید عبداللہ خان و قمر خان کو دیا -
ہراول مین مہر علیخان سلدوز و جیون خان کوکہ و مرزا ابو القاسم و میر ابو المعالی کے حوالہ
ہوا - مفاخر محمار کو کمین مین بٹھایا - مخالف نے اپنے لشکر کو اس طرح مرتب کیا کہ دست
راست مین عرب بہادر کو دست چپ مین شاہ دانہ و عابد کو مقدمہ مین - مرزا قلی توقبا
کو اور التمش مین نیابت خان کو مقرر کیا - قلب گاہ مین خود رہا - ۱۲ - بہمن ۹۸۸ھ کو
اودھ سے پچیس کوس پر سلطان پور بلہری پر دونو لشکر ملے - اول پادشاہی ہراول نے
دشمن کو شکست دی مرزا قلی مارا گیا - پادشاہی برانغار نے بھی اپنے مقابل کی سپاہ
کو ہٹایا - معصوم خان نے قول مین آکر ہنگامہ شروع کی - شہباز خان کے دل مین ہول اٹھا
اور وہ بھاگا مگر جب برانغار اور ہراول کو اسکی خبر ہوئی تو وہ اوسکی مدد کو آئے - مخالف کے
لشکر مین یہ افواہ اڑ گئی کہ معصوم خان مارا گیا جس سے ہنگامہ مخالف پراگندہ ہو گیا
جب معصوم خان کچھہ چل کر میدان مین آیا تو اوس نے اپنے لشکر کو نہ پایا سامنے اس کے
ایک لشکر نمودار ہوا جسکو وہ اپنا سمجھہ کر خوش ہوا اوسکی طرف گیا تو معلوم ہوا کہ وہ برانغار
شاہی ہے - وہ اور زیادہ سراسیمہ ہوا لشکر شاہی نے اس کے خیمہ گاہ پر پہنچکر

قیا خان کا مارا جانا ۹۸۹

جب سے بنگالہ مین ہنگامہ شورش برپا تھا قیا خان ملک اڑیسہ مین اپنا زمانہ
گذارتا تھا اگرچہ اسکی ہمت نے یاوری نہین کی کہ اسباب شورش کو تسکین دیتا۔ مگر اس
سرزمین کو مخالفون کی گرد سے پاک و صاف رکھتا تھا۔ ان دنون ملک بنگالہ پادشاہی
سپاہ سے خالی ہوا تو قتلو خان نے غلبہ پایا۔ قیا خان اس سے لڑکر حصار نشین ہوا
استداد پکارا اور ہمراہیون کی جدائی سے ناکام رہا اور مردانہ لڑکر جان اپنی دیدی۔

عرب بہادر کی شکست ۹۸۹

عرب بہادر و نیابت خان و شاہ دانہ معصوم خان سے جدا ہوکر حدود
سنبل مین فتنہ مچانے گئے کہ اس ملک سے دولت لوٹ کر سامان فتنہ سازی بہم
پہنچائین۔ اور اگر یہ نہ ہو تو مرزا حکیم پاس راتون کو سفر کرکے چلے جائین۔ اس حدود
کے فوجدار عین الملک نے قلعہ بریلی کو مستحکم کرکے سپاہ کو جمع کیا۔ نام بردونے اول
یہ خیال کیا کہ امید و بیم کی داستان گذارش کرکے حکیم کو اپنا یار و یاور بنائین جب اس
کام مین انکو ناامیدی ہوئی تو حصار کے گرد آئے اور آدھے شہر کے گرد مین آگ لگالی
حکیم استقلال سے قائم رہا۔ اس شورش مین رات ہوگئی تو سرکشون نے دن کو لڑنے
کا ارادہ کیا۔ زمین شکستہ تھی اور لشکر کے آنے کی ہی انکو خبر تھی اس لئے وہ قلعہ سے زیادہ
دور جاکر ٹھیرے۔ حکیم نے ایک ہوشیار مغرور جاسوس بناکر غنیم کے لشکر مین بھیجا کہ وہ خود
غنیم کے ہاتھ مین گرفتار ہو جائے اور جب اوسکو وہ بہت تکلیف دین تو یہ ان سے کہے کہ
لشکر شاہی چارون طرف سے جمع ہوگیا ہے انکا ارادہ شبخون مارنے کا ہے اور مجھے
اسی کی خبرگیری کے لئے بھیجا ہے۔ یہ تدبیر چل گئی۔ آدھی رات کو دشمن بھاگ گیا
ناامید حصاریون کو بڑی خوشی ہوئی۔ تھوڑے عرصہ مین مختار بیگ بداؤن سے شیخ
محمد غزنوی شمس آباد سے شیخ معظم و میر ابوالحسن امروہہ سے غلام حسین سلیم پور سے وقاسم
لکھنؤ سے و مولانا محمود اور ابوالقاسم سنبل سے آنکر ملگئے اولیاء دولت کو ایک رونق
تازہ ہوئی۔ سرکش اس نواح سے بہت دور چلے گئے لیکن اس ملک کے اطراف مین
لوٹ مار کرتے رہے وہ غریبون کے مارنے کو مردانگی جانتے رہے راجہ کمار کون و

اور التمش نے آنکر اسے سنبھال لیا۔ اور دشمن کو سب طرح سے میدان جنگ سے بھگا دیا۔
اور بہت مال اسباب اسکا لوٹ لیا۔ شہباز خان نے فیروز مندی کو غنیمت جانا
نبرد گاہ سے آگے آدھا قدم نہ بڑھایا۔ لشکر نے جاکر شہر کا کنارہ لوٹا۔ عرب بہادر نے
اونکو مار کر بھگایا۔ مشہور یہ ہوا کہ شہباز خان بھاگا۔ معصوم خان تھوڑی دیر سنکر
خوش ہوا۔ شہر کے اندر اور باہر نگاہداشت کی اور برج دوبارہ درست کیا۔ ایک توپ
دروازہ پر لگائی لڑنے پر آمادہ ہوا۔ مگر یہ توپ پھٹ گئی۔ جس سے چھوٹے دوست دشمن
زر بندے پراگندہ ہوگئے۔ اب معصوم خان کو شہر بند حوادث سے نکلنے کو چارہ نہ تھا
نہ بیٹھنے کی جا تنگنائے آشوب میں تھی۔ بنہ و بار اس کثرت سے تھا کہ اوس کے چھوڑنے
کو دل نہیں چاہتا تھا۔ اس اندیشۂ جانکاہ میں عرب نیابت خان و شاہ دانہ جنکی
اس کا سارا کام بنا ہوا تھا اس سے جدا ہوگئے اور اپنا اندوختہ نہیں چھوڑ گئے۔
معصوم خان سات آدمیوں کو لیکر پوشیدہ بھاگا۔ اس بری حالت میں زمیندار
کوورج اس سے ملا اور اپنے گھر لے گیا اور سارا مال اسباب اسکا سنگوایا۔ دوستی
کے لباس میں قزاقی کرکے اسکو باہر نکال دیا۔ وہ نہایت تباہ حال ہوکر دریا سرو سے
پار اترا۔ راجہ مان زمیندار نے اسکی دستگیری اپنے گھر لے جاکر کی۔ شہباز خان نے
امید و بیم کی داستان راجہ کو لکھ کر بھیجی کہ وہ معصوم خان کو حوالہ کرے یا مار ڈالے
مگر اس نے انکار کیا اور پوشیدہ معصوم خان کو اپنے آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا
وہ کہیں جاکر چھپ گیا۔ شہباز خان قطلبہ دہ میں آیا اور تمام معصوم خان کے زن و زاد
و بنہ و بار پر قبضہ کیا ڈیڑھ سو ہاتھی ہاتھ آئے۔ پادشاہ پاس فتحنامہ بھیجا گیا۔ پادشاہ نے
شہباز خان کو لکھ بھیجا کہ معصوم خان زن و زاد اپنے پاس رکھے لوگوں میں مشہور
تھا کہ معصوم خان دامنہ شمالی کوہ سے کابل جانا چاہتا ہے۔ پادشاہ نے اسکے
روکنے کے لئے قلیچ خان کو اس طرف روانہ کیا۔ اس نے واپس آنکر پادشاہ کا
اطمینان کردیا کہ وہ ادھر نہیں گیا۔

ہوا ہے کوہستان ترہت کو اپنی شورش گاہ اسنے بنا رکھا تھا ہنگام فرصت مین لوٹ مار
کرتا - یہ نواح غازی خان بدخشی کی جاگیر مین آئی خان اعظم نے اسکی یاوری کی سامنے
کاردانی کو مردانگی کے ساتھ پیوند دیا اور خدمت گزینی کو آگاہ دلی کے ساتھ ہمدوش کیا تو
بہادر اس ہیولناک شکستین پائین - بنہ و بار اسکا تاراج مین گیا - اس لئے اوس نے گریز ت
ولایہ گری اختیار کی - غازی خان پاس آکر ملاقات کی - اس کی گفتار و کردار سے
فتنہ اندوزی و شورافزائی کے آثار نمودار تھے اس لئے اوسکو غازی خان نے مقید کرکے
خان اعظم پاس حاجی پور بھیجدیا اس نے پادشاہ پاس روانہ کیا - زنجیر گردن مین اور کندہ پانو
مین تھا - پادشاہ نے اسکو قتل کروادیا -

شہباز خان پادشاہ پاس حدود پانی پت مین آیا - وہ معصوم خان فرنخودی کو
شکست دیکر دارالخلافہ فتحپور کی پاسبانی کرتا تھا - لیکن وہ حوصلہ سے زیادہ بادہ پیمائی کر گیا تھا
اس لئے پرسش کے وقت خود آرائی اور خویشتن فروشی اور خودسری کرتا تھا ۲۲ ذی قعدہ ۹۸۹ھ
کو تسلیم چوکی مین بخشیان بارگاہ نے مرزا خان کو جو خطاب عالی خانخانان کا رکھتا تھا
اسپر تقدیم دی - شہباز نے حکم کے ماننے مین سرتابی کی - کچھہ بڑبڑانے لگا - پادشاہ نے
پند پذیری و سعادت آموزی کے لئے اوسکو رائے سال درباری کے حوالہ کیا کہ معاملہ دانی
کے مکتب مین سبق پڑھے -

اواسط بہمن سنہ ۹۹۰ مین معصوم خان فرنخودی فتحپور مین آیا اپنی مستی اوسکی بالکل چھوڑی
نہ تھی دارالخلافہ سے باہر ٹھیرا - اسکا منتظر تھا کہ پادشاہ اس کی پرسش کرے خان اعظم کی
سفارش نے اس کی یاوری کی تھی اور دامنہ کوہ کی ولایت مین اسکو دی تھی اور یہ قرار
پایا تھا کہ جب پادشاہ کابل سے دارالخلافہ مین آئے تو وہ اسکی خدمت مین جاے - وہ
خان زمان سے رخصت لیکر اپنے اقطاع مین گیا - بہت سے آدمی اس پاس جمع ہوے
خان اعظم اوسکے بھیجنے سے پشیمان تھا - چارہ گری کے درپے ہوا اس سے معصوم خان
کچھ نہین سکتا تھا اس لئے وہ پادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوا - اسکے دل مین

شہباز خان کا سزا پانا ۲۲ ذیقعدہ ۹۸۹ھ

معصوم خان فرنخودی کا مارا جانا

ورام شاہ و مکت سین راجہ اور بہت سے سرکش زمیندار انکے ساتھ ہوگئے اور بڑی شور مچائی۔ حکیم نے انمین تفرقہ ڈالا نیابت خان کو اپنے ساتھ بلالیا ان سب کو ہراول شاہ دانہ سے لڑایا۔ غرض بادشاہی لشکر کو سب طرف فتح ہوئی۔

شہباز خان سے معصوم خان شکست پاکر بہ درخت صحرا مین چلا گیا اور ہر روز خانہ بدوش پھر کر اپنے پاؤن کو زخمی کرتا اس سرگردانی مین اس کے ملازمون مین سے مقصود اس پاس آیا جسکے پاس مدتون کی دولتین جمع تھین وہ سب اس نے اپنے آقا پر نثار کین پھر اس تھوڑی جمعیت نے آدمیون کو جمع کرکے شہر بھرایچ کو لوٹ لیا۔ قمر علی وزیر خان اس سے کچھ لڑے مگر اپنے ہمراہیون کی نااتفاقی سے کچھ کام نہ کرسکے تیر آباد شہر مع توابع اسکے قبضہ مین آیا۔ وزیر خان و مہتر خان اور اقطاع دارون نے یکجہتی کی اور اس سے لڑنے کو آمادہ ہوئے دریا سرو کو درمیان مین رکھکر توپ بندوق سے لڑنا شروع کیا معصوم خان دن کو لڑتا رات کو شکر سے باہر کنج تنہائی مین چلا جاتا تھوڑے عرصہ مین اس سرزمین کے رہنے والے لشکر شاہی کے خدمت گزین ہوئے۔ جس سے لشکر کو بڑی قوت حاصل ہوئی۔ ایک رات کو معصوم خان اپنا بنہ و بار چھوڑ کر فرار ہوا۔ کلیان پور تک لشکر نے اوسکا تعاقب کیا۔ وہ سارے رستہ لوٹ مار کرتا ہوا اور محمود آباد کو ویران کرتا ہوا جونپور لوٹنے کے ارادہ سے گیا۔ ترہت سے شاہم خان۔ غازی پور سے بہادر خان چاند پور سے قاسم خان آئے۔ تو معصوم خان گھبرایا اپنے ساتھ بقیہ کو ساتھ چھوڑا اپنے اندوختون کو چھوڑ کر آب سرو سے گذر جلدی سے پار گیا۔ فتنہ اندیشی سے بس کی۔ حاجی پور مین مرزا کوکہ پاس نیاز نامہ بھیجا اس نے پرانی آشنائی کا پاس کرکے مردمی کی اور نقد و جنس و جاگیر سے یاوری کی اور بادشاہ سے التماس بخشش کی۔ شہریار نے بخشش کرکے سفارش سے اسکی تقصیرین معاف کین جس سے ایک خلق شگفتہ خاطر ہوگئی۔

بہادر خان سعید بخشی کا بیٹا تھا۔ اس نے جو عیاری اور سرکشی کی اس کا بیان

معصوم خان فرنخودی کی تقصیرات کی معافی ۹۸۹ھ

بہادر خان کا مارا جانا ۹۸۹ھ

نہ لگائین - مرزا خانخانان نے التماس کیا کہ چھوٹے چھوٹے جانورون کا پکڑنا جیسے چڑیان
اور مچھلیان ہین ناشائستگی مین داخل ہے تھوڑے فائدہ کے لئے بہت جانون کا نقصان
ہوتا ہے وہ موقوف کیا جائے - راجہ تو ڈرمل نے کہا کہ بارگاہ دولت مین روز خیرات ہوتی
ہے اس لئے ایک قانون مرتب کیا جائے کہ ہر ہفتہ یا ہر ماہ یا ہر سال مفلسون کے حال پر
امرا متوجہ ہون - مرزا یوسف خان نے استدعا کی کہ تمام شہرون اور قصبون کے
سوانح کا روزنامچہ آیا کرے - راجہ بیربر نے یہ خواہش کی کہ ہمیشہ سب طرف راستی
منش حد گزین جاسوسی مین نگاہ کرین - اور داد خواہ مظلومون کا حال و ضروری امور
کو بادشاہ سے عرض کرین - قاسم خان کی ملتمس یہ تھی کہ قلمرو کی رہ گذرون پر سرائے
آباد کی جائین کہ جن سے مسافرون کو آسائش ہو - شیخ جمال نے عرض کیا کہ مردم شناس
بے غرض آدمی کچھہ مقرر کئے جائین کہ وہ کم مایہ مفلسون کو بارگاہ حضور مین لائین شیخ فیضی
نے یہ آرزو کی کہ شہرون و بازارون مین کچھہ کارشناس نہ گزین مقرر ہون کہ وہ ہر چیز
کا نرخ دیدہ وری سے مقرر کرین حکیم ابو الفتح نے دار الشفا کے مقرر کرنے کے لئے درخواست
کی - ابو الفضل نے عرض کیا کہ ہر شہر و قصبہ کے داروغون کو حکم ہو کہ اپنے اپنے علاقہ کے
تہ دارون کے نام بنام اور حرفہ بحرفہ لکھہ کر بھیجدین اور ہمیشہ انکی آمد و خرچ کو غور سے
دیکھتے رہین - بیکار و ہرزہ گرد اور بد روشون کو برباد کرتے رہین - یہ وہی باتین تھین جو
بادشاہی گفتار سے امرا نے دریوزہ کی تھین وہ سب منظور ہوئین جس سے افسردہ جہان
نے تازہ رونق پائی -

جب نوروز کی عشرت ختم ہوئی تو ملک کے کام مین بادشاہ مشغول ہوا - اس مہم
کی نیت کے لئے خان اعظم اور بہت سے امرا آئے تھے - ۲۷ فروری کو خان اعظم کو بادشاہ
کے ساتھہ بنگالہ روانہ کیا - ترسون خان - شاہم خان - شاہ قلی خان محرم - شیخ فرید اور
بہت سے امرا کو اس لشکر مین شامل کیا - صادق خان و محب علی خان اور صوبہ بہار
و اودھہ کی سپاہ کو فرمان ہوا کہ آمادہ پیکار ہو کر اس لشکر سے ملین ان دنون مین

خان اعظم مرزا کوکہ کا بنگالہ کی لڑائی پر متعین ہونا

ارادہ تھا کہ اگر قابو ملے تو شورش مچائیے۔ نہین درگاہ والا مین جائیے۔ اسکے سارے رستہ مین فتنہ پردازی کے لئے بہانے ڈھونڈے۔ مگر اس پاس سامان جنگ نہ تھا اسکی مان و بہن و بیوی قید مین تھین اس لئے ناچار اس نے پادشاہ کی قدمبوسی سے اپنا پندا بڑھانا چاہا۔ دارالخلافہ کے پاس عشوہ فروشی کرتا رہا حضرت مریم مکانی کی سفارش کے لئے ڈھب لگایا اور زنہارنامہ حاصل کیا عین الملک سے ملکر شورش کا ارادہ کیا مگر کچھ کام نہ بنا۔ شہباز خان کے آدمیون کے ہاتھ مین گرفتار ہوا لیکن مریم مکانی کا زنہارنامہ اس پاس تھا۔ کون اس سے بول سکتا تھا۔ پادشاہ پاس اسے بھیجا یا اسنے اسکی تقصیرات معاف کردین خان اعظم اور بہت سے امرا و بہار کے پادشاہ کے جشن نوروزی ۹۹۰ھ مین مبارکباد کے لئے پادشاہ پاس آگئے تھے خبیطہ وجباری اور ترخان دیوانہ نے بنگالہ سے بہار مین آکر رعیت آزاری اور زبردستی پردازدستی شروع کی —

۱۵ صفر سنہ ۹۹۰ھ کو نوروز کا جشن ہوا محفل آراستہ ہوئی۔ پادشاہ نے اہل مجلس سے ارشاد کیا کہ انمین سے ہر ایک کسی پسندیدہ کار کو عرض کرے۔ اول اس نے خود فرمایا۔ کہ حقیقت مین سوا ایزد بے ہمال کے کسی کو خداوندی سزاوار نہین اور مردم کو بندگی لائق ہے۔ مجھ مشت ضعیف کی کیا مجال ہے کہ اپنے تئین صاحب کہون اور بنی نوع سے بندگی چاہون۔ اسی وقت کئی ہزار غلام آزاد کردیئے اور زبان سے فرمایا کہ جو آدمی بزور گرفتار ہون انکو بندہ (غلام) بنانا۔ اور ان سے پرستاری چاہنا شائستگی سے بعید ہے۔ آج سے اس گروہ کا نام چیلہ اس لئے رکھا کہ چیلہ کے معنے ہندی مین مرید کے ہین۔ شاہزادہ سلطان سلیم نے عرض کیا کہ زناشوئی بارہ برس کی عمر سے کم مین نہین ہونی چاہیئے۔ اس سے نقصان بہت ہوتے ہین اور فائدہ کم۔ خان اعظم مرزا کوکہ نے عرض کیا کہ حماللہ حروسہ مرزبان کسی کی جان لینے مین دلیری نہ کرین۔ اور جبتک پادشاہ کی منظوری نہ منگا لین اس بنا ایزدی کی خرابی مین نہ

جشن نوروزی ۹۹۰ھ

ناخون شیر بنگالہ سے ترہت کی راہ سے آیا اور خواجہ عبدالغفور نقشبندی سے ہندستان ہو کر سارن کی حدود مین لوٹ مچائی۔ ان تباہ کارون نے بادشاہی لشکر کی آمد سنی اس سے لڑنے کا ارادہ کیا۔ سوداگرون کا بڑا قافلہ جاتا تھا اسکے لوٹنے کو وہ آ گئے۔ سوداگرون نے جوالون (مٹی بھرے بورے) کو پناہ بنایا اور انسے لڑے۔ اور انکو بھگایا۔ پھر وہ ترہت سے بارہ کوس پر پہونچکر زیردستون کو آزار دینے لگے کہ بادشاہی لشکر آن پہنچا۔ اس نے باہر جانے کے لئے پل باندھا تو وہ بھاگ کر کلیان گور کے زمیندار پاس پناہ لے گئے مگر وہان سے ناکام آ گئے۔ بادشاہی لشکر کے کچھ آدمی انکے پیچھے ہو گئے۔ عبدالغفور کا ارادہ ہوا کہ ترہت کی راہ سے بنگالہ جائے مگر اسکو مع ستر آدمیون کے گروہ کھیتہ نے مار ڈالا۔ کھیتہ کی قوم کوہستان مین بہت رہتی ہے وہ صورت و سیرت مین قلماق ہین۔ نور محمد پور ترخان گیا کو جاتا تھا کہ وہ چنپارن کی پاس خان اعظم کے آدمیون کے ہاتھ مین گرفتار ہوا۔ گردن مین طوق اور ہاتھون مین کندہ ڈالا گیا اور گردن مارا گیا جس سے اور بدگوہرون کی آنکھین کھلین۔

سنہ ۳۸ جلوس روز دوشنبہ ۲۶ صفر سنہ ۹۹۱ کو جشن نوروزی ہوا۔ اس سال آغاز بنگالہ کی تیسری دفعہ فتح ہونے سے ہوا۔ پہلے سال مین بہار کے فتنہ اندوزون کی سزا کے لئے اور بنگالہ کی تسخیر کے لئے خان اعظم مرزا کوکہ کو لشکر کے ساتھ بادشاہ نے بھیجا تھا۔ مگر اس لشکر کے پہونچنے سے پہلے بہار کے سرکشون کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ صادق خان گھوڑے کی ڈاک مین بادشاہ پاس آیا۔ موسم بارش نے لشکر کو روکا اور اس سال مین ارادہ مذکور پورا نہ ہوا۔ جب یورش ابر اور ریزش باران موقوف ہوئی۔ شاہ قلیخان محرم صادق خان۔ شیخ ابراہیم۔ شیخ فرید کو بادشاہ نے رخصت کیا۔ تمام اور صوبہ الہ باد اودھ و بہار کے تمام تیول دارون کے پاس بادشاہ نے لائق سزاول بھیجے تھوڑے دنون مین بڑا لشکر حاجی پور مین جمع ہوا اور کشائش کار مین ہمتین طلبگار ہوئین۔ خان اعظم لشکر لے کر گڈھی کی طرف چلا۔ ترسون خان و شیخ ابراہیم و میرزادہ علیخان و سید

بنگالہ کا تیسری دفعہ فتح ہونا سنہ ۹۹۱

خبر آئی کہ بنگالہ مین باغیون نے شورش برپا کی ہے۔ جباری وخبیطہ و ترخان دیوانہ نے اور بہت سے بدذاتون نے صوبہ بہار مین آکر رعیت آزاری شروع کی ہی۔ حاجی پور اور کچھ اور بلاد پر قبضہ کرلیا ہے۔ خان اعظم کے آدمی انکو نہ بچا سکے۔ صادق خان و محب علیخان انکے علاج کے درپے ہوئے۔ معصوم خان کابلی نے ان شورہ پشتون کی یاوری سے سر اُٹھایا تھا۔ بہادر کورو قتلو کے افغانون کی فوج لے کر شہر ٹانڈہ کے حوالی مین آیا۔ صادق خان پٹنہ مین ثابت قدم رہا۔ اور اُس نے اس طرف کے اقطاع دارون کو جمع کیا اور آپس مین یکتائی پیدا کی اور فوج یون آراستہ کی کہ قول مین خود رہا۔ برانغار مین محب علی۔ اور جرانغار مین الغ خان حبشی اور ہراول مین پہاڑ خان۔ و ابوالمعالی۔ توپ خانہ محمد علی بیگ کو سپرد ہوا۔ جانب مخالف مین یون صف آرائی ہوئی کہ خبیطہ جو سرکشون کی شمشیر تھا قلب گاہ مین۔ دست راست مین جباری اور دست چپ مین خبیطہ کے بھانجے وستم و رستم۔ مقدمہ مین ترخان دیوانہ وسعید بیگ کچھ پادشاہی لشکر اور توپ خانہ گنگا کے پار گیا اور گنگا کے کنارہ پر ایک حصار بنایا ہمیشہ دونو طرف سے خوب جنگ ہوتی۔ چالیس روز تک لڑائی ہوتی رہی۔ سرکشون نے شبخون مارا جسمین صادق خان کا عمزاد علی یار بیگ مارا گیا۔ مگر سرکش ناکام رہے۔ امراء شاہی دریا سے گذر کر صف آرا ہوئے۔ خوب لڑائی ہوئی استا زکریا و قادر علی نے توپخانہ شاہی کو خوب چلایا۔ لڑائی کا پلڑا کبھی ادھر جھکتا تھا۔ کبھی ادھر۔ ناگاہ میرک حسین برادر عرف خانجہانی خبیطہ کا سر کاٹ کر لایا۔ توپ سے وہ مارا گیا تھا ہواخواہ اس کے تن بیجان کو لیکر چلے مگر سراسیمگی سے رستہ مین اس کو پھینک دیا غنیم کا لشکر پانچہزار تھا اور پادشاہی لشکر صرف دو ہزار۔ مگر اس قلیل لشکر نے اس کثیر سپاہ پر فتح کامل پائی اور دشمنون کو پراگندہ کردیا۔ شرقی دیار کے ناسپاسون میں نور محمد بھی نامور تھا۔ رعیت کی دل آزاری کی راہ مین وہ گھیس بھرتا تھا۔

جب خان اعظم مرزا کوکہ پادشاہ سے رخصت ہو کر حوالی جونپور مین آیا تو یہ

۹۹۰ھ

طرف روانہ کیا۔ مگر یہ لشکر نہ پہنچنے پایا تھا کہ بادشاہی لشکر کو فتح ہوئی اور دشمن اس طرح پامال ہوئے۔ کہ قاضی زادہ جو بداندیشون مین بڑا نامور تھا اور فتح آباد سے لڑائی کے لئے بہت سی کشتیان شائستہ سامان کے ساتھ لایا تھا وہ توپ سے اڑگیا۔ معصوم خان کالا پہاڑ جو جنگ بجہری مین کیا تھا اس کا جانشین ہوا۔ وہ بھی توپ سے مارا گیا معصوم خان کا بیٹا سے اور قاقشال و خالدین کا بگاڑ ہوا۔ بادشاہی سخن سرا کاردانون نے دلاویز گفتار انکی دستاویز بنائی۔ بہت سے فرمان پذیر ہوئے اوّل خالدین سے سوگند و پیمان ہوئے۔ پھر مرزا بیگ قاقشال و جباری سے بہت سے آدمیون سے غائبانہ عہد و پیمان ہوئے۔ یہ امر قرار پایا کہ وہ کارزار سے ہاتھ اوٹھائین اور اپنے بنگاہ کو چلے جائین اور چند روز بعد لشکر گاہ مین آکر خدمات پسندیدہ بجا لائین۔ گفتار کے موافق ادا کرین۔ مخالف سراسیمہ ہو کر آزردہ خاطر ہو کر بھاگ گئے۔ خان اعظم نے ہرچند انکا تعاقب کیا۔ مگر ایک جماعت کی تیزدستی اور بیدلی سے کچھ پیش نہ گئی۔ جب اس فتح کی نوید بادشاہ پاس پہونچی تو اس نے جو لشکر کمک کے لئے بھیجا تھا واپس بلا لیا۔

جب معصوم خان بھاگا تو وہ قاقشالون کی بنگاہ پر پہنچا کہ اونکی زن و فرزند پر گزند نہ پہنچے اور وہان سے اپنے کنبے کو نکالے۔ کابلی کی دوست داری کے سبب مرزا محمد قاقشال اس کے کنبے کو سلامت گاہ مین لے گیا تھا۔ قاقشالون نے گھوڑا گھاٹ کی نواح مین ایک جگہہ کو استوار کیا۔ اور آمادہ پیکار ہوئے۔ معصوم خان نے گھوڑا گھاٹ کو لوٹا۔ اور اس گروہ سے لڑنا شروع کیا خان اعظم نے محب علیخان و شیخ ابراہیم فتحپوری و بابوی منگلی و سکندر جلینی کو چار ہزار سوار دیکر بسرکردگی ترسون خان اس ناحیہ مین روانہ کیا۔ جس وقت قاقشالون کا حال تنگ ہو رہا تھا یہ لشکر انکے پاس آیا۔ سرکش بھاگ گئے بادشاہی لشکر نے انکا تعاقب کیا۔ اور گھوڑا گھاٹ مین وہ آیا۔ مرزا بیگ و خالدین و جمیل وغیرہ

عبداللہ خان وکیچک خواجہ وسبحان قلی ترک دریا سے گذر کر اس طرف کے فتح کرنے میں مصروف ہوئے۔ راہ میں درخت زار اور ندیاں اور گل آب بہت تھے سب کو طے کیا منگیر کے قریب لشکر آپس میں ملے۔ اور سعد وکمل گانو (کھل گانو) سے ترسون خان و شاہ قلیخان محرم و محب علیخان و میرزادہ علیخان و شیخ ابراہیم ور لے پتر و اس اکیا دو منزل آگے گئے۔ سرکشون نے کالی گنگ کے پاس لڑنے کا ارادہ کیا۔ اس سے پہلے مرزا شرف الدین حسین و باباقاقشال اور بہت سے فتنہ اندوز مر چکے تھے۔ اب معصوم علیخان کابلی ... نا سپاسون کے ہنگامہ آرا تھے وقتلو لوحانی ولایت اڈیسہ میں چیرہ دستی رکھتا تھا اور بنگالہ کے کچھ حصہ پر اس نے قبضہ کر لیا تھا۔ معصوم خان کابلی نے قتلو سے پیمان یکتائی کر لیا تھا کہ امراء شاہی سے بڑے سامان کے ساتھ لڑینگے وہ گھوڑا گھاٹ میں آیا اور جباری و مرزا بیگ اور تمام الوس قاقشال کو اپنی ہمراہ لیا اور ان کی خاطر جمع کے لئے اپنا زہ وزاد ان کی بنگاہ میں چھوڑا اور خود لشکر لیکر کالی گنگ پر آیا۔ اور سبزواری خان اور آلماوگی پیکار میں ہمت چست کی۔

و فروردین سنہ ۹۹۱ کو لشکر شاہی نے گڈھی کو کہ دروازہ ملک بنگالہ ہے لے لیا ۱۲ اکو دشمنون کے ساتھ صف آرا ہوئے کالی گنگ کے کنارہ پر مورچل جمائے اور پیکار کے واسطے کشتیان تیار کیں اولیا دولت کو قتلو کی طرف سے تردد تھا اس لئے سید عبداللہ خان و میرزادہ علیخان و خواجہ عبدالحی و شیخ محمد غزنوی کو بسر کردگی وزیر خان چار ہزار سوار دیکر بلکہ یکو روانہ کیا۔ یہ فوج عسکر شاہی سے بارہ کوس پر دید بانی و چارہ جوئی کے لئے بیٹھی ہر روز تیر و تفنگ سے بڑی لڑائی ہوتی۔ بادشاہی لشکر میں کوچ بولن کی بیہودگی سے لشکر کے بزرگون کی عزیمت میں خلل پڑا۔ لشکر غنیم بڑا گران وزن انکو معلوم ہوا۔ بادشاہ سے کمک طلب کی۔ شیر بیگ تواچی باشی کو گھوڑے کی ڈاک میں بھیجکر بادشاہ کو مطلع کیا جسپر بادشاہ کو تعجب ہوا۔ ۱۳ اردی بہشت سنہ ۹۹۱ کو مرزا خان وزیر خان کوکہ و اسماعیل قلیخان و مخصوص خان اور بہت سے امراء کو شرقی دیار کی

دلخواہ بنائے۔ اس نے درخواست کی کہ مین اپنے بیٹے کو درگاہ والا مین بھیجتا ہون۔
صادق خان جریدہ اپنے لشکر سے اور مین بھی چند آدمیون کے ساتھ آؤن اور ملکر
اپنا دل خوش کرون اور اپنی خلاصہ زندگی کو اس کے حوالہ کرون۔ صادق خان نے
دور بینی کے سبب اس امر کو قبول نہین کیا۔ شیخ فرید بخش کو یہ خدمت سپرد ہوئی وہ
چند ہمراہیون کے ساتھ روانہ ہوا۔ جو جگہ قرار پائی تھی وہان آیا۔ قتلو خان کا نشان
نہ پایا تو لوگ باتین بنا کر قتلو کی منزل گاہ مین شیخ کو لے گئے۔ قتلو بڑی نیازمندی کے
ساتھ پیش آیا۔ مگر اس کی نیت مین یہ بات تھی کہ جب آدمی اپنی اپنی جگہ چلے جائین
تو شیخ کو ایک کونہ مین بٹھاؤن اور اسکو گرو کرکے اپنا کام بناؤن۔ شیخ کو جب حال کھلا تو
اُس نے اول شب بھاگنے کا ارادہ کیا۔ جلو خانہ مین کوئی گھوڑا نہ تھا چند جگہہ راہ مین اسکی
آدمیون سے مٹ بھیڑ ہوئی اور کئی آدمی مارے گئے۔ شیخ اپنے ہاتھی پر سوار ہوا۔ مگر
تقدیر سے فیل فرمان پذیر نہ تھا بیراہ چلا۔ رات اندھیری تھی۔ اس لئے اسکے پیچھے آدمی
نہین پڑ سکتے تھے۔ شیخ نے ندی سے عبور کیا۔ کہ چند تیراندازون نے اُسے آلیا اور زخمی
کیا۔ وہ ہاتھی سے اُتر کر بھاگا۔ دشمنون نے جانا کہ وہ ہاتھی کی عماری مین بیٹھا ہے۔
اس رواروی مین ایک ملازم شیخ کا گھوڑا لے آیا۔ وہ لشکر مین آیا تو امراء نے خبر پا کر جمع
ہوئے۔ اور آب دمودر پر سے گذر کر دو کوس پر اُس سے لڑنے گئے۔ اس نے قلعہ
بنا کر لڑنا شروع کیا۔ حصار مین قتلو نے پناہ لی۔ اور دوسرے مقام پر بہادر کورہ
آیا۔ جنگ ہوئی۔ غرہ امرداد سنہ ۹۹۱ کو صادق خان و شاہ قلی محرم نے بہادر سے لڑکر
اسکا قلعہ لے لیا وہ بھاگ کر قتلو پاس چلا گیا۔ دوسرے روز بادشاہی لشکر نے توپین
بلند جگہ پر لگا کر قتلو کو بھگا دیا۔

عرب بہادر کا شکست پانا ۹۹۱ھ

عرب بہادر حدود سنبل سے بہار مین آیا اور لوٹ مار شروع کی۔ جب خان اعظم
بنگالہ سے اس نواح مین آیا تو اُس نے سبحان قلی کے ہمراہ لشکر بھیجا کہ اس سرکش کو ٹھیک
بنائے۔ ترہت و چنپارن کے درمیان وہ لڑا اور شکست پا کر جونپور مین چلا گیا۔

اورآدمیون نے اپنے وعدہ کے موافق پادشاہی اطاعت کی اور لشکر سے اسلئے جدا ہوے کہ معصوم خان کو ٹھکانے لگا ئین۔

جب معصوم خان یون ناکام ہوا تو اب لشکر شاہی قتلو کے دفع کرنے کے درپے ہوا۔ اور اس کی طرف چلا۔ خان اعظم پاس دیار کی ہوا سے دل گرفتہ تھا اور ناحیہ کی خدمت چاہتا تھا۔ اُس نے پادشاہ سے اپنی بدلی کی درخواست کی۔ شہریار مہربان دل نے فرمان بھیجا کہ اگر کوئی امراء مین سے لشکر کے انتظام کو اور آبادی ملک کو چندروز کے لئے اپنے ذمے لے تو خان اعظم اسکو حوالہ کرے اور اپنے اقطاع مین جاکر آسائش کرے اور نہین چندروز توقف کرے کہ شہباز خان وہان پہنچے۔ اسکو ہم نے خورداد سنہ ۹۹۱ کو اس خدمت پر مقرر کرکے بھیجا ہے۔

پہلے ہمنے لکھا ہے کہ خان اعظم اور کل امراء کی توجہ قتلو کے علاج کرنے کی طرف تھی۔ اس لئے صلح کی درخواست کی جسکا جواب یہ دیا گیا کہ اگر اوسکی گفتار کے موافق کردار کو کارگذاران شرقی دیار دیکھینگے تو اسکو ملک اڈیسہ دیدینگے۔ اسی اثنا مین صادق خان کو خان اعظم اپنا کام سپرد کرکے چلا گیا تو قتلو نے ناروا خواہشین کین اور وزیر خان کی طرف رجوع کی۔ اس نے کشادہ پیشانی سے قبول کین اور خود حاجی پور کی طرف روانہ ہوا۔ اس کے چلے جانے سے قتلو نے کوتاہ بینی اور تنگ حوصلگی سے نخوت بڑھائی اور ناہنجار شرطین پیش کین جس سے وزیر خان آشفتہ ہوا۔ اور حدود شیرپور سے قتلو سے لڑنے کو آیا۔ ۱۰ ارتیر سنہ ۹۹۱ کو بہردوان مین لشکر آیا پھر قتلو لشکر سے چھہ کوس پر آیا اور نیاز مندی کو اپنا پیشرو بنایا جس سے اڈیسہ پر مدارن اور جہدی پور کا اور اضافہ امراء شاہی نے کردیا اور اس نے پیمان کیا کہ پادشاہ کی مین اطاعت کرونگا۔ اور اپنے بھتیجے کو بہت سے تحائف کے ساتھ درگاہ والا مین بھیجونگا۔ جب یہ شرائط منظور ہوئین تو اوس نے اور پانو پھیلایا اور ارادہ کیا کہ مین بنا کر لشکر کے سرداروں مین سے ایک کو اپنے ہاتھ مین لائے اور بہر اپنا کام

جمنا کے کنارہ پر شہباز خان آیا دوسرے کنارہ پر معصوم خان اس سے لڑنے کو
تیار ہوا۔ معصوم خان نے فرمان پذیری کے لئے خط لکھے۔ اور شہنشاہ کی شائستہ خوبی
کی تحسین اور اپنی لغزشون کی نفرین کی۔ اور بہت سی چھپی خبرین لکھین ایک رات دن مین
تین دفعہ پیغام بھیجے۔ جنکے جواب امراء شاہی نے لکھے۔ آخر کو پیمان نامہ پر لشکرون کے
سردارون کی مہرین ہوئین اور یہ ٹھیرا کہ کل کے دن بزم یک جہتی آراستہ ہو کہ تھوڑی
ایک فتنہ دوستون نے اسے پوشیدہ لکھکر ڈرایا۔ اور معصوم خان فرخودی کی عاسیان
بادولائی۔ اس نے فریب اور پند مین تمیز نہین کی۔ اور اس سرگذشت کو لکھکر غدر آرا
ہوا۔ شہباز خان برآشفتہ ہوا اور آشنا و بیگانہ سے ناہنجاری کے ساتھ پیش آیا
آپس مین دوئی ہوگئی۔ جس سی سرکشون کی نخوت بڑھی۔ جناب جو جوانمرد تیر و تفنگ کی بارش
مین دریا سے پار گئے اور ہنگامہ پیکار گرم کیا۔ بہ آوز سرکش بھاگ گئے اور فتح شاہی کی آواز
دور و نزدیک پہنچ گیا۔ اس شتاب روی مین نوارہ شاہی نہ پہنچا لیکن نرائن میندا
و امراء قاقشال اپنی کشتیان لائے محب علیخان و سلیم خان سرمور سرکشون کے تعاقب مین
گئے۔ سرکشون مین سے مرزا محمد اور رستم نے پھر کارزار اختیار کی۔ شہباز خان کو جب
اسکی خبر ہوئی تو وہ بہت جلد اس وقت کہ پیش دست لشکر تنگ ہو رہا تھا آگیا۔ سخت جنگ ہوئی
بہت سے سرکش مارے گئے۔ فرانعدی گرفتار ہوا۔ پیل ہر پرشاد ... اور ہاتھی اور
بہت سا اسباب غنیمت کا ہاتھ آیا۔ مرزا بیگ قاقشال اور سنگرام اور دلپت شا
خدمت بجالائے۔ صبحکو لشکر ندیون اور دلدلون سے گذر کر گھوڑا گھاٹ کے قریب آیا
اس لشکر کا حصہ کچھہ لٹ گیا معصوم خان چند آدمیون کے ساتھ ولایت بھاٹی مین گیا۔
امد جاری ملک کوچ مین اور ہر گروہ ایک کونے مین چھپا۔ اور غیر پور کی طرف جہان بہت
سے سرکشون کا بنگاہ تھا وہ چلے گئے دوسرے دن ان سے کچھہ لڑائی ہوئی۔ اور
گرہ وزاد انکا چھینا۔ ڈیڑھ سو نامی آدمی انکے قید کیے۔
پہلے ہی روز کہ امراء آپس مین علحدہ کے اندر صادق خان کا ہاتھی شہباز خان کی

**شہباز خان کا فتح پاتا اور معصوم خان کابلی کا آوارہ ہونا ۹۹۱ھ - ۲۸**

یہان سے راجہ تو ڈرمل کے بیٹے گوبردھن نے اس کو پہاڑون مین بھگا دیا۔
ہم نے پہلے لکھا ہے کہ معصوم خان کابلی کو لشکر شکست دیکر اڈیسہ کی طرف گیا اور
قتلو خان کررانی کو شکست دے کروہ دریاے دامودر کے کنارہ پر مقیم ہوا لشکر کا
ایک حصہ گھوڑا گھاٹ میں قاقشالون کے بچانے کے لئے گیا۔ تھوڑے دنون مین معصوم خان
نے بہت سا لشکر جمع کیا۔ اور ملک بھاٹی سے مرزا بیگ قاقشال بھی لڑنے آیا یہ ترسون خان
پاس تاج پور کی حدود مین چلا گیا۔ ترسون خان قلعہ نشین ہوا۔ سرکش شہر ٹانڈہ سے
سات کوس پر آپہنچے۔ اور انہون نے اس ملک کو تاخت و تاراج کیا اور بڑی شورش
مچائی۔ شہباز خان کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے کچھ لشکر تیز رو کشتیون
مین روانہ کیا کہ معصوم خان کے آنے کو روکین اور خود لشکر آراستہ کرکے پٹنہ
سے خشکی کی راہ پر چلا اور تھوڑے عرصہ مین آشوب گاہ مین پہنچ گیا۔ معصوم خان کا
دریاے جمنہ کے پاس پہنچ گیا تھا یہین ٹھیر گیا۔ اور امراء اڈیسہ جو ٹانڈہ مین تھے اُن کو
لکھا کہ قتلو خان مین پادشاہی لشکر سے لڑنے کی قوت نہین رہی ہے اس لئے بہتر
ہے کہ اُن مین سے کچھ اس جانب کو چلے آئین۔ اُمراء شاہی مین سے وزیر خان نے تو
قتلو کے دفع کرنے کا اہتمام اپنے ذمہ لیا۔ اور شہباز خان نے اور سرکشون کے سزا دینے کا
کام لیا وہ دریاے گنگ سے پار اُترا۔ یہ تائید ایزدی ہوئی کہ شاہ بردی ان دنون
مین مر گیا تھا اس کے تین ہزار توپچی بھاٹی سے آن کر ملازم شاہی ہوئے۔ پھر
ترسون خان اور مرزا بیگ قاقشال شہباز خان کے لشکر سے آن ملے شاہ قلیخان محرم
اور اُمراء ہنگامہ آرا ہوئے۔ ان دنون مین خبر آئی کہ سرکشون کی سپاہ بسرزمین
باباے بھکری قصبہ سنتوس مین گئی ہے اور ترسون خان کے نوکرون نے ہزیمت
پائی ہے۔ شہباز خان نے محب علیخان و قاسم علیخان و تیمور بدخشی و سلیم خان کو روانہ
کیا اور بعد ازان خود جلد چلا۔ غنیم پہلے ہی سے فوج کی آمد سنکر بھاگ گیا۔ بہت
سی غنیمت پادشاہی لشکر کو ہاتھ آئی۔ اٹھارہ کوس کی پھر راہ دشوار کو طے کرکے

ملک بھاٹی کا حال اور معصوم خان کا مارا جانا - ۹۹۲ سنہ ۹۹۳

شہباز خان نے معصوم خان کو شکست دی تو وہ اوسکے پیچھے ملک بھاٹی کو گیا۔ اسنے ندی نالون دریاؤن کی طغیانی پر کچھ خیال نہین کیا۔ اس کو یہ خیال تھا کہ اس ولایت کا مرزبان عیسیٰ جو زبان سے ہمیشہ عقیدت گذار رہتا ہے اس کا امتحان ہو جائیگا۔ اگر وہ معصوم خان اور اور ناسپاسون کو ہمکو سپرد کر دیگا تو البتہ اسکے دل اور زبان کی یکرنگی ظاہر ہوگی اور اگر یہ نہوگا تو اسکا پردہ فاش ہو جائیگا اور اپنی نادرستی کا پاداش پائیگا۔ بھاٹی کے معنے نیچی زمین کے ہین۔ چونکہ بنگالہ سے زیادہ اونچا ہے اس لئے اسکا یہ نام ہے مشرق سے مغرب تک اسکا طول قریب چار سو کوس کے ہے اور جنوب سے شمال تک قریب تین سو کوس کے عرض ہے۔ اس ملک کے مشرق میں دریائے شور و ملک حبشہ ہے۔ مغرب مین کوہستانی ملک۔ جنوب مین ٹانڈہ۔ شمال مین دریائے شور و منتہائے کوہستان تبت۔ اس ملک کے سردار کا باپ راجپوتان بیس مین سے تھا۔ اس زمین مین بھی رود دریا ہین جنکے سبب سے وہ ہمیشہ نخوت اور سرکشی کرتا۔ سلیم شاہ کے عہد مین تاج خان و دریا خان بڑی سپاہ لیکر اس ملک پر چڑھے اور اسکو اپنا مطیع کیا مگر تھوڑی مدت کے بعد پھر وہ ناسپاس ہوا انہون نے اوسکو پکڑ کر مار ڈالا اور اسکے دو بیٹون عیسیٰ اور اسماعیل کو سوداگرون کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ قطب الدین خان عیسیٰ کے چچا نے جب نیکو خدمتی کے سبب سے تازہ روئی پائی تو وہ سخت تگاپو کرکے توران کی زمین سے ان دو بھائیون کو لایا۔ عیسیٰ نے پختگی و آہستگی سے نام پیدا کیا۔ بنگالہ کے بارہ زمیندارون کو اپنا تابع کیا۔ پیش بینی اور دور اندیشی کے سبب سے بنگالہ کے مرزبانون کو ہمیشہ پیشکش بھیجتا تھا مگر انکے پاس کبھی نہین آیا دور ہی سے زبان سے پیرو ہونے کا اقرار کرتا رہا۔ جب دریائے گنگ کے کنارہ پر خضر پور کے نزدیک پادشاہ کا لشکر اوترا۔ یہ جگہ اس دریا مین آنے جانے کی گذرگاہ تھی۔ اس لئے یہان دریا کے دونو کنارون پر استوار قلعے بنائے گئے تھے۔ تھوڑے دنون مین یہ دونو قلعے پادشاہی لشکر نے خوب لڑکر فتح کر لئے

طرف دوڑا قریب تھا کہ اسکا کام تمام کرے گروہ بچگیا اگرچہ ظاہر مین کوئی آسیب اسکو
نہین پہنچا مگر دل مین اُسکے کینہ بیٹھا - پھر ان مین آشتی کیجگہہ دشمنی برملا ہوئی - تو صادق خان
پادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوا -

شہباز خان امرای بھائی سے لڑ رہا تھا اور وزیر خان اڈیسہ کی طرف آمادہ آویزش تھا
درمیان کا ملک خالی تھا - اس زمانہ مین ولایت کوچ سے جباری گھوڑا گھاٹ مین آیا
تاجپور کو سلیم خان سرمور کے آدمیون سے اور پرنیہ کو ترسون خان کے خویشون سے
لے لیا اور دارالملک ٹانڈہ کی طرف متوجہ ہوا - حسن علی کوتوال بیمار بستر پر پڑا تھا -
شیخ الٰہ بخش صدر ست و پا زنی کرتا تھا - اور آدمیون کی کمی سے حیرت مین تھا - ناگہان شیخ
فرید آ گیا اس کے آنے سے خوف جاتا رہا وہ آزردہ ہو کر لشکر اڈیسہ سے پادشاہ پاس
جاتا تھا - وہ پادشاہ کے حکم سے اُلٹا پھرا - جب وہ اس حدود مین آیا تو جباری نے
کنارہ کیا - شیخ تاجپور مین آدمیون کی دلدہی کرنے بیٹھا اور شاہی گماشتے اپنی تیول
مین گئے -

جب بنگالہ تیسری دفعہ فتح ہوا - کارآگاہون کی ہوشیاری سے میرزا بیگ و وزیر جمیل
و خالدین و فرخ بیر غلیق اور بعض آدمیون نے دولتخواہی کی راہ لی - لیکن اپنی بداعمالی کے
سبب سے ہمیشہ بیمناک و سراسیمہ رہتے تھے - جب شہباز خان سے بگڑ کر صادق خان پادشاہ
کی خدمت مین جاتا تھا کہ امان خواہون نے اسکا ساتھ دیا تھا اور پادشاہ پاس اُسکے ساتھ
جانے کا قصد کیا - مگر پادشاہ نے موہنداس کو گھوڑے کی ڈاک مین اس حکم کے لیجانے کے لئے
بھیجا کہ صادق خان الٹا جا کر وزیر خان سے ملجائے اور امان خواہون کو نوازش فراوانی
کا امیدوار کرکے ہمارے پاس بھیجدے یہ تیز رو قاصد ٹانڈہ مین صادق خان سے ملا
وہ پادشاہی فرمان کا فرمان پذیر ہوا - بے قرارون بیمناکون کی شکیبائی کے لئے اپنے
بڑے بیٹے زاہد کو ان کی ہمراہ کرکے پادشاہ پاس بھیجا وہ پادشاہ پاس آئے اور
پادشاہانہ نوازش سے سربلند ہوئے -

اسکے خویش فریدون حسین وعلی یار نے نقد زندگی دیکر ناموس جاوداں خریدی۔
امد ترسون خان زخمی ہو کر زندہ گرفتار ہوا معصوم خان نے مہر و محبت کی باتین بنائین
کہ اسکو اپنا ہمداستان بنائے مگر اس اخلاص سرشت نے ان باتون پہ سرزنش کی۔
اس نے اسکو مار ڈالا۔ پیرانہ سری مین یہ نیک نامی جاوید حاصل ہوئی۔

ہم اوپر لکھہ چکے ہین کہ لشکر بنگالہ کچھہ تو شہباز کے ساتھ بھاٹی گیا تھا اور
کچھہ وزیر خان کے ساتھ حدود بردوان مین قتلو خان کی چارہ سازی کے لئے
بیٹھا تھا۔ اس لشکر سے قتلو مدارا کی باتین سُنا رہا تھا کہ صادق خان آیا۔ وہ
معاملہ دانی کا کاربند تھا۔ قتلو اس کے خوف سے بھاگ کر اڈیسہ مین گیا امراء
اسکے تعاقب مین ایک کوس کے فاصلہ پر پہنچے۔ وہ سراسیمہ ہو کر جلیسور کے درخت زار
مین ٹھیرا۔ زر کے ساتھ زاری شروع کی۔ امرا نے آزورزی اور آزار لشکر کشی کے
سبب سے اسے منظور کیا اور اُسی منشور شاہی کو دستاویز بنایا کہ اگر قتلو اطاعت اختیار
کرے تو اڈیسہ اس کو دیدیا جاوے۔ اس نے سپاس گذاری کے لئے اپنی برادرزادہ
کو پادشاہ کی خدمت گری کے لئے روانہ کیا اور ساتھہ ہاتھی اور اور اسباب نذر کے
لئے بھیجا۔ شیخ ابراہیم فتحپوری انکو اوائل تیر ۹۹۲ھ مین پادشاہ کی خدمت مین لایا
جب یہ انجمن آشتی پیراستہ ہوئی تو وزیر خان ٹانڈہ مین واپس آیا اور صادق
پٹنہ مین گیا۔ ہر ایک نے اپنی جاگیر مین جا کر ہنگامہ شادی آراستہ کیا۔

جب شہباز خان حدود بھاٹی مین آیا۔ دریا برہم پتر کی ایک شاخ پنا
ندی تھی اس کے کنارہ پر اس نے اپنا بنگاہ بنایا۔ اس نے تناسیاسوں کو مارا۔ نہ
انکو آوارہ کیا۔ بلکہ ... پیغام گذاری [illegible] اندرز گوئی سے اونکو اپنی راہ پر لانا
چاہا۔ اس کے جواب مین عیسی نے بھی چکنی چپڑی باتیں [illegible] زمان اور زمانہ باتون
مین کاٹا۔ جب معلوم ہوا کہ زبان و دل مین یکتائی نہین ہے تو شورش آویزش برپا
ہوئی۔ سات مہینے تک لڑائی رہی۔ مناسب یہ تھا کہ دونو چراغ آگہی کو روشن

ستا بچا کا تو اس کے ہاتھ آگیا۔ گراپوہ (گراپور) مین کہ اسکا بنگاہ متعلقہ پہنچا اور اس
آباد شہر کو لوٹا۔ پھر فوجین بارہ سمندر پہ کہ ایک بڑا شہر ہے گیا اور وہان سے بہت غنیمت
ہاتھ آئی۔ پھر دریائے برہم پتر پر لشکر آیا۔ یہ بڑا دریا ہے اسام سے آتا ہے معصوم خان
تھوڑا سا لڑکر ایک جزیرہ مین بھاگ گیا۔ قریب تھا کہ وہ دستگیر ہوتا کہ اس پاس عیسی جو
ولایت کوچ مین گیا ہوا تھا۔ بڑا بہادر لشکر اور سامان لیکر آن پہنچا۔ لشکر شاہی نے
کنارہ سمندر کی برابر بمقام ٹوٹک مین دریائے برہم پتر کے کنارہ پر خیمے ڈالے اور قلعہ بنایا۔
بری اور بحری سخت حملے ہوئے۔ مگر ہر دفعہ لشکر شاہی کو فتح حاصل ہوئی۔ ترسون خان
کو بھیجا کہ سامان لشکر کرکے بجراپور مین جاکر غنیم کو دو دلہ کرے۔ قصبہ بھوال سے دو راہین
جاتی تھین۔ ایک مخالفون کے مقام سے بہت دور تھی۔ دوسری دریا کے کنارہ پر
وہ اس سے بہت نزدیک۔ ترسون خان اس راہ سے گیا۔ معصوم خان کو جب یہ خبر ہوئی تو
وہ تیز دستی کرکے جلد حملہ کرنے گیا۔ شہباز نے یہ اطلاع پاکر محب علیخان و راجہ گوپال و
کھنگار کو روانہ کیا۔ اور ایک تیز رو قاصد کو بھیجا کہ وہ ترسون خان کو اس خوف کی
اطلاع دے اور کہے کہ جب تک یہ لشکر کمک کو نہ پہنچے وہ کسی مستحکم جگہ مین ٹھہرے اور
لڑائی نہ لڑے۔ ترسون خان کو شہباز خان کی طرف سے غم پیدا ہوا۔ فریقین
سے اس طرف سرکش اس لئے آئے ہین کہ ایک گروہ کو شہباز خان سے جدا کردین۔ فرستادہ
نے آنکر بہت کوشش کی۔ اور ہمراہیون نے احتیاط کی۔ اور سود مندی۔ بے پروائی
تریان نزدگی گذارش کی — ناگزیر اسکو مقام پناہ کی جستجو کرنی چاہئے تھی۔ مگر اس نے
ان باتون کی کچھ قدر نہین کی۔ اسی اثناء مین ایک فوج نمودار ہوئی جسکو وہ اپنی
کمک سمجھا اور مہمانی کے سامان تیار کرنے لگا۔ چند قدم گیا تھا کہ معلوم ہوا غنیم کا لشکر ہے
ہر چند ہوا خواہون نے سمجھایا کہ پناہ گاہ مین چلا جاے اور وہان اپنا لشکر جمع کرکے
کمک کا انتظار کھینچے۔ مگر کچھ سود مند نہ ہوا۔ لڑنے پر تیار ہوا۔ کچھ آدمی یہ کہہ کر کہ سامان
تیر و تیار کرتے ہین جدا ہو گئے۔ پندرہ آدمی اس کے ساتھ تھے کہ لڑائی شروع کی

پر آمادگی ہوئی - ۱۹ ربہمن ماہ الٰہی ۹۹۲ھ کو عیسیٰ لڑائی پر متوجہ ہوا - امراء شاہی نے اپنی
کوتاہ بینی و تباہ سگالی سے اپنے نقصان مین فائدہ جانا - اور شہباز خان کی شکست
کو اپنی دوستی - اول محب علی خان بغیر لڑے لشکر سے اوٹھکر چلا گیا - ہر ایک امیر اپنی
جگہہ چھوڑ جہان اُسکا جی چاہا چنپت بنا - شاہ قلی محرم کچھہ لڑا - آدمیون کے ہمراہی نہ
کرنے سے زخمی ہوا اور بھوال کو چھوڑ دیا - شہباز خان خواب سے بیدار ہوا - تالیف قلوب
کرنے لگا - لیکن پشیمانی بیجا مین فائدہ نہ تھا - ناگزیر دار الملک ٹانڈہ کی طرف چلا - سارے
اندوختے برباد گئے - پسران عیدل اور اور آدمی اس کے اسیر ہوئے - شیخ محمد غزنوی اور
اور امرا ڈوب گئے - کھنگار و سید عبد الرحمن و راجہ گوپال و میرزادہ علی خان اتالیق
باز گشت مین ترخان دیوانہ و مرزا محمد و نوروز سمی قاقشال سے جو غارتگری سے واپس
آگئے تھے مل گئے اور بد نصیبی سے یہ سمجھے کہ وہ اپنے ہی ہین - جب دونون گئے تو لڑائی
ہوئی - نوروز مارا گیا اور سرکش بھی بھاگ گئے - پادشاہی لشکر کو فتح ہوئی - بہت
غنیمت ہاتھہ آئی - آٹھہ روز بعد یہ امرا شیرپور مین آئے - شہباز خان کا ارادہ یہ تھا
کہ یہین لشکر کو درست کرے اور پھر جا کر لڑے - مگر اسکی بد خوئی کے سبب سے اس کے
ہمراہ عاجز ہو گئے تھے وہ اس بات پر دل نہاد نہ ہوئے - جب وہ ملک ٹانڈہ مین آیا
تو وزیر خان کشادہ پیشانی اور گرم خوئی سے پیش آیا - شہباز خان اپنے پہلے منصوبے
کو کام مین لانا چاہتا تھا - مگر رایون مین اتفاق نہ ہوا اور دلون سے دورنگی نہ نکلی
ناگزیر اُس سے پادشاہ پاس جانے کا قصد کیا - پادشاہ نے آگہی پاکر چند سزاول بھیجے کہ
اُسکو واپس بھیجین - اور ہر ایک امیر کے مناسب سرزنش کرکے نصیحتین ہوش افزا فرمائین -
سعید خان اور اور صوبہ بنگ و بہار کے اور جاگیر دارون کے نام فرمان صادر کیا
کہ یک جہتی کرکے اس بومی کو سزا دینے مین کوشش کرین - اول پیشرو خان و خواجگی
فتح اللہ کو اس خدمت پر روانہ کیا اور بعد ازان را مداس کچھواہہ اور مجاہد کنبوہ کو
کہ تلخ سخنون سے شیرین کام کرکے ہنگامہ کو گرم کرین -

کرتے اور نیالش گری اختیار کرتے۔ مگر خودی کی بے تیرگی نے افزایش پائی اور نخوت
بڑھائی۔ شہباز خان خود بینی سے دل آزاری کرنے لگا اور سر رشتہ تدارک کو
چھوڑ کر بیہودہ باتین بنانے لگا۔ مخالف کی بھی تبہ کاری زیادہ ہوئی۔ لوٹ کا بازار
گرم ہوا۔ سرمایۂ زندگی گران ارز ہوا۔ غنیم کو یہ خیال تھا کہ برسات مین لشکر شاہی
ضرور اُلٹا جلد جائیگا لیکن بارش کم ہوئی تو شرمندگی مٹانے کے لئے اس نے بہت
سے بیلدار جمع کرکے دریا برہم پتر کو پندرہ جگہ سے کاٹ کر بادشاہی مورچلون
مین چھوڑ دیا کہ جس سے وہ بالکل ڈوب گئے اور بڑی جنگی کشتیان بلند سرا اور لمبی
شہباز خان کے قلعہ کے پاس لایا۔ ان کشتیون کو یہان کے لوگ پتارہ کہتے ہین
طرفین سے توپ اندازی اور بندوق افروزی شروع ہوئی اور لشکر شاہی مین ۔۔
پراگندگی آئی کہ مخالفون کی کشتیون کا سرگروہ بندوق سے مارا گیا۔ کئی کشتیان
ٹکرا کر ڈوبین اور دفعۃً پانی کم ہو گیا۔ ناچار دشمن بھاگے اور بہت سی سیلاب
نیستی مین دھسے۔ ہر مورچل مین بادشاہی لشکر کو فتح ہوئی مگر سید حسن تھانہ دار
ڈھاکہ کو مغلوب کرکے پکڑ لیا اور اس گرفتار کی معرفت صلح کا ڈول ڈالا۔ شہباز خان نے
اُسے قبول کیا۔ عیسیٰ خان نے فرمان پذیری پر کمر باندھی اور خدمت گذاری کو
وہ اپنی رستگاری سمجھا۔ قرار یہ پایا کہ بندر سنار گانو مین بادشاہی داروغہ ہو
معصوم خان حجاز جاوے۔ اور ہمیشہ پیشکش بھیجی جاوے۔ عیسیٰ نے بہت سا مال خرچ
کرکے امراء کو راضی کر لیا۔ لشکر شاہی نے یورش کیا۔ جب شہباز خان ناؤ پر سے
پر سے اتر کر بھوال مین آیا اور اوسکو امید تھی غنیم کی گرفتار کردار کی صورت مین
آئے۔ لیکن لشکر شاہی کے بدگو ہرون نے ایسی ناسزا گفتار اس زمیندار کے
ساتھ کین کہ وہ دو دلہ ہو گیا اب وہ کچھ اور شرطین پیش کرنے لگا۔ سپہ آرا کا
دل آشفتہ ہوا۔ اس نے کہا کہ ہر وقت جاسے کو بدلا اور نئی باتین بنانی دور بینی
اندیشون کا کام نہین ہے۔ سخت روئی اور درشت گوئی کا آغاز ہوا اور آویزش

جب لشکر شیرپور مین آیا معصوم خان اڈیسہ کی طرف فتح آباد سے بھاگا اور
رستم خان قاقشال نے اس طرف توقف اس نظر سے کیا کہ بادشاہی سپاہ کے ڈیرے دور
ہو جائین گے تو مجھے موقع ملے گا کہ مین اُس پر دستبرد کرون - اسی معصوم خان کے آنے
کا علم بھی نہ ہوا تھا کہ اس سرکش نے لشکرگاہ شاہی سے بارہ کوس پر شورش برپا کی -
شاہقلی محرم و محب علی خان و راجہ گوپال داس و میرزادہ علی خان اور خواجہ باقر لڑنے
کو چلے تو وہ بھاگا اور امراء شاہی نے اسکا تعاقب شہزادپور تک کیا -
تباہ بیچی و غرض پرستی عقل صلاح اندیش کو دیوانہ بناتی ہے اور گوش حقیقت شنوا
کو سیماب غفلت مین آگندہ کرتی ہے - بادشاہ کی نصیحتین کچھہ کام نہ آئین - بدسگالونکی
ہمراہی شہباز خان کو شورش مین لائی - پھر اسنے مدارا کی راہ چھوڑی - صادق خان
کا دل بیکار ہوا - اور زبان دلشکنی کرنے لگی - اس گروہ مین جانفشانی ہمت تھی مگر خرد
معاملہ دان ہمراہ نہ تھی کہ اپنے خداوند اور پادشاہ کے برآمد کار مین خویشتن بینی کو چھوڑکر
بزم آراے دوستی ہوتے - اپنی ناستودہ خواہشون کے زیربار ہوئے اور بے ہنگام خشم
شروع کیا اور انصاف کو چھوڑا اور بے راہ چلے - اگرچہ سرگروہ حرف اخلاص کو زبان پر لاتے
تھے مگر اس مین راستی نہ تھی -
پہلے اخلاص مندون کی دو قسمین دانشمند کر گئے ہین - ایک وہ اخلاص مند ہین جو اپنی آئین
یکتائی کو اپنی سود اندوزی کے لئے قبول کرتے ہین اور اس روش سے اپنی خودکامی کے پایہ
کو بلند کرتے ہین - اگرچہ یہ لوگ سوداگرون سے آگے قدم رکھتے ہین لیکن آگاہ دل ان
سود مندون پر یگانگی کا نام نہین رکھتے ہین دوم وہ اخلاص مند والانگہ حقیقت پژوہ ہین
کہ غرض دشمن دل کو فروغ دوستی سے روشن کہتے ہین - خدا کے برگزیدون کو اپنا سرمایہ
بناتے ہین اور تعجب اس مین یہ ہے کہ سرمایہ کامروائی انکو اس طرح ملتا ہے جیسے کہ کسان
کو بھوسی کا چارہ - درازی داستان و کوتہی گفتار کے بعد امراء شاہی نے مدارا کے وقت
درشتخوئی اور سخت گیری اختیار کی - ان دنون مین معصوم خان کی شورش کی شہرت

معصوم خان کابلی کا شکست پانا سنہ ۹۹۳ھ ۲۹

ہم نے اوپر لکھا ہے کہ بھاٹی کے لشکر کو خود پستی اور ناتوان بینی سے کیا پیش
آیا۔ شہباز خان شکایت کرتا ہوا پادشاہ کی طرف چلا۔ صوبہ بہار کے امراء مین سی
محب علی خان کے سوا کوئی اپنے تیول مین نہین بیٹھا۔ جسنی نے دور اندیشی سے اپنا ٹھکا
نہین چھوڑا۔ اس کے اشارہ سے معصوم شیرپور مین آیا۔ بعض سرکشون نے مالدہ سے لیکر
ٹانڈہ سے بارہ کوس پر عمل دخل اپنا کرلیا۔ وزیر خان کو لڑنے کی تو توفیق نہ ہوئی
مگر وہ اپنی جگہ کو سنبھالے رہا۔ اور شہر بزرگ ٹانڈہ کو دشمنون سے بچالیا۔ پادشاہی اولون
نے تلخ گوئی اور راست گذاری سے شہباز خان کو بازگشت پر اور بہار کے اور جاگیرداروں
کو مقصود پر رہ گراہی کیا اور یک جہتی اُن مین پیدا کی۔ شہباز خان پاس فرمان والا
آیا کہ اگر اور سپاہ درکار ہو تو راجہ ٹوڈرمل اور مُطلب خان و شیخ جمال بختیار کو بھیجی۔ دونون
اس کی عرضداشت جواب مین آئی کہ یہان لشکر بہت ہے اور سب کارگذاری پر آمادہ
ہین۔ ۱۰ ذی الحجہ سنہ ۹۹۳ کو وہ بنگالہ مین آئے اور ولایت بھاٹی کی تسخیر کا ارادہ کیا۔
دشمن سراسیمہ ہو کر بے لڑے بھاگا۔ جمنہ کے کنارہ پر اطلاع ہوئی کہ معصوم خان شیرپور
مین ہی اور اسکو خیال بھی نہین ہی کہ لشکر شاہی دریا سے پار آئیگا۔ شہباز خان نے دریا کے
پار جانے اور آگے بڑھنے کو لشکر سے کہا امراء نے اسکو پسند نہین کیا۔ رامداس اور
خواجگی فتح اللہ کی کاردانی اور کوشش سے بہانہ وزری اور گران پائی کو جانہین ہی
کام ونا کام اس دریا سے وہ گذرے۔ جب نزدیک پہنچے تو غنیم بھاگا۔ کچھہ دشمن اسیر
ہوئے۔ بہت غنیمت ہاتھ آئی۔ ملک کو چھوڑنا اور سب امراء کا دشمن کے پیچھے جانا مناسب
نہ تھا۔ اس لئے شہباز خان اور شاہ قلی یہان رہی وسعید خان و وزیر خان و صادق خان
و محب علیخان و سید عبد اللہ خان آٹھوین بہمن کو آگے روانہ ہوئے۔ رامداس و خواجگی
فتح اللہ ان کے ساتھہ ہوئے۔ جو ملک پہلے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ اب وہ حاصل ہوگیا تھا
اور غنیمت بھی ہاتھ لگی تھی۔ اس لئے یہ سب شیرپور مین آئے۔ اب لشکر مین دوئی اور
دورو ئی نہین تھی —

جبکہ اس کی خوب مالش کی اور وہ ولایت مورنگ میں بھاگ کر مر گیا اور اس طرح
طاہر بھی ناکام رہا۔

جب امراء بہار خدمت گذاری کے لئے بنگالہ دوڑے گئے۔ یوسف افغان نے
تاخت و تاراج شروع کی۔ حبیب علی پور محب علیخان جوش جوانی میں آکر اس سے لڑا
اور مارا گیا۔ محب علیخان اس سے بڑا پریشان ہوا اور جانے کے لئے بیتاب ہوا۔ مگر
امراء بنگالہ نے اسے جانے نہ دیا۔ شاہ قلی خان محرم بادشاہ پاس جاتا تھا اس سے
کہا کہ وہ راستہ میں یوسف کو ٹھیک بناتا جائے اس نے تھوڑے دنوں میں سب باغیوں کو
برباد کر دیا۔

صادق خان کا بنگالہ میں مقرر ہونا سنہ ۹۹۲ھ

اوپر بیان ہوا کہ امراء بنگالہ نے اپنی خود بینی اور غرض پرستی سے رشتہ یکدلی کو
توڑا۔ صادق خان ایک طرف ہوا اور شہباز خان دوسری طرف جہالت کی ترقی
تھی اس لئے یہ جدائی سودمند نہ ہوئی۔ کام دونوں نے چھوڑا لیکن آپس میں کین توزی شروع
کی بادشاہ نے خواجہ سلیمان کو نصیحت کے لئے فرمان دیکر بھیجا کہ ایک کام دو گروہ کو
سونپنا شائستگی نہیں رکھتا خیر سگال کاردیدہ انجمن آراستہ کریں اور سپاہ کو سرداروں
میں ژرف نگہی کو کام میں لائیں ان میں سے جو چاہے بنگالہ کا انتظام اپنے ذمہ لے
اور دوسرا صوبہ بہار میں چلا جائے۔ خواجہ اول صادق خان پاس گیا اس نے خامکاری
سے بغیر اسکے کہ دونو گروہ جمع ہوں بنگالہ کے انتظام کو اپنے ذمہ لے لیا۔ شہباز خان
اور سعید خان اور سردار اس سے درہم ہوئے بغیر اسکے کہ بنگالہ بالکل فتح ہو وہ
اس سے باہر نکل گئے۔

لشکر شاہی کے آنے سے عیسیٰ زمیندار اگرچہ پریشان خاطر تھا مگر اس نے
دیکھا کہ بزرگان لشکر اپنی غرض پرستی اور کوتاہ بینی سے باہم عناد رکھتے ہیں
تو اس نے کچھ دنوں آرام کیا۔ عاقبت بینی سے اس نے صادق خان اور اور اور
سرداران لشکر کے پاس اپنے کاروان آدمی بھیجے۔ اور لابہ گری اختیار کی

یہ قرار پایا کہ غنیم دو جگہ ہے اسلئے پادشاہی فوج بھی دو فوجین ہو کر خدمت بجا لائے ۲۰ بہمن سنہ ۹۹۳ کو وزیر خان و شاہ قلی خان محرم و صادق خان و محب علیخان و راجہ گوپال و کیچک خواجہ نے معصوم خان کو شکست دینے کی خدمت لی اور جدائی اختیار کی شہباز خان و بہادر خان و سید عبد اللہ و میرزادہ علی خان بابوے منگلی تمر بدخشی و شاہ قاسم نے اور نرسون خان کے بھائیون ابا بکر اور امرز نے اس طرف کے بدنہادون کی چارہ گری کو اپنے ذمہ لیا۔ اسی طرح ہر روز کی خانگی ہر خراش دور ہوئی اور ہر گروہ اپنی خدمت پر مستعد ہوا —

معصوم خان کابلی کا ذلیل ہونا سنہ ۹۹۳

معصوم خان نے لشکر شاہی کی آمد سنی تو اس نے مقام ترمہانی جہان گنگا م جمنہ و سابی اور سرو ملتی ہین دو قلعہ بنائے (آرایش محفل مین لکھا ہے کہ ڈھاکہ سے کچھ فرسنگ پر گنگا کی دو شاخین ہوتی ہین۔ ایک شاخ پدما وتی تو مشرق کی طرف بڑھ کر برہم پتر مین چٹ گام مین ملتی ہی اور دوسری شاخ شمال کو بہ کر تین شاخون مین تقسیم ہوتی ہی جنکے نام سرستی جمنا۔ گنگا ہین) بیگ محمد و الغ بیگ و رچند ا و ربدگو ہرون کو زمینداروں کے ساتھ یہان بٹھایا اس کو وہ ور بند سمجھا اور آپ پیچھے جا کر ٹھیرا۔ امراے پیکار ہنگامہ آرا ہوئے۔ عیسی نے کاروالون کو بھیجکر ا بہ گرہی کی مگر اس کی شنوائی نہ ہوئی لشکر شاہی نے کشائش قلعہ پر ہمت لگائی سخت لڑائیان ہوئین۔ ہر بار غنیم ایک انبوہ کے ساتھ بھاگا۔ ۱۲ فروردین کو ایک قلعہ کو کشتیون کی لڑائی سے لے لیا اور دوسرے کو دوسرے دن فتح کر لیا۔ پھر معصوم خان کی طرف توجہ کی۔ اس مین لڑائی کی تاب نہ تھی اس نے دریا نوردی اختیار کی۔ ناسپاسون کے ہجوم سے اور شورش دریا سے اس کی کشتی ڈوبی۔ بہت تگاپو کرکے نیم جان کنارہ پر گیا۔ اسکی دوسری دفعہ بے آبروئی ہوئی ظاہر تاجپور مین شورش برپا کر رہا تھا۔ تمر بدخشی نے بری طرح لڑ کر شکست پائی جس سے وہ اور بدمست ہوا۔ ترخان دیوانہ دار الملک ٹانڈہ مین آیا اور فتنہ برپا کیا اور بعض نے گھرون مین آگ لگائی۔ شہباز خان نے قاسم خان و محمد خان و محمد جان نثار کو

بتائے کہ دریا سے گذرنے کے وقت مخالف چیرہ دستی نہ کرے ۱۳ خرداد سنہ ۹۹۳ کو امرا کو
فتح ہوئی اور انجمن نشاط آراستہ ہوئی۔ رات بھر بارش رہی صبح کو سپاہ نے بارش مین
دریا سے عبور کیا۔ کچھہ آدمی اور گھوڑے سیلاب مین بہ گئے۔ غنیم نے صف آرائی کی۔
صادق خان صفین آراستہ کرکے قلعہ مین جاکر سو رہا اور کارآگاہون کو مقرر کیا۔ کہ
فوجون کو درست رکھین۔ دوپہر ہوئی تو دشمنون نے یہ خیال کرکے کہ آج لڑائی نہین ہوگی
وہ اپنے بنگاہ کو چلے گئے تو صادق خان نے لڑنے کا ارادہ کیا اور امرا سے کہا کہ
میری یہ تدبیر اس لئے تھی کہ دشمن عنان تاب ہو۔ اب مین لڑنے پر آمادہ ہون۔
دلاور میدان جنگ مین آئے غنیم نے بھی اپنے لشکر کے دو حصے کئے۔ ایک وزیر خان
سے اور دوسرا صادق خان سے لڑنے لگا۔ وزیر خان کو شکست ہونے کو تھی کہ محب علیخان
و میرزادہ علیخان نے اُسے جاکر سنبھال لیا۔ تھوڑی دیر مین مخالف کو بے آبرو کیا۔
تین سو آدمی غنیم کے مارے گئے اور سو آدمی پادشاہی کام مین آئے۔ شاہی لشکر
نے تعاقب کرکے ہزار آدمی اور مارے اس ملک سے فتنہ دور ہوا۔

جب بنگالہ کو بغیر انتظام کے چھوڑکر امرا باہر چلے آئے تو دستم قاقشال نے گھوڑا
گھاٹ کے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ سیف الملک و خواجہ مقیم نے قلعہ کی اچھی نگہبانی کی اس
اثنا مین بابوے منگلی لشکر پور سے آیا مشہور یہ ہوا کہ محب علیخان آنکر ملا ہے۔
غنیم قلعہ کو چھوڑکر دور چلا گیا۔ پادشاہی لشکر نے باہر آنکر ہنگامہ پیکار گرم کیا اور اپنے
گروہ کے ساتھ مارا گیا۔ دستم بھاگا اور اپنے گروہ کے ساتھ مارا گیا۔ اسکا بیٹا توشقال
اسیر ہوا۔ پادشاہ کو معلوم ہوا کہ تنہا وزیر خان اس ملک کی مہمات کو سرانجام
نہین کرسکتا اور ابھی سرکش اپنی ناسپاسی سے باز نہین رہتے۔ اس لئے شہباز خان کے
چھوٹے بھائی کرم اللہ کو پادشاہ نے بھیجا کہ وہ اپنے بڑے بھائی کو بنگالہ لیجائے
پادشاہ دریای بہت کے کنارہ پر تھا کہ اس نے سنا کہ شہباز خان اس کی خدمت
مین بیتابانہ چلا آتا ہے تو اس نے سزاوار نہ سمجھا کہ اسکو کام ناتمام چھوڑ کر آنا چاہئے

دستم قاقشال کا مارا جانا سنہ ۹۹۳ھ - صوبہ بنگالہ کا امن امان ۹۹۴ھ

یہ قرار دیا کہ معصوم خان کابلی کو حجاز روانہ کرے اور خود بندگان سعادت سرشت
مین داخل ہو کر خدمت گذاری کرے اور اپنے خویشون مین سے ایک کو پادشاہ
کی پرستاری کے لئے بھیجے اور عمدہ پیشکش روانہ کرے اور اس شورش مین لشکر
شاہی کا جو کچھ گیا ہو اوسکو حوالہ کرے وہ اس سامان مین تھا کہ بنگالہ سے شہباز خان
و سعید خان اور امراء چلے آئے جسکا اوپر بیان ہوا تو پھر عیسیٰ نے سر رشتہ نیاز کو
چھوڑا اور بڑی خواہشین کرنے لگا۔ امراء نے ولایت کا ایک حصہ اوسکو دیا اس نے
بھی کچھ اطاعت اختیار کی۔ ہاتھی اور توپ وغیرہ جو کچھ اسکو ہاتھ آئے تھے واپس
بھیجدئے معصوم خان کو اُس نے نہین بھیجا۔ مگر فتنہ اندوزی سے باز رکھا۔ شہریار
نے صلح کو منظور کر لیا۔ مگر امراء کے اس طرح چلے آنے کو ناپسند کیا۔ خواجہ سلیمان
نے عرض کیا کہ مین نے شہباز خان سے ہر چند کہا کہ چند روز بنگالہ مین توقف
کرے مگر اُس نے غصہ سے قبول نہین کیا۔ پادشاہ نے خواجہ کو ناظر دولت کے
ساتھ پھر روانہ کیا کہ وہان جا کر شہباز خان کے کام سے مطلع ہو اور امراء کو [illegible]
اس زمانہ مین کہ اس ملک کو کچھ امن تھا امیر اس سبب سے کہ عیسیٰ اپنی قرارداد کا کاربند
ہو نواحی اڈیسہ مین چشم براہ تھے کہ اس بدعقل نے سلیمان سرغنی کی دستیاری
سے فتنہ انگیزی کی اور افغانون کا ایک ہنگامہ جمع ہوا اور لوٹ مار کرنے لگا۔
وزیر خان صالح پور پر گیا۔ بردوان کے قریب لڑائی ہوئی۔ خوب لڑ کر بردوان
مین مجبوراً وہ حصاری ہوا امرائے اطلاع پاکر اس کی کمک کے لئے فوج روانہ کی
خود بھی پیچھے چلے۔ جب پہلے فوج غنیم سے چھہ کوس پر پہنچے تو دشمنون نے حصار کا
محاصرہ چھوڑ دیا اور کارزار پر آمادہ ہوئے۔ دریائے منگل کوٹ پر لشکر شاہی
ٹھیرا اس پاس اور سپاہ بھی آگئی اور دریا سے ہاتھی پر سوار ہو کر پایاب
ہو سکتے تھے اس اثنا مین خواجہ سلیمان و ناظر دولت پادشاہ کے پاس سے
آئے اور فتح کی نوید لائے۔ تھوڑے عرصہ مین دریا کی برابر [illegible]

اس نے آگہی کو مردانگی کے ساتھ ہمدوش اور ہمت کو جدکاری کے ساتھ ہم آغوش کیا۔ اس طرف کا بالکل انتظام کرلیا۔ سرکشون کو فرمان پذیر بنایا۔ پورنمل کیدھوریہ بڑی خودبینی ونخوت فروشی کرتا تھا۔ راجہ چابکدستی کرکے اسکے بنگاہ پر چڑھ گیا۔ اور ناکامی مین وہ اپنے قلعہ کو پناہ سمجھتا تھا اسکو نہ بچاسکا اسکی شورش بدمستی افسردگی خمار بنی لابہ گری کرکے پناہ مانگی۔ ناموراہاتھی اور منتخب اسباب سپاس گذاری کے ساتھ پیش کیا۔ اپنی بیٹی راجہ کے بھائی چندربھان کو بیاہی۔ پھر راجہ سنگرام کو دست کرنے راجہ گیا وہ فرمان پذیر ہوا۔ ہاتھی اور اس ملک کے تحائف نذر کئے۔ پٹنہ مین راجہ آیا۔ اننت پر چڑھ کر گیا۔ بہت غنیمت جمع کی راجہ کے بیٹے جگت سنگہ نے بھی یہ خدمت کی کہ ناگہانی بنگالہ کے سرکشون مین سے سلطان قلی قلماق اور کجلکنہ نے فتنہ برپا کیا۔ گھوڑے گھاٹ کی راہ سے تاجپور اور پرنیہ کو لوٹا مارا اور دربھنگہ مین آئے۔ فرخ کی ہمت نے یاوری نہ کی وہ پٹنہ مین آیا جگت سنگہ جو قصبہ بہار کا پاسبان تھا پیکار کے لئے آمادہ ہوا۔ فرخ خان اور اقطاع داراوس کے ساتھ ہوئے۔ جب وہ حاجی پور سے سات کوس پر پہنچے تو غنیم نے اپنے مین لڑائی کی طاقت نہ دیکھی۔ بھاگ گیا۔ تیزی کے ساتھ اوسکا تعاقب کیا۔ اور ان کے اندوختون پر قبضہ کیا۔ راجہ نے نفائس غنیمت اور ۵۴ ہاتھیون کو بادشاہ پاس بھیجا۔

جب راجہ مان سنگہ کی کاردانی سے صوبہ بہار کا انتظام ہوگیا اور گردن کش تابع ہوگئے تو سنہ ۹۹۷ھ کے آخر مین جہارکھنڈ کی راہ ملک اڈیسہ کے فتح کا ارادہ راجہ نے کیا اور بھاگل پور کے نزدیک توقف کیا اور سعید خان حاکم بنگالہ کو ہمراہ لیا۔ برسات کے قریب آنے سے اوس وقت پر یہ کام ملتوی کیا سنہ ۹۹۸ھ کے شروع مین پردوان کی راہ سے روانہ ہوا۔ پہاڑ خان۔ بابوی منگلی رای پترداس کو توپخانہ کے ساتھ بنگالہ سے ساتھ لیا۔ جہان آباد مین بنگاہ بنایا۔ برسات کے ختم ہونے پر یہ خیال تھا کہ سعید خان ومخصوص خان اور اور زمینداران ملنے کے

وہ جونپور مین اس سے ملے۔ وہ ۲۰ سہین سنہ ۹۹۴ کو بنگالہ کا پاسبان ہوا ازابکی دل آتے سے
اور دست کشادہ سے اس نے دلون کو صید کیا۔ سب کج گرا افغانون نے اطاعت
اختیار کی اور شورشون کی گرد بالکل بیٹھ گئی۔ زیر دستون کو آسودگی ہوئی۔
عیسیٰ کی کین توزی کے سبب ملک بھاٹی کو سپاہ روانہ کی۔ صادق خان نے جو
ملک آشتی کے سبب سے دیدیا تھا وہ لے لیا۔ بندر چاٹ گانو تک قبضہ ہوگیا۔ عیسیٰ نے
بہت سے تحائف بھیج کر لابہ گری کی اور گذارش کیا کہ معصوم نے اپنی بدبختی سے
ناسپاسی اختیار کی تھی اب وہ لرزان ہی چاہتا ہے کہ چند دنون غائبانہ شا
پرستاری کرے اور اب وہ اپنے بیٹے کو بھیجتا ہے۔ یہان جواب ملا کہ بہتر یہی ہے
کہ وہ حجاز جاے اور وہان سے پھر کر بادشاہ پاس آئے۔ قتلو سے بھی افغان
جدا ہو کر شہباز خان سے آن ملے اس نے ملک اڈیسہ اسکو دیدیا۔
اڈیسہ اور دکن کے درمیان ایک آباد ملک کوکرہ ہے۔ یہان کا زمیندار مادہو سنگہ
اس سبب سے کہ ایک کوہ دشوار گذار اس پاس تھا بڑا غرور کرتا تھا۔ بادشاہی لشکر نے وہان
جا کر لوٹ مار کی اس نے بھی مالگذاری کا اقرار کر کے اطاعت اختیار کی۔ مرزبان کو اپنے
بہت سے ہاتھی اور مال اسباب بھیجکر یکجہتی اختیار کی۔ تعجب ہے کہ امراے بزرگ مین سے سواے
وزیر خان کے کوئی اور نہ تھا کہ یہ سب کام شائستگی کے ساتھ ہوتے اس دیار مین سب سے
زیادہ ضروری اسباب نیرو مین سے نوارہ ہے۔ اس کا بھی انتظام کچھ نہ تھا۔ اور
دشمن پاس جنگی کشتیان بہت تھین۔
۲۲ امرداد سنہ ۹۹۶ کو وزیر خان نے اس دنیا سے انتقال کیا اور اوسکی جگہ
سعید خان صوبہ بہار سے بنگالہ مین مقرر ہوا اور راجہ بھگونت سنگہ اور مان سنگہ
صوبہ بہار مین اقطاع ملین گھوڑا گھاٹ مین پاینده خان جاگیردار مقرر ہوا جب
سعید خان بنگالہ پہنچ گیا تو شہباز خان بادشاہ پاس آگیا۔
سنہ ۹۹۷ مین راجہ مان سنگہ کی پیش کش بہار سے بادشاہ پاس آئی

ملک کوکرہ سنہ ۹۹۳ + [illegible]

قبول کرلیا اور یہ عہد ہوا کہ پادشاہی خطبہ وسکہ جاری ہو اور خدمت گذاری اور
فرمان پذیری کے سوا کچھہ اور خیال نہ کیا جائے۔ جگنناتھ کہ سب سے بڑا پرستش کدہ ہے مع
توابع کے خالصہ مین دیا جاے اور دولت خواہ زمیندارون کو کچھہ آسیب نہ پہنچایا جاے
مخالفون نے زمانہ سازی اور فریب کاری سے سب شرطون کو قبول کرلیا۔ تیر
شہریور سنہ ۹۹۹ کو راجہ کے پاس اسیر قتلو کو خواجہ عیسی لایا۔ ڈیڑھ سو ہاتھی اور بہت نفیس
اشیا پادشاہ کے پیشکش کے لئے روانہ کئے گئے۔ راجہ نے اوسکی دلدہی کی اور
خود بہار مین چلا آیا۔

جب تک عیسی خان زندہ رہا۔ عہد وپیمان برقرار رہا۔ جب وہ مرگیا تو عہد وپیمان
ٹوٹ گیا۔ افغانون نے پرستش کدہ جگنناتھ کو لے لیا۔ ولایت ہمیر کو جو پادشاہ کا فرمان
پذیر تھا لوٹ لیا۔ راجہ مان سنگھ آشتی سے پشیمان تھا۔ اس نے پادشاہ سے اجازت
حاصل کرلی کہ بنگ وبہار کی سپاہ اس خدمت پر نامزد کی جاے۔ ۲۳ آبان سنہ کو وہ
دریا کی راہ سے چلا۔ اور تولک خان اور امیرون کو خشکی کی راہ پر روانہ کیا۔ مادھو
اور لکھمی راے اور زمیندارون کو جہارکھنڈ کی راہ سے بسرکردگی یوسف خان والی کشمیر روانہ
کیا۔ جب سپاہ بنگال مین آئی تو یہان کا سپہ سالار سعید خان بیمار تھا۔ راجہ کار طلبی کے
سبب سے آگے روانہ ہوا۔ جب سعید خان اچھا ہوا تو وہ راجہ کے لشکر سے جا ملا۔ اس کے
ساتھ اور امرا اور چھہ ہزار پانچسو سوار تھے۔ بہت سے ملک پر قبضہ کرلیا۔ تب کار افغانون
نے صلح چاہی۔ لیکن اس سبب سے کہ آزمودہ را آزمودن اہلی است انکے پیغام صلح کو
کسی نے نہ سنا۔ اور انکو پیمان شکنی پر لعنت ملامت کی۔ اگرچہ امراء بنگالہ کہ آشتی کرنے
پر راضی تھے گرد ناپور کے درخت زار مین جو اڈیسہ کے وسط مین ہے غنیم مقیم ہوا۔ ۱۲ فروردین
سنہ کو راجہ نے اپنی ہراول کو اجازت دی کہ ایک سرکوب کو کہ غنیم کے نزدیک ہے لیکر
قلعہ بنائین غنیم نے دریا کے پار آن کر اپنی سپاہ کو مرتب کیا۔ قتلو خان کے بیٹے نصیب خان
اور جمال خان قلب لشکر مین تھے۔ تین ہزار سوار اور پچیس ہاتھی ان کے پاس تھے۔

قتلو خان جس پاس اڑیسہ تھا وہ لشکر شاہی سے پچیس کوس پر آیا اور لڑائی کی تیاریان کرنے لگا۔ بہادر کو ہو دو کو بہت سپاہ کے ساتھ رائے پور بھیجا۔ راجہ نے اک فوج اسکی مالش کے لئے بسر کردگی جگت سنگہ روانہ کی۔ بہادر حصاری ہوا اور لابہ گری کی۔ جگت سنگہ نوجوان ناآزمودہ کار کو افسانے سنا کر بے پروائی کی خواب مین سلایا اور خود قتلو سے مدد مانگی۔ ۲ خرداد ۹۹۰؁ کو جسوقت جگت سنگہ بادہ غرور کی سے خوش ہو رہا تھا ناگہانی بہادر بہت سا لشکر لیکر اوسپر حملہ آور ہوا اور غالب ہوا۔ قتلو خان نے جلال خان کو اور بہت دلاورون کو بسرکردگی عمر خان برادرزادہ و میرو پورکاسو و خواجہ عیسیٰ اپنے وکیل کو روانہ کیا۔ ہرچند جمیر زمیندار نے بہادر کی حیلہ سازی کو اور اسکی یاوری کے لئے لشکر کے آنے کو جگت سنگہ سے کہا مگر اسنے کچھہ نہ سنا ہزارون کوشش سے کچھہ سپاہ قراولی کے لئے بھیجی۔ غنیم درخت زار مین آیا خیمہ و پرتال کو یہان چھوڑ کر پوشیدہ راہ سے چلا۔ غنیم کے جلد چلے جانے نے لوگون کی غفلت کو اور زیادہ کیا آخر روز مین غنیم آیا۔ یہان نہ کوئی تدبیر تھی۔ نہ لشکر مین انتظام تھا۔ بہت سے بے لڑے پراگندہ ہو گئے کچھہ لڑے۔ بیکہ راٹھور و مہیس داس و نرو چارن نے لڑکر جان دی۔ بادشاہی لشکر کو شکست ہوئی۔ لیکن اس طرف بھی عمر خان و میرو و پسران ہمایون قلی مع اور عزیزون کے مارے گئے۔ نوجوان مدہوش جگت سنگہ کو جمیر اپنے گھر لے آیا۔ مشہور ہو گیا کہ وہ مرگیا۔ راجہ نے انجمن آراز کوئی مرتب کی اور چارہ گری کے درپے ہوا۔ بہت آدمیون نے یہ گذارش کی کہ مناسب یہ ہے کہ سلیم آباد مین جہان سپاہیون کا تازہ وزرا دے الٹی جا پڑے اور وہان سے آخر آمادہ پیکار ہون۔ راجہ نے جواب دیا کہ الٹا جانا غنیم کو لینے اوپر دلیر بنانا اور مہم کو برباد کرنا ہے۔ اعزوق کو طلب کیا اور لڑنے کا ارادہ کیا۔ قتلو بیمار تھا شتابی سے دس روز مین پیمانہ عمر اسکا لبریز ہوا۔ خواجہ عیسیٰ نے اسکے چھوٹے بیٹے نصیر خان کو باپ کا جانشین بنایا۔ اس سے افغانون کا ہنگامہ کچھہ افسردہ ہو گیا۔ لابہ گری اور حیلہ سازی کرکے وہ آشتی کے جویا ہوئے سپاہ کی نزار دلی اور بارش کی فزونی سے صلح کی توراجہ

کاردانی کے سبب سے خواجہ سلیمان و خواجہ عثمان شیر خان و نصیب خان کو خلیفہ آباد
مین تیول دیئے۔ طاہر خان و خواجہ باقر انصاری کو ہمراہ لیا۔ اور جو ہرزہ در امکا تھے۔
انکی جاگیرون کو ضبط کر کے انکو اپنے پاس طلب کیا۔ یہ جاگیردار ڈر گئے اور فتنہ افزائی
کو اپنی دستاویز رہائی سمجھے۔ ۲۷ بہمن سنہ ۱ کو گورکھپور کے قریب باقر چند ہاتھیون کو
لئے اپنی جاگیر کو جاتا تھا اسکو انہون نے لوٹ لیا وہ زخمی ہو کر الگ ہو گیا راجہ نے
اپنے بیٹے ہمت سنگہ کو اوسکی مدد کے لئے بھیجا۔ مگر وہ کچھ تھوڑی دور جا کر الٹا چلا آیا۔
ملک کو افغان لیتے ہوئے بندر سنار گانو کو چلے گئے۔ کچھ قدرت نہ پا سکے ناکام آئے
اور چاندرائے کی بنگاہ پر متوجہ ہوئے۔ اس نے باپ کے کہنے سے انکی گرفتاری کا
ارادہ کیا۔ مگر جب دلاور و سلیمان و عثمان نے چار کوس پر دائرہ بنایا یعنی ڈیرہ ڈالا
تو اس نے انکو مہمان بلایا۔ ۵ اسفندیار سنہ ۱ کو وہ اس کے بنگاہ مین آئے دلاور
کسی کام کو اٹھا تھا کہ اوسکو دستگیر کر لیا سلیمان کو جب معلوم ہوا تو وہ تلوار ہاتھ مین
لے کر باہر نکل آیا اور کئی آدمیون کو مارا۔ چاندرائے اس کے پیچھے آیا۔ سلیمان کی مدد کو
گیا۔ اس سے سلیمان نے اپنے بچنے اور دلاور کی گرفتاری اور غنیم کے آنے کا حال کہا
اس سے ہنگامہ جنگ برپا ہوا اس یوم مین تو گیا اکثر افغان تھے وہ اس گروہ سے
مل گئے دونو لوٹتی ہوئی چاندرائے کے قلعہ مین گئے۔ اہل قلعہ نے جانا کہ چاندرائے آیا۔ قلعہ کا
دروازہ کھول دیا۔ اس طرح انکو چیرہ دستی حاصل ہوئی پھر وہ عیسی زمیندار کی پناہ مین
چلے گئے۔ اور قلعہ اور ضلع کو کیدار رائے پدر چاندرائے کو حوالہ کر گئے۔

تیئیسوین خرداد سنہ ۱ کو راجہ مان سنگہ نے شیر بیگ تواچی باشی کے ساتھ جو
ایک سو ستائیس ہاتھی اور اسباب فتح اڑیسہ مین ہاتھ آئے تھے بادشاہ پاس بھیجے۔
لچھمی نراین کوچ کا مرزبان تھا جسکے پاس چار ہزار سوار اور دو لاکھ پیادے اور سات
سو ہاتھی اور ہزار جنگی کشتیان تھین۔ یہ ملک بڑا آباد تھا۔ لمبا دو سو کوس اور چوڑا چالیس
کوس سے سو کوس تک تھا مشرق مین دریا برہم پتر۔ شمال مین پایان تبت و آسام

**سرتابان شرقی کا مطیع ہونا سنہ ۱۰۰۱ھ — ۱۰۰۱ھ مطابق ۱۵۹۳ع**

جو انغار و برانغار مین دو ہزار سوار پچیس ہاتھی اور ہراول مین بارہ سو سوار اور اسی ہاتھی تھے خوب لڑائی ہوئی کچھ دیر تک معلوم ہوتا تھا کہ کون مغلوب ہوگا اور کون غالب مگر آخر کو بادشاہی لشکر کو فتح ہوئی اور دشمن کے تین سو آدمی اور بادشاہ کے چالیس آدمی مارے گئے۔ تین

جب فتح مند سپاہ نے غلبہ پاکر تعاقب کیا تو دوسرے روز جلیسر مین کہ اڑیسہ کے تخت گاہ مین سے ہے وہ آئی۔ ممبر پر خطبہ شاہی پڑھا گیا۔ سکہ نے پادشاہ کے نام سے رونق پائی۔ سعید خان بنگالہ مین آیا۔ تھوڑے دنون مین سب زمیندار اسکے مطیع ہوگئے اور اسکا ساری ملک پر قبضہ ہوگیا۔ راجہ مان سنگہ نے یہان کے فتنہ کو مٹایا۔ قصبہ بھدرک مین معلوم ہوا کہ پسران قتلو اور خواجہ سلیمان اور امراء مین سو ہاتھی لیکر قلعہ کٹک مین فراہم ہوئے ہین۔ یہ ایک حصار انتہا پر شور دریا کے کنارہ پر تھا۔ افغان جنگل مین کہ دریاے شور سے ملا ہوا تھا بھاگ گئے۔ اور جلال خان خاصہ خیل قتلو نے قلعہ آل حوالہ کیا۔ کلکل گھاٹی کے قریب بندر راجہ کہ اس سرزمین کا منتخب زمیندار تھا پادشاہی لشکر سے آن کر ملا۔ راجہ رامچندر نے پناہ مانگنے والون کو سارنگ گڈھ مین راہ دی۔ جب راجہ مان سنگہ کٹک پہنچا تو یوسف خان حاکم کشمیر کو اسکے گرد چھوڑ گیا اور خود جگنناتھ کی جاترا کو اس قصد سے گیا کہ راجہ رامچندر نزدیکی ہو جاوے اور فرصت پاکر اس پر دست بازی کرے جو اس نے سوچا تھا جب وہ عمل مین آیا تو وہ سیلی مین آیا ہر روز لڑائی ہوتی اور کی نصیحت گذاری سے رامچندر نے فرمان پذیری قبول کی اور اپنے بیٹے بیربل کو پیشکش کے ساتھ روانہ کیا راجہ کٹک مین پھر آیا اور قلعہ سارنگ گڈھ کے قریب ٹھہرا۔ اس وقت یہ معلوم ہوا کہ پٹھانون نے جلیسر پر حملہ کیا۔ بابو منگلی نے اپنے مین لڑنے کی قوت نہ دیکھی تو کنارہ کیا۔ راجہ نے پہار خان کو بھیجا اس نے جلیسر کو پھر لے لیا اور افغانون کو پراگندہ کردیا۔ سارنگ گڈھ مین جو افغان تھے وہ بھی راجہ پاس حاضر ہوئے۔ ہر ایک کو خسروانی نوازش کا امیدوار کیا۔

جب اڑیسہ کے سرتابوان نے فرمان پذیری اختیار کی تو راجہ نے اپنی

اور جو اسباب لوٹ کرلے گیا تھا واپس کیا-

عیسی زمیندار کا مرنا ۱۰۰۸ - بنگالہ کے فتنہ اندوزوں کا سر اٹھانا ۱۰۰۹ - بنگالہ کی شورش جلال خان ۱۰۱۰

سنہ ۱۰۰۸ مین عیسی زمیندار مرگیا- راجہ مان سنگہ اجمیر مین گیا مگر ناشناسائی سے اس دور دست ملک مین بیٹھ کر بنگالہ کی پاسبانی کو اپنے ذمہ لیا اور فتنہ اندوزون کو دو تنخواہ جانا- عثمان وسجاول اور اور افغانون نے جو تابع تھے فتنہ اٹھایا- مہا سنگہ و پرتاب سنگہ نے اسکا علاج آسان جانا لڑنے کھڑے ہوئے - ۱۸ اردی بہشت سنہ کو بھدرک مین لڑکر شکست پائی- لشکر شاہی کو صدمہ پہنچا- گو سارا ملک بنگالہ ہاتھ سے نہین گیا- مگر کچھ حصہ دشمنون کو مل گیا-

ہم نے اوپر لکھا ہے کہ پسر قتلو کے ساتھ ایک گروہ افغانون کا بنگالہ مین فساد کر رہا تھا- کئی دفعہ راجہ مان سنگہ کے آدمی اُن سے لڑے مگر ہر دفعہ شکست پائی- میر عبد الرزاق معموری کہ سپاہ کا بخشی تھا اسیر ہوا- جب راجہ مان سنگہ شاہزادہ کے ہمراہ الہ آباد مین آیا تو اُس نے بنگالہ جانے کی اجازت حاصل کی اور رہتاس مین آن کر سامان درست کیا اور پھر سرکشون کی مالش کے لئے آیا- شیرپور کے قریب دو لشکر قلعہ بنا کے آمنے سامنے ہوئے- غرہ اسفندارمذ سنہ ۹ کو کچھ لڑائی ہوئی- باغی پراگندہ ہوئے میر عبد الرزاق ایک ہاتھی پر سوار تھا گلے مین طوق تھا- پانون مین زنجیر تھی- ایک آدمی متعین تھا کہ اگر شکست ہو تو اسے مار ڈالے- لیکن وہ لڑائی مین بندوق سے مارا گیا- اب کی دفعہ باغیون کا بہت نقصان جانون کا ہوا اول راجہ مان سنگہ ولایت ڈھاکہ مین گیا- کیدر رائے یہان کے مرزبان کو امید و بیم کی باتین بنا کر مطیع کیا- پھر جب اسکو معلوم ہوا کہ جلال کھکرہ وال قصبہ گرہ و مالپرہ کو لوٹ رہا ہے سوداگر اور رعیت اس سے حیران ہو رہے ہین تو اُس نے خواجہ باقر انصاری کو گھوڑا گھاٹ مین مہا سنگہ پاس بھیجا کہ اس کے ساتھ اتفاق کر کے شورش کو مٹائے- جب مہا سنگہ کھکرہ مین آیا تو جلال خان دریا مندری سے گذر کر پانچ ہزار جنگی پیادون اور پانچ سو سوارون کے ساتھ نمودار ہوا مہا سنگہ نے بے تامل دریا مین گھوڑا ڈال دیا- دریا کا کنارہ بلند تھا- گھوڑون کا اُس سے

جنوب مین گھوڑا گھاٹ مغرب مین ترھت سو برس پہلے کشنا یہان کا راجہ تھا اس کا
پوتا بال گسائین تھا۔ اس نے اکبر کی ستایش مین ایک کتاب لکھی تھی۔ اس کتاب کو
بیش بہا اسباب کے ساتھ پادشاہ کی نذر مین بھیجا تھا وہ آزاد رہتا تھا۔ پچاس برس کی عمر
مین اپنے بھتیجے پات کنور کو اپنا جانشین کیا۔ اسکے بڑے بھائی شکل گسائین نے بھائی سے
بیاہ کی اجازت کی درخواست کی اس نے بھائی کی محبت کے سبب سے اس درخواست کو قبول
کیا بیٹا پیدا ہوا لچھمی نراین اسکا نام رکھا۔ وہ اپنے باپ کی جگہ راجہ ہوا اس سبب سے پات کنور نے
شورش برپا کی لچھمی نراین نے راجہ مان سنگھ کے وساطت سے پادشاہ کی اطاعت کرنی
چاہی۔ راجہ مان سنگھ سلیم نگر سے آنند پور گیا اسکا استقبال چالیس کوس سے ہوا
سواری شاہ کو ملاقات ہوئی۔ پھر راجہ اپنے گھر لے گیا اور اپنی بہن کی شادی جو
سے کچھ دنون بعد کر دی۔ مرزبان کوچ بھی حاکم بنگالہ پاس نہین جاتا تھا۔ سلیمان کررانی
اس سے لڑنے گیا مگر ناکام پھرا۔

لچھمی نراین مرزبان کوچ بہار کا مطیع ہو گیا تھا۔ پات کنور کچھ ملک دبا کے
اس سے لڑنے گیا۔ پادشاہی لشکر بسرکردگی جھجھار خان و فتح خان سور اوسکی مدد کو آیا۔
لڑائی ہوئی اور پات کنور کے بہت آدمی مارے گئے اور اسکو شکست ہوئی۔ بہت غنیمت
ہاتھ آئی۔ عیسی زمیندار پات کنور کے یاوری کے لئے روانہ ہوا۔ راجہ مان سنگھ کو یہ معلوم ہوا
تو اس نے ایک شائستہ سپاہ خشکی کی راہ سے روانہ کی اور اپنے بیٹے درجن سنگھ کے ہمراہ
سپاہ دریا کی راہ سے بھیجی کہ وہ ان زمینداروں کی بنگاہ کو لوٹے اس لئے کہ خانگی شورش
سے بہت نقصان ہوا ہے مگر کسی نے انکو اس کی خبر کر دی۔ یہ دریائی سپاہ سب جگہ
لوٹ مار کرتی قصبہ کیوہ پر یورش کر رہی تھی۔ کرم پور سے چھ کوس پر عیسی و معصوم بہت
سی جنگی کشتیان لائے۔ پادشاہی لشکر کو ہر طرف سے گھیر لیا لڑنے کے بعد سرگروہ اور
بہت سے آدمی مارے گئے کچھ اسیر ہوئے کچھ بچ گئے۔ پادشاہی لشکر کو بھی صدمہ پہنچا
مگر مرزبان کوچ نے گزند سے رستگاری پائی۔ عیسی نے دوربینی کی کہ لابہ گری اختیار کی

سے ملنے آیا۔ یہان سے وہ سرہرپور وبکرامپور مین گیا۔ داؤد و کل افغان حدود شنار گانؤ مین بھاگ گئے۔ راجہ اپنے غنیم سے خاطر جمع ہوکر ڈھاکہ مین آیا۔

**بنگالہ مین ایک فتح سنہ ۱۰۱۲ھ**

سرحد بنگالہ کے نامور بومیون مین کیدار تھا۔ زبردست نوارہ لے کر زمیندار کھیر کا وہ یاور ہوا اور تھانہ سری نگر پر زور ڈالا۔ راجہ مان سنگہ کو جب یہ خبر ہوئی تو وہ توپ خانہ لیکر اس برگشتہ پر پہنچا۔ نگرسور کے نواح مین بڑی لڑائی ہوئی۔ شاہی لشکر نے غنیم کے بہت آدمیون کو مارا اور باقی کو بھگا دیا۔ کیدار تیر و تفنگ سے زخمی ہوکر بھاگا جاتا تھا کہ گرفتار ہوا راجہ کے پاس آتے ہی مرگیا۔ پھر راجہ بھوال مین عثمان افغان کے مقابلہ کے لئے تیار ہوا۔ کھیر زمیندار نے بھی شورش مچا رکھی تھی اسکے دفعہ کرنے پر متوجہ ہوا۔ یہ زمیندار تو مقابلہ نہ کرسکا۔ اپنے ملک کو بھاگا۔ راجہ پھر عثمان کی طرف متوجہ ہوا وہ بھی بھاگ گیا۔ غرض راجہ کو ان حدود کی طرف سے سب طرح اطمینان ہوا اور تھانون مین منتخب کاروان تھانے دار مقرر کردئے خود ڈھاکہ مین چلا آیا۔

**ان سب لڑائیون کا انجام اور نتیجہ۔**

بنگال اور بہار دونو ملکون کی حالت ایسی تھی کہ وہان امن وامان کا مستقل طور پہ قائم رہنا دشوار تھا۔ اوّل وہان اسباب بغاوت کی کمی نہ تھی۔ دوم جنوب کا بھاری جنگلی خطہ اور شمال کے پہاڑ اور جنگل اور سمندر کے آس پاس کی دلدل اور جنگل باغی مفسدون کے ایسے ٹھکانے تھے کہ وہان سے اُن کو رفع دفع کرنا نہایت مشکل تھا۔ سوم جب مغلون نے ہندوستان بالا کو فتح کیا اور پٹھانون سے سلطنت کو چھینا تو ان مین سے جن افغانون نے مغلونکی اطاعت اور ملازمت نہین پسند کی وہ سب کے سب ان ملکون مین چلے آئے انکی کثرت سے یہ ملک ہندوستان کا افغانستان بن گیا۔ وہ اکبر کی سپاہ سے پندرہ برس تک لڑتے جھگڑتے رہے۔ وہ خاکستر کے نیچے کی چنگاریان تھین کہ جب ان کو ہوا لگتی وہ چمکنے لگتین مگر راجہ مان سنگہ نے ان چنگاریون کو ایسا ٹھنڈا کیا کہ پھر وہ نہ چمکین سترہ برس مین بیسیون لڑائیون کے بعد صوبجات بنگالہ اور اڑیسہ و بہار بالکل قبضہ شاہی مین آگئے۔

نکلنا دشوار تھا - کچھ ہمراہی آب مستی مین غرق ہوئے - اور بہت سے باہر آگئے اور انہون
مخالفون کے خرمن ہستی مین آگ لگائی - اور جلال خان ہوا کی طرح اڑ گیا - مہا سنگھ
کو جب اس سے فراغ ہوا تو قاضی مومن کے فتنہ دور کرنے پر متوجہ ہوا وہ بھی نیچے
نواح مین لوٹ مار کر رہا تھا اس نے ندی کے کنارہ پر قلعہ بنایا تھا - بھاگنے کی فکر مین
تھا کہ لشکر آیا تو وہ اپنا زہ وزاد کشتی مین لیکر اس طرف بھاگا - مہا سنگھ نے اس کے
تعاقب مین پانچ سو سوار بھیجے - وہ جزیرہ مین آیا - جنگل انبوہی سے فوج شاہی کا
نشان برقرار نہ تھا - وہ پراگندہ ہوگئی تھی - ہر طرف سے اس جزیرہ پر چڑھتی تھی
قاضی مومن اس لئے انکو تھوڑا سا سمجھتا تھا اور لشکر سے اسکو خبر نہ تھی ان سے
لڑتا تھا - یہ خوف تھا کہ بادشاہی لشکر شکست پائے مگر قاضی مومن گھوڑے سے گرا
اور وہین کشتہ ہوگیا - عثمان نے دریا برہم پتر سے عبور کرکے باز بہادر قلماق
تھانہ دار کو بھگایا وہ بھوال مین آیا - راجہ مان سنگھ ایک رات دن مین بھوال مین
آیا - دوسرے دن آب بہار پر دشمن سے لڑنے کو تیار ہوا - لڑائی مین بہت افغان
مارے گئے اور بادشاہی لشکر کو بہت اسباب اور نوارہ اور توپ خانہ ہاتھ لگا
یہان کے تھانہ کو استوار کرکے راجہ ڈھاکہ مین آیا اور ایک جماعت سپاہ کو حکم دیا کہ
آب اچھامتی سے گذر کر عیسیٰ و کیدرای مرزبان بکرم پور و سرحد کی مالش کرین افغانون
نے داؤد پسر عیسیٰ و زمینداروں سے اتفاق کرکے گذرگاہون کو بند کیا اور لڑنے کو تیار
ہوئے اور چند روز بادشاہی لشکر کو ان سے اترنے نہین دیا - راجہ کو جب یہ حال
معلوم ہوا تو وہ ڈھاکہ سے شاہ پور گیا - یہان سے پہلے لشکر کو کمک پہونچی جب دیکھا
کہ یہ کام اس لشکر کی طاقت سے باہر ہے تو وہ خود گیا اور ہاتھی پر سوار ہو کر
بے محابا دریا سے پار گیا - جس سے سب آدمی اس کے قوی دل ہو کر مردانگی کو دریا
مین تیرنے لگے دریا سے پار جاکر غنیم کو شکست دی - گروہ مخالف بھاگا - راجہ نے
ان کے پیچھے سفر کرکے برہانپورا اور تیرہ مین تعاقب کیا - شیر خان لومی یہان راجہ

عدالت سے روشن کیا۔ بروج و بڑودہ و چانپانیر کے مشاغل کو سرانجام دے کر
احمد آباد مین آیا۔ یہان وزیر خان کے ساتھ متفق ہو کر داد وہی کر رہا تھا کہ ایک شورش
برپا ہوئی۔ ابراہیم حسین مرزا کے نوکرون مین ایک مہر علی کولابی تھا۔ اس نے آدمیون کو جمع
کیا۔ اور دکن سے گجرات مین خردسال مظفر حسین مرزا کو لایا اور سلطان پور کے گرد
فتنے کی گرد کو بلند کیا۔ شریف خان کے بیٹے عارف و زاہد بادشاہ سے بیوفائی کر کے
اس سے مل گئے وہ بڑودہ کے نواح مین آیا۔ وہان کا داروغہ اس کے سامنے نہ ٹھیر
سکا باہر بھاگا۔ ایسا بڑا شہر بے جنگ غنیم کو ہاتھ لگ گیا۔ بازبہادر لڑنے کو آیا۔ مگر
اپاس ملازمون کی فرومائگی سے کچھہ کام نہ کر سکا۔ وزیر خان کا ارادہ یہ ہوا کہ احمد آباد
مین قلعہ کے اندر بیٹھے۔ مگر راجہ تو ڈرمل نے اسکو مرد میدان بنایا اور شہر بند سے باہر
لایا اور بڑودہ کی طرف روانہ ہوا۔ جب اس شہر سے چار کوس پر آیا تو شہر کو چھوڑ
کر مخالف بھاگا اور کھنبائت کی طرف چلا۔ لشکر شاہی نے اس کے پیچھے جانے مین آہستگی
کی اس لئے کھنبائت مین وہ شورش برپا کرنے لگا۔ یہان کے عامل خالصہ سید ہاشم نے
اول نکل کر خوب دستبرد کی مگر دشمنون کی کثرت کے مارے آخر قلعہ نشین ہونا پڑا دشمن نے
اسے گھیرا۔ مگر افواج شاہی پاس آئی تو وہ محاصرہ کو چھوڑ کر جونہ گڈھہ کی راہ پر چلا حدود
دولقہ مین امراء شاہی سب آن کر ملے اور سپاہ اس طرح مرتب ہوئی کہ قلب گاہ
مین وزیر خان اور برانغار مین خواجہ یحییٰ نقشبندی و وجیہ الملک اور جرانغار مین راجہ
تو ڈرمل و روپ رای گجراتی و شیخ ولی و بیاگ داس افسر مقرر ہوئے۔ غنیم جانتا تھا
کہ بادشاہ کی فوج مین بیدلی اور دورویی پھیل رہی ہے جب ہم سے اسکی لڑائی ہوگی
تو بہت سا حصہ اسکا ہم سے آن ملے گا کچھہ بھاگ جائیگا اور وزیر خان و راجہ تو ڈرمل
کی جان جائیگی وہ اس لشکر کی جان راجہ تو ڈرمل کو جانتے تھے اس لئے اس کی
جان لینے کے لئے زیادہ درپے ہوا۔ وزیر خان سے لڑنے کے لئے مظفر حسین جان
نے قدم سست اٹھائے۔ مگر راجہ سے لڑنے کے لئے مہر علی کولابی بڑی تیزدستی سے آیا

# مہمات ومعاملات گجرات

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ گجرات کی تسخیر مین مرزاؤن کا حال کیا ہوا۔ ہرایک بادیۂ ادبار مین سرگردان ہوا۔ گلرخ سلطان بیگم اپنے خورد سال بیٹے مظفر حسین مرزا کو دکن مین لیگئی مگر یہان بھی اقبال نے یاوری نہ کی۔ اب گجرات کو خالی دیکھ کر مرزا کچھ آدمیون کو ساتھ لیکر اس طرف چلا۔ پادشاہ نے جب یہ سُنا تو اس نے ان امیرون کو کہ خاندیس کی مہم کو گئے تھے حکم بھیجا کہ گجرات کی شورش دفع کرنے کو خاندیس کی تسخیر پر مقدم جان کر اس طرف چلے آئین مگر اس گروہ نے اس خدمت کے بجالانے کو اپنے حوصلہ سے باہر جانا اور وقت کو یونہین ٹالا اور آزمندی سے یہ چاہا کہ اس دیار کے حکام سے باتین بنا کر زرلین اور مصالحت کا ڈول ڈالین۔ اس خیانت ملکی سے کہ جس سے بنیاد وسعادت کندہ ہوتی ہے اپنے قصر دولت کا بام بلند کرین ع زہی تصور باطل زہی خیال محال بیجاگڈھ مین بیٹھے ہوئے یہ راگ گا رہے تھے کہ پادشاہ کا فرمان پہنچا تو ہر ایک اپنی اپنی تیول مین گیا۔

جو سبک سر کوتہ خرد مملکت مین شورش اوٹھاتا ہی اسکو زمانہ ہی خود سزا دیتا ہی کبھی اسکا مال لٹوا دیتا ہی کبھی اوسکی جان لے لیتا ہے کبھی اسکے ناموس کی پردہ دری کر کے رسوا کرتا ہی۔ کبھی اس سے اسباب دنیا لیکر عریان پھراتا ہے۔ کبھی اوس کو سعادت کی راہ پر لاکر اسکی جان سلامت رکھتا ہے۔ کبھی پھر گمراہ کر کے اس کی جان کھو برباد کرتا ہی۔ اس کی مثال مظفر حسین کا حال ہے جسکی تفصیل یہ ہے۔ گجرات مین پادشاہ نے وزیرخان کو منتظم مقرر کیا تھا۔ وہ سپاہ کے انتظام مین۔ زبردستون کی آسائش مین اور بدکارون کی استیصال مین شائستہ طور پر کارپسند نہ ہوا۔ اس لئے پادشاہ نے راجہ تو ڈرمل کو کہ کاردانی اور خدمت گزینی مین یکتا تھا۔ اس دیار مین بھیجا وہ اس سرزمین مین جلد آیا اور اس نواح کی پراگندگیون کو دور کیا۔ اول سلطانپور اور نذربار مین آیا۔ یہان کا مناسب انتظام کر کے گیا پھر سورت کی مہمات

الغا آکر قلعہ نشین ہوا۔ دشمنون نے اُس کا محاصرہ کیا۔ بہت سے واقعہ طلب اور فرصت جو مخالف
سے مل گئے۔ اور ہنگامہ بد اندیشی سرگرم کیا۔ حصار کے اندر بھی ملکس طینت آدمیون کا حال
کچھ اور ہو گیا وزیر خان نے ان کا علاج یہ کیا انین سے ایک گروہ کو مقید کیا اور دوسرے گروہ
کی دلدہی کر کے سرگرم پیکار کیا۔ ہر روز مورچل بدلتا تھا۔ قلعہ کے اندر کے آدمیون کی دکووئی
سے وہ عاجز ہو رہا تھا کہ یہ ایک تائید غیبی اس کی ہوئی کہ غنیم نے اندر کے آدمیون سے سازش
کر کے بہت سے سپاہیون سے حملہ کیا اور قلعہ پر نردبانین لگا کر چڑھنا شروع کیا۔ قلعہ مین
کچھ آدمی داخل ہو کر لوٹنے لگے۔ کچھ ابھی راہ ہی مین تھے کہ مہر علی کے ایک بندوق لگی
جس سے وہ فوراً نشانہ اجل بنا۔ اسکے مرتے ہی لشکر اسکا سراسیمہ ہوا اور ندربار کو بھاگ
گیا۔ متحصن ہمیناک تھے۔ اس لئے دشمن کی فریب آرائی کے گمان سے باہر نہ نکلے۔ جب
دوسرے روز پہر دن چڑھا تو وہ باہر آئے۔

مظفر حسین مرزا گجرات سے بھاگ کر پھر دکن مین آیا اور برار مین بدکیش فتنہ افزاؤن
سے ملکر ہنگامہ آرا ہوا۔ اس ملک کی سپاہ اس سے لڑی اور اُس نے ہزیمت دی۔ وہ
خاندیس مین آیا۔ راجہ علی خان نے اسکو گرفتار کیا کہ وہ تصرف و تسلط سے باز رہے اگرچہ
اصلی مطلب اس گرفتاری سے یہ تھا کہ وہ اپنے ملک کو اس کی شورش سے بچائے۔
مگر اس نے ظاہر یہ کیا کہ اسکو پادشاہی دولت خواہی کا دستمایہ بنائے۔ جب پادشاہ
کو یہ حال معلوم ہوا تو مقصود دنبہ کے ہاتھ راجہ علی خان پاس فرمان بھیجا کہ وہ اوس کو
درگاہ والا مین بھیجے۔ راجہ علیخان نے اسکے حوالہ کرنے مین تامل کیا اور شرائط دور
از کار پیش کین پادشاہ نے قطب الدین خان و فتح اللہ خان بھیجکر اس کو سمجھایا تو اس نے
انکی ہمراہ کچھ سپاہ کے ساتھ پادشاہ پاس مرزا کو بھجوایا۔ وہ ۲۰ آذر ماہ الٰہی سنہ ۹۹۶ کو
پادشاہ کی خدمت مین پابزنجیر آیا۔ پادشاہ نے اُسے بندی خانہ مین بھیجا کہ پند پذیر ہو

جب پادشاہ کو معلوم ہوا کہ گجرات مین عزیز خان سے احکام معدلت کی
پاسبانی اچھی طرح نہین ہو سکتی اور دادد ہی کی ناروائی سے ملک مین خلل پیدا

مظفر حسین مرزا کا گرفتار ہونا ۔ ۹۸۵ھ و ۹۸۶ھ

میدان جنگ مین راجہ توڈرمل نے فتح پائی - اٹھارہ بڑے بڑے آدمی غنیم کے مارے
مگر دست راست پر پادشاہی سپاہ کو شکست ہوئی اور بُری طرح سے وہ بھاگے وزیر خان
کی جان پر آن بنی تھی کہ راجہ توڈرمل ہزار دل ہو کر اس کی مدد کو آیا اور غنیم کو پس پا کیا -
مظفر حسین مرزا نے جونہ گڈھ کو بازگشت کی مگر یہ بازگشت ایسی تھی کہ **بیت**

چنان بازگشتند ہر کس کہ زیست + کہ بر زندگی شان بباید گریست

پادشاہ پاس عریضہ فتح اور غنائم کے برگزیدہ ہاتھی بھیجے گئے - پادشاہ اجمیر جاتا تھا
کہ بیاور مین راجہ توڈرمل اس کی خدمت مین آیا اور بہت سے شورش منشون کو جنکا
سرغنہ دواہ بیگ تھا ساتھ لایا - جنکو عدالت نے قتل کرایا - راجہ کو عہدہ وزارت عنایت ہوا*
خدا کسی کی عقل کو خراب نہ کرے کہ اس سے دنیا مین ہزارون خرابیان پیدا ہوتی
ہین - اگر اس خرابی عقل کی بلا سے نجات ملے تو بُری صحبت سے بچے - بُرون کی
صحبت اچھوں اچھون کو بُرا کر دیتی ہے - عقلمند کہتے ہین کہ آدمی کی طبیعت وزدیہانی
ہوتی ہے - خواہی نخواہی اپنے دمسازون کی خو اختیار کرتی ہے جس چیز سے کہ طبعی
نفرت ہوتی ہے - ایک مدت مین صحبت کے اثر سے اس کی طرف رغبت ہونے لگتی ہے
اس کی مثال مظفر حسین کا حال ہے - باوجودیکہ وہ پاک گوہر نیک ذات تھا مگر بُری
صحبت سے بُری چال چلا باوجودیکہ وہ اپنے باپ دادا کی بدحالی کو دیکھ چکا تھا مگر
وہ اپنی غفلت سے باز نہ آیا - مہر علی کے بہکانے مین آگیا - جب گجرات سے پادشاہ
کی خدمت مین راجہ توڈرمل آگیا تو پھر وہان فساد اندیشون نے مظفر حسین مرزا کو اپنی
دستاویز بنا کر اول کھنبایت مین انھون نے سوداگرانکے مال پر ہاتھ صاف کیا اور
بہت دولت جمع کی - احمد آباد سے وزیر خان ان سے لڑنے کے لئے چلا -
پیرپور کی حدود مین بازبہادر کے آدمیون کی بیوفائی سے اسکی ہمت ٹوٹ گئی
قصبہ سرنال سے وہ لڑنے کے لئے باہر نکلا ہی تھا کہ بہت سے اس کے سپاہی غنیم
سے جا ملے جب اس نے اپنے آدمیون کی بدذاتی اور ناہنجاری دیکھی تو وہ احمدآباد

۹۸۲ھ مظفر حسین مرزا کا سورت کی طرف بھاگنا اور مارا جانا

جسکا نام نتھو تھا لایا اور قسم یہ کہا کہ یہ سلطان محمود کا بیٹا ہے۔ اسکی ماں حرم خاص سلطان کی
تھی۔ مگر وہ کنیزک تھی۔ جب وہ حاملہ ہوئی تو سلطان نے اسقاط حمل کے لئے اسکو میری حوالہ
کیا۔ پانچ مہینہ کا حمل تھا۔ مین نے اُسکو اپنے گھر مین چھپا رکھا اور اُس سے یہ لڑکا پیدا ہوا
جسکی مین نے اب تک پرورش کی۔ گجرات کا تخت خالی تھا۔ پس سید مبارک نے اس کی سر پر
تاج سلطنت رکھا۔ مظفر شاہ اس کا لقب ہوا۔ اکبر کی فتح گجرات سے پہلے بارہ برس تک
وہ سلطنت کرتا رہا۔ رعایا نے اس کو اپنا بادشاہ مانا۔ اول یورش گجرات مین مظفر
کھیت مین چھپا پڑا تھا کہ بادشاہ کے آدمیون نے اوسکو گرفتار کر لیا۔ چغتائی کی رسم قدیم
کے موافق اسکا سر اڑانا چاہیئے تھا۔ مگر اکبر نے اسکو لڑکا سمجھ کر اس سے آبائی رسم کے خلاف
کام کیا اگر وہ اس وقت تحمل کا کار فرما نہ ہوتا اور اسکو گردن سے مارتا تو پھر بڑی خونریزی
نہ ہوتی۔ مگر کون جانتا تھا کہ اناج کے کھیت کا پکڑا قیدی جسپر اکبر نے مہربانی سے تبسم کیا
ہو چند سال مین ایسا بالغ ہو جائیگا کہ گجرات کا بادشاہ بن کر اکبر کا ایسا مقابلہ کریگا
بداٰیونی نے لکھا ہے کہ بادشاہ نے تیس چالیس روپیہ اس کا کو دیا تھا۔ مراۃ احمدی
اور بدایونی نے یہ بھی لکھا ہے کہ بادشاہ اوسپر ایسا مہربان ہوا کہ اسکو اچھی جاگیر
دیدی۔ فرشتہ نے اس جاگیر کا حال نہین لکھا۔ مگر یہ لکھا ہے کہ اکبر اس پر نظر عاطفت
رکھتا تھا۔ جب وہ پکڑا گیا تھا تو کچھ دنون کرم علی داروغہ خوشبو خانہ کی حوالات مین
رہا۔ پھر وہ منعم خانخانان کا زندانی بنا۔ بعد ازان خواجہ شاہ منصور اس کی دیدبانی
کرتا تھا مگر اس کی بے پروائی سے ۲۳ سنہ جلوس مین وہ بھاگ کر اہی بنگاہ کی طرف
چلا۔ راجہ بیلہ (بلیلہ) زمیندار کی پناہ مین آیا۔ قطب الدین نے اسیر لشکر کشی کی
تو وہ جونہ گڈھ کے حواشی مین لونیہ کاٹھی کے پاس مقیم ہوا۔
جب بادشاہ نے اعتماد خان کو گجرات بھیجا اور شہاب الدین احمد خان کو اپنے
پاس بلایا تو شہاب الدین کے نوکرون کا ارادہ اپنے آقا کی جان گزائی کا
تھا۔ مراۃ احمدی مین لکھا ہے کہ یہ اس کے ملازم اکثر مرزاؤن کے ملازم تھے

ہوتے تھے اسکو معزول کر کے ۹۸۵ھ مین شہاب الدین احمد خان کو اس ملک کی حکومت
سپرد کی وزیر خان کو مہمات ایدر کے سرانجام کے لئے بھیجا۔

جب سے پادشاہ نے گجرات کو فتح کیا تھا۔ اعتماد خان گجراتی خدمات شائستہ
بجالاتا تھا۔ پادشاہ نے نوازش فرما کر سرکار پٹن اسکو اقطاع مین عنایت کی اور
خالصات گجرات کی آبادی اسکو تفویض فرمائی۔ ہاتھی اور سو گھوڑے اسکو بخشے۔ اور میر
ابوتراب کو اندرزگوئی اور صلاح اندیشی کے لئے ساتھ کیا۔ شہاب الدین احمد خان
نے ایک لشکر بسرکردگی مرزا خان کے امیر خان غوری پر حملہ آوری کے لئے بھیجا
کہ سورت کو اس سے چھین لے مگر اوسکی بے تدبیری اور بزدلی سے کوئی کام نہ ہوا
آسان بات دشوار ہوئی وہ ناکام پھرا۔ جب سپہ آرا مین کارشناسائی اور
مردانگی سگالش نہین ہوتی تو اسکے ماتحت جوانمردون سے بھی کام نہین ہوتا
۹۹۱ھ مین گجرات مین شورش برپا ہوئی۔ اگرچہ شہاب الدین احمد خان
و قطب الدین خان کے ملازمون کی بدگوہری اس فتنہ کا سرمایہ تھا۔ مگر ان دونو
امیرون کی بے پروائی اور کارشناسی اس ناسپاسی کی دستاویز تھی۔ وہ
ہرزہ گویون سے مدارا رکھتے تھے اور غفلت سے ایسے یکجہت یارون کے
جمع کرنے مین کوشش نہین کرتے تھے کہ کار افتادگی کے زمانہ مین اپنے جوہر ذاتی
کو دکھاتے۔

جب اس دیار کی مرزبانی اعتماد خان کو سپرد ہوئی۔ تو اعتماد خان کو مال پرستی
و کم ظرفی سے اور کمک کے دیر مین پہنچنے سے بغاوت کے اسباب جمع ہو گئے
۲۲ شہریور ۹۹۱ھ کو فتنہ جویون نے مظفر شاہ کو احمد آباد مین فرمان روا
بنایا۔ ابوالفضل نے تو یہ لکھا ہے کہ مظفر کے باپ دادا کو کوئی شخص نہین جانتا تھا
اسکو ننو کہتے تھے۔ اعتماد خان نے اوسکو سلطان محمود کا بیٹا بنایا۔ طبقات اکبری
مین لکھا ہے کہ ۹۶۷ھ مین گجرات کی مجلس امرا مین اعتماد خان ایک لڑکے کو

اس شورش مین شہر کو خالی چھوڑنا۔ آسان کام کو مشکل کرنا ہی مگر یہ سمجھانا سود مند نہ ہوا
وہ رات کو میر ابوتراب اور نظام الدین احمد کے ساتھ گیا۔ راستہ بھولا مگر صبح کو گدہی
مین آیا۔ اور شہاب الدین احمد خان سے ملا۔ بعد گفتگو کے اسکا واپس جانا قرار پایا تمام
اسکی درخواستین مان لین۔ اقطاع کو اسکے مسلم رکہا۔ دو لاکہ روپے اور اسپر اضافہ کئے
بہت سے دن اس پیمان و سوگند کی استواری مین لگے۔ شہاب الدین احمد خان بنہ
و بار کے ساتھہ روانہ ہوا۔ اور احمد آباد سے آٹھہ کوس پر پہنچا۔ شہاب الدین کنبوه
و میر معصوم بھکری نے پہلے سے آکر کہا کہ فتنہ اندوزون کے ہنگامہ مین نتوان
ملا۔ اسکا ارادہ کھنبایت جانے کا تھا۔ مگر شہر کو خالی دیکھکر اب وہان وہ
جلوہ ریز ہے اور احمد آباد پر چیرہ دستی کر رہا ہے۔ پہلوان علی سیستانی کوتوال شہر مارا
گیا۔ آدمیون کا مال اور ناموس لٹ گیا اسکا چارہ یہ سوچا گیا کہ لڑائی ہو۔ صبح ہونے کو
حوالی عثمان پور مین دریای سابرمتی کے کنارہ پر وہ آئے اور غفلت مین آن کر سو رہے
درست اندیش بیش بینون نے ہرچند کہا کہ شہر مین بڑے ناسپاس پھیل رہے ہین اور لوٹ
تاراج کی کشاکش مین لگ رہے ہین ایسی حالت مین صفین آراستہ کرکے اس
شہر کے اوباشون کو مارنا چاہیئے جس سے شورش دور ہوا اور مراد پوری ہو۔ مگر
امرا نے سہل انگاری کرکے کچہہ نہ سنا اور یہ سمجھے کہ شہاب الدین احمد خان پرانا
مرزبان ہے استمالت نامون کے لکھنے سے اسکے نوکر سب آنکر ملجاوینگے یون ہنگامہ
ناسپاسی پراگندہ ہو جائیگا۔ اس سگالش کے سبب سے اعتماد خان اور میر ابوتراب
لشکر سے ایک اپنے آشنا کے گھر چلے گئے۔ شہاب الدین احمد خان نے اپنے
نوکرون کو خطون سے دلاسا دینا شروع کیا اس عرصہ مین مخالف جمع ہوکر
آمادۂ پیکار ہوئے اور صف آرائی کا انتظام کیا تو شہاب الدین احمد خان خواب
سے بیدار ہوا سرانجام سپاہ پر متوجہ ہوا مصطفی شروانی اور حاجی بیگ ازبک
اور بہت سے امرا اپنی اپنی سپاہ کو ہمراہ لے کر مخالف سے جا ملے۔ قریب

اسکے برباد ہونے کے بعد وہ گورنمنٹ گجرات کے تنخواہ کو ئی ہو ملازمت کرنے کو تیار نہی
ان ملازمون کی یاوری سے مظفر شاہ اپنے گوشہ سے نکلا اور فتنہ پروانہ ہوا۔
اشہر پور کو شہباز خان نے درگاہ والا کا قصد کیا۔ دوسرے روز شہر مین اعتماد خان
آنکر مسند آرا ے حکومت ہوا۔ عابد بیگ و خلیل بیگ اورا اور بدخشی و تورانی امرا دولقہ
کی طرف ناسپاس ہوکر چلے گئے اور ننو کے دستگیر بنے۔ عمر حاجی نے اور آتش فتنہ کو
بھڑکایا۔ یہ حاجی پہلے پادشاہ کا دیوان صدارت تھا اور تباہ کاری مین مرزا
شرف الدین کا پیشا پیش تھا۔ گجرات مین اس نے اعتبار پیدا کر لیا تھا۔ جب یہ ملک
فتح ہوگیا تو وہ دکن چلا گیا۔ جب شہاب الدین احمد خان یہان کی دارائی پر سرافراز
ہوا تو پہلی آشنائی کے سبب سے حاجی اس سے آکر ملا۔ ان سب بے حقیقت
نمو، ہندون کا قول یہ تھا کہ اب جاگیرین تو ہاتھ سے گئین۔ جب تک دار الخلافہ
جا مین نہین اور وہان سے خرچ ملے نہین اور داغ کا معاملہ درست نہ ہو روٹی ہاتھ
آنی دشوار ہے یہی بہتر ہے کہ ننو کو سردار بنا کر شورش برپا کرین۔ ہر چند کار آگاہ
خیر اندیشون نے اعتماد خان کو سمجھایا کہ شہاب الدین احمد خان ابھی پادشاہ
پاس چلا ہے کچھہ دور نہین گیا ہے اسکو الٹا بلا کر چند روز اس کی اقطاع اُس پاس
رہنے دو۔ یا خزانہ کا مُنہ کھول کر ان سگ نفس طینتون کا علاج کرو ۔ ان چند حرام
نمکون کو جنکا ہنگامہ ہنوز فراہم نہین ہوا جلد کام تمام کرو مگر اعتماد خان نے ایک نہ سُنی
اور یہ جواب دیا کہ شہاب الدین احمد خان کے نوکرون نے یہ ہنگامہ برپا کیا ہے
آپ ہی اس کو مٹائے گا یا اس کی جواب وہی کرے گا۔ شہاب الدین احمد خان
کچھہ تھوڑی دور گیا تھا کہ بہت سے سرکش جمع ہو گئے اور اُنھون نے ننو کی لڑائی کا
آوازہ بلند کیا۔ ناگزیر پہلی راے جو شہاب الدین کے واپس بلانے کی تھی قرار پائی۔
اعتماد خان اس لئے کہ پیغام گذاری کا وقت کوتاہ ہو خود چلا گیا کہ جس طرح ہو سکے
شہاب الدین احمد خان کو واپس لائے ہر چند دیدہ ورون نے اس کو سمجھایا کہ

خواجہ عمادالدین حسین نے چودہ لاکھ روپیہ بندر سے نکال کر تیزدستی سے قلعہ بروچ
مین قطب الدین خان پاس پہنچا دیا۔ قریب چالیس لاکھ دام کے سید دولت کو ہاتھ آئی
جب یہ سرگذشت بادشاہ نے سنی تو نہم مہر ۹۹۱ھ سید قاسم و سید ہاشم و شیروبہ خان
اور بہت سے امرائ کو بسرکردگی مرزا خان بیرام خان رخصت فرمایا کہ سیدھے
گجرات کو جائین اور سرکشون کو سزا دین۔ قلیچ خان اور تورنگ خان کو مالوہ جانے
کی اجازت دی کہ اس سرزمین کے اُمرائ کو لیجا کر لشکر گجرات سے ملائین۔ وہ یکتاولی
و خیرسگالی سے نیکو خدمتی بجا لائین۔ اور قطب الدین کو فرمان بھیجا کہ اگرچہ اوسکی
حساب دانی آشوب کے دور کرنے کے لئے کافی تھی مگر ہمنے حزم اندوزی کے سبب لشکر بھیجا
کہ اگر شر و فساد دور نہ ہوا تو وہ اُس سے کام لے۔

شیرخان فولادی کا فریب دینا ۹۹۱ھ

شہاب الدین احمد خان و اعتماد خان و نظام الدین احمد خان کا ارادہ ہوا
کہ پٹن سی بھاگ کر جالور چلے جائین اور اس ملک کو بالکل چھوڑ جائین کہ اس دو دلی میر
محمد حسین و شیخ ابوالقاسم اور اور امرائ پندرہ سو سپاہ لے کر کمک کو آئے اور ایکہزار
آدمی غنیم سے جدا ہو کر شہاب الدین احمد خان سے آن ملے تو پٹن سے جانے
کا ارادہ موقوف ہوا۔ اس ہنگامہ مین راولیہ خاصہ خیل شیر خان نے قصبہ جوتھانہ
مین شورش اُٹھائی۔ بیگ محمد توقبائی نے مردانگی کرکے اس فتنہ کو مٹا دیا۔ شیر خان
نے لشکر اپنے داماد حسین کو بہت سے آدمیون کے ساتھ وہان بھیجا۔ بیگ محمد نے
جنگ مین صلاح نہ دیکھی پیچھے ہٹ آیا۔ بادشاہی امرائ اسکی امداد کو آگئے۔ غنیم
اس فوج کی شکوہ سی خوف کرکے پھرا تھا کہ بیگ محمد ان سے جا بھڑا۔ اور سخت لڑائی ہوئی
راجپوتون کی طرح وہ گھوڑے سے اُتر کر لڑا اور قریب تھا کہ وہ مارا جائے لیکن
خواجہ نظام الدین احمد اوسکی مدد کو آیا۔ جس سی غنیم کو پراگندگی ہوئی۔ پھر شیر خان
بہت سی سپاہ کے ساتھ لڑنے آیا۔ لشکر شاہی نے تہیدستی سے نالش شروع
کی۔ ناگزیر اعتماد خان نے لشکر کی آز کا چارہ کچھ کیا۔ خود مع شہاب الدین احمد خان نے

پانچ سو آدمیون کے چلے گئے۔ پہلے اس سے کہ لڑائی ہو عثمان پور کی پیچھے سے غنیم آنکر لشکر شاہی پر چڑھ آئے۔ اس لشکر مین سے بہت سے تو غنیم سے جا ملے تھوڑے ایک زہ و زراد کے سنبھالنے مین رہے۔ سات ہزار سوارون سے کچھہ زیادہ یہ لشکر تھا۔ اب اس مین سے سوا چند خویشا وندون کے کوئی اور نہ رہا۔ ایک نوکر نے شہاب الدین احمد خان کے شانہ پر تلوار ماری اور بندوق سے اسکے گھوڑے کو گرا دیا وہ زمین پر گرا۔ چند وفا کیشون نے پھر اُسے گھوڑے پر سوار کیا اور اس آشوب گاہ سے نکالا۔ لوٹ کے دشمن لگے تھے اس لئے انہون نے تعاقب نہین کیا۔ کو شہاب الدین احمد خان و اعتماد خان و نظام الدین احمد تین سو آدمیون کے ساتھہ پٹن مین جمع ہوئے مظفر شاہ (زمنو) نے اپنے حسب دلخواہ احمد آباد مین فرمان روائی شروع کی۔ اپنے ملازمون کو لمبے لمبے خطاب شاہانہ اور بڑی بڑی عطا کیین یہ نہ سمجھا کہ ہنر دون کو بزرگون کا نام دینا رسوا کرنا ہے تھوڑے عرصہ مین یہ اہل خطاب بے آبرو ہو گئے۔ انمین سے بعض نے منصب کے طلب کی گفتگو مین بنا پیچھیدہ پن دکھایا اور بعض نے پتول کی خواہش مین ایک دوسرے کی آب رو کو خاک مین ملایا۔ پایندہ محمد سگ کش اور پتھک ایک دوسرے پر گھات لگانے گئے انکی دشمنی کی نوبت خونریزی پر آئی۔ مکار پتھک نے اسکی طرف سے شہاب الدین احمد خان کو خط لکھا اور اوسکے پہرہ دار سے ملکر اپنا کام چلایا۔ مظفر نے کچھہ سوچا نہ سمجھا اس نے پایندہ خان کو بند کر دیا۔ یہ پادشاہ کی اقبال مندی تھی کہ اسکے لئے دشمنون نے وہ کام کیا جو اس کے دوستون سے نہ ہو سکا۔

اسی زمانہ مین شیر خان فولادی سورت سے آنکر مظفر سے ملا۔ مظفر کو قطب الدین خان کی طرف سے تردد رہتا تھا اور اوس کے نوکرون کو بلا یا تھا۔ عابد کو اپنے احمد آباد سپرد کیا۔ اور خود اوسکی طرف گیا اور شیر خان فولادی کو پٹن کو روانہ کیا اسی شورش مین سید دولت نے کھنبایت مین دست درازی شروع کی۔

آسان سمجھا اور لشکر کو نہ آراستہ کرنا کس لئے ہے؟ اس وقت ضرور ہے کہ
سپاہ کو جو روپیہ کے لئے دُہائی دے رہی ہے اور زبان درازی کر رہی ہے روپیہ
دے کر اوسکی زبان کو بند اور اوس کے دلون کو صید کرنا چاہیے مگر اس نے کچھہ
نہ سُنا۔ یہان تک نوبت آئی کہ سلطان مظفر بہت سا لشکر لے کر نزدیک آیا
دونو طرف سے فوجین آراستہ ہوئین اس اثنا مین چرکس خان اور میر کا فضل
غنیم کی طرف آگئے۔ قطب الدین خان دیوار بند مین بیٹھا۔ غنیم نے اسکو چارو
طرف سے گھیرا۔ اس زمانہ مین یہ خبر آئی کہ شیر خان کو شکست ہوئی جیسا اوپر
بیان ہو چکا ہے اس سے مظفر کو یہ خیال پیدا ہوا کہ لشکر بادشاہی کہین احمد آباد
پر پیرہ دستی نہ کرے اس طرف چلئے۔ مگر یہ لشکر شادمان سے اُلٹا چلا آیا تھا۔
اس لئے وہ حصار کے لینے مین اور دلیر ہوا۔ قطب الدین خان نے مال پرستی اور
جان دوستی کے سبب سے جانفشانی مین ہمت نہ کی۔ دشمن پاس زین الدین اور سید
جلال کو بھیجکر صلح کی خواہش کی اور حجاز مع مال جانے کی درخواست کی مگر اس نے
یہ نہ جانا کہ مال اندوزی آبرو کی پاسبانی کے لئے ہوتی ہے پسندیدہ زندگانی
وہی ہے کہ عزت کے ساتھ ہو۔ سپاہی کا آئین یہی ہے کہ زیست ناپائدار کو
اپنے خداوند کے کار مین مردانہ وار کام مین لائے۔ اور اس جوانمردی سے
جاوید زندگی اور دائمی ناموس حاصل کرے۔ مظفر اس پیغام سے ایسا مغرور ہوا
کہ اُس نے زین خان کو تو ہاتھی کے پانوٗن تلے کچلوایا اور دوسرے کو زندانی
بنایا۔ اس شورش سے بھی وہ بیدار نہ ہوا اور خوشامد کرکے عہدنامہ حاصل کیا۔
۱۳ آذر کو مظفر کے پاس گیا اس نے اوسکو اور اس کے بھانجے عماد الدین حسین کو
قتل کرایا پھر قلعہ بروج کا محاصرہ کیا۔ خواجہ عماد الدین حسین نے پناہ مانگی لوگون
نے قلعہ کی کنجیان سپرد کین۔ دشمن کو ۱۹ آذر کو یون قلعہ بے جنگ ہاتھ آیا۔ انہون نے
کھنبایت مین خزانہ شاہی اور مرزبان کا مال لوٹا۔ اور رعیت آزاری اور

بنگاہ داری کے لئے رہا اور امراء کو لشکر سمیت بسرکردگی شیرخان اپنے بیٹے کے روانہ کیا۔ لشکر آئین جنگ کے موافق مرتب ہوا۔ ۲۸ آبان سنہ ۹۹۱ کو پٹن سے اٹھارہ کوس پر میانہ کے نزدیک آتش جنگ روشن ہوئی۔ لشکر شاہی کے جرانغار کو لغزش ہوئی لیکن حسین خان مخالف کا سردار برانغار مین مارا گیا اس لئے لڑائی کا پانسہ پلٹ گیا اور پادشاہی لشکر نے فیروزی پائی اور بہت غنیمت پائی۔ بہت سے باطل ستیز ہلاک ہوئے۔ کارآگاہون کی سگالش یہ تھی کہ احمدآباد پر ابھی چلے جائین اور دشوار کار کو آسان کرین لیکن بیہودہ آدمیون نے اسے قبول نہین کیا اور اس عزیمت مین یکتائی نہین ہوئی۔

سب چھوٹے بڑون کو یہ خیال تھا کہ جب اس دیار مین مرزا خان پہنچے گا اور قطب الدین خان اس کے ساتھ مل کر کام کریگا۔ تو شائستہ طور پر فتنہ کی گرد بیٹھ جائیگی۔ مگر قطب الدین خان نے ناشناسائی اور خویشتن داری کے سبب سے چارہ گری نہ کی۔ امراء پٹن نے ہر چند اس سے کہا کہ سرکشون مین منصب و جاگیر کے باب مین آپس مین جھگڑا ہو رہا ہے اور انکا حال غیر منتظم ہو رہا ہی۔ چاہیئے کہ چستی و چالاکی سے روانہ ہو تو ناسپاسون کا ہنگامہ پراگندہ ہو جائیگا اور دشوار کار آسانی سے سرانجام پائیگا مگر اس نے گران پائی کی کچھ لشکر کی بے سامانی کا عذر کیا کچھ مالوہ کی سپاہ کا انتظار کیا۔ اس عرصہ مین گرد فتنہ بہت بلند ہوئی۔ پادشاہ نے جب اسکو سرزنش کی تو چارہ گری شروع کی۔ اپنے سے پہلے فوج روانہ کی۔ وہ رود بارہ مہندری سے پار جا کر قصبہ نال پر دشمن سے لڑی اور اسکو شکست دیکر شرمسار کیا قطب الدین خان نے خودسری اور خویشتن بینی سے قلعہ بروج کا پسندیدہ سامان نہین کیا اور زربندون کا دل ہاتھ مین نہین لایا۔ یونہین ۲۸ آبان سنہ ۹۹۱ھ کو بروج سے باہر چلا آیا۔ خیر سگالون نے اس سے پوچھا کہ اس شورش بزرگ کو

کرکے ہموار کیا۔ مظفر اس طرف روانہ ہوا اوس کے ایک گروہ نے بادشاہ کے
لشکر پر شبخون مارا مگر ناکام رہا۔ صبح کو لشکر شاہی نے اپنے خاربست کو مٹی کی
دیوار سے مستحکم کیا۔ غنیم کو یہ خوف لگا ہوا تھا کہ کہین بادشاہ نہ آجائے
اور لشکر شاہی سے لشکر مالوہ نہ ملجائے اس لئے اُس نے لڑائی مین جلدی کی لشکر
شاہی کے امراء معرکہ آرائی مین تساہل امراء مالوہ کے انتظار کے سبب کرتے تھے
مگر اب ناچاری کو لڑنا پڑا۔ مشہور تھا کہ مظفر عقب سے دوسرے لشکر کے
روبرو آئیگا۔ اس لئے رائے دُرگا اس طرف متوجہ ہوا اور سپاہ مرتب ہوکر چلی
بیچ مین ایک بڑی جھیل و ریگستان آئے۔ ہراول نے اُس سے باہر جانے مین
دیر لگائی۔ مگر التمش نے پیش قدمی کرکے ہراول کی ہمت بندھوا لی۔ اس تنگنا کے
گذر نے لشکر مین پراگندگی ہوئی اور کہین جگھ لڑائی ہوئی اور سر افشانی اور
جانفشانی نے آرایش پائی۔ سید ہاشم بارہ نے سترہ زخم کھا کر جان دی
خضر آقا نے بھی خوب خدمات کین طرفین کے جوان مرد خوب لڑے ہراول اور
التمش کے پہلوانون نے پراگندہ چپقلش کین جدا جدا گروہ آپس مین لڑ رہے تھے
مرزا خان کے ساتھ تین سو جوان اور سو ہاتھی تھے وہ مظفر سے لڑ رہا تھا جس کے
پاس چھ سات ہزار سوار تھے۔ ہوا خواہ مرزا کو مظفر کے آگے سے پیچھے لیجانا چاہتے
تھے مگر وہ کب انکی مانتا تھا۔ اس نے صف شکن ہاتھیون کو جوش مین لاکر مخالف
کے پاؤن اُکھیڑ دئے اور فتح حاصل کرلی۔ رائے دُرگا نے غنیم کے برانغار مین ہیم
پیدا کی ہر کس و ناکس کی زبان پر تھا کہ بادشاہ ایلغار کرکے آگیا مخالف اس
خوف کے مارے بے لڑے بھاگ گیا۔ مظفر بھی محمود آباد کی راہ سے دریا
مہندری پر جلد آگیا اور ہر گروہ بے اوسان ہوکر جلد بھاگ گیا۔ تھوڑے مارے
گئے بہت سے بے آبرو ہوئے اخیر دن تک یہ ہنگامہ گرم رہا۔ باوجودیکہ
بادشاہی لشکر دس ہزار سوار سے زیادہ نہ تھا اور دوسری جانب چالیس ہزار

بازرگان گیری کو اپنا پیشہ بنایا۔ اس سبب سے یورش گجرات پر بادشاہ کی توجہ ہوئی۔

جب مظفر پاس سپاہ اور مال بہت جمع ہوا تو امراء پٹن کا ارادہ ہوا کہ جالور چلیئے اور اس ملک کو چھوڑیئے۔ اس وقت مرزا خان لشکر لیکر آگیا اس سبب جانے کا ارادہ موقوف ہوا۔ کچھ امراء کے آنے کے لئے انتظار ہوا کچھ کارشناسوں کی ہرزہ درائی سے آہستہ سفر ہوا۔ خواجگی طاہر نے مرزا جان سے پٹن کی حقیقت سنائی۔ اُس نے قطب الدین خان کا حال ظاہر نہ ہونے دیا۔ ۲۰ دی سنہ ۹۹۲ھ کو وہ پٹن کے باہر آیا۔ انجمن مشورہ کو جمع کیا۔ کسی نے کہا کہ جبتک مالوہ کا لشکر قریب نہ آئے یہیں اقامت کرنی چاہیئے۔ بعض نے کہا کہ جب تک خدیوِ عالم تشریف نہ لائیں ہلنا نہیں چاہیئے۔ بعض نے کہا کہ سامان کارزار آمادہ ہے۔ کاردان جوان مرد بہت سے ہیں پھر لڑائی میں توقف کرنا کیا ضرور ہے۔ غرض لشکر آئین جنگ کے موافق مرتب ہوا۔ مظفر بہت سا لشکر لیکر احمدآباد میں آیا۔ اور اسکو مرتب کیا۔ عثمان پور میں جہاں پہلی لڑائی ہوئی تھی لڑنے کا قصد کیا۔ توپوں کو شائستہ آئین سے لگایا۔ مصلحت آمیز ساختگی بھی پسندیدگی رکھتی ہے فرمان شاہی جعلی بنایا گیا اور اس میں یہ حکم لکھا گیا کہ ہم فلان تاریخ لشکر کی کمک کو خود روانہ ہوئے ہیں جب تک ہم آن کر نہ ملیں کارزار میں شتابی نہ کرنا اس فرمان کے مشتہر کرنے کے لیئے بزم نشاط آراستہ ہوئی سراسیمہ دلوں کو اطمینان ہوا۔ ہمت مندوں کا قصد اور بڑھا۔ غنیم کو خوف پیدا ہوا۔ اولیاے بادشاہی نے اس خیال سے کہ ہم سے لشکر مالوہ ملجاے اور مخالف کی نبردگاہ بدل جاے بادشاہ کے آنے کا مژدہ لوگوں کے دلنشین کیا وہ دشمن کے روبرو سے ہٹ کر سرکیچ کو چلے۔ ۹ بہمن کو وہاں پہنچے۔ جنگ کا مقام تجویز کیا جسکی ایک طرف شہر تھا اور دوسری طرف دریا اس حال کشا جگہہ کو شاخ بندی درختوں کے کاٹنے لگاکے

سلطان مظفر گجراتی ... ۹۹۲ھ

لشکر کے ساتھ احمد آباد کی حفاظت کے لئے چھوڑا خود کھنبایت کی طرف جو مظفر
کی شورش گاہ تھی روانہ ہوا مظفر نے سید دولت کو کچھ سپاہ کے ساتھ دولقہ
بھیجا اور پسلان اختیار الملک اور مظفر شروانی کو محمود آباد کی طرف لڑنے کو
روانہ کیا۔ جب سپاہ شاہی مظفر سے دس کوس کے فاصلہ پر آئی تو وہ قصبہ
سید مین جو اجل پہر پار زمیندار کا بنگاہ تھا چلا گیا۔ شاہی لشکر بڑودہ مین آیا۔
تو لک خان کو روانہ کیا کہ سید دولت کو سزا دے کر واپس آئے۔ اور باقی سپاہ
مظفر سے لڑنے چلین۔ ۱۹ اسفندیارمذ کو لڑائی ہوئی۔ شاہی لشکر غالب آیا گرمی
کے سبب سے تعاقب نہ ہوا۔ مظفر نربدہ کے پار قصبہ نادوت مین آیا۔ وہان
سے کوہ جھاتیہ مین گیا۔ یہ ایک قریہ احمد آباد سے ساٹھ کوس پر ہے اس کی
استواری مشہور ہے تین طرف اوسکے پہاڑ ہے اور ایک طرف اس کے جنوب
مین رود نابہتی ہے۔ جب لشکر شاہی نادوت مین آیا تو آگے چلنے اور پیچھے
ہٹنے اور ٹھیرنے کے باب مین مشورہ کیا گیا ہر ایک نے اپنی دانائی کے
موافق رائے دی نادان چپ رہے۔ انہین دنون مین تولک خان
شکست دیکر واپس آیا اور ریمک مرگیا جو مظفر کا سرمایہ شورش تھا۔ جب لشکر شاہی
کی شہرت گرم ہوئی تو مظفر نے بروج مین اسکو اور نصیرا اور چرکس کو چھوڑا
تھا۔ قاعدہ ہے کہ دورویان وہ دل زبان سے دوستی کی باتین بناتے ہین
و رباطن کی آگہی نہین رکھتے ہین۔ ہمیشہ پایندہ خان مغل کو لک اتحاد نامی
سمجھتا تھا۔ انہین سے کچھ نصیرا کے ہاتھ آگئے وہ اس کی جان کے پیچھے پڑا
اپنے تئین بیمار بنایا۔ لک عیادت کو آیا اسکو مار ڈالا۔ اور تین سو تورانی جو
اس کے ساتھ تھے۔ اونکو بھی قتل کر ڈالا۔ تولک خان نے جب سید دولت کو
شکست دیکر باہر نکال دیا اور خود واپس چلا آیا تو وہ کھنبایت آن کر قابض ہوا
اور سپاہ دے کے تاراج کرنے کا ارادہ کیا۔ خواجم بردی تھانہ دار نے مردانگی

اور ایک لاکھ پیادے تھے۔ **نظم**

| بس اندک سپاہ کہ روز نبرد | ز بسیار لشکر برآورد گرد |
|---|---|
| کہ در جنگ پیروزی از اختر است | نہ از گنج و بسیاری لشکر است |

لڑائی بہت ہوئی تھی اور شام ہونے کو تھی اس لئے تعاقب نہین کیا گیا۔ پہلی نصرت گاہ مین خدا کا شکر ادا کیا گیا۔ صبح کو احمد آباد مین بزم عشرت آراستہ ہوئی۔ ہر گلی کوچہ مین شادیانے بجائے گئے۔ ۲۵ کو حدود گھاٹم پور مین پادشاہ کو اس فتح کی خبر ہوئی۔

ایک روز درمیان قلیچ خان و شریف خان و نورنگ خان و تولک خان اور سپاہ مالوہ پادشاہی لشکر سے آن ملی۔ مظفر نے زرپاشی کرکے پھر سپاہ کو جمع کیا اور کھنبایت مین جاکر سوداگرون سے بہت مال لے لیا۔ بہت سی زربندی اس پاس جمع ہوئے اور رعایا نے اس سبب سے کہ اوسکو اپنے سلاطین پیشین کا فرزند جانتے تھے اس سے وفاداری کی۔ یون وہ بہت دلیر ہوگیا اولیاء دولت سپاہ کی تہیدستی کی نالش سے اور کارشناس بیدلون کی بیہودگی سے لڑائی پر متوجہ نہ ہوتے تھے اور پادشاہ کے مقدم ہمایون کی آرزو کرتے تھے۔ اور خواہش کو فراخ تر کرکے نادرست اندیشی کرتے تھے۔ پادشاہ نے اُن کو بہت نصیحتین کین اور سمجھایا کہ بہت جلد یہ فتنہ دور ہوجائیگا جسکا اثر یہ ہوا کہ امراء نے لڑنے کا ارادہ کیا۔ بہت سے امراء کی رائے یہ تھی کہ سب یکدل ہوکر مظفر کے آوارہ کرنے مین کوشش کرین۔ بعض یہ کہتے تھے کہ پہلا لشکر ابھی کارزار کی محنت اُٹھا چکا ہے وہ آرام کرے۔ تازہ لشکر قلیچ خان اور نورنگ خان لے کر اس کام مین دل لگائین اور احمد آباد مین مرزا خان اور اور امراء جاکر آبادی ملک مین مشغول ہوون۔ آخر کو اس تدبیر پر سب کا اتفاق ہوا لشکر مالوہ ایک دو منزل چل کر وقت کو ٹالنے لگا۔ مرزا خان نے سید قاسم وغیرہ کو اور بعض امراء کو دو ہزار

مظفر خان گجراتی اور اولیای دولت ۱۱

در پے ہوا وہ اپنا مال ومنال چھوڑ کر حیلہ سازی سے دکن کی طرف چلا گیا۔ کچھ
سرکش جیسے کہ مہدی سلطان اور خواجہ خان پسر مرزا محمد مقیم نقشبندی بادشاہی
لشکر سے آن ملے۔ سید دولت کا تعاقب کچھ کیا گیا اگر زیادہ کیا جاتا تو وہ گرفتار
جب مظفر خان کو دوبارہ شکست ہوئی۔ قلیچ خان نورنگ خان نے آغاز فروردین
۹۹۲ھ میں بروج کے حصار حصین کا محاصرہ کیا۔ اس کی کشایش میں دیر لگی تو خانخانان
نے شہاب الدین احمد خان کو بہت سے آدمیوں کے ساتھ کمک کو بھیجا اور یہ
سرکار اسی کی تیول میں مقرر کی۔ امرا نے اب سخت کوشش کی ۱۰ مہر کو بند محبوں
کا سرگروہ باہر آیا۔ اہل قلعہ کی عاجزی کو بیان کیا اور یہ بادشاہی افسروں سے کہا
کہ اگر وہ قلعہ کے دروازہ پر آئیں تو میری طرف کے آدمی دروازہ کو کھولدینگے
اور دشوار کار آسانی سے ہو جائیگا۔ یہی کیا گیا جس سے قلعہ فتح ہو گیا۔ نصیرا
فکر کرکے مورچل سے باہر چلا گیا اور جرگس بہت سے سرکشوں کے ساتھ مارا گیا
ستودہ خو آدمی ہیں۔ جب تک یہ صفات نہ جمع ہوں وہ افسر فرمانروائی
کے قابل نہیں ہوتا۔ اول دریافت والا جیسے حق گذاری اور کردار کی مرتبہ شناسی
ہوتی ہے دوم داد دہی کے وقت خویش وبیگانہ دوست ودشمن کو نہ دیکھنا
تاکہ بے زر وزور ستم رسیدہ کامیاب ہوں اور بدگو ہر مردم آزار کونوں میں چھپتے
پھریں۔ سوم خداداد دلاوری کہ ستمگاروں کے شکوہ کے سبب سے دادگری سے باز
نہ رہے اور شورشوں کے وقت مستقل رہے۔ چہارم جد کاری جہانبانی میں رات
دن کو نہ جانے اور راحت کو محنت سے زیادہ نہ پسند کرے۔ پنجم فطرت عالی
اسکے دل میں سیم وزر کا وزن کچھ نہ ہو۔ بخشش وبخشایش سے زر بندوں کو پرستار
بنائے۔ ششم فراخ حوصلگی کشادہ پیشانی سے زمانہ کی ناخوشیوں کو برداشت
کرے۔ ناکامی سے غمناک نہ ہو۔ ہفتم دیگر گونگی کیش ومذہب اسکو بھلائی
سے باز نہ رکھے اور گروہا گروہ آدمیوں کو ایمن کرے۔ ہشتم مہر افزونی۔

قلعہ بروچ فتح ہوا سنہ ۹۹۲ھ سنہ ۲۹

سلطان مظفر کی بربادی اور خودکشی ۹۹۲ھ سنہ ۲۹

کرکے عرصۂ برد کو آرایش دی اور فتحمند ہوا۔ انہین دونون مین اتالیق بہادر بھاگ گیا۔ اس یورش بزرگ مین یہ اوزبک غنیم سے جدا ہوکر لشکر شاہی مین آیا تھا۔ اور میان بہادر نے اسکی دولت خواہی کو گذارش کرکے اپنے پاس رکھا تھا۔ جب لشکر شاہی نادوت مین آیا تو وہ بھاگ گیا۔ میان بہادر قید ہوا۔ ۲۹ اسفندارمذ کو لشکر نادوت سے نکل کر لڑنے آیا۔ مظفر بلند پہاڑ پر چڑھ گیا لڑائی خوب ہوئی۔ لشکر شاہی نے اُس پہاڑ کو لے لیا اور بندوق و توپون سے خوب کام لیا وہ ایک جگہ پر قبضہ کرتا اور وہان سے دوسری جگہ توپین اور بندوقین کراُسے لے لیتا اس طرح دشمن کو بھگایا اس کے دو ہزار آدمیون کو مارا اور پانچ سو کو اسیر کرکے قتل کیا۔ پادشاہ اس فتح نمایان سے بڑا خوش ہوا اور مرزا خان کو خانخانان کا خطاب اور پنجہزاری منصب عطا کیا۔ ہم نے اوپر یہ لکھا ہے کہ سید دولت کھنبایت مین جاکر پھر چیرہ دستی کرنے لگا تھا۔ موہن راجہ۔ میدنی رائے۔ راجہ مکت من اور اور راجہ اوسکی سزا کے واسطے نامزد ہوے۔ پہلے اس سے کہ لشکر اوس کے سر پر آئے وہ معمورہ پیلاد کو تباہ کررہا تھا۔ خواجم بردی نے اسکو شکست دی وہ زخمی ہوکر بھاگا۔ اس کے ہاتھی اور سب اسباب چھن گیا۔ انہین دنون عابد و میر یوسف و میر افضال اور سرکشون نے راج پیلہ کے کوہستان سے نکل کر رعیت آزاری شروع کی۔ خانخانان نے آب مندری سے خواجہ نظام الدین کو بھیجا وہ دولقہ مین آیا سرکشون کا لشکر پراگندہ ہوا اور پادشاہی لشکر واپس گیا۔

۱۵ اردی بہشت سنہ ۹۹۲ کو خانخانان احمدآباد مین آیا ملک کی آبادی اور زیردستون کے دلاسے مین مصروف ہوا۔ پراگندیان کچھ کم ہوئین۔ مظفر کوہستان راج پیلہ سے نکل کر ایدر کی طرف گیا۔ پھر کاٹھیوارہ مین پناہ لی۔ بندر کھوکھہ مین گمنامی کے کونہ مین بیٹھا اور اپنے ہمراہیون مین سے ہرایک کو ایک گوشہ مین چھپایا شیرخان فولادی ولایت بگلانہ مین گیا۔ اس سرزمین کا مرزبان اس کی گرفتاری

سید دولت کی ابرود کا جانا ۹۹۲ + سلطان مظفر پر لشکر کی فتح

اور سردارون کو شہر سے آٹھ کوس پر بیراہہ بھجایا۔ سید قاسم کو سادات بارہ
کے ساتھ پٹن مین چھوڑا اور ۹۹۲ھ کو نورنگ خان اور خواجہ نظام الدین احمد کو خود
لیکر مظفر کی تلاش کے لیے روانہ ہوا۔ وہ مورلی مین زمینداروں کی راہ دیکھ رہا تھا۔
اور ہر طرف اپنے آدمیون کو بھیج کر مال جمع کرتا تھا۔ رادھن پور کو لوٹ لیا تھا لشکر
شاہی کی خبر سنکر وہ گھبرائے اور راجوٹ کو کہ ملک کاٹھیواڑ کا بڑا شہر ہے
روانہ ہوا۔ خانخانان نے لشکر کو چھوڑا اور تیز رو ہوا۔ بیرم گانو سے کھرہی تک
ساٹھ کوس مین آبادی نہ تھی۔ پادشاہی لشکر نے آذوق ساتھ لیکر لوٹنا شروع
کیا مظفر اُس کے سامنے نہ ٹھیر سکا۔ کوہستان بورہ کی طرف چلا گیا یہ ایک پہاڑ
بڑا بلند سمندر کے قریب ہے تیس کوس لمبا اور دس کوس چوڑا ہے اسمین شیرین چشمے
روان رہتی ہین اور خودرو میوے فراوان ہوتے ہین اس سے بیس کوس پر
دوارکا شمال رو یہ ہے اس نواح مین افواج شاہی نے قیام کیا۔ یہان کے زمیندار
لابہ گرائی سے پیش آئے اور اُنہون نے اپنی دولت خواہی کی دستاویز یہ بات
بنائی کہ مظفر یہان آیا اور ہم اس کے ساتھ نہین ہوئے۔ امین خان غوری
نے اپنا بیٹا پادشاہ کی پرستاری کے لئے بھیجا وکلاء جام نے عرض کیا کہ
مظفر چالیس کوس پر ہے تیزدست آدمی جائین تو اُسے گرفتار کرین خانخانان
نے جریدہ تگاپو کی مگر اس کا نشان نہ پایا۔ لوگون نے کہا کہ وہ اس سرزمین
سے نکل کوہ بورہ مین چلا گیا ہے خانخانان نے لشکر کی چار توپ بنائے
اور اسکو چار گوشون مین بھیجا۔ اس سرزمین کے راجپوت اُس سے کٹ کٹ کر لڑے
اور مرمٹے۔ یہ آبادزمین لوٹ مار مین آئی اور پادشاہی لشکر کو بہت غنیمت
ہاتھ آئی۔ مگر سلطان مظفر کا نشان کہین نہ پایا۔ اس سے جام کی حیلہ اندوزی
اور فریب آرائی معلوم ہوگئی۔ مظفر ولایت جام کی طرف گیا اور اپنے بیٹے
کو وہان چھوڑ کر خود احمدآباد کی طرف چلا۔ خانخانان نے اوس کے اسطرف

آدمیون کی ناخوشی سے آزردہ ہو اور خوش خوئی سے چارہ گری کرے تاکہ جھگڑا
سرتاب غاشیہ بندگی دوش پر رکھین اور نزہت گاہ دولت سے غبار دوئی
نہ اوٹھے۔ نہم گزیدہ تدبیر شناسائی کو کردار مین لاے۔ بائست وقت کو شائستگی
کے ساتھ کرے تاکہ بدکاری کا خاربن اُکھڑ جاے۔ اور آشوب گاہ جہان آرامش
پائے۔ دہم کم آزی خواہش ناہنجار کو پیدا نہ ہونے دے اور عقل کے خلاف کام
نہ کرے تاکہ خشم کی چیرہ دستی سے باز آئے اور دولت روز افزون ہو یازدہم
رای زنی مین اپنی دانش و بینش پر اعتماد نہ کرے اور کارآگاہون سے پژوہش
کرے۔ ہر شخص پر راز نہ کھولے اور دیدہ ور خیرسگال سے شرم کو باز نہ رکھے۔ تاکہ اسکو
روزگار گزند نہ پہنچائے اور ہمیشہ خوش رہے۔ دوازدہم تقلید دشمنی ہمیشہ تحقیق
دوستی کو اپنا پیشکار بنائے۔ دلیل پرستی کو اپنا شعار رکھے تاکہ بہت سے آدمیون کو
ایک روش خاص پر دیکھکر ڈھل مل نہ ہو جاے۔ اور جستجوی صحبت سے صبر نہ کرے
مظفر خان مین یہ خصلتین نہ تھین کہ وہ فرمان روا بنتا۔ دولت کی کثرت نے اسکو
دیوانہ بنا دیا تھا باوجودیکہ دوبارہ اوسکے سر پر سنگ ادبار لگا۔ مگر وہ اپنی غفلت سے
بیدار نہ ہوا اور شورش زیادہ مچانے لگا۔ اپنے اندوختون کو لٹا کر ہنگامہ آرا ہوا
زربندے اسکے گرد جمع ہوئے۔ قصبہ کوندل مین جو جونہ گڈھ سے پانچ کوس ہی
وہ فتنہ جو ہوا اور امین خان غوری اور جام سے دوستی کا ڈول ڈالا۔ ان
بومیون نے باتین بنا کر اس سے زر لے لیا اور اپنے ملنے کو اور وقت پر ٹالا۔ وہ
فرصت کی کمین گاہ مین بیٹھا ہوا تھا۔ اس وقت کہ لشکر شاہی واپس آیا اور اس
سرزمین کے تیولدارون کو شورش کے سبب کم حاصل ہوا اور کچھ پراگندگی ہوئی تو
اسکو قابو ملا اور اوس نے فتنہ مچایا خانخانان نے قلیچ خان کو کارشناسون کے
ساتھ احمدآباد کی پاسبانی کے لئے روانہ کیا اور دو طرف فوجین نامزد کین
میدنی راے اور امیرون کو موضع عمدالہین ندوہ سے سات کوس پر چھوڑا

ملجائیں تو میں اس راہ سے مظفر کا تعاقب کروں اور دوسری جانب راہ
سے لشکر شاہی اسکے پیچھے پڑے - اسواسطے قلیچ خان و سید لاد اور امراء کو
اس راہ میں بھیجا اور دوسری راہ سے اور سرداران شاہی تیز قدمی سے چلے امین خان
نے قصبۂ راجکوٹ کو کہ اسکے پناہ گاہ تھے لوٹ لیا تو مظفر رن میں چلا آیا - یہ رن
زمین شورہ زار ہے - دریا کا مدو جزر اس میں رات دن تماشے دکھاتا ہے - وہ
دو سو کوس لمبا اور تیس کوس سے پچاس کوس تک چوڑا ہے - گرمی میں خشک
ہو جاتا ہے - میٹھا پانی اس سرزمین میں گذرنے سے شور ہو جاتا ہے دار الملک کے
مزار کے نزدیک امرا آئے - یہاں امین خان بھی اُن سے مل گیا اور جام بھی
پیمان کے موافق آیا ان دونوں زمینداروں کو دلاسا دیکر اپنے اپنے ٹھکانہ
میں جانے کی امراء شاہی نے اجازت دی اُنہوں نے اپنے فرزندوں کو
لشکر کی خدمت گزینی کے لئے چھوڑا دفعۃً اس طرح شورش مٹ گئی - انجام کار
خانخانان بھی آگیا - اثناء راہ میں سروہی اور جالور کی مہمات کا انصرام بھی
کیا راے سروہی تو تھوڑے دنوں میں راہ پر آگیا - غزنی خان جالوری نے
سرتابی کی - جب دیکھا کہ رستگاری دشوار ہے تو پناہ مانگی اسکو خانخانان
ساتھ لے کر چلا آیا - جالور اورن اقطاع میں دیدیئے - سروہی کے نزدیک
غمکار کو گیا - گرمی کے سبب سے درخت کے نیچے بیٹھا تھا کہ ایک شکاری نے گائے پر ستم کیا -
اس سبب سے راجپوتوں نے لڑنا شروع کیا - خانخانان بھی لڑائی میں شریک ہوا - جان پر
آن بنی تھی مگر ع رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت + اسی کو فتح ہو گئی +
جب مظفر میں پیکار کی نیرو نہ رہی تو اُس نے مکاری اختیار کی - ایک شخص کو
جسکو ہامانی کا خطاب دیا تھا - یہاں احمد آباد میں بھیجا اور اولیاء دولت کو چند
نامے لکھے جس سے مراد یہ تھی کہ اگر خطوط کار پردازوں پاس پہنچ گئے تو انمیں سے
بعض اسکی طرف ہو جائینگے بعض دو روئی کرنے لگینگے بعض کی ہمت میں خلل ہوگا

سلطان مظفر گجراتی کی گرفتاری ۱۰۰۱ھ

جانے پر خیال نہین کیا بلکہ جام کے سزا دینے کو مقدم جانا۔ جام بھی لشکر لیکر آیا۔ وہ جانتا تھا کہ مظفر کی خبر سنکر لشکر شاہی سراسیمہ ہوگا مگر وہ جب چار کوس لشکر شاہی سے آیا تو خواب غفلت سے بیدار ہوا۔ رلے درگا و کلیان رای کی معرفت اطاعت قبول کی اور اپنے بیٹے جسّا کو بھیجا۔ خانخانان نوانگر سے جو اسکی بنگاہ تھی واپس آیا اور احمد آباد کی طرف چلا۔ مظفر زمینداروں کو ساتھ لیکر اس فوج سے لڑا جو سرحد ازبن تھی پرانتی کے نزدیک لڑائی ہوئی اور اسکو شکست ہوئی اور بڑے بڑے مشہور ہمراہی اوسکے مارے گئے اور شورش مٹ گئی۔ خانخانان کو حکم تھا کہ جب گجرات سے اسکی خاطر جمع ہو تو وہ پادشاہ کی خدمت مین حاضر ہو وہ ۸ تیر سنہ ۹۹۳ کو چلکر ۱۲ کو پادشاہ کی خدمت مین آیا۔

پادشاہ کی خدمت مین گجرات سے خانخانان چلا آیا تو مظفر نے میدان کو خالی جانا اور فتنہ اٹھایا۔ اسکا منصوبہ یہ تھا کہ احمد آباد کو لے لے۔ جام نے نصیحت کی کہ وہان جلد جانا نہین چاہیئے اور بزرگ کام کو آسان نہ سمجھنا چاہیئے۔ اول امین خان غوری سے خاطر جمع کرنی چاہیئے اگر وہ ہمراہ نہ ہو تو اسکی مالش اول کرنی چاہیئے پھر جونہ گڈھ لینا چاہیئے۔ مین عمدہ سامان لیکر ملجاؤن گا۔ اور آسانی سے ملک گجرات ہاتھ آجائیگا۔ ان باتون کو سنکر اسنے قصبہ بیریلی پر تاخت کی اور امین خان کی ولایت پر غلبہ پایا۔ اس زمیندار نے کارگذاران شاہی سے گذارش کی کہ مجھہ مین لڑنے کی قوت نہین ہے اگر میری کچھہ یاوری ہوگی تو یہ شورش آسانی سے مٹ جائیگی۔ قلیج خان خود تو احمد آباد مین نگہبانی کے لئے بیٹھا اور سید قاسم و خواجہ نظام الدین احمد کو اس طرف روانہ کیا اور بیگ محمد توقبائی اور امیر محب اللہ و سید سالم کو پہلے سے روانہ کیا۔ یہ لشکر تین کوس چلا تھا کہ مظفر بھاگ کر کاٹھی واڑہ مین چلا گیا۔ امین خان کو شاہی لشکر کے آنے سے بڑی تقویت ہوئی اور اسنے گذارش کی کہ اگر ہزار سوار اور

لڑائی ... مظفر ... ۹۹۳ ھ [illegible]

خان اعظم مرزا کوکہ کا فتح پانا اور مظفر گجراتی کا بے آبرو و برباد ہونا ۹۹۹ھ

پرتال کو چھوڑکر تیز رفتار ہوئے رن سے گذر کر قصبہ کٹاریہ مین انہون نے اپنا بنگاہ بنایا اور بہت اسباب جمع کیا۔ اس ولایت کے سرگروہ بھارہ نے لابہ گری شروع کی۔ اُمرا اُسے قبول کرکے قصبہ بالیہ مین شتاب رو ہوئے۔ رن کی ہولناک میدان کو ایک اور راہ سے طے کیا۔ فتنہ افزا ہاتھ نہ آئے مگر ملک کی لوٹ بہت ہاتھ آئی۔ قصبہ مورلی مین وہ آئے راہ مین بہت سی آبادیون کو لوٹا بڑی بڑی سنگرون کو فتح کیا۔ جب لشکر مورلی مین آیا تو زمینداروں نے پناہ مانگی وزیر خان نے یہ ملک کھنکا کو دیا تھا خانخانان نے بھی اُسے دیدیا۔

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ مضافات گجرات مین بکلانہ ایک وسیع ملک ہے جسکی ریاست مند کو بھرجی کہتے ہین اسکے بھائیون نے شورش برپا کی۔ اور بھرجی نولیکر مستحکم قلعہ مین چلا گیا وہ پادشاہ کا مطیع تھا اسلئے قلیچ و خواجہ رفیع انکی مدد کو گئی پہلے اس سے کہ یہ لشکر پہنچے بھرجی کو دوست نما دشمنون نے مار ڈالا جو امرا گئے تھے اُن سے سرکشون نے مدارا کرلی۔ امیر خان غوری کے چھوٹے بیٹے فتح خان نے باپ سے لڑنا شروع کیا۔ الالیش تحمہ کو ظاہر کیا۔ مظفر نے بھی اس سے ملکر فتنہ مچایا۔ امین خان نے اپنے مین لڑنے کی سکت نہین دیکھی کنارہ کیا اور اولیاء دولت کو نیاز نامہ بھیجکر یاوری طلب کی۔ نورنگ خان و خواجہ نظام الدین احمد و میدنی رائے اور اور سردار مدد کو گئے۔ مظفر اس لشکر سے ڈرکر کوہستان مین چلا گیا اس اندیشہ سے کہ ملک ہاتھ سے نہ نکل جاے اور پسر پدر سے آشتی نہ کرلے۔ امین خان اور جام کے بیٹون کو میدنی رائے جاکر لے آیا یکبارگی یہ فتنہ مٹ گیا۔ قلیج خان کی جگہہ اسمٰعیل قلیخان بھیجا گیا۔ گجرات سے خانخانان بلالیا گیا اور خان اعظم مرزا کوکہ اسکی جگہہ بھیجا گیا۔ پھر یہان سرکشون نے سر اُٹھایا۔ جام ان سرکشون کا سرگروہ تھا اس نے سرکشون کے جمع کرنے مین خوب اہتمام کیا اور مدتون کے خزانے جمع کئے ہوئے باہر نکالے اور سلطان مظفر کو سپہ آرا بنایا۔ دوست خان پسر امین خان

یہ نامے پکڑے گئے اور باطل ارادے اوس کے معلوم ہو گئے۔ تا بان کی سیاست کی گئی اوس نے ایک جماعت کو اولیاء سلطنت کے جانون کے شکار کرنے کے لئے مقرر کیا تہا یہ مکر بھی کھل گیا چنانچہ شہباز خان افغان نے طمع زر مین آنکر مکمل بیگ کو مارا تھا وہ اس نمک حرامی کے جرم مین ہلاک کیا گیا۔

ولایت کچھہ کے مرزبان کھنکار کے برادرزادہ پنچاین نے آدمیون کو جمع کرکے بہیلود کو لوٹنا شروع کیا۔ رائے سنگہ جہالا اس سے لڑا اور مارا گیا۔ قلیچ خان اور چند امرا احمد آباد مین پاسبانی کے لئے بیٹھے سید قاسم اور نظام الدین احمد میدنی رائے اور اور امرا اس سرکش کی سزا دینے کے لئے دوڑے پادشاہی لشکر کے آنے سے کہسار بری مین سرکش پناہ لے گئے۔ سارا بنگاہ انکا لٹ گیا۔ جام و کھنکار نے عاجزی شروع کی۔ امرا نے پہر کر بزم نشاط آراستہ کی۔ ایک ہفتہ نہین گذرا تھا کہ مظفر باہر آیا اور دولقہ کی طرف فتنہ برپا کیا۔ امرا شاہی اس کے درپے ہوئے تو وہ اسکی جانب چلا۔ تن آسانی کے سبب سے لشکر شاہی نے اس کی شائستہ جستجو نہین کی۔

پنچاین و جیا برادرزادگان کھنکار نے مہراون عم جام و مظفر ارغون سے مل کر ایک شورش مچائی۔ قصبۂ دھن پور کو گھیر لیا۔ رادھن خان بلوچ اور اور جوانمردون نے مردانگی اور آگاہی کے ساتھ پاسبانی کی اور دو دفعہ دشمن پر شبخون مارا۔ اور دو روز تک باہر رہ کر سخت لڑائی لڑے سید قاسم و کامران بیگ ور اور سردار مدد کو دوڑے گئے۔ تھوڑے عرصہ مین یہ شہرت ہوئی کہ مظفر گجراتی اور کاٹھیون نے سر اوٹھایا ہے۔ خواجہ نظام الدین احمد بخشی و خواجہ رفیع اور اور افسر و سکے پیچھے پڑے اور بیرم گا لئون کی طرف جہان فتنہ اندوز رہتے تھے نورنگ خان دوڑا۔ قلیچ خان احمد آباد مین مقیم رہا۔ جب لشکر دس کوس پر غنیم سے پہنچا تو سرکش پراگندہ ہو گئے۔ جب دوسری فوج آن کر ملی تو دو

وقائع سنہ ۹۹۵ھ

اس قدر دلاوروں کے ساتھ طرح جرانغار۔ دوسری طرف قلب گاہ میں مظفر سپاہ
چار ہزار گروہ لوشیہ کا تھی۔ برانغار میں چار ہزار پانچ سو سپاہ جرانغار میں جام
آٹھ ہزار سوار مقدمہ میں آجا پسر جام اور با بنیہ اسکا چچا اور جسا اور اوسکے بھائی
چار ہزار پانچسو سپاہ یہ قرار پایا کہ سپاہ آب سے گذر کر ۳ ماہ تیر سنہ ۹۹۹ کو لڑائی
ہو۔ مگر جب اس دریا سے گذر ہوا تو ایسا مینھ برسا کہ دو رات دن تک لشکر ایک
دوسرے کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ غنیم کا لشکر بلندی پر تھا اور اولیاء دولت نشیب
میں تھے۔ پانی کی افزونی سے اور آذوقہ کی تنگی سے وہ عاجز ہوئے تھے۔
دو دفعہ شبخون مارا اور ناکام رہے۔ جب سختی حد سے زیادہ ہوئی تو ناچار لشکر
نوانگر بنگاہ جام کی طرف مسلوک ہوا۔ کہ کہیں روزی ہاتھ آئے۔ ایک آنا د
گانو میں پہنچا۔ وہاں علف اور بہت غنیمت ہاتھ آئی۔ دشمن بھی لڑنے آگئے۔
۶ امرداد سنہ ۹۹۹ کو سخت لڑائی ہوئی۔ تیر و شمشیر سے کارد و خنجر پر نوبت
آئی۔ غنیم کے راجپوت اپنی آئین کے موافق گھوڑوں سے اُترکے خوب لڑے۔
مہرا اون مع برادر اور دو پسر و جسا اور پانچ سو رجپوت ایک جگہ لڑکر مرے۔
ظریف خان و کیسل دولت خان اسیر ہوا۔ جام و مظفر بے لڑے بھاگے۔ یہی
دولت خان زخمی ہوکر جونہ گڈھ میں گیا۔ دو ہزار غنیم کے مارے گئے اور بادشاہی
لشکر میں تیس آدمی مارے گئے اور پانچسو سخت زخمی ہوئے۔ اور سات سو
گھوڑے تلف ہوئے۔ لشکر شاہی کو فتح ہوئی۔ اور فیلخانہ اور توپ خانہ
اور اسباب غنیمت ہاتھ آیا۔
جب مرزا کوکہ نے فتح پائی تو وہ صبح کو نوانگر کی طرف دوڑا اور بہت غنیمت
جمع کی۔ جام و مظفر کہسار برہرہ میں چلے گئے۔ کوکلتاش نے ان سرکشوں کی
مالش کے لئے توقف کیا اور چارہ گری کے درپے ہوا۔ نورنگ خان۔ سید قاسم
خواجہ سلیمان کو جونہ گڈھ کے قلعہ کی فتح کے لئے بھیجا۔ ارادہ اس کا یہ تھا کہ اس

جونہ گڈھ
... سیف ...
سنہ ۹۹۹
سنہ ۹۹۹

خوری مرزبان جونا گدھہ وسورت کو اور کھنکار کچہ کے سردار کو مدد کے لئے بلایا۔
پہلے اس سے کہ ان سرکشون کا ہنگامہ گرم ہو کوکہ وہان پہنچا اور کچہ سرکشون کی پروا
نہ کی کہ وہ کیا کر رہے ہین۔ انکی حقیقت کچہ نہ سمجھا۔ یہان تک کہ بعض سرکشون نے
شور افزائی کی تو پھر وہ سب کام چھوڑ کر اس سرکش کی چارہ گری مین مصروف ہوا
قلیچ خان کے بھائیون اور اسماعیل خان قلی کے بیٹون نے جو اس ملک کے بڑے
اقطاع دار تھے نامعقول عذر کرکے اسکی ہمراہی نہ کی۔ اس گروہ کا نہ آنا اچھا ہوا
اسلئے کہ سپہ کشی مین جسقدر جھگڑا خود سر کمتر ہوتے ہین اتنا ہی کام شائستگی کے ساتھ
بیشتر ہوتا ہے۔ ایک آدمی کی بدلی ایک گروہ کو اپنی جگہہ پہ قائم نہین رہنے دیتی
ایک ناہنجار سخن برہمی درہمی و برہمی پیدا کر دیتا ہے۔ بیرم کا لوکے نزدیک فتح خان
و چندرسین زمیندار حلود اور کرن پرمال کلانتر مورلی اور بہت سے اور سرکش بادشاہی
لشکر سے لڑنے کو تیار ہوئے۔ نورنگ خان و سید قاسم و خواجہ سبحان آگے
پیچھے گئے یہ لوگ مورلی مین غنیم کے ملک سے پچیس ۲۵ کوس کے فاصلہ پر یونہی پڑے
رہے اور صلح کا پیغام دینے لگے اور کچھ کام نہ کیا اور فروتنی اختیار کی سرکشون نے
صلح منظور نہ کی اور لڑنے کا ارادہ کیا۔ کوکلتاش چارہ گری کے درپے ہوا۔ باوجودیکہ
بادشاہی لشکر دس ہزار سے کم اور غنیم کا لشکر تیس ہزار سے زیادہ تھا مگر اس نے
سات کوس سے لشکر آراستہ کیا۔ قول مین خرم خواجہ ابوالقاسم دیوان حکیم مظفر
اردستانی۔ قزل ابدال اور دو ہزار سپاہ اور برانغار مین نورنگ خان پندرہ
سو سپاہ جرانغار مین خواجہ رفیع محمد حسین شیخ قاضی حسین۔ سید ابو اسحق چندرسین
اٹھارہ سو سپاہ ہراول مین سید قاسم سید بایزید۔ سید بہادر۔ سید عبدالرحمن سید
سلیم۔ میر شرف الدین۔ سید مصطفی چودہ سو سپاہ۔ التمش مین سولہ سو سپاہ اور
کوکلتاش و کامران بیگ محمد توقبائی و خواجہ بابا و قادر علی کوکہ مع چارسو سپاہ کے
طرح التمش میں گوجر خان چھہ سو جوانون کے ساتھ طرح برانغار مین خواجم بردی

پہلے فرمانروایون مین سے کسی نے اسپر قبضہ کم تر پایا تھا - ۲۲ خرداد سنہ ۳۷ الٰہ
سپاہ اوسکے پاس آئی - سترہ مورچے بنائے - نورنگ خان نے کاٹھی کے گروہ کو
سزا دی وہ اہل قلعہ کی مدد کرتے تھے - آج ہی قلعہ مین آگ لگ گئی اور بہت سا
اسباب قلعہ داری جل گیا - فرنگی توپ انداز کہ مسلمان ہو گیا تھا اوراس پیشہ مین
چابک دست تھا بہ اسیمہ ہو کر خندق مین گرا مگر اہل قلعہ پاس آذوقہ بہت تھا اور حکم
استوار بھی - سو توپین ہر روز چند بار چلاتے تھے اور ہر توپ مین ڈیڑھ من کا گولہ
آتا تھا - سپاہ تو درماندہ تھی مگر کوکلتاش اوسکی دلدہی کرتا تھا اور سر رشتہ کوشش
کو نہین چھوڑتا تھا - ایک کوہچہ معلوم ہوا اسپر سرکوب بنایا اور وہان سے توپ اندازی
شروع کی تو اہل قلعہ بیدار ہوئے - لابہ گری کرنے لگے - تین دن تک لڑائی
رہی - ۱۷ شہریور سنہ ۳۷ الٰہ کو قلعہ نشینون نے پناہ مانگی اور کنجیون کے حوالہ
کرنے کو اپنی بستگیون کی کشائش سمجھے - سات برس کا لڑکا میان خان اور
بارہ برس کا لڑکا تاج خان جو امین خان کے پوتے تھے اور ستاون نامور
آدمی کوکلتاش خان پاس آئے - اُس نے درست پیمائی کے ساتھ انکے مال و جان و
ناموس کی پاسبانی کی اور ہر ایک کو اپنی آباد جاگیرون مین خلعت دیکر بھیجدیا۔
جب جونہ گڈھ فتح ہو گیا اور زمیندار مطیع ہوئے تو کوکلتاش نے اپنی ساری
ہمت مظفر کی گرفتاری مین صرف کی - مظفر سیوا آباد جھیل مین چلا گیا وہ ایک بڑھی
ولایت لارکی ہے اس مین دوارکا کا پرستش کدہ ہے - کوکلتاش نے نورنگ خان
اور امراء کو اسطرف بھیجا - ۱۶ مہر سنہ ۳۷ الٰہ کو دوارکا مین پہنچے وہ بے آویزش
ہاتھ آیا - یہان معلوم ہوا کہ مظفر سیوا کے گھر مین بیشہ مین ہے - قصبہ امرہ مین
سنگرام اس زمیندار کا خویش خیرہ سر ہو رہا ہے - قادر علی کو اس پرستش گاہ
مین چھوڑ کر سپاہ کے دو حصے ہوئے نورنگ خان تو ایک حصہ کو لے کر مظفر
کی تلاش مین مصروف ہوا نظام الدین احمد سپاہ لیکر دوسری طرف

مظفر گجراتی کا گرفتار ہونا اور اپنے تئین ہلاک کرنا ۱۰۰۱ھ

سرزمین سے فارغ ہو کر خود قلعہ کی فتح کو جائے۔ لشکر جو بھیجا گیا اسکو ملک کی ویرانی
اور گران ارزی سے بہت تکلیف ہوئی۔ افسردگی اور گران پائی کے ساتھ قلعہ
سے نزدیک ہوئے۔ دولتخان جو زخمی ہوا تھا وہ مرگیا اس لئے قلعہ کشائی کا ارادہ
ہوا۔ اہل قلعہ سے کہا کہ مالک قلعہ مرگیا۔ سپاہ شاہ فتحمند ہوئی۔ اب مناسب ہے
کہ قلعہ کی کنجیان پیمان کی دستاویز پر حوالہ کردو۔ اہل قلعہ نے جواب دیا کہ کسی معتمد کو
بھیجدو کہ جس سے ہم اپنی خواہش ظاہر کرکے دلجمعی کرین۔ اس زمانہ مین معلوم ہوا
کہ ایک گروہ کاٹھی نے پرتال کو لوٹ لیا ہے۔ ناگزیر اس طرف کوچ کیا اتنے
مین مظفر بھی وہان پہنچ گیا۔ اہل قلعہ نے نخوت اختیار کی۔ خان اعظم برآشفتہ ہوا
اور قلعہ کی فتح کا ارادہ کیا۔ مظفر باہر آیا اور مشہور ہوا کہ وہ احمدآباد کی طرف جاتا
ہے۔ کوکلتاش نے فوج بسرکردگی خرم خواجہ اس کے پیچھے روانہ کی خود چاہتا تھا
کہ قلعہ فتح کرون اتنے مین معلوم ہوا کہ جام بنگاہ کے قریب جاتا ہے تو وہ بہت
جلد اس طرف آیا تو وہ پھر کر لابہ گری کرنے لگا۔ اسی زمانہ مین نظر بیا اور اس کے
فرزندون نے شورش برپا کی۔ ناگزیر جام کا عذر قبول کرکے اسکی طرف متوجہ
ہوا۔ انہین دنون مین میر ابوتراب ندوقہ مین پادشاہ کے پاس سے آیا۔
خدمت گزار ملازمون کے لئے خلعت اور گھوڑے اور فرمان لایا۔ تا لوچے سرکشون
کے بھی دبجانے کا مژدہ آیا۔ کوکلتاش خان کا ارادہ تھا کہ قلعہ کو فتح کرے
مگر ہمراہیون کی واماندگی سنگ راہ ہوئی۔

مگر جب سپاہ نے آرام لیا تو پھر اس قلعہ کی کشادگی کی طرف خیال ہوا
کھوکھن پسر جام اور بہت سے سرکش اس سرزمین کے عاجزی کرکے مطیع ہوئے
سومناتھ و کوکہ و منگلو و لیوہ و بیرد وغیرہ سولہ بندرون پر بے جنگ قبضہ ہوگیا
اسکے بعد جونہ گڈھ کے قلعہ کو سپاہ روانہ ہوئی وہ امین خان غوری کے
پوتون کے پاس تھا وہ بڑا نامور قلعہ تھا اور ولایت سورٹھ سے وابستہ تھا

کر اپنے پاس پوشیدہ رکھتا تھا اپنا گلا آپ کاٹ ڈالا اور اگر یہ نہ کرتا تو خان اعظم اسکو بادشاہ کے بغیر حکم کے نہ مارتا اور اگر وہ بادشاہ پاس جاتا تو وہ بھی اس کی جان نہ لیتا مگر اس کی غیرت نے یہ خودکشی آ ائی اس کے مرتے ہی گجرات کے سب جھگڑے تمام ہوئے +

## مہمات گجرات کا بیان طبقات اکبری اور کتابون سے گجرات مین خانخانان کے جانے تک

طبقات اکبری کا مؤلف نظام الدین احمد گجرات مین بخشیگری کی خدمت رکھتا تھا۔ اسلئے اس نے جو حال اپنے تاریخ مین لکھا ہے وہ زیادہ اعتبار بہ نسبت ابوالفضل کے رکھتا ہے۔ اس نے اپنی آنکھون کا دیکھا ہوا حال نہایت قلیل اللفظ وکثیر المعنی لکھا ہے اور ابوالفضل نے ہزار کوس کے فاصلہ پر بیٹھے ہوئے لکھا ہے۔ سوا اس کے نظام الدین احمد کی برابر معاملات جنگ کو ابوالفضل سمجھتا بھی نتھا واقعات سنہ ۲۹ جلوس مطابق سنہ ۹۹۱ھ طبقات مین بیان کیا ہے کہ بادشاہ کی خاطر اشرف مین آیا کہ اعتماد خان گجرات مین مدتون تک رہا ہے اور گجرات کی آبادانی کا طریقہ اورون سے بہتر جانتا ہے اگر اسکو ہم گجرات عنایت کرین تو ان بلاد کے حکام جو ہمارے تصرف مین نہین ہین یہ دیکھ کر ہمارے امیدوار ہون گے۔ اس لئے گجرات کی حکومت اسکو سپرد ہوگی۔ میر ابوتراب کو امین کیا۔ خواجہ ابوالقاسم کو دیوانگری کا منصب دیا اور نظام الدین احمد مؤلف طبقات اکبری کو بخشیگری کی خدمت مرحمت کی۔ محمد حسین شیخ و میر ابوالمظفر و میر حبیب اللہ ابو اسحاق و میر صالح و ہاشم و بنیاد بیگ و سید جلال بخاری و بیگ محمد توقبائی و میر حبیب اللہ و میر شرف الدین

چلا گیا۔ پھر کو سیوا کے بنگاہ پر یہ پہنچے۔ کچھ دیر پہلے سپاہ کے آنے سے مظفر کو مع
زن و فرزند کے کشتی مین بٹھا کر ایک استوار جزیرہ مین پہنچا دیا تھا اور بعد اس کے سیوا خود
چلا گیا تھا۔ جب لشکر شاہی آیا تو وہ پھر کر اُس سے لڑنے آیا اور شام تک جنگ مین
دونون لشکر دست و گریبان رہے۔ اس زد و خورد مین سیوا کے ایک تیر لگا اور وہ
مر گیا۔ سرکش پراگندہ ہوے۔ بہت مارے گئے۔ جو سپاہ کہ سنگرام کی مالش کو
گئی تھی وہ بھی غالب آئی اور دونو جگہ سپاہ کو بہت غنیمت ہاتھ آئی۔ مظفر ولایت
کچھ مین بھاگا۔ بھارا جو اس سرزمین کا لانستر تھا اُس نے مظفر کو یہان ایک گوشہ مین
چھپا دیا۔ ۲۶ آبان ۱۰۰۱ھ کو خان اعظم جونہ گڈھ سے یہان آیا۔ اپنے بیٹے
عبد اللہ کو پہلے بھیجا۔ ۹ آذر کو ۵۵ کوس کی کوچون مین طے کر کے موضع امیران
مین آیا۔ جو ملک داور کی خوابگاہ تھا۔ جام مع فرزندون کے آکر ملا۔ مرزبان کچھ
نے اپنی کار دیدون کو بھیجا کہ جا کر گذارش کرین کہ مین فرمان پذیری قبول کرتا ہون
اور اپنے بیٹے کو پرستاری کے لئے بھیجتا ہون۔ کوکلتاش نے جواب دیا کہ اگر اپنی
خیر منظور ہے تو مظفر کو حوالہ کرو یا خود آؤ۔ انہین دنون مین کچھ کو صلاح بے اجازت اپنی بنگاہ کو بھاگ گیا
سپاہ جونہ گڈھ نے اسکا خان و مان لوٹ لیا اور اسکے تینون بیٹون کو مار ڈالا۔ خان اعظم نے اپنے بیٹے عبد اللہ
خرم کو ادھر بھیجا اور خود موربی سے ۱۳ کوس کو پانچ کوچون مین طے کر کے موضع جاپارہ مین آیا
زمیندار سے جو دو باتین کہی گئی تھین انہین سے کوئی عمل مین نہین آئی تو کوکلتاش نے یہ
چاہا کہ اسکے اقطاع جام کو دیدے۔ پھر اُس نے پیغام بھیجا کہ اگر قصبہ موربی کہ مدتون
سے اسکے باپ دادا پاس تھا مجھے انعام مین دیدین تو مین مظفر کو حوالہ کرتا ہون
کوکلتاش نے قبول کر لیا۔ کچھ سپاہ بھیجی۔ ۱۳ دے کو وہ وہان پہنچی۔ زمیندار کے
گماشتون نے مظفر سے کہا کہ بہارا آپ پاس آتا ہے وہ خوش وقت ہو کر
استقبال کو آیا۔ جب وہ نزدیک آیا تو اسکو گرفتار کرنے کے لئے آ گئے رات تو
رہ نوردی مین گذری۔ صبح کو خلاخانہ کا بہانہ بنا کے ایک جگہ گیا اور استرہ سے

اور میرے آدمی اپنے کنبون کو ساتھ لے کر شہر سے چلنے مین بہت تکلیف اٹھا چکے ہین
مگر نظام الدین یہ لکھتا ہے کہ شہاب الدین احمد خان نے یہ جواب دیا کہ یہ جماعت میرے
قصد مین تھی اور مدت سے اس کام کا فکر کر رہی تھی اب اُس نے اپنے کام پر سے
پردہ اٹھا دیا۔ میری باتون سے اسکو تسکین نہین ہو گی اور مجھسے کوئی امداد متصور
نہین ہے۔ جب نظام الدین نے صورت حال کو اعتماد خان سے کہا تو اُس نے
اسی مین صلاح سمجھی کہ اس جماعت کی تسلی کرے ایک دو آدمی تسلی کے لئے امراء سرکش
کی جماعت پاس بھیجے مگر اسکو تسلی نہوئی اور وہ آگے کاٹھیاوار کو بڑھی۔
مرآۃ احمدی مین لکھا ہے کہ اعتماد خان نے شہاب الدین سے کہا کہ تم جبتک
ٹھیرے رہو کہ بادشاہ نے جو کمک بھیجی ہے وہ یہان آجاوے۔ کئی مراسلات
بھیجکر اعتماد نے کوشش کی کہ شہاب الدین چند روز توقف کرے۔ مگر اس نے توقف
نہ کیا اور کری مین جو احمد آباد سے ۲۰ کروہ (۴۰ میل) ہی روانہ ہوا۔ ۷ شعبان کو
خبر آئی کہ باغیون کی جماعت مظفر کو اور کاٹھیون کو ہمراہ لے کر دولقہ مین آگئی یہ قصبہ
احمد آباد سے ۴۲ میل تھا میر اتیک آقا شہاب الدین پاس خبر لایا کہ وہ قصبہ
کری مین توقف کریگا۔ اعتماد خان و نظام الدین و میر ابو تراب اسکی تسلی کرکے
لے آئین۔ اعتماد خان آخر روز فرار ہو کر کری کی طرف چلا۔ ہر چند اس کو سمجھایا
کہ غنیم بارہ کروہ (۲۴ میل) پر آگیا ہے ۲۰ کروہ (۴۰ میل) حاکم شہر کا جانا مناسب
نہین ہے مگر اسے کچھہ فائدہ نہین ہوا۔ وہ کری کو اس ارادہ سے روانہ ہوا کہ شہاب الدین
کو سمجھا کر احمد آباد مین لے آئے اسکے ساتھ ابو تراب اور نظام الدین گئے نظام الدین
نے اس بات کو چھپایا کہ اس نے حاکم شہر کو دار الحکومت سے جانے پر سخت اعتراض
کئے تھے۔ شہاب الدین خان کے آنے کو اعتماد بڑا بکار آمد ضروری سمجھتا تھا اسکے
برخلاف جو نظام الدین خان نے سمجھایا وہ کچھہ کام نہ آیا۔ شیر خان پسر اعتماد خان
کو شہر کی حفاظت سپرد ہوئی اور اسکے معاون میر معصوم بھکری اور نظام الدین خان

برادر زادہ ہاے میر ابو تراب کو گجرات مین جاگیردار مقرر کیا۔
اعتماد خان کو حکم دیا کہ ولایت سروہی کو دیورہ کے سرتابون سے لے کر رانا کے
بھائی جگمال کو کہ دولت خواہون مین سے ہے حوالہ کرے۔ نظام الدین احمد
کے ہاتھ اسکی مدد خرچ کے لئے ایک ہزار اشرفی بھجوائی جب اعتماد خان ہمالو
مین آیا تو نظام الدین و میر معصوم بکری (بھکری) و میر بیگ ایشک آغا و زین الدین
کنبوہ و پہلوان علی سیستانی کہ احمد آباد کا کوتوال مقرر ہوا تھا اس سے ملے محمد حسین
اور اکثر جاگیردار اس سے پیچھے تھے آ گئے۔ جب جالور سے سروہی پہنچے اور
دیورہ کے سرتابون کو نکال کر جگمال کو غزنین خان و محمود خان جالوری کی
بجا دیورہ راے سنگھ ولد چندرسین ولد راے مالدیو کے ساتھ وہان چھوڑا اور
خود احمد آباد کی طرف چلے جب احمد آباد کے قریب اعتماد خان آیا تو شہاب الدین
احمد خان شہر سے باہر آ نکر عثمان پور مین جو شہر کے محلون مین سے ہے فرود
ہوا۔ ۱۲ شعبان سنہ ۹۹۱ھ کو اعتماد خان داخل شہر ہوا دو روز کے بعد
معلوم ہوا کہ عابد بدخشی امیرک بلاق و وفادار و مرزا بیگ و عبداللہ و سید
محمد بیگ اور ایک جماعت کثیر شہاب الدین خان کے نوکرون کی جدا ہو کر کاٹھی اور
سلطان مظفر گجراتی اور اوس کی مان کے رشتہ دارون کی طلب مین گئے
ہین جو وہان بادشاہی لشکر کے خوف کے مارے چھپا ہوا تھا۔ وہ فتنہ و
فساد کا ارادہ رکھتے ہین اعتماد خان نے صلاح جانکر ابو تراب نظام الدین
کو شہاب الدین خان پاس بھیجا کہ اس باب مین گفتگو کرے انہون نے جا کر سمجھا
سمجھایا کہ جن امیرون کی جاگیرین ضبط کی ہین وہ ان کو پھر دیدے یا انسے
پہلے اس سے کہ وہ کسی زبردست کو اپنا سردار بنائین سخت حملہ کرے۔
اعتماد خان نے شہاب الدین احمد خان سے احمد آباد کی مراجعت کے لئے
کہا تو اوس نے یہ عذر کیا کہ سفر کی تیاری مین بہت روپیہ خرچ کر چکا ہون دولت

مع خان وہان کے لٹ گئے اور شہاب الدین خان اور اعتماد خان بھاگ کر نہروالہ مین جو
پٹن مشہور ہے ۴۵ کروہ (۹۰ میل) چلے گئے نظام الدین نے یہ سارا حال لکھ کر بادشاہ
پاس بھیجا بعد تین روز کے محمد حسین شیخ و خواجہ ابو القاسم دیوان و ابو المظفر و میر محب اللہ
و میر شرف الدین توقبائی اور جاگیرداران گجرات کہ پیچھے رہ گئے تھے پٹن مین پہنچے۔
قلعہ کو مرمت کر کے یہان استقامت کی سلطان مظفر گجراتی نے ارباب فتنہ و فساد کو
خطاب و جاگیرین دین اور جمعیت بہم پہنچائی۔ شیرخان فولادی کہ پٹن مین مدتون حکمران
رہا تھا اور چند سال ولایت سورٹھ (سوراشٹر) یعنی کاٹھیواڑ مین گذر اوقات کرتا تھا
دو ہزار سوارون کے ساتھ مظفر گجراتی پاس آیا۔ اس کو چار ہزار سوارون کے ساتھ
پٹن روانہ کیا وہ قصبہ کری مین آیا اور اس نے اپنی سپاہ کو جوتانہ مین کہ پٹن سے
۲۰ کروہ (۴۰ میل) ہے بھیجا۔ لشکر شاہی بھی اس سے غافل نہ تھا۔ اس سے یہان
نظام الدین آخر لڑا۔ اور شکست دی۔ میر محب اللہ و میر شرف الدین و بیگ توقبائی
کو اور سپاہیون کی ایک جماعت کو یہان چھوڑا شیرخان فولادی خود پٹن سے ۸ میل
پھر آیا اسکو اعتماد کے بیٹے نے پٹن سے آخر شکست دی۔ احمد آباد پر مظفر کے قبضہ پانے سے
جنوب مین پادشاہی آدمیون کی آمد و رفت بالکل بند نہین ہوئی تھی۔ زین الدین کنبوہ دولتی
کے سامنے سے قطب الدین حاکم بروج و بڑودہ کے پاس آگیا۔ اور اسکو ترغیب دی کہ
احمد آباد پر جنوب کی طرف سے حملہ کرے۔ دونو قطب الدین اور زین الدین کے لشکر مل کر
برودہ تک آگے بڑھے۔ مظفر نے بہت سے لشکر سے اُن پر حملہ کیا۔ قطب الدین اس سے
سپاہیانہ نہین لڑا۔ جنگ مین شکست پائی اور برودہ مین متحصن ہوا۔ اکثر اس کے
عمدہ نوکر اور آدمی مظفر سے جا ملے۔ یہ فسادون کا دریا تلاطم مین تھا کہ اس مین دولت
بھی مچھلی کی طرح تیرنے لگا۔ مرآۃ احمدی مین لکھا ہے کہ وہ کلیان رای حاکم کھنبایت کا
ملازم تھا۔ اسنے کچھ اپنا تعلق مظفر سے نہین پیدا کیا تھا خود سپاہ جمع کر کے کھنبایت
کو لے لیا۔ یہان کا عامل خواجہ امام الدین حسین کروری تھا۔ بڑودہ کو بھاگا اور

مقرر ہوئے - کری مین شہاب الدین سے باتین ہوئین اس رنگ سے انکی تسلی ہوئی
کہ سابق مین انکی جاگیر مین جو پرگنے تھے وہ چھوڑ دیئے جائین اور دو لاکھ روپیہ
اوسکو اور دیئے جائین - غالباً یہ روپیہ اس خرچ کی بابت ٹھیرا ہوگا جو اسکا سفر مین
خرچ مین ہو چکا تھا اور جسکی شکایت وہ کرتا تھا - غرض شہاب الدین کو راضی کرکے
اعتماد خان ساتھ گیا اور قصبہ کری سے احمد آباد کی طرف وہ چلے اس روز کہ اعتماد خان
کری کو روانہ ہوا تھا مظفر گجراتی شہر احمد آباد مین آیا اور شہر کے آدمیون نے قلعہ
حوالہ کیا قلعہ کی دیوار ایک جگہہ شکستہ تھی وہ بلا تکلف اُس مین سے چلا آیا - احمد آباد سے
دس کوس پر شہاب الدین احمد خان اور اعتماد خان پہنچے تھے کہ میر معصوم بھکری و زین الدین
کنبوہ یہ خبر لائے اس خبر کو سنکر ان دونو نے مشورہ کرکے یہ قرار دیا کہ ابھی ایک روز سے
زیادہ نہین گذرا ہے اور مخالفون کے کار نے استقامت نہین پائی ہے اس راہ سے
شہر مین جانا چاہیئے جسمین سے کہ دشمن داخل ہوا ہے شہر کی طرف متوجہ ہوئے
صبح کو عثمان پور مین کہ شہر و دریا کے متصل ہے پہنچکر اترے - مظفر گجراتی نے شہر سے
باہر نکل کر دریا کی ریتی مین صف کشی کی - شہاب الدین کے ہاتھ پانو پھولے نوکرون
کی نا اعتمادی سے صف آرائی کی فرصت نہ ملی کچھہ سپاہی کہ اس کے ساتھ رہے
تھے حرکت مذبوحی کرکے بھاگ گئے -

مراۃ احمدی مین لکھا ہے کہ شہاب الدین نے بڑی بہادرانہ کوشش کی مگر اس کے
۲ سو کے قریب سپاہی بھاگ گئے اسکا گھوڑا زخمی ہوا کئی رستہ مندی ہو کر گرا گو کہ بعض
اسکے دوستون نے اوس کے گھوڑے کی باگ پکڑا اسکو مجبور کرکے میدان جنگ سے
لے گئے - اعتماد خان مع ابوتراب کے لڑائی سے الگ کھڑا رہ اور عثمان پور مین
کھڑا تماشا دیکھا کیا اور اس تاک مین رہا کہ کب موقع ہاتھ لگے کہ بھاگ جائے -

نظام الدین نے اپنے تھوڑے سے آدمیون سے ہاتھ پانو مارے مگر کچھہ نہ ہوا اور
اسکے بیٹے کے سپاہی کہ اعتماد خان نے شہر مین محافظت کے لئے متعین کیے تھے

لیکر پٹن مین رکھنی گئی تھی وہ واپس آجائے یہ سپاہ امیرون کے اشارہ سے گئی تھی کہ انکی غنیمت کو دیکھ کر پٹن کی سپاہ کا بھی دل للچائے۔ اس عرصہ مین خبر آئی کہ قلعہ بڑودہ کو مظفر گجراتی نے فتح کر لیا۔ بڑودہ کا فتح ہونا ایک واقعہ عظیم ہے جسمین وہ واردات ہین جو مظفر گجراتی کی صفت ذاتی اور اسکی طرز حکومت کو بتلاتی ہین جو اُسنے گجرات کے لئے سوچی تھین۔ اہل گجرات مظفر ہی کو فراخ حوصلہ و عالی ہمت سمجھکر اسی کی طرف رغبت کرتے تھے۔ وہ بھی اکبر کی طرح شجاع تھا اور اپنے ہمراہ وفادار جان نثار ملازم رکھتا تھا جب قطب الدین کو بڑودہ کے قریب شکست ہوئی تو وہ قلعہ بڑودہ مین متحصن ہوا۔ یہان اسکا محاصرہ ہوا۔ مرآۃ احمدی مین لکھا ہے کہ مظفر کی سپاہ بیس ہزار تھی۔ قطب الدین نے ۲۴ روز تک اسکا مقابلہ حتی المقدور کیا۔ اسکو اپنے آدمیون پر اعتبار نہ تھا اور حقیقت مین اسکے نوکر قابل اعتبار بھی نہ تھے۔ چنانچہ انہین سے دو محمد میرک اور جرکس رومی نے مظفر کو یہ صلاح پوشیدہ بتلائی کہ وہ صلح کرنے کے بہانہ سے انکو اور زین الدین کنبوہ و سید جلال بخاری اور خواجہ یحیی اور نورنگ خان وکیل کو بلاے اور جب وہ آجائین تو انکو اور خواجہ یحیی کو وہ قید کرلے اور زین الدین اور جلال کو مار ڈالے اور دوسرے روز قلعہ پر حملہ کرے تو قطب الدین کا کوئی سپاہی اس کا مقابلہ نہین کریگا۔ مظفر نے انکی تدبیر پر عمل کیا۔ قطب الدین نے ان پانچون آدمیون کو بھیجا جنکا اوپر نام لکھا ہے۔ مظفر نے زین الدین کو تو آتے ہی ہاتھی کے پاؤن تلے کچلوایا۔ سید احمد بھکری کی سفارش سے سید خلیل بچ گیا۔ پھر قلعہ اور قطب الدین کو پاس جا کر گھیر لیا۔ قطب الدین نے دیکھا کہ سب اوسکے امراء چلے گئے تو ایسا مستحکم مقام مین وہ چلا گیا۔ دوسرے روز مظفر نے بقسم کہا کہ وہ قطب الدین کو کوئی گزند نہین پہنچائیگا۔ یہ عہد و پیمان کرکے اُسکو بلایا۔ قطب الدین مجبور ہو گیا تھا وہ مظفر سے ملنے گیا اس نے اُس کی بہت خاطر داری کی اور اپنی مسند پر بٹھایا

شہر کا خزانہ چودہ لاکھ روپیہ اپنے ساتھ لے گیا اور دشمن کے لئے ۱۴ لاکھ دام چھوڑ گیا
پٹن کے قلعہ نشینون کو معلوم ہوا کہ شیر خان فولادی میسانہ مین جو اُن کے مقام سے
۳۰ میل پرے آگیا ہے اُنکو ایسا تذبذب ہوا کہ پٹن کو چھوڑ کر جالور مین جانے کا ارادہ
ہوا۔ اگر ایسا اُنہون نے کیا ہوتا تو مظفر کو گجرات کا حصہ عظیم ہاتھ لگ جاتا نظام الدین
نے اونکو سمجھایا اور جنگ پر مصر ہوا۔ اعتماد خان اور شہاب الدین احمد خان پٹن مین
آگئے اور اور امرا نظام الدین ساتھ متفق ہوئے۔ جب قصبہ میسانہ مین وہ آئے۔
شیر خان فولادی نے صف آرائی کی پانچہزار سوار مقابلہ مین لایا۔ پادشاہی لشکر
دو ہزار سوار کا تھا سخت لڑائی ہوئی شیر خان نے ہزیمت پائی۔ احمد آباد چلا گیا
بہت آدمی اسکے قتل ہوے لشکر شاہی کو بہت غنیمت ہاتھ آئی۔ نظام الدین مستعد
ہوا کہ احمد آباد مین جانا چاہیئے۔ مگر اسکے ہمراہی امرا راضی نہ ہوئے۔
بداونی لکھتا ہے نظام الدین احمد ہی کی سعی سے شہاب الدین احمد خان اور
اعتماد خان پٹن مین ٹھیرے ورنہ وہ اپنے تذبذب و شتردلی سے جالور مین قرار
کرنے پر تیار ہو چکے تھے۔ شیر خان فولادی کے شکست دینے کے بعد نظام الدین
احمد کا یہ جد ہوا کہ انکا تعاقب کرکے احمد آباد چلنا چاہیئے عین صلاح وقت تھا
ہنوز قطب الدین کی شکست کی خبر نہین آئی تھی۔ اس مین سب امرا متفق تھے
کہ نظام الدین جانتا تھا کہ اس وقت مظفر کی سپاہ مندری اور نربدا کے درمیان
قطب الدین سے لڑ رہی ہے۔ دار الخلافہ اسکی سپاہ سے خالی ہوگا اور فولادی
کی سپاہ دو دفعہ شکست پا چکی ہے وہ اور بھی اہل شہر کی ہمت کو شکستہ کریگی
اور سوا اس کے احمد آباد کے لینے سے مظفر گجراتی کا اعتبار بالکل جاتا رہے گا۔
اگرچہ شہاب الدین و اعتماد دونو سیدھے احمد آباد جانے پر راضی ہوئے
مگر نظام الدین کے سمجھانے سے اُنہون نے اتنا قدم بڑھایا کہ وہ کری مین
آگئے۔ یہان وہ بارہ روز اس انتظار مین ٹھیرے کہ سپاہ جو لوٹ کا مال

دیکھا۔ نیچے یہ دیکھتا ہے کہ انسان کے حالات مین انقلابات کا تلاطم برپا رہتا ہی اقبال سے ادبار اور ادبار سے اقبال آتا جاتا رہتا ہے۔ اوپر یہ دیکھا کہ علی الدوام کواکب اپنے مدارون مین یکسان دورہ کرکے اپنی تاثیر بے تغیر کرتے ہین۔ اسنے میر ابوالفتح شیرازی سے پوچھا کہ انکی تاثیرات ہمارے دوست و دشمن کے باب مین کیا کہتی ہین۔ میر صاحب بادشاہ کے پوچھتے ہی آسمان کی سیر کرنے کو گئے اور وہان سے آکر عرض کی کہ اس سال مین دو دفعہ عرصہ پیکار آراستہ ہوگا اور دونو دفعہ اولیای دولت کو نشاط فیروزی حاصل ہوگی وہی ہوا جو اُسنے کہا۔ اہل یورپ اسکی توجیہ یون کرتے ہین کہ ابوالفتح شیرازی بادشاہ کے دل کی بات کو سمجھتا تھا کہ اسکا ارادہ گجرات جانے کا نہین ہے اسلئے اسنے یہ کہدیا جو اوپر بیان ہوا۔ ظل اللہ اوسکو سنکر خوش ہوگئے۔ یہ امر اتفاقی ہے کہ جو حکم کیا تھا وہ وقوع مین آیا

## معاملات پرتگیزون کے ساتھ جو گوہ مین رہتے تھے

ہمنے پہلے لکھا ہے کہ سورت کا محاصرہ بادشاہ کر رہا تھا تو پرتگیزون کا ایک گروہ اسکی ملازمت سے مشرف ہوا تھا اس نے اس وحشی گروہ کو اپنے اخلاق سے گرویدہ کیا تھا۔ جب ولایت گجرات سنہ ۹۸۳ھ ممالک محروسہ مین داخل ہوئی اور اکثر بنادر اسکے بادشاہ کے قبضہ مین آئے۔ بنادر فرنگ کے حکام بادشاہ کی درگاہ مین التجا لائے۔ اور اپنے ملک کی دستکاری اور ہنرمندی کے اشیاء کو بادشاہ کے آگے لائے۔ جنکو دیکھکر بادشاہ کو ایسا شوق پیدا ہوا کہ حاجی حبیب اللہ کو مقرر کیا کہ وہ بہت سا روپیہ اور ہندوستان کی گزیدہ متاع کو گوہ مین لے جاے اور اس دربار کی عجائب وغرائب اشیاء کو یہان لاکر ہماری طبیعت کو خوش کرے اور اسکے ساتھ بہت سے ایسے دیدہ ور ہنرپیشہ

پیلہ کا زمیندار تروری نے اصرار کیا کہ مہمان قتل کیا جائے مگر مظفر نے اس سے انکار کیا مگر آخر کو تروری نے اور اوروں نے جو اُسکے ساتھ تھے مظفر کو قطب الدین کے قتل پر راضی کر لیا وہ اور اُسکا بھتیجا دونو قتل ہوئے۔ قطب الدین خان مظفر کے عذر و نقض عہد کو جانتا تھا۔ مگر اجل آگئی تھی دیدۂ بصیرت اوسکا کور ہو گیا تھا۔ اس خبر کو سُنکر نظام الدین اور اور امرای نامدار نے کہ قصبہ کری مین تھے پٹن مین مراجعت کی مظفر بڑودہ سے بروچ مین گیا اور قطب الدین خان کے متعلقین سے صلح کے ساتھ قطب الدین خان کا سب مال اسباب اور خزانہ دس کروڑ روپیہ (یا دام) تھے لے لیا اور چودہ لاکھ روپیہ جو امام الدین حسین کھنبایت سے بروچ مین لے گیا تھا وہ سب اوس کے ہاتھ لگا اور تقریباً تمام گجرات پر قبضہ ہو گیا۔ اُسکا لشکر قریب بیس ہزار کے ہو گیا جسمین مغل افغان۔ گجراتی۔ راجپوت تھے

اب آگے حال اُن مہمات کا وہی اور کتابوں مین لکھا ہے جو ابوالفضل نے اکبرنامہ مین لکھا ہے اور مین نے اوسکو اوپر نقل کیا ہے۔

تقدیر و نجوم پر اہل ایشیا جو اعتقادات رکھتے ہیں اس پر اس زمانہ مین اہل یورپ ہنستے ہین اور اونکو باطل جانتے ہین۔ مگر سولھوین سترھوین صدی مین وہ خود بھی تقدیر و نجوم کے قائل تھے اور اسکی بہت سی مثالین یہودیون اور عیسائیون مین موجود ہین۔ ان واقعات مین دو باتین نجوم و تقدیر کے اعتقاد کی واقع ہوئین اول قطب الدین خان کا اپنے تئین مظفر کے حوالہ کرنا۔ وہ خوب جانتا تھا کہ تروری اس کا جانی دشمن موجود ہے مظفر کے قول و قسم کا کچھ اعتبار نہ تھا۔ مگر وہ پکا سنی تھا اس لئے مرنے جینے کو تقدیر الٰہی سمجھکر اپنے تئین دشمن کے حوالہ کیا۔ ایک دوسری بات یہ ہے کہ جب اکبر نے یہ ارادہ کیا کہ اپنی سلطنت کے دشمن سے خود جا کر لڑے تو اُس نے نیچے اوپر

جہازون مین روانہ کردیا۔ فرمانروائی کا آئین عظیم کشورستانی اور ملک گیری سے اس طرز پر شکوہ مین کثرت کی پریشانی وحدت کی آسائش مین آجاتی ہے پراگندگی انتظام کی صورت پکڑتی ہے۔ فرنگیون کا ایک گروہ حجاز کے جانیوالون کا سدراہ ہوتا تھا۔ اُسکے دور کرنے کی خدمت امراء گجرات و مالوہ کو بسرداری قطب الدین خان ۱۸ بہمن ۹۸۶ھ کو سپرد ہوئی اور دکن کے مرزمانون کے نام فرمان گیا کہ لشکر اس طرف روانہ ہوا ہے اسکے ساتھ شائستہ سامان کے ساتھ شریک ہوکر اس بندگی کا یقین دلائین جسکی باتین وہ بناتے ہین اور وہ اپنی خدمت و اخلاص کے موافق ہماری عنایت سے اختصاص پائین اور رعایا دکن کو بھی اس لشکر سے آشوب نہ پہنچے۔

## ہندو مسلمانون کی تاریخین

چونکہ عہد اکبری سے ہندو مسلمانون کا ایک نیا تعلق شروع ہوتا ہے اس لئے بعض مضامین ہندو مسلمانون کی بابت ہم لکھتے ہین۔

ہمنے جو ہندو مسلمانون کی باہم لڑائیون اور اور معاملات کا بیان لکھا ہے وہ ان تاریخون سے بیان کیا ہے جنکے مصنف مسلمان مورخ ہین۔ ان تاریخون مین گو ایک طرفہ بیان ہے مگر کہین ان مین ایسا جھوٹ نہین ہے کہ مسلمانون نے اپنی شکست کو فتح لکھا ہو۔ مگر ہان اپنی فتوحات کی صورت مین اپنی مردانگی اور فرزانگی کا بیان مبالغہ سے کیا ہو اور شکستون کے ذکر مین عذرات ایسے کئے ہون جنسے انکی جوانمردی مین بٹا نہ لگے۔ انسان کو بالطبع اپنی اہانت و ہزیمت کے بیان سے نفرت ہے سب قومون کا حال یہی ہے اور یہی تھا اور یہی رہیگا کہ وہ اس طرح اپنی شکست و فتح کا بیان کرینگے جیسا کہ مسلمانون کی تاریخ مین بیان کیا گیا ہے۔ یہ تاریخی

ساتھ لئے کر رسائی ہم وشناسائی کار کے ساتھ شوق کو جد کے ساتھ ہم آغوش
کرتے تھے تاکہ اس بلاد کی مصنوعات غریبہ کی وہ نقل آثارین اور اس ملک کی
صنائع عالیہ کی تحویل ہو جاوے۔

میر حاجی ۹ رجب ۹۸۵ھ کو بادشاہ کی خدمت مین آیا۔ ایک گروہ کو ساتھ لایا
جو نصارا کا لباس پہنے ہوئے تھا۔ نقارہ اور سرنای فرنگی بجاتے تھے وہ بادشاہ کی
آستان بوسی سے سربلند ہوئے حاجی نے فرنگ کا اسباب نہایت عمدہ پیش
کیا۔ حرفہ گرون نے جو مشکل صنعتین سیکھی تھین وہ دکھائین اور مورد تحسین ہوئے
فرنگی اپنے ملک کے عمدہ عمدہ باجے بجاتے تھے خاص کر ارغنون (ارگن) بجا کے
سننے والون کو نہایت خوش کرتے تھے۔

تاریخ بدایونی مین لکھا ہے حاجی حبیب اللہ فرنگستان سے ارغنون لایا یہ
غلط لکھا ہے وہ گوہ سے لایا تھا۔ وہ ایک بڑا سا صندوق تھا قد آدم۔ ایک
فرنگی اندر بیٹھ کر تار بجاتا تھا دو باہر بیٹھتے تھے۔ پانچ طاؤس کے پر اس مین لگے ہوئے
تھے انکی جڑ فرن پر انگلیان مارتے تھے۔ انکی آوازون سے لوگ محظوظ ہوتے
تھے۔ فرنگی ہر دم کبھی سرخ کبھی زرد نکلتے تھے اور ایک حال سے دوسرے حال
مین ہو جاتے تھے۔ اہل مجلس یہ رنگ دیکھ کر دنگ ہوتے تھے۔

جب بادشاہ اودے پور کے قریب آیا تھا تو صوبہ گجرات کے حقائق گذارون نے
بادشاہ کو اطلاع دی کہ حاجیون کا قافلہ جو روانہ ہوا تھا۔ اسکو بنادر فرنگ کے
حکام سے عوام الناس نے ڈرا دیا ہے۔ بادشاہ نے انکو خود افرا نصیحتین کین اور
اعیان دولت نے دلدہی دی مگر اسکا اطمینان نہ ہوا تو قلیچ خان پاس بعض
بنادر فرنگ تھے اور وہ اس وقت اس لشکر مین تھا جو ایدر کو فتح کرنے گیا تھا
بادشاہ نے اسکو گھوڑے کی ڈاک مین بلا کر ساحل دریاء شور پر بھیجا کہ وہ اس
گروہ بیگانہ (فرنگی) کو خدمت پذیر بنا کے حاجیون کے قافلہ کو سلیمی اور اہی

ہندؤون و مسلمانون کے باہمی معاملات و مہمات کا بیان مسلمانون کی تاریخون
مین بالاجمال صحیح ہے انکی تفصیل مین غلطیان دانستہ یا نادانستہ ہوئی ہون
جیسی کہ اس تہذیب کے زمانہ مین بھی ہوتی ہین مجھے اپنی تاریخ مین ایک طرفہ
بیان مجبوری کرنا پڑتا ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ ہندؤون کی تصنیفات سے
تاریخین موجود نہین ہین کہ دونو کا مقابلہ کر کے ثالث بالخیر بن کو تاریخ لکھی جائے
اب ایک بڑا مسئلہ بحث کے لئے یہ پیش ہوتا ہے کہ ہندؤون کی تصنیف سے تاریخین
کیون نہین موجود کیا انہون نے تصنیف نہین کین یا تصنیف کین وہ برباد ہوگئین انگلستان محققون نے
اس مسئلہ مین بڑی بڑی موشگافیان کی ہین۔ اول سر ولیم جونز نے یہ تحقیقات شروع
کی۔ یہ فاضل جو بہت سے زبانون مین استعداد کامل رکھتا تھا اور سنسکرت کا پنڈت
تھا۔ اُسکو توقع تھی کہ ہندؤون کے یہان کتب تواریخ اس قدر دستیاب ہونگی کہ وہ
تواریخ عالم کے علم کو بڑھا دینگی مگر اسکو بعد از تحقیقات مایوسی ہوئی سنسکرت مین اسکو
تاریخون کا پتا نہ لگا اور محققون کی تحقیق کا نتیجہ بھی یہی ہوا۔ مگر ایک فرانسیسی مشرقی زبانون
کا فاضل انگریزون پر جھنجلا کر کہتا ہے کہ وہ کیون نہین ان تاریخون کو بہم پہنچاتے ہین اگر
وہ موجود نہ ہوتین تو ابو الفضل نے کیونکر ہندؤون کے قدیمی زمانہ کا حال دریافت کر کے
اپنے آئین اکبری مین لکھ دیا۔ مسٹر ولسن نے تاریخ کشمیر راج ترنگنی کا ترجمہ کر کے اس امر کی
شہادت دی کہ علم تاریخ سے ہندو بے بہرہ نہ تھے وہ بھی سلسل تواریخ قومی اور ملکی
رکھتے تھے مگر اس مستثنیٰ صورت سے انگلستان و فرانس و جرمن کے محققون نے نہ مانا کہ
ہندو علم تاریخ کی کتابین رکھتے ہین۔ انہون نے سنسکرت کی کتابون کے کتب خانون کو
چھان مارا مگر انکو تاریخون کی کتابون کا ذخیرہ نہ ہاتھ لگا انہون نے یہ فیصلہ کر دیا کہ
ہندؤون کے زمانہ قدیم کے حالات تاریخی کتب سے تحقیق ہونے ناممکن ہین۔ ہان
اور بہت سے اسباب ہین جیسے سلپچر (بت تراشی) و ڈرامہ (ناٹک) کتابے عمارتین
علم ادب۔ پوران۔ قوانین۔ قصص۔ شاعری۔ راجاؤن کے نسب نامے

واقعات تو عظیم الشان ہوتے ہین۔ کھیل مین لڑکون کا حال اپنی تاریخ
کے بیان مین یہی ہوتا ہے۔ جب کسی لڑکے کا کنکوا کٹ جاتا ہے تو وہ کہتا ہے
کہ اتفاقیہ پانون کے تلے ڈور آگئی تھی۔ مسلمانون کی تواریخ کی غلط بیانیون
پر یوروپ کے محقق پلے بیٹھے ہین۔ گو ابتدا مین ہندؤن کی زبان اور مذہب
اور عادات و اوضاع و اطوار اور بہت سے حالات پر مسلمان کی کتابون
کے ذریعہ سے اُنکو علم حاصل ہوا ہے مگر اب یوروپ مین بڑے بڑے سنسکرت
سکالر جنکا علم یہان کے پنڈتون سے کچھ کم نہین ہے موجود ہین۔ رات دن
تحقیقات مین لگے رہتے ہین۔ اسباب تحقیق ان پاس بہت ہین۔ اُنہون نے
ہندؤون کی بڑی بڑی تاریخین لکھی ہین اور لکھ رہے ہین علے ہذالقیاس عربی فارسی دانون
فاضلون کی کمی نہین ہے وہ ہر طرح کے مسلمانون کی کتابون کی چھان بین کرتے
ہین مسلمانون کی نایاب کتابون کو بھی اُنہون نے اپنی سعی سے بہم پہنچایا ہے
انٹرنیشنل کونگریس کے سالانہ جلسہ ہین وہ جو اپنے کارنامے دکھاتے ہین حیرت
عادات سے کم نہین ہوتے مگر افسوس یہ ہے کہ یوروپ مین مذہب نے سب
قومون کی نسبت خاص کر مسلمانون کی نسبت غلط معلومات کا دریا ایسا بہایا ہے
کہ اسکی مد کا جزر نہین آتا۔ اس سبب سے کہ یوروپ مین مذہبی جوش اس قسم کا نہین
رہا جیسا کہ ایشیا مین ہے تاریخی تحقیقات مین مذہب کے احکام لگانے
مہذب محقق معیوب سمجھتے ہین مگر وہ غلط معلومات خاکستر تلے کی چنگاریان ہین جب
انکو ہوا لگتی ہے تو وہ بھڑک کر آگ لگا دیتی ہین۔ وہ مسلمانون کی تاریخون
کو نکتہ چینی اور عیب بینی کی نظر سے اس طرح دیکھتے ہین کہ ایک ایشیائی مورخ جو اپنے
ملک اور قوم کے حالات پر علم رکھتا ہے وہ انکی تحقیقات کو اس نظر سے دیکھتا ہے جس نظر
سے اہل یوروپ ایشیائی تاریخون کو دیکھتے ہین اسکا بیان مقدمہ مین تفصیل سے بیان
کیا ہے

اپنی ذہانت کو الہیات۔ حکمت۔ فلسفہ۔ منطق۔ ہیأت۔ ریاضی۔ تصوف میں صرف
کرتے تھے۔ تاریخ کی واقعہ نویسی کو اپنے علم کے اعلےٰ درجہ کے آگے کمتر جانتے تھے
خیالات کی بلندی واقعہ نویسی کی پستی میں اُنکو نہیں جانی دیتی تھی۔ جتنی ہندؤنکی
علمی کتابیں اور قوموں کی کتابوں سے مختلف طرح کی ہیں۔ ایسی ہی اُنکی تواریخ
کی طرز اور طرح ہی نرالی ہے جنسے تاریخی حال اچھی طرح سمجھہ میں نہیں آتا جن بزرگوں
نے یہ کتابیں لکھیں۔ وہ دین کے کاموں کے آگے دنیا کے کاروبار کو ہیچ و پوچ
جانتے تھے انکا زمانہ ایسا بھولا تھا کہ اس میں عجیب و غریب قصص و افسانے مقبول
خاص و عام ہوئے تھے سوا اسکے یہ بھی قاعدہ ہے کہ جب جغرافیہ دان کسی سرزمین کا
حال نہیں دریافت کرسکتا تو وہ اوسکی جگہ نقشہ میں خالی چھوڑ دیتا ہے اور یہ لکھ دیتا ہے کہ یہ
سرزمین انسان کی آبادی کے قابل نہیں اسمیں حیوانات بستے ہیں اور اگر انسان
کہیں آباد ہیں تو وہ بھی بہائم سیرت ہیں ایسے ہی مورخ جس زمانہ کا حال نہیں
جانتے تو اُس میں ملکتوں جنوں۔ دیووں دیوتاؤں کی سلطنت بتاتے
ہیں۔ اور تمام لوازم سلطنت کو انکے بیان کرکے عجیب عجیب قصے بیان کرتے ہیں۔
مسلمانوں کی بہت سی تاریخوں میں ابتداء زمانہ کا حال جنوں کی آبادی سے
اور ابوالحسن کی بادشاہی سے شروع ہوتا ہے یہی حال ہندؤں کی بہت سی
کتابوں کا ہے کہ ایسے قصے کہانیوں سے بھرے پڑے ہیں۔ سوا اس کے
انہوں نے کبیشروں اور بھاٹوں کو اپنا مورخ بنایا ہے۔ یہ سچ ہی کہ دنیا کی
تاریخ کا بڑا حصہ شاعروں کی کتابوں میں موجود ہے اور بہت سے تاریخی
حالات اس سے معلوم ہو سکتے ہیں مگر شاعروں کو یہ اختیار ہے کہ وہ ہر مضمون
کو کم و بیش کرکے اپنے حسب مدعا بنالیں۔ ان کے قلم پر بادشاہوں کے علم کا بس نہیں
چلتا۔ شاعر اپنی طرف سے قصے سچی تاریخ میں شامل کرکے اسکی صورت کو مسخ کردیتے ہیں
اور سچ میں جو جی میں آتا ہے ملا دیتے ہیں۔ شاعرانہ مبالغہ کرتے ہیں مگر بعض قوموں

کبیشر و بھاٹون کے کبت اور دوہے ایسے ہین کہ جنسے ہندؤن کی تاریخ کا بڑا
حصہ مرتب ہوسکتا ہے اور وہ انہون نے کیا ہے مگر اسمین واقعات کی نسبت قیاسات
بہت ہین اور ۔ ۔ ۔ محققین مین آپس مین رایون کا اختلاف ہے ۔
بعض فرنگستانی متعصب کوتاہ بین محقق ان تاریخون کی کمیابی و نایابی کو افسانہ کر کے
مسلمانون کے سر اس طرح تھوپتے ہین کہ وہ کہتے ہین کہ اسکا تو ہمکو یقین نہین ہوتا کہ
ہند کی قدیمی مہذب قوم جو بہت سے علمون کی موجد ہو علوم ریاضیہ سے ماہر
علم موسیقی و شاعری مین بے مثل سنگ تراشی و معماری مین علماً و عملاً واقف
وہ علم تاریخ سے بے بہرہ ہو ۔ ۔ ۔ جو سب ملکون و قومون مین قدیم سے چلا آتا ہو اور
سب سے زیادہ آسان ہو اور اس مین فقط واقعات و حادثات اور حالات شاہی
کی نقل کرنی ہو ۔ جہان وہ بڑے بڑے پنڈت عالی دماغ روشن ضمیر موجود
ہون جنکے علم و فضل کی شہادتین موجود ہین وہان کسی وقائع نگار کا نہ ہونا سمجھ
مین نہین آتا ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے ہان تاریخی کتابین ضرور ہونگی
مگر انکو مسلمانون نے اس طرح غارت کیا ہوگا جیسا کہ کتب خانہ اسکندریہ کو جلاکر خاک
مین ملایا تھا ۔ ان ناحق شناسون کو یہ علم نہین کہ حق پرست فرنگستانی محققین کی
تحقیق کے مطابق اہل اسلام پہ اسکندریہ کے کتب خانے کے جلانے کا الزام غلط ہی دوم
اس زمانہ مین ہر قطعہ ہند مین گورنمنٹ نے جو سنسکرت کی کتابون کی فہرستین مرتب کرائی
ہین انمین زیادہ تر وہی کتابین ہین جو مسلمانون کے عہد سلطنت مین قلمی لکھی گئی ہین غرض
یہ اہل اسلام پر محض افترا اور بہتان ہے کہ انہون نے ہندؤن کی سنسکرت کتابون کو
غارت کیا ہو ۔ خود فرنگستانی محقق کہ جنکی طبیعت حق پرست اور انصاف دوست
ہے وہ اس کا خیال بھی نہین کرتے کہ ہندؤن کی کتب تواریخ کی کمیابی اس سبب سے
ہوئی ہے یہ کہنا بھی غلط ہے کہ ہندؤن کی شائستگی سے بعید ہے کہ وہ کتب
تواریخ کو تصنیف نہ کرین دوسرا اگر وہ محققین کا یہ کہنا ہے کہ ہندؤن کے عالم فاضل

اسکی تصنیفات مین موجود ہین۔ اسنے حالات بچشم خود دیدہ لکھے ہین اسکی تصنیفات سے اور بہت سے اپنی تحقیقات سے اور کبیشرون اور بہاٹون کے کبتون سے اور گیتون وغیرہ سے کرنیل ٹوڈ صاحب نے تاریخ راجستان بہت محنت سے نہایت دلچسپ لکھی ہے گو زمانہ حال مین اسپر نکتہ چینیان اور اعتراضات ہوتے ہین اور غلطیان بتلائین جاتی ہین۔ صاحب ممدوح کو راجپوتون کے ساتھ ایسی موانست تھی کہ اہنون نے انکی تاریخ ایسی طرفداری سے لکھی ہے کہ اگر کوئی راجپوت اسکو لکھتا تو اس سے زیادہ اپنی قوم کی حمایت نہ کرتا اس لئے مین اس راجستان کی تاریخ سے ہندو مسلمانون کی بعض لڑائیون کا بیان لکھونگا انکو یہ سمجھنا چاہیئے کہ کسی بڑے متعصب رجپوت نے لکھی ہے۔ اس لکھنے سے غرض یہ ہے کہ میری تاریخ پر یہ اعتراض نہ ہو کہ وہ یکطرفہ بیان ہے دونو کا مقابلہ کرکے دیکھ لین کہ دونوکے بیان مین واقعات عظیمہ مین بہت کم فرق ہے۔ میواڑ اور مارواڑ سے مسلمانون کا تعلق زیادہ تر رہا ہے اس لئے ہم انہین کی تاریخ زیادہ تر ٹوڈ راجستان سے لکھتے ہین —

## میواڑ کی تاریخ

### تمہید

شرافت و قدامت نسب پر افتخار کرنا انسان کو بالطبع پسند ہی ہر زمانہ مین ہر ملک کی قومین اس شرافت و قدامت کا دعوی کرتی چلی آئی ہین۔ اس افتخار مین قدیم مولفون نے اسی پر بس نہین کی کہ وہ اعلیٰ ترین انسانون کی اولاد مین سے ہین بتلاتے بلکہ بعض قومون نے ایسی بلند پروازی کی کہ آسمانی اولاد بنین۔ زمین پر بیٹھے بیٹھے فلک اور اجرام فلکی سے ناتہ رشتہ اہنون نے جوڑا۔ بعض نے اپنے تئین نیم آسمانی بنایا۔ بعض نے دیوتاؤن کی سنتان بنایا

اور زمانون کے وہی مورخ ہین۔ اشعار مین تاریخ اپنا چہرہ اس طرح دکھاتی
ہے جیسے کہ کج بین آئینہ مین آدمی کی صورت دکھائی دیتی ہے۔ مگر ہندؤن کے
ہان اس شاعری مین یہ خرابی آنکر واقع ہوئی ہے کہ راجہ اور کبیشر مین ایسا تعلق
ہوتا ہے کہ جسکے سبب سے کبیشرون کی راستبازی مین خلل پڑتا ہے۔ کبیشر صرف
زبانی تعریف کی عوض مین جسمین اسکے گرہ کا کچھ خرچ نہین ہوتا اپنا دامن دولت سے
پُر کرلیتا ہے۔ مدح فروشی وہ کرتا ہے اور جب کسی سے ناراض ہوجاتا ہے تو ہجو کرتا ہے
اور صاف صاف سناتا ہے۔ بھاٹون کو فارسی زبان مین باد فروش کہتے ہین
راجاؤن کا قول ہے کہ ہم دشمن کی تلوار سے ایسے نہین ڈرتے جیسے کہ کبیشرون
کے کبتون کے تیرون سے۔ کبیشر قومون کی تفنن و تفریح طبع کے لئے فقط واقعات
جنگ اور خونریزیون کو بیان کرتا ہے اور باقی اور سب طرح کے تاریخی حالات
کو فروگذاشت کرتا ہے مگر ہان وہ مذہبی باتون اور اوضاع و اطوار کو بھی ایسے طور
سے بیان کرتا ہے جنکی صحت مین کلام نہین ہوسکتا۔ ہندؤن کے علم ادب مین صرف
ایک تاریخ کشمیر ہی جسکا نام راج ترنگنی ہے اور آخر زمانہ مین چند نامی کبیشر بڑا
گذرا ہے اس نے پرتھی راج کے حالات ۶۹ کتابون مین لاکھ دوہون مین لکھے
ہین اور راجستان کے ہر خاندان کا حال اسمین کم و بیش درج ہے جسنے اسکی
شجاعت و جوان مردی اور جنگی مہمات کا حال اس عہد کا معلوم ہوتا ہے کہ
جسمین دریا سے کرمان سے لشکرون کی گھٹائین اوٹھ کر ہمالیہ پہاڑ کے اندر سے
ہوتی ہوئی ہندپر برستی۔ اس بارش کا پانی جس رجپوت نے پیا ہے اسکا حال
اسمین ہے۔ بھی پرتھی راج کی لڑائیان اور آشتیان۔ اسکے مختلف باجگذارون
اور معاونون کا حال اور اُن کے شجرون کی کیفیت مکانات کا حال چند کی
تصنیفات سے معلوم ہوسکتا ہے وہ تاریخ و جغرافیہ کی ایک یادداشت ہے
اور سوا اسکے مذہب اور اوضاع و اطوار کی وہ تاریخ ہے بہت سی سچی باتین

ابتدائی بنس ور ان کے ساتھ بڑے بڑے راجاؤن کے کل اور انکے دو شاخین راجاؤن کی جو سولھوین عیسوی مین مشہور ہوئین لکھی ہین -

اول سورج بنسی — دوم چندر بنسی — سوم اگنی کل

اگنی کل: پرمار، پرہار، چالوکی، چوہان (ہاڑ)

ہاڑ: اکوٹہ، بوندی

یدو: بھٹی، جھاریا

بھٹی: جیسلمیر — جھاریا: کچھ

سورج بنسی: گہلوت، کچھواہہ، رٹہور

گہلوت: میواڑ — کچھواہہ: امبر — رٹہور: بیکانیر، جودھپور

پہلے سارے ہندوستان مین راجپوت ہی راج کرتے تھے - راجپوت کے معنے ایسے ہی تھے جیسے کہ مسلمانون مین امیر کے اور ترکون مین بیگ کے ہوتے ہین مگر جب انکا راج مسلمانون کے ہاتھ مین آیا تو راجپوت کے معنے مین بھی فرق آیا اور ایسا تنزل ہوا کہ اربلی پربت کے گرد کے باشندون کو رجپوت کہنے لگے راجپوت راجاؤن مین میواڑ کا رانا سب سے بڑا اور شریف سمجھا جاتا تھا اور تمام راجپوتانہ اسکی بزرگی اور عظمت کو مانتا تھا اور اپنے سے بڑا جانتا تھا یہ شرف اسی رانا کے خاندان کو حاصل ہے کہ اسنے مسلمانون سے رشتہ مندی کر کے اپنی نسل مین ان کا خون اور راجپوت راجاؤن کی طرح نہین ملایا - باوجودیکہ انسے سخت مقابلہ اور خونریز معرکہ ہوتے رہے -

میواڑ کی حدود جو اب ہین انہین کے قریب قریب اکبر کے زمانہ مین بھی تھین اسکا رقبہ ۱۲۶۱۳ مربع میل ہے -

۲۳ درجہ ۴۶ دقیقے اور ۲۵ درجے ۳۶ دقیقے شمالی عرض بلد اور ۷۲ درجے اور ۵۰ دقیقے اور ۷۵ درجے ۴۳ دقیقے مشرقی طول بلد کے درمیان واقع ہے اور اسکی حدود یہ ہین شمال مین ریاستہاء جے پور اور اجمیر جنوب مین پرتاب گڈھا اور ڈونگر پور مشرق مین کوٹہ اور بوندی مغرب مین ...

غرض اپنے تئین عجیب الخلقت بنایا۔ وہ یہ نہین سمجھتے کہ اس طرح فخر کرنا اور انسان کی قدرتی فطرت کے موافق جنم لینے سے انکار کرنا اپنی ہنسی اوڑوانا ہے۔ بھلا کہان آسمان کے مہر و ماہ اور کہان زمین پر انسان۔ عقل کب اجازت دیتی ہے کہ غیر جنسون مین وصل ہو کر انسان کی ولادت ہو۔ آبا و اجداد کے ایجاد کا شوق انہین آدمیون اور قومون مین پیدا ہوتا ہے جنکے خاندان مستند نہین ہوتے یا وہ اپنے وطن سے غیر وطن مین چلے جاتے ہین یا انکے خاندان کا سلسلہ گم ہو جاتا ہے۔ فرنگستانی مورخ کہتے ہین کہ راجپوتون کے تین مشہور بنس ہین جنکی اصل حقیقت کبھی صحت سے نہین دریافت ہو سکتی۔ انکی تاریخ ان قدیمی زمانون مین الٹی جاتی ہے جنمین وہ تاریکی کی گھٹا چھائی ہوئی ہے کہ ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کو نہین دیکھ سکتا۔ اس زمانہ مین زمین پر وہ بہادر شجاع تھے جو دیوتاؤن سے لڑتے تھے۔ روایات یون چلی آتی ہین کہ ایک بنس انکا سورج کی اولاد ہے اس لئے وہ سورج بنسی کہلاتے ہین۔ اکشواکو سورج کا پوتا تھا اسکی چوبیسون پیڑھی مین رامچند مہاراجا جو اودھیا پیدا ہوئے اُس سے یہ بنس چلا۔ دوسرا بنس انکا چاند کی اولاد ہے جنکو چندر بنسی کہتے ہین جو بدھ (عطارد) اور کرشن سے پیدا ہوئے۔ تیسرا بنس انکا اگنی کا تھا وہ اگستا کی اولاد ہے یعنی اُس آگ کی جو آبو کے پہاڑ پر روشن ہوئی تھی۔ ان تین بنسون سے چھتیس شاخین رجپوتون کی پیدا ہوئین۔ جو راجپوتون کو اپنی شرافت پر فخر ہے وہ کسی اور قوم کو نہین ہے۔ انکی شجاعت و بہادری ضرب المثل ہے اور آزادی انکو بالطبع پسند ہے وہ مصائب و آفات کو بڑے صبر و تحمل سے برداشت کرتے ہین۔ روے زمین پر کوئی قوم ایسی بہادر ایسی نہین ہے کہ جس نے باوجود انقلابات و حوادثات زمانہ کے اپنی شائستگی و تہذیب و اوضاع و اطوار آبائی کو بدستور قائم رکھا۔ جب ان پر سخت ظلم ہوتا ہے تو وہ اپنی بڑی بہادری دکھاتے ہین پیچھے کی فہرست مین

وہ سمت ۱۱۲۰ء مین پیدا ہوا تھا اسکے زمانہ مین یہ بڑا انقلاب ہوا کہ مسلمانون کے حملے
ایسے ہوئے کہ ہندوؤن کے سر پر سے راج کا تاج اُتر گیا اور مسلمانون کے سر پر
رکھا گیا - اب ہم کبیشر چند کے بیان کو انہین کے محاورات مین بیان کرتے ہین
وہ اس زمانہ کا حال یہ لکھتا ہے کہ پٹن مین بھولا بھیم - چالوک آہنین تن تھی
کوہ آبو پر جیٹ پزمرا - میدان جنگ مین قطبی تارا ہے کہ اپنی جگہ سے ہلنا نہین جانتا
میواڑ مین سمیر سنگہ ہے جو بڑے بڑے زبردست راجاؤن سے خراج لیتا ہی
وہ دہلی کے دشمنون کے روکنے کے لئے لوہے کی دیوار ہے - سب کے بیچ
مین اپنی قوت مین زبردست منڈور کا راجہ مغرور ناہر راؤ ہے جو بارو کی
قوت بازو ہے اور وہ کسی سے خوف نہین کرتا -
دہلی مین سب سے بڑا راجہ آننگ پال ہے جسکے حکم سے یہ راجہ حاضر ہوتے
راجہ منڈور - راجہ ناگور - وسندھ و جلوت - اور حدود کے راجہ - پیشور لاہور
کانگڑا اور کوہستانی راجہ و راجہ کاشی و پریاگ - اور گڈھ دیوگیری - سرد ملکون کے
راجہ یہ سب اسکی قوت سے ڈرتے تھے - جب زابلستان سے بھٹی نکالے گئے ہین
وہ ان مقامات مین رہتے تھے ـــ پنجاب مین سالباہن اور ٹنوٹ -
دیراول مین جسکو آخر مین انہون نے آباد کیا تھا اور قدیمی لوڈورو ہین جسکو انہون نے
ریگستان مین فتح کیا تھا اور اس زمانہ مین وہ اپنا دارالقرار جیسلمیر بنا رہے تھے - اس
کونے مین صدیون تک وہ خلفا کے نائبون سے ارور مین لڑتے رہے - اور
کبھی کبھی انہون نے اپنے قدیمی ملک کو شہر ٹاک تک جو دریائے سندھ پر تھا اُسے
واپس لے لیا - انکا مقام ایسا تھا کہ وہ ہندوستان سے کم تعلق رکھتے تھے
پرتھی راج کا ایک بڑا افسر جیلیس تھا وہ راجہ بھٹی کا بھائی تھا اس سبب سے
انکو تعلق اس راجہ کے عہد مین ہندوستان سے پیدا ہوا - پرتھی راج کی
بہن کی شادی سمرسی راجہ چتوڑ سے ہوئی - اس لئے جب پرتھی راج کی لڑائی

تین پانچوین حصے اسکے ہموار ہین۔ اور باقی پہاڑ بار زمین بہت ناہموار ہے
کھیتی خوب ہوتی ہے۔ مویشی اچھی طرح پالے جاتے ہین۔ بعض جگہہ کا زمین بھی کھودی
جاتی ہین۔ کئی ندیان اور دریا بہتے ہین۔ آبپاشی بہت احتیاط سے ہوتی ہے
اور اسکا محصول راناکی آمدنی کا معتدبہ حصہ ہے۔ سولھوین صدی مین میواڑ اپنے
معراج پر پہنچا ہوا تھا۔ اسکی سپاہ قواعددان جنگی بہت تھی۔ بہت سے راجہ
اوس کے تابع تھے اور ملک کے مناسب مقامون مین مستحکم قلعے بنے ہوئے تھے
ان سب مین مشہور قلعہ چتوڑ کا تھا وہی راجپوتون کی آزادی کا مقدس ملجا و ماوی تھا
میواڑ مین گہلوت راجاؤن کی ابتدا باپا سے ہوئی ہے وہ سمت ۷۸۴ھ
مین چتوڑ کی راج گدی پر بیٹھا۔ جب باپا چتوڑ مین راج کرتا تھا تو بغداد مین ولید
خلیفہ تھا۔ محمد بن قاسم نے ہندوستان پر جو حملے کئے۔ ہندون کی تاریخ مین
ان حملون کا بیان سواے اسکے کچھہ اور نہین ہے کہ کچھہ کبھی سند سے کبھی سمندر سے
آئے سمت ۷۸۰ سے سمت ۸۲۰ تک مین مسلمانون نے جو چتوڑ پر حملہ کئے اوس کی
حفاظت مین بہت سے راجاؤن نے مدد کی اور مسلمانون کے حملون کو جو
موری بنس پر ... ہوئے اس نے گہلوت کے نوجوانون کی مدد لیکے ہٹا دی مسلمان
کچلی بند سے متھرا مین آئے اور سوراشٹر اور سند کی طرف سے انہون نے
مراجعت کی۔ باپا نے انکا تعاقب کیا اوس نے اپنے باپ دادا کے شہر گجنی
(کھنبایت) اسو (مسلمانون) کے قبضہ مین دیکھا۔ سلیم وہان حکمران تھا اس کو
شکست دیکر اسکی بیٹی سے باپا نے بیاہ کیا۔ یہ ایک تعجب خیز امر ہے کہ ایک ہندو
مسلمان سے یون بیاہ کرے۔ میواڑ کے راجہ کھمان کے عہد مین سنہ ۸۱۲ و
سنہ ۸۳۶ کے درمیان محمود خراسانی کے حملہ کا بیان لکھا ہے جسکی حمایت کے لئے بہت
سے راجہ آئے۔ کھمان کے رس مین اسکا بیان ہے کھمان ۲۴ بڑی بڑی لڑائیان
لڑا جس سے اسکا نام ہوا۔ اسکی پندرہوین پیڑھی مین سرسی اسکا جانشین ہوا

کہ وہ فقط آئینے مین اسکا چہرہ دیکھ سکتا ہے تو اُسنے یہ بھی منظور کر لیا۔ اس آرزو
مین وہ تھوڑے سے آدمیون کو ساتھ لیکر راجپوتون کی ایمانداری پر بھروسہ
کرکے قلعہ کے اندر گیا اور آئینہ مین اپنے محبوب کا چہرہ دیکھکر واپس آیا۔ راجپوت
بھی سلطان کی ایمانداری پر اعتبار کرکے قلعہ کے نیچے اسکے ہمرکاب آئے۔ راہ
مین ہمراہیون سے مہمان یہ عذر خواہی کرتا رہا کہ مینے آپ لوگون کو ناحق تکلیف
دی۔ سلطان نے یہ جان جوکھون کا کام رجپوتون کی ایمانداری کے سبب سے
کیا تھا مگر کمین گاہون مین اس نے اپنے آدمی بٹھار کھے تھے۔ جنہون نے بھیم سی
کو گرفتار کرلیا اور اپنے لشکر مین اُسکو جلد لے آئے۔ اب اسکی رہائی کا مدار
پدمنی کے حوالہ کردینے پر ٹھیرا۔
جب چتور مین اس ہولناک واقعہ کی شہرت ہوئی تو راجپوتون کے اوسان
خطا ہوے اور آپس مین گفتگو ہونے لگی کہ پدمنی کو حوالہ کرین یا بھیم سی کو چھٹائین
پدمنی سے یہ حال کہا گیا تو اوسنے اپنے چچا گورا اور اوسکے بھتیجے بادل کو بلایا
یہ دونو سنگالی امیرزادے تھے اُن سے یہ سارا احوال کہا انہون نے ایک
تدبیر سوچی کہ جسمین بھیمسی کو رہائی ہو جاوے اور پدمنی کی بھی جان او عصمت
بچ جاوے۔ سلطان علاؤالدین کو یہ کہلا بھجوایا کہ جس وقت تو اپنے مورچون سے
پرے ہٹ جاویگا تو اُسی روز تیرے پاس پدمنی روانہ ہوگی مگر وہ اوسی
ٹھاٹھ کے ساتھ آئے گی جو اوسکی شان کو شایان ہے اسکی ساری لونڈیان اور
نوکرین ساتھ ہونگین جو دہلی جاینگی اور آخر رخصت کی ملاقات کے لئے اسکی
کل سہیلیان بھی ہمراہ ہونگین خیمہ گاہ پر سے آخر ملاقات کرکے اُلٹی چلی آینگی
سلطان نے خوش ہوکر حکم دیدیا کہ پدمنی کی سواری کی پردہ داری مین ہر طرح
اہتمام ہو اور کوئی اوسکے دیکھنے کا قصد نہ کرے۔ سات سو ڈولیان سلطان
کے خیمہ گاہ کو روانہ ہوئین۔ ہر ڈولی کے اندر ایک سورما گبرو بیٹھا تھا۔ چھ

شہاب الدین غوری سے ہوئی تو پرتھی راج نے اسکو ایلچی بھیجکے بلایا۔ گگر کی لڑائی مین وہ اور اسکا بیٹا مارے گئے۔ چند نے اسکی بہت سی بھٹائی کی ہے سمرسی کے بیٹے تھے کرنا اسکا جانشین سمبت ۱۲۴۹ مین ہوا اسکی ماکرم دیوی بڑی لائق اور ہوشیار تھی وہ قطب الدین سے امیر کے قریب لڑی تو راجہ اور گیارہ چھوٹے سردار اسکی ہمراہ تھے۔ قطب الدین کو شکست ہوئی اور وہ زخمی ہوا۔ اس کے بعد سمبت ۱۲۵۷ مین راہب چتوڑ کا راجہ ہوا وہ شمس الدین سے ناگور مین لڑا اور غالب رہا اس راجہ نے دو بڑی تبدیلیان کین۔ اول اس نے قوم کا نام بدل کر سسودیا رکھا۔ دوم پہلے جو چتوڑ کے راجہ ... کو راول کہتے تھے اس لقب کو بدل کر اس نے رانا لقب کردیا۔ نصف صدی مین میواڑ مین نو راجاؤن نے راج کیا۔ نوین پیڑھی مین راہب کا بیٹا لکمسی چتوڑ کا راجہ ہوا۔

لکمسی اپنے باپ کی جگہ سمت ۱۳۳۱ مین تخت نشین ہوا اسکے راج کا بڑا واقعہ چتوڑ کی تاریخ مین سلطان علاؤالدین کا حملہ ہے۔ سلطان نے دو دفعہ اسپر حملہ کیا وہ پہلی دفعہ مین ناکام رہا۔ دوسری دفعہ فتحیاب ہوا۔ لکمسی خردسال تھا اسکا چچا بھیمسی اسکا سرپرست تھا۔ ٹوڈ راجستان مین لکھتا ہے کہ بھیمسی نے سیلون کے راجہ ہمیر کی بیٹی سے بیاہ کیا تھا۔ بیوی اسکی حسن و جمال مین بے مثال تھی اسی لئے اسکو پدمنی کہتے تھے۔ مگر ابوالفضل نے لکھا ہے کہ راول رتن سی مرزبان چتوڑ کے پاس ایک پدمنی تھی۔ سلطان علاؤالدین کو اس سے عشق ہوا اسکے بیان کو ہندی کبیشر اور بھاٹ اس طرح بیان کرتے ہین کہ علاؤالدین نے جو چتوڑ پہ حملہ کیا اس مین اسکو خیال ملک و دولت حاصل کرنے کا ایسا نہ تھا جیسا کہ اس پدمنی کے ہاتھ لگنے کا۔ جب حملہ مین عرصہ دراز ہوگیا تو اس نے رانا سے اسی پدمنی کی درخواست کی جب اسکے تئین ناکامی ہوئی تو اس نے اس خواہش پر بس کی کہ پدمنی کو مجھے دکھا دو اسکی درخواست کے جواب مین اس نے کہا

راہب ۱۲۰۱ء

سلطان علاؤالدین کا حملہ چتوڑ پر

ای مادر مین کیونکر اسکے کامون کی تعریف کرسکتا ہون اس نے کوئی دشمن نہین چھوڑا جو اوسکو ڈرائے یا اوسکی تعریف کرے۔ تیجی سنکر مسکرائی اور تیجو سے یہ کہہ کر رخصت ہوئی کہ میرا خاوند میرے دیر لگانے سے خفا ہوگا پھر وہ جلتی آگ مین کود پڑی اور ستی ہوگئی۔

سلطان علاؤالدین نے اپنے لشکر کو پھر مرتب کیا اور تازہ سپاہ بہم پہنچا کر قوی کیا اور چیتوڑ پر دوبارہ حملہ سمت ۱۳۴۶ سنہ ۱۲۹۰ مین کیا فرشتہ نے ۱۲ برس بعد اس حملہ کو لکھا ہے۔

پہلے حملہ مین جو بہادرون کا نقصان ہوا تھا ابھی اس کا عوض ایسا نہ ہوا تھا کہ وہ بحال ہوتے۔ سلطان نے قوی حملہ کیا۔ جنوب کے پہاڑ پر قبضہ کرکے وہ قلعہ کے بہت قریب آگیا اور وہان اپنے مورچے جمائے۔ راجپوت ان مورچون کے نشان اب تک بتاتے ہین۔ اس سخت حملہ سے جو راجپوتون پر بلائین نازل ہوئین ایک کبیشر نے ان کے گیت خوب بنائے ہین اور ان مین خوب مضمون لکھے ہین وہ کہتا ہے کہ رانا دن کو بہت محنت کرکے ہارا تھکا رات کو بستر پر حیران پریشان پڑا یہ سوچتا تھا کہ مین کیا تدبیر کرون کہ میرے بارہ بیٹون مین سے کاش ایک بیٹا تو بچ جائے اس تنہائی کی حالت مین اسکو یہ ندا آئی کہ مین بھوکی ہون اس نے آنکھ اٹھا کر دیے کے دھندلے اجالے مین جو دیکھا تو دو ستون کے درمیان چیتوڑ کی محافظ دیبی شاہانہ لباس پہنے ہوئے جاتی ہوئی نظر آئی۔ رانا نے اس سے کہا کہ تو میرے آٹھ ہزار رشتہ دارون کو کھا چکی ہے اسپر بھی تیرا پیٹ نہین بھرا۔ اسکا جواب اس نے یہ دیا کہ مین راجاؤن کی بھینٹ لونگی۔ اگر چیتوڑ کے راج کے بارہ وارث اپنا خون نہین بہائینگے تو یہ راج انکے بنس سے نکلجائیگا یہ کہہ کر وہ غائب ہوگئی۔ رانا نے صبح کو امیرونکی کونسل جمع کرکے اس رات کے واقعہ کا بیان کیا سب نے کہا کہ رانا کو یہ سپنا دکھائی

مسلح سپاہی ڈولی بانون کا بھیس بدلے ہوئے ڈولیون کو کندھے پر لئے ہوئے تھے۔
سلطان کا خیمہ قناتون سے گھرا ہوا تھا اُس مین یہ ڈولیان داخل ہوئین نصف
گھنٹے کی اجازت مانگی گئی کہ پدمنی اپنے شوہر سے آخر ملاقات کرلے۔ بھیمسی کو ایک
ڈولی مین بٹھا کر چلتا کیا اور باقی ڈولیان رکھی رہین کہ وہ رانی کے ساتھ واپس جائنگی
جب اس ملاقات مین دیر لگی تو علاؤالدین کے دل مین میان بیوی کے ملاپ کا رشک
پیدا ہوا۔ اسکی نیت مین یہ نہ تھا کہ بھیمسی کو خلاص کرے جب وہ آیا تو یکایک ڈولیون مین
سے بجائے عورتون کے جانباز سپاہی نکلے مگر علاؤالدین کے ساتھ بھی مسلح
آدمی بہت سے تھے اس نے اپنے سپاہیون کو انکے تعاقب کا حکم دیا۔ بھیمسی کے
سپاہی پیچھے ہٹ ہٹ لڑتے جاتے تھے یہان تک کہ کوئی ان مین زندہ نہین رہا راہ مین
بھیمسی کے لئے ایک تیز رفتار رہوار لگا رکھا تھا وہ اُسپر سوار ہوا اور خیر و عافیت سے
قلعہ کے اندر پہنچ گیا۔ علاؤالدین کی سپاہ قلعہ کے دروازہ پر گورہ اور بادل بہادرون کے
ساتھ لے پدمنی کی عزت اور بھیمسی کی جان بچانے کے لئے خوب لڑے اور کٹ مرے
گورا تو مارا گیا اور بادل زخمی ہو کر بھاگا اور بہادرون مین چند ہی زندہ رہے
کچھہ عرصہ تک علاؤالدین کی کامیابی مین التوا ہوا اور راجپوت بہادرون نے
جانبازی کر کے اپنے مقابلہ کرنے کا خوف ایسا دلایا کہ سلطان اپنی اس مردانہ مہم
سے بمجبوری باز آیا۔ بادل کی عمر بارہ برس کی تھی۔ اس عمر مین راجپوت اپنی اولاد کے
ہونہار ہونے کا امتحان کیا کرتے ہین وہ زخمی ہو کر بھاگا تھا۔ اسکا چچا گورا مارا گیا تھا
اسکی چچی بھتیجے پاس آئی اور کہنے لگی کہ پیشتر اس سے کہ مین اپنے خاوند پاس جاؤن تجھہ
سے یہ پوچھتی ہون کہ میرے خاوند پر لڑائی مین کیا گذری۔ اُس نے کہا کہ لڑائی کا
کھیت تو وہ کاٹ رہا تھا مین اوسکے قدمون کے نیچے خوشہ چینی کر رہا تھا اُس نے عزت
خون آلودہ فرش پر ایک مقتول کا بچھونا بچھایا اور ایک وحشی شاہزادہ کو مار کر اوسکا
تکیہ لگایا۔ دشمنون کے گھیری مین وہ اسپر سو گیا۔

اس چتا مین جل کر خاکستر ہو گئی - انہین پدمنی بھی تھی جسکی خاک اس ڈھیر مین تھی؛ اسکی جان گئی مگر عصمت بچی - اجی سی کچھہ فوج کو ہمراہ لے کر کیلواڑہ مین صحیح سلامت جا پہنچا رانا اپنے بیٹے کی اس سلامتی سے خوش ہوا کہ میرا بنس بالکل نیست و نابود ہونے سے سلامت رہا - پھر رانا اپنے جان نثارون کو ہمراہ لے کر سلطان علاؤالدین سے لڑا اور جان سے گیا - چتوڑ مین سلطان داخل ہوا وہ جانداروں سے خالی اور مردون سے پُر تھا - چتا مین اُس کی معشوقہ دلربا کی لاش مین سے دھُوان اُٹھ رہا تھا یہ غار اس زمانہ مین بڑا مقدس و متبرک گنا جاتا ہے توہمات کے مطابق مشہور ہو گیا ہے کہ اس غار کا محافظ ایک بڑا اژدہا ہے جسکے سبب سے کسی آدمی کی رسائی نہین ہوتی کہ آنکھ کھول کر دیکھے کو وہان کیا ہے - اب سکندر ثانی سلطان علاؤالدین کا چتوڑ پر قبضہ ہوا اور بہت غنیمت ہاتھ لگی - رجپوتون کی بہت سی قومین اُس کی مطیع ہو گئین اُسنے جھالور کے راجہ مالدیو کو جو اوسکا مطیع تھا یہ قلعہ حوالہ کیا -

راناہمیر ۱

راجہ اجی سی جو زندہ بچا تھا وہ کیلواڑہ مین رہتا تھا یہ شہر کوہستان اروَلی کے وسط مین ہے اور یہ پہاڑ میواڑ کی سرحد مغربی ہے اسکے بعد اجی سی کے بڑے بھائی کا بیٹا ہمیر تخت نشین ہوا - اسنے مالدیو سے چتوڑ لے لیا - مالدیو چتوڑ چھوڑ کے سلطان علاؤالدین کے جانشین سلطان محمود خلجی پاس چلا گیا وہ فوج لے کر اُس سے لڑنے لیا سنگولی کے میدان مین لڑائی ہوئی اور محمود خلجی کو شکست ہوئی - وہ ایسے پہاڑون مین سے لشکر کو لے کر گیا تھا کہ بہت سا لشکر اسکا بیکار ہو گیا تھا وہ خود قید ہو گیا تین مہینے تک مقید رہا - اجمیر - رنتھنبور - ناگور - سوی سیوپور اور پچاس لاکھ روپیہ اور سو ہاتھی دیکر رہا ہوا - ہندوستان مین ہمیر ہی ہندوون کا راجہ تھا اور سب قدیمی خاندان مغلوب ہو گئے تھے مسلمانون کے قبضہ سے میواڑ نکل کر پھر رجپوتون کی حکومت مین آ گیا تھا مسلمانون کے حملے سے پہلے اگرچہ ہندوستان مین میواڑ اوج پر تھا مگر جب سے ہمیر نے دار السلطنت چتوڑ کو دوبارہ حاصل کیا

اور پراگندہ دلی سے یہ سپنا دکھائی دیا ہے۔ رانا نے ان سب کو آدھی رات کو بلایا۔ جب
یہ سب شب کو آئے تو ان کے سامنے وہی دیبی آئی اور کہنے لگی کہ ہر روز ایک راج
کا وارث راج گدی پر بیٹھے اور کرنیا (آفتابی) جو بادشاہی امارات مین سے ہے
اور چھترا (چھتر شاہی) اور چمرا (چنور شاہی) کی رسمین اداکی جائین اور تین روز وہ
سب پر حکمرانی کرے اور چوتھے روز دشمن سے لڑکر اپنی جان دے۔ مین ان راٹھون کے
خون کی بھوکی ہون۔ اگر اس سرزمین پر ہزارون چھتریون کی خون پاشی ہو تو مجھے
اس سے کیا مطلب؟ میری یہ شرائط جب پوری ہونگین تو مین تمھارے ساتھ رہونگی
گو یہ بیان کبیشرون کی گھڑت ہو یا رجپوتون کے دل بڑھانے کے لیئے یہ اختراع
ہوا ہو مگر راجپوت اسکو سچ جانتے ہین اس گھڑت سے انکا مطلب حاصل ہوا
کہ راجہ لکسی کے بیٹون مین ہر ایک اپنے ملک کے لئے جان دینے مین اپنی تقدیم
پر اصرار و تکرار کرتا تھا۔ ارسی نے کہا کہ مین عمر مین سب سے بڑا ہون اس لیئے میرا
حق سب سے زیادہ مقدم ہے۔ اول ارسی کے راج تلک لگا اور سر پر چھتر
چھایا گیا۔ تین دن راج کر کے چوتھے روز دشمن سے لڑکر سنسار سے سدھارا۔ اس کے
بعد عمر مین اجی سی تھا۔ اس نے رانا سے درخواست کی مگر وہ رانا کو سب بیٹون مین
سب سے زیادہ عزیز تھا۔ اس لئے رانا نے یہ صلاح ٹھیرائی کہ اول وارسکے دس بھائی
باری باری سے راج گدی پر بیٹھین۔ سب بیٹون نے باپ کی بات کو مان لیا۔
اس طرح گیارہ بھائی تین تین دن راج کر کے میدان جنگ مین دشمن سے لڑکر فنا
ہوئے ایک بھائی باقی تھا جسکے قربان ہونے سے دشمن کے ہاتھ سے شہر بچتا تو رانا نے
اپنے صلاح کار امرا کو بلایا اور ان سے کہا کہ اب مین خود چتوڑ پر جان قربان کرتا ہون
مگر اپنے قربان ہونے سے پہلے ایک اور عبرت ناک قربانی اس نے یہ کی کہ اپنے
حفظ ناموس کے لئے لکڑیون کا انبار زمین کے اندر ایک غار مین لگایا۔ جہان سورج
کی کرن کا بھی گذر نہ تھا۔ رانیان اور امیرزادیان وہان جمع ہوئین اور سب

اسکا لقب ہتھیارا ہوا۔ قوم کے سارے رئیسون کو اُس سے نفرت ہوئی جب
اسنے دیکھا کہ قوم کا کوئی رئیس اسکی طرف ملتفت نہین ہوتا تو اس نے شہنشاہ دہلی
سے وعدہ کیا کہ مین اپنی لڑکی اس شرائط پر بیاہ دونگا کہ وہ اسکو تخت سلطنت
پر قائم رکھے مگر اسپر قہر الٰہی یہ نازل ہوا کہ جب وہ بادشاہی دیوانخانہ سے باہر
نکلتا تھا تو اُس پر بجلی گری کہ وہین بھسمنت ہو گیا۔ کبیشر اس بیان کو لکھتے ہوئے
جھینپتے ہین اچھی طرح نہین بیان کرتے۔

رانا رائےمل

سمبت ۱۵۳۰ مین رائےمل اپنی بہادری سے کوبھو کا جانشین ہوا۔ اوداکے مرنے
کے بعد جسکا ذکر ہوا اسکے بیٹون سہس مل و سورج مل کی امداد کے لئے شاہ دہلی نے
میواڑ پر حملہ کیا۔ بمقام سیارہ جسکو اب ناتھ دوار کہتے ہین خیمہ زن ہوا۔ رائمل نے
اٹھاون ہزار سوار اور گیارہ ہزار پیادے میدان جنگ مین اوداکے بیٹون سے
لڑنے کے لئے لایا اور گھاٹ مین لڑائی ہوئی۔ اوداکے بیٹے بڑے جوانمرد تھے
خوب لڑے اور خون کی ندیان بہین مگر بادشاہ دہلی کو ایسی شکست فاش ہوئی
کہ پھر اوس نے میواڑ کی طرف رُخ نہین کیا۔

رائےمل غیاث الدین فرمان روائے مالوہ سے لڑتا رہا اور اکثر اسکو شکست دی
پھر خاندان لودھی فرمان روائے ہند ہوا۔ انمین اور شاہ میواڑ مین سرحد
شمالی کی بابت فساد ہوتے رہے۔

رانا سنگا

رائےمل کے تین بیٹے تھے اور وہ سب راجستان کی تاریخ مین مشہور و معروف
ہین۔ ایک بیٹا سنگا تھا جو بابر بادشاہ کا معاصر تھا۔ دوسرا پرتھی راج تیسرا
جیمل۔ ان تینون بھائیون مین آپس مین ایسا فساد ہوا کہ سنگا اور پرتھی راج
جلاوطن ہوئے اور جیمل قتل ہوا۔ چچا سورج مل اور بھائیون کے فساد مین سنگا
کے تلوار کے پانچ زخم آئے اور ایک آنکھ تیر کے لگنے سے بالکل جاتی رہی۔ وہ
شیوالہ چتر بھوج کی طرف بھاگ گیا پرتھی راج اسکا جانی دشمن اسکے پیچھے

اس وقت سے دو سو برس تک اسکی سلطنت و حکومت کو استحکام رہا۔ اس عرصہ مین راجپوت مسلمانون سے خوب لڑتے رہے۔ اسکا سبب یہ تھا کہ مسلمان بادشاہون کے خاندان خلجی و لودی و سوری جلدی جلدی بدلتے رہے اور آپس مین لڑتے رہے۔ جس سے میواڑ کو بہت فائدہ ہوا۔ اور وہ مسلمانون کے ہاتھ سے بچا رہا وہ فقط اپنے ہی ملک کی حفاظت نہین کرتا تھا۔ بلکہ غیر قومون پر حملہ کرنے کی قوت رکھتا تھا

میواڑ کے راجاؤن مین ہمیر بڑا فرزانہ اور بہادر راجہ ہوا ہے اس کے بعد سمت ۱۴۲۱ ۱۳۶۵ مین اسکا بیٹا کھیت سنگھ رانا ہوا۔ اسکے بعد سمت ۱۴۳۹ ۱۳۷۳ مین لکھا رانا ہوا۔ ان راناؤن نے ان عمارات کو دوبارہ تعمیر کرایا۔ جو علاؤالدین نے مسمار کی تھین۔ بعد اسکے موکل راجا ہوا۔ جب امیر تیمور نے ہندوستان پر حملہ کیا ہے تو سمت ۱۴۵۵ ۱۳۹۹ مین میواڑ مین رانا موکل راج کرتا تھا۔ امیر نے تو اس ملک کے فتح کرنے کا ارادہ کیا نہین اسکا کچھ ذکر تاریخ میواڑ مین نہین آیا۔ مگر کسی اور دہلی کے بادشاہ نے خواہ فیروز شاہ ہو یا اسکا پوتا ہو میواڑ مین گذر کیا اور رائے پور کے میدان مین کوہ اراولی کے درون مین رانا موکل سے لڑا رانا نے اوسکو ہٹا دیا۔

اس رانا کا بیٹا کومبھو ۱۴۷۵ ۱۴۱۹ سمت مین اپنے باپ کی جگہ تخت نشین ہوا۔ اس وقت میواڑ کی سلطنت اپنے معراج پر تھی۔ دہلی کی سلطنت سے مالوہ اور گجرات جدا ہو گئے تھے اور انمین جدا سلطنتین قائم ہو گئی تھین۔ ان دونو نے متفق ہو کر ۱۴۹۶ ۱۴۴۰ سمت مین بے شمار لشکر لے کر میواڑ پر حملہ کیا۔ کومبھو ان سے لڑنے کے لئے ایک لاکھ سوار و پیادے اور چودہ سو فیل لے گیا اور سلطان محمود کو قید کر لیا پھر اسکو رہا کر دیا۔ میواڑ کی حفاظت کے واسطے اسمین چوراسی قلعے بنے ہوئے تھے استحکام مین چیتوڑ کے بعد اسکا بنایا قلعہ کومبھومیر تھا۔ اس نے پچاس برس سلطنت کی۔ سمت ۱۵۲۵ ۱۴۶۹ مین اسکو بیٹے نے مار ڈالا جسکا نام اودا تھا وہ یہ نہ سمجھا کہ جو شخص اسکی زندگی کا سبب ہوا اسی کی زندگی کو اس نے تمام کیا۔ اس بیہودہ حرکت سے

کہ اُسکی پوجا کرنے تھے وہ ایسے اعلیٰ درجہ پر پہنچ گیا تھا کہ اگر بابر اوسکی جان کا دشمن پیدا نہ ہوا ہوتا تو وہ ان چھہ راجاؤن کے بعد ساتوان راجہ ہوتا جو ہندوستان مین چکرورتی راج کر گئے ہین - ہندؤن کے پران مین پہلے سے یہ پیشین گوئی لکھی ہوئی تھی کہ ترشکالون اور اور اجنبی قومین سورج بنسیون اور چندر بنسیون کی دشمن ہونگین - وہ پیشین گوئی رانا سنگا اور بابر کی لڑائی سے پوری ہوئی - کیونکہ بابر ترشکا یعنی ترک تھا - بابر اور رانا سنگا کی لڑائی کا حال میواڑ کی تاریخ مین وہی لکھا ہے جو بابر نے خود لکھا ہے ساری بڑی بڑی واقعات دونو کی تاریخون مین ملتے جلتے ہین اسلئے ہم انکو نہین لکھتے وہ بابر نامہ مین بیان ہوئے -

رانا سنگا

رانا سنگا کا قد میانہ تھا جسم شہ زور تھا - چہرہ وجیہ - آنکھین بڑی بڑی مرتے کے وقت اسکے جسم کا ایک ایک عضو گواہی دیتا تھا کہ وہ بڑا جنگی بہادر تھا اسکی ایک آنکھ بھائی کے ساتھ فساد مین گئی تھی - لودیون کے ساتھ لڑنے مین ایک ہاتھ کٹ گیا تھا ایک لڑائی مین بندوق کی گولی لگنے سے لنگڑا ہو گیا تھا جسم پر اسی زخم تلوارون برچھیون و آلات حرب کے تھے مالوہ کے بادشاہ مظفر کو اسی کی دار السلطنت مین قید کرنے سے اور قلعہ رنتھنبور کا حملہ کرکے فتح کرنے سے وہ بہت مشہور ہو گیا تھا اس قلعہ کی حفاظت مین سپہ سالار علی نے بڑی کوشش کی تھی - اُس نے ایک محل کناؤ مین بنایا تھا اسی کی سیدھ مین وہ میواڑ کی شمالی سرحد قائم کرنی چاہتا تھا -

رانا سنگا کے سات بیٹے تھے انمین جو دو بڑے تھے وہ چھوٹی عمر مین مرگئے تھے تیسرا بیٹا رتن سمت ۱۵۸۶ ۱۵۲۹ع مین باپ کا جانشین ہوا - پانچ برس سلطنت کرکے مر گیا - پھر اسکا بھائی بکرماجیت سمت ۱۵۹۱ ۱۵۳۵ع مین جانشین ہوا - گجرات کے بادشاہ سلطان بہادر نے اس رانا کو شکست عظیم دی - اُس نے چتوڑ کا محاصرہ کیا - اول اول وہی قلعہ شکنی مین توپون کو کام مین لایا - راجپوت اپنے تعصب کے سبب سے توپون کو کام مین نہین لاتے تھے - بلکہ توپون کو کوسنے اور بد دعا دیتے تھے کہ انہون نے

لگا ہوا تھا وہ ناچار بکریان چرانے لگا - دہقان نے اسکو اسبات پر کہ بکریان بہ
اچھی طرح نہین آتی تھین سخت سست کہا اور نکال دیا - اس خستہ حالی مین چند
وفادار راجپوتون نے اسکو ایک گھوڑا دیا بعد بہت سے جھگڑون اور لڑائیون کے
سمت ۱۵۶۵ مین میواڑ مین وہ رانا ہوا - اسکا اصل نام سنگرام ہے پیشن میواڑ مین
سنگا مشہور ہے اور مسلمانون کی تاریخ مین اسکا نام سنگا لیا جاتا ہے اسکے
راج مین میواڑ جس اوج پر پہنچی پہلے کبھی نہین پہنچی تھی اسکو ہندو کہتی ہین کہ اسکا راج
میواڑ کے شکوہ کے مینار کا کلس تھا وہ مسلمان پادشاہون سے کچھ خوف نہین کرتا تھا
اسکے ساتھ اسی ہزار سوار اور اعلے درجہ کے سات راجہ اور نو راؤ اور ایک سو چار
اور چھوٹے موٹے راجا اور پانچسو جنگی ہاتھی میدان جنگ مین جاتے تھے - گجرات
اور مالوہ کے پادشاہ متفق ہوکر بھی میواڑ کا کچھ نہین کرسکتے تھے - مارواڑ اور امبر کے
راجہ اسکے فرمان بردار تھے - راؤ گوالیار و اجمیر و سیکری و رایسین و کالپی و چندیری
و بوندی و گگراؤن و آبو اسکے باج گذار تھے یا اسکو اپنا سردار سمجھتے تھے جن رئیسون نے
اسکے ساتھ وفاداری اور سلوک کیا تھا اور مصیبت کے وقت اسکی مدد کی تھی اونکو وہ
بھول نہین گیا - کرم چند راجہ سری نگر کو اجمیر بطور جاگیر عطا کی اور اسکے بیٹے جگمل کو راؤ کا
خطاب دیا اس نے چندیری کے محاصرہ مین خدمات شائستہ کین تھین - ملک مین
جو آپس مین جھگڑے و فساد رہتے تھے وہ سب اوس نے دبا مٹا دیئے - پہلے اس نے
گروہ باہر سے لڑا - وہ اٹھارہ لڑائیون مین شاہان دہلی و مالوہ پر فتحیاب ہو چکا تھا
انمین سے دو لڑائیان بکرولی و گھتولی مین سلطان ابراہیم شاہ دہلی سے ہوئین جنمین
اسکو فتح ہوئی - اسکے عہد مین میواڑ کی یہ حدود تھین - میواڑ کی شمالی سرحد پر پیلا کھال
یعنی زرد جھیل جو بیانہ کے متصل ہے اور مشرق مین دریاء سندھ اور جنوبی سرحد مالوہ
اور مغرب مین کوہستان - غرض وہ راجستان کے بڑے حصہ مین بذات
خود حکمران تھا یا وہان کے اور حکمران اسکے زیر فرمان تھے - راجپوت اسکے ایسے معتقد تھے

یہ چتوڑ کا دوسرا ساکا ہے۔
سُلطان بہادر چتوڑ مین دو ہفتہ رہا تھا کہ اس نے ہمایون کے آنے کی خبر سُنی جسکو وہ سُنکر
بھاگ گیا۔ میواڑ کے کبیشر کہتے ہین کہ ہمایون بنگال سے اسلئے روانہ ہوا تھا کہ رانی
کرناوتی نے اُوس سے درخواست کی تھی۔ اس رانی نے ہمایون کو راکھی بند بھائی
بنایا تھا۔ اس راکھی بندی مین بھائی سے یہ شرط ہوتی ہے کہ بہن کی مصیبت کے
وقت بھائی کام آئے۔ جب اس رانی نے اپنی مصیبتون کا حال ہمایون کو لکھا تو
وہ اپنے بنگال کی فتوح کو چھوڑکر اپنی ایفاء عہد کے سبب سے دوڑ آیا۔ اگرچہ اس کے
آنے سے پہلے رانی جل چکی تھی۔ مگر پھر بھی اسکے آنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہادر چتوڑ سے بھاگ
گیا اور ہمایون نے رانا بکرماجیت کی کمر مین خود تلوار باندھ کر بدستور چتوڑ کا رانا بنا
دیا۔ اگر کبیشرون کا بیان یہ سچا ہو تو ہمایون کی عالی ہمتی اور ایفاء وعدہ کا خیال
تعجب خیز ہے کہ ابھی باپ کے ساتھ رانا سنگا سے وہ لڑا تھا اسپر بھی اسنے یہ نیک
سلوک اپنے دشمن کی اولاد کے ساتھ کیا کہ اوسکے بیٹے کو رانا بنایا۔
بکرماجیت کو اپنی دارالسلطنت اس طرح حاصل ہوگئی مگر اس مصیبت نے اوسکو کوئی
فائدہ مند سبق نہ پڑھایا نہ اس تجربہ نے اُس مین کوئی دانائی پیدا کی پھر وہی
اوسکی بیباکیان اور گستاخیان اپنے بھائی بندون کے ساتھ تھین۔ آخر کو
راجپوتون نے بکرماجیت کو ٹھکانے لگا کے پرتھی راج کے بیٹے بن بیر کو رانا بنایا
اودے سنگھ اُس وقت چھہ برس کا تھا۔ بنبیر نے اسکے مارنے کا ارادہ کیا مگر اوسکی
دایہ نے اُسے بچالیا۔
رانا اودے سنگھ سمت ۱۵۹۷ مین تخت نشین ہوا۔ اب بڑے کبیشر کا قول
یہ ہے کہ اس سرزمین پر افسوس ہے جہان کا راجہ خردسال یا عورت ہو۔ یہ حال
میواڑ کا ہوا۔ اُودے سنگھ مین جوانمردی وشجاعت باوجود رانا سنگا کے بیٹے ہونے
کے پاس بھی نہین آئی تھی اسلئے اس مین کوئی لیاقت ایسی نہ تھی کہ وہ میواڑ کی رانائی کی

جوانمردوں کے تیروں اور برچھیوں کے اثر کو نکما کر دیا۔ سلطان بہادر نے چتوڑ کا ایسا
پتلا حال کیا کہ بوندی کا کبیشر یہاں کا حال یہ بیان کرتا ہے کہ انگار راجہ مع پانسو اپنے
رشتہ داروں کے اڑ گیا۔ راؤ درگا نے مع چند اور سرداروں ستو اور ددوا اور اپنے
تابعین کے قلعہ کی شکستہ دیوار کی حفاظت کی اور دشمنوں کے حملوں کو ہٹایا اور اس
بہادری کو دیکھکر مہارانی جواہر رائی رٹھوڑ مسلح ہو کر لڑنے آئی اور حملہ کر کے ماری گئی
محاصرین کے ہاتھ میدان رہا۔ اب راجپوتوں نے سبھا اس لئے بلائی کہ رانا سنگا
کے چھوٹے بیٹے اودے سنگھ کو جو اسکے مرنے کے بعد پیدا ہوا ہے کیونکر اسکو دشمنوں
سے بچائیں۔ چتوڑ کی محافظ دیبی پہلے کہہ چکی تھی کہ جب تک چتوڑ نہیں بچے گا کہ بارہ
راج کے وارث جان نہ دینگے۔ وہ بارہ رانا بھینٹ میں چڑھے۔ اب یہ دیبی راجہ
کی بھینٹ چاہتی تھی اسکے لئے یہ تدبیر کی گئی کہ باگھ جی راجہ دیولا بھینٹ میں دئے جائیں
اس راجہ نے خود اس بات کو قبول کر لیا تھا وہ راجہ بنایا گیا۔ خرد سال رانا اودے سنگھ
کو بوندی کے راجہ سورن کے پاس پہنچایا۔ قلعہ کے آدمیوں نے زعفرانی لباس پہنا
اور جوہر (جیوہر) کی تیاری کی گئی۔ چتا بنانے کی تھوڑی کسر باقی تھی کہ انہوں نے
دیوار کی دراڑ کی حفاظت میں جان دی۔ پھر قلعہ میں آنے کا یہ رستہ غیر محفوظ ہو گیا
........ چتا تیار ہو گئی اسمیں باروت بچھائی گئی کرناوتی
جو رانا کی ماں اور جوانمرد ارجن ہرا کی بہن تھی وہ جلنے والی عورتوں کی سربراہ تھی
چتا پر لے گئی۔ وہاں تیرہ ہزار عورتیں جلکر خاکستر ہو گئیں۔ پھر قلعہ کا دروازہ کھولکر
راجہ دیولا اپنے بہادروں کو ساتھ لے کر خوب لڑا اور مارا گیا۔ قلعہ کے اندر کا حال
یہ تھا کہ ہزاروں کشتوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور سیکڑوں زخمی نزع کی حالت
میں تڑپ رہے تھے اور موت کے منتظر تھے جسکو وہ بے آبروئی اور قید سے اچھا جانتے
تھے کبیشر کہتا ہے کہ چتوڑ میں پرلے (قیامت) آگیا تھا۔ راجہ کے سردار اور بڑے
بڑے لوگ مارے گئے تھے اور اس طوفان میں ۳۲ ہزار راجپوت جان سے گئے

وہ اسلئے طیش مین آئی کہ سازش کرکے اس عورت کو انہون نے مار ڈالا - اکبر نے راجپوتون
مین یہ خانگی فساد دیکھکر چتوڑ کا دوبارہ محاصرہ کیا اسوقت اکبر کی عمر پچیس برس کی تھی -
اسکی تمنا دلی یہ تھی کہ چتوڑ کو فتح کرکے نامور ہون - اسکے لشکرگاہ کے نشانات اب بھی موجود
ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ گانون پنڈولی سے لیکر بسی کی شاہ راہ پر دس میل تک اس کا
لشکر پڑا تھا کہ بیڈکواڑے کے مقام پر ... سنگ مرمر کا مخروطی مینار بنا ہوا ہے اس کو
اکبر کا دیوا کہتے ہین جب اکبر بیوڑے سے باہر خیمہ زن ہوا تو رانا اودے سنگہ نے کسی ضرورت
کے سبب مجبوری چتوڑ کو چھوڑ دیا یہ ضرورت اور اس کی دلی خواہشین متحد تھین مگر اسنے اس کی
حفاظت کے لئے بڑے بڑے بہادر سردار مقرر کیے چونڈا کی اولاد مین سے بہت سے
سپاہیون کے گروہون کو سہیدا اس ساتھ لے کر سورج دروازہ پر کھڑا ہوا دشمن کا مقابلہ اسکے
داخل ہونے کے وقت خوب کیا اور پہلے اسکے جان کئی پہاڑ پر جو جگہ اسکی خون سے تر ہوئی تھی
وہان اسکا تھل بنا ہوا یادگار روزگار ہے - جن میواڑ کے سردارون نے یہان جانفشانیا
کین انکی تفصیل یہ ہے - مڈیڑیا راوت دودیا - بیدلا - کیلیو - اولاد پرتھوی راج
دہلی - بجولی کا پرمار - بدہی کا جھلا - انھون نے اپنی بہادری دکھاکے اپنی سپاہ کو بہادر
بنایا - چتوڑ کی حفاظت کے لئے جو غیر ملکون سے مددگار آن کر خوب لڑے ان کی
تفصیل یہ ہے - جھالور کے کارن سونی گرگ کا بیٹا دیوالا ایشور داس اٹھور کرم چند کچھواہہ
[illegible] دودا - سدھنی - گوالیار کا راجہ جسکی قوم تو ار تھی - میواڑ کی روایات کی تاریک صفحون مین
سب سے زیادہ روشن حرفون مین بدنور کے جیمل کا اور کیلواڑ کے پتا کا نام لکھا ہوا ہے -
اکبر نے بھی انکی تعریف کی ہے - انکی بہادری اور جوانمردی کا بیان راجپوتون کے
وردزبان ہے - میواڑ مین جو رانا کے سولہ تابعین تھے انمین سے یہ دو بھی تھے - جیمل
راٹھور میرتیا کے خاندان کا تھا وہ مارواڑ کے سردارون مین بہادر تھا - پتا جگوتون کا
جو چونڈا کی ایک بڑی شاخ ہے سردار تھا - راجپوتون کو جب تک اپنے باپ دادا کی بہادری
یاد رہیگی وہ جیمل کا نام نہین بھولین گے - اس لڑائی مین عورتون نے بہی اور معنیون [illegible]

لائق ہوتا۔ ایسی بہادر رانا کی لڑائیاں اکبر شہنشاہ سے ہوئین۔
میواڑ کے کھوئے دن آئے تھے کہ اودے سنگھ رانا ہوا۔ اسسودیا کی حامی جو نے اقرار کیا تھا کہ جبتک بپا کی اولاد میری بھینٹ ہوتی رہیگی مین اپنے گھمنڈ کی پہاڑی کو نہین چھوڑنے کی یعنی چتوڑ کو۔ جب الائیعنی علاء الدین نے اول حملہ کیا تھا تو بارہ تاجداروں نے زعفرانی لباس پہن کر میواڑ کی حفاظت مین جان دی تھی۔
دوسری دفعہ جب اجیب یعنی بایزید بہادر نے فتح حاصل کی تو دیولا مدد کو آئی اور اُسنے اپنی جان دی مگر اب تیسری دفعہ کے حملہ مین کیلئے رانا کی اولاد مین سے اس چتوڑ کے دیبی کو اپنی بھینٹ دیکر اسکے غصہ کو فرو نہ کیا اور اُسنے اپنا طرفدار کرکے قلعہ کے کنگروں کو محفوظ نہ کرایا وہ دیبی وہان سے چلی گئی اور اُس کے جاتے ہی قوم گھلوت کا جو طلسم بنا ہوا تھا وہ شکستہ ہو گیا اور وہ پوشیدہ رشتہ جسنے چتوڑ کو دوامی حکومت گھلوت سے باندھ رکھا تھا ٹوٹ گیا۔ اودے سنگھ کے ساتھ وہ پری دیبی اُڑ گئی جسنے اندھیری رات مین سمیرسی کی آنکھین کھول کر کہا تھا کہ ہندوون کی شان وشکوہ اب جاتی ہے۔ کبیشر کہتا ہے کہ اسکے جاتے ہی وہ دیوارین جو مدتوں سے راجپوتون کا بیت المقدس سمجھی جاتی تھین اور اسکو انکی عظمت وجلال کا ہالہ گھیرے ہوے تھا اسکو اب راجپوتون کی آزادیاں اور مذہب ناپاک سمجھنے لگے۔ گو یہ قصص و روایات زبانی ہین مگر ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ راجپوتون کو اپنی آزادی کیسی پسند تھی اور وہ اپنی باتون مین کیسے متعصب تھے
میواڑ کی زبانی روایات حکایات مین اکبر کے ایک حملہ کا ذکر یہ ہے کہ اُس نے چتوڑ پر فوج کشی کی اور ناکام واپس آیا۔ رانا کی رانی سپاہ کو لے کر اکبر کے لشکر مین حملہ کرتی ہوئی گھس گئی اور ایک دفعہ وہ شہنشاہ کے صدر مقام پر پہنچا یا سپاہ پہنچی۔ نامور راٹھور نے مشتہر کیا کہ میری جان اس رانی نے بچائی اس سے راجپوت مجھکو کہ ہماری شجاعت پر داغ لگتا ہے کہ ایک عورت راجہ کی جان بچا

شوالے کے دروازے اکھیڑ کر اکبرآباد کے قلعہ مین لگانے کے لئے بھیجے گئے۔
اکبر نے ان راجپوتون کی تعداد دریافت کرنے کے لیے جو اس لڑائی مین مارے گئے تھے ان کی گلون کے زنار اتروا کے منگوائے تو وہ ساڑھے چوہتر من وزن مین ہوئے اس تاریخ سے یہ عدد ۷۴½ بمنزلہ طلاق سمجھا جاتا ہے۔ صرافون کی چٹھیون کے اوپر ۷۴½ لکھے ہوتے ہین جسکے معنے یہ ہوتے ہین کہ جو اسے کھول کر پڑھے گا وہ چتوڑ کے قتل کے گناہ کا مرتکب ہوگا۔ یہ ایک دلچسپ ڈھکوسلا بھاٹون اور کبیشرون کا گھڑا ہوا معلوم ہوتا ہے جنیوٴون کے وزن مین نہایت مبالغہ معلوم ہوتا ہے۔

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ چتوڑ کو اودے سنگھ چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ وہ راج پیپلی کے جنگل مین قوم گوھیل کے پاس پناہ گزین ہوا۔ یہان سے وہ گرو دگھاٹی مین اراولی کے اندر گیا یہ مقام اُس جگہ کے متصل ہے جہان چتوڑ کے فتح کرنے سے پہلے بپا گوشہ گزین ہوا تھا چتوڑ کے فتح ہونے سے چند سال پہلے اس نے اس پہاڑی کے دروازہ پر ایک تالاب بنایا تھا۔ جو اب تک اودے ساگر کے نام سے مشہور ہے اور اس نے پہاڑون کے درمیان ایک بند بندھوایا جس نے ایک دوسرے پہاڑ کے چشمون کے دھارون کے پانی کو روک دیا۔ جہان پہاڑون کا جھنڈ تھا اسپر ایک محل بنوایا جسکا نام نوچوکی مشہور ہے۔ پھر اسکے گرد بہت جلد عمارات عالی شان تیار ہوئین اور ایک شہر کی صورت پیدا ہوئی اور اسکا نام اپنے نام پر رانا اودے سنگھ نے اودے پور رکھا جو اب میواڑ کا دارالحکومت ہے۔

اودے سنگھ چتوڑ کے فتح ہونے کے بعد چار سال جیتا رہا اور بیالیس برس کی عمر مین مرا پچیس بال بچے چھوڑے جنمین سے پرتاب سنگھ اسکا جانشین ہوا اس رانا کا حال اکبر کے عہد میواڑ مین پڑھو۔ ہمنے اسکے حال مین وہ حکایات اور روایات بھی لکھ دی ہین جو راجپوتون مین مشہور ہین۔ رانا پرتاب سنگھ کو مسلمانون کی تاریخون مین اکثر رانا کیکا لکھا ہے۔

۱ گرود

اودے پور

پرتاب سنگھ کا رانا ہونا

ڈھال لگائی اور بہادرون کو ساتھ لیکر دشمن کے لشکر مین بے تحاشا گھس گئین

جب سورج دروازہ پر سونبرا قتل ہوا ادکھیلوار کا بیٹا اُسکی جگہ مقرر ہوا تو اوس کی
عمر سولہ برس کی تھی باپ اُسکا پہلی لڑائی مین مارا جا چکا تھا۔ اُسکی مان زندہ تھی اوس نے
بیٹے کو زعفرانی پوشاک پہنائی اور چتوڑ کے لئے جان دینے کی نصیحت کی اور اُس کے لئے
بیوی کے ہاتھ مین برچھی دے کر اپنے ساتھ لیا اور یہ دونو پہاڑ سے نیچے اُترے دلہن
لڑکر مر گئی۔ راجپوتون نے جب یہ دیکھا کہ ہماری لڑکیان اور بیویان ایسی بہادریان
کرتی ہین تو وہ سب کے سب ایسی بہادری سے لڑے کہ جان کی پروا نہ کی اور دیر تک
ملک کے بچانے مین جانفشانی کرتے رہے اور اُن کے دل مین یہ خیال نہین آیا کہ ہتھیار
چھوڑ کر دشمن سے پناہ مانگین جب جیمل کے گولی آن کر لگی تو اُسکو افسوس ہوا کہ اس دو زخم
صدمے سے میری جان جائیگی۔ اب اُس نے دیکھا کہ چتوڑ کے بچنے کی امید کچھ نہین اسکی شمالی
طرف بالکل غیر محفوظ ہو گئی ہے تو اُس نے یہ ارادہ کیا کہ ایک بارگی ماریئے یا مرجایئے
آٹھ ہزار راجپوتون نے زعفرانی لباس پہنا اور آخری بیڑا اُٹھایا۔ چتوڑ کے دروازے
کھول دیئے۔ خون ریزی شروع ہوئی چند ہی راجپوت زندہ رہے ہونگے جنکے
زعفرانی لباس پر دشمن کے حوالہ کرنے کا دھبہ لگا۔

شہنشاہ اکبر چتوڑ مین داخل ہوا۔ ۳۰ ہزار راجپوت مارے گئے۔ سترہ سو سردار
کام مین آئے سردارون مین صرف ایک گوالیار کا راجہ قوم تُوار کا بچ کر نکل گیا۔ نو
رانیان پانچ امیرزادیان دس لڑکے خردسال تمام سردارون کے اہل وعیال چتا مین
جل کر خاکستر ہوئے۔ راجپوتون کو اُنکے دیوتا نے جو سورج تھا چھوڑ دیا تھا۔ چتوڑ کا
آخری روز اتوار کا دن یعنی سورج کا دن تھا یہ آخر شعاع اس نے اپنے جلال کی
چتوڑ پر چمکائی چتوڑ لُٹ گیا۔ رانا کے مکانات ومحل ومندر سب غارت ہوئے۔ تمام
امارات شاہی چھن گئی۔ نقارے جنکی آوازین کوسون جاتی تھین۔ شہنشاہ نے
چھین لیئے۔ وہ تلوار جو سنہ ۷۲۸ء مین چتوڑ کی کے لئے باپا کی کمر مین باندھی گئی تھی وہ لے لی

پیدا ہوئی۔
بتیا کہ سمت ۱۴۸۴ ۱۴۲۷ مین جودہ پیدا ہوا اسکے باپ کی جاگیر میواڑ مین تھی اس لئے جبکہ سمت ۱۵۱۵ ۱۴۵۹ مین جودھپور کی بنیاد رکھی اور منڈور سے اس شہر مین اپنی دار السلطنت کو مستقل کیا جو اب تک چلا جاتا ہے۔ جودہ اس شہر کے آباد کرنے کے بعد ۳۰ برس تک زندہ رہا اور اسکی زندگی مین اسکے بیٹون اور پوتون نے مارودیس کو فتح کرلیا۔
سمت ۱۵۴۵ مین اکسٹھ برس کی عمر مین مرگیا اسکے بعد سوجودہ (سورج مل) تخت نشین ہوا
۲۷ برس سلطنت کی۔ دہلی کے لودھی بادشاہون مین آپس مین بڑا جھگڑا رہا اس لئے مارو کا خشک ملک مسلمانون کے ہاتھ سے بچا رہا مگر سمت ۱۵۷۲ ۱۵۱۶ مین ایک پٹھانون کا گروہ تیج کے میلے مین شہر پیپر سے راجپوتون کی ایک سو چالیس کنواری لڑکیون کو پکڑ کر لے گیا جب اسکی خبر سورج مل کو ہوئی تو اسنے ان پٹھانون کا تعاقب کیا اور اپنی جان کھو کر ان کنواریون کو نجات دلائی اس واقعہ کی گیت اب تک تیج کے میلہ مین گائے جاتے ہین کہ پیپر کی ایک سو چالیس کنواریون کی قیمت مین سورج مل نے اپنی جان دی۔
سمت ۱۵۷۲ ۱۵۱۶ مین سورج مل کا پوتا گنگا اسکا جانشین ہوا۔ اسکا چچا ساگا راج کا مدعی ہوا اور اسنے اپنی مدد کے لئے دولت خان لودی کو بلایا۔ اس خان نے ناگور سے ابھی رٹھوڑون کو نکالا تھا۔ غرض جودہ کی اولاد مین تلوار چلی اور ان مین لودی خان شریک ہوا۔ گنگا کے مددگار بہت سے رجپوتون کے سردار کھڑے ہوئے اور انھون نے لڑکر ساگا کو مارڈالا اور دولت خان کو بھگا دیا۔ پھر جب راناسنگا کی لڑائی بابر بادشاہ سے ہوئی تو جودہ کے بیٹے سب رانا کے ساتھ ملکر ترکون سے لڑے اور اس لڑائی مین رٹھوڑون کے بڑے بڑے سردار مارے گئے اور ان کو شکست ہوئی اس شکست کے چار سال بعد گنگا مرا اور سمت ۱۵۸۸ ۱۵۳۲ مین اسکا جانشین [illegible] ہوا
یہ راجہ مارواڑ کی تاریخ مین بڑا مشہور ہوا اسوقت مارواڑ کی بڑی اچھی حالت تھی بابر نے تو اس خشک ملک کی پروا نہین کی گجرات کے بادشاہ نے بھی مالدیو سے کچھہ لڑائی جھگڑا نہین کیا

اور اسکی وجہ حال کے کوی راج شیل داس یہ بیان کرتا ہے کہ میواڑ مین کیکا اکثر بچون کو کہتے ہین اور کیکا کی جگہ کوکا بھی بولتے ہین - میواڑ کی مہارانا کی عادت تھی وہ اپنے لڑکون کو جب تک کہ وہ راجگدی پر بیٹھین کیکا کہا کرتے تھے - اسی سبب سے رانا پرتاپ سنگہ کو کیکا جب تک لوگ کہتے رہے کہ اسکا باپ ناادے سنگہ زندہ رہا اگہ غالباً اس سبب سے اسکو اکثر کیکا کہا کرتا تھا - مسلمان مورخون نے اسکو جب بھی کہ وہ مہارانا ہو گیا کیکا ہی لکھا -

## مارواڑ

اس دیس کا نام مارواڑ مشہور ہے دراصل وہ مارستھل یا مارو ستھان یعنی مردون کی بستی ہے اسکو مارو دیس بھی کہتے ہین - مسلمان مورخ اسکو مردیس لکھتے ہین - کبھی اسکو مورو دھر کہتے ہین اور کبھی مارو ہی شعرون مین درج کرتے ہین -

ہندوستان مین راجپوتون کی بڑی سلطنتین چار تھین - اول دہلی جس مین تووار اور چوہان راج کرتے تھے دوم قنوج جسمین راٹھور سلطنت کرتے تھے (قنوج اصل مین کبھ کنج (یعنی استخوان پشت زن باکرہ) سوم میواڑ جس مین گہیلوت حکومت کرتے تھے (میواڑ اصل مین مدیہ وار یعنی وسط ملک) تھا - چہارم انہل وار جس مین چاوڑ و سولنکی راج کرتے تھے

شہاب الدین غوری نے رای پتھورا کا کام تمام کرکے جے چند راجہ قنوج کا قصد کیا وہ بھاگ کر جاتا تھا کہ گنگا مین ڈوب کر مر گیا اوسکا بھتیجا سیہا کہ شمس آباد مین تھا وہ بھی مر گیا یہ واقعہ سمت ۱۲۴۹ سنہ ۱۱۹۲ مین ہوا -

قنوج کی تباہی کے ۱۸ برس بعد جے چند کے پوتے سیوجی اور سیت رام انہل وارہ گجرات مین راج کرنے لگے - سیوجی کے بعد اسکا ایک بیٹا اسوتھاما جانشین ہوا - دوسرا بیٹا ... سونگ ایدر مین راجہ ہوا - تیسرا بیٹا اجمل او کم منڈل مین راجہ ہوا اس سے قوم بدھیل

ایدر کی طرف متوجہ ہوئی اور ایدر کا زمیندار نراین داس راٹھور بادشاہ کے لشکر میں آیا۔ خدمات شائستہ بجالایا پیشکش لائق بادشاہ کے لئے تیار کی۔
جب رانا کی محل اقامت گوکندہ کے پاس راجہ بھگونت واپس آیا تو رانا راجہ پاس آیا اپنی تقصیروں کا عذر کیا اور راجہ کو اپنے گھر لے گیا اور مراسم میزبانی بجا لایا اور اپنے بیٹے کو ہمراہ کیا۔ یہ ظاہر کیا کہ میری طبیعت میں وحشت ہو گئی ہے۔ میں آپ کے ذریعہ سے بادشاہ کی خدمت میں التجا کرتا ہوں اور خدمت کے لئے بیٹے کو بھیجتا ہوں۔
کچھ دنوں کے بعد اپنی وحشت کو دور کر کے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونگا۔
راجہ ٹوڈرمل جب گجرات سے بادشاہ پاس آتا تھا تو رانا اسکے پاس بھی آیا اور خوشامد کی۔
میواڑ کے رانا نے کبھی مسلمان بادشاہوں سے اپنے خاندان کی لڑکی نہیں بیاہی یہاں کا رانا اپنے تئین دیوتاؤں اور سورج کی نسل سے جانتا تھا۔ بھلا وہ مسلمانوں کو کب خاطر میں لاتا تھا انکے ساتھ اس طرح کی رشتہ مندی کو اپنے لئے بے طریق سمجھتا تھا رانا اودے سنگھ کی جان پر آن بنی مگر اس نے یہ رشتہ مندی پسند نہ کی
ہم ایک حکایت ٹوڈ راجستان سے نقل کرتے ہیں کہ جس سے معلوم ہو گا کہ رانا (کیکا) کو کس قدر نفرت اس طرح کی رشتہ داری کرنے سے تھی راجہ مان سنگھ شولہ پور کو فتح کر کے ہندوستان کو آتا تھا۔ اس نے رانا پرتاپ سنگھ (کیکا) کو جو کمبھل میر میں تھا لکھا کہ میں تیری ملاقات کو آتا ہوں۔ رانا اس کے استقبال کو اودے ساگر میں آیا۔ اس ساگر کے بندھ پر راجہ مان سنگھ کی ضیافت کا سامان تیار کیا گیا۔ پتلیں چنی گئیں۔ راجہ مان سنگھ بلایا گیا۔ رانا کے بیٹے کنور امر سنگھ کو اہتمام ضیافت سپرد ہوا مگر رانا خود نہ آیا۔ اسکے بیٹے امر نے باپ کے نہ آنے کے لئے درد سر کا عذر پیش کیا اور راجہ سے عرض کیا کہ آپ رسم ضیافت کو ادا

اس فرصت مین راجہ نے دوست و دشمن کے ساتھ وہی برتاؤ لیا جو اصل راجپوت کیا کرتا ہے۔

مالدیو نے اپنے راج کے پہلے ہی سال مین ناگور اور اجمیر کو لے لیا ۹۴۰ھ اس نے جھالور اور دسوانہ۔ بعد راجون۔ سندھالیون سے لے لئے اور دو سال کے اندر بیکا کے بیٹون کو بیکانیر سے نکال دیا۔ غرض اس نے بہت سے ملکون کو فتح کر لیا اور انکو اپنے قبضہ مین کر لیا۔ اس نے جودھپور کے گرد مضبوط فصیل بنائی۔ اور بہت سی عمارات عالی شان قلعہ مین تعمیر کرائین۔ میرتیا کی فصیل اور قلعہ بنا جسکو وہ مال کوٹ کہتا تھا دو لاکھ چالیس ہزار روپیہ خرچ کیا اسنے اور بہت سے قلعے تعمیر کر لئے۔ کہتے ہین کہ فقط سانبھر جھیل کی نمک کی آمدنی سے یہ ساری تعمیرات اس نے تعمیر کرائی تھین۔ یہ وہی مالدیو ہے جسکی پناہ مین ہمایون بادشاہ آنا چاہتا تھا مگر اسنے انکار کیا تھا شیر شاہ اسی ہزار سپاہ مالدیو سے لڑنے کے لئے لایا اور مالدیو پچاس ہزار راجپوتون کو ساتھ لے کر اس سے لڑنے گیا۔ خوب لڑا مگر آخر کو مغلوب ہوا۔ شیر شاہ نے بعد فتح کے کہا کہ خیر ہوئی ورنہ ایک مٹھی باجرہ کے لئے ہندوستان کی سلطنت گئی تھی۔ شیر شاہ کے لڑنے کے بعد بھی مالدیو جیتا رہا اور ہمایون کو پھر بادشاہ ہوتے ہوئے اس نے دیکھا۔ اب آگے مارواڑ کے معاملات شہنشاہ اکبر کی تاریخ مین ہم اس طرح بھی لکھ دینگے جسطرح کہ ہندو اپنی زبانی روایات اور حکایات مین بیان کرتے ہین۔

## صوبہ اجمیر و راجپوتانہ و رانای اودیپور کے معاملات

ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ ہم گجرات مین ۹۸۱ھ مین جو بادشاہ نے ایدر کی طرف سپاہ بسر کردگی راجہ بھگونت سنگھ بھیجی تھی وہ قلعہ بدھنگر کو فتح کر کے

یون حالت کے رانا کے ساتھ ہمدردی کرنے اور جان نثار کرنے کو اسلئے موجود تھے۔ کہ
مسلمانون کہین مطیع نہ ہو جائین۔ رانا پرتاب سنگہ جانتا تھا کہ مین اکبر سے میدان مین
نہین لڑسکتا۔ اس لئے ۔ ۔ ۔ اپنے باپ دادا کے طریقے کے موافق وہ ارولی کے
پہاڑون مین کمبل میر (کنبھل میر) مین چلا گیا تھا اور اُس پہاڑی ملک کو اکبر کے مقابلہ
لئے تیار کرتا تھا۔ ابھی تک سورج بنسی ہونے کا گھمنڈ اُسکے دماغ سے نہین نکلا تھا۔
وہ سمجھتا تھا کہ مین اس بنس کا راجہ ہون کہ جسکی چوکھٹ پر ہمیشہ پہلے سارے ہندوستان کے
راجہ سر رکھا کرتے تھے مین کیون کسی کے آگے سر نیچا کرون میرے پاس مستحکم مقامات اور
ملک و ولایت بہت ہے۔ میرے ساتھ ایسے راجپوتون کا انبوہ ہے کہ اپنے ناموس کے
لئے جان دینے کو بے حقیقت سمجھتے ہین۔

جب بادشاہ اجمیر مین آیا اور اوسکے نزدیک رانا کی سرکشی و گردن فرازی و حیلہ بازی حد
سے زیادہ گذرے تو اُس نے رانا کے مغلوب کرنے پر توجہ کی اور کنور مان سنگہ کو جو عقل و
اخلاص و عقیدت و شجاعت مین بادشاہ کے یکتا اُمرا مین سے تھا اور اوسکو اپنی فرزندی
کا خطاب بادشاہ نے عنایت کیا تھا اسکو اس خدمت پر نامزد کیا اور دوشنبہ ۲
محرم ۹۸۴ھ کو اجمیر سے رخصت کیا غازی بدخشی و خواجہ غیاث الدین علی آصف خان و
سید احمد و سید ہاشم و جگناتھ و سید راجو و مہتر خان و مادہو سنگہ و مجاہد بیگ۔ و
کھنگار و رائے لونکرن اور اور بہادرون کو اس کے ساتھ کیا۔ اس اخلاص مند سپاہ کو
کنور مان سنگہ لیکر چلا اور بادشاہ نے اُسے سمجھایا کہ رانا کو بدقسمتی کے خواب سے بیدار کرکے
سعادت کی طرف رہنما ہو۔ مگر یہ سرمایہ بیداری اسکی غنودگی کا سبب اور ہوئی۔ مانڈل گڈھی
مین افواج کو چند روز اس لئے توقف کرنا پڑا کہ سب امرا اور لشکر جمع ہو جائین رانا کا
ایسا سر پھرا تھا کہ وہ کنور مان سنگہ کو اپنا زیردست زمیندار سمجھتا تھا اسکا ارادہ تھا کہ
اس قصبہ مین جا کر اس سے لڑون۔ مگر اس کے رفیقون نے سمجھایا کہ اس جسارت مین
خسارت ہے کنور مان سنگہ اجمیر سے کوہستان ارولی کے نیچے مغرب مین سفر کرکے

لیجیئے اور تناول طعام فرمائیے۔ راجہ نے ادب اور تمکنت سے کہا کہ رانا سے کہہ دو
کہ مین آپ کے درد سر کے عذر کو خوب جانتا ہون۔ مگر اس غلطی کا علاج کیا ہے اگر
رانا ہی میرے سامنے پتل رکھنے سے انکار کریگا تو پھر کون میرے آگے پتل رکھیگا؟۔
اب آگے تمہارے عذر کرنے عبث ہین۔ اسپر رانا نے اپنا افسوس ظاہر کیا اور کہا کہ مین اس
راجپوت کے ساتھ نہین کھا سکتا کہ جس نے اپنی بہن کو ترک سے بیاہا ہو جسنے غالباً اسکے
ساتھ کھانا کھایا ہوگا۔ راجہ مان سنگہ نے کھانے کو ہاتھ بھی نہین لگایا چند چاولون کے دانے
ان دیوی (خوراک کی دیبی) کے نام کے لے لئے اور انکو اپنی پگڑی مین رکھ لیا اور یہہ
کہہ کر اٹھ گیا کہ تمہاری عزت کے باقی رکھنے کے لئے ہمنے اپنی عزت کو قربان کیا کہ اپنی بہن
اور اپنی بیٹیون کو ترکون سے بیاہا۔ اگر تمہارا یہی دل چاہتا ہے کہ خوف مین رہو تو رہو اب اس ملک
مین تم کو حکومت کرنی نہین نصیب ہوگی اور اپنے گھوڑے پر چڑھ کر پرتاب سنگہ کی طرف جواب
آگیا تھا یون مخاطب ہوا کہ اگر مین تمہارے گھمنڈ کو نہ ڈھادون تو میرا نام مان نہین
اسکا جواب پرتاب نے یہ دیا کہ مجھے آپکے ملنے سے ہمیشہ خوشی ہوگی ایک گستاخ بے ادب
راجپوت یہ بھی بول اٹھا کہ اپنے پھوپھا (اکبر) کے ساتھ لانے کو نہین بھولئے گا جس زمین مین
دعوت ہوئی تھی وہ ایسی ناپاک سمجھی گئی کہ کندہ کرائی گئی اور گنگا جل سے دھلوائی
گئی۔ جو سردار اس دعوت مین آئے سمجھے کہ یہان آنے سے پوشاک ناپاک ہوگئی ہی
اس لئے نہا کر اسے بدلا۔

رانا اودے سنگہ تو سنہ ۱۵۷۲ء مین مرگیا تھا اسکی جگہ رانا پرتاب سنگہ (کیکا)
جانشین ہوا۔ گو وہ نامرد باپ کا بیٹا تھا مگر جوانمرد دادا رانا سنگا کا پوتا تھا۔ دادا
کی بہت سی صفات اسکی ذات مین ورثہ مین آئین تھین گو نہ اس پاس کوئی
دارالسلطنت تھا نہ مخازن دولت پر قبضہ تھا خاندان پر ادبار آچکا تھا۔ اس کے
امرا کا دل شکستہ تھا۔ مگر قومی و ملکی محبت خاکستر تلے کی آگ مدھم ہوتی ہے۔ جہان
اوس پر ہوا چلی آتش شعلہ زن ہوئی۔ یہی حال راجپوتون کا تھا کہ باوجود اس

بھاگے اور ہراول سے نکل کر برانغار کی پناہ مین آگئے۔ اسوقت فقیر عبدالقادر نے کہ چند مخصوصون کے ساتھ ہراول مین تھا آصف خان سے کہا کہ اس وقت کیونکر آشنا و بیگانہ راجپوتون مین تمیز کی جاے۔ اُسنے شش کہکر جواب دیا کہ تیر لگائے جاؤ۔ کسی طرف کوئی مرے ع زہر طرف کہ شود کشتہ سود اسلام است پس ہم تیر اندازی اس انبوہ پر کرتے تھے جو مثل کوہ تھا اور ہمارے تیر اصلا خطا نہین کیے تھے۔ اور اسکے گواہ ہمارے راست تیر ہین ع القلب صدق شاہد لیشہد (دل سچا گواہ ہے جو شہادت دیتا ہے) ع گواہ عاشق صادق در آستین باشد۔ ہمکو یقین تھا کہ ہمارا ہاتھ کام کر رہا ہے اور ثواب غزا حاصل ہو رہا ہے سادات بارہ اور بعض صاحب ناموس جوانون نے اس لڑائی مین وہ کام کیا جو شائد رستم ہی سے ہوتا میدان جنگ مین طرفین کے آدمی مارے گئے۔ دوسری فوج جسکا سردار خود رانا تھا وہ گھاٹی مین سے آیا اور گھاٹی کے دروازہ پر غازی خان تھا اسکو ہٹا کر قلب مین پہنچایا۔ سیکری کے شیخ زادے ایکدفعہ بھاگ گئے اور فرار کے وقت ایک تیر شیخ منصور داماد شیخ ابراہیم کے لگا وہ اس جماعت کا سردار تھا۔ اس زخم سے مدتون تک اسکو زحمت رہی۔ غازی خان باوجود ملائی کے بہادرانہ کھڑا رہا۔ اوس کے داہنے ہاتھ پر تلوار لگی جس سے اوسکا انگوٹھا کٹ گیا۔ اب مقاومت کی مجال اس مین نہین تھی تو الفرار مما لایطاق من سنن المرسلین (جب طاقت نرہی تو فرار پیغمبرون کی سنت ہے) بڑھکر قول مین پہنچا اور وہ جماعت کہ اول وہلہ مین اس فوج سے روگردان ہوئی وہ دریا سے پار جا کر بھی پھر نہ پھری اس گیرو دار مین مہتر خان نے چندراول سے نکل کر نقارہ بجایا اور آوازہ لگایا کہ بادشاہ ایلغار کرکے آگیا اس ادا سے کچھہ بھگوڑون کی تقویت ہوئی اور وہ بھاگنے سے ٹھہر گئے۔ راجہ رام ساہ گوالیاری نبیرہ راجہ مان سور رانا کے آگے آیا اس نے راجہ مان سنگھ کے راجپوتون کی جان پر وہ کارپردازی کی کہ جسکی شرح نہین ہو سکتی یہی جماعت

درہ ۔ ۔ ۔ ہلدی کوٹ مین آیا۔

اس لڑائی مین ملا عبد القادر بدایونی شریک تھا۔ اس لئے ہم اس لڑائی کا بیان اسی کی تاریخ سے نقل کرتے ہین ۔

اوائل ربیع الاول سنہ ۹۸۴ھ مین گوکندہ کی فتح ہوئی مجمل بیان اسکا یہ ہے کہ مان سنگھ و آصف خان متواتر کوچ کرکے اجمیر کی فوج کو مانڈل گڈہ کی راہ سے ہلدو مین جو گوکندہ سے سات کروہ (۱۴ میل) پر تھا لائے یہان رانا کیکا رہتا تھا (معلوم ہوتا ہے کہ سہو کاتب سے ہلدی یا ہلدیو کی جگہ ہلدو لکھا گیا۔ جسکو طبقات مین گھاٹی ہلدیوا ور توڈ راجستان مین ہلدی گھاٹ لکھا ہے یہ نام اس سبب سے رکھا گیا تھا کہ یہان کی زمین زرد مثل ہلدی تھی۔ ابو الفضل نے جنگ کی جگہ کھیم پور لکھی ہے وہ ایک گانو گوکندہ کے شمال مین وادی دیوبر کے شمال مغرب مین ہے ۔ رانا اس سے لڑنے آیا مان سنگھ ہاتھی پر سوار ہوا اور اوسکی ساتھ پادشاہی بکے مثل خواجہ محمد رفیع بدخشی و شہاب الدین گورہ و پاینده خان قزاق و علی مراد اوزبک و راجہ لون کرن حاکم سانبھر اور اور راجپوت قول اوسط یا قلب مین ہمراہ ہوئے ۔ اور ہراول مین اور نامی جوان جمع ہوئے اور ان مین انہی سے کچھ زیادہ چیدہ و برگزیدہ سید ہاشم بارہ کے پیشتر ہراول کے لئے نامزد ہوے انکا نام جوزہ ہراول (یعنی فرع ہراول) رکھا گیا۔ اور سید احمد خان بارہ ایک جماعت کے ساتھ برانغار اور قاضی خان مع سیکری کے شیخزادوں کے جو شیخ ابراہیم چشتی کے خویش تھے جرانغار مین و مہتر خان چنداول مین مقرر ہوئے ۔ رانا کیکا ۳ ہزار سوار لے کر عقب درہ سے آیا اسکی دو فوجین تھین ایک فوج کا سردار حکیم سور افغان تھا وہ ہراول کے مقابلہ مین قبلہ رو یعنی مغرب کوہ سے آئی ۔ بہ سبب تنگی و ناہمواری اور ببولون کے درختون کی کثرت کے اور راہ کے مارپیچان ہونے کے جوزہ ہراول اور ہراول ایک راہ پر آن کر دونو مخلوط ہو کر ایک ہوگئین اور جنگ مغلوبہ ہوئی ۔ راجہ لون کرن کے ماتحت جو راجپوت تھے انمین سے اکثر بائین جانب سے بھیڑون کیطرح

ہراول کی چپ سے بھاگی اور آصف خان کی فرار ہونے کا سبب ہوئی وہ میمنہ مین
سادات بارہ پاس التجالی گئی۔ اگر سادات پائے ثبات نہ قائم کرتے تو اس سبب سے کہ
ہراول بھاگ چکی تھی لڑائی مین بڑی رسوائی ہوتی۔ رانا کے ہاتھی بادشاہی ہاتھیون کے
مقابل مین آئے۔ ان مین سے دو قوی مست ہاتھیون کی لڑائی ہوئی اور حسین خان
فوجدار کہ مان سنگہ کے پیچھے دوسرے ہاتھی پر سوار تھا گر پڑا۔ مان سنگہ خود بجائے
مہاوت کے حسین خان کے فیل پر جا بیٹھا اور ایسی ثبات قدمی کی کہ اس سے زیادہ تصور
مین نہین آتی۔ ان دو ہاتھیون مین کہ جن مین ایک فیل خاصہ بادشاہی تھا وہ رانا
کے فیل رام پرشاد نامی سے جو بڑا قوی ہیکل تھا لڑا اور جنگ عظیم ہوئی۔ ایک دوسرے
کو دھکیلتا تھا۔ اتفاقاً رانا کے ہاتھی کے فیلبان کے تیر لگا اور ہاتھیون کے حملہ کے
صدمہ سے وہ زمین پر گرا۔ بادشاہی ہاتھی کا فیلبان چستی و چالاکی کر کے اپنے ہاتھی پر
سے کود کے رانا کے ہاتھی پر جا بیٹھا اور وہ کام کیا کہ کسی سے نہ ہوتا۔ یہ حال دیکھ کر رانا
کو تاب نہ رہی جو جلو رانا کا ہاتھی تھا وہ بھاگا اور افواج مین تذبذب ہوا اور راجہ
مان سنگہ کے بکون نے آگے آن کر وہ چپقلش کی کہ ایک کارنامہ تھا اور مان سنگہ کی . .
سرداری سے آج ملا شیری کے معنے اس مصرعہ کے سمجھ مین آئے ع کہ ہندو میزند شمشیر اسلام
جیمل چتوڑی کا بیٹا اور راما ساہ گوالیاری مع اپنے بیٹے سالباہن کے جنھون نے بہت کچھ
تردد و جانفشانی کی تھی جہنم مین گئے اور گوالیار کے راجاؤن کی نسل مین کوئی باقی
نہین رہا کہ قابل جانشینی ہوتا خس کم جہان پاک۔ رانا جو مادھو سنگہ کے مقابل تھا تیر کے
زخمون سے زخمی ہوا۔ حکیم سور جو سادات بارہ کے آگے سے بھاگا تھا رانا پاس التجا لیگیا
اسکی اور رانا کی دونو کی فوج ایک ہوگئین۔ رانا تنہا انہین بلند پہاڑون مین چلا گیا
جہان چتوڑ کی فتح کے بعد گیا تھا اور وہان محض بے اختیار تھا۔ یہان تابستان کی
حدت کی گرم ہوا ایسی چل رہی تھی کہ آدمی کا بھیجا سر مین پگلا جاتا تھا۔ صبح سے دوپہر تک
لڑائی ہوئی تھی اور معرکہ مین پانچ سو آدمی مر چکے تھے جنہین سے اکیسو بیس مسلمان تھے اور باقی

گوگنڈہ کی لڑائی کا نقشہ جس سے سپاہیون کے آگے بڑھنے اور پیچھے ہٹنے کا حال خوب معلوم ہو
حکیم سور افغان
رانا پرتاب
جوزہ ہراول
سید ہاشم بارہ
راجہ رام شاہ گوالیار
ہراول
آصف خان وغیرہ عبدالقادر
قلب یا قول
جرانغار
راجہ مان سنگہ وغیرہ ولون کرن
علی مراد اور نرک وغیرہ —
ہرانغار
سید احمد خان بارہ
چنداول
غازی خان شیخ زادہ سیکری
مہتر خان
آگے بڑھنے کی نشانی
پیچھے ہٹنے کی نشانی
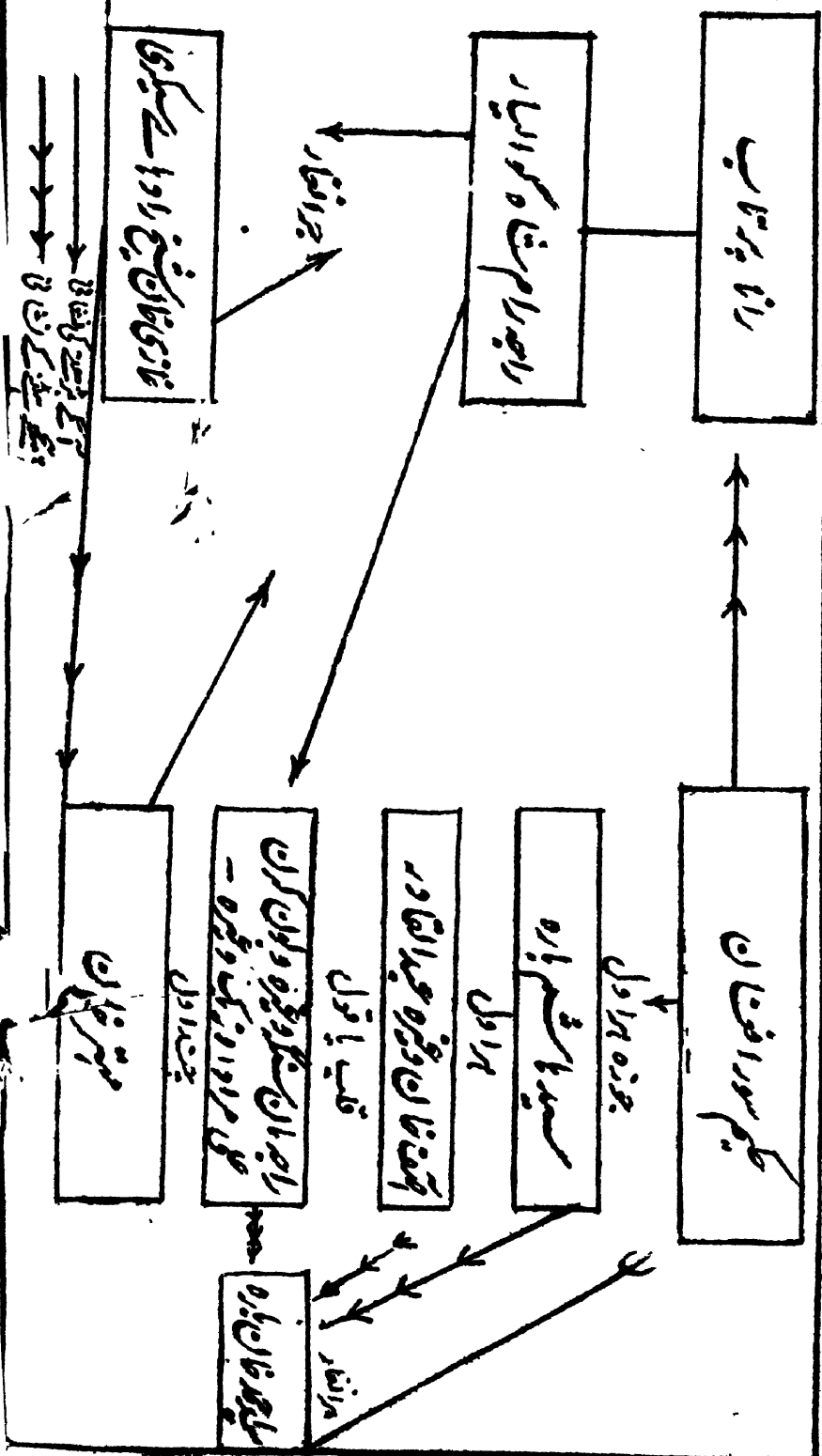
کھاتے تھے۔ اکثر ان کی رطوبت سے بیمار ہو گئے تھے اس دیار مین آم ایک
اکبری سیر کی برابر وزن مین ہوتا تھا مگر جرم مین چھوٹا ہوتا ہے اور شیرینی اور
مزہ اس مین چندان نہین۔ ان دلون مین محمود خان پادشاہ کے پاس سے ایلغار
کر کے گوکندہ مین آیا اور معرکہ کا حال تحقیق کر کے دوسرے روز چلا گیا۔ اور جو حال
ہر کسی شخص کا سنا تھا وہ عرض کیا۔ سب خدمات پادشاہ کو تحسن معلوم ہوئین مگر یہ امر
پسند خاطر نہین ہوا کہ رانا کو زندہ نکل جانے دیا۔ امراء نے یہ چاہا کہ رام پرشاد نامی ہاتھی
کو مع فتحنامہ کے پادشاہ کے پاس بھیجین۔ کئی دفعہ پادشاہ نے اس ہاتھی کو رانا سے مانگا
تھا مگر اس نے اپنی بدبختی سے نہین بھیجا تھا۔ آصف خان نے فقیر عبد القادر کا نام
لیا اور کہا کہ وہ محض بہ سبب محبت و قربت کے ساتھ آیا تھا اسکے ساتھ یہ خوشخبرین
بھیجنی چاہئین۔ مان سنگہ نے کہا کہ ابھی کچھ کام باقی ہے اسکو چاہیئے کہ معرکہ مین صفون
کے آگے آنکر سب جگہ امامت کرے مین نے کہا کہ مین یہان کی امامت چھوڑتا ہون
میرا کام یہ ہے کہ بندگان شاہی کی صف کے آگے امامت کرون۔ مان سنگہ نے
مسرور و منبسط ہو کر فیل مذکور اور احتیاطاً سو سوارون کو میرے ہمراہ کیا اور خود بھی
سیر و شکار اور تھانون کے مقرر کرنے کی تقریب سے گوکندہ سے بیس کروہ تک میری
مشایعت کی اور سفارش نامہ لکھ کر یہان سے مجھے پادشاہ پاس رخصت کیا مین
مور اور مانڈل گڈھ کی راہ قصبہ انبیر مین جہان مان سنگہ کا وطن تھا آیا۔ جہان
مین جاتا تھا وہان لوگ مان سنگہ کی جنگ اور فتح کی کیفیت سنتے تھے تو انکو یقین
نہین آتا تھا۔ انبیر سے پانچ کروہ پر فیل دلدل مین پھنس گیا۔ جتنا وہ آگے جاتا تھا اتنا
ہی زیادہ دھستا تھا۔ یہ میری اول ہی خدمت تھی۔ میری حالت عجیب تھی۔
آخر اس نواح کی رعایا نے آنکر کہا کہ پارسال بھی اسی زمین مین ایک فیل پادشاہی پھنس
گیا تھا تو اس دلدل مین بہت سا پانی ڈالا تھا تو دلدل ایسی پتلی ہو گئی کہ آسانی سے
ہاتھی نکل آیا۔ غرض سقون کو بلا کر یہی کیا کہ بہت سا پانی ڈلوایا تو آہستگی کے ساتھ

ہندو اور زخمی تین سو سے زیادہ نہ تھے ہوا کا حال جلتے تنور کا سا تھا۔ سپاہیون
مین حرکت کی قوت نہ تھی اور غالب گمان یہ تھا کہ رانا مکر و فریب کر کے پہاڑ کے نیچے چھپا
بیٹھا ہوگا۔ اسواسطے تعاقب نہین کیا پھر کر زخمیون کی تیمارداری کی گئی اور فتح کی تاریخ
یہ ہوئی ہے ویبدو من اللہ فتح قریب (خدا کی طرف سے فتح ظاہر ہوئی) دوسری
روز کوچ کیا اور میدان جنگ مین آنکر ہر شخص کے کام کا ملاحظہ کیا گیا اور درہ سے گذر کر
گوکندہ مین آگئے۔ رانا کے محل کی حفاظت اُس کے چند فدائی کرتے تھے وہ او بچاید سی
چند آدمی آئی جنکا مجموعہ بیس آدمیون کا ہوتا تھا اُنہون نے رسم قدیم کے موافق جوہر
کیا اور مستورات کو ہلاک کر کے گھرون اور تہخانون مین سے باہر آ کر حرکت مذبوحی
کی اور تلوار کے زخم سے مالکان دوزخ کو جان سپرد کی امرا کو یہ خیال تھا کہ رانا کہین
شبخون نہ مارے۔ کوچہ بندی کی خندق اور دیوار ایسی اونچی کہ اسپ سے سوار نہ آسکے
گوکندہ کے گرد بنائی اور اس مین آن کر فروکش ہوئے۔ اُمرا مُردہ گھوڑون اور
کشتہ آدمیونکی نام نویسی کرتے تھے کہ عریضہ شاہی مین لکھ کر بھیجین سید احمد خان
بارہہ نے کہا کہ ہم مین سے نہ کوئی لڑا ہے نہ کسی کا گھوڑا کشتہ ہوا ہے کہ جنکے نامون کو درگاہ
اعلیٰ مین لکھ کر بھیجین اسم نویسی سے کیا فائدہ ہے۔ اس وقت غلہ کی فکر کرنی چاہیئے
چونکہ یہ کوہستان کم زراعت تھا۔ بنجارے بھی نہین آئے تھے۔ عسرت سے سپاہ
کا عجب حال تھا۔ مشورہ کیا گیا اور نوبت بہ نوبت امرا مین سے ایک کو سردار
اعتبار کر کے سیکڑون مین غلہ لانے کے لئے بھیجا جاتا تھا سیکرہ کے معنے کوئی
جھگڑہ کے لیتا ہے اور سکرم اسی سے مشتق بتاتا ہے۔ کوئی اسکو سنسکرت کا
لفظ سمجھ کر بھینگی کے معنے لیتا ہے۔ بنگالی زبان مین شگرا اور شکت جھگڑہ کو
کہتے ہین) پہاڑون کی چوٹیون اور بلندیون پر مجمع شکستہ آدمیون کا ملتا تو وہ
اسیر کیا جاتا۔ مواشی کے گوشت پر گذر اوقات ہوتی تھی اور آم اس فراط
سے پیدا ہوئے تھے کہ بیان نہین ہوسکتے ارازل عوام انکو بجاے طعام

سبحان اللہ یہ شیخ عبدالغنی کیا تھے یا آخر مین انکا وہ حال ہوا کہ کسی کو خدا نہ دکھائے نہ سنوائے اس سے سب کو عبرت پکڑنی چاہیئے ؎

ہر کرا پرورد گیتی عاقبت خونش بریخت ❊ حال آن فرزند چون شد با کہ خصمش مادر ست

اصل تاریخی حال تو بدایونی نے لکھا ہے اب ٹوڈ راجستان کے بیانون کی طرف توجہ کرتے ہین جو انہون نے نہایت جانفشانی سے کتبون اور گیتون اور کہیون اور بھاٹون کی روایتون سے جمع کئے ہین اور انسے بعض تاریخی حالات معلوم ہوتے ہین مگر اس سے پہلے ہم ایک بڑے نامور شاعر لارڈ بائرن کی نظم چائلڈ ہیرلڈ کا ترجمہ لفظی کرتے ہین اور اسکا مطلب بیان کرتے ہین پھر بعض حکایات اس معرکہ کی نقل کرتے ہین نظم کا ترجمہ ـ کیا ہر ایک گیت ایسے شاندار فسانہ سے نہین بھرا پڑا؟ افسوس ہے کہ کسی ہیرو یعنی نامور شجاع کی بڑی سے بڑی قسمت یہ ہے ❊ جب سخت پتھرون کے تودے اور تاریخ کے دفتر کچھہ حال نہین بتاتے تو کسان اپنی گیت مین مشتبہ تاریخون کی لے بڑھاتے ہین ❊ ای غرور فدا آسمان سے نیچے آنکھین جھکا کر اپنی حالت کو دیکھہ کہ وہ لوگ جو بڑے طاقت ور تھے اب گیت ہی گیت رہ گئے ہین ـ کیا کتاب مینار ـ عمارت تجھکو برقرار رکھینگے؟ یا تو روایت کی بھولی باتون پر بھروسا رکھیگا جبکہ خوشامد تیری ساتھہ سو گئی ہوگی اور تاریخ تجہہ کو نقصان پہنچا یگی ❊ ان اشعار کا مطلب یہ ہے کہ روایات (یہ ایک ایسے انگریزی لفظ کا ترجمہ ہے جسکے معنے افسانون گیتون و قصون کے ہین جو زبان زد خلائق ہوتے ہین ) انہین بھولی بھولی باتین ایسی بھی ہوتی ہین جنہین صداقت نہین ہوتی یعنی عوام مین جو ایک بڑے آدمی کی نسبت گیت و کہانیان مشہور ہوتی ہین وہ بھی اسکی اس خوش قسمتی کی یادگار ہوتی ہین جو اسکو اپنی زندگی مین حاصل ہوئی تھین ـ جب ان بڑے آدمیون کی نشان مٹ جاتے ہین ـ انکے قلعے عمارات و شہر غارت ہو جاتے ہین ـ تاریخون مین ان کے ذکر کا پتا نہین لگتا یا بری طرح

فیل نے اس ورطہ سے خلاصی پائی اور پیل شہر مین آیا اس سے آدمیون کو بڑا افتخار حاصل ہوا
یہان چار روز رہ کر قصبہ تونڈہ مین کہ مولد فقیر تھا اور با ورجسکی نسبت یہ مصرعہ ہے ع
وادل ارض مس جلدی ترابہا۔ یہ اول ہی زمین تھی جس نے میری جلد کو چھوا تھا
ہوتا ہوا۔ اوائل ماہ ربیع الاول مین بوسیلہ کوکہ و راجہ بھگوانداس پدرمان سنگھ کے
دیوانخانہ فتحپور مین پادشاہ کی کورنش بجالایا اور امراء کی عرضداشت اور ہاتھی کو پادشاہ
کی خدمت مین نذر کیا۔ پادشاہ نے پوچھا کہ اس ہاتھی کا نام کیا ہے۔ عرض کیا کہ . .
رام پرشاد۔ فرمایا کہ یہ سب کچھ بطفیل پیر حاصل ہوا ہے۔ اسی لیئے اسکا نام پیر پرشاد
رکھتا ہون۔

پھر پوچھا کہ سچ کہو کہ تو کس فوج مین تھا اور کیا کام تیرے ہاتھ سے بن آیا۔ مینے کہا کہ
پادشاہون کے حضور مین سچ بھی سو ترس و لرزہ کے ساتھ کہا جاتا ہے۔ دروغ
کیونکر کوئی کہہ سکتا ہے۔ پھر مینے جو واقعی حال تھا بتفصیل بیان کیا پھر پوچھا کہ تو بہت
تھا یا مسلح۔ مینے کہا کہ جیبہ و کیجم میرے پاس تھے فرمایا کہ یہ کہان سے ہاتھ لگے تھے مینے
کہا کہ سید عبداللہ خان سے ہاتھ لگے تھے۔ میری باتین پادشاہ کو بہت مستحسن معلوم
ہوئین ان دنون مین پادشاہ کے آگے اشرفیون کا گنج رکھا رہتا تھا اس مین ۹۶ اشرفیان
مجھے انعام دین اور پوچھا کہ شیخ عبدالنبی سے بھی ملاقات کی ہے مینے کہا کہ مین ابھی گرد راہ
سے دربار مین آیا ہون انسے کیونکر ملتا۔ دوشالہ نخودی اعلیٰ درجہ کا دیا اور فرمایا کہ ابھی
لے جاکر شیخ سے ملاقات کروا اور کہو کہ یہ دوشالہ کارخانہ خاصہ کا بنا ہوا ہے کہ شیخ
کی نیت سی فرمایش کر کے بنوایا ہے اسکو وہ اوڑھے۔ مین یہ دوشالہ شیخ پاس لگیا
اور پادشاہ کا پیغام سنا دیا شیخ خوش ہوا اور پوچھا کہ وداع کے وقت مین نے
کہا تھا کہ جب صفین مین تو دعا ہماری پڑھ کر ہمکو یاد کرنا مینے کہا کہ یہ دعا مینے خود
پڑھی تھے اللھم اغفر للمومنین وللمومنات وانصر من نصر دین محمد و
اخذل من خذل دین محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ شیخ نے کہا کہ یہ کافی تھی

اور اس کے ساتھ ان بانوان کی یاد نے جو عاجز کرنے والی معین دل کو گھیر لیا وہ
تعاقب کرنے والون کے ساتھ اسلئے ہوا کہ انمین سے جو اسکے نیزہ کے نیچے آجاے انکو
ہلاک کرے یہ پہلی ہی دفعہ تھی کہ یہ دو نو بھائی اپنی ساری عمرون مین آپس مین دوستانہ
و برادرانہ ملے گھوڑا چیتک گر گیا۔ ہر نام اسکے بھائی نے دوسرا گھوڑا انکو دیا اور وہ
چیتک سے زین کھول کر اسپر رکھنے لگا تو بیچارہ چیتک وفادار گھوڑا مر گیا۔ اس گھوڑے کی ایک
یادگار بنی ہوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ چیتک یہان مرا تھا۔ اور دار السلطنہ
کے آدھے مکانون مین اس ساری واقعہ کا نقشہ دیوارون پر کھچا ہوا ہے۔

رانا اس طرح خلاصی پاکر بلدی سے پہاڑون کی راہون پر گیا جہان اسکو رات
ہو گئی تھی اسکے سات زخم بھی لگے تھے جنسے خون جاری تھا۔ گو رانا حالت فرار مین
ان مصائب مین گرفتار تھا مگر وہ اپنے شاہانہ ارادون سے باز نہ آتا اور آیندہ لڑنے
کے منصوبے باندھتا تھا۔

سکرا پھر مغلون کے لشکر مین گیا۔ اکبر کو یہ حال معلوم ہو گیا تھا اس نے سکرا کو بہت انعام
واکرام اس کام پر دیا۔ ہو نیلا گھوڑا راسوار رانا کے رشتہ دارون مین ضرب المثل
کی طرح مشہور ہو گیا۔

غرض تاریخ بدایونی اور ٹوڈ کے بیانات کو ختم کرکے مین اب اکبرنامہ کے ورق الٹتا ہون
اور دیکھتا اور پوچھتا ہون کہ بدایونی اور ابو الفضل کی طرز ادا جدا جدا ہے مگر مطلب ایک
ہے۔ ابو الفضل نے ہاتھیون کی لڑائی کا بیان تفصیل سے اس طرح لکھا ہے کہ جیسے جوان
مردون نے ایک بو العجبی کا ہنگامہ دکھا رکھا تھا۔ نامور ہاتھیون نے بھی اپنے کارنامے
دکھائے تھے۔ غنیم کے ہاتھی لونا نے معرکہ صف شکنی آراستہ کیا۔ جمال خان فوجدار
پادشاہی فیل گجمکتہ کو اسکے روبرو لایا۔ اسکے تصادم سے پادشاہی ہاتھی زخمی ہو کر
بھاگا۔ مگر راتا کے ہاتھی کے فیلبان کے ایسی بندوق لگی کہ وہ کارزار سے چلا گیا۔
اس عرصہ مین پرتاب خود فیل رام پرشاد کو کہ سر آمد فیلان تھا جنگ کا ساز لگاکر

بیان ہوتا ہے تو اس وقت ان قصے کہانیون اور گیتون سے جو عوام مین مشہور
ہوتے ہین انکے کارنامے معلوم ہوتے ہین۔ شاعر بغیر فیصلہ کے سوال کرتا ہے کہ
کیا بڑے آدمیون کی عظمت عمارتون اور کتابون سے اچھی طرح معلوم ہوتی ہے
خاص کر ایسی حالت مین جبکہ انکے خیر خواہ مورخ انکے ساتھ مر گئے ہون اور تاریخ
مین انکے کامون کو بری صورت مین دکھایا ہو یا انکی عظمت روایات کے ذریعہ سے
معلوم ہو سکتی ہے جو اپنی شاعرانہ اور بھولی زبان سے انکو گاتے یا سناتے ہین وہ انکی
عظمت کی زیادہ یادگار ہوتی ہین۔ یا تاریخ جو مخالفانہ لکھی ہے؟ غرض رانا پرتاب کا
بیان ہے جو بڑا آدمی تھا مگر مورخ مخالف ملے۔ اسکے کامون کو ذلیل کرکے بیان کیا
عوام مین جو باتین اسکی بہت مشہور ہین وہ شاعرانہ صورت رکھتی ہین مو تر نہین۔ اب
ٹوڈ نے روایات اس معرکہ کے بیان مین یہ لکھا ہے کہ رانا پرتاب بائیس ہزار راجپوتون کو
ہلدی گھاٹ کے میدان جنگ مین لایا تھا۔ انمین سے صرف آٹھ ہزار جان سلامت لے گئے۔
پرتاب تن تنہا اپنے گھوڑے جیتک پر سوار ہو کر بھاگا۔ اسی گھوڑے نے اسکی جان بچائی
اور اپنے اوپر سوار کرکے لے گیا دو مغل اسکے پیچھے پڑے جنکو اس روک نے تھوڑے
دنون کے لئے روکدیا کہ پہاڑ سے بہتی ہوئی ندی حائل ہوئی جسکو رانا کا گھوڑا پار پھاند گیا
مگر یہ گھوڑا بھی اپنے آقا کی طرح زخمی تھا۔ چقماقی پہاڑ سے جو گھوڑے کے نعلون سے
شرارے نکلتے تھے انکی روشنی سے تعاقب کرنیوالون کو معلوم ہوا کہ ہم رانا کے بہت
ہی پاس آگئے ہین کہ ایک ان مین سے بڑے زور سے اپنی زبان مین پکارا کہ ہو
نیلی گھوڑا را سوار۔ تو پرتاب نے پیچھے موڑ کر دیکھا تو ایک سوار نظر آیا۔ یہ سوار اسکا
بھائی سکرا تھا۔ یہ بھائی پرتاب سے ذاتی جانی دشمنی رکھتا تھا۔ اس دشمنی نے
اسکو ملک میواڑ کا دغاباز دشمن بنایا تھا وہ اکبر کے لشکر کی صفون مین تھا کہ اوسنے
دیکھا کہ ایک نیلا گھوڑا جاتا ہے اور اوسکے ساتھ کوئی نہین ہے یہ دیکھتے ہی بھائی
کے ساتھ جو کینہ سینہ مین جمع تھا وہ جاتا رہا اور برادرانہ محبت کا جوش اٹھا

عقیدت منشون کا سرمایہ سعادت ہے۔ عقل کے نزدیک جمیع اشغال سلطنت
مین بادشاہون کے ذمے یہ ہے کہ وہ بالذات کام کو اپنے ذمے جانین۔ جو
کام ملازمون سے اچھی طرح نہ ہو سکے اوسکے سرانجام دینے مین اپنے نفس سے
مصروف ہون اس لیئے بادشاہ نے ان ایام مین یہ ارادہ کیا کہ گوکندہ مین
شکار کھیلنی جاے کہ رانا نے کوہستان جنوبی مین سر اٹھایا ہے اور رای نراین داس
نے ایدر مین علم استکبار بلند کیا ہے۔ ۳۱۔ اسفندمہر کو اجمیر سے گوکندہ کی طرف
کوچ کیا جسکے سبب سے بہت سے سرکش آن کر مطیع ہو گئے۔ رانا کوہستان
مین چھپ گیا۔ قطب الدین خان و راجہ بھگونت داس و کنور مان سنگھ کو پہاڑون
کے درمیان بھیجا کہ اس گریوہ نشین کو گرفتار کرین۔ قلیج خان و خواجہ غیاث الدین
علی و آصف خان اور امرا کو ایدر بھیجا کہ اس سرزمین کو ناسپاس سرکشون کے
خاشاک سے پاک صاف کرین۔

جو لشکر ایدر کو روانہ کیا تھا وہ منزل بمنزل ۷ آبان ۹۸۴ھ کو ایدر کے حوالی
مین آیا۔ اس سرزمین کے نخوت آرا کوہستان کی تنگناؤن مین گھس گئے تھوڑے
راجپوت اپنے معابد و منازل مین لڑنے مرنے کو تیار ہوئے۔ بادشاہی لشکر
مین سے ہیرہ پٹھان و عمر خان افغان و حسن بہادر اس گروہ کے پامال
کرنے کو گئے کہ راجپوتون نے تلوارین سونت کر اور برچھے لگا کر عرصہ جانفشانی
مین تیز دستی کی بہت سے بادشاہی آدمی انکے آگے سے بھاگے عمر خان
و حسن بہادر مارے گئے مگر وہ سب راجپوت ہلاک ہوئے شہر بہت
سی غنائم بادشاہی لشکر کو ہاتھ آئین۔ ایدر کی حراست امرا با تدبیر کو
سپرد ہوئی۔

بادشاہ نے جو سپاہ رانا کے گرفتار کرنے کے لیئے بھیجی تھی اسکو رانا کا
پتا نہ ملا۔ وہ جلدی سے بغیر حکم شاہی کے بادشاہ کے پاس واپس چلی آئی

لایا اور اس نے بہت سے بہادرون کو مارا۔ کمال خان پادشاہی ہاتھی گجراج کو لاکر نبرد آرا ہوا۔ نجو فیلبان مدارا کو فیل رام پرشاد کے روبرو لایا قریب تھا کہ یہ پادشاہی ہاتھی بھی بھاگے کہ رام پرشاد کے فیلبان کے ایک تیر ایسا لگا کہ وہ مرگیا۔ رام پرشاد پادشاہ کے آدمیون کے ہاتھ آیا۔ رام داس سے جیل کو جگنناتھ نے ضرب لگا کے عدم مین پہنچایا۔ راجہ رام شاہ مع تین بیٹون سالباہن و بھان سنگہ و پرتاب سنگہ کے داد مردانگی دیکر نیست ہوئے۔ کنور مان سنگہ گوگنڈہ مین مقیم رہا۔ مگر رانا کی جستجو مین لگا پورا نہین کی اور کھانے پینے کو مشکل سے وہان ملتا تھا اسلئے ان سنگلاخون سے نکل کر صحرا مین آیا اسیہ حیلہ اندوزون نے پادشاہ سے یہ کہا کہ رانا کے استیصال مین تساہل ہوا قریب تھا کہ پادشاہ مان سنگہ پر عتاب کرے لیکن پادشاہ کو حیلہ سازون کا حال معلوم ہو اس لئے وہ خفا نہ ہوا۔ جب امرا اور کنور مان سنگہ پادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوئے بخشش و بخشایش انکے حال پر ہوئی۔

گوگندہ کی طرف شکار کھیلنے کو پادشاہ نے انتظام ملکی کے لئے مناسب جانا کہ اس ناحیہ کے تمام سرکش ایک ہی دفعہ سرنگون ہون اور اس مرزبوم کے ساکنین سعادت گزین ہون۔ عبادات ایزدی مین گزیدہ ترین عبادت پادشاہ کے لئے یہ ہے کہ وہ خیراندیشون پر نوازش اور بدکارون کو مالش ایسے شائستہ طور پر کرے کہ خدمت فروشون کی منت نہ اٹھانی پڑے اور فتنہ اندوزون کے تزویر کی مداخلت نہ ہونے پاوے۔ طرازہ صورت بطرز معنی سرانجام پائے۔ یہ کیا خوش کام ہے کہ غازہ عبادت بھی چہرہ برپر کرتا ہے اور تربیت کی چہرہ افروزی بھی کرتا ہے اگرچہ یہ امرابتدا از نظر مین نیکوکارون کے حق مین خیراندیشی معلوم ہوتی ہے لیکن وہ بدکارون کے حق مین بھی نیک خواہی سے اول و بد مین شورش مند سرکشون کا تنبیہ نما نظر آتا ہے مگر حقیقت مین وہ اخلاص کی

جا کر ایک عرضداشت بھیجی جسمین یہ درخواست کی کہ انتظام کے لئے کارشناس بھیجے
جائین۔ بادشاہ نے شیخ ابراہیم فتحپوری کو کچھ سپاہ کے ساتھ بھیجدیا کہ وہ حدلاڈلی
مین اقامت کر کے اس سرزمین کے سرکشوان کو فرمان پذیر کرے اور شہباز خان کی
یاوری کر کے رانا کی بیخ کنی مین تگاپو کرے۔

رانا نے اپنے باپ دادا کی طرح قلعہ کوملمیر (کونبل میر) کو اپنی پناگاہ بنایا۔ یہ قلعہ
ایسے بلند پہاڑ پر ہے کہ کسی نے پہلے زمانہ مین اُسے کمتر فتح کیا ہے شہباز خان
میربخشی جب اس نواح مین آیا تو اس نے راجہ بھگونت سنگھ اور کنور مان سنگھ کو یہ کہہ کر بادشاہ کے
پاس بھیجدیا کہ وہ رانا سے زمینداری مین ایک مناسبت رکھتے ہین مبادا اس سبب سے رانا
کی سزا مین التوا واقع ہو۔ اور خود شریف خان و غازی خان و مرزا خان کو ساتھ لے کر
قلعہ کی فتح کا ارادہ کیا اپنی رای صواب اندیش سے بڑے بڑے سنگستان طے کر کے
لشکر کو لے گیا اور بڑی کٹھن گھاٹیون سے آسانی سے نکل گیا قلعہ کی فتح کے لئے ہمت
چُست کی۔ چابک دستی اور تیزپائی سے اُس نے کیلواڑہ پر قبضہ کر لیا اور پہاڑون پر
لشکر کو چڑھا کر چیرہ دستی کی۔ قلعہ کا محاصرہ کیا جس سے رانا کے ہوش اُڑے اور
ایک اور بلا اوسکے سر پر چڑھ آئی کہ قلعہ کے اندر ایک توپ کے پھٹنے سے اس کا
بہت اسباب و رسامان جل کر خاکستر ہو گیا وہ ایسا بیدل ہوا کہ جریدہ پہاڑون
مین بھاگ گیا قلعہ فتح ہو گیا۔ نامور راجپوتون نے اپنی پرستش گاہون کے گرد لڑ کر
گرانمول جانین سستی بیچین رانا کا پتہ یہ معلوم ہوا کہ وہ بانسوالہ مین ہے تو شہباز خان
غازی خان بدخشی کو قلعہ حوالہ کر کے وہان گیا۔ اس روا روی مین دو پہر کو قلعہ گوگندہ
پر اقتدار حاصل کیا اور آدھی رات کو قلعہ ادیپور پر تصرف کیا۔ لشکر کو غنیمت سے
مالا مال کیا اور صوبہ اجمیر مین رانا کا پتلا حال کر دیا۔

شہباز خان کو صوبہ اجمیر کے گروہ نشین گردن کشون کے تابع کرنے کے لئے
اور شورش نہاد بدکارون کو سزا دینے کے لئے بھیجا تھا سو اُس نے اپنی مردانگی کا

حکام سلطنت کی پاسبانی اوّل فرمانروایون کے ذمہ واجب ہی۔ دوم خدمت پذیری
پر اسکی نقش پذیری لوح دل پر ضروری ہے۔ اسواسطے بادشاہ قطب الدین خان ورایجہ
بھگونت داس پر خفا ہوا اور انکو کورنش کی اجازت نہین دی مگر جب انہون نے اپنی ندامت
اور پشیمانی ظاہر کی تو انکو دربار مین آنے کی اجازت دی۔ قلیج خان نے ایدر کو فتح کیا تھا
مگر بادشاہ نے اسکو گجرات کے جانے کے لئے بلالیا تو رای ایدر نے اور زیادہ سرکشی پر کمر باندھی
وہ پہلے کوہستان مین بھاگ گیا تھا۔ اب اس نے آساراول کو اپنی ساتھ متفق کیا اور تنگنار
کوہستان سے باہر نکلا اور عرصہ مبارزت کو آرایش دی۔ ۱۴۔ اسفندارمذ کو اولیا دولت نے
لشکر کی پاسبانی شیر خان کو سپرد کر کے میدان جنگ کی طرف چلے فوج قول مین خواجہ غیاث الدین
آصف خان فوج برانغار مین تیمور بخش فوج جرانغار مین میر ابو اللیث۔ فوج ہراول مین میر
مقیم نقشبندی و نور قلیج خان و وحیرہ برمان و میر غیاث الدین افسر تھے۔ غنیم کے صرف
دو گروہ تھے۔ طرفین سے جوان مردون نے اپنے جوہر دکھائے۔ راجپوت برچھون سے خوب
لڑے۔ نور قلیج خان کے بازو مین زخم لگا مگر اسنے جنگ سے ہاتھ نہین اٹھایا۔ مظفر راجپوتون
کے ہجوم سے زمین پر گر کر پھر گھوڑے پر چڑھ کر لڑا۔ وحیرہ برمان نے بھی مردانگی دکھائی۔
اس ہنگامہ مین ہراول شاہی ہار گئی۔ جوان مردون نے جانفشانی کر کے اسکو سنبھالا۔ میر مقیم
قلب خان کی جانین گئین۔ جسوقت ہراول کو ہزیمت ہوئی تو فوجین باہم کمک کو آئین اور کارزار
مین مصروف ہوئین۔ مخالف بھی بڑی شجاعت سے لڑا۔ اپنی توانائی کے موافق لڑکر شکست
پائی۔ بادشاہی لشکر فتحیاب ہوا۔

بادشاہ کی گزیدہ پرستش یہ ہے کہ شائستہ نصیحتون اور تدابیر کی قوتون سے گردن کشون کو
فرمان پذیر کرین۔ اور اگر نصیحت و فضیحت سود مند نہ ہو تو پھر انکو نیست و نابود کرین۔ تاکہ
وحدت انتظامی مین اختلال نہ ہو۔ اور شورش کثرت سے جہان غبار آلود نہ ہو۔
اس نظر سے آبان ۹۸۴ھ مین راجہ بھگونت داس اور کنور مان سنگہ اور سردارون کو رانا
کے استیصال کے لئے بھیجا۔ شہباز خان میر بخشی کو اس لشکر کا مہتمم مقرر کیا۔ شہباز خان نے

رانا مع اپنے زن و زاد کے پہاڑون کی تنگنائون مین چلا گیا۔ خان وہان اس کا غارت کیا دور اندیشی کے سبب سے اس راہ سے آنے مین بہبود نہین دیکھی جس سے گئے تھے دوسری طرف کچھ جاکر ڈونگرپور کی طرف پھرے۔ یہان کا راجہ دور و لی کر رہا تھا اسی دفعتہ جاکر پکڑ لیا اور بہت روپیہ اور چارپائی لئے۔ رانا چاہتا تھا کہ کوہستان سے نکلکر اس ملک مین فساد کرے کہ اس سپاہ نے اسے روک دیا انہین دنون مین وہ ابھی مر گیا۔

سکہ سیسودیہ رانا کے خاندان مین سے تھا اور اسکا ساتھ دیتا تھا۔ وہ بادشاہ کی ملازمت مین آیا۔ اس پر بادشاہ نے نوازش کی۔ مگر پھر وہ بھاگ گیا۔ بادشاہ نے صلاح الدین و رامچند کو حکم دیا کہ اسکو جلد جاکر پکڑین اور نصیحت کرکے یہان لے آئین اور اگر وہ نہ مانے تو اسکو مار ڈالین۔ یہ ایک سو اسی کوس طے کرکے قصبہ فتح پور مین آئے وہ خاطر جمعی سے کھانا کھا رہا تھا کہ انھون نے پیغام نصیحت گذارش کیا۔ اس افسون مہربانی کو اسنے افسانہ بیدلی جانا تو آدمیون کو ساتھ لے کر لڑا اور وہ خود اور دو آدمیون کے ساتھ مارا گیا۔ باقی آدمیون نے پناہ مانگ کے جان بچائی۔

## قلعہ سوانہ و چندرسین پسر راجہ مالدیو کے معاملات و مہمات

جب ۹۷۵ھ مین اجمیر مین بادشاہ آیا تھا تو چندرسین پسر مالدیو کہ ہندوستان کے اعاظم زمینداروں مین سے ہے اسکی ملازمت سے مشرف ہوا تھا۔ مگر جب ۹۸۱ھ مین اجمیر مین آیا تو اس نے شنا کہ چندرسین پسر راجہ مالدیو بادشاہ کی اطاعت سے سرتابی کرکے خود سر ہو گیا ہے اور قلعہ سوانہ کو کہ صوبہ اجمیر کے سب قلعون مین نہایت مستحکم و استوار تھا لڑنے کے لئے تیار کیا ہے۔ بادشاہ نے اس سانحہ کو سنکر اس دیار کی رعایا پر رحم کیا کہ شاہ قلی خان محرم و رامی رائے سنگہ و شمال خان و کیشوداس

پیشوا خرد کو بناکے یہ کام بہت اچھی طرح کئے۔ بہت سے سرکشون کا نقد جان
غارت کیا۔ بعض کو پرستار اور خدمتگار بناکے چھوڑ دیا۔ رانا کو ایسا تنگ کیا کہ وہ اپنا
بنگاہ چھوڑ کر پہاڑون مین پوشیدہ ہوا۔

بادشاہ کو معلوم ہوا کہ صوبہ اجمیر مین رانا نے سر اٹھایا ہے تو [illegible] سنہ ۹۸۶ھ کو
غازی خان و محمد حسین اور اور امراء کو بسرکردگی شہباز خان کے روانہ کیا کہ رانا اور تمام
سرکشون کو تنبیہ کاری سے باز رکھ کر نیک بندہ بنائے یا انکی جان نکالے بہت سا
خزانہ اسکے ساتھ کیا۔ شہباز خان نے رانا پرتاب کو ایسا تنگ کیا کہ وہ ہر صبح کو شام
واپس جاتا تھا خوف سے مارا مارا پڑا پھرتا تھا۔ تیجمال سیسودیہ کے مکان مین وہ تھا
کو شہباز خان نے اسپر تاخت کی اور بہت سے بداندیشون کو مارا اور انکا مال اسباب
لوٹ لیا اور اس نواح کو بدگوہرون سے پاک کرکے سپہ نشین بنایا۔ شرقی دیار مین
فساد ہونے کے سبب سے بادشاہ نے اسکو اپنے پاس وہان بھیجنے کے لئے بلا لیا۔

بادشاہ کو اطلاع ہوئی کہ رانا کوہستان سے نکلا ہی اور شورش کر رہا ہی۔
زیردستون پر دراز دستی کرتا ہے۔ ایک لشکر بسرکردگی جگنناتھ روانہ کیا۔ مرزا
جعفر بیگ کو بخشی مقرر کیا۔ ۲۴ آذر سنہ ۹۹۳ھ کو وہ رخصت ہوا۔ تھوڑے دنون
مین وہ اس دیار مین آیا رانا نے کنارہ کیا۔ پرجا کو سکھ ملا۔ جگنناتھ چند روز بعد
منڈل گڈھ مین سید راجو کو چھوڑ کر رانا کے بنگاہ پر گیا۔ رانا مین لڑنے کی طاقت
نہ تھی وہ ایک اور گریوہ کی راہ سے نکلا۔ اور اُس نے منڈل گڈھ کے ملک مین شورش
مچائی اور کہی جگہ لوٹ مار کی۔ چند راجو لڑنے کے قصد سے رانا کی طرف گیا وہ چتوڑ
کی جانب پھرا۔ جس سر منزل پر کہ رانا اسباب باندھتا تھا وہان سید آ اترا۔ مگر
اس نے دستبرد کچھ نہین کی۔ زیردستون کو رہائی ہوئی اور جگنناتھ رانا کی بنگاہ
پر تاخت کرکے اس سپاہ سے مل گیا۔ جگنناتھ و جعفر آخر روز مین رانا کی بنگاہ
پر آئے۔ قریب تھا کہ اسے گرفتار کرلیتے کہ رانا کے ایک آدمی نے اوسے آگاہ کردیا

خدمت مین آیا اور عرض کیا کہ حدود جودھپور مین چندرسین خودسری کررہا
ہے لشکر سوانہ کی تسخیر کے لئے مقرر ہوا ہے وہ دشمن کے دفع کرنے کے لئے کافی
نہین ہے۔ کامروائی کے لئے اور لشکر عنایت ہو پادشاہ نے اسکی درخواست
منظور کی۔ طیب خان و سید بیگ توقبائی و سبحان علی ترک و خرم و عظمت خان
سیسودیہ کو چندرسین کے سر پر بھیجا وہ رام پور کے حدود سے سخت گریوون مین
چلا گیا۔ فوج شاہی نے بھی کوہستان کی طرف رخ کیا مخالفون مین چند آدمیون
کا کام نکلا اور اکثر انہین شدائد سے پائمال ہوئے۔ چندرسین سے مقابلہ لشکر شاہی
سے نہ ہوسکا وہ بھاگ گیا۔ امراء شاہی اپنی نافہمی اور کوتاہ بینی سے اسکے اس
بھاگنے ہی کو یہ سمجھے کہ سارا کام پورا تمام ہوگیا۔ بے طلب شاہی وہ پادشاہ پاس
چلے آئے پادشاہ نے اس نافرمانی کے قصور پر انکو پایہ اعتبار سے ساقط کیا
سنہ ۹۸۹ھ مین صوبہ اجمیر کا بعض محال مین پھر چندرسین نے سرکشی و خودسری اختیار کرکے
فساد مچایا۔ پادشاہ نے پاینده محمد خان مغل و سید ہاشم و سید قاسم اور
تمام ان حدود کے اقطاع دارون کے نام فرمان جاری کیا کہ چندرسین کو سزا
دین سب حسب الحکم اس کار پر متوجہ ہوئے وہ لشکر شاہی سے لڑا اور شکست
جب شاہ قلی محرم و رای رائسنگہ کا لشکر شائستہ خدمت نہ کرسکا
اور سپاہیون کے گھوڑے نکمے ہوئے اور جانورون کے چارہ نہ ملنے سے
تمام سپاہیون کو اضطرار ہوا تو اوسنے سید احمد و سید قاسم و سید ہاشم و
جلال خان و شمال خان کو اس خدمت پر تعین کیا کہ حصار کی فتح مین کوشش
کرین اور جو لشکر پہلے گیا ہے اسکو ہمارے پاس بھیجدین۔ امرا اپنی تیول مین
یورش کا سامان درست کرنے گئے۔
اس درمیان مین جلال خان کا واقعہ پیش آیا۔ جلال خان میر تھا مین آیا
رای رائسنگہ کے بھائیون سلطان سنگہ و رام سنگہ اور شاہ قلی کے داماد

واقعہ سنہ ۹۸۹ھ جلال خان کا واقعہ

پسر جبل میرتھ وال و جگت رای پسر دھرمچند کو چندرسین کی تنبیہ کے لئے مقرر کیا اور یہ
حکم دیا کہ اگر وہ نصیحت سے راہ پر آجاے تو ہمارے پاس لے آؤ۔ یہ امراء شاہی
شہر سوجب میں آئے۔ مالدیو کا پوتا کلہ یہان سے بھاگ کر سنگنا کوہستان مین
قلعہ سرباری کے اندر چلا گیا۔ امراء شاہی نے اسکا تعاقب کرکے اس شہر کو جلا
دیا تو وہ کوہ کورنبہ مین چلا آیا۔ بادشاہ کی سپاہ نے اسکا تعاقب کیا اور دشت
وگریوہ پر کچھ خیال نہین کیا۔ جب کلہ نے اپنے گرفتار ہونے کی صورت معائنہ کی تو
عاجزی کرکے راست کیشون کے وسیلہ سے لشکر شاہی سے ملا اور مہیش داس
و برتھی راج راٹھور اور اپنے بھائی کیشو داس کو خدمت گزینی کے لئے لشکر کے
ہمراہ کیا اور اپنی شکستگیون کی درستی کے لئے رخصت لی۔ جب اس طرح چندرسین کی
جمعیت مین فتور آیا تو شہر سوانہ کی طرف امراء شاہی متوجہ ہوے۔ یہان
چندرسین کے ہوا خواہون مین سے راول سکھ راج ریاست کرتا تھا ان دنون
مین راے رائسنگھ کے ملازم لسکر گردگی گوپال داس اس کے ملک پر تاخت و تاراج
کرنے کے لئے دوڑے۔ راول کی معاونت کے لئے چندرسین نے سوجا دیبی کو
بھیجا اس عہد مین کہ وہ مواضع و قریات تاراج کرکے معاودت کرے راول
پاس جمعیت اکٹھی ہوگئی اور عرصۂ نبرد آراستہ ہوا۔ سوجا دیبی داس مان
برادر راول اس مصاف مین مارے گئے اور بادشاہی لشکر فتحمند ہوا۔ لڑائی کو
سنکر راے رائسنگھ جنگ گاہ مین آیا مگر اسکے آنے سے پہلے ہی فتح ہوگئی تھی راول
کو یہ ایسی شکست ہوئی کہ وہ راہ پر آگیا اور اپنے بیٹے کو لشکر شاہی کے ساتھ
کیا اب یہان سے فوج شاہی سوانہ کی تسخیر پر متوجہ ہوئی۔ چندرسین نے قلعہ
مین اپنا ٹھہرنا مصلحت نہ جانا قلعہ کو پتاے راٹھور اور پتاے بقال کو حوالہ کیا
امراء شاہی نے اسکا محاصرہ کیا۔
جب بادشاہ سنہ ۹۸۲ھ مین اجمیر مین آیا تو سوانہ سے جریدہ راے رائسنگھ بادشاہ کی

بہادرون کو آگے روانہ کیا۔ اُنپر بادشاہی لشکر نے بندوق اندازی شروع کی اور انکا
تین بڑے نامی سردارون کو اڑا دیا جس سے سب آگے والون کے قدم اکھڑ گئے۔ کوکا
آگے بڑھکر ایک بڑی لڑائی لڑا۔ ایک سو بیس نامور مخالف کے مردانہ لڑکر مرے اور
دودا بھاگ گیا۔ جب اس طرح یہ ناحیہ غبار شورش سے صاف ہوا تو اسکا انتظام
راے بھوج کے سپرد کیا اور خود بادشاہ پاس چلا آیا۔

دودا رانا پاس گیا وہ شورش پشتی سے فتنہ اندازی کرتا پھرا۔ شہباز خان
جب رانا کو پکڑنے گیا ہے تو دودا سے عہد و پیمان کرکے اپنے ساتھ بادشاہ کی
خدمت مین لایا۔ قصبہ ٹھارہ مین پنجم تیر سنہ ۹۸۶ھ مین وہ بادشاہ کی ملازمت
سے مشرف ہوا۔ بادشاہ نے اُسے دیکھکر فرمایا کہ اسکی پیشانی سے ادبار
جاوید کے آثار نمودار ہین۔ بدنہادون کے مزاج کو مہربانی کی نوشدارو سود مند
نہین ہوتی۔ مگر پیمان کا پاس ضرور ہے اس لئے اسپر بخشایش کی جاتی ہے۔ بادشاہ تو
اپنے دار الخلافہ کو آیا۔ دودا کو پنجاب چھوڑا۔ جہان سے وہ کچھ دنون بعد بھاگ گیا۔

دودا کا بادشاہ پاس آنا و بھاگ جانا۔ سنہ ۹۸۶ھ

جب بادشاہ نے سُنا کہ تاج خان جالوری نے فرمان برداری چھوڑی اور
دیورہ راے سروہی نے احکام بندگی کی پاسبانی کو ترک کیا تو ترسون خان و راے رائسنگھ
و سید ہاشم بارہ کو یہ خدمت سپرد کی کہ اول انکو موعظت کی باتون سے اطاعت کی
پر لائین۔ اگر طرز دانا پسند سے کام نکل آئے تو لڑنا نہین چاہیئے اور اگر وہ اس
طرح نہ مانین تو یہ سمجھین کہ خدا کی مرضی ہے کہ میدان جنگ مین انکی جانین جائین۔
بادشاہ کا لشکر تھوڑے دنون مین جالور مین آیا تو تاج خان ندامت کو دستاویز
بناکر فتراک دولت سے وابستہ ہوا۔ وہ شرمندہ ہوکر آیا، دولت سے ملا۔ اور
بادشاہ کی خدمت مین آیا یہ کام تو آسانی سے پورا ہوا۔

سروہی اور جالور کی طرف لشکر کا جانا اور تاج خان کا ... سنہ ۹۸۶ھ

پھر لشکر شاہی سروہی روانہ ہوا۔ راے سروہی سلطان دیورہ اپنے وطن کو گیا
اسکے پاس ایک حصار دشوار کشا تھا۔ وہ پہاڑون کی بلندیون کو اپنی پناہ سمجھا۔

سرجن کو جو اس سے رشتہ پدری اور بھوج کو جو اس سے پیوند برادری رکھتا
اور راجچند وکرمسی کو اسکے ہمراہ کیا۔ اور یہ حکم دیا کہ امرا جو پہلے وہان گئے ہین وہ
اس لشکر سے ملکر یکدلی سے کام کرین دونونے اس کام کے سرانجام مین
شائستہ تگاپو کرکے تھوڑے دنون مین قلعہ پر تصرف کیا۔ دودا پہاڑون مین بھاگ
گیا۔ جب ان حدود مین امن ہوگیا تو اس ناحیہ کی حراست بھوج کو سپرد کرکے
زین خان رائے سرجن کو ساتھ لےکر بادشاہ کی خدمت مین آنے کے لئے روانہ
ہوا۔ ایک ہی منزل چلا تھا کہ اس سرزمین کی شورش سنکر اسکو سوائے معاودت
کے کوئی اور چارہ نہ تھا اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اس کوہستان مین رہتے
رہتے اکثر سپاہی تنگ ہوگئے تھے۔ جب کوکہ روانہ ہوا تو سپاہ کے بدذات آدمیون
نے پہلے غل مچایا کہ دودا آگیا ہے اور پھر لوٹنا شروع کیا۔ اردو بازار اور آباد شہر کا
بڑا حصہ لٹ گیا۔ امرا ترسناکی اور ناشناسائی سے باہر نکلنے پر آمادہ ہوئے
زین خان نے یہان اقامت کی اور رائے سرجن کو کسی مصلحت کے سبب سے بادشاہ
پاس رخصت کیا اور خود اس نواح کے انتظام مین مصروف ہوا اس نے اپنے
اخلاص سے لشکر کی ظاہری بےسامانی اور بددلی عامہ کو مٹادیا۔ دفعتہً غبار
فتنہ بیٹھ گیا۔ دلون کو چین ہوا۔ تبہ کار گوشون مین چھپ گئے متمردون نے مناسب
سزا پائی۔

دودا نے بادشاہ کی سپاہ کے اسباب معیشت کی کمیابی دیکھی تو وہ بہت سے آدمیون کو
جمع کرکے کوہ اونٹ گردن پر چڑھ گیا۔ یہ پہاڑ بہت بلند اور دشوار گذار ہے۔
اسپر اس لئے وہ گیا تھا کہ فرصت پاکر لشکر کو گزند پہنچائے۔ زین خان کوکہ نے لشکر کے
تین حصے کرکے پیشدستی کی اور بعض کارطلب بہادرون کو پہاڑ پر جانے کے لئے آمادہ
کیا اور خود بھوج کی ساتھ متفق الرای ہوکر ان بہادر گرلوہ نوردون کا معین ہوا۔
پیش قدم تنگناؤن سے نکل کر بلندی کے قریب پہنچے۔ مخالف نے بہت سے اپنے

اور اپنے قلب مقامات کے استحکام پر مغرور تھا - خوشامد گو اسکے دوست تھے اس نے
بادشاہ کی فرمان پذیری کو ترک کیا - بادشاہ نے صادق خان و راجہ اکرن
اور موٹھ راجا کو اس خدمت پر مامور کیا کہ وہ جاکر اول راجہ کو نصیحت کرکے سعادت
کی راہ پر لائین اور اگر وہ نہ مانے تو سزا دین - جب صادق خان لشکر لیکر حدود
نرور مین آیا تو اس نے راجہ کو نصیحتین کین مگر وہ سودمند نہ ہوئین - ناگزیر جنگل
کاٹنے کا سامان کرکے قصبہ وندچہ (ارچھہ دریا بیتوا کے کنارہ پر بندیل کھنڈ
مین ہے وہ دار الملک بندیلیون کا ہے) کی طرف چلے - یہ راجہ کا بنگاہ تھا
جب لشکر قلعہ کرہرہ کی نواح مین آیا (کرہرہ نرور سے جنوب مین ۱۸ میل پر ہے)
تو پرمانند پنوار جو راجہ کا ہمسر تھا وہ قلعہ مین بیٹھا - بادشاہی سپاہ نے اس
قلعہ کا محاصرہ کیا او فتح کا ارادہ کیا - ہر روز اہل قلعہ کچھ لڑتے اور ہزیمت پاتے -
تھوڑے دنون مین ہار گئے - امان طلب کی - لشکر شاہی نے پناہ دی اس ملک
کی اول مشکل آسانی سے حل ہوئی - لشکر آگے بڑھا - یہان چارون طرف درخت ایسے
تھے انمین لشکر کا چلنا دشوار تھا اس لئے ایک روز لشکر درخت کاٹتا دوسرے روز
چلتا - اسی طرح منزل بمنزل چل کر اوندچہ (ارچھہ) کے شمال مین ست دھارا کے کنارہ پر
(بیتوا کو ارچھہ مین ست دھارا یعنی سات دھارین کہتے ہین) وارد ہوا - اسکے کنارون
پر راجہ بہاری فوج لے کر لڑنے کے لئے آیا - روز بروز ہر طرف کے دلاور عرصہ
نبرد کو آرایش دیتے - مردانہ جنگین کرتے - پنجم دے ماہ الٰہی کو یہ قرار پایا کہ دریا کے
پار جاکر جنگ صف ہو لیکن راہ ناشائستہ تھی اور مقام ناماعد تھا - لشکر شاہی
مین دریا کے اترنے کے اندر انتظام نہ رہا - صادق خان ایک سپاہ کے حصہ کے ساتھ
جدا ہوگیا اور قاسم علی خان و الغ خان و شیخ فیروز دریا سے اترنا چاہتے تھے
کہ دشمن کی آتشبازی نے ہراول کو اترنے نہ دیا اور اسپر بری آن بنی - اسکے دل
لرزنے لگے کہ کمال خان و محمود خان فوجدار نے ہاتھیون کو پانی مین ڈال کر

راے راے سنگہ و سید ہاشم نے اسکی تسخیر کا ارادہ کیا۔ اس مین شتابی کی بجاے
آہستگی اختیار کی۔ راے راے سنگہ نے اپنا بنہ و بار اپنے وطن سے منگا یا اثناے
راہ مین اس قافلہ پر سلطان دیورہ نے حملہ کیا قافلہ سالار رائے سل تھا وہ مخالف سے
خوب لڑا۔ بہت آدمی مارے گئے۔ سلطان دیورہ شکست پاکر قلعہ ابوگڈھ مین
آگیا۔ اسکا ملک ممالک محروسہ کا ضمیمہ بنا۔ پادشاہی لشکر اس قلعہ کی فتح کی طرف
متوجہ ہوا۔ کہتے ہین اسکا اصل نام اربدا چل تھا۔ اربد دیبی کا نام ہے اور اچل
پہاڑ کو کہتے ہین۔ زبانون کے تداول اور تحریفات سے اسکا نام ابوگڈھ ہوگیا ہی
وہ سروہی کے قریب صوبۂ اجمیر کے اقصاء مین گجرات رویہ ہے اسکی چڑھائی
سات کوس ہے۔ اس بلندی پر پہلے زمانہ مین رانا نے قلعہ بنایا تھا جس کی راہ
برآمد دشوار۔ چشمے گوارا۔ کنوئین میٹھے۔ زمین آباد۔ اس قدر کہ اہل قلعہ کو کافی
طرح طرح کے گل پھول۔ ہوا نشاط افزا۔ اہل ثروت نے تیمن و تبرک کے لئے
اس نواح مین معابد و منازل خیر تعمیر کئے۔ پادشاہی لشکر اسکی فتح کو آیا۔ اور
تھوڑی کوشش مین اس قلعہ کو فتح کرلیا۔ سلطان ایسا سرسیمہ ہوا کہ لشکر شاہی کا
نیازمند بنا۔ قلعہ کی کنجیان اس کو حوالہ کین۔ راے راے سنگہ اسکو ساتھ لیکر
پادشاہ کی خدمت مین آیا۔

## معاملات راجہ بدھ گڑھ

آئین ملک داری اور رسم جہانبانی بھی ہے کہ خود کامون کی ہوش افزائی
گوشمال و مالش سے کی جاے۔ اور آگاہ دل بیدار مغزون کا اعتبار بڑھایا جاے
تاکہ فرمان گراے اور گردن کش اپنے اپنے کردار کا پاداش پائین۔ بدھ گڑھ
(بدھ گڑھ) کا راجہ اپنے ملک کی افزایش اور اپنے پاس بہادرون کے ہجوم پر

اور بجائے عذر کرنے کے سرتابی کی۔ شہاب الدین احمد خان مع اور تیول داروں کے اسکی مالش کے درپے ہوا۔ جب قصبہ وندچہ (ارجہ) سے جہان اسکا بنگاہ تھا لشکر چار کوس پر پہنچا تو اس نے لابہ گری کی۔ راجہ اسکرن اور جگمن کی سفارش کو فرمان پذیری کی دست آویز بناکر رستگاری پائی۔ سپہ آرا کی خدمت میں حاضر ہوا پھر کوتاہ اندیشی تباہ خیالی سے بھاگ گیا۔ جب نصیحت کی داستان سودمند نہ ہوئی تو لشکر شاہی نے اسکا گھر بار لوٹا۔ اور کم آذوقی کے سبب وہان نہ رہ سکا تو قلعہ کجوہ کی تسخیر کے لئے چلا۔ اس قلعہ کو راجہ کے بیٹون اندرجیت وست رائے نے اور اس کے پوتے ہردیو نے استوار کیا اور تنگناؤن مین لڑنا شروع کیا۔ اور اسکا خمیازہ بھگتا۔ ایک دن اسکا برادر رگھوداس لڑا۔ مرزا بیگ قاقشال نے اسپر فتح پائی اور وہ مارا گیا۔ ایک مہینے تک قلعہ کا محاصرہ رہا۔ ہر بار کارزار مین غنیم شرمسار ہوتا۔ جب پیکار کی قوت نہ رہی تو بھاگ گیا اور ہر ایک اپنے تیول مین چلا گیا۔

شاہزادہ سلطان مراد مالوہ کو جاتا تھا اوسکی خدمت مین ہر جگہ کے زمیندار اور سردار آتے جاتے تھے۔ آگرہ مین یہ خبر آئی تھی کہ راجہ بدھ گر کا ارادہ شاہزادہ کی خدمت مین آنے کا نہین ہے اس لئے اسکو اندرز نامہ لکھا گیا۔ اسنے نزور کے ...یک اپنے پوتے کو شاہزادہ کی خدمت مین بھیجا اور اپنے آنے کا عذر کیا دوبارہ نصیحت کی گئی اور امید و بیم کی داستان سنائی گئی تو وہ ملازمت کے لئے روانہ ہوا۔ چار کوس لشکر شاہی سے مقیم ہوا۔ درخواست کی کہ اسمٰعیل قلیخان و جگن ناتھ مجھے اپنی پناہ مین لیجائین یہ درخواست منظور ہوئی۔ اسمٰعیل قلی جلد آیا اور جگن ناتھ کو کچھ دیر ہوئی وہ خوف کے مارے بھاگ کر جلد پہاڑون کی تنگنائے مین داخل ہوا شاہزادہ نے انپر خفا ہو کر انکو حکم دیا کہ اسکو جا کر ابھی پکڑ کر لائین یا اسکی خود مالش کرین۔ انھون نے انکار کیا۔ شاہزادہ خود لڑنے گیا۔ راجہ نے لابہ گری کی

لشکر کی ہمت بلند ہوائی اور جرأت بڑھائی۔ اول صادق خان اترا اور عجیب
جنگ ہوئی۔ پادشاہی لشکر کی دست بردیون سے مخالف کا لشکر پراگندہ
ہوا اور اسکے بہت آدمی مارے گئے۔ لشکر نے اُسکا خان ومان لوٹ لیا۔ درختون
کی انبوہی اور جگہ کی بیگانگی نے راجہ کا حال نہ بتلانے دیا۔ بعض کو یہ گمان تھا کہ
وہ کسی کمین گاہ مین فرصت کا منتظر ہے بعض کا یہ خیال تھا کہ وہ جلد لشکر سے لڑنے
آتا ہے۔ اس راے کے موافق صادق خان اپنے معسکر مین گیا اور دو فوج کرکے
آدمیون کو آگے بھیجا۔ راجہ نے عقب سے آنکر شورش مچائی اور شاہی فوج کو
مار کر بھگایا۔ پھر الغ خان نے تھوڑے آدمیون سے لڑنا شروع کیا اسکی امداد کو
صادق خان اور ابوالمعالی فوجون کو لیکر آگئے سخت لڑائی ہوئی۔ راجہ کا بڑا
بیٹا ہوبل دیو گج نال کے صدمہ سے مارا گیا۔ راجہ کے بیٹے اور بھائی بھی زخمی ہوکر
میدان جنگ سے الگ ہوئے۔ دو سو راجپوت مارے گئے۔ پادشاہی لشکر
مین بھی آدمی زخمی ہوئے مگر سب اچھے ہو گئے۔

راجہ ہزیمت پاکر شرمندہ پہاڑون مین پڑا پھرتا تھا۔ صادق خان اس
نواح مین مقیم تھا۔ اُس نے راجہ کو اپنی سپاہ سے ایسا تنگ کیا کہ اُس نے
مجبور ہوکر اپنی خدمات سابقہ کو دست آویز بنا کر لابہ گری اور عذر آرائی کی ابرام
نے جواب دیا کہ اگر تو لڑا نہ ہوتا تو ہم تیری درخواست کو منظور کر لیتے مگر اب پادشاہ
سے تیری سرگذشت عرضداشت مین لکھ کر بھیجتے ہین۔ راجہ نے بھی سوم چند اپنے
بھتیجے کو پیش کش دیکر پادشاہ پاس بھیجا۔ وہ بہنرہ کے حوالی مین پادشاہ پاس آیا
پادشاہ کی عادت مین عذر پذیری تھی اسکا قصور معاف کر دیا۔ وہ ۱۲ آبان
کو صادق خان کے ساتھ پادشاہ کی خدمت مین باریاب ہوا پادشاہ نے
اسپر سب طرح کی نوازشین کین —

جب پادشاہ کا لشکر دکن کو جاتا تھا تو راجہ بدھ گر اسکے ساتھ نہ ہوا۔

شگرف نامہ ہمایون مین لکھا ہی کہ اس نے شہر کا خوب انتظام کیا۔ گیارہ برس تک سلطنت کی ہمایون کے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا اپنے مخالف حیدر مرزا دوغلات نے زعفران اور شالین شاہی سلیم شاہ پاس بھیجی جسنے اس کے مبادلہ مین یہان کی نہایت عمدہ ململین کپڑے بھیجے۔ مرزا ایک مہم مین مارا گیا تو ۹۵۹ھ نازک شاہ سنہ بارہ کشمیر کا بادشاہ ہوا۔ یہان بادشاہون کا تغیر و تبدل بہت جلد ہوتا رہا کہ ۹۶۲ھ مین غازی شاہ مقرر ہوا۔

آئین معدلت گستری اور قانون کشورکشائی مین یہ لازم ہے کہ جب کسی مملکت کا والی اور کسی ناحیہ کا حاکم اپنی عیش و عشرت مین مشغول ہوا اور اپنے نفس و ہوا کی کار روائی مین اپنا وقت صرف کرتا ہو اور رعیت پروری اور مظلومون کی غمخواری اور ظالمون کی بیخ کنی نہ کرتا ہو تو بادشاہ کو ایسے متسلط و متغلب کے استیصال مین کوشش کرکے اس مرز بوم کے باشندون کو خرد پرور دانش منشون کے حوالہ کرنا واجب ہی ۹۶۸ھ مین شورش انگیز آشوب پیشہ کشمیریون کے اور غازی خان حاکم کشمیر کی بیداد کی خبرین بادشاہ کے کان مین آئین تو اسنے حکم دیا کہ مرزا قراہادر خویش یا برادر مرزا حیدر جو ان حدود کے حال سے خوب واقف تھا آراستہ لشکر لے کر کشمیر کی تسخیر کے لیئے جائے اور ایک جماعت کشمیر کو اسکی کمک کے لیئے نامزد کیا۔ ان ایام مین کشمیر کا فرمان روا غازی خان پسر کاچی چک تھا کہ باپ کے بعد کشمیر کی ریاست اسکو ملی تھی۔ تحقیق یہ ہے کہ وہ حسن چک برادر کاچی چک کا بیٹا تھا جب حسن چک کا پیمانۂ عمر لبریز ہوا تو کاچی چک ہوا و ہوس و حرص کی افراط اور دنیا کی انتظام کو سبب سے اسکی حاملہ بیوی کو اپنا عقد کر لیا۔ انعقاد کے دو تین مہینے بعد غازی خان متولد ہوا۔

قراہادر کاروان کا رطلب تھا۔ بہت دیر لگا کر اس خدمت پر متوجہ ہوا۔ گرمی کی شدت مین راجوری مین پہنچا۔ نصرت خان۔ فتح چک برادرزادہ دولت چک۔ لوھر وانکری بھی رینا اور عیدی رینا و یوسف چک پسر رنگی چک و خواجہ حاجی آخر اسنے ملے۔ جب

اور اپنے بیٹے رام شاہ ورنجیت کو ملازمت مین بھیجا۔ اسکی بیگاہ کی تاخت مین التوا ہوا۔ قلعہ کیرھرہ کے نزدیک ممیر سین کے بیٹے نے پناہ مانگی اسنے منظور کیا۔ مگر کارشناسون کی ہرزہ سرائی سے پیمان شکنی کر کے قلعہ کی فتح کے درپے ہوا۔ ہمیر سین کا بیٹا بھاگ گیا۔ شاہزادہ نے قلعہ کو زبردستی چھین لیا۔ چارسو چھوت مارے گئے۔ رام شاہ اس سست پیمانی کو دیکھ کر آدھی رات کو بھاگ گیا۔ جگنناتھ اسکا دیدبان تھا اسکو شرمساری کے مارے کچھ جواب نہ آیا۔ شاہزادہ نے اپنا بلند قصد کیا اور راجہ کا گھربار سب لوٹ لیا۔ یہین ڈیرے ڈالدیے۔ بادشاہ خفا ہوا بغیر اجازت کیون زمیندار سے لڑا اور رعایہ شناسی اور قدردانی کو کیسی گزند پہنچائی۔ شاہزادہ کے ہمراہیون کی نکوہش کی اور حکم دیا کہ فوراً شاہزادہ کو مالوہ لیجائین اگر راجہ نافرمانی کریگا تو اسکے لئے تجدید لشکر بھیجا جائیگا۔

## مہمات و معاملات کشمیر

(تمہید)

کشمیر کا مسلسل حال تو تاریخ کشمیر مین لکھا گیا ہے۔ یہان صرف وہ حال لکھتے ہین جو شہنشاہ اکبر کی سلطنت سے متعلق ہے۔ کشمیر کی سلطنت کبھی ہندوؤن کے ہاتھ مین کبھی تاتاریون کے قبضہ مین رہی مگر سنہ ۷۴۲ھ مین وہان ایک مسلمان بادشاہ ہوگیا جسکا نام محمد مرزا مخاطب شاہ شمس الدین تھا یعنی آٹھوین صدی مین اس مین مسلمان بادشاہ ہونے شروع ہوئے۔ ہند کے سلاطین مغلیہ نے بھی ہمیشہ کشمیر کی تسخیر کی طرف اپنی توجہ رکھی سنہ ۹۳۲ھ ۱۵۲۵ء مین بابر نے اپنی سپاہ کی مدد سے نازک شاہ بن ابراہیم شاہ کو بادشاہ بنایا تھا۔ ہمایون بھی اپنے باپ کا پیرو اس باب مین رہا۔ سنہ ۹۵۲ھ ۱۵۴۵ء ہمایون جلا وطن ہونے کے لئے لاہور مین آیا تو بعض امرائے کشمیر نے اسکو بلایا مگر وہ خود نہین گیا۔ حیدر مرزا دوغلات کو وہان بھیجا جس کا حال جسنے

تھا۔ تو یوسف قاضی کو زخمی کرکے چلا گیا۔ حسین چک نے باوجودیکہ خود شیعہ مذہب
تھا یہ جبر سنی تو اُس نے یوسف کو پکڑ کر قید کیا۔ فقہا مثل ملا یوسف و ملا فیروز اور ان کے
امثال کو جمع کرکے فرمایا کہ موافق شرع کے عمل کرنا چاہیئے کہتے ہین کہ فقہا نے کہا کہ سیاست
کے موافق اسکا مارنا روا ہے۔ قاضی نے کہا کہ مین زندہ ہون اس کا مارنا جائز نہین
مگر آخرکار مجرم کو سنگسار کیا۔ اتفاق سے انہین دنون مین ایک جماعت مثل مرزا مقیم و
میر یعقوب کی ایلچی گری کے لئے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی طرف سے کشمیر مین آئی
ہوئی تھی۔ وہ یوسف کے ہم مذہب و ہم اعتقاد تھی جب حسن چک نے اس سفارت
کی خاطرداری کی۔ مرزا مقیم نے جو یوسف کا ہم مذہب تھا کہا کہ جن مفتیون کی کہنے
سے یوسف مارا گیا ہے انکو میرے روبرو لاؤ حسین چک نے ان مفتیون کو مرزا کے حوالہ
کیا اُسنے مفتیون سے کہا کہ تمنے فتوی مین غلطی کی مفتیون نے کہا کہ ہمنے اسکے مارنے کا فتوی علی الاطلاق نہین
دیا تھا۔ ہمنے یہ کہا تھا کہ ایسے شخص کا سیاست کے لئے مارنا روا ہے۔ مرزا مقیم نے مجلس مین
مفتیون کو ذلیل کرکے فتح خان چک کے سپرد کیا اُس نے مرزا کے حکم سے ان معصومون کو قتل
کر ڈالا اور انکی لاشون کے پاؤن مین رسی باندھ کر شہر کے کوچہ و بازار مین پھرایا۔
حسین چک نے اپنی بیٹی اور تحف و ہدایا اپنے ایلچیون کے ہاتھ شہنشاہ اکبر کے پاس بھیجے
سنہ ۹۷۰ مین جب شہنشاہ کو اس کی خبر ہوئی تو اُس نے مرزا مقیم کو جسنے ناحق مفتیون
کا خون کیا تھا قتل کیا اور حسین چک کی لڑکی کو رد کرکے واپس بھیجدیا۔ اس خبر کو سننے
سے حسین چک کو اسہال دموی عارض ہوا اور چند مہینے مین کسی کام کا نہ رہا اپنا
کام اپنے بھائی علی شاہ کو سپرد کردیا۔

یوسف خان کا باپ علی خان چک بزبان کشمیر تھا اس کے باپ سنہ ۹۸۰ ھ مین
شہنشاہ نے ملا عرضی اور قاضی صدر الدین کو برسم رسالت بھیجا تھا اس نے ان کے
ساتھ اپنی بھتیجی شاہزادہ سلیم سے بیاہ کرنے کے لئے اور تحائف بادشاہ پاس بھیجی
اور خطبہ اور سکہ بادشاہ کے نام کا جاری کیا یہ اول دفعہ تھی کہ اکبر کا سکہ کشمیر مین

یوسف خان
[illegible]

اہنون نے اس لشکر کا حال منتظم نہ دیکھا تو نصرت خان و فتح چک لوہر دا نگری کشمیر کی طرف چلے گئے جس سے قرا بہادر کا لشکر پریشان ہوگیا۔ موضع لالی کھو گھو مین بھنبھر کے قریب کمک کے انتظار مین تین مہینے توقف ہوا اس لشکر کے سردار کہنہ عملہ تھے وہ زیادہ دیر مین پہنچے کشمیر کے اندر آنا اس قسم کا نہین ہی کہ اس آہستگی و گران باری سے میسر ہو اس کے مسالک اس قبیل کے ہین کہ اگر وہان کے والی کو چند روز پہلے کسی بیگانہ کی خبر ہو جائے تو وہ اکی راہون کو ایسا تنگ کر سکتا ہے کہ اگر لشکر مین ہزار رستم بھی ہون تو انکا نباہ دشوار کیا بلکہ ناممکن ہو۔ غازی خان نے لشکر کی آمدنی اور اس پر چند مہینے گذر گئے تو اس نے راہون کو ایسا مستحکم کیا کہ اس سے زیادہ تصور مین نہین آسکتا۔ مرزا قرا بہادر نے راجوری کے نزدیک چند روزہ مقابلہ محاربہ کیا اور شکست پاکر وہ پھر آیا شکست صرف کشمیریون کے استحکام و استیلا سے نہین ہوئی بلکہ تپ لرزہ کا موسم آگیا اور برسات کا آغاز ہوا اور عمدہ اسباب کی کمک نہ پہنچی ان سببون سے بھی شکست ہوئی۔ اس روز ایک عجیب جنگ ہوئی تھی ایک طرف سے بندوقین چلتی تھین اور دوسری طرف تیر اندازی ہوتی تھی اگرچہ پادشاہی آدمی کم تھے مگر داد مردانگی دیتے تھے۔ کوچک بہادر رستم دلی کرتا تھا۔ مگر آخر کو پادشاہی لشکر کو شکست ہوئی۔ پانچسو مغل قتل ہوئے۔ ہاتھی سب چھن گئے۔ راجوری کے نزدیک قلعہ دائرہ مین قرا بہادر چلا آیا۔ کوچک بہادر کے تیر لگا اسکو پکڑ کر غازی خان پاس لے گئے وہان اسکا علاج ہوا مگر سود مند نہ ہوا۔ بے علاج غیبی کی راہ لی۔ قرا بہادر نوشہرہ مین چلا گیا
کشمیر مین حسین شاہ پادشاہ تھا۔ اسکی سلطنت کا یہ واقعہ ہے کہ قاضی حبیب حنفی مذہب تھا جمعہ کے دن جامع مسجد سے نکل کر وہ کوہ ماران کے نیچے قبرون کی زیارت کے لئے گیا تھا۔ یوسف ایک شیعہ مذہب نے قاضی کے تلوار لگا کے سر مجروح کیا۔ دوسرا وار تلوار کا قاضی نے ہاتھ کو سپر بنا کے روکا جس سے اسکی انگلیان کٹ گئین اسکا سبب اس کے کچھ اور نہ تھا کہ اختلاف مذہب کے سبب یوسف کو جوش

نامزد کیا۔ وہ جنگ کا سازوسامان لیکر روبرو آگئے۔ یوسف خان مین ان سے آویزش کی
طاقت نہ تھی اس لئے وہ راہ چھوڑ کر سونمبر مین چلا آیا لوھر چک کچھ سپاہ لیکر اس کی راہ
آیا۔ اسکا منتخب لشکر تو دوسری طرف گیا ہوا تھا۔ یوسف خان کو یہ قابو خوب ملا اسنے
۲۸ آبان سنہ ۹۸۸ کو آب بہت گذر کر بغیر آویزش کے غنیم کے لشکر کو پراگندہ کر دیا۔
اور لوھر چک کو اپنے پنجہ مین گرفتار کر لیا۔ اس طرح کشمیر کی حکومت پر سربلند ہو گیا۔
یوسف اس سربلندی کو بادشاہ کی پرورش جانتا تھا اس لئے اسنے اپنی بڑے بیٹے یعقوب
کو مع اس دیا کے نفائس کے بھیجا۔ وہ ۲۹ بہمن سنہ ۹۸۳ کو بادشاہ کی کورنش بجا لایا
بادشاہ کو یوسف خان مرزبان کشمیر ہمیشہ ہی پیشکش بھیجکر یاد دلاتا رہتا تھا
اور اپنی حاضری کے لئے دوری کا عذر کرتا رہتا تھا۔ جب بادشاہ پنجاب مین آیا تو اسنے
اس کو بلایا یعقوب کو باپ کی طلبی سے اندیشہ پیدا ہوا وہ لشکر شاہی سے بھاگ گیا اور اپنی
بنگاہ کو چلا گیا۔ بادشاہ نے حکیم علی اور بہاء الدین کنبوہ کو یوسف خان پاس بھیجا کہ وہ اس
بھگوڑے کو لعنت ملامت کرین اور یوسف سے کہین کہ وہ خود بادشاہ کی خدمت
مین آئے یا اس بیٹے کو پھر بھیجے۔ ان آدمیون نے حسن ابدال مین آنکر بادشاہ سے
عرض کیا کہ والی کشمیر کے گرد خوشامد گویون کا ہجوم ہو گیا ہے۔ انکے کہنے سے اور
اپنی مقام کی استواری کے سبب سے نہ وہ خود آتا ہے نہ اپنے بیٹے کو بھیجتا ہے دوروئی
سے لابہ گری کی باتین بناتا ہے۔ یہ سُنکر غضب شاہی جوش مین آیا اسنے ۲۰ دسمبر
سنہ ۹۹۴ کو حکم دیا کہ مرزا شاہرخ و بہادر۔ راجہ بھگونت داس و شاہ قلی محرم و شادمان
و مبارک خان و جلال خان اور بہت سے احدی بسرکردگی مرزا علی اکبر شاہی
و شیخ یعقوب کشمیری و حیدر چک خان والی کشمیر کو بیدار کرین۔
کشمیر کی فتح کو جو سپاہ چلی تو اسکے سردارون نے ارادہ کیا کہ بھیرہ کی راہ سے
جائین۔ اسی راہ سے بھاری لشکر آسانی سے جلد پہنچ سکتا تھا۔ اس طرف کے زمیندار بھی
انسے یگانگی کی باتین بناتے تھے۔ انکے خیال مین یہ تھا کہ جب موسم سرما ختم ہو۔ راہون سے

یوسف خان کی سرکشی اور بادشاہ کی لشکر کشی سنہ ۹۹۴

یوسف خان کا درگاہ والا مین

بنا۔ مگر چند برس بعد چوگان بازی مین گھوڑے زین کے گرنے سے علیخان مرگیا۔ اس دیار
کے بزرگون نے صلاح مشورہ کرکے یوسف خان کو کشمیر کا مرزبان بنایا۔ اسکا چچا
ابدال بھی سلطنت کا مدعی ہوا۔ یوسف خان نے تیزدستی کرکے چچا کے گھر کو گھیر لیا
بندوق سے اسکو داغ دیا۔ مگر یوسف بھی کچھ دنون چین سے نہ بیٹھنے پایا۔ سید مبارک
اور امراء نے یہ ارادہ کیا کہ اسکے چچیرے بھائی یوسف بن حسین خان کو جو خانخانان کا
خطاب رکھتا تھا فرمانروا بنائین مگر اس نے دوراندیشی کے سبب انکار کیا تو تمام انگیزو
نے سید مبارک کو پیشوا بناکر شورش برپا کی اور عیدگاہ کے درمیان آویزش شروع کی۔
یوسف خان لشکر لیکر لڑنے کھڑا ہوا۔ محمد خان جو ہراول کا سردار تھا لڑکر مارا گیا۔
یوسف خان میدان جنگ مین نہ گیا۔ گریوہ پیر پنجال سے حوالی تھٹھہ مین آیا۔ بدذاتون نے
اُسے خطوط لکھکر واپس بلالیا۔ سرزمین فراخ مین سید مبارک اس سے لڑنے آیا جنھون
نے یوسف خان کو بلایا تھا۔ اُنھون نے کچھ کام نہ کیا۔ اس لئے یوسف قرمز کی راہ سے
راجہ مان سنگھ اور مرزا یوسف خان کی پناہ مین آنکر بادشاہ پاس چلا آیا۔ ۱۲ ربیع الاول
۹۸۷ھ کو کورنش بجالایا۔

بادشاہ پاس جب یوسف خان آیا تو فتنہ اندوزون نے اپنی جادو بیانی سے
سید مبارک کے تارک پر تاج حکومت رکھا۔ مگر دو مہینے بعد اسکو ایک کونے مین بٹھادیا۔
لوہر چک عمزادہ یوسف خان کو بزرگ بنایا۔ بادشاہ نے یوسف خان کو رخصت کیا اور
امراء پنجاب کے نام حکم بھیجا کہ وہ ایک شائستہ سپاہ اسکے ہمراہ کرین۔ جب کشمیر پہنچے یہ سنا
تو خواب غفلت سے بیدار ہوئے اور چارہ سازی کرنے لگے اور بادشاہی لشکر کا خوف
انپر ایسا چھایا کہ لابہ گرائی کی دل آویز باتین کرنے لگے۔ یوسف خان کو لکھا کہ تنہا چلے آؤ
اور لشکر کشی کے گزند سے ہم کو بچاؤ وہ بھی اس سے پہلے کہ لشکر سرانجام پائے اور اپنے
اس راز کو بتلائے بہت جلد جلد ان پاس آیا۔ پرم کلہ مین بعض حضرات کشمیر ملنے
ملنے آئے۔ مرزبانون کو جب انکی خبر ہوئی شمسی چک اور سید چک اور حضرات کو چارہ گری

یوسف خان کا پھر مرزبان ہونا

منظور کرلیا۔ اور فرستادہ کو واپس بھیجا۔ وہ خود مع چند ہمراہیون کے ہم اسفند
سنہ ۹۹۳ کو امراء شاہی سے آن ملا۔ امراء نے اسکی بزرگ داشت کی اور اپنی انجمن
آراستہ کی اور مراجعت کا ارادہ کیا۔ جب بادشاہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو
فرمان صادر ہوا کہ یوسف خان کا آنا پسند خاطر ہوا وہ خسروانی نوازش سے سرفراز
ہوگا لیکن امراء کی بازگشت شائستگی سے خالی ہے۔ سپاہ کشمیر جاے۔ اگر
یوسف خان راہ راستی پر چلے اور حیلہ اندوزی سے اسکا دل خالی ہو تو یہہ
ملک لے کر اسکو دیا جاے۔ اب خواہی نخواہی امراء کو آگے جانا پڑا۔ کشمیر کے سردارون
نے حسین خان چک کے گوارست کے قریب سب مین بڑا معتبر کیا اور گرپوہ کو استوار
کیا۔ اس زمانہ مین یعقوب خان پسر یوسف خان اس ہنگامہ مین آکر شریک ہوا
اسکے طرفدار بہ نسبت حسین خان کے زیادہ ہوگئے۔ گرپوہ کے قریب لشکر شاہی
سے لڑائی ہوئی۔ مادھو سنگہ اور امین الدین نے اس گرپوہ کو کچھہ فتح کیا۔
حسن بیگ عبدی اور چند راجپوت مارے گئے۔ دوسرے طرف کے چالیس ہو ر
آدمی نیست ہوئے اور اس گروہ کی فراہمی مین پراگندگی ہوئی اس اثنار مین شیخ
یعقوب کشمیری کی سخن سرائی سے کرناکے زمینداروں نے آکر امراء شاہی سے
ملاقات کی اور یہہ قرار پایا کہ انکی ہنگاہ مین سے گذر کر سپاہ کشمیر کے اندر داخل ہو
کشمیریون نے لابہ گری کی اور صلح کی درخواست کی اور گذارش کی کہ اس بار کے
سروانے درگاہ والا کی طرف رخ کیا ہے مناسب ہی کہ لڑائی نہ ہو منابر ودراہم
پر نام شاہنشاہی چہرہ افروز ہوا ور سراے ضرب زعفران وابریشم شکاری
جانور سرکار والا کے حوالہ ہون اور ائین سے ہر ایک کارخانہ کا داروغہ شاہی مقرر
ہوا ور لشکر بازگشت کرے۔ لشکر شاہی تنگ ہو رہا تھا اس لئے اونے یوسف
مرزبان کشمیر کی سعی سے ان شرائط کہ منظور کر لیا۔ زعفران زار اور ابریشم کی داروغی
قلندر بیگ کو سپرد ہوئی۔ دار الضرب خواجہ میر کی کو احمد جانورون کی داروغگی ملا

برف پگھل کر جدا ہو تو گریوہ نوردی کرین - مگر بادشاہ نے اس سبب سے کہ بدگوہرون
کے باداش مین درنگ نہین چاہیئے فرمان صادر کیا کہ اسی ریزش برف مین جس کی اندر
غنیم بے پروائی کی نیند سوتا ہے پکھلی کی راہ سے جسمین برف کم پڑتا ہے کشمیر مین جائیں
ناچار لشکر کو آگے سفر کرنا پڑا - یوسف خان نے لڑنے کا ارادہ کیا - بہت سے اپنے
کار آگہون کو روانہ کیا کہ نین سکھ دریا کے قریب حصار بنائین اور ہر تنگی راہ مین ایک
استوار جا بنا کر آمادہ پیکار رہون مگر اس کے آئین اور ارادے ایسے جلد جلد بدلتے
تھے کہ یہ آدمی اسکے بارہمولہ سے چھ کوس پہنچے تھے کہ اس نے انکو الٹا بلا لیا لیکن
کم بین رای زنون اور کوتاہ نگاہ دوستون نے اسکو خواب غفلت مین سلایا - اور
گریوہون کی دشوار گذاری نے اور برف باران کی بارش نے اور لشکر کی گرم سیری نے
اسکو اور زیادہ غنودہ کیا اور خویشتن دوستی اور مال پرستی نے بے پروا کیا - اب
اسکو معلوم ہوا کہ میرے ہاتھ سے کام جاتا رہا - اور پادشاہی لشکر پکھلی کے قریب آیا -
شورش کو بلند کیا اور طرح طرح کی رایئن ظہور مین آئین جو شخص دوربینی کو ہاتھ سے
دیتا ہے اور کامیابی مین اندیشہ ناکامی نہین رکھتا تو وہ دشمن کامی کی تیرہ روزی
مین اپنے تئین ڈالتا ہے اور اپنی خواہش کے پانون مین ناکامی کا پتھر لگاتا ہے -
غرض پریشانی کے ساتھ جنگ سے باز آنے کا ارادہ کیا - مگر یہ رای بھی قائم نہ تھی
اس کی رائے گرگٹ کے سے رنگ بدلتی رہی - جب بادشاہ کی سپاہ نشیب و فراز طے
کرکے بولیاس کے پاس اتری تو یوسف خان بیداری کے ساتھ اپنی چارہ گری کی فکر
لگا - سوائے زینہاری ہونے کے اور کورنش بجالانے کی ملک داری کے لئے کوئی اور
رستا نظر نہ دیکھی - کشتی گو ارست ہو لشکر گاہ کے دیکھنے کا بہانہ بنا کے اور کچھ آدمیون
کو ساتھ لے کر جدا ہوا اور اپنے ایک کاردان کو امرا عظام کے پاس بھیجکر اپنا راز دل
آشکارا کیا - امراء کی بہانہ بھی جاڑے کی شدت سے اور آذوقہ کی گرانی سے
اور برف باران کی شدت سے تنگی مین آرہی تھی - انہون نے اسکی درخواست کو

مقامات ہین کہ اگر چند بڑھیان پتھر لڑکانے بیٹھ جاوین تو اچھے سے اچھے مردون
کو گذرنے نہ دین ۔ اسی لئے پہلے فرمان روا اسکی تسخیر پر دل نہادہ نہین ہوئے
ان دنون مین کہ بادشاہ پنجاب مین تھا یعقوب نے سرتابی کی اور لشکر شاہی
کی سراسیمگی سنکر آشتی کو برہم کیا ۔ خوشامد گویون کے کہنے سے اپنا لقب شاہ
اسمعیل رکھا اور عوام کے دلون مین شورش پیدا کی اور پھر اس مین مذہب و کیش کا
معاملہ پیش کیا اور اس مین تند خوئی اور مردم آزاری اختیار کی اس ملک مین اگرچہ ہمین
اور شائستگی کا آئین جاری تھا لیکن مدت سے یہان شیعہ سنی کا ہنگامہ گرم تھا کبھی یہ کبھی
وہ کبھی کوئی غالب ہو جاتا اور خود فروشی کی دکان کھول بیٹھتا ۔ معاملہ شناسون کی
نیک سگالی سے پردہ ڈھکا ہوا تھا ۔ مگر اس زمانہ مین نقاب آزرم اٹھ گئی ۔ اور
سنیون کو شیعہ آزار دینے لگے ۔ بوڑھے قاضی موسی کو مار ڈالا گھر بار اسکا لوٹ لیا
فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا ۔ شمس چک کو سری اور کین توزی کا خیال ہوا ۔ محمد بہت
نے کہ اس ملک کی نیرنگ سازی روباہ تھی قابو پاکر بدسگالی کے عرصہ کو فراخ کیا اس نے
نوجوان یعقوب کو یہ صلاح دی کہ شمس چک و علی شیر ماکری و سید حسین کو پوشیدہ
ہلاک کرے مگر انہون نے بھی وہی چال چلی جو اسنے بتلائی تھی ۔ محمد بہت بھاگا مگر گرفتار
ہوا اور جب یہ مکار مقید ہوا تو شمس چک سرداری کے لئے ہنگامہ آرا ہوا یعقوب
بھی لڑنے کو کھڑا ہوا کہ اتنے مین لشکر شاہی کا آوازہ سنا گیا جس سے سب چھوٹے
بڑون کے ہوش اڑ گئے ۔ کارشناسون کی سخن آرائی سے انہون نے آپس مین
صلح کر لی ۔ شمس چک کو کامراج دیدیا مگر تھوڑے دنون مین یعقوب اپنے عہد و
پیمان کو بھول گیا ۔ اور اسپر لشکر کشی کی اور چیرہ دستی کرکے غنیم کو اپنے پنجہ مین پکڑ لیا
بادشاہی سپاہ جبتک کہ دریاے چناب پر پہنچی انمین سے بعض سردار ایسے بیہودہ
تھے کہ وہ انجام کار کو بہت دشوار جانتے تھے مگر جب اس دریا سے پار گئے تو یعقوب نے
اور کشمیر کے سردارون کی آپس کی لڑائیون کے سبب سے کشمیر کے سردارون کا اتحاد نہ

منظوری کو۔ اگرچہ شہریار کو یہ صلح پسند نہ تھی۔ مگر سپاہ و کشمیریون کی خاطر سے اس قرارداد کو قبول کیا۔

کشمیری آشتی پر قائم نہ رہے یعقوب نے دشوار گذار گریوہ ن کو اپنی پناگاہ سمجھکر صلح کو سلام کیا تو پھر شہریار نے بھی کشمیر کی تسخیر دل مین ٹھان لی سپاہ کے بھیجنے کا ذکر درمیان آیا بہت سے سران دولت کشمیر کو دشوار کشا سمجھکر اس سے پہلو تہی کرتے تھے ابوالفضل نے اسکی تسخیر کی بہت سی تدابیر بتائین مگر وہ کسی کی خاطر مین نہ آئین۔ بادشاہ کے حکم سے اختر شناسون کی انجمن جمع ہوئی انہون نے طالع سال اور حال کو آپس مین خوب غور کی تو یہ نکلا کہ اگر تھوڑی سی بھی لگا پو کیجائیگی تو جلدی سے فتح ہوجائیگی۔ یہ سنکر بادشاہ نے فتح کشمیر کا ارادہ مصمم کرلیا اس زمانہ مین حیدر چاک اور شیخ یعقوب کشمیری نے یہ گذارش کی کہ کشمیر کے بزرگ ہماری بہبود سے نہ پھرینگے اگر تھوڑی سی بومی پنجابی سپاہ ساتھ جائیگی تو ملک بغیر لڑے ہاتھ آجائیگا اس لئے بادشاہ نے مبارک خان و جلال خان گکھڑ اور اور زمینداروں کو کشمیر جانے کی اجازت دی یہ دونو کشمیری بنیر کے نزدیک اس کمک کی انتظار مین بیٹھے۔ بادشاہ کے دل مین یہ خیال آیا کہ یہ دونو جو سوار بومی سپاہ کے اور سپاہ کو نہین چاہتے اس مین کچھہ انکی بدنیتی پائی جاتی ہے اسواسطے اس نے قاسم خان کو کہ کارشناسی اور سپردلی مین یکتا تھا اس خدمت پر سربلند کیا۔ ۱۸ تیر کو سنہ ۹۹۴ الٰہی کو اسکی سرکردگی مین بہت سے سردار اور منصبدار اور احدی اور لیکر روانہ کئے۔ شریف سرمدی کو اس سپاہ کی بخشی گری پر سربلند کیا اور جو آدمی روانہ ہوچکے تھے انکے پاس بھی حکم بھیجدیا کہ وہ اس لشکر سے ملکر سپہ آرا کے تابع رہین۔

کشمیر کی راہ کے گریوون سے جو شخص تھوڑا سا بھی شناسا ہوتا ہے تو اسکے خیال مین نہین آتا کہ کوئی بیگانہ انپر کیسے غالب آسکتا ہے اس کے چارون طرف بلند کوہسار بلند پاسبانی کرتے ہین اور پھر انمین سے ہر ایک کے اندر ایسی

کھڑی تھین اور بیس گز تک چوبین ایک دوسرے کے اندر ٹھنسی ہوئی تھین پہلے لوگون
یہان طلسم بنایا تھا کہ جب لشکر بیگانہ یہان آئے تو برف اور مینہ اور اولے برسنے لگین
اس سبب سے یہان بڑی شورش برپا ہوئی اس ریزش مین نشیب فراز کو طے کر کے گریوہ
کرم بال مین اترے - مینہ اور زیادہ برسنے لگا - جاڑے کی شدت سے بہت سے
جانور بے جان ہو گئے اس اثنا مین کئی تفنگ انداز جو جی کے ہمراہ گئے تھے زخمی
ہو کر لشکر مین آئے جس سے کشمیریون کی فریبکاری پر آگاہی ہوئی - اس راہ مین
تین بڑے گریوے ہین کہ انکی دشوار گذاری کو ایک مانہ بیان کیا کرتا ہے - لوگون
نے یہ کہا تھا کہ گریوہ بیسی وتر (ہستی وتر) پر جو ہندوستان کی طرف تیسرا گریوہ
اور کشمیر کی جانب سے اول گریوہ ہے کشمیری منتظر چشم براہ بیٹھے ہین - جو آدمی آگے
گئے تھے اُنہون نے اس گروہ کو نہ پایا - مگر ظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک جماعت
یہان آ کر چلی گئی ہی - شنکی چار ورے سے پوچھا کہ اس آنے کے اور پھر چلے جانے کے کیا معنے
ہین تو اُسنے جواب دیا کہ وہ اس اندیشے سے پھر گئے ہونگے کہ یعقوب آ کر سر گریوہ
کو نہ لے لے - اس درمیان مین محمد اللہ ولد اور خان و بہادر خان اور ایک جماعت
کشمیریون کی آ کر ملی اور لڑنے لگی - شیخ یعقوب کے دو زخم لگے اور وہ گرا مگر بچ گیا -
اور جی کو بارہ زخم لگے اور وہ مر گیا - دفعتہً برف و باران کا زور و شور ہوا جس نے آدمیون
کو پراگندہ کر دیا - اب ایک نادر سرگزشت یہ ہی کہ شمس چک کو یعقوب گرفتار کر کے مغرور
ہو گیا - راہون کے بند کرنے مین کوشش کرنے لگا - اپنا بھائی اور اپنا پسر
ابدال چک اور سردارون کو آگے جانے کے لئے رخصت کیا اور خود پیکار کا سامان
تیار کرنے کے لئے شہر مین آیا پیش آمد والے تنگنائون کا بندوبست کیا - اس زمانہ
مین ان کشمیریون مین دو رنگی ہوئی اور ان کے ہنگامہ کی رونق جاتی رہی حیدر چک
اس ملک کی مرزبانی کا مدعی تھا وہ لشکر شاہی مین تھا - اسکا بیٹا حسین باہر آ گئے تھی
خیر سنکر ہوم کلہ مین اسکا انتظار کھینچ رہا تھا - بہت سے کشمیریون کے بزرگون نے حسین کے ساتھ امین

خاص کر علی شیر ماکری کے متواتر شاہی سرداروں پاس آنے لگے۔ پس کشمیر کے سرداروں
کی آپس کی نااتفاقی سے کار آگاہ کہ آیندہ کو پیشانی حال سے پڑھ لیتے ہیں اور سر آغاز ہی
انجام کار کو پہچانتے ہیں۔ اپنی فیروزی کی داستان پڑھنے لگے اور صف آرائی پر مستعد
ہوئے ہر شخص اپنی جگہ پر بیٹھا۔ قول میں سپہ آرا۔ برانغار میں مسند عالی و فتح خان و
مبارک خان اور جرانغار میں جلال خان اور ہراول میں مرزا علی اکبر شاہی و گوجر خان
و شیخ دولت و شریف سرمدی اور ایک گروہ احدیوں کا۔ ۱۲ ار شہر پور کو گریوہ بھنبھر سے
گذرے۔ یہاں کے زمیندار سلیم نے کنارہ کیا۔ قاسم خان نے کارشناسی سے
بہلول اسکے برادرزادہ کو یہاں کا زمیندار بنایا اور بیخوف سفر کیا۔ کچھ مدت کے بعد
سلیم بھی لشکر شاہی سے آن ملا۔ راجوری میں بزرگ کشل کے رئیسان بہرام نایک
اسمعیل نایک و مشنگی چارہ ور بھی لشکر شاہی سے ملنے آئے۔ اور ملک کی فتح کی ..
مبارکباد دینے لگے اور یہ کہنے لگے کہ یعقوب خان ایک کونہ میں چھپا بیٹھا ہے۔ اور
ہیں یار کے سب سردار شاہ کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ یہاں سے دو راہیں جاتی ہیں
ایک کپرتل سے وہ سب راہوں سے زیادہ کشادہ ہی اور دوسری پیر پنجال ہی اور ہم
دونوں راہوں کے پاسبان ہیں۔ اگر آپ جلد قدم اٹھائیگا تو زیردستوں کو اپنی دادگری
آرام پہنچائیگا۔ اس نوید سے لشکر شاہی میں بڑے جشن ہوئے۔ کپرتل کی راہ سے جانا
قرار پایا۔ آنیوالوں نے یہ گذارش کی کہ لشکر زیادہ ہی اور راہ دشوار گذار ہے اس سبب سے
دیر میں پہنچنا ہوگا۔ گریوہ پر بزرگان کشمیر انتظار کر رہے ہیں مناسب یہ ہے کہ کچھ تھوڑے سے
کارشناس نیک نیت آگے چلیں کہ انکو خسروانی نوازش کا امیدوار کریں۔ پھر شہر
میں تیزدستی سے آخر فتح کا نقارہ بجائیں۔ اس گذارش کو امراء شاہی نے قبول کر لیا
شیخ یعقوب جی توا جی باشی و شیر و سلیم تھوڑے بندوقچیوں کے ساتھ آگے بھیجے گئے اور
مشنگی چارہ ور ہمراہ ہوا۔ لشکر پیچھے سے روانہ ہوا جب وہ کشل کپرتل پر آئے تو یہاں کا عالم
ہی کچھ اور دیکھا۔ اس گریوہ کے سر پر تین دیواریں چار چار گز چوڑی اور دس گز بلند

انجمن آرا کوئی آراستہ ہوئی۔ اس مین بعض نے کہا کہ گریوہ ہستی وتر سے گذر کر ملک جانغی
مین جانا چاہیئے بعض برف و باران سے ایسے عاجز تھے کہ انہون نے بازگشت کی صلاح دی
بعض نے کہا کہ یہین توقف ہو۔ مگر قاسم خان کی راے آگے جانے کی تھی وہی عمل مین آئی
اسی زمانہ مین شمس چک نے کاروالون کو بھیجکر لابہ گری سے یہ درخواست کی کہ مرزا شاہرخ
سے جو صلح ہوئی تھی وہی پھر کی جاے۔ امراء شاہی نے اسکو جواب دیا کہ اب کی دفعہ تمہارے
فریب مین ہم نہ آئینگے۔ تمہارے حیلے کے افسانے نہ سنینگے۔ حکم شاہی یہ ہے کہ خود سرون سے
کشمیر لے لیا جاوے جسکا نصیبہ یاور ہو وہ ہمارے لشکر مین چلا آئے۔ کشمیری آمادہ نبرد
ہوئے۔ قاسم خان بھی ۱۹ مہر کو متوجہ پیکار ہوا غنیم بھی فوج آراستہ کر کے سامنے آیا
قول مین وہ خود تھا۔ دست راست پر ظفر خان و دست چپ پر شمس دولی حسین چک طلیعہ تھا
محمد بہت چنداول۔ جب ہراول شاہی گریوہ مین آیا تو غنیم نے سر کوہون سے بندوقین
اور پتھر اسپر ایسے مارے کہ وہ بھاگ کر جرانغار سے جا ملا قاسم خان اس بھاگنے سے نہیر
خفا ہوا اور خود اس طرف گیا اور اپنے سے پہلے اور امرا کو بھیجا۔ محمد چک بڑا بہادر کشمیریون
مین تھا۔ برانغار سے دوڑا اور لکھا نامی بہادر اس سے خوب لڑا اس ہنگامہ مین ظفر خان
بندوق سے مارا گیا اس سے غنیم کی فوج یکبارگی پریشان ہو گئی اور ہر ایک سردار
ایک گوشہ مین جا چھپا۔ بادشاہ کے لشکر مین فتح کا نقارہ بلند آوازہ ہوا۔ ۲۴ م
کو منبرون پر بادشاہ کا خطبہ پڑھا گیا۔ سری نگر سے چار کروہ لشکر کا قیام ہوا
حیدر چک شہر مین گیا لشکر مین شورش ہوئی مگر جلد دب گئی۔ ۲۵ کو قاسم خان اور
اور امراء سری نگر کی ترصت سرا ے مین آئے اور بڑی خوشیان منائین اسی
روز راہ کے درمیان حیدر چک بہت آدمیون سے ملا۔ مگر قاسم خان نے اسی
کچھہ تصرف نہین کرنے دیا اور اس کے دل سے تباہ سپیچی کا نقش مٹا دیا۔
تعجب ہی کہ ابوالفضل افسانہ کہتا ہے کہ شیو دت برہمن جو تال سادھنا جانتا تھا
وہ سو برس پہلے لکھ گیا تھا کہ مسلمانون کی یہان سلطنت ہوگی

دوستی آراستہ کی اور اس مین یہ قرار پایا کہ اگر حیدر چک ہم سے پیمان شکنی نہ کرے
تو ہم سب اس کے ساتھ گرویدہ ہو جائین وہ لشکر شاہی سے آکر ہم سے ملجاے اور
ہم لشکر بیگانہ کو پیش کش دیکر اور لابہ گری کرکے واپس لیجائینگے پھر کشمیر مین امن امان
ہو جائیگا۔ فتح علی نے جسکا خطاب کوزنگ خان تھا اس بات کو منظور نہین کیا تو اس کو
بے آبرو کیا وہ دونو اپنی باتین بنا کر بھاگ گئے۔ کرلیوہ بان ناگمون کو انکے منانے کے
لئے بھیجا سب کا مقصد یہ تھا کہ بادشاہ کے لشکر مین سے چند آدمیون کو لیجا کر منبر پہ بادشاہ
کا خطبہ پڑھوا دین اور امراء کو مال و دولت ایسی دین کہ وہ الٹے جانے پہ راضی ہو جائین
خلاصہ یہ ہے کہ یعقوب لڑنے کے مقصد سے ہیرہ پور مین آیا کہ اسکو معلوم ہوا کہ کشمیری
اس سے پھر گئے ہین وہ بڑا سراسیمہ ہوا اور اسکا چچا حسین خان بھی جا کر ان ہیرپوریون سے
مل گیا یعقوب نے اپنے کار پردازون کی انجمن جمع کی جسمین یہ رائے قرار پائی کہ
شمس چک اور محمد بہت کو قید سے نکال کر انکی بہ دید سے کارزار کی جاے۔ جب یہ
دونو آدمی قید سے نکلے تو انہون نے یہ صلاح دی کہ کہتوارہ مین تھوڑے دنون جا کر
پناہ لینی چاہیئے اس زمانہ مین یہ معلوم ہو جائیگا کہ دوست کون ہے اور دشمن
کون۔ پھر کارسازی کی جاے۔ جب کہتوارہ کو سب چلے گئے تو راہ مین سے وہ خود
دونو بہت سے آدمیون کو ساتھ لے کر جدا ہو گئے۔ اس زمانہ مین کہ کرلیوہ مین
کشمیری حیدر چک کی راہ دیکھ رہے تھے اس نے انکو لکھا کہ میری پاسبانی سخت ہو
رہی ہے میرا نکلنا اور امراء کا واپس جانا دونو امر دشوار ہین پھر کشمیریون نے یہ خیال
چھوڑا اور ہیرا پور مین ہنگامہ آراستہ کیا حسین چک کو اپنا بزرگ تر بنایا اس
درمیان مین شمس چک بھی آن ملا۔ مرزا لون سے بیزار کر کشمیری اس سے گرویدہ ہو
اور لڑنے کے لئے ایک گروہ کو کرلیوہ بھیجا جس نے شیخ یعقوب جی کو گزند پہنچایا۔
جسکا اوپر ذکر ہوا۔ امراء شاہی پیر کرم بال کے قریب ان کشمیریون کی حقیقت حال
کھل گئی پھر جو کشمیری آیا اسے قید کیا اور حیدر چک کی زیادہ پاسبانی ہونے لگی

سرکردگی مین آگے روانہ کیا۔ شہر سے پانچ کوس پر معلوم ہوا کہ یعقوب کوہ مرکے
قریب شہر سے چار کوس پر گھات لگائے بیٹھا ہے۔ لشکر شاہی دوسرے روز
اس کوہسار پر گیا۔ قراولون نے کچھ لڑکر فتح پائی۔ دن کو غنیم لڑ نہین سکتا اسلئے
شبخون کا ارادہ رکھتا تھا۔ اس سرزمین مین نئے سلوون کے مکانون مین آگ لگ گئی
جسکے سبب سے غنیم کے آدمی پادشاہی لشکر کے خوب نشانہ بنے۔ آپس کی دوروئی
اور ناسازگاری سے اولیائے دولت کی سخن سرائی اور استمالت سے وہ پراگندہ
ہوگئے۔ یوسف کشمیری کہ جسکا خطاب خانخانان تھا اور محمد بہت بہت سے آدمیون
کے ساتھ کوہچہ مین پناہ لے گئے اور امراء پادشاہی سے ملنے کی درخواست کی
۲۹ آذر کو بادشاہی لشکر اس کوہچہ پر آیا۔ یعقوب کچھ آدمیون کے ساتھ کیتواڑہ
ردیہ بھاگا اور آباد جگہون کو غارت کیا۔ لشکر شاہی اس کوہچہ پر گیا۔ جہان نام برده تھی
دوسرے روز مرزا علی و مرزا خنجری کی معرفت وہ سپہ آرا پاس آئے۔ سپہ آرا نے
طرح طرح سے انکی دلدہی کی اور خنجری کے ہمراہ پادشاہ پاس بھیجدیا تو وات
شورش موقوف ہوئی۔ ۲۲ اسفندارمذ کو یہ امراء کشمیر پادشاہ کے دربار مین گئے۔
اور خسروانی نوازش سے سرافراز ہوئے۔

قاسم خان نے سخت تگاپو کرکے بڑی فراخ حوصلگی کے ساتھ ملک کشمیر کو تسخیر کیا
بہت تکلیف اور محنت اٹھائی۔ بہت سے کج گراسترابون کی تلاش کی اور بہت سے
سرداروں کو پادشاہ پاس بھجوایا۔ اور بہت انبوہ اپنی ساتھ ملائے ولایت کو نئے اور گیر
سے آباد کیا اور دشمن کو ایک گوشہ ناکامی مین بٹھایا۔ مگر اس سے یہ لغزش ہوئی کہ
کشمیریون کی گرفت وگیر زیادہ کی۔ اس بوم کے سپاہیون نے جو یعقوب سے چھینا تھا
انکی بازخواست السی کی۔ زمستان مین تو آمد و شد کی راہین بند تھین۔ سپاہیون نے
تلخ کامی کے ساتھ بسر کی۔ جب ہوا مین اعتدال ہوا تو پھر بدگوہرون کے زنبورخانہ
مین شورش پیدا ہوئی۔ بہت سے آدمی چلے گئے اور یعقوب کو لائے اور حوالی سرینگر مین

مرزا یوسف خان کا کشمیر کی صوبہ داری پر جانا

اکبر شہنشاہ یہان کا بادشاہ ہوگا جب بادشاہ کو اس فتح کا مژدہ پہنچا تو اُس کو ہندوؤن کے اختر شناسون کی راستگوئی کا یقین ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسی صدی میں کیرتی [illegible] نے بتلا رکھا تھا کہ آسمان کی کتاب مین
ایک کشمیری کہتوارہ کی تنگناؤن [illegible] لائے اور اُنکے گرد جمع ہوئے۔ چند روز
مین ہنج ہزارہ سے سات کوس پر شورش برپا کی۔ مبارک خان و شیخ دولت اس سے لڑنے گئے۔ وہ دن کو لڑ نہین سکتا اس لئے شبخون کا ارادہ کیا اور آدھی رات کو سری نگر پہنچا اور کچھ قراولون کو جو سوتے تھے مار ڈالا۔ بڑے دروازہ پر آن کر اس نے شورش مچائی۔ قاسم خان نے دلاوری سے مقابلہ کیا حیدر چک سے اُسکی خاطر کو اطمینان نہ تھا اس لئے اُسکو مار ڈالا کشمیری کشتی پر سوار ہو کر شہر کی دریچہ کی طرف جو اس جانب تھا آئے طوفان کابلی اور قاضی زادہ اُس سے لڑنے کھڑے ہوئے۔ غرض ہر گوشہ مین ایک ہنگامۂ جنگ برپا ہوا۔ پادشاہی لشکر کئی طرف سے جو دھونسے بجاتا ہوا آیا تو غنیم گھبرا گیا۔ اور سامنے نہ ٹھیر سکا کشمیریون نے شہر مین آگ لگادی اس سے وہ اور زیادہ تباہ و خاک سیاہ ہوئے۔ آخر شب کو شرمسار ہو کر بھاگے۔ اس بھاگنے مین سیکڑون جان سے گئے۔ صبح کو یعقوب کا تعاقب ہوا۔ مگر لشکر اس زمین سے بیگانہ تھا اور راہین نہین جانتا تھا اس لئے وہ دیسو کو بھاگ گیا۔

یعقوب اس شبخون مین ناکام ہو کر کہتوارہ کے تنگناؤن مین گوشہ نشین ہوا سپاہ کشمیر استوار پیمان کر کے اسکو وہان سے باہر لائی اور سری نگر سے پچیس کوس پر نواحی ہرناگ مین فتنہ برپا کیا۔ قاسم نے چاہا کہ انکی سرکوبی کے لئے امراء کو بھیجے اور خود شہر مین پاسبانی کے لئے رہے۔ امراء نے ناہنجار خواہش گری کی۔ لشکر کے گرم رعنا۔ اس دیار سرد سیر سے بہ تنگ آ رہے تھے۔ گریوون مین چلنے سے اور لڑنے سے عاجز ہو گئے تھے۔ ناگزیر سپہ آرا خود اس مین مصروف ہوا اور فتح خان کو شہر مین چھوڑا۔ جب وہ یعقوب کے نزدیک آیا تو یہان یہ مشہور تھا کہ وہ شبخون مارنے کے قصد سے شہر کی طرف گیا ہے۔ قاسم سراسیمہ ہو کر پھرا اور فوج کو مرزا علی کی

یعقوب کا شبخون مارنا سنہ ۹۹۵ھ

نہین کیا کہ دو جگہ ہونے سے مبادا ایسی گزند نہ پہنچے کہ پھر جسکا چارہ نہ ہو سکے یعقوب
کے دفع کرنے مین سب مصروف ہوے۔ اور اسکی طرف گئے ہر روز لڑائی ہوتی۔
پانچوین روز قاسم خان ۔ ایک جنگ عظیم لڑا فتح علی غنیم کے سرگروہ کو اسنے مارا۔
جس سے دشمنون کا ہنگامہ پراگندہ ہوگیا۔ شمس چک پاس یعقوب چلا گیا پھر تھوڑے
دنون کے بعد شہر کے نزدیک آیا اور فتنہ برپا کیا۔ شہر سے ایک کوس پر ایک زمین
بلند تھی۔ آدھ کوس لمبی اور ایک چوتھائی کوس چوڑی اور کئی تالاب اس کے گرد تھے
اسکی خلاف دشوار گزار۔ ان دونوں نے اس مین پناہ لی اور گاہ و بیگاہ وہان سے باہر
نکل کر لوٹتے مارتے تھے۔ پادشاہی لشکر اس سے ہر روز لڑتا۔ قاسم خان بھی لڑتے
لڑتے تنگ آگیا۔ اسنے پادشاہ پاس عرضداشت لکھی کہ وہ اسکو بلالے۔ شہریار نے
اسکی درخواست کو قبول کر کے مرزا یوسف خان کو سپہ آرا مقرر کر کے اس پار کو
روانہ کیا۔ جگنناتھ اور حسین بیگ اور امیرون کو اسکے ساتھ کیا اور حکم دیا کہ جب کشمیر
سرکشون کی مالش ہو جائے تو قاسم خان وہان سے ہمارے پاس چلا آئے قاسم خان
پادشاہ پاس آگیا۔

پادشاہ کار آگہی نیرنگی بدائع پر نظر کرتا ہے کہن سال دنیا کو آفرینش کی
تازہ آرائش جانتا ہے۔ اسکا دل ایک جگہ نہین لگتا ہے۔ ہر سرزمین سے ایک نیا فیض
اٹھاتا ہے۔ ژرف نگہی کو کام مین لاتا ہے۔ شناسائی کو کام کرد سے ملاتا ہے۔
جہان تقدیر کی شگرف کاری کو زیادہ دیکھتا ہے اسی طرف دل زیادہ لگاتا ہے
اس سبب سے وہ کشمیر کو یاد کیا کرتا تھا اسکی آب و ہوا کو پیش نظر رکھتا تھا۔ جب ملک
اسکی قلمرو مین آیا تو اسکی گلگشت کا ارادہ کیا۔ ہر چند بزم والا کے سخن سرایان نے
عرض کیا کہ پادشاہ کا اتنا بڑا ملک چھوڑ کر بغیر کسی ملکی وجہ کے ایک گوشہ مین جانا خرد
پسند نہین کرتی۔ مگر پادشاہ نے نہ مانا اور کہا کہ جنت آشیانی یہ آرزو اپنی ساتھ
لے گئی ہین۔ میرا وہان جانا انکی تمنا کو پورا کریگا۔ اس نے ۲۱ فروردی کو راوی

شہر سے تین کوس پر ہنگامہ شورش گرم کیا۔ ہرچند سپاہ مین بھیجین مگر وہ انکو اپنے
آگے سے نہ ہٹا سکے۔ تب قاسم خان اس طرف گیا۔ جب وہ ان کے نزدیک آیا تو وہ
پوشیدہ راہون سے شہر کی طرف جلد چلے آئے امرا چند جوق ہو کر مقابلہ
مین آئے مگر یعقوب بھارک مین شہر سے تین کوس پر ایک کوہچہ کی پناہ مین
کمین مین بیٹھا۔ افواج شاہی پیہم پہنچین اگرچہ دار الملک اس تیزروی سپاہ سے
لوٹ سے بچ گیا۔ مگر استواری جا اور دشواری راہ نے کچھ کام سپاہ کو نہ کرنے
دیا۔ سپاہ اس کام کو چھوڑ کر شہر مین چلی آئی جس سے غنیم کی قوت بڑھی کچھ
دنون کے بعد قاسم خان پھر لڑنے آیا۔ قراولون مین تو ہر روز لڑائی ہوتی تھی
مگر پانچ دفعہ جنگ عظیم ہوئی۔ چھٹی دفعہ مین سید عبد اللہ زخمی ہوا۔ غنیم کو شکست دیکر
لشکر شاہی پہاڑ پر آیا۔ اس وقت بارش شروع ہوئی۔ کاردانون کی رائے یہ تھی
کہ غنیم کے گرد دائرہ بنائے۔ مگر اس پر عمل نہ ہوا۔ نشیب کی طرف چلے۔ دشمنون نے
ہر طرف سے تیر اور پتھر پھینکے۔ راہ کی ناہمواری و تنگی سے بادشاہی سپاہ
بیدلی اور کار ناشناسی سے آپس مین رنجیدہ ہونے لگی۔ اس شورگاہ مین میرزادہ
علیخان کی جان گئی اور سری رنگ عمزادہ رائے رائے سنگہ چالیس آدمیون
کے ساتھ لڑنے کھڑا ہوا وہ مارا گیا۔ تین سو آدمیون کی زندگی ختم ہوئی۔ دوسرے
روز قاسم خان لڑنے گیا۔ کشمیریون کو پراگندہ کر دیا۔ یعقوب نے کامراج کو بھگا دیا
پھر یعقوب اور شمس چک نے باہم یکجہتی کا عہد کیا اور سر اٹھایا۔ مگر کشمیر مین یکتادلی
تمام کو بھی نہین ہوتی۔ اندرکول کے قریب ان مین خود لڑائی شروع ہوئی پھر تھوڑے
عرصہ مین انمین صلح ہو گئی اور یہ قرار پایا کہ ایک جگہ رہنے سے لوگ کے نزاع سے
آقا ناخوش ہوتا ہے اس لئے مناسب ہے کہ وہ دو جگہ ہو جائین۔ یعقوب تو کوہ
سلیمان کے قریب جا کر ہنگامہ آرا ہوا اور شمس چک اندرکول مین رہا۔ ابو الفضل کی
رائے یہ تھی کہ بادشاہی لشکر کے بھی دو حصے ہون مگر دوربینون نے اوسے پسند

بہرشیتی کو اس حد پر اگرچہ پادشاہ تنہا جاتا تھا۔ مگر اس پاس ہر منزل مین ہزارون
آدمی جوق جوق نیازمندی کے لئے چلے آتے تھے۔ یہان گریوہ بانی ناگون کے سرگروہ
بہرام نایک نے کورنش کی۔ محمد بہت اور کشمیر کے سردار باریاب ہوئے۔ پھر پادشاہ بریم کلہ
مین آیا۔ یہان بکاولون سے کچھ لغزش ہوئی۔ انکی نگہبانی ابوالفضل کو سپرد ہوئی۔
اثناء راہ مین مرزا یوسف خان کشمیر سے آکر کورنش بجالایا۔ اس دیار کے بہت سردار
باریاب ہوئے۔ پھر پادشاہ پوشانہ مین آیا۔ یہان عجب درخت و چنار و پھول دیکھے
بہت سے ندیون پر پل باندھے تھے اس سے عبور ہوا۔ کشمیری پل کو کدل کہتے ہین۔
آگے منزل مین دو گروہ پر برف تھی پادشاہ کے ہمراہی ڈرے۔ مگر پادشاہ نے انکی
دلدہی کی۔ یہان کی رسم ہے کہ برف سے لوگ علف شالی کی رسیون کی پاپوش پہن کر چلتے
ہین۔ بہت سے آدمی اس طرح گئے۔ پادشاہ اس برف پر گذرا۔ یہان کی کس کس
بات کا ذکر کیا جاوے۔ جاڑہ کی سختی کا یا برف کی شدت کا یا ہندی نژادون کی
سراسیمگی کا۔ گریوہ کی بلندی کا یا راہ کی تنگیون کا۔ یا منزل کے نشیب و فراز کا۔ یا چشمون
و درختون و پھولون کا۔ ہر ایک عجیب و غریب ہے۔ جب پادشاہ چلا تو مینہ اور اولے برسنے
شروع ہوئے۔ مگر کسی کو گزند نہین پہنچا۔ ایک گھنٹہ بڑی شدت سے مینہ برسا۔ جو لوگ
پیچھے رہ گئے تھے انمین سے بعض آدمی برف مین اکڑ کر رہ گئے۔
یہان خاص و عام مین زبان زد ہے کہ پہلے حکیمون نے ان دو راہون مین ایسا طلسم بنایا
ہے کہ جب کبھی بھاری لشکر کا گذر ہوا اور گھوڑے کو ذبح کرین یا نقارہ کو بجائین تو تھوڑی
دیر مین کالی گھٹائین اٹھتی ہین اور برف و باران کی ریزش ہوتی ہے۔ ہر بار کہ اس راہ
سے لشکر گذرتا یہی ہوتا تھا۔ چونکہ پادشاہ نے اپنا اغروق طلب کیا تھا۔ راہ کی دشواریان
اسکو اب معلوم ہوئین۔ حکم ہوا کہ جو امیر پادشاہ کے ساتھ ہین وہ خدمت گذارکارروانون
کو منزل بمنزل بٹھاوین کہ بھنبھر سے ہیرہ پور تک ہر منزل مین خیمہ و ہیمہ و علف و اسباب
خوردنی کو آمادہ رکھین کہ اہل حرم کو تکلیف نہ ہو۔ پادشاہ ہیرہ پور مین آیا۔ یہان

عبور کیا اور تین ہزار سنگ تراش و خارا شگاف و دو ہزار بیلدار کار گذار بسر کردگی
قاسم خان روانہ کئے کہ راہ کے نشیب و فراز کو ہموار کرین - کوچ بکوچ پادشاہ
سیالکوٹ کے مضافات مین آیا - یہان اسنے سنا کہ بیدردی - شقدار - تنبہ سے
ہنوو راج گماشتہ صادق خان نے ایک ستم برپا کر رکھا ہے اور زیردستون کو
بے عزت کرتا ہے - یہان اس نے اسکے ظلم کی خوب تحقیقات کرائی - جب جرم ثابت
ہوا تو اسکی جان لی جس سے اورون کی جان کو آسایش ہوئی - ۹ خرداد کو گریوہ
بھنبھر کی سیر کی کشمیری اسکو کاجیوار کہتے ہین - یہان پادشاہ کو خیال آیا کہ جریدہ
چلئے - شاہزادہ سلطان مراد کو لشکر کا منتظم مقرر کیا اور شیخ فرید بخشی بیگی کو گریوہ پہ
تعین کیا کہ سوائے پادشاہی آدمیون کے کسی کو نہ آنے دے - خود سوار ہو کر گرم رفتار
ہوا - کبھی سوار چلتا کبھی پیادہ - دوپہر کو درختون کے سایہ مین آرام کرتا - پادشاہ
کے ساتھ مرزا خانخانان وزین خان کوکہ عضد الدولہ حکیم ابو الفتح و جگناتھ میر شریف
املی و قاضی حسین و نورقلیچ و رامداس و ابو الفضل اور چند یکے جوان تھے - پادشاہ
گریوون کو طے کرتا ہوا راجوری سے گذر کر قاسم خان کے خیمون مین اترا - یہ راہون
کو پاک صاف کرتا ہوا جاتا تھا - یہان سے کئی رستے جاتے تھے - ہر رستہ برف
سے ڈھکا ہوا تھا - کار آگاہ انکو دیکھنے گئے - انجمن راز گوئی جمع ہوئی تو تحقیق ہوا کہ
سب راہون مین بہتر راہ گریوہ ہستی و ترکی ہے مگر وہ برف و باران کے سبب
دشوار گذار ہے اس لئے پیر پنجال کی راہ اختیار کی گئی - شاہزادہ بزرگ کو حکم ہوا کہ
لشکر مین جا کر سلطان خسرو اور چند اہل حرم کو لے آئے - مرزا کیقباد پسر مرزا حکیم بیمار ہو گیا
اسکو اسی منزل مین چھوڑ دیا شیخ فیضی کو اسکا تیماردار مقرر کیا - یہان سے چل کر
اتبہ بہمن پادشاہ آیا - یہ ایک موضع گریوہ رتن پنجال کی تلیٹی مین واقع ہے یہان
سے کشمیری زبان بولنے کا آغاز ہوتا ہے - پادشاہ نے فرمایا کہ ملک اپس مین کوہ دریا
و ہامون و زبان سے جدا ہوتے ہین . . . کشمیر کی سرحد نخستین بھنبھر پہ ہے -

اور دشوار تھا ہی۔ پادشاہ جن راہون مین کہ پیادون کا گذر نہین ہوتا گران لشکر اور ہاتھیون کے ساتھ آیا۔ سری نگر ایک بڑا شہر لمبا آباد ہی۔ رودبار بہت جہلم اسکے درمیان بہتا ہے۔ اس مین چوبین کاخ پنج منزلہ بنے ہوئے ہین۔ اوران کوٹھون پر زنگا رنگ کے لالہ وگل بوتے ہین وہ بہار مین گلستان معلوم ہوتے ہین۔ یہان اور ہندوستان مین برسات ایک ہی وقت ہوتی ہی۔ توران اور ایران کی طرح یہان بھی برف بہت پڑتی ہے۔ کمی بارش سے یہان کے کشت وکار مین نقصان نہین ہوتا۔ ۲۸ کو شہاب الدین پور کی سیر کو پادشاہ آیا۔ وہ دریا بہت پر عجب دلکشا جگہ ہے۔ چنار یہان آسمان پر سر کھینچے ہوئے سبزہ زار پر نظر کا پانون لغزش کھاتا ہے۔ کہتے ہین کہ اگر وہان استخوان پا اور آلایش پھینکدو تو صبح کو اسکا نشان نہین ملتا۔ روحانی گروہ اسکو رفت وروب کر دیتا ہے مگر پادشاہ نے جب اسکا تجربہ کیا تو ثابت ہوگیا۔ شناگرون نے مبالغہ کیا ہے اور احمقون نے اسی یقین کرلیا ہے۔ ۱۳ کو شاہزادہ بزرگ کو حکم ہوا کہ اغروق کو ہمراہ لائے۔ شاہزادہ کو اپنی پہلی خطا پر شرمندگی تھی وہ بار بار اس کی درخواست کرتا تھا پادشاہ نے اُسے منظور کرلیا پادشاہ نے یہان مرغابی کا شکار کیا۔ بوشانہ مین وہ اغروق شاہی سے جاملا۔ شاہزادہ سلطان مراد وخانخانان وقاسم خان نے راہ کو درست کیا بہت سے کہارون نے کوشش کی۔ غرض یہ سب مل کر پادشاہ کے اہل حرم کو لے آئے جس سے پادشاہ کو نہایت مسرت اور نوکرون کو عزت حاصل ہوئی۔

(۱) پادشاہ نے سنا تھا کہ یوسف مرزبان کشمیر نے ایک محل کے اوپر سے اپنی بیوی کو نیچے پھینک دیا تھا جب پادشاہ اسکے محلون کو دیکھنے گیا تو اس نے وہ محل بتا دیا جسپر سے اُس نے اپنی بیوی کو پھینکا تھا (۲) جگناتھ مکان کے نہ ملنے سے شاکی تھا اور چاہتا تھا کہ قرابیگ کے مکان مین رہون۔ کوٹھے کے اوپر سے وہ پادشاہ کی کورنش بجالایا تو پادشاہ نے فرمایا کہ تو مجھسے بہت دور آتر لے ہے قرابیگ کے مکان مین آن رہو (۳) سحر کو کسی گانے والے کی آواز پادشاہ کے کان مین آئی تو اُسنی

مرزا یوسف خان نے خیمہ و خرگاہ آراستہ کر رکھا تھا بھنبھر سے جو گروہ آگے آتا تھا وہ
پہلے سختیون کو بھول جاتا تھا۔ خلاصہ یہ ہے کہ بھنبھر سے صیرہ پور تک ایک گریوہ ہے کہ
تنگی و دشواری و نشیب و فراز مین اور ناہمواری مین بے مثل ہے درخت زار کی نیرنگی و
پھولون کی شگفتگی اور ہوا کی شگرفی اور آبشارون کی نغمہ سرائی ہر وقت متحیر کرتی تھی اور راہ
کی آزردگی کو دل سے کھوتی تھی لیکن آج کوہستان سے وشت مین گذر ہوا عجب نمایش
نظر آئی ایک دوسرا عالم دکھائی دیا۔ ایک نئی بہشت نے اس وشت مین اپنے منہ سے
نقاب اٹھایا جو سبب بینی کی عادت رکھتے ہین وہ تو یکبارگی راہ کی محنت کو
بھول گئے اور ژرف نگاہ خدا پرستون کو اور ہی خرمی ہوئی۔ گروہا گروہ آدمی ریاضت
کیش خدا پژوہ اور عمامہ وار دانش گرا اور ہنرمند نادرہ کار اور خنیاگران جادو نفس
دار الملک کشمیر سے آ کر باریاب ہوئے اور خسروانی نوازش سے سرافراز۔ آج خانخانان
اہل حرم کے لینے کے لئے گیا۔ مرزا کیقباد اور فیضی بھی آگئے پادشاہ دیور مین آیا۔
وہان شاہزادہ بزرگ تنہا آیا اور عرض کیا کہ راہ کی دشواری سے اہل حرم نہین
آسکتے۔ اس نافرمانی پر پادشاہ ناراض ہوا اور شاہزادہ کو کورنش کی اجازت
نہین دی اور اس سے ایسا غصہ مین آیا کہ اہل حرم کے لانے کو خود چلا مگر اخلاصمندون
کی فہمایش سے واپس آیا۔ خانخانان کو اہل حرم کے لانے کا اہتمام سپرد ہوا پادشاہ
خانپور مین آیا وہان ایک درخت ہل تل دیکھا جسکا تنہ تنومند تھا شاخین بہت
بہ کثرت تھے۔ اگر اُسکی پتلی شاخ کو بھی ہلاتے تو سارا درخت ہل جاتا۔ اگرچہ
چھوٹی موٹی کے درخت بہت ہوتے ہین مگر اس قسم کا کہین نہین ہوتا۔
۲۵ خرداد کو شہر سری نگر مین پادشاہ آیا۔ یوسف خان مرزبان کے کاخ
مین اترا اور حکم دیا کہ کوئی لشکری رعیت کے گھر مین نہ اترے۔ دار الملک لاہور سے
سری نگر تک ۷۰ کروہ و ۷ بانس کا فاصلہ ہے اگرچہ کروہون کے اعتبار سے یہ
فاصلہ دور و دراز نہین ہے مگر نشیب و فراز و ناہموار ہونے کے سبب سے بہت دور

مشکل تھا کہ وہ جلد اچھا ہوتا۔
اس گلشن ہمیشہ بہار کے تماشے نے بادشاہ کو نیایش و ادارمیں گم مستغرق کیا
سیر کے بعد بازگشت کا ارادہ کیا۔ غرہ امرداد کو لشکر اٹھا اور پکھلی کی راہ سے چلا
جلکہ بندی مرگ میں آیا اس روز رینا باریاب ہوا۔ یعقوب کشمیری جسکا اوپر ذکر
ہوا بادشاہ کی شکوہ دیکھ کر خواب سے بیدار ہوا اور اس نے یہ چاہا کہ
بادشاہ سے عہد و پیمان کر کے اسکی آستان بوسی کرے بادشاہ نے جو آدمی
اوسکی طرف سے آگئے واپس کئے اور اسکے عذروں کو سنکر گناہ معاف کئے یعقوب نے
اس سبب کہ بڑے جرم کئے تھے اپنے بھائی کو بھیجا کہ بخشایش کا مژدہ وہ سناکر
اسکے خوف کو دل سے دور کرے یہ اسکا بھائی اپنے کام میں کامیاب ہو کر واپس
گیا —

بادشاہ کی مجلس مشورہ میں یہ امر قرار پایا کہ کابل کو سفر کیا جاوے۔
نہم امرداد کو بادشاہ سری نگر میں آیا۔ یہاں قریش سلطان کاشغری بادشاہ پاس آیا
سوم امرداد کو ست پور کے نزدیک مقام ہوا۔ راہ میں باغ صفا کی سیر کی یہ باغ
مرزا حیدر کا لگایا ہوا تھا۔ پھر کشتی سے اترکر خشکی میں ہٹن میں بادشاہ آیا فیضی
اور میر شریف املی کو بہت کچھ روپیہ دیکر شہر میں بھیجا کہ حاجتمندوں اور گوشہ نشینوں
میں تقسیم کریں۔ خودسری و سرتابی کے سبب سے یعقوب تنگنا کھتواڑ میں سراسیمہ تھا۔
بادشاہ کے آنے سے اوسکو یہ خوف تھا کہ مبادا یہاں کے زمیندار اسکو گرفتار
کرکے بادشاہ کے حوالہ کر دیں۔ جب اسکے بھائی نے جا... کر بخشایش کا مژدہ سنایا
تو اسکی سراسیمہ سری کم ہوئی اور لابہ گری بڑھی اور اپنی رستگاری سوا بادشاہ
پاس آنے کے نظر نہ پڑی لیکن اپنے کئے کرتوں سے بہت ڈرتا تھا۔ مرزا یوسف خان کی
معرفت ایک عرضداشت بھیجی جسمیں لکھا کہ جوانی کی مستی اور بدگوہروں کی دمسازی
سے جو کچھ مجھ پر گذرا سو گذرا اب حضور اپنی پاپوش بھیجیں کہ میں اوسکو سر پر رکھ کر

نقیب خان سے کہا کہ کوئی شخص گانے والے کی عمر اس کی آواز سے بتا سکتا ہے۔ بہت
سوچ کے اس نے جواب دیا کہ گانے والے کی عمر چالیس پچاس برس کے درمیان ہوگی
تو بادشاہ نے فرمایا کہ نہین بیس و تیس سال کے درمیان ہوگی۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ
اسکی عمر پچیس سال کی تھی۔ (۲۲) اس زمانہ مین مریم مکانی نے بادشاہ پاس آنے
کی خواہش کی تو بادشاہ نے فرمایا کہ جواب مین اس شعر کو جو ابھی کہا گیا ہے عنوان
بنائین ؎ حاجی سوئے کعبہ رود از بہر حج ❊ یارب بود کہ کعبہ بیاید سوے ما ؛
۲۳ کو ہاشم بیگ پسر قاسم خان پکلی کی راہ درست کرنے کے لیے بھیجا ارادہ یہ تھا کہ اس
طرف سے مراجعت ہو اس لئے بہت سے خارا شگاف سنگ تراش و سخت بازو
بیلدار ہمراہ کر دیے۔ زین خان کو حکم ہوا کہ الٹا جائے اور لشکر عظیم و را اور آدمیون
کو رہتاس پہنچائے۔ اور خود راہ پکلی سے واپس آئے۔

دریا نوردی بیٹھ کر رہ پیمائی ہے جس سے طرح طرح کی نشاط ہوتی ہے
اس لئے مزاج کی سیر کا کشتی مین ارادہ کیا۔ اس ملک مین تیس ہزار سے زیادہ
کشتیان تھین مگر بادشاہ کے سفر کے لائق ایک بھی نہ تھی۔ بادشاہ کے کار آگاہ
خدمتگارون نے تھوڑے دنون مین یہ کا خہار دریائی تیار کیے اور دریا پر گلزار
لگا دیا۔ ہزار کشتیون سے زیادہ بادشاہ کے مقربین کے لئے تیار ہو گئین اور دریا کے
اوپر ایک شہر آباد ہو گیا۔ ۲۴ تیر کو بادشاہ مع اعزوق کے کشتیون مین سوار ہوا
دریا کی دونو طرف نظر فریب گلزار اور نشاط افزا سبزی چشم افروز ہوتی تھین
کئی روز سفر کر کے بادشاہ جلکہ بندی مرگ مین آیا۔ یہان تین ہزار بیگہ زمین
نہایت ہموار و خرم و شاداب ایسی دیکھی کہ دنیا مین اوسکی مثل کمتر ہوگی۔ یہان
بادشاہ سیر و شکار کرتا رہا ۲۹ تیر کو بادشاہ کو گرانی ہوئی اور ایک دن سخت
درد رہا۔ دوسرے دن اچھا ہو گیا بادشاہ بھی ایسا قوی مزاج تھا کہ کئی
دفعہ سخت بیمار ہوا اور جلد اچھا ہو گیا اگر کوئی اور ایسے مرضون مین مبتلا ہوتا تو

[illegible] سنہ ۹۹۶

تلوار مار کر شکار کیا۔ حسن بیگ کو زخمی کیا۔ حسن بیگ نے لپٹ کر بیٹا کو زیر کیا اور مار ڈالا۔ اس
عرصہ مین یعقوب کے کوکہ محمد نے ایک خنجر حسن بیگ کے مارا اُس نے اسے بھی پکڑ کر زمین پر پٹکا
اور بعد یعقوب اور فتنہ پردازون کو گرفتار کر لیا۔

مدت سے بادشاہ کا دل کشمیر کی سیر کی طرف لگ رہا۔ مگر بعض آدمی دشواری راہ
کے سبب سے اسکے مانع ہوتے تھے۔ بعض بادشاہ کی خوشی کے لئے پہاڑون کی سختی کو آسان
کہتے تھے مگر اسکے ساتھ عرض کرتے تھے کہ اس کوہسار مین بادشاہ کا جانا قلمرو کی ہر طرف سے
ایک سال کی راہ پر دور کر دیگا۔ بعض بادشاہ کی نہفتہ دانی کے معتقد کہتے تھے کہ بادشاہ
کا ارادہ جو یہ ہوا ہے اس مین ضرور فرخی ہے غرض باوجود ان آدمیون کی
بازداشت اور باد و باران کے طوفان کی ۱۲ امرداد سنہ ۱۰۰۰ھ کو بادشاہ چل کھڑا ہوا
اہل حرم کو بھی ساتھ لیا۔ راہ مین ایک عورت اپنے بیٹے کو بادشاہ پاس لائی۔ اور
عرض کیا کہ ہر سال اسکا سر بڑھتا ہے اور گردن دبلی ہوتی ہے کوئی دوا کارگر نہین
ہوتی حضور اسکا علاج بتلائین۔ بادشاہ نے کہا اسکے سر پر ایک چمڑے کی تنگ ٹوپی
پہنا دے بڑھیا نے یہی کیا جس سے اسکا بیٹا اچھا ہو گیا۔ ۲۸ کو بادشاہ چھتہ مین آیا
تو کشمیر کی شورش کا حال اظہر من الشمس ہو گیا۔

رازدار مرزا یوسف خان نے کشمیر کی جمع کی فزونی کو عرض کیا تو قاضی نوراللہ
و قاضی علی تحقیق کے لئے بھیجے گئے اب مرزا کے گماشتون نے دیکھا کہ رشوت کا دروازہ انپر
بند ہوا تو وہ مایوس ہو کر تباہ سگالی کرنے لگے۔ قاضی نوراللہ نے مرزا کے نوکرون کی بے
سازگاری اور تباہ پیچی بادشاہ سے عرض کی اس اطلاع پر بعض بد نہاد طلب ہوئے
حسین بیگ شیخ عمری بادشاہی آدمیون کی یاوری کے لئے بھیجا گیا۔ اب مرزا یوسف کے
اکثر گماشتے اور ملازم ہمداستان ہو کر فتنہ سازی پر . . . آمادہ ہوئے اور
انہون نے کمال الدین حسین کو جو احدیون مین سے تھا اپنا سردار بنانا چاہا جب اسنے انکار
کیا تو مرزا یوسف کے عمزادہ یادگار کو دستاویز آشوب بنایا۔ اور وہ فتنہ اٹھا

بادشاہ کا دوسری دفعہ کشمیر کو جانا سنہ ۱۰۰۰

[illegible] سنہ ۱۰۰۰

پابوس ہون۔ ۸ ارامر داد کو وہ اپنی مراد کو پہنچ گیا۔ اس ملک مین خشکی مین باربرداری
کا کام آدمی کرتے ہین اور بڑا بھاری بوجھ اٹھاتے ہین اور پہاڑون پر اس طرح
چلتے ہین جیسے کہ ہموار زمین پر۔ بہت سا اسباب یہ گروہ اٹھا کر چلا تو عجب تماشا نظر
آیا۔ پادشاہ بارہ مولہ مین آیا یہ دروازہ کشمیر ہے۔ اس کے ایک طرف اونچا پہاڑ ہے
دوسری طرف دریا بہت جوش کرتا ہوا۔ ہندوستان کو آتا ہے اور اوس کے
درمیان ایک تنگ راہ ہی۔ یہان کشمیر کے فرمان روایون کے آدمی بھی رہتے ہین
اور کسی آدمی کو بغیر نوشتہ کے پاسبان نہین جانے دیتے۔ زین خان کوکہ پکلی سے آیا
اور دوبارہ سندھ کو روانہ ہوا کہ وہان پل بنا ے۔ ۲۳ کو آب بہت سے پادشاہ گذرا
پھر پادشاہ منزل بمنزل چلکر پولیاس مین آیا یہان ولایت کشمیر ختم ہوئی۔ ملک ستنگ آغاز
ہوا۔ ۲۸ اشہریور کو دریاے سندھ کے کنارہ پر اٹک بنارس کے نزدیک پادشاہ آیا اور دھم
مہر کو کابل مین آیا۔ حسین فتنہ انگیزی
حسین خان و محمد خان و ابو ذر خان و غازی خان ولوھر چک پادشاہ کے پاس سے بھاگ گئے۔ جمون کی راہ سے پہاڑون مین آن کر
کے خیال سے علی رنیا کی پناہ مین آئے اس سے پہلے کہ وہ ہاتھ پیر ہلائین۔ کارپردازان کشمیر نے پکڑ کر
ان کو مار ڈالا۔
یعقوب رنیا دونو بھائی بھاگنے کی گھات مین لگے رہتے تھے۔ پادشاہ نہین چاہتا تھا کہ
جو لوگ پناہ مین آئے ہین انکو سزا دے اس لئے اسنے انکو حسن بیگ گرد کے حوالہ کیا کہ وہ راجہ
مان سنگھ پاس انکو پہنچاوے کہ اپنے بنگاہ سے وہ دور ہو جائین اور آرام سے رہین
حسن بیگ نے ہمراہیون کے تین توپ بنائے ایک کو نزہ وزاد کے ساتھ کیا۔ ایک گروہ
کو اپنے ساتھ لیا تیسرے گروہ کو یعقوب کا اسبان بنایا اس نے اپنے تئین بیمار بنایا تھا
سنگاسن پر جاتا تھا۔ حیلہ سازون نے غل مچایا کہ رہزنون نے پڑتال پر ہاتھ ڈالا حسن بیگ
نے ہمراہیون کو اس طرف بھیجا تو رنیا نے جو اس کام مین شریک تھا و فعتہً یعقوب کو ایک

نہ جدا ہو جاوین - پادشاہی آدمیون نے اس لئے کہا کہ عجی شہر کے اندر نہ گھس گئے ہین
قاضی علی نے یہ کہا کہ فتح علیخان جنگلی پاس پناہ لینی چاہیئے اور وہان کمک کا انتظار کرنا
چاہیئے حسین بیگ نے کہا کہ مرزا حسین خان کے آدمی سب ناسپاس ہو رہے ہین وہان
پہنچنا بہت دشوار ہے - ناگزیر ہندوستان کی طرف چلین - حیرہ پور کے نزدیک
ایک شخص نے ناشناسائی سے نقارہ بجایا - اس سے راہ بانون نے مطلع ہوکر پلون کو
توڑ دیا - ناکام دریا مین چلنا پڑا کچھہ ڈوبے کچھہ گرفتار ہوئے حسین بیگ قاضی علی
اور چند بدخشی دریا سے نکل کر چلے - پیر پنجال کی راہ بند تھی - گر لوہ حستی و تر کی
راہ لی سخت تکاپو کرکے اور تیر اندازی کا کارنامہ دکھاکے رہائی پائی - راہ کے نشیب و فراز
سے قاضی بالکل تھک کر بیٹھ گیا - گرفتار ہوکر مارا گیا حسین بیگ کو زمیندار لوٹ کر مارنا
چاہتے تھے کہ راجوری کے رئیس عنبر نے پہنچ کر اسے بچا لیا -

جب پادشاہ کو یہ اطلاع ہوئی تو وہ تیز تر چلا - زین خان کوکلتاش کو حکم ہوا
کہ راہ سواد سے سپاہ کو اس طرف لائے - اور صادق برنج کی راہ سے آئے
کمالی کوہسار کے زمیندار جموسے چلین - پنجاب کے اقطاع دار اور عمل گذار پردل زمیندارون
لو دلاسا دیکر روانہ کرین - پنجم شہریور کو شیخ فرید بخشی بیگی کو پادشاہ نے روانہ
کیا - غرض اس برف ریزی مین ہر طرف سے پادشاہ نے سپاہ روانہ کی کہ سرکشون
کی سزا مین دیر نہ ہو - ابوالفضل نے دیوان لسان الغیب مین جو فال دیکھی تو یہ دو
بیتین نکلین

## ابیات

آن خوش خبر کجاست کزین فتح مژدہ داد ✤ تا جان فشانمش چو زر و سیم در قدم
از بازگشت شاہ درین طرفہ منزل است ✤ آہنگ خصم او بہ سراپردہ عدم

اس دن پادشاہ نے دوربینی کے سبب سے مرزا یوسف کو ابوالفضل کے حوالہ کیا جب اسکا
زادہ وزاد کشمیر سے آیا تو اُسے رہا کیا -

جب یادگار کل پاس ریزست مکس خو جمع ہوئے اعدا اولیا دولت کا حال آیا

اور اپنا نقصان کرتے اس گروہ کے اندر کسی کے ہان حسین بیگ کے ایک نوکر کی شادی
ہوئی تھی اس نے انکی رہنمونی سے انکار کیا تو اس گروہ نے اس کا گھر جا گھیرا اور حسین بیگ
پیشخ عمری پر بھی تیرون کا مینھہ برسایا اسکے آدمی موجود نہ تھے اس نے دروازہ
کھول کر ہمت کی۔ قاضی علی اور شیخ بابا نے درمیان مین پڑکر یہ شورش کو دبا دیا پھر
یہ گروہ گرپوہ ماران پر گیا اور وہان ایک ہنگامہ برپا کیا حسین بیگ نے آدمیون
کو اُن سے لڑنے کے لئے جمع کیا اور کچھہ لڑا اور صلح چاہی۔ مخالفون نے چند آدمیون
کو پیمان کرکے مار ڈالا قریب تھا کہ ان کی شتہ سگالش کردار مین آئے ناگزیر حسین بیگ
قاضی علی شہر سے نکل کر قلعہ ناگر نگر مین آگئے اور بے پروائی کے سبب خواب غفلت
مین سو گئے۔ ۱۲ امرداد کو رہ گذرون کو بند کرکے ناسپاسی مین بیٹھے تعجب یہ ہے
کہ بادشاہ اُسی روز لاہور چلا تھا کہ چند سرکشون نے فالیز کی سیر کا بہانہ کرکے
یکجہتی کا پیمان کیا تھا حسین بیگ قاضی علی کی ہمت نے یاوری نہین کی کہ تیز دستی
کرکے اس شورش کو مٹاتے۔

جب بادشاہ کو اطلاع ہوئی تو وہ تیز تر روانہ ہوا۔ غرہ شہریور کو دریاے چناب کے
کنارہ پر پہنچا۔ باوجود بارش کی طوفان کے اس نے یہان سپہ کو آراستہ کیا
گذرچوگانی سے کشتی مین سوار ہوا۔ ۳ کو معلوم ہوا کہ مرزا کی تمام سپاہ کشتیون
سے مل گئی ہی۔ جب یادگار شہر سے نکلا اور قاضی علی اور حسین بیگ اس سے کچھ
نہ بولے تو وہ کام راج کو چلا گیا اور وہان بدگوہرون کے ہنگامہ نے رونق پائی
اُس وقت وہ بے پروائی کے خواب سے بیدار ہو کر اس کے پیچھے دوڑے کچھہ کام کیا
اور اپنا منہ لیکر واپس چلے آئے اگرچہ مرزا کے فرزند اس سے نہین ملے اور اولیاے دولت
نے بھی انکی یاوری نہین کی۔ مگر جب یادگار شہر پر آیا۔ باغ الہی کے نزدیک تھوڑی سی
لڑائی سے غلبہ پایا تو قاضی و حسن بیگ ناگزیر دریا سے گذر کر شہر مین آئے۔ پل کو دونو
گروہون نے ویران کیا۔ باغیون نے تو اس خیال سے کہ ان کے آدمی ان سے

واقعہ قاضی علی و حسین بیگ

جب یہ دستان فروشی کارگر نہ ہوئی تو اسنے درویش علی کو بہت سپاہ کے ساتھ
گریوہ کو روانہ کیا۔ اور اسکی استواری مین کوشش کی۔ بادشاہی سپاہ ہر طرف سے پہنچ گئی تھی
شیخ فرید بخشی بیگی اپنے ہمراہیون کے ساتھ گریوہ کے نیچے پہنچ گیا اور ۲۶ شہریور کو
ہراول درہ مین گئی اور برانغار اور جرانغار آمادہ پیکار ہوئے۔ درویش علی نے گریوہ
پر دیوارین بنالین اور لڑنے کا قصد کیا جابجا آدمی لڑنے کو بٹھا دئیے۔ بادشاہی ہراول
نے غنیم کو شکست دی اور جرانغار سے بھی لڑائی ہوئی اس نے دشمن کے بہت آدمی مارے
چار آدمی بادشاہ کی سپاہ مین مرے۔ برانغار نے غنیم کا ایک سرکوب جنگ لے لیا
آگے راہ نہ تھی۔ اس لیئے ہراول اُلٹا چلا آیا۔ ہراول اور جرانغار نے تیزدستی کر کے گریوہ
تل لے لیا۔ کچھہ پوشی لے لیئے۔ ایک شخص نے وہان گھوڑے کو نادانستہ ذبح کیا اسلئے
اولے بہت برسے۔ صبح کو گریوہ اگرم بال سے گذر کر دائرہ کیا۔ تدبیر یہ تھی کہ گریوہ ہستی و تمہ
مین کر پانچ گروہ پرے جا بیٹھین۔ دکنون نے اُسے خالی سمجھہ کر تیزدستی کی۔ غنیم گریوہ
مین آمادہ جنگ تھا مگر صبح کو وہ پراگندہ ہو گیا۔ ۲ دوم مہر کو لشکر شاہی گریوہ کو طے کر کے
صیدہ پور مین آیا۔ وہان ایک تن بے سر نظر آیا جو یادگار کل کا تھا جسکی سرگذشت یہ ہے کہ
یادگار کو معلوم ہوا کہ گریوہ کو بادشاہی سپاہ نے لے لیا تو اُس نے عادل خان کو ایک
گروہ کے ساتھ سری نگر روانہ کیا اور خود صیدہ پور مین آیا دوسرے روز آدمیون کو کچھہ
روپیہ دیکر آگے روانہ کیا۔ شہباز خان نیازی و ابراہیم خان کاکر و ابراہیم خان
میانہ سارو بیگ شاملو و حسین بیگ عصلو و بابا بیگ اوزبک و ملک محمود اور مرزا کے چند اور
نوکرون نے آپس مین عہد کیا اور کمین گاہ مین بیٹھہ گئے۔ جب آدھی رات ہوئی تو اللہ اکبر کا
نعرہ مار کر غارت کرنا شروع کیا یادگار سراپردہ سے نکل کر صحرا مین گیا۔ صرف ایک
نوکر یوسف نامی اسکے ساتھ تھا۔ کچھہ راہ چل کر ایک بوتہ کے پناہ مین بیٹھا اور ہمراہی کو
گھوڑا لانے کو بھیجا۔ بعض بادشاہی آدمیون نے لوٹ پر خیال نہ کیا تھا اسکی تلاش
کے درپے تھے کہ دفعۃً سارو بیگ کی نگاہ یوسف پر پڑی اس کو شکنجہ مین کھینچا

ہوا تو یوسف مرزا کے بیٹون نے اس سے لابہ گری کی۔ اس نے گرم خوئی اور تازہ روئی
کے ساتھ انکو ہندوستان بھیجدیا اور دریا سے گذر کر مرزا کی منزل گاہ مین آیا
خزینہ و زرینہ و فیل و اسپ و توپ اور مال اس نے لے لیا۔ منبر پر اپنا خطبہ پڑھوایا
سکہ پر اپنا نام چھپوایا۔ ان دنون مین اسکو تپ لرزہ آیا۔ مہرکن اسکی مہر کھودتا تھا کہ
ایک فولاد کا ریزہ اڑکر اسکی آنکھ مین لگا۔ جس سے لوگون نے جانا کہ اسکا اقبال
زود زوال ہے۔ سماجت سے اس نے فرومایون کو بڑی بڑی خطاب دیے۔
ہزاری و بازاری کے نام بزرگون کے سے رکھ دیے۔ وہ جانتا تھا کہ سب راہین
بند پڑی ہین۔ بادشاہ کو اس حال کی اطلاع جلد نہین ہوگی اگر ہوگی تو یقین نہین
آئیگا۔ اگر یقین ہوگا بھی تو اس ریزش ابر مین سپاہ بہت دیر مین جمع ہوگی جاڑا
آجائیگا اس سردسیر ملک مین سپاہ کا آنا دشوار ہوگا۔ جب ایک سال گذر جائیگا تو
میرے پاس وہ سامان جمع ہو جائیگا کہ مدتون سے کبھی وہ کسی مرزبان کشمیری پاس
جمع نہ ہوا ہوگا یہ باتین سوچ کر یار غارون کے ساتھ بزم بادہ گساری آراستہ
کرتا اور بیہودہ باتین بکتا۔ مرزا کے اندوختون کو اڑاتا اور اسکے ناموس پردست درازی
کرتا اور دوستی اور رشتہ مندی کا بہانا بناتا۔ جب اس نے سنا کہ مرزا قید مین پڑا
ہی تو ناچار اس نے زن وزاد مرزا روانہ کیا۔ تتہ کے نزدیک بدنہادون نے اسکے
لوٹنے کا ارادہ کیا مگر بادشاہ نے بھی اسکے لانے کے لئے بابری مرزاؤن مین سے
حاجی میرک کو کچھ سپاہ کے ساتھ بھیجا تھا وہ اس پاس پہنچ گئے تو وہ بچ گیا یکبارگی
بادشاہ کے آنے کا آوازہ سب جگہ بلند ہوگیا تو یادگار بیدار ہوا۔ اور اس نے
ایک عرضداشت بادشاہ کو بھیجی کہ حسین بیگ شیخ عمری کا ارادہ یہ تھا کہ مرزا
شاہرخ کے بیٹے کو بدخشان سے اس دیار مین لائے اور دست آویز شورش اسکو
بنائے۔ مین اس سے آویزش کے لئے تیار ہوا اس نے سخن سازی کر کے مجھے
بدنام کیا اس کا جواب ابوالفضل نے بادشاہ کے ارشاد کے موافق لکھا۔

بادشاہ نے بے موسم پہلے بھی مرغابی کا شکار کیا تھا مگر موسم کے سبب سے اب کی دفعہ اس شکار سے بڑا لطف اٹھایا۔ دوم آبان کو بادشاہ کے تلادان کا جشن ہوا ابوالفضل نے چودہ ہزار آدمیوں کو خواستہ دیا۔ اس آباد ملک میں چور اور گداگر کم تھے اس زمانہ میں لوگ خیانت کرتے تھے اور بہت ناخوش و بے صبر رہتے تھے۔

زعفران زار کی سیر اور دیوالی

نہم آبان کو بادشاہ زعفران زار کی سیر کے لئے کشتی میں سوار ہوا یہ ایسا گلزار تھا کہ جسکی شادابی و نشاط بخشی اور خوش بوئی دنیا میں سب سے بڑھ کر تھی۔ زعفران نیلوفر کی مانند ہوتا ہے لیکن دل افروزی اسکی بیان نہیں ہوسکتی ۱۲ مہر کو دیوالی جشن ہوا۔ بادشاہ کے حکم سے دریا کے کناروں پر اور کشتیوں میں اور کوٹھوں پر چراغ روشن کئے گئے۔ عجب تماشا تھا۔

اسی روز شمس الدین چک کی بیٹی بادشاہ کے حرم سرا میں داخل ہوئی۔ اس سرزمین کے بزرگ زمینداروں کے تابع کرنے کے لئے مبارک خان حسین چک کی بیٹی کا نکاح شاہزادہ سلطان سلیم سے ہوا اور اسی طرح کی اور کئی شادیاں ہوئیں۔ مرزا کیقباد پسر مرزا حکیم شراب پینے کے سبب سے قید ہوا ایک سیاہی بادشاہ کے روبرو پیش ہوئی کہ وہ پانی سے اور ہاتھ کے مٹانے سے محو نہ ہوتی تھی اور خط کو خراب نہ کرتی تھی بادشاہ نے اسکو کارآگاہوں کو دکھایا۔

بادشاہ کی بازگشت ہندوستان کو سنہ ۱۰۰۰

یہاں کی آب و ہوا ایسی خوش اور بادشاہ کے مزاج کو سازگار تھی کہ اسنے یہ ارادہ کیا کہ موسم سرما یہیں بسر کیجئے لیکن گرانی اشیا ایسی تھی کہ سب چھوٹے بڑوں کا ناک میں دم آیا تھا اور اس ملک کے جاڑے کی برداشت بھی لشکر کو جو گرم سیر ملک کا رہنے والا تھا دشوار تھی اسلئے بادشاہ نے بازگشت کا ارادہ کیا۔ بادشاہ کا ارادہ تھا کہ مرزا یوسف خان کو کشمیر حوالہ کرے مگر اسکے جمع میں چون و چرا کی اتفاق سے قاضی علی کی فراہم کی ہوئی جمع کی کتاب ہاتھ لگی۔ جس سے مرزا کی قلعی کھل گئی وہ شرمندہ ہوا۔ بادشاہ نے کشمیر کو خالصہ بنا کے خواجہ شمس الدین کو

ناچار اس نے سرگزشت کو بیان کیا اسکی رہنمونی سے یادگار گرفتار ہوا۔ اور صلح کی
باتیں کرنے لگا کہ شہباز خان نے آنکر اسکے دوش کو سر کے بوجھ سے ہلکا کیا۔ ۶
مہر کو بھنبھر کے نزدیک متھرا داس اسکا سر بادشاہ پاس لایا۔ اکیاون روز یادگار کا
ہنگامہ فساد برپا رہا جسکا خاتمہ اس طرح ہوا اس سال میں بادشاہ کو چاروں طرف
فتوح ہوئیں۔ مرزبان ٹھٹہ مطیع ہوا۔ سیوستان حوالہ کیا۔
اڑیسہ فتح ہوا مشرقی دیار کے سرتابوں نے اطاعت اختیار کی جونہ گڑھ و
سومنات فتح ہوئے مظفر گرفتار ہوا۔ یادگار کل بے سر ہوا۔ کشمیر کی شورش مٹی۔
اسیر جیرہ دستی ہوئی۔

دوسرا سفر کشمیر — واقعات ۱۰۰۰ھ

۹۹۹ھ کو بادشاہ سیر کے لئے آگے بڑھا۔ اغروق کو شاہزادہ دانیال کے ساتھ
رہتاس روانہ کیا۔ اور فرمایا کہ اول دفعہ بہار کے جلوے دیکھے تھے۔ اب خزان کے عشوے
دیکھے جائینگے۔ پہلے جمال کی پردہ کشائی تھی اب جلال کی نمایش ہوگی۔ بھنبھر سے بادشاہ
منزل بمنزل ایسی سڑک پر چلا۔ کہ جسکا حال برف سے ایسا شکستہ ہو رہا تھا کہ
بادشاہ کا گھوڑا پھسل کر گر پڑا۔ ۲۳ کو سری نگر دارالملک کشمیر میں آیا۔ راہ میں ایک
چنار کا تنہ کھوکھلا ایسا دیکھا کہ اس میں بادشاہ کے حکم سے ۳۴۔ آدمی بیٹھے۔ اگر اور
زیادہ پاس پاس آدمی بیٹھتے تو کئی اور آدمی سما جاتے۔ باوجودیکہ یادگار ناسپاس کا
بالکل ستیاناس ہو گیا تھا۔ مگر یہ مشہور ہو رہا تھا کہ بادشاہ نے سب چھوٹے بڑوں
کی جانوں کے شکار کرنے کا حکم دیدیا تھا اس لئے سب آدمی پراگندہ ہو گئے کوئی دہ
آباد نہ تھا ہر چند ہیبت زدہ آدمیوں کو دلاسا دیتے تھے مگر انکو یقین نہیں آتا تھا مگر جب انکو
بادشاہ کی محبت کا یقین ہوا تو وہ وحشت آوارگی سے شہر میں آئے۔ بادشاہ کی
بخشش و بخشایش سے خوش ہوئے۔ کارشناس ہرطرف دوڑے اور ناسپاسوں کو
پکڑ کر لائے۔ جو شورش کے خمیرمایہ تھے انکو سزا ملی۔ عادل بیگ قلندری کا لباس
پہن کر دکن کو بھاگ گیا۔ جنہوں نے سرکشی سے کنارہ کیا وہ بلند پایہ ہوئے۔

پادشاہ کا ارادہ تھا کہ جب آگرہ سے کشمیر جاوے سب چھوٹے بڑے گریوون کی جھوٹی
بیان کرتے۔ بعضے کہتے کہ سپاہ دکنیون سے لڑرہی پادشاہ کشمیر کیونکر جا سکتا ہے کہ
ناگاہ دکن کی فتح کی خبر آئی ۱۲ ر فروردین کو پادشاہ نے کوچ کیا ۲ ر اردی بہشت کو
پادشاہ امنا باد مین آیا۔ کہسار کشمیر کی ہوا اور دشوار گذاری و دیر کٹ کی آرزو دلون
سے شورش مچواتی ہے۔ سبک سر فرومایون کا ذکر کیا ہے۔ ایک غوری زاجبلی اس ملک
مین بدخشیون سے ملا اور مکاری سے اپنی تئین عم شیخ پسر مرزا سلیمان بنایا۔
مرزا سلیمان کی ناکامی کے زمانہ مین حصار مین لونڈی کے پیٹ سے ایک بیٹا پیدا
ہوا تھا اسکا یہ نام رکھا گیا تھا جب مرزا حصار سے نکلا تو اسکو اوزبک خان عمزادہ
عبداللہ خان پاس بھیجدیا۔ وہان وہ مرگیا بعض کہتے ہین اسکو لوگون نے مارڈالا
بعض کہتے ہین کہ وہ چیچک سے مرگیا بعض کہتے ہین کہ وہ زندہ رہا۔ اس حیلہ پرواز نے شورش
مچائی اور پوشیدہ پوشیدہ ہزارہ بدخشی اور بہت سے کشمیری اپنی ہمراہ کرلئے۔ ابھی
اسکا پردہ فاش نہین ہوا تھا کہ پادشاہ کی آمد کا آوازہ بلند ہوا تو اسی کے چند
رازدارون نے اسکو پکڑکر محمد قلی بیگ ترکمان کے حوالہ کیا۔ اس منزل مین پادشاہ
پاس اسکو لائے۔ وہ اپنی سزا کو پہنچا اگر پادشاہ یہ سفر نہ کرتا تو وہ بڑی شورش مچاتا ۱۲
۱۷ ر کو شکار کرتا ہوا قصبہ گجرات مین جسکو اس نے آباد کیا تھا اور ۲۳ ر کو قصبہ بھنبھر
مین آیا۔ یہان اپنی سپاہ کے دس حصہ کئے ایک حصہ اپنے لئے دوسرا حصہ اہل حرم
کے لئے تیسرا حصہ شاہزادہ سلیم کے لئے اور سات حصے ہر روز کے لئے کشک وار رکھے۔ غرہ خرداد
کو گریوہ سے نکلا۔ ۶ ر کو راجوری مین جشن کیا ۱۱ ر کو پیر پنجال سے برف کو کاٹ کر
اور تحمل کرکے باہر آیا ۱۴ ر کو ہیرہ پور مین آیا۔ یہان جمال نگری کی سیر کو گیا یہ شہر پہلے
مرزبان نشین تھا اسکی ویرانی پہلی آبادی کو بتلاتی ہے۔ ۱۹ ر کو پنج ہزارہ مین آیا
مرزا یوسف خان نے لشتہ پر شہر بند بنایا تھا۔ پادشاہ نے اس کا نام اکبر پورہ رکھا
اسکا آباد کرنا محمد قلی بیگ کے سپرد ہوا۔ بیجھی بھون کی سیر کرکے خان پل کے

سپرد کیا۔ تین ہزار سوار ہمراہ کیئے۔ ۲۰ آبان سنہ ۱۰۰۱ کو کشتی مین سوار ہوکر
ہندوستان کو روانہ ہوا۔ ۲۳ کو کول الیسر پرگنہ ہوا وہ ایک بڑا آبگیر ہے گردہ
اسکا ۲۰ کروہ ہے۔ دریاے بہت (جہلم) اسکے اندر ہوکر ہندوستان مین آتا ہے
سلطان زین العابدین نے اسکے درمیان بہت تکلف سے ایک سنگین صفہ بنایا۔
جسکا طول ۱۱۹ گز اور عرض ۸۲ گز لمبا۔ اسپر محل بنائے جواب تک یادگار ہین اور
پھر اور مرزبانون نے نشیمن وہان بنائے۔ نظام الدین اپنی طبقات اکبری مین لکھتا
ہے کہ بادشاہ نے راہ مین زین لنکا کی سیر کی۔ یہ ایک حوض ہے کہ اس کے غرب و جنوب و
شمال مین پہاڑ ہے اور اسکا دور ۳۰ کروہ (۶۰ میل) ہے دریاے جہلم اس حوض کے اندر
سے ہوتا ہوا گذرتا ہے اس کا پانی نہایت صاف ہے حوض کے درمیان سلطان
زین العابدین نے پتھر ڈلواکر ایک جریب کے قریب چبوترہ پانی سے بلند کیا اور اس پر
عمارت عالی بنائین۔ اسکی نظیر ملک مین کہین نظر نہین آتی۔ اس کی سیر کرکے بادشاہ
بارہ مولہ مین آیا اور وہان سے پکلی مین۔ یہان بہت برف اور مینھ برسا وہان
سے بادشاہ ایلغار کرکے رہتاس مین آیا نظام الدین خواجہ فتح اللہ کو حکم ہوا کہ اہل
محل کو آہستہ آہستہ پیچھے لائین۔ غرائب وقعات مین سے یہ ہے کہ جب بادشاہ
نے کشمیر سے معاودت کی تو فرمایا کہ چالیس سال سے برف برستا مین نے نہین
دیکھا اور اکثر میری ہمراہی وہ ہین جنھون نے ہند مین نشو و نما پایا ہے انہون نے
بھی اسے نہین دیکھا۔ اگر نواح پکھلی مین ایک دفعہ برف کی بارش ہو تو الطاف
الٰہی سے بعید نہین ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پکھلی مین بادشاہ ایک مہینے بسبب
برف بارش کے مقیم رہا۔ پھر رہتاس مین تیرہ روز رہا۔ اور ۱۳ ربیع الاول وارد ی
کو بادشاہ لاہور مین داخل ہوا۔

## سنہ ۱۰۰۵ کشمیر کی سیر کو بادشاہ کا تیسری دفعہ جانا ۱۲

دوم تیر کو پادشاہ کوہ ہچہ پرنا گر نگر کے قریب آیا اس پر مرزا یوسف خان نے دل نشین کاخ بنائے تھے۔ ایک محل مین تین سوز ینہ تھے۔ پھر شہاب الدین پورا ور زین لنکا کی سیر کی۔ انہین دنون مین پادشاہ کی فرمایش سے ایک جہاز ایسا جیسا کہ سمندر مین چلتا ہے بنایا گیا اس مین بیٹھ کر پادشاہ نے دریاء بہت (جہلم) کی سیر کی۔

اس ملک کی قدیم رسم ہے کہ ۱۳ ربیع الاول شکل پکش کو سب چھوٹے بڑے روشنی اور پوجا کرتے ہین۔ کہتے ہین کہ دریاء بہت جو شہر کے اندر بہتا ہے اس شب کو پیدا ہوا تھا۔ اس کی سپاس گذاری مین یہ خوشی ہوتی ہے اس سبب سے پادشاہ نے فرمان بھیجا کہ کول کے کنارہ پر اور پہاڑ پر کشتیون پر چراغون کی روشنی ہو۔ اس روشنی سے عجب نورستان نمایان ہوا۔ اس روز فرمایش سے ایک دل کشا کاخ پادشاہ کے لئے تیار ہوا۔ اوسکو کشمیری زبان مین لری کہتے ہین۔ پادشاہ نے اس مین جشن کیا پھر پادشاہ مختلف مقامات کی سیر کر کے ناگ نگر مین آیا۔ یہان خزان مین سیب شفتالو و انگور و چنار کی فصل تیار دیکھی۔ یہان کی خزان کی رنگ آمیزی بہار پر بہت جگہ طعنہ کرتی

بیت۔ ذوق فنا نیافتہ ورنہ درنظر + رنگین تر از بہار بود جلوۂ خزان +

پادشاہ تین مہینے ۲۹ دن اس مصر نو آباد مین رہا۔

برسات کا موسم تھا اس ملک مین بھی بارش ہوتی تھی اس مین خوب سیر ہوتی تھی ارادہ تھا کہ زمستان اسی عشرت گاہ مین بسر ہو۔ لیکن مہر کے شروع مین سخت جاڑا پڑنے لگا اور گرم سیر ملک کے رہنے والون پر سخت مشکل پڑی۔ پادشاہ نے اس سبب سے مہربانی کر کے اپنے ارادہ کو موقوف کیا۔ گلزار زعفران کی سیر کر کے ہندوستان کو . . . . . پیر پنجال کی راہ سے مراجعت کا ارادہ کیا۔ امراء کو زر دیکر پہلے روانہ کیا کہ منازل کو آراستہ کرین۔ ۲۵ مہر کو پادشاہ نے کشتی مین سوار ہو کر ہندوستان کا ارادہ کیا۔ زعفران زار مین پہنچکر سات روز تک قیام کیا۔ پھر منزل بمنزل سیر و شکار کرتا ہوا سوم آذر ۱۰۲۹ھ کو لاہور مین پادشاہ آیا ایک ماہ دس روز راستہ مین

نزدیک کشتی مین آیا۔ پھر گھوڑے پر سوار ہو کر شکار کھیلا۔ منزل بمنزل چل کر ۹ ربیع کو
شہر ناگر نگر مین آیا۔ سری نگر کے پاس ایک بلند پہاڑ ہے۔ اسکے نزدیک ایک بڑا آب گیر
ہی۔ پادشاہ نے اس سرزمین مین شہر کا آباد کرنا پسند کیا تھا۔ مرزا یوسف خان
نے اُسے آباد کیا۔ کئی نشیمن اور گلی فصیل بنائی۔ سپاہ نے بھی اس مین اپنے لائق گھر
بنائے۔ اب پادشاہ نے حکم دیا کہ قلعہ سنگین بنایا جائے ایک ایک حصہ اس کا
امیر کو سپرد ہوا۔

پادشاہ کو یہان معلوم ہوا کہ اقطاع دارون کے ہاتھ سے سخت ظلم ہوتا ہے
اس ملک سے غلہ لیا جاتا تھا اسکی بجای وہ زر و سیم طلب کرتے ہین۔ کارشناسی سے
کل جمع طلب کرتے ہین جس سے بڑی خرابیان پھیل رہی ہین۔ پادشاہ نے گروہا گروہ
آدمیون پر جمع معاف کر دی اور برگزیدہ آئین مقرر کئے۔ جس سے ظالمون کو سزا ہوئی
کشاورزون کو جن کا نقصان ہوا تھا فائدہ ہوا۔ پادشاہ نے مہربانی کرکے انکی
دستگیری کی۔ سارے ملک کے چودہ حصے کئے ہر ایک مین دو محرر ہندی و ایرانی مقرر
کئے کہ دونون کے خام کاغذ پڑھ کر کاشتہ و افتادہ و برگرفتہ زمین سے آگاہی ہو اور
آدھی جنس محصول مین لیکر باقی کاشتکارون کو دی جائے۔ اس انتظام کا حال آگے
پڑھوگے۔

بارش کی کمی سے اور کسانون کی پراگندگی کے سبب سے اجناس گران بہا ہوئین
اگرچہ پادشاہ کی سپاہ کے آنے نے اس بلا کی سختی کو بڑھایا لیکن شاہنشاہی نوازش
نے اس کو گھٹایا۔ شہر مین پادشاہی حکم سے بارہ جگہ سب چھوٹے بڑون کی خوراک تیار
ہوتی ہی۔ یکشنبہ کو عیدگاہ مین صلای عام ہوتی اور وہان چند آدمی پادشاہ
کے پاس سے جاکر خواہشگرون کو خواستہ و خورش دیتے۔ اسی ہزار بھوکون و محتاجون کا
کام نکلتا۔ قلعہ جو بن رہا تھا اس مین بھی بہت سے غریب آدمی لگ کر پیٹ پال
لیتے۔ مزدوری کر کے جانکاہی سے بچتے۔

راجم گڈھ و جسروتہ و جموں۔ مانکوٹ۔ لوکوبست پادشاہی لشکر نے فتح کر لیے۔

جب پادشاہ دکن کو گیا تو بعض سرکشون نے ابیا چک پسر حسین خان کو سردار بنایا اور فتنہ اٹھایا۔ علی قلی پور محمد قلی و کلب علی و شاہ بیگ نکدری بھاگ نگر کے قریب ان سے لڑے اور فتحمند ہوئے۔ ایسے ہی کمراج مین ایک گروہ نے فتنہ برپا کیا تھا۔ جمیل بیگ نے تیلہ گانو مین انکی مالش کی وہان امن امان ہو گیا۔

کشمیر کے فرمان دہون کی نسل مین سے بعض گروہ چک کا تھا۔ باپ داداکے ملک کے لئے کبھی کبھی انکے دل مین اُمنگ آتی تھی۔ اکثر حوالی کشمیر مین وہ فتنہ اٹھاتے۔ کشتوار ان سرکشون کی پناہ گاہ تھا۔ یہان مرزبان کی مالش کے لئے محمد قلی مع آزمودہ کار آدمیون کے پہلے روانہ ہوا۔ حاکم کشتوار نے وکلا کو بھیجکر اطاعت کا اظہار کیا اور عہد و پیمان کرکے علی قلی پاس چلا آیا۔ شکاری جانور باج مین دیئے اور عہد کیا کہ مفسدان چک کو کبھی اپنی ولایت مین نہین گھسنے دونگا اور ہر وقت پادشاہ کا دولتخواہ رہونگا۔ محمد قلی کو کشتوار کی مہم سے اطمینان ہوا۔ اور وہ چکون کی سزا کے لئے کوہ مرد مین جہان وہ جمع تھے گیا۔ باوجودیکہ آفتاب برج میزان مین تھا۔ اور گریوہ برف سے ڈھکے پڑے تھے اور رستے مسدود تھے۔ کمال ہمت و جرأت کرکے بہت سے لڑنے والون کو وہ پیادہ پالے گیا۔ ابیا چک حسین چک سے لڑا اور فتح حاصل کی۔ یہ دونو زمیندار ہزار دشواری سے جان سلامت لے گئے۔ رات کو زیدا زمیندار نے ان بھگوڑون کو ساتھ لے کر پادشاہی لشکر پر شبخون مارا پادشاہی سپاہ خوب لڑی۔ جب صبح ہوئی تو وہ بھاگ گئے۔ محمد قلی نے لشکر کے گرد خندق کھودی اور بڑی ہوشیاری اور آگاہی کے ساتھ بیٹھا۔ ان سرکشون نے امید و بیم کی داستان پڑھی۔ کچھ انہین سے عہد و پیمان کرکے محمد قلی پاس آگئے۔ ابیا چک و حسین چک و زیدا وجباری اور اور زمیندار لڑنے کے لئے صف آرا ہوئے محمد قلی تہور کرکے ان سے لڑنے گیا سخت جنگ ہوئی اور سرکشون کو شکست ہوئی۔ پادشاہی سپاہیون نے انکی بنگاہ پر پہنچ کر سارا گھر بار انکا جلا دیا۔ دوسرے روز پاینده بیگ برادرزادہ محمد قلی نے ان کو

کشتوار کی فتح اور زمینداران کشمیر کا انتظام ۱۰۳۰ھ — ۱۰۳۱ھ

لگے۔ ۲۷ کو پرچ ہوئے۔
راجہ بانسوا اپنے قلعہ کی استواری کے سبب سے پادشاہ کا ناسپاس ہوا
اور بہت سے زمینداروں کو اپنے ساتھ کر لیا۔ جب لشکر شاہی یہان آیا تو کچھ زمیندار
اُس سے جدا ہو کر پادشاہی لشکر سے آن ملے اور وہ خود قلعہ دشوار گذار مین چلا گیا
پادشاہ کی سپاہ نے قلعہ کو گھیرا۔ مگر غرض پرستاری نے کار پژوہی سے باز رکھا
جب مرزا رستم کو پادشاہ نے بُلا لیا تو دربار پادشاہ کے ملازمون نے یکتا دلی کر کے
خدمت گری مین کمر ہمت چست کی۔ دو مہینے تک لڑتے رہے ایک طرف سے آصف خان نے
اور دوسری طرف سے تاش بیگ خان نے۔ تیسری طرف سے ہاشم بیگ نے اور چوتھی
طرف سے محمد خان کار طلب پُر دل ناموس دوست خدمت گذار آدمیون کو لے کر قلعہ
کو گھیرا تو بانسو قلعہ سے نکل کر اور استوار جا مین چلا گیا۔ پادشاہی سپاہ نے قلعہ
لے لیا۔ اسکا گھر بار لوٹ کر جلا دیا۔ کئی برس بعد پادشاہ کو اطلاع ہوئی کہ باسو
زمیندار مئو نے حدود پٹھان کو غارت کیا اور وہان کے کسانون کو سخت آزردہ
کیا۔ اور بعض کو زبردستی پکڑ کر اپنے پاس لے گیا۔ تاج خان چاہتا ہے کہ اُس کے
دفع کرنے کے لئے متوجہ ہو۔ جمو کے زمیندار نے بھی پرگنہ مظفر وال و بہلول پور پر
دست درازی کی یہ دونو جگہ حسین بیگ شیخ عمری کے تیول مین تھین وہ چاہتا ہے
انکی سزادہی کے لئے آیا قلیج خان صوبہ دار پنجاب کو حکم ہوا کہ ان بدگوہرون کے
آشوب کو دور کرے۔ سزاوار بھیجے گئے کہ حسین بیگ شیخ عمری و تاج خان و
احمد بیگ و رسب اس صوبہ کے ملازم حسن قلیج خان کے ہمراہ ہون خواجہ سلیمان
بخشیگری کی خدمت پر اس فوج پر مقرر ہوا۔ پادشاہ کے حکم سے حسین بیگ شیخ
عمری نے قلعہ جمو کا محاصرہ کیا۔ زمیندار نگر کوٹ و باسو زمیندار مئو اور سارے مرزبان
اور پہاڑی و پرگنہ پٹھان پور کے و جسروتہ و رامکوٹ کے زمیندار اس زمیندار کی کمک کو جمع
ہوئے اور انہون نے بہت کوشش کی مگر ناکام واپس گئے۔ رات کو بھاگ گئے

بزرگ تبت کی حاکم کی دشمنی پر آمادہ ہوا اور اسکے وزیر کی بدگوہری سے چیرہ دستی حاصل کی اور اسکو پکڑ کر اسکی بنگاہ پر چڑھ گیا اور بہت خزانہ جمع کیا بہت مقامات پر قبضہ کیا۔ جب بادشاہ کے لشکر کا آوازہ سُنا تو پہلے مرزبانون کی نسل مین سے ایک شخص کو یہان حاکم مقرر کرکے خود چلا گیا۔

جب تبت بزرگ پر علی زاد کو فتح ہوئی اور بہت دولت ہاتھ لگی تو اسکا دماغ آشفتہ ہوا۔ حوالی کشمیر مین فساد مچایا۔ بادشاہ نے قلیچ خان صوبہ دار لاہور کو حکم دیا کہ ایک جماعت شائستہ محمد قلی حاکم کشمیر کی کمک کے لئے بھیجے کہ اس لشتہ بدمست کو کہ جو دسری کے خمکدہ مین طن طن کے رہا ہے مسل ڈالے قلیچ خان نے تین ہزار سوار و پانچسو برق انداز بسرکردگی سیف اللہ خان محمد قلی بیگ کی یاوری کے لئے مقرر کئے۔ سیف اللہ اسکا بیٹا تھا۔ علی زاد بغیر لڑے بھاگ گیا۔ بادشاہی لشکر جہانتک گھوڑے جاسکتے تھے جاکر الٹا چلا آیا۔

ہندوستان مین زمین کی تقسیم بیگھون بسوون مین ہوتی ہے اسیطرح کشمیر مین زمین کی تقسیم تیپہ مین ہوتی ہے ایک بیگہ و بسوا الٰہی گز کا تیپہ ہوتا ہے۔ اور کشمیر مین ڈھائی تیپہ کسر [؟] کو بیگھ کہتے ہین۔ ہر دہ کی پیداوار کا حساب خروار شالی مین ہوتا ہے اور خروار شالی ۳ من ۸ سیر پادشاہی کی ہوتی ہے۔ تلائی کا وزن ترک ہے اور ترک آٹھ سیر کا ہوتا ہے۔ فصل ربیع مین ایک تیپہ کی پیداوار مین سے جسمین گیہون۔ جو۔ سرسون [مین] ہو دو ترک بادشاہ کو محصول مین دیئے جاتے ہین۔ فصل خریف مین ایک خروار شالی مونگ۔ موٹھ۔ ماش و ترکاری و گال واد[؟] مین سے چار ترک محصول شاہی مین دئے جاتے ہین۔ بادشاہ نے اس خیال سے کہ جو ملک نیا فتح ہوا ہے اسمین جمع مالگزاری بڑھانے سے کسان پریشان ہوتے ہین اور یہان کسان سپاہی ہین اسلئے پہلے جمع بیس لاکھ خروار شالی پر دو لاکھ کے اضافہ پر بس کی مگر پچھتہ مین یہ جمع ۳۰ لاکھ خروار شالی ہوگئی۔

بادشاہی عملداری سے پہلے زعفران مین ہر تخم مین تین پھول سے زیادہ نہ کھلتے تھے۔

علی زاد کی شورش کا ہونا سنہ ۱۰۰۲

جمع کشمیر و زعفران کا محصول سنہ ۱۰۰۳

تنگ کیا۔ زیدابوکی بیچارہ پاینده پاس آیا۔ بندگی کا اظہار کیا اپنے بیٹے کو مع چند شکاری جانوروں کے محمد قلی پاس بھیجا اور یہ عہد کیا کہ پھر فتنہ اندوزی نہین کرونگا اور مفسدون کا یاور نہ ہونگا اسی طرح اور زمینداروں نے اطاعت کی اور اپنی بیٹیان کو برغمال مین دیا محمد قلی اس طرح فتحمند ہوکر شہر کو چلا آیا۔ باسو کی داستان پہلے لکھ چکے ہین۔ وہ ان دنون مین شاہزادہ سلیم پاس آیا اور پابوسی کی درخواست کی شاہزادہ کی سفارش سے بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ یہین ٹھر گیا۔ جب بادشاہزادہ کا رنگ بگڑا تو بادشاہ نے مادھو سنگھ برادرزادہ راجہ مان سنگھ کو حکم دیا کہ باسو کو پکڑلے مگر باسو ایسا ہوشیار تھا کہ وہ یہان کا رنگ دیکھ کر بات کو سمجھ گیا۔ اور پہلے اس سے کہ مادھو سنگھ اسکو گرفتار کرے بھاگ گیا۔

## معاملات تبت

جب سلطنت شاہی پر کشمیر کا اضافہ ہوا تو تبت خرد کے حاکم علی رائے نے بادشاہ سے درخواست کی کہ میری لڑکی شاہزادہ سلیم سے بیاہی جائے۔ پادشاہ نے منظور کرلیا۔ یہ بیاہ ہوگیا۔

جب بادشاہ کشمیر مین تھا تو اسکا ارادہ تھا کہ تبت کی فتح کے لئے لشکر روانہ کرے مگر سپاہ کے لیئے چالیس روز کا آذوقہ بہم پہنچنا خشک سالی کے سبب سے دشوار تھا اسیلئے بادشاہ کا ارادہ ہوا کہ تبت کے فرمانرواؤں کو نصیحت کیجائے۔ امید علی مولک و طالب اصفہانی و محمد قلی کشمیری کو خرد تبت کے مرزبان علی رائے پاس اور اولو بیگ و سلیم کاشغری و عبدالکریم کشمیری و کوکلتاش کو حاکم بزرگ تبت پاس روانہ کیا۔ اس بزرگ تبت کی کیا آبروئی و وزیر براجو رائے نے بدمستی سے ناسپاسی کی۔ یہان کے مرزبان نے لشکر جمع کرکے اسکے اقطاع لے لئے وہ سرتاپا آوارہ ہوا ان دنون مین علی راد

ساتھ لے کر ان حدود مین آجائین تو مین انکے ہمراہ ہو کر اولیائے دولت کو ٹھٹھہ پر قبضہ
کرا دون سلطان محمود نے فقط دفع الوقتی کے لئے یہ مدارات کی باتین بنائی تھین۔
بیگم اُن کو سچ سمجھ کر بادشاہ پاس آئی اور بہت گڑگڑائی۔ بادشاہ نے محب علیخان
اور مجاہد خان کو جانے کی اجازت دی۔

ناہید بیگم قاسم خان کوکہ کی بیٹی تھی اسکے باپ نے حضرت فردوس مکانی کے
ساتھ یہ بڑا سلوک کیا تھا کہ جب وہ عبید اللہ خان کے محاربہ مین غنیم کے پنجہ مین
گرفتار ہوا تو قاسم خان نے کہا کہ بادشاہ مین ہون اور یہ میرا نوکر ہے۔ یون
فردوس مکانی کی جان بچ گئی اور وہ خود مارا گیا۔ اس لئے حضرت فردوس مکانی نے
اسکے اہل و عیال کی پرورش پدرانہ شفقت سے کی اور محب علیخان سے اسکا عقد
نکاح کیا۔

جب محب علیخان بھکر کے قریب آیا تو سلطان محمود نے کہا کہ مین نے تو ایک بات یونہی
ناہید بیگم سے بنا دی تھی۔ مین اس کام مین شریک نہین ہونگا اور اگر آپ ایسے
ہی ٹھٹھہ جانے پر بجد ہین تو جیلمیر کی راہ سے جائین اسپر محب علیخان اس سے لڑنے
کو مستعد ہوا۔ حدود ماتیلہ (ماٹھیلہ) پر دونون لشکر ملے۔ محب علیخان و مجاہد خان
پاس دو سو آدمی تھے۔ سلطان محمود نے دو ہزار آدمی انسے لڑنے کو بھیجے۔ مگر اس
کمتر لشکر نے بزرگ تر لشکر کو شکست دے کر بھگایا۔ سلطان محمود قلعہ بھکر مین متحصن ہوا
محب علی نے اب قلعہ کی تسخیر کا ارادہ کیا تو مخالفون کی جمعیت مین تفرقہ پڑا۔ انہین سے
مبارک خان خاصہ خیل جسپر سلطان محمود کے سارے کامون کا مدار تھا وہ پندرہ سو
آدمیون کو لے کر محب علیخان سے مل گیا جسکا سبب یہ تھا کہ اسکے بیٹے اوغلی بیگ کو
سلطان محمود کی کسی حرم کے ساتھ بدذاتون نے متہم کیا تھا اس لئے محمود اس
خاندان کے استیصال کے درپے ہوا۔ مبارک خان نے جان کے خوف سے
اپنے آقا کے اخلاص کو چھوڑ کر یہ مفارقت کی محب علیخان نے مال و منال کی طمع

اور محصول شاہی بیس ہزار سے زیادہ اور سات ہزار ترک سے کمتر نہ ہوتا۔ صرف ایک دفعہ مرزا حیدر کی مرزبانی مین ۲۸ ہزار ترک پر نوبت آ گئی تھی۔ لیکن جس سال مین وہ خالصہ شاہی ہوا نوے ہزار ترک محصول شاہی وصول ہوا اگرچہ کچھ زمین کاشت زیادہ ہو گئی تھی مگر محصول کی افزایش کا سبب یہ تھا کہ ہر درخت مین آٹھ پھول کھلتے تھے پادشاہ نے پچیس زمین محصول کی معاف کر دین جنسے رعایا کو بہت تکلیف ہوتی تھی ان کے معاف ہونے کا یقین کسانون کو مدتون تک نہ آیا جب پادشاہی احکام جاری ہوئے تو انکو یقین ہوا۔ انین سے ایک زعفران کی داستان ہی۔ بازیگران و دہقان محصول شاہی ادا کرنے کے لئے زعفران کے صاف کرنے کے لئے حصے کرتے۔ گیارہ ترک مین ایک کو مزدستار کرتے لیکن دو سیر خشک زعفران اور ترہ لیا جاتا جس سے بڑا نقصان ہوتا خاص کر موسم بارش مین ایک پرانی رسم یہ تھی کہ بہت دور سے رعیت لکڑیان کاٹ کر لاتی اور اگر نہ کاٹتی تو اسکی عوض میں روپیہ دیتی ایسے ہی بڑھیئی و جولاہے اور پیشہ ورون سے محصول لیا جاتا تھا یہ سب پادشاہ نے موقوف کئے۔

## بھکر اور ملک سندھ کے معاملات

محب علیخان کی بیوی ناہید بیگم تھی وہ اپنی ماں حاجی بیگم سے ملنے ٹھٹھہ گئی تھی۔ یہان اندنون مین محمد باقی منتظم تھا اس نے حاجی بیگم سے ایسا نا ملائم سلوک کیا کہ وہ آزردہ خاطر ہوئی اور خان بابا و سکین ترخان کے ساتھ متفق ہو کر محمد باقی کے گرفتاری کے درپے ہوئی۔ اس امر سے مطلع ہو کر محمد باقی نے خان بابا کو مار ڈالا اور حاجی بیگم کو جبتک وہ مری قید رکھا۔ ناہید بیگم اپنی دلاوری اور تدبیر سے یہان سے نکل کر بکر (بھکر) کو چلی گئی۔ یہان سلطان محمود فرمان روائی کرتا تھا۔ اس نے اس بیگم کے ساتھ دوستانہ باتین بنا کر یہ کہا کہ اگر محب علیخان اور اسکا بیٹا مجاہد خان تھوڑے سے آدمیونکو

ٹھٹہ جاے اور محب علیخان مع زہ و زاد قصبہ لوھری (روڑی) مین سکونت کرے
جب اس قرارداد پر عمل ہوا تو میر گیسو نے کشتیون مین ایک جمع کثیر کو بٹھا کر محب علیخان
پر چڑھائی کی۔ اس مین تاب مقاومت نہ تھی وہ ماتھیلہ کی طرف بھاگا۔ اونہون
نے شہر پر درازدستی کی۔ سامعہ بیگم نے اپنی حویلی کو مستحکم کیا اور محاربہ و مدافعہ
کی تیاری کی۔ ایک رات دن تک اپنی چار دیواری کی محافظت تہور اور کارروائی
سے کی۔ جب وہ تنگ ہو رہی تھی تو مجاہد خان ایلغار کرکے آیا اور دشمنون کو شکست دی
اور دریا کے اس طرف متصرف ہوا پھر بھکر مین ترسون خان مقرر ہو کر آیا اسکے بھائی
اس طرف آئے۔ میر گیسو چاہتا تھا کہ قلعہ کو مستحکم کرے مگر اس خیال فاسد سے باز رہا
اس سرزمین کی خاصیت یہ ہے کہ جب کوئی ہنگامہ مستقل ہو کر غرور افزا ہوتا ہے تو
ارباب طاعت کو متمرد بناتا ہے ورنہ یہان کے آدمی کہان اور خودفروشی کہان
الغرض بھکر پر بادشاہی قبضہ ہوا۔ ٹھٹہ مین مرزا جانی فرمانروائی کرتا تھا جسکا آگے
بیان ہوتا ہے۔

بادشاہ نے ایک سپاہ بسرکردگی خانخانان قندھار کی فتح کے لیے
روانہ کی تھی اور اسکو حکم دیا تھا کہ مرزبان ٹھٹہ کو جو بادشاہ کی خدمت مین حاضر
نہین ہوا تھا ایک کارآگاہ بھیجکر نصیحت کی داستان سنائے۔ اگر وہ خود ملے یا لشکر
ہمراہ کرے تو بہتر ہے ورنہ بازگشت کے وقت اسکو سزا دے۔ بادشاہ کا جشن
۹۹۹ھ مین تھا کہ ٹھٹہ کے ایلچی بادشاہ کے دربار مین گئے عرضداشت اور پیشکش
گذرانی۔ یہ گذارش کی کہ حماقت سے جو کچھ پہلے ہوا سو ہوا۔ اگر نوید بخشایش مرزبان
کو پہنچے تو پہلے لغزشون کا چارہ پذیر ہو۔ شہریار نے ایلچیون کو امیدوار کیا اور دلدہی کا
منشور لکھدیا۔ خانخانان کے اقطاع مین ملتان اور بھکر تھی تو اوسنے غزنین و بنگش
کی راہ چھوڑکر اپنی جاگیر کی سربراہی کے لیے یہ دراز راہ اختیار کی۔ اس اثنا مین زرپرستون
نے خانخانان کو سمجھایا کہ ٹھٹہ مین جتنا مال ہاتھ لگیگا اتنا قندھار مین نہین ہاتھ آئے گا۔

اسے مار ڈالا اور اس کے آدمیون کو کہ نجابت کی گھٹیان تھین تسلی دیکر بھکر کے محاصرہ مین شامل کرلیا۔ سلطان محمود نے اور لوازم قلعہ داری کا اہتمام کیا مگر اس حصار مین قحط پڑا معلوم نہین فرط احتیاط سے یا مزید خست و دناءت سے باوجودیکہ غلہ بہت تھا مگر بیس تیس سالہ اناج جو ایک زمانہ دراز سے قلعہ مین جمع ہوا تھا آدمیون کو کہلایا جس سے ان کے جسم مین درد اور ورم پیدا ہوا اور وبا پھیلی۔ سرس کے درخت کے پوست کو جوش کرکے پینے سے آدمیون کو آرام ہو جاتا تھا۔ جب سلطان محمود کو زمانہ نے یون تنگ معاش کیا تو اس نے بادشاہ کو عرضداشت بھیجی کہ مین ہمیشہ بادشاہ کا مطیع و فرمان بردار رہا ہون جو کچھ ہوا سو میری بدنصیبی سے ہوا اب قلعہ بکر کو شاہزادہ سلیم کے پیش کش کرتا ہون لیکن مجھ مین اور محب علی خان مین بیر ہے اسکو قلعہ حوالہ کرنے مین سواء خواری کے کچھ اور نظر نہین آتا اسکے آزار سے ایمن نہین ہون امیدوار ہون کہ حضور بندگان درگاہ مین سے کسی اور کو بھیجدین کہ مین یہ قلعہ اور ولایت اسکو حوالہ کرکے خدمت مین حاضر ہون۔ بادشاہ نے اس درخواست پر میر گیسو کو بھیجا مگر وہ بھکر مین پہنچنے نہین پایا تھا کہ سلطان محمود پاس حضرت عزرائیل آگئے۔ اہل قلعہ اسکے آنے کے منتظر تھے۔ مجاہد خان نے گنجابہ (گنجابہ) کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ سامعہ بیگم والدہ مجاہد خان زوجہ محب علیخان میر گیسو کے آنے سے ناراض ہوئی چند غراب بھیجکر اُس سے لڑنے کا سامان تیار کیا اور اسکو بہت تنگ کیا۔ خواجہ مقیم ہروی پدر خواجہ نظام الدین حسن بخشی نے جو اس نواح کی امینی کے لئے روانہ ہوا تھا محب علیخان کو سمجھا کر اس پرخاش بیجا اور جنگ ناہنجار سے باز رکھا۔ جب میر گیسو قلعہ مین آیا تو اہل قلعہ نے کنجیان اسکو حوالہ کین اب محب علیخان اور مجاہد خان کو یہ مشکل آئی کہ خام طمعی کے سبب سے اس ملک کے چھوڑنے کو دل نہین چاہتا تھا اور حکم شاہی بغیر یہان رہ نہین سکتا تھا آخر کو یہ ٹھیرا کہ مجاہد خان

پچھہ امن ہو۔ امراآباد کو غنیم سے چھہ کوس پر پہنچے۔ اوردوراندیشی کے سبب ایک دیوار بنائی۔ امرکوٹ خسروچرکس کشتیون کو آمادہ کرکے لڑنے آیا۔ باوجودیکہ وہ کشتیون کو اوپر کی طرف لے جاتے تھے۔ مگر پانی کی تیزی سے وہ نیچے کی طرف جاتی تھین رات ہوگئی تھی اس لئے صبح کو لڑائی ہوئی۔ مشہور تھا کہ خشکی کی راہ سے مرزا جانی بیگ آتا ہے فریدون برلاس و سید بہاء الدین سکندر بیگ قرا بیگ بہادرخان اس اندھیری رات مین دریا سے پار گئے۔ صبح کے وقت توپ اندازی گرم ہوئی اور عجب لڑائی ہوئی پانی کی کمی کے سبب غنیم نزدیک نہین آسکتا تھا۔ اس کنارہ سے آکر آب گذشتون کو تیر سے لے لیا جنگی غرابون مین سپاہ بیٹھ کر پانی کے نشیب کی طرف ایسی گرم رفتار ہوئی کہ تیرون سے لڑائی ہونے لگی اور تھوڑی دیر مین برچھا اور جمدھر پر نوبت آئی۔ غنیم لڑائی چھوڑ کر بھاگا۔ ناموروں مین بردانہ مارا گیا۔ مرزا قلی زخمی ہوا۔ چہار غراب آدمیون اور مال سے بھرے ہوئے ہاتھ آئے۔ ایک مین دخشور۔ ھرموز (پرتگیز) تھا۔ قاعدہ یہ تھا کہ حاکم ھرموز کسی کو ٹھٹھہ مین مقرر کرتا تاکہ سوداگرون مین امن امان رکھے۔ مرزا جانی نے اس شہرت کے لئے کہ اس قدر گروہ اسکی کمک کو آئے ہین۔ ھرموز کو ساتھ لیا۔ اور اپنے چند نوکرون کو ھرموز (پرتگیزون) کا لباس پہنایا (قواعد اور وردی کی حیثیت سے ہندوستان مین بھی سپاہی پہلے اہل یورپ والون کے نمونہ بنے تھے) مخالفون کے دوسو آدمی مارے گئے ہزار سے زیادہ زخمی ہوئے۔ شاہی لشکر مین بہت کم آدمی مارے گئے۔ تیز دستون نے ایک غراب کو ساتھ لیجاکر خسرو کو زخمی کیا اور قریب تھا کہ اسکو گرفتار کرے ناگہانی توپ پھٹ گئی اور کشتی بھی تباہ ہوگئی۔ کچھہ آدمی مرگئے۔ کارشناس دوربینون کی یہ رائے تھی کہ خشکی و دریا کی راہ سے مرزا جانی کی بنگاہ پر ہاتھ چلاے۔ مگر بہت آدمیون نے اوسکو پسند نہین کیا اور آسان کام کو مشکل کردیا۔

ہم نے اوپر لکھا ہے کہ دلپت وراول بھیم منتخب فوج کے ساتھ ٹھٹھہ کی عزیمت سے روانہ ہوئے تھے وہ امرکوٹ پر پہنچے۔ بادشاہ کی جنم بھوم بغیر لڑے ہاتھ آگئی۔ امر

سپہ آرا نے ٹھٹھہ کے فتح کی اجازت حاصل کی۔ ملتان کے قریب بلوچ عہد و پیمان کر کے
ملے بھکر کے قریب سپاہ کی صف بندی ہوئی۔ انھین دنون مین مرزا جانی بیگ فرمانروا
سندھ کے ایلچی خانخانان کے پاس آئے اور یہ گذارش کی کہ قندھار کی فتح کو لشکر شاہی جاتا ہے
مجھے مناسب تھا کہ اس لشکر کے ساتھ جاتا لیکن فتنہ اندوز شرارت سے باز نہین آتے اسواسطے
خود نہین چل سکتا۔ مگر خدمت گذاری کے لئے اپنا لشکر بھیجتا ہون۔ خانخانان نے ان ایلچیونکو
ایک کونہ مین بٹھایا۔ خود تیز تر چلا اوسی کے ساتھ یہ اطلاع آئی کہ قلعہ سیوان مین آگ لگی
آذوقہ جلا۔ بادشاہ کی سپاہ یہ سنکر دشت و دریا مین ڈگین بھرنے لگی دریا نوردون نے
قلعۂ سیوان کے نیچے جا کر لکھی کو تسخیر کر لیا۔ یہ مقام سندھ کا دروازہ ایسا ہے جیسے کہ
ملک بنگالہ مین گڈھی اور کشمیر مین بارہ مولہ قلعہ نشینون کی توپ بندوق سے کچھ آسیب
نہ پہنچا اور یہ ملک کا دروازہ ہاتھ آگیا۔ پھر خانخانان قلعہ کے نزدیک پہنچکر اسکی فتح کے لئے
چارہ گری کرنے لگا۔ بعض اس ملک کو سیوستان کہتے ہین۔ اسمین یہ حصار حاکم نشین دریاے
سندھ کے کنارہ پر ایک پشتہ پر بنا ہوا ہے۔ خاکریز اسکا چالیس گز۔ دیوار سات گز اسکے
قریب ایک کولاب ہی۔ آٹھ کوس لمبا۔ چھہ کوس چوڑا۔ دریا کی تین شاخین اس سے ملتی
ہین وہ حصاریون کی پناہ گاہ ہے اور آدمی کچھ جزیرہ مین کچھ کشتیون مین آباد ہین۔
قرا بیگ کچھ غراب لے کر اس طرف یکایک پہنچا اور بہت غنیمت جمع کی۔ زمینداروں نے پناہ
مانگی۔ مرزا جانی بیگ اس حال سے مطلع ہو کر لڑائی کے لئے نکلا اور نصیر پور کی راہ پر جس کے
ایک طرف دریا اور دوسری جانب ندیان تھین ایک حصار بنایا اور اس کو جنگی کشتیون
اور توپخانہ سے استوار کیا۔ اب بادشاہی لشکر آگے بڑھنے مین دو دلہ ہوا۔ ان دنون
راول بھیم بزرگ جیسلمیر اور رائے سنگہ کے بیٹے دلپت نے گذارش کی کہ ارادہ تھا کہ بھکر سے آئے
مگر ابکے گمراہی کے سبب سے امر کوٹ کے رستہ سے آتے ہین اس خوف سے کہ مبادا غنیم اس فوج
سے چھیڑ چھاڑ دستی کرے۔ قلعہ اور راہ کے کام کو چھوڑ کر خشکی اور دریا سے روانہ ہوئے اور معابر پر
مقصود آقا اور بعض اور آدمیون کو چھوڑا تا کہ قلعہ نشینون کو وسوسہ لگا رہے اور راہ مین

ہوئی اور اسکے برانغار کو بھی پراگندہ کر دیا۔ شمشیر عرب ہراول مین شائستگی کے ساتھ لڑا اور زخمی ہوا اور دھارو بھی نیزہ سے پیشانی پر زخمی ہو کر گھوڑے سے گرا اور پھر مر گیا غنیم کے برانغار نے ملک محمد کی کارفرمائی سے اپنے مقابل کو بھگایا۔ ایک گروہ نے ناھر خان کو ڈیرہ تک بھگایا اور لوٹ لیا۔ سید بہاء الدین ایک گروہ کو لے کر جدا ہوا۔ اور غنیم کے ہراول پہ جو غالب ہو رہا جا بھڑا۔ ندی درمیان مین تھی۔ ہوا کے جھکڑ چلتے تھے اور خاک اوڑتی تھی ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی۔ اس آشوب گاہ مین لشکر شاہی کے قول کا گذر غنیم کے برانغار پہ ہوا۔ سخت لڑائی ہوئی لیکن ہوا کی تیرگی کے سبب جوان مرد اس فوج سے جدا ہو گئے بہادر خان و دولت خان اور کئی اور لڑائی مین مستقل کھڑے تھے اور تماشا دیکھ رہے تھے اتفاقاً محمد خان نیازی۔ سید بہاء الدین۔ میر معصوم بھکری۔ خواجہ مقیم آپس مین مل گئے اور ایک بڑا ہنگامہ برپا ہوا۔ غنیم بھی پراگندہ ہو کر ایک دوسرے کی خبر نہین رکھتے تھے۔ مرزا جانی چار سو آدمیون کے ساتھ جنگ گاہ مین سراسیمہ کھڑا تھا پادشاہی سپاہ نے اس طرف قدم بڑھایا۔ مرزا اس خوف سے کہ اب قول پہنچتا ہے اور زیادہ سراسیمہ ہوا۔ اس درمیان مین ایک ہاتھی نے شورش مین آکر اپنے لشکر کو پراگندہ کیا۔ کچھ لڑائی ہوئی۔ غنیم بھاگ گیا اسکے تین سو آدمی اور پادشاہی لشکر مین سو آدمی مارے گئے۔ مرزا کئی دفعہ پھر پھر کر لڑا لیکن اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ باوجودیکہ غنیم کا لشکر پانچہزار سے زیادہ تھا اور لشکر شاہی مین بارہ سو آدمی تھے مگر یہ لشکر غنیم کے لشکر پر غالب رہا۔ یہ فتح عجیب تھی کہ سپہ آرا وہ نہ کوئی بزرگ دلیر موجود۔ ابتدای جنگ مین برہمزدگی مدپت بے دلی کے سبب اپنی عمدہ سپاہ کے ساتھ نہ ملا۔ اس فتح مین یہ خبر آئی کہ پادشاہی لشکر لٹ رہا ہے لشکر تیز دست وہان پہنچا اُسنے غارت گرون کو پکڑ کر لٹکا دیا۔ باقی بھاگ گئے۔ لشکر ایمن ہو گیا۔ خانخانان مژدہ فتح سنکر اس قلعہ مین کہ مرزا جانی بیگ نے بنایا تھا پہنچا اور اوسکو ویران کر دیا۔

جب پادشاہی سپاہ کو غلبہ ہوا تو مرزا جانی بیگ نے ارادہ کیا کہ پھر اپنے

اور وہان کارانا خدمت گذاری کے لئے ہمراہ ہوا۔ بعض زمینداروں نے کنوؤن مین
زہر ڈال دیا تھا اس ریگزار مین پانی کی کمیابی نے سپاہ کو پیاسا مار رکھا تھا کہ ناگہانی مینھ
برسا۔ سب پادشاہی لشکر کو دریا کی لڑائی مین غلبہ ہوا۔ اور آگے جانے مین اُسنے تساہل کیا
تو غنیم جو اسیمہ سر ہو رہا تھا اُس نے اپنے پانون استوار کیے بہت سی گفتگو کے بعد مرزا جانی بیگ
نے جو قلعہ بنایا تھا اسکا محاصرہ کیا ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ اور جوان مرد اپنی مردانگی
دکھانے لگے۔ ایک دن سکندر بیگ کہ پادشاہ کا نامور افسر تھا ران مین تیر سے زخمی ہو کر
مرگیا۔ مخالف اپنی جا کی استواری اور سپاہ کی کثرت اور آذوق کی فراوانی۔ اور
رعیت کی یاوری کے سبب سے بیغم تھا۔ اسکی آنکھین بارش پر لگ رہی تھین کہ سب جگہ
پانی پانی ہو جاے۔ اور بیگانہ لشکر بغیر لڑے اٹھ جائے۔ پادشاہ کے لشکر مین گرانی
ہوئی اور کمزور آدمیون کو سراسیمگی ہوئی۔ خانخانان نے عرضداشت کمک کے لیئے بھیجی۔
پادشاہ نے ۱۲ آذر کو رای رائسنگہ کو روانہ کیا اور آذوق و توپ دارو اور اسباب جنگ بھی
ملک کی بیگانگی اور راہ بستگی کے سبب سے لشکر مین آذوقہ گران قیمت ہوا۔ اور لشکر
پریشان ہوا تو خانخانان نے حصار کے محاصرہ کو چھوڑ کے مختلف مقامات مین لشکر کو بھیجدیا
کہ وہان جاکر وہ اپنا گذارہ کرے جو سپاہ ٹھٹھہ روانہ کی تھی وہ نہ پہنچ سکی مخالفون نے شہر کو
جلا دیا۔ مرزا جانی بیگ قلعہ سے نکل کر ان کی طرف یہ سوچکر چلا کہ کشتیون مین بیٹھ کر
اس پر قبضہ کرلے۔ خانخانان کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اُس نے خواجہ بخشی کو اسطرف
بھیجا۔ اور بعد ازان خود بھی روانہ ہوا۔ اُس وقت کہ کشتی نشین سراسیمہ تھے۔ سپاہ
فرستادہ پہنچی اور چارہ گری کی۔ بہت آدمیون کی راے یہ تھی کہ کھی کو استوار کر کے
انتظار کرین۔ مگر جوانمردون نے لڑائی کی ٹھیرائی۔ اور عمدہ طور پر صف آرائی کی۔ اور
کھی سے گذر کر غنیم سے چھہ کوس پر ڈیرا ڈالا۔ ۱۲ کو پیکار کے قصد سے چار کوس آگے
بڑھے۔ کئی دن سے ہوا تیز چل رہی تھی۔ اسکا رخ دشمن کی طرف تھا۔ تھوڑی دیر مین
لڑائی ہوئی۔ اول مخالف کی ہراول بسر کردگی خسرو اپنے برابر کی فوج شاہی پر غالب

ختم ہو جائے تو خود بادشاہ کی خدمت مین آئے - یہ قرار پایا کہ اول محاصرہ اٹھایا جائے - پھر مراسم خویشی استوار ہون جب وہ سیہوان دیدے تو موسم بارش مین لشکر شاہی یہین مقیم رہے - ۱۲ خرداد کو مورچال اٹھائے گئے اور رسوم شادی ادا ہوئین اور قلعہ کے حوالہ کرنے کے لئے اور لینے کے لئے طرفین سے آدمی گئے -

جب آشتی ہوگئی اور مورچال اٹھ گئے تو مرزا جانی بیگ پہلے اس سے کہ قلعہ سیہوان کو حوالہ کرے بے اجازت ٹھٹہ کو روانہ ہوا - لشکر شاہی نے جانا کہ اس نے فریبکاری کی - ایک کار آگاہ کو بھیجکر اس سے پوچھا کہ یہ کیا کیا اس نے عرض کیا کہ مُردون کی کثرت سے قلعہ کی ہوا جانگزا ہے اُس مین جیتون کو جینا مشکل ہے سپاہ اور رعیت نے اپنی بنگاہ مین جانے کی درخواست کی مین نے اسے منظور کرکے روانہ کیا - سارا لشکر عاجز ہوکر بغیر کچھ کہے چلا گیا اور میری پاس کوئی نہین رہا - ناگزیر اس طرف نصیرپور مین چلا آیا - حاشا مینے عہد شکنی نہین کی جو کہا ہے وہی کرونگا - رستم قلعہ دار سیہون نے آن کر بیان از سر نو کرکے قلعہ سیہوان علی عرب و رمقصود آقا کو حوالہ کیا اور قلمرو شاہی مین کل سیوستان کا اضافہ ہوگیا -

سپاہ نے بعد از صلح قصبہ سن مین سیہوان سے بیس کوس پر اپنا بنگاہ بنایا جب برسات ختم ہوئی تو مرزا جانی بیگ کا انتظار وہ کر رہی تھی کہ اسکو ہمراہ لے کر بادشاہ پاس لے جائین کو ناگاہ مرزا کا پیغام آیا کہ کچھ پریشانی پیش آئی ہے اور راہ ویرانہ ہے بعد خریف کے محصول وصول کرنے کے وہ درگاہ والا مین روانہ ہوگا اور یہ بھی بیان ہوا تھا کہ این سوئے سیہوان حوالہ کیا جائیگا اس مین سے ہنوز بیرن کوٹ اور نالاکنڈی نہین سپرد ہوئے ہیں - اولیاء دولت نے فرستادہ کو نگاہ رکھا اور خود تیزدستی کرکے شاہ بیگ خان - غازی خان - جانش بہادر خواجہ خضری اب سندھ سے گذر کر خشکی کی راہ ٹھٹہ کی طرف چلے - بختیار بیگ - قرابیگ - اور اور افسر جنگی غرابون مین دریا نورد ہوئے - شیر خان اور بعض اور افسر دریا کے کنارہ پر مقیم ہوئے یہ قرار پایا

مرزا جانی بیگ و خانخانان کا بادشاہ کی خدمت مین آنا سنہ ۱۰۰۱ھ

### مرزا جانی بیگ کا صلح کرنا اور سیوستان کا سپرد کرنا سنہ ۱۰۰۱ھ

قلعہ مین چلا جاے مگر اس نے راہ مین سُنا کہ پادشاہی سپاہ کا غلبہ بسیار ہو گیا ہی تو اسکو بڑا فکر ہوا اور اسنے ایک انجمن کو جمع کیا کہ وہ کسی استوار جا کو تجویز کرے اہل نے بہت سوچ بچار کر کے بالاکنڈہی چار کوس پر دنیور کے نزدیک سیہوان سے چالیس کوس پر ایک وثیقہ پذیر جا قرار دی اور اس سرزمین مین ساحل سندھ پر ایک قلعہ کی بنیاد ڈالی اور اسکے گرد چوڑی گہری خندق بنائی ۲۶ فروردین کو خانخانان نے جاکر اسکا محاصرہ کیا تیر و بندوق سے سوال جواب ہوئے جانفشانی اور جانستانی کا ہنگامہ گرم ہوا۔ غنیم کو اپنے لشکر کی افزونی اور جنگی کشتیون اور بارش کی نزدیکی کا بڑا گھمنڈ تھا۔ انہی دنون قلعہ برن کوٹ کہ اس ملک کا منتخب قلعہ تھا فتح ہوا اور خوب لڑائی ہوئی۔ عرب کرد کا ایک گروہ اس حصار مین تھا وہ قاسم علی قلعہ دار سے عاجز ہوا اور اُسکا سر کاٹ کر لشکر شاہی مین لایا۔ اور اپنی دولتخواہی اُس نے دلنشین کرائی اولیاء دولت اس سے خوش ہوے۔ قلعہ کی کشایش مین اور زیادہ کوشش کرنے لگے روم کے آئین کے موافق ریگ تودہ بلند کر کے مورچال آگے لے گئے خندق کو بھرنا شروع کیا۔ اہل قلعہ بھی رخنون کو بنا کر خالی کرتے تھے۔ دونو طرف سے سخت کوشش ہوتی تھی۔ چند دفعہ اہل قلعہ باہر آنکر لڑے مگر ناکام پھرے۔ زمین کی بیگانگی اور رعیت کی سرتابی سے لشکر شاہی مین آذوقہ کم پہنچتا تھا جس سے عجیب گرانی ہوئی اور سخت بیماری پھیلی۔ پادشاہ نے پیش بینی سے بہت سا آذوقہ اور خزینہ اللہ بخش وقزاق بہادر کے ہاتھ روانہ کیا وہ عین تنگ دستی مین پہنچا اور اُس نے دلون کو تازہ کیا۔ تھوڑی عرصہ مین قلعہ کو بہت تنگ کیا۔ مورچال سے قریب ہوے۔ کہ ایک دوسرے کے ہاتھ سے سنان چھین لیتے اہل قلعہ نہایت عاجز ہوے۔ بہت لابہ گری کر کے آشتی کے خواہان ہوئے۔ پادشاہی لشکر نے بھی کم آذوقی کے سبب صلح کو قبول کر لیا اور یہ پیمان ٹھیرا۔ سیوستان کو مع سیہوان اور بیس جنگی غراب مرزا جانی بیگ حوالہ کرے اور خانخانان کے بیٹے ایرج کو اپنی دامادی مین قبول کرے جب برسات

اسنے چاہا کہ اہل و عیال کو ٹھٹہ مین چھوڑ جاے مگر خانخانان نے اس درخواست کو نہ مانا۔
اسلئے اُس نے اپنا زنہ وزادا ور نوکرون کو خشکی اور دریا کی راہ سے روانہ کیا اور خانخانان کے
ساتھ بادشاہ کی خدمت سے مشرف ہوا۔ اور اسکو بادشاہ نے منصب سہ ہزاری اور صوبہ
ملتان عنایت کیا اور ٹھٹہ مرزا شاہرخ کو عطا ہوا۔ اس سے مرزا شکستہ خاطر ہوا۔ ان
دنون بادشاہ نے سُنا کہ الوس ارغون دس ہزار مرد و زن کشتی مین ویرہ کی طرف جاتے
ہین ہاتھ تلے سے ملک نکل جانے سے کشتی بان اور خدمت گذار ہاتھ نہین آتے ہین اس لئے
وہ خود ہاتھون اور دانتون سے کشتیون کو کھینچتے ہین اس سبب بادشاہ کو اُن پر رحم آیا۔
اور مرزا جانی کو ملک ٹھٹہ پھر دیدیا

مرزا جانی بیگ خاندان کا بیان خطاب و ترخانی کا بیان۔

مرزا جانی پسر پاینده محمد بن مرزا باقی بن مرزا عیسی بن عبدالعلی بن عبدالخالق تھا
وہ شکل بیگ ترخان کی نسل سے تھا۔ شکل بیگ کے باپ ایکوتمر نے توقتمش خان کی لڑائی
مین اپنی جان لڑا کر وفات پائی تھی اسلئے صاحبقران نے خرد سالی سے اسکی پرورش کی
تھی۔ ترخانی کا درجہ عطا کیا تھا اسکا نسب بچوتھی پشت مین ارغون خان بن اباغ خان
بن ہلاکو خان بن تولوخان بن چنگیز خان تک پہنچتا تھا۔ مصنف بادشاہون کا پہلے یہ دستور تھا
کہ وہ اپنے چند سعادت سرشت بندون کو کُن تمکین کا اختیار دیتے اور ترخان کا خطاب
دیتے۔ صاحبقران کے ترخان کو کسی جگہ جانے سے سپاہی نہین روک سکتے۔ نو گناہون تک اُسی
اور نہ اسکی اولاد سے باز پرس کرتے۔ قاآن بزرگ چنگیز خان نے تسلیق و باباکو ان علاوہ
مین کہ انہون نے غنیم کے حال پر مطلع کیا تھا ترخان کا پایہ عطا کیا تھا اور جو باقی سے فرمایش
کے بوجھ سے ہلکا کیا تھا اور لوٹ مین سے شہنشاہی حصہ عنایت کیا تھا بعض ترخان
ان سات چیزون سے سربلند ہوتے ہین طبل و تمن و توغ و نقارہ و قشون توغ و چترتوغ
و قور۔ یہ آخر تین چیزین انکے اپنے دو برگزیدہ آدمیون کو دی تھین۔ باقی اور حالات
تاریخ ملک سندھ مین پڑھو جو اس جلد کے اوّل مین لکھی گئی ہے۔

مرزا جانی بیگ

مرزا جانی بیگ مرزبان ٹھٹہ علم ظاہری رکھتا تھا۔ علم موسیقی مین اور فارسی

کہ یہ تینون فوجین ایک دوسرے کو اطلاع دیتی ہوئی سفر کرین اور تیز دستی کرکے
نصیر پور پر کہ ملک کے وسط مین ہے قبضہ کرین سب کا مطلب یہ تھا کہ پادشاہ پاس مرزا
جانی بیگ چلے خانخانان نے اس پاس اپنا ایلچی بھیجا اور بہت سی نصیحتین اسکو کین اور بعد ازان
خود بھی چلا۔ فوجون نے نصیر پور پر غلبہ پایا۔ ٹھٹہ سے مرزا نے کوچ کر کے دو تین کوس منزل
اس قصد سے کی کہ عقبات و گھاٹیان کو جو نیارتک استوار کرے جب خانخانان نصیر پور
مین آیا تو تینون فوجین موافق سابق کے روانہ ہوئین۔ چاپک دستون نے مرزا کے اردو
کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا چند ارغونی بھی انکے ساتھ مل گئے۔ مرزا نے لابہ گری
کی۔ کاردیدون کو بھیجکر پیمان شکنی کا سبب خانخانان سے پوچھا۔ اسکا جواب یہ ملا
کہ ہم عہد کو نہین توڑتے اور کوئی اور بات ہمارے دل مین نہین آئی لیکن ایسا سنا
گیا کہ فرنگی سپاہ ھرموز (پرتگیز) اس سرزمین مین یازش کر رہی ہے اس لئے بندر
لاہری کی یورش درپیش ہے۔ لوٹ مین جو مال ہاتھ لگا تھا اوسکو عذر کرکے واپس
بھیجدیا۔ خانخانان نے یکجہتی کے پیام مین گرمخوئی کی۔ پہلے سال کی ۹ ہم آبان کو وہ
اسپمین سوار ہو کر ملے۔ دوربینی کے سبب سے خانخانان ٹھٹہ کے شہر کی طرف روانہ ہوا
بظاہر اس جگہ کی سیر کا قصد تھا لیکن اصل تدبیر یہ تھی کہ پایان آب پر قبضہ کرتے تاکہ
ارغونیون کے دل مین کچھ اور ارادہ نہ پیدا ہو۔ جب کچھ تھوڑی دور گیا اور خاطر جمع
ہوئی تو اس نے گذارش کی کہ پیوند دوستی کے موافق سزاوار یہ ہے کہ نوارہ حوالہ کیا جائے
جسکے سبب سے دور اور نزدیک کو کوئی بات کہنے کے لئے نہ رہی اور سب خاموش رہین
مرزا نے ناگزیر سارا ملک پادشاہی لشکر کو حوالہ کیا اور درگاہ والا مین جانے کا سامان
تیار کیا۔ خانخانان ٹھٹہ کی سیر کر بندر لاھری مین آیا۔ شاہ بیگ اور افسرون کو ٹھٹہ
سے رخصت کیا کہ مرزا جانی بیگ کے ہمراہ آگے جائین۔ ٹھٹہ مین ایک گروہ چھوڑ کر
خانخانان خود خشکی کی راہ سے پھرا اور باغ فتح کے قریب مل گیا اور بہت سے
افسرون کو اس ملک مین متعین کرکے مرزا کے ساتھ ۲۹ بہمن کو روانہ ہوا۔ ہرچند

اسکے گرد باغ ہین۔ حوض نظر فریب ہی۔ اس مین ایک بڑا تجانہ ہی۔ اسکے گرد راجہ گذشتہ والون
کے مکانات ہین۔ کسی فرمانروا نے اسپر تسلط نہین پایا۔ سلطان علاء الدین یہ آرزو اپنے ساتھ
لے گیا۔ بہت خزانہ اسنے صرف کیا اور جانین کھوائین مگر کچھ کام نہ ہوا۔ یہ قلعہ تھوڑی توجہ سے
فتح ہوگیا۔ اہل قلعہ نے خرد سال راجہ کو بادشاہ پاس اس خیال سے بھیجا کہ زر فشانی سے قلعہ
بچ جائیگا۔ مگر بادشاہ نے ان رشوت کی باتون کو سنا نہین اسنے حکم دیدیا کہ عہد کی کا
آئین یہ ہی کہ ایکبار قلعہ کو حوالہ کرین تو پھر بخشایش ہو۔ اہل قلعہ نے اسے قبول نہین کیا۔
رائے پتر داس نے سعی کی۔ داد و دہش کو کلید فتح بنایا بہت بڑی لڑائیان لڑا اسکے ملک پر
غالب ہوا۔ قلعہ کا محاصرہ کیا۔ آٹھ مہینے بیس روز کے بعد ۲ تیر کو اہل قلعہ نے کم آذوقی کے
سبب پناہ مانگی۔ قلعہ کو لے لیا۔ بہت غنیمت جمع کی۔

## قندھار کے معاملات

قندھار کے معاملات جو حضرت ہمایون اور شاہ طہماسپ فرمانروای ایران کی درمیان
ہوئے اسکا ذکر ہم پہلے کر چکے ہین اور یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ اکبر نے قندھار باب کے
عہد و پیمان کے موافق شاہ ایران کو دیدیا تھا اور پھر کبھی اسکی فتح کا ارادہ نہین کیا
مگر ان دنون مین ایرانیون کے اقبال کا ستارا پہلی سی چمک دمک نہین رکھتا تھا۔
سلطان حسین مرزا کے بیٹے قندھار کے حکمران تھے وہ مرزبان ایران کی فرمان پذیری
سے باہر ہوئے۔ اور شہنشاہ اکبر کی اطاعت مین گفتار کے موافق کردار عمل مین آئے
اسلئے ان دنون مین بادشاہ کے دل مین آیا کہ ایک گزندہ سپاہ ایران کے کارکنون
کی یاوری کے لئے بھیجو اگر یہ مرزا سیدھی طرح سے سمجھانے سے درگاہ الاہی مین آجائین
تو انکو امیر ملک اقطاع مین دیدیا جائیگا اور انکا آباد ملک کسی داد گر طرز دان کی پاسبانی
مین سپرد کیا جائیگا اس سے شاہ ایران کی ایسی معقول مدد ہو جائیگی کہ اوزبکون کی

قندھار کا فتح ہونا سنہ ۳۸ جلوس ۱۰۰۳

زبان مین شعر کہنے کی اچھی استعداد رکھتا تھا۔ جب سے پادشاہ کی اطاعت اس نے اختیار کی۔ اسکے گفتار اور کردار سے پادشاہی اخلاص معلوم ہوتا تھا اور اُسکی نشست و برخاست سے شناسائی و آہستگی ظاہر ہوتی تھی۔ لیکن چھوٹی عمر سے وہ شراب پیتا تھا۔ مگر شرابیون کی ناہنجار حرکتین کرتا تھا۔ کار کرد اور گفتگو عقل کے موافق کرتا تھا گھر مین شراب بہت پیتا تھا۔ شراب کے نہ پینے کی نصیحت نہ سنتا تھا۔

## رباعی

| | |
|---|---|
| چہ خوری چیزے کہ از خوردن آن چیز ترا | نے چو سروی بنماید مبتل شد چو نے |
| گر شمنی بخشش گویند کہ مے کردنہ او | ور کنی عربدہ گویند کہ او کردنہ مے |

غرض شراب کی افزونی سے رعشہ و سرسام ہوا۔ ۱۳ ار سنہ ۸۵ھ مین دنیا سے رخصت ہوا۔ پادشاہ نے غائبانہ اسکے بیٹے مرزا غازی کو ریاست باپ کی دیدی۔

پتنہ ایک آباد ملک ہے اسکا مرزبان جدا ہے۔ باندھو کا قلعہ اسکا نشیمن گاہ ہے مشرق مین ۶۰ کروہ تک اسکی عملداری ہے۔ اسکے پیچھے اور زمیندارون کی زمین ہی جو اسکے کچھ مطیع ہین۔ اسکی ولایت کچھ رہتاس ہی جنوب مین بارہ کروہ تک اسکی عملداری ہی اسکے پیچھے اور زمیندارون کی زمین ہی جو اسکے کچھ تابع ہین ملک گدھہ سے اس مین گذر ہوتا ہے۔ شمال مین گنگا جمنا ساٹھہ کروہ پر الہ آباد و متصل جونپور ہین سولہ کروہ تک عملداری اسکے پیچھے ولایت گدھہ ہے۔ جنوب و مشرق کے درمیان رتنپور ۵۴ کروہ پر ہے مشرق و شمال کے درمیان ستر کروہ عملداری ہے اسکے پیچھے صوبہ الہ آباد ہے شمال و غرب مین ۵۰ کروہ پر قلعہ کالنجر سے علاقہ ملتا ہے غرب و جنوب مین ۲۵ کروہ پر ولایت گدھہ ہے یہ قلعہ بڑا دشوار کشا ہی۔ کوہچا اسکے گرد ہے اسکا نشیب ۸ کروہ ہے اور بلندی ڈیڑھ کروہ سے کچھ زیادہ۔ تین طرف پہاڑ یکلخت ہے۔ شمال و چار دیوار سنگین ہے۔ پہلا دروازہ کشن پور ہے یہان ایک بڑا آبگیر ہے۔ دوسرا دروازہ صندلی پور ہے۔ سوم کرن پور چہارم صیرہ پور۔ یہان راجہ کا بنگاہ ہے اس قلعہ کی چاردیوارین مین اسکے

حاکم مقرر کیا۔ اسنے بداغ بیگ کو انکے مارنے اور ملک لینے کے لئے بھیجا۔ صبح کو انکا ارادہ انکے مارنے کا تھا کہ خود شاہ اسمٰعیل کے مرنے کی شہرت ہوئی۔ یہ بےگناہ بچ گئے۔

سلطان محمد خدابندہ ایران کا پادشاہ ہوا۔ مرزاؤن کا ملک انکو دیدیا۔ مرزا مظفر حسین سب سے بڑا بھائی قندھار مین تھا۔ رستم مرزا و باقی بھائیون کے ساتھ زمین داور مین تھا۔ خود کامی اور جوانی کی مستی اور بدہم زبانی سے آپس مین لڑمرے مظفر حسین مرزا شکست پاکر قلعہ کے اندر چلا گیا۔ چالیس روز تک رستم مرزا قلعہ پر جھولا کیا پھر دونون بھائیون مین صلح ہوگئی آپس مین ملاقات ہوئی۔ جب فرمانروائے توران عبداللہ خان نے ہرات کا محاصرہ کیا۔ یگان سلطان افشار نے کہ فراہ مین ایالت رکھتا تھا رستم مرزا کو اپنے پاس بلالیا۔ تورانی سپاہ سے لڑا اور فراہ پر قابض رہا۔ مرزا نے دوست ناشناسی و غنودہ رائے سے یگان سلطان کو مار ڈالا۔ سلیمان خلیفہ خراسان سے آنکر مرزا سے ملا کہ مایہ شورش بناے۔ مگر اسنے سعادت اختری سے نہ منظور کیا۔ لیکن اسکی یاوری سے سیستان پر جو ملک نیمروز کے نام سے زبان زد خلایق ہے غالب ہوا۔ مظفر حسین مرزا نے قابو پاکر داور زمین پر تاخت کی۔ رستم مرزا اس طرف آیا۔ دونو مین بڑی لڑائی ہوئی۔ مظفر حسین مرزا مین مقابلہ کی تاب نہین رہی۔ قندھار کو الٹا چلا گیا۔ ہمیشہ ان دونو بھائیون کے درمیان زر پرست بےسمجھ آدمی ایک پاس سے دوسرے کے پاس جاتے او ضیقے آرام مین خلل ڈالتے۔ جب غلبہ نے انکی برائی و دشمنی کو بڑھایا تو بدنصیبی سے مرزاؤن نے ایران کے پادشاہ سے اپنے پرانے پیوند کو قطع کیا اور شہنشاہ اکبر سے بھی شائستگی کے ساتھ تعلق نہ پیدا کیا یہانتک بڑے بھائی نے زمین داور کو لے لیا۔ مرزا رستم ہری (ہرات) مین آیا۔ قلات لے لیا اس عرصہ مین پادشاہ کی سپاہ کے آنے کا غل مچا۔ مرزا رستم نے شریف خان اتکہ حاکم غزنین کے سامنے دوستی کی داستان پڑھی اور اس وسیلہ سے پادشاہ کی خدمت مین نیازنامہ بھیجا اور آستان بوسی کا قصد کیا۔ پادشاہ نے دلدہی کا فرمان میرک جلائر اور مہتر ابراہیم کے ہاتھ بھیجا۔ سرراہ کے اقطاع دارون کے نام حکم بھیجا کہ مرزا کی

قندھار کی فتح کا خیال نہ رہیگا اس یاوری کی دلخواہ صورت ہو گی اسنے ایک سپاہ جرار اور افسران تجربہ کار قندھار کی فتح کے لئے روانہ کئے۔ خانخانان کو اسکا سپہ سالار بنایا۔ اور خواجہ محمد مقیم کو سپاہ کا بخشی مقرر کیا اور یہ حکم دیا کہ یہ لشکر بلوچستان کی طرف سے جائے اگر بلوچ فرمان پذیر ہون تو انکو اپنے ساتھ سپہ آرا لیجائے ورنہ اُن کو مناسب سزا دے اور داد گرون کو ملک سپرد کرے۔ مگر پھر بادشاہ نے خانخانان کو حکم دیدیا کہ وہ ملک سندھ کو فتح کرے اور اسکی جگہ سلطان دانیال کو مقرر کرکے قندھار کی طرف روانہ کیا اور یہ سمجھا دیا کہ اگر مرزا اطاعت قبول کرین تو انکو خسروانی نوازش کا امیدوار کرے ورنہ اس ملک کو لے کر کسی کارشناس دادگر کو دیدے ۲۲ ستمبر ۱۰۰۲ سنہ کو مرزا دانیال دریاے راوی سے پار اترا۔ چوتھے روز بادشاہ بھی جو کشمیر کو جاتا تھا اسسے ملا۔ ۲۷ کو مشرق سے مغرب کی طرف تین سو شہاب ثاقب ٹوٹے جسکو نجومیون نے سفر کے لئے منحوس بتایا اسلئے شاہ اور شاہزادہ واپس چلے آئے۔

اُس وقت سے کہ بادشاہ کے حکم کے موافق شاہ محمد خان قلاتی فرمان فرماے ایران شاہ طہماسپ کے گماشتون کو قندھار سپرد کرکے ہندوستان مین آیا تھا تو بادشاہ ایران نے اپنے برادرزادہ سلطان حسین مرزا پور بہرام مرزا کو قندھار دیا تھا۔ وہ ہمیشہ نیایش نامے اور تحفے تحائف بادشاہ پاس بھیجا کرتا تھا اور اپنے تئین بندگان شاہی مین سے گنتا تھا۔ اس سبب باوجودیکہ شاہ طہماسپ مرگیا تھا۔ شہنشاہ اکبر کو قندھار کے لینے کا خیال کچھ نہ تھا مگر سنہ ۱۲ جلوس مین سلطان حسین شراب خوری کے سبب مرگیا اسکے چار بیٹے مظفر حسین مرزا۔ رستم مرزا۔ ابو سعید مرزا۔ سنجر مرزا تھے مردمی اور زمانہ شناسی کے سبب یہ آباد ملک انکو دیدیا۔ شاہ اسمٰعیل نے جو شاہ طہماسپ کا جانشین ہوا اپنے بھائی بندون کی خونریزی پر کمر باندھی۔ چند آدمی ان مرزاؤن کے مارنے کے لئے بھی مقرر کئے۔ ان فرستادون کی آزمندی اور خواہشگری کے سبب انکی زندگی بچ گئی۔ شاہ ایران کو جب یہ علم ہوا تو اسنے شاہ قلی سلطان ذو القدر کو قندھار مین۔۔

سنہ ۱۰۰۲ [illegible]

ان کی یاوری مین متردد تھا کہ اس گروہ مین سے بعض نے قندھار کے قریب موضع جانی
قلعہ مہری کو مرزا عوض نے بزور لے لیا۔ شاہ بیگ نے اسکو سمجھایا۔ مگر جب وہ نہ سمجھا تو وہ لڑنے
کھڑا ہوا۔ مرزا نے تیری کو استوار کیا اور لڑا اور تھوڑے عرصہ مین گرفتار ہو گیا اور قلعہ فتح
ہوا۔ شاہ بیگ نے ہلمند سے گذر کر زمین داور پر تاخت کی غنیم جلد قلعہ تزنور مین داخل ہوا
اور تعاقب کے سبب وہ ہرات کی طرف بھاگا لشکر شاہی وہان سے پھر کر زمین
داور مین آیا۔ گرم سیر بھی بے آویزش کے ہاتھ آگیا۔ تورانی سپاہ کی آنکھین کھلین
قل بابا سپہ آرائے خراسان کو اسکے پاس اندیشہ ہوا وہ دور بینی کر کے پادشاہ کی
سپاہ کے ساتھ دوستانہ پیش آیا۔

مظفر حسین قندھار سے چلکر ۵ شہر لو بیہ سنہ ۱۰۰۰ کو پادشاہ کی
ملازمت سے مشرف ہوا۔ سو اسپ عربی اور اسباب نذر مین دیا۔ ان مین ایک مہرہ
عجیب تھا کہ وہ سانپ کاٹے آدمی کا زہر چوس کر اچھا کر دیتا تھا۔ پادشاہ نے پنجہزاری
منصب اور قندھار سے بڑی اقطاع سنبل اسکو عنایت کی اور بہت نقد و جنس دیا۔
اسکے چار بیٹے بہرام مرزا۔ حیدر مرزا۔ انفاس مرزا۔ طہماسپ مرزا تھے انکا اور انکے
ہمراہیو نکا دلی مقصد بر آیا۔

قندھار کے قریب ایک استوار قلعہ سیوی ہے پہلے زمانہ مین مرزبان
بھکر پاس تھا بہت دنون سے یہی افغان اسپر غالب تھے سید بہار الدین بخاری
تیول دار اچھ اور بختیار بیگ اقطاع دار سیوستان اور میر ابو القاسم نمکی جاگیردار
بھکر اور میر معصوم اور سپاہ ملتان پاس فرمان شاہی گیا کہ اول وہان جا کر اندر گولی
سے قلعہ کو فتح کرین اور اگر وہ نہ سنین تو سزا سے مالش کرین۔
۲۳ دے کو لشکر اس ارادہ سے یہان آیا کنجابہ کے زمینداروں اور اس طرف کے
اور سردارون نے جیسے کہ داؤد خان و دریا خان تھے اطاعت کی سوم غنیم
کو قلعہ کے نزدیک پہنچے پانچہزار آدمی لڑنے کو آگئے۔ کچھ لڑ کر حصاری ہو گئے

نگہداشت مین اہتمام کرین۔ غرض نہایت آؤبھگت کے ساتھ وہ ۱۲ ربیع کو جو دسہرہ کا جشن تھا۔ بادشاہ کی خدمت مین آیا بادشاہ نے اسکو منصب پنج ہزاری عنایت کیا۔ ملتان اور بہت سے پرگنے اور بلوچستان جو قندھار سے کہین زیادہ تھے عنایت کئے۔ نقارہ اور علم عنایت ہوا۔

جب زمانہ مین مشہور ہو گیا کہ بادشاہی لشکر قندھار کی فتح کے ارادہ سے آتا ہے رستم مرزا نے پیش دستی کرکے بادشاہ کا آستان بوس ہوا تو مظفر حسین مرزا نے اپنی مان اور بڑے بیٹے بہرام مرزا کو بھیجکر بادشاہ سے پناہ مانگی یہ دونون باریاب ہوئے اور انکی آرزو قبول ہوئی قرابیگ کو جو اس خاندان سے قدیمی پیوند رکھتا تھا اور مرزا بیگ کو بھیجا کہ مرزا کو نوید بخشایش پہنچاکر درگاہ مین لائین اور اس ملک کی دیدبانی شاہ بیگ کے حوالہ کرین۔

جب قرابیگ اور مرزا بیگ قندھار کے قریب آئے تو مرزا مظفر حسین نے انکا استقبال کیا اور منشور والا سے خوش ہوا اور درگاہ والا کا قصد کیا۔ شاہ بیگ کو قلعہ کشادہ پیشانی سے حوالہ کیا اور سکہ بادشاہی جاری کیا خطبہ مین نام پڑھوایا شاہ بیگ خان نے مرزا کی طرح طرح کی یاوری کی اور زہ وزاد اور دو ہزار قزلباش ہمراہ کرکے روانہ کیا بے آویزش کے یہ آباد ملک بادشاہ کے ہاتھ مین آیا اور ایک بزرگ نژاد بربادی سے بچا۔ اوزبک بھی اس ملک کی فتح سے کچھ عنان کش ہوئے۔ کسان کسی قدر آسودہ ہوئے۔ افوس ہزارہ اور افغان اور سرکش زمینداروں کی مالش مناسب ہوئی۔

داور اور گرم سیر دو نو آباد مقام قندھار سے تعلق رکھتے ہین۔ جب سپاہ شاہی کے آنے کی شہرت ہوئی تو اس سرزمین کے بڑے بڑے آدمیون نے جمع ہوکر تیرہ دستی کرنی شروع کی۔ اوزبک ناکام چلے گئے۔ ان دنون مین سلطان محمد اوغلان نے وتنگ بردی و مراد خان اور بعض نامدکین تو دہی پر آمادہ ہوئے اور حصار کا محاصرہ جب شاہ بیگ خان آیا تو زمیندار دادخواہ آئے۔ بادشاہ کے حکم بغیر دو

مظفر حسین مرزا کا حضور مین حاضر ہونا ۱۰۰۱ھ اور شاہ بیگ کا قندھار پر اور داور پر

## معاملات و مہمات دکن

سنہ ۹۸۱ھ مین راجہ کجبلی نے اپنا ایلچی بھیجا - یہ راجہ اقصائے ہندوستان مین ولایت ملیبار کے قریب زمیندار تھا - اس نواح مین کوئی زمیندار اسکی برابر ملکت و دولت مین نہ تھا وہ جوگیون کا معتقد تھا - سال بھر مین ایک دفعہ جوگی بن کر جوگیون کا احترام کرتا تھا - وہ شہنشاہ اکبر کی صفات باطنی کا معتقد تھا وہ چاہتا تھا کہ بادشاہ کی خدمت مین اس دیار کے نفائس بھیجکر اپنی عقیدت ظاہر کرے - مگر بادشاہ بہت دور تھا - راہ مین پہاڑ کو بہت سے سد راہ - بے امن و عافیت راہ - کسی کو یہ حوصلہ نہین پڑتا تھا کہ ایسی پرخطر و دراز کی راہ کو طے کر کے پیشکش کو بادشاہ تک پہنچائے - اور راہ مین لوٹ مار سے بچ جائے مگر ان دنون مین اُسکے وزیرزادہ نے یہ ہمت کی کہ بغیر مال و اسباب کے بادشاہ کی خدمت مین تنہا آیا - راجہ نے کہا کہ بہترین متاع عالم مین اخلاص حقیقی ہے مگر اسکے ساتھ حقوق ظاہری کا ادا کرنا بھی ضرور ہے - اگر میرا اسباب مال و متاع بادشاہ کی نذر مین تو لیجائے تو اسکی نظر مین کچھ نہین جچے گا - اسلئے مین ایک کارد دیتا ہون اگرچہ وہ کچھ مالیت نہین رکھتی مگر اُس مین یہ خاصیت ہی کہ جس سوجھن پر ملی جائے وہ اُتر جائے - وزیرزادہ بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا - کارد ہدیہ مین دی - بادشاہ کہا کرتا تھا کہ دوسو آدمیون کا ورم اس کے ملنے سے اچھا ہوگیا ہے - کارد بہت احتیاط سے رکھی جاتی تھی -

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ اول یورش گجرات مین میر محسن صفوی مشہدی کو نظام الملک حاکم احمد نگر پاس اس غرض سے بھیجا تھا کہ وہ محمد حسین مرزا اور اور سرکشون کو جو دکن مین جمع ہوگئے تھے پکڑ کر حوالہ کرے - اس نے یہ تو نہین کیا مگر اپنے ملک مین انکو رہنے نہین دیا پیشکش لائق اپنے معتمدون کے ہاتھ بھیجکر دولت خواہی کا اظہار دیا - میر مذکور نے دکنیون کی ناشکیبائی کو یون بیان کیا کہ بادشاہی لشکر کی فتوحات سے انکی عجب حالت ہو رہی ہے کہ اپنے شہرون سے مال و اسباب کو پہاڑون کے اندر بھیجکر نگہبانی کرتے ہین مگر

راجہ کجبلی کا ایلچی آنا سنہ ۹۸۱ھ

میر محسن صفوی مشہدی کا نظام الملک کے پاس سے آنا

سنہ ۹۸۱ھ [illegible]

جب محاصرہ سخت ہوا تو انہون نے قلعہ کی کنجیان حوالہ کین اس فتح سے قندھار اور کیچ اور
مکران قلمرو مین آ گئے۔ اس جنگل مین پانی کی کمیابی سے لشکر شاہی سراسیمہ تھا کہ ایک خشک ندی
مین پانی آگیا جس سے وہ سیراب ہو گئی — الوس کا کر بدتون سے زیر دستون کو ستاتے
اور قندھار کی راہ پر لوٹ مار مچاتے۔ آغاز دے مین شاہ بیگ خان انکی سزا کے لئے چلا۔
اسنے ان کے بڑے بڑے سنگر توڑے۔ سرکشون کے سر کاٹے ایک گروہ کو فرمان پذیر کیا

بلوچستان کی تنبیہ کی بھی ہدایت لشکر کو ہوئی تھی بلوچون کا حال یہ تھا کہ وہ کبھی
پادشاہ کی نیکو خدمتی سے باز رہ کر نافرمانی اسلئے کرتے تھے کہ وہ پادشاہ کو اپنے سے
دور جانتے تھے اور اپنے مقامات کو نہایت مستحکم سمجھتے تھے۔ پادشاہ تباہ کارون کے تباہ کرنے
کو نیک سگالون کے ساتھ نوازشین کرنا سمجھتا تھا۔ اس لئے اسنے پہلے بھی ۹۸۶ھ پنجاب کے بعض
امراء کے پاس فرمان بھیجا تھا کہ بلوچیون کے مقامات مین جائین اور انکو سزاوار سزا دین
جب بلوچیون نے پادشاہی لشکر کی تیاری کا آوازہ سنا تو انین جو مغرور بیٹھے تھے وہ
بندگی اختیار کرنے کو تیار ہوئے اور بہینائی اور دور اندیشی کے سبب سے اپنے عاقل کاردان
پادشاہ پاس بھیجکر زینہار کے خواستگار ہوئے۔ شہریار انکی اس نیازمندی کو خدمت
سمجھا اور فرمان بھیجدیا کہ لشکر واپس چلا آئے۔ پادشاہ کی نیت مین تو یہ تھا کہ اہل جہان
فرمان پذیر ہون کہ کثرت مین ظل وحدت نظر آئے۔ خلائق عامہ کی آسودگی اور آرامش کا
انتظام ہو۔ اسکا حال اور زر دست پیرہ دستون کا سا نہ تھا۔ کہ کسی کی لغزش کو نالش
کا بہانہ بنا کے خون ریزی اور مال اندوزی سے فراغت ہی نہ پائے۔

الوس کا کر اپنی بدگوہری اور اپنے مقامات کی ہمواری کے سبب سے زیر دستوا
کو ستار ہے تھے اور قندھار کے راستہ مین قزاقی کرتے تھے۔ شروع ماہ دی مین۔
شاہ بیگ انکو سزا دینے آیا۔ اُس سے خوب لڑائیان ہوئین اور شاہ بیگ نے انکے
بڑے بڑے سنگر توڑے۔ بہت سے انین سے مارے گئے۔ کچھ آوارہ کچھ فرمان پذیر
ہوئے۔

جمال الدین حسین کو سپرد کیا وہ عجبازی سے نظام کا مہربان ہوا تھا پھر اسکو آصف خان کا
خطاب ملا تھا۔ جوانی کی مستی مین آتنکر وہ خودسر ہوگیا۔ مرتضیٰ نظام ایسا خلوت نشین ہوا
کہ خلق کو اُسکے مرجانے کا یقین ہوا۔ وہ بیدر گیا ہوا تھا۔ اس سبب سے ایک شورش برپا
ہوئی۔ انہین دنون مین برہان الملک قلعہ دارکی یاوری سے قلعہ سے باہر نکلا۔ اور
شورش برپا کی۔ پانچ چھ ہزار آس پاس کے اوباش جمع ہوگئے مگر اسکی عقل زندان مین
اور بخت خواب مین تھا۔ ناگاہ اسکی خبر مرتضیٰ نظام الملک کو ہوئی تو وہ احمدنگر مین آیا
خلق نے جانا کہ وہ زندہ ہے پھر برہان الملک کا ہنگامہ افسردہ ہوگیا اُس نے
اپنے ہمراہیون سے کہا کہ مدت سے مین خلوت نشین ہوگیا ہون اور آدمیون کے
ملنے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے میرا بھائی طلبگار حکومت ہو اب سب مجھکو چھوڑکر اس سے
جاملو۔ ہمراہیون نے یہ گذارش کی کہ سزاوار یہ ہے کہ ان فرومایون کو شکست دے کر
حضور یہ خیال کرین تو گنجایش ہو ورنہ لوگون کو حقیقت کار پر اطلاع نہین ہوگی۔ اور
حضور کی زبونی اور ناتنومندی پر گمان ہوگا۔ اس گذارش سے وہ خوش ہوا اور اپنے
دل سے جنگ پر مستعد ہوا۔ باوجودیکہ اُس پاس سپاہ کم تھی مگر ہمراہیون کی خیرسگالی
وراستی سے لڑائی کی نوبت نہ آئی اور برہان الملک کے پاس سے گروہ گروہ آدمی
الگ ہوکر اُس پاس آگئے اور برہان الملک حدود بیجاپور مین زمینداروں کے پاس
پناہ مانگنے گیا اور وہان سے عادل خان حاکم بیجاپور پاس گیا یہان بھی اسکا فسون
اور حیلہ سازی کارگر نہ ہوئی تو جوگی بنکر احمدنگر مین آیا اور چھپ کر آدمیون کو اپنے
پاس جمع کیا اور اُن سے عہدوپیمان باندھا۔ مگر بھانڈا پھوٹ گیا تو وہ مرزبان
بگلانہ کے پاس گیا وہان سے ناکام ہوکر سندر با مین قطب الدین سے ملا اور اسکے
ذریعہ سے اامرداد ۹۹۱ھ کو پادشاہ کا آستان بوس ہوا۔ پادشاہ ہمیشہ
مصیبت کے مارون پر مہربانی کیا کرتا تھا اسکو اپنی عاطفت سے سربلند کیا وہ
سال کے بعد ایک ورد برہان الملک جمال الدین انجو نے سفارش کرکے پیش کیا۔

شہنشاہ توا ہم کو مہم پر تقدیم دیتا تھا اس لئے دیار شرقی کی فتح کو مقدم جانا۔ اور
دکن کی فتح کو اور وقت پر موقوف رکھا۔
باقی خان کو نظام الملک دکنی کے پاس اسکی رہنمائی کے لئے بھیجا تھا نظام الملک
نے اپنے معتمدون مین سے وفا خان کو بھیجا۔ اسنے احکام پادشاہی کو مانا۔ وہ ۵ ماہ
خرداد ماہ آلہی ۹۸۵ھ کو کورنش بجالایا اور نفیس ہاتھی اور اس دیار کے نفائس پیشکش
مین دیئے۔
اگرچہ عادل خان حاکم بیجاپور پادشاہ کا مطیع نہین تھا مگر اور حکام دکن کی
طرح ہمیشہ اپنے آدمی کاروان اور پیشکش بھیجتا رہتا تھا کہ جس سے اپنا ذکر پادشاہ
کی مجلس مین یاد دلاتا رہتا تھا ان دنون مین ایک طرزدان اور شیوا بیان ایلچی
پیشکش لیکر آیا تھا پادشاہ نے اسکو جانے کی اجازت دی اور حکیم علی کو اس کے
ساتھ بیجاپور بھیجا کہ عادل خان کو نصیحت کردی کہ وہ اطاعت شاہی شائستہ طور پر
کرے ورنہ لشکر شاہی زبردستی اسکو مطیع کریگا۔ عادل شاہ حکیم علی کو رخصت کرنے کو تھا
کہ اسکا ساغر زندگی لبریز ہوا۔ اگرچہ مرزبانان دکن لوازم بندگی اور فرمان پذیری کو
شائستہ طور پر نہین بجالاتے تھے مگر ابھی عرائض اور پیشکش بھیجتے رہتے تھے جس سے ایک
تعلق پادشاہ سے معلوم ہوتا تھا۔ قطب الملک والی گلکنڈہ نے ایک عرضداشت
مع اس دیار کے تحائف کے بھیجی پادشاہ نے اس کو قبول کیا۔
مرتضی نظام شاہ والی احمدنگر کا چھوٹا بھائی برہان الملک تھا جب حسین نظام شاہ
والی احمدنگر کی زندگی ختم ہوئی تو اسکا بڑا بیٹا مرتضی نظام شاہ باپ کا جانشین ہوا
مگر حقیقت مین اسکی مان حکمران ہوئی۔ یہ بڑا بھائی چھوٹے بھائی کو باپ کی طرح چاہتا
تھا اور سب سے زیادہ بزرگ رکھتا تھا مگر زمانہ کی گردش ایسی آئی کہ شورش طلبی [illegible]
سبب سے اُنھون نے مان اور بھائی دونو کو مقید کردیا اور ہر ایک کو ایک قلعہ مین بھیجدیا۔ وہ
فقیر ہوگیا یا دیوانہ کہ آدمیون کے ملنے سے بھاگتا تھا اور سلطنت کا سارا کام

وکیل بیجاپور ۹۸۶ھ ۔ وکیل گلکنڈہ ۹۸۵ھ ۔ برہان الملک کا پادشاہ پاس آنا

اور دہ زبانی شروع ہوئی۔ سپہ سالار ان پر بدگمان ہو کر سراسیمہ ہوا۔ کام کا ڈھنگ بگڑ
گیا۔ شہاب الدین احمد خان رنجیدہ ہو کر بے اجازت اپنی جاگیر کو چلا گیا۔ سپہ آرا نے اُس
سے لڑنے پر آستینیں چڑھائیں نیک آدمیون کی کوشش سے آویزش نہ ہوئی مگر آمیزش
بھی نہ ہوئی۔ احمقون کی باتون سے تولک خان پر جو امرا بری مین سے تھا تہمت
رکھی گئی اور قیدخانہ مین بھیجا گیا۔ امیر فتح اللہ شیرازی بہت تکلیف اٹھا کر خاندیس سے
ناکام آیا اور غمزدہ ہو کر گجرات مین خانخانان پاس چلا گیا۔ غرض بیجا توقعون اور
پراگندہ غرضون سے سپاہ چندی اور جنگجوئی مین کم ہوئی۔ غنیم جو اس کی ہیبت سے
لرز رہا تھا اسپر شیر و دلیر ہوا۔ راجہ علیخان حاکم خاندیس و فرہاد خان و جمشید خان
و اژدر خان و میر تقی اور اُمرا برار و احمد نگر۔ لشکر فراہم کرکے لڑنے کے قصد سے آئے
تو امراء شاہی جاگے اور رازگوئی کی مجلس جمع کی۔ مگر جس مجلس مین دوست کو دشمن سے
اور مدارا کو مداہنہ سے نہ جدا کرسکین اُس سے کسی طرح کوئی کام سرانجام نہین پاسکتا ہے۔
اور کوئی ارادہ پورا نہین ہوسکتا ہے آپس کی نااتفاقی سے لڑنے کی قوت نہ تھی اور
سب کی ہمت کارزار سے قاصر تھی۔ غنیم کی برابر سے کنارہ کش ہو کر برار کی طرف چلے
یہ مُلک دکن مین مالوہ سے ملا ہوا ہے۔ پرتال کو ایک گوشہ مین بھیجکر جلد جلد چلنے لگے
اس راہ مین زمیندار رھیتا راؤ کو جو رہنما تھا دورو ئی کے وہم سے مار ڈالا ایلچپور سے
نواحی کھرلہ مین سپاہ کے ایک گروہ کو ایلغار کرکے بھیجا مگر کچھ کام نہ نکلا اور بہت
گزند جانورون کو پہنچا۔ بہت تگادو کرکے برار کو خالی پایا اور اُسکو لوٹا روز بروز
اس سرزمین کے دارالملک ایلچپور کو غارت کیا۔ ایک جماعت کا یہ ارادہ تھا کہ
احمد نگر تک باگ نہ موڑی جائے۔ دوسری جماعت کہتی تھی کہ اس آباد ملک کی حفاظت
کرنی چاہیئے اور بتدریج آگے بڑھنا چاہیئے۔ دونو باتون مین سے ایک بات نہ ہوئی
لشکر بہت سی غنیمت لے کر گجرات کی طرف چلا۔ اس مین یہ سوچا گیا کہ اگر غنیم آجائے
اور کام مین دشواری پیدا ہو تو گجرات کی سپاہ یاوری کرے۔ اور اندوختہ

اور وہ پادشاہ کے الطاف سے بلند پایہ ہوا۔ ایک دن دونو کو روبرو بلا کر تحقیقات کی گئی تو معلوم ہوا کہ وہ حکیم الملک کا بیٹا ہے میرزا عمر اللہ کی مان نے اسے پرورش کرکے بیٹا بنایا تھا۔ وہ خوف مین آنکر بے محابا بھاگا۔ اسکو پادشاہ نے آدمیونسے گرفتار کرکے زندان مین بھیجدیا

پادشاہ کی نیت مین یہ تھا کہ دکن بیچ مرزا یون کی پیرایش اور زیر دستون کی آرایش کرے اسلئے اسنے خان اعظم کو گدھا او ر اسین ا ور اسکے حواشی اقطاع مین دیکر دکن کو روانہ کیا اور یہ نصیحت کی کہ جو رئیس رعیت پر ظلم کرتے ہین اونکی سیاست عمدہ روش سے کیجائے اور رعیت کی تسلی و غمخواری سعادت منش خیر سگالون کے حوالہ کی جاے۔ اور اپنی پیشگاہ سے عبدالمطلب خان و راجہ اسکرن و شیرویہ خان و میر جمال الدین حسین انجو و برہان الملک و کنبو و عبدالرحمن و نوید بیگ و حاجی عبداللہ کاشغری و سلیمان قلی ترک و علی مراد و شیر محمد و علی قلی او ربعض جوانمردون کو رخصت کیا اور ہر ایک کو حکم ہوا کہ اپنے اپنے تیول مین جاکر یورش دکن کا سر انجام کرنا پیش نہاد خاطر رکھین شہاب الدین احمد خان و شریف خان و تولک خان و راے درگا و سانجی خان و حکیم عین الملک و بازبہادر و شیخ عبداللہ و مدھکر و جگمن و کنتر داس و امرا ر مالوہ کو حکم ہوا کہ لشکر دکن کے ہمراہ جائین اور صوبہ اجمیر مین آصف خان کو حکم ہوا کہ وہ اس ناحیہ سے کچھ سردارون کو بھیجے۔

خواجگی فتح اللہ کو بخشی اور مختار بیگ کو دیوان لشکر مقرر کیا۔ راجہ علی خان مرزبان خاندیس کے پاس میر فتح اللہ شیرازی کو عضد الدولہ کا خطاب دیکر روانہ کیا کہ وہ اسکو رہنمونی کرے اور بعض اور کار شناس صلح پسند ہمراہ کئے کہ اگر مناسب ہو تو وہ اور حکام دکن کی نصیحت گری کے لئے بھیجے جائین۔

خان اعظم مرزا کوکہ اپنے لشکر کو ہنڈیہ مین لے گیا اور یورش کا سامان کرنے لگا۔ ایک گروہ کو بھیجکر سانولی گڈھ (سانوی) کو ناھر راو سے چھین لیا وہ امان مانگ کر مل گیا۔ پادشاہ نے اسکو مالوہ مین عمدہ تیول دیدی اور زمیندار بھی آن ملے۔ خوب ہنگامہ گرم ہو گیا۔ جب سب امرا کہ نامزد ہوئے تھے فراہم ہو گئے تو ان مین دوئی

پادشاہ کا دکن مین لشکر بھیجنا سنہ ۹۹۶

مرزا ... سنہ ۹۹۶

برہان الملک کا فتح دکن کے لئے پادشاہ کا بھیجنا سنہ ۹۹۶ھ

خوشی ہوئی اور اسنے پیشکش بھیجی۔ مرزا کوکہ نے حوالی منڈو مین حمیر جیبٹ ریی کو سزا دی وہ مالوہ کے زمینداروں مین سے تھا جسوقت کہ لشکر برار کو گیا تو ملک کو خالی دیکھکر۔ منڈو کے بعض مقامات کو لوٹ لیا اور جلا دیا۔

پادشاہ نے اواخر دی سنہ ۹۹۶ھ کو برہان الملک کو لشکر بیتراہ سے بلاکر دکن کی فتح کو روانہ کیا اسکا بڑا بھائی مرتضی نظام الملک جبتک احمد نگر مین فرمان روا رہا رعیت و لشکر کچھ سکھ چین سے رہتی تھی گو وہ سودائی اور خلوت گزین تھا مگر انصاف اسکے عہد مین ہوتا تھا اسلئے پادشاہ نے برہان الملک کو جو اسکی پناہ مین آیا لشکر دیکر نہین بھیجا تھا۔ مگر جب مرتضی مرگیا اور دکن مین شورش برپا ہوئی تو پادشاہ نے برہان الملک کو لشکر کے ساتھ روانہ کیا۔ اسکی سرگذشت یہ ہے کہ شاہ قلی گرجی کو فرمان روائے ایران شاہ طہماسپ نے تحفہ دیکر بھیجا تھا۔ اسنے دکن مین بڑا اعتبار پیدا کیا اور صلابت خان کے خطاب سے سربلند ہوا۔ بارہ سال مین مرتضی سودائی کے عہد مین وہ مہمات ملکی و مالی مین با اختیار رہا۔ مگر اس سبب سے کہ مرزبان مین عقل نہ تھی اور کسی کو اپنے پاس نہین آنے دیتا تھا اپنے پاگل پنے سے حکم دیدیا کہ صلابتخان کو فلان قلعہ مین بند کردو اس شائستہ خدمت نے خود اپنے تئین پا بزنجیر کرکے اس قلعہ مین پہنچا دیا۔ ہرچند سرداروں نے سمجھایا کہ اس احمق کے کہنے سے زندان مین نہین جانا چاہیے مگر سودمند نہ ہوا۔ اسنے کہا کہ اپنے خداوند کے فرمانے سے باہر نہین جاتا چاہیے۔ اسکے بعد ایک ناپارسا عورت نے اسکے سودائی مزاج مین دخل پایا اور اسکا بھائی محمد اسمٰعیل ملکی شغلون مین مصروف ہوا اور اسکی یاوری سے مرزا خان سبزواری نے اعتبار پایا۔ اس فرومایہ نے مرتضی کے بیٹے میران حسین کو جو قلعۂ دولت آباد مین قید تھا لاکر فرمان روا بنایا اور اس سودائی کو مار ڈالا۔ تھوڑے عرصہ مین نفاق پیدا ہوا اور آپس مین کین توزی شروع ہوئی یہانتک کہ مرزا خان نے قابو پاکر میران حسین کو زندانی بنایا اور برہان الملک کے بیٹے اسمٰعیل کو نظام الملک بنایا

ہاتھ سے نہ جائین۔ مخالف اس مراجعت سے حیرت مین ہوا اور چارہ کار کے درپے
ہوا۔ توپخانہ اور لشکر کو چھوڑ کر وہ پیچھے سے آیا اور ہنڈیہ کو لوٹ لیا اور اس مین
آگ لگا دی لشکر شاہی مین سخت گرمی اور بارش کے دنون مین سفر کرنے کی طاقت نہ تھی بہت
سے اُنہین سے نہین پہنچ سکتے تھے بازگشت مین لشکر شاہی کو فتح کی صورت دکھائی
دی۔ قراول دور دور پھرتے تھے۔ قصبہ جاپار پور کے نزدیک زمینداروں سے لشکر کی
کچھ لڑائی ہوئی۔ بہت مال ہاتھ لگا۔ مگر حاجی عبداللہ سلطان کاشغری ہلاک ہوا
خاندیس کے نزدیک محمد قلی اوزبک غنیم سے جدا ہو کر شاہی لشکر سے آن ملا۔ مخالف کی کمی
اور کمزوری بیان کر کے اُس نے کہا کہ بالفعل اگر دشمن سے لڑائی کی جاوے تو فتح ہو
مجھے پابند رکھ کر ہمراہ لے چلو اگر میرا کہنا سچ نہ ہو تو گردن اڑا دو مجلس مشورہ ہوئی
تجربہ کارون کی کوشش سے پیکار قرار پائی۔ ایک دن آمادگی مین گذرا سپہ آرا کے
ڈرپوک پنے سے صبح کو کوچ کا نقارہ بجا اور بغیر ایک دوسرے کے آگاہ کرنے کے گرم رفتار
ہوئے۔ رات کو پرتال اور چوپائے چلتے۔ دن کو امرا کوچ کرتے اس طرح چلنے سے
غنیم کا دل بڑھتا تھا اور اُنکے پیچھے دلیرانہ چلا آتا تھا۔ دو دفعہ ہراول اور چنداول
مین کچھ لڑائی ہوئی۔ مخالف کو شکست ہوئی۔ اگرچہ کارزار مین کچھ قابو نہ چلا اور دکن جو
ہاتھ آیا تھا وہ بھی گیا مگر غنیمت بہت ہاتھ لگی ۲۲ فروردین ۹۹۴ھ کو لشکر نے
ندربار مین آن کر آرام کیا۔ اس سے پہلے چند دکنیون نے دنگہ فساد کیا تھا قلیج خان
کے گماشتون نے رعیت کی تیمارداری سے پہلوتہی کی تھی مگر لشکر آ جانے نے شورش
کی جڑ کاٹ دی۔ خاندیس کی انتہا سے مخالف نکلا۔ خان اعظم جریدہ گجرات
خانخانان کے پاس اس خیال سے چلا گیا کہ اس ملک کی سپاہ سے یاوری مانگے خانخانان
نے اسکی تعظیم کی اور تھوڑے عرصہ مین عمدہ لشکر اسکی ہمراہی کے لئے تیار کر دیا۔ مگر
بدگوہرون کی یاوہ گوئی سے اب کچھ اور قصد ہوا۔ میر ابو تراب کو دکنیون کے
پاس آشتی کے لئے بھیجا اور ہر ایک اپنی جاگیر کو چلا گیا۔ غنیم کو اس سرگذشت سے

ہوا تو راجہ علیخان مرزبان خاندیس پاس برہان الملک گیا۔ پادشاہ کے حکم کے سبب سے راجہ علیخان برہان الملک کی یاوری مین سرگرم ہوا۔ عادل خان مرزبان بیجاپور سے یہ امر قرار پایا کہ جب وہ احمد نگر کی طرف جائے تو اس طرف وہ لشکر لائے۔ جمال خان سر آمدہ احمد نگر نے ان دونو سپاہیون کے فراہم ہونے کے خوف سے یہ چالاکی کی کہ پہلے اس سے کہ برہان الملک نزدیک ہو اسمٰعیل کو لیکر بیجاپوریون سے لڑنے گیا اور تھوڑی لڑائی مین غالب ہوگیا۔ جب برار مین برہان الملک آیا تو امجد الملک و عظمۃ الملک و سیف الملک و شجاعت خان و جہانگیر خان و حیدر خان و عزیز الملک اور اور سردار اس سے آملگئے۔ اب جنگ کے اس ملک برار سے اسکی خاطر جمع ہوگئی۔ جس روز جمال خان کو اسکی اطلاع ہوئی وہ سبک رو ہوا اور سر رشتہ تدبیر کو چھوڑکر شائستہ آمادگی کے بغیر گریوہ مرداپور کے نزدیک عرصۂ نبرد آراستہ ہوا۔ دور بینی کے سبب سے برہان الملک کو راجہ علی خان امرا و برار سے دور رکہتا تھا اور خود کارزار مین آتا تھا اور ہنگامۂ جنگ گرم کرتا تھا اس زد و خورد مین جمال خان کے بندوق لگی اور جان گئی لشکر دکن پراگندہ ہوا اور برہان الملک کو فتح ہوئی۔ تھوڑے عرصہ مین اسمٰعیل گرفتار ہوا اور قید خانہ مین ڈالا گیا۔ مرزبان خاندیس تھوڑے آدمی ساتھ لیکر خود چلا آیا اور برہان الملک تھوڑے عرصہ مین احمد نگر پر دوڑ کر گیا اور ساری ملک پر غالب آیا۔

احمد نگر پر جب برہان الملک کا تسلط ہوا تو اسے چاہیئے تھا کہ وہ پادشاہ کی سپاس گذاری ایسی کرتا کہ اس سرزمین کے اور مرزبانون کا سرمایۂ فرمان پذیری ہوتا مگر اسکو کامروائی کا نشہ ایسا چڑھا کہ وہ پادشاہ کی طرح طرح کی نوازشون کو بھول گیا اور رعایا کو آزار دینے لگا اور اورون کے نقصان مین اپنا فائدہ جاننے لگا۔ پادشاہ نے اپنی بخشایش منشی سے یہ سوچا کہ برہان الملک کو راجہ علی خان نے مسند حکومت پر بٹھایا ہے اس لئے اول اسکے پاس راہ دکھوئی

جمال خان دکنی نے بہت سے آدمیون کو جمع کرکے قلعہ احمدنگر کا محاصرہ کیا مرزا خان
نے اُس ندائی کا سر کاٹ کر قلعہ کے باہر پھینک دیا وہ سمجھا یہ تھا کہ میران حسین کو سر
بریدہ کرا سکے ہوا خواہ پست و سُست ہوجائینگے مگر وہ اور گرم اور چست ہو گئے۔
انہون نے قلعہ کو توڑا مخالف پوشیدہ بھاگ گئے مگر سب گرفتار ہو کر مارے گئے
بس اسمٰعیل کو ناگزیر نظام الملک بنانا پڑا اُس نے کینہ توزی سے تورانیون اور ایرانیون کو
مارا اور تین ہزار بے گناہون کا خون اپنی گردن پر لیا- اب بادشاہ کہ کشمیر کی
سیر کو گیا تھا اور برہان الملک کو اُسنے کابل و سندھ کے دیان افغانون سے
لڑنے بھیجا تھا وہان سے بلایا اوسکو نصیحتین کرکے دکن کو روانہ کیا- صوبہ داری مالوہ
خان اعظم کو اور راجہ علیخان مرزبان خاندیس کو اور امرا کو حکم ہوا کہ عمدہ لشکر
کا سامان کرکے اسکے ساتھ کرین اور ایسی ہمت کرین کہ اس ملک پر جلد غلبہ ہو جائے

جب فرمان شاہی خان اعظم مرزا کوکہ کو پہنچا تو اُس نے چاہا کہ ایک منتخب لشکر
اسکے ہمراہ کرے مگر برہان الملک نے کہا کہ سپاہ کا بہت ہونا آسان کام کو
دشوار کردیگا اور دکنی جلد گرویدہ نہین ہونگے بلکہ متوحش ہونگے انکو صلح سے مطیع
کرنا چاہتا ہون اسلئے خان اعظم نے چغتائی خان وچندہ خان کو دو ہزار سوار
اور تین سو بندوقچیون کو اسکے ہمراہ کیا- برہان الملک کالی بھیت کی راہ سے
برار مین آیا- ایلچپور کو داہنی طرف چھوڑ کر دانا پور کو دوڑا- جہانگیر خان تھانہ دار
اور بعض اور زمیندار لابہ گری سے پیش آئے مگر اسکے تنگ حوصلہ ہمراہیون نے
انہین قبول نہین کیا انسے لڑنے کھڑے ہوئے- چغتائی خان کو بندوق سے مارا
اور چندہ خان زخمی ہو کر اسیر ہوا- برہان الملک ناکام مالوہ مین آیا- اپنی
تباہ سگالی کا عوض پایا-

اول دفعہ برہان الملک دکن سے ناکام پھر کر اپنی اقطاع مین مالوہ کے اندر
بسر کرنے لگا- ان دنون مین خان اعظم تو گجرات گیا اور شہاب خان کا انتقال

برہان الملک اور اسکے جانشینون کی سرگذشت سنہ ۱۰۰۴

۲۸ اردی بہشت سنہ ۱۰۰۲ھ کو دکن سے ملک الشعرا شیخ فیضی ایکسال آٹھ مہینے چودہ
روز کے بعد پادشاہ کی آستان بوسی سے مشرف ہوا اور عرض کیا۔ برہان الملک نے
پادشاہ کی نصائح کو نہین مانا اور وہ اپنی خود کامی سے بدمست ہو رہا ہے۔ کچھ ایسی
ویسی پیشکش بھی اُسنے بھیجی۔ راجہ علیخان نے حضور کی قانون کو کچھ مان لیا ہے اور اپنی بیٹی
کو سلطان سلیم سے بیاہنے کو بھیجا ہے۔ برہان الملک نے عادل شاہ حاکم بیجاپور کے
غلام دلاور خان حبشی کو پناہ دیکر (ایک جھگڑا ہول لیا) جسکے سبب دونون مین خوب لڑائی
ہوئی اور برہان الملک کو شکست ہوئی۔ اُسنے بندر اگ ٹر کو عیسائیون سے لینا چاہا۔
فرہاد خان و اسد خان رومی کو بہت آدمیون کے ساتھ وہان بھیجا۔ بے شرمی سے فرہاد خان
کی ہمخوابہ کو دامن آلود کیا وہ شرم کے مارے عیسائیون سے مل گیا۔ بہت سے دکنی مارے
گئے۔ اسد خان دستگیر ہوا۔ برہان الملک نے باہ افزائی اور طبیعت پروری کے لئے
دوائین کھائین اور ناتجربہ کارون کے کہنے سے اپنے تئین بیمار بنایا یہانتک زندگی
سے ناامید ہوا۔ اور اپنے بڑے بیٹے ابراہیم کو زندان سے نکال کر . . . . .
ولی عہد کیا۔ اخلاص خان جو اسمعیل کی سلطنت چاہتا تھا دلگیر ہوا اور اسنے مرتضی خان
کے لشکر مین مشہور کردیا کہ برہان شاہ فوت ہوا۔ اس سبب سے چارون طرف غدر مچ گیا مگر
پادشاہ پالکی مین پڑکر احمد نگر سے ۲ کوس پر باہر آیا اور اس غدر کو مٹایا اور ابراہیم کو
چتر اور آفتاب گیر و سامانہ سلطنت سپرد کیا اور اخلاص خان سے لڑکر فتح پائی۔ مگر قلعہ مین دوسرے
روز اس پہ ضعف طاری ہوا۔ ۱۸ شعبان سنہ ۱۰۰۳ کو طائر روح نے اسکے پرواز کی اور ابراہیم
نظام شاہ باپ کے تخت و تاج کا مالک ہوا۔ کم بینی کے سبب سے اُسنے بھائی کی آنکھون کو
بے فروغ کیا۔ مگر وہ عادل شاہ سے لڑکر مارا گیا۔ چار مہینے دور سلطنت کر گیا۔
منجھو امابک برہان شاہ نے احمد نگر مین آنکر ایک بارہ برس کے لڑکے احمد کو خاندان
نظام شاہ مین سے گمان کر کے دولت آباد سے بلا لایا اور اسکے سر پر تاج رکھا اور شہزادہ
بہادر ولد ابراہیم نظام شاہ شیر خوارہ کو جنیر مین قلعہ چوند مین قید کیا اور خزانہ و قلعہ

دوام کے لئے دعا کی جاوے۔ اُس نے یہ دعا نہایت صدق دل سے مانگی اور دربار برخاست
ہوا پھر وہ ادب کے ساتھ کھڑا ہوا اور فرش کے کنارہ پر تخت کے سامنے آیا۔ وہان بادشاہ
گھوڑے کھڑے تھے۔ انکی پاؤن پر بوسہ دیا اور انکو اپنے کندھے پر رکھا اور انکو سلام
کیا وہ نہایت خوش اور رضامند ہوا۔ جب وہ اندر آیا تھا تو اُسنے کہا تھا کہ اگر حکم ہو تو
تین ہزار سجدے بادشاہ کو کرون۔ مین اپنی جان اُسپر سے قربان کرتا ہون مینے کہا تھا
کہ آپ کی محبت کا یہی اقتضا ہونا چاہیئے مگر بادشاہ خود اس قسم کی تعظیم کو اپنے دربار کے
ملازمون کو منع کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اس قسم کی تعظیم صرف خدا ہی کی ذات کے لئے
مخصوص ہی۔ راجہ علیخان کے ساتھ عہد و پیمان کی ترقی ہوئی۔

مشرقی ملکون مین سفارت کا کام مدتون مین ختم ہوتے ہین۔ فیضی ۱۴ شہریور سنہ ۹۹۹ کو گیا۔
۱۲ اردی بہشت سنہ ۱۰۰۱ کو آیا۔ اتنے عرصہ مین سفارت کا کام ہوا۔

شہنشاہ اکبر اپنے ہمسایہ کے مرزبانون کی حالت کو ہمیشہ نیک نیتی کے ساتھ بہت
غور سے سوچتا تھا اگر وہ انکو دیکھتا کہ رعیت کی غمخواری کرتے ہین تو انکو کبھی گزند نہ پہنچاتا اور
اگر انکو ایسا نہ پاتا تو اول نصیحت سے سمجھاتا اور بیم و امید کی داستان سناتا۔ جب اس پر
بھی نہین مانتے تو پھر انکے گناہ کی سزا دیتا اور انکی لابہ گری کو ہرگز نہین سنتا۔ جب دکن کے
سردارون نے ناہنجاری اختیار کی تو ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ اسنے پند گذاری کے لئے
اپنے کارآگاہ بھیجے اور سلطان مراد کو ملک مالوہ اقطاع مین اس خیال سے دیا کہ اگر مرزبانان
دکن پر نصیحت اثر نہ کرے تو وہ انکو سزا دینے کے لئے آمادہ ہو۔ ۱۲ مہر سنہ ۹۹۹ شہزادہ
مالوہ کی طرف روانہ ہوا مگر جب گجرات سے مرزا کوکہ حج کو چلا گیا تھا تو دہم اردی بہشت کو شاہزادہ
سلطان مراد کو مالوہ سے گجرات مین بدل دیا اور مالوہ مین مرزا شاہرخ کو بھیجدیا۔ اس شہزادہ کا
اتالیق پہلے اسمٰعیل قلیخان مقرر ہوا تھا مگر اس نے یہ کام اچھی طرح نہین کیا۔ اسلئے سنہ
۱۰۰۰ کو صادق خان کو شہزادہ پاس اتالیقی کے لئے بھیجا کہ وہ اس طرف کے تمام مہمات
کو انصرام دے۔

مجھے یہ اندیشہ پیدا ہوا ہی کہ مجھہ سی کوئی حرکت ناشائستہ سرزد ہوئی ہی کہ یہ امر ظہور مین آیا ہی
کسی سخن ساز نے ناسزا بات بنائی ہی مگر پادشاہ نے اوسکا یہ اندیشہ پہلے ہی دور کر دیا تھا
جس سی کچھہ اس کی سراسیمگی دور ہوئی۔ جب لشکر شاہی کی دکن کے فتح کرنے کے لیے جنبش ہوئی
تو اور زیادہ اُسکو از سر نو نصیحت ہوئی اسکے فرستادون کو پادشاہ نے طلب کیا اور سوگند سے نامہ
عہد و پیمان ہوئے جس سی اسکا خوف دل سے مٹا۔ جب شاہزادہ سلطان مراد گجرات سے دکن کی
طرف روانہ ہوا اور شاہرخ مرزا و خانخانان و شہباز خان اور اور امراء مالوہ کو روانہ
ہوئے۔ تو راجہ علیخان نے پیش بینی سے خدمت گذاری اختیار کی۔ ۲۷ آبان کو برہانپور سے
تین کوس پر شاہرخ مرزا اور امراء شاہی سے ملا وہ اتنے بڑے تپاک سو پیش آئے
اسکے آباد ملک پر ندربار کا ملک اور اضافہ کیا۔

جب پادشاہ کا حکم دکن کی فتح کرنے کا ہوا تو شاہزادہ مراد یورش کے لیے آمادہ
ہوا۔ خانخانان کو فوج نہ جمع ہونے کی سبب سے دیر لگی۔ پہلے اس سے کہ دونوں کے
لشکر ملین ان مین دو روئی شروع ہوئی۔ شاہزادہ یہ چاہتا تھا کہ سپاہ کے تمام سردار اس سے
آنکر ملین اور خانخانان یہ چاہتا تھا کہ مین مالوہ کی راہ سے دکن کے فتح کرنیکو جاؤن
جب دونو کی تدابیر مین یکرنگی ہوئی تو ۲۰ آبان سنہ ۱۰۰۳ھ کو شاہزادہ نے احمد آباد سی چل کر
بروچ مین سپاہ کے انتظار مین توقف کیا۔ ۲۲ خرداد کو روانہ ہوا۔ خانخانان سپاہ کے فراہم
ہونے کے بعد بھیلسہ مین جو اسکے اقطاع مین تھی ٹھیرا۔ بہم امداد کو اجین کی طرف وارد
ہوا۔ شاہزادہ اسکی اس حرکت سے آشفتہ ہوا اور درشتی سے خشم آلود پیام بھیجا۔
خانخانان نے عرضداشت مین لکھا کہ مرزبان خاندیس اتحاد رکھتا ہے اسکی طرف سی خاطر جمع
رکھیئے اور گجرات مین کچھہ دنون شکار سے دل بہلائیے۔ شاہزادہ اس جواب سی بھی کچھہ خفا
ہوا۔ غرض بہتون نے باتین لگاکر اسکو اور بھڑکایا۔ وہ گجرات کے لشکر کو لے کر احمد نگر
کی طرف چلا۔ خانخانان نے شاہرخ مرزا کو لشکر و توپخانہ و فیلخانہ دیا۔ اور راجہ علیخان
کو ساتھہ لے کر بہت تیز چل کر احمد نگر سے تیس کوس پر قلعہ چاند پر ۱۴ آذر کو شاہزادہ سے

تصرف کیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد معلوم ہوا کہ احمد شاہ و خاندان نظام شاہ سے نہیں ہی تو اسکو معزول کرکے قید کیا وہ اپنی عمر طبعی پر پہنچکر مرگیا اسکے بیٹے احمد شاہ کو میان منجھو نے پادشاہ بنایا۔ اسکے مخالفون نے احمد نگر کے بازار مین سے ایک طفل مجہول النسب کو پکڑ کر بادشاہ بنایا اور دس بارہ ہزار سوار جمع کرکے میان منجھو کو قلعہ مین محصور کیا انھون نے سلطان مراد کو جو گجرات مین شہنشاہ اکبر کا بیٹا سپہ سالار تھا عریضہ امداد کے لئے بھیجا مگر پھر آخر کو وہ اس طلبی سے پشیمان ہوا ان واقعات کا مفصل بیان تاریخ دکن مین کیا گیا یہان ان واقعات کا ذکر اتنا کر دیا کہ جتنا کہ اکبر کی تاریخ سمجھنے کے لئے کافی تھا۔

سلطان دانیال کا برہان الملک کی مالش کے واسطے دکن کو جانا سنہ ۱۰۰۲ھ۔

جب برہان الملک پادشاہ کی اندرز گوئی کو افسانہ سرائی سمجھا تو ۲۵ تیر سنہ ۱۰۰۲ھ شاہزادہ دانیال کو برہان الملک کی سزا دینے کا کام سپرد ہوا۔ خانخانان و رای رائسنگھ اور بہت سے امرا کو اور خزانہ و توپخانہ و فیلخانہ کو اُنکے ہمراہ کیا۔ شاہرخ مرزا و شہباز خان اور اقطاع داران مالوہ کو حکم دیا کہ وہ بر سر راہ شاہزادہ کے ہمراہ سپاہ کو کرین راجہ مان سنگھ کو بھی حکم ہوا کہ بنگالہ سے فارغ ہوکر دکن کو جاے۔

جب پادشاہ کو ۵ دے سنہ ۱۰۰۳ کو معلوم ہوا کہ ہنوز شاہزادہ دانیال سہرند (سرہند) مین ہی اور سپاہ کار طلبی مین قدم نہین اُٹھاتی ہے تو پادشاہ کو یہ بات اسکی ناپسند آئی۔ خانخانان کو گھوڑے کی ڈاک مین بلایا۔ اُس نے آخر پادشاہ سے عرض کیا کہ سپاہ کا دکن مین جلد ہونے کا ارادہ بعد برسات کے ختم ہونے کے ہے تاکہ پانی اور گھاس بہت ملے غلہ ارزان ہوگا۔ اس سبب جانے مین دیر ہو رہی ہے۔ مجلس راز مین یہ تجویز ہوئی کہ شاہزادہ دانیال کو آئے اور بعد برسات کے پادشاہ خود تشریف لیجاے۔ شاہزادہ دانیال پنجاب کا حاکم بنے۔ اور یہ خدمت شاہزادہ مراد کو پادشاہ نے حوالہ کی اس سبب تردد تھا کہ دانیال کو ناگوار نہ ہو اُس نے قلیج خان کو بھیجا کہ وہ شاہزادہ کو واپس لے آئے۔ شاہزادہ پٹیالہ کے نزدیک پادشاہ کی خدمت مین آیا اس دن شہزادہ مراد کی عرضداشت آئی کہ مین ۲ آذر کو احمد آباد مین پہنچا مین نے سنا ہے کہ شہزادہ دانیال اس خدمت پر نامزد ہوا ہے اس لئے

راجہ بھیم ان کو ساتھ لے کر گیا۔ مگر کچھ کام نہ کر سکا۔ وہ اور راجہ دونون اپنا ساتھ لے کر چلے گئے
پاس شناسی کے سرشتہ کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے شمشیر کی فتح کار کے لئے شغال نہ بھیجنا
چاہیئے۔ ۱۹ شہر خواجہ و شیخ دولت و کامران بیگ دولت خان کو پٹن کی طرف بھیجا۔
انکی اخلاص خان سے خوب لڑائی ہوئی اور اسکو شکست دی اور بہت لوٹ ہاتھ آئی
سرگروہ ایسا نہ تھا کہ اوسکی دور باش ستم کو روکتی اسنے پٹن کے باشندون کو امان
نامے دیکر ایسا لوٹا کہ کچھ ان پاس نہ چھوڑا۔ اس بدعہدی کو دیکھ کر سب چھوٹے بڑے بھاگ
گئے۔ ۱۱ اسفندیار مذکو قلعہ کی دیوار تھوڑی سی توڑی۔ شاہزادہ کے مورچال نے سخت کاوش
کرکے قلعہ کی بنیاد خالی کی۔ باروت بھر کر آگ لگادی تیس گز دیوار گر پڑی۔ تیز دست
اندر جانے کے لئے آمادہ تھے۔ مگر نور خان۔ صادق خان کی نقب بھی تیار تھی۔ اس کے
اڑنے کا انتظار رہا۔ چتور کے واقعہ سے پہلو ڈرے ہوئے تھے۔ اس انتظار مین اتنا التوا
کیا کہ اہل قلعہ نے بھی اپنی شکستہ دیوار کو از سر نو بنا لیا۔ دوسرے روز کچھ بہادر اس دیوار
پر گئے مگر کچھ نقصان اٹھایا۔ اتنے مین رات ہوگئی قلعہ کی بیرونی سپاہ کی دوروئی
سے اہل قلعہ واقف تھے کچھ تھوڑے سے سراسیمہ ہوئے اور صلح کی درخواست کی کہ برہان الملک
کا پوتا بہادر زندان سے نکالا جائے اور اس خرد سال کو نظام الملکی کا خطاب دیا جائے
وہ بادشاہ کے ملازمون مین سے ایک سمجھا جائے اور آباد ملک احمد آباد کا اس کے اقطاع
مین دیا جائے اور اسکی سپاس گذاری مین ولایت برار لشکر شاہی کے حوالہ کی جائے
اچھے جواہر اور عمدہ ہاتھی بادشاہ کی پیشکش مین بھیجے جائین۔ ایک گروہ نے کار شناسی کی سبیل اور
اپنے فتنہ دوستی کے سبب ان شرائط کو قبول کر لیا۔ اگرچہ بعض کارآگاہ ہونے اہل قلعہ کی
کم آذوقی و سراسیمگی و داستان سرائی گذارش کی مگر کچھ سودمند نہ ہوئی ۱۴ اسفندیار مذکو
رشوت کے لینے سے اور افسانون کے سننے سے صلح ہوگئی لڑائی موقوف ہوئی۔
اب اس صلح کی بیان مروائی کا انتظار تھا پہلے اس سے کہ گفتار کردار مین آئے ۱۱
فروردین سنہ کو لشکر بیجاپور کی اور سرداران سپاہ شاہی کی شکست کی خبر آئی۔۔

لشکر سے ملا۔ شاہزادہ نے کم آزمونی اور تھوا آموزی سے کورنش کی اجازت نہ دی اور بہت دور کو
چلا گیا۔ بہت گفتگو کے بعد شاہزادہ کے پاس رسائی ہوئی اور بار ملا۔ جب لشکر پیچھے آیا اسپر شاہزادہ نے
نوازش نہین کی۔ خانخانان اور اسکے ساتھ بہت سے کمکی آزردہ خاطر ہوئے اور کام سے ہاتھ
کھینچ لیا۔ صادق خان کو شہباز خان سے پرانا کینہ چلا آتا تھا۔ وہ خوف کے مارے بہت کم دربار
مین جاتا تھا۔ ۵ ربیع کو شہر سے آدھ کوس پر لشکر اترا۔ بہت سی رعیت اور سپاہ ذرا سا تماشا
لے گئی۔ اسی روز شہر مین خانخانان و شہباز خان گئے اور انکی ناپروائی سے سپاہیون نے شہر کو بہت
لوٹا۔ سخت کوشش کر کے انکو لوٹ سے باز رکھا لیکن اہل شہر یہان بدعہدی کے دیکھنے سے آزردہ دل ہو
مرو سے کو سپاہ نے قلعہ کو محصور کر لیا۔ چاند بی بی ہمشیرہ برہان الملک نے قلعہ داری کی۔ احمد کو
سردار بنایا تو اخلاص خان [illegible] کچھ دستاویز بنا کر احمد نگر مین لایا اور شکست پا کر پٹن کی طرف بھاگا
جب فتح لشکر شاہی آن پہنچا تو کچھ خزانہ اور فیلخانہ کو سمیٹ ساتھ لیکر بیجاپور کی طرف گیا۔ قریب تھا کہ وہ
دستگیر ہو لیکن سردارون کی کم ہمتی سے وہ پنجہ سے نکل گیا۔ قلعہ آج ہی فتح ہو جاتا مگر سپاہ کے سردارون کی
کم ہمتی سے دونو کام نہ ہوئے۔ چاند بی بی کو اپنے گرفتار ہونے کا اندیشہ تھا اسلئے اسنے آپ اٹھنے
کا ارادہ کیا۔ ۹ ربیع کو شاہ علی اور ابہنگ خان یا نہنگ خان نے بہت سی سپاہ لیکر خانخانان کے مورچال
پر شب خون مارا۔ بڑی لڑائی ہوئی۔ جوانمردون نے اپنے جوہر دکھائے۔ بہت سے دشمنون کو مارا۔
پھر وہ قلعہ مین چلا گیا۔ اگر تعاقب ہوتا تو وہ گرفتار ہوتا۔ یا اسکے ساتھ لشکر شاہی قلعہ کے اندر گھس جاتا
بادشاہی سپاہ کی دوروئی اور راہ بستگی اور کم آذوقی کے سبب سختی سے گذرتی تھی۔ دانشمندون نے
ہر چند سمجھایا کہ تین بڑے لشکر یہان جمع ہوئے ہین اور تین بڑے بڑے کام ہین۔ ایک قلعہ کی
فتح کا۔ دوسرا ملک کی تسخیر کا۔ اور تیسرا راہ کی پاسبانی کا۔ ایک ایک کام ہر ایک لشکر اپنے ذمے
لے لے۔ مگر انہون نے نہ مانا۔ ۱۳ ربیع کو لوٹ کے ایک گروہ اور چوپایون کو غنیم نے گزند پہنچائی اور
سید راجو کی اور اسکے کئی بھائیون کی جان گئی۔ ۱۷ ربیع کو گجرات کا ایک کاروان احمد نگر کے قریب
آگیا تھا۔ سعادت خان نے اسے لوٹ لیا۔ سید عالم اور کئی ایک ... بڑے آدمی مارے
گئے۔ شیخ معروف اور چند اور آدمی سلامت نکل گئے انکی سزا دینے کے لئے صادق خان

پھر دکن کو واپس کرے اور ہر ایک بہادری طرف سے بیعت کرے۔

جب مرزا علی بیگ اکبر شاہی کو چیرہ دستی ہوئی تو دکینون نے کین توزی پر از سر نو آپس مین عہد و پیمان کئے۔ خداوند خان۔ حمید خان۔ جلد الفتاح۔ اژدر خان جمال خان دستور خان دس ہزار سوار اور اسی ہاتھیون کو لے کر لڑنے کے ارادہ سے چلے۔ بادشاہی سپاہ تین ہزار کے قریب تھی۔ سپہ آرا کی دل آویز گفتار سے اُسنے پیکار پہ دل لگایا تھا کر سے چالیس کوس پر لڑنے آئے۔ پاتھری سے آٹھ کوس پر پان گنگ کے کنارہ سپاہ نے آرام کیا۔ اور ایک استوار جا پر اپنا بنگاہ بنایا کہ جسکے آگے دریا پان گنگ تھا اور پیچھے بھی ایک ندی تھی ۱۷ آبان سنہ ۱۰۰۵ھ فوجین آراستہ ہو کر لڑین۔ اول خداوند خان پانچ ہزار سوار اور چالیس ہاتھی لے کر ہراول شاہی سے لڑا جسکا سردار مرزا علی بیگ اکبر شاہی تھا اُسنے مخالف کو شکست دیدی۔ سید لاد احسن زخمی ہو کر گرا۔ برانغار شاہی مخالف کی کثرت کے سبب سے بغیر لڑائی کے بھاگ گیا۔ صادق خان کے آگے رود بار تھا۔ بہت سے مخالف آکر لڑے۔ اُسنے مستقل ہو کر ایسے توپ و تیر مارے کہ اسکو فتح ہوئی۔ بہت مخالف مارے گئے اور لوٹ کا بہت اسباب ہاتھ لگا اور چالیس منتخب فیل ہاتھ آگئے۔ بادشاہی سپاہ مین چند سپاہی مارے گئے۔

شاہزادہ سلطان مراد نے جنگ کا ارادہ کیا مگر امرا و پایہ شناسی کے سبب سے مُیسر راغب نہ ہوئے۔ انجمن رازگوئی مرتب کر کے چارہ گری کے درپے ہوئے مرزا شاہرخ کو سرکردگی کے لئے منتخب کیا۔ خانخانان کو سپہ آرا بنایا۔ خزانہ و فیلخانہ و توپخانہ کا انتظام شائستگی کے ساتھ کیا اور پھر صف آرائی کی شاہ پور سے غنیم کی طرف چلے۔ غنیم کی سپاہ مین نظام الملکی سپاہ وسط مین اور عادل شاہیون کا لشکر داہنی طرف اور قطب الملکیون کی سپاہ بائین طرف تھی۔ ۱۸ بہمن سنہ ۱۰۰۵ھ کو ایک پہر دن چڑھے دریا و پان گنگ سے گذر کر لڑائی شروع ہوئی۔ مخالف استوار جا پر تھا اور یہان آتشبازی کا سامان اُسنے رکھا تھا غنیم کی افزونی اور آتشبازی کی کثرت کے سبب سے شاہی سپاہ دل ہار بیٹھی

صادق خان کا فتح پانا ۱۰۰۵ھ

بادشاہی سپاہ کا فتح اور دکینون کا شکست پانا ۱۰۰۵ھ

امیرون سے احمدنگر کے گرد سے سپاہ چلی اور جہہ ادہر جا کر پھر ائی دشمنون نے پیچھے منزل بمنزل برتال کو لوٹنا شروع کیا - دوروئی کے سبب اس شورش کا چارہ اچھی طرح نہین ہوسکتا تھا - ۱۳ اردی بہشت کو برار کے قصبہ بھاپین لشکر آیا - اس ملک کی نگہداشت کے لئے انجمن ہوئی - بہت سے آدمی کہتے تھے کہ اس ملک کی نگہبانی ہماری طاقت سے باہر ہے مگر صادق خان نے سرحد کی پاسبانی اپنے ذمے لی - میر مرتضی ملک کی آبادی کا ضامن ہوا - غرض مختلف امیرون نے ملک کے انتظام کے لئے مختلف کام اپنے ذمے لے لئے +

جب بادشاہ کو سپاہ دکن کی بیراہ روی معلوم ہوئی تو ایک فرمان عتاب افزا اور اندیشہ بیرا استہرا داس قوربیگی کے ہاتھ شاہزادہ مراد پاس بھیجا - مگر جب نامہ بر ایلکا پور میں آیا تو راہ زنون نے اُسے مار ڈالا - سلطان مراد کو جب برار کی نگہبانی سے کچھہ فرصت ملی تو اوسنے وسط ملک کی سیر کی - بالاپور سے چھہ کوس پر اس نے اپنا بنگاہ بنایا اور وہان ایک شہر آباد کیا جسکا نام شاہپور مشہور ہوا -

جب صادق خان نے مہکر مین اپنا بنگاہ بنایا اور برار کی پراگندگی بھی کچھہ کم ہوئی تو اژدر خان - عین خان - حبیب خان اور دیگرون نے فساد برپا کیا - ایک منتخب سپاہ بسرکردگی مرزا علی بیگ اکبرشاہی چارہ گری کے لئے بھیجی گئی - ۲۱ ارتیر سنہ ۴۲ الہی انکا عین خان کے لشکر پر ناگہانی گذر ہوا اور اس کو سزا دی وہ چند آدمیون کو ساتھ لیکر سراسیمہ چلا گیا - بادشاہی لشکر کو بہت غنیمت ہاتھ آئی اور ایکدم بھی آرام نہین کیا اور پوشیدہ راہون سے جاکر اُن سے لڑے اور شکست دی مشہور ہاتھی ہاتھ آئے

جب بادشاہ نے سپاہ دکن کی ناہمتا ہی سنی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شہزادہ کی بغیر اجازت کے شہباز خان بہی شہون کو چلا گیا اور ایک لاکھ مہرین جو لشکر کے سامان کے لئے بھیجی گئین تھین وہ قلعہ گوالیار مین راہون کی ناامنی کے سبب سے رکھی ہوئی ہین اس لئے ۱۱ مرداد سنہ ۴۲ کو رای چند کو بھیجا کہ اس خزانہ کو حفاظت کے ساتھ لے جاے اور مالوہ کی فوج کو بھر

بیان عہد اکبری ۱۰۰۵

برار مین قلعہ گاویل سے بہتر کوئی قلعہ نہین ہی۔ اس مین پانی خوش گوار بہت اور مرزبان نشیمن گاہ ہے جب یہ ملک قلمرو شاہی مین آیا تھا۔ افسران سپاہ کی کج گرائی سے وہ فتح نہ ہوا تھا اب میر مرتضی نے اہل قلعہ کو سمجھاکر اور انکا آذوقہ بند کرکے فتح کیا۔ بہم آبان ۱۰۰۳ کو وجیہ الدین اویسبواس راے نے قلعہ کی کنجیان حوالہ کین ۱۰ ارکو پاتھری کے نزدیک ۳۵ جنگلی ہتنیان نمودار ہوئین اور سب گرفتار ہوئین تعجب یہ ہے کہ انکی چراگاہ ڈیڑھ سو کوس پر تھی۔

بادشاہ کا ارادہ یہ ہوا کہ توران کو لشکر شاہزادہ سلیم کی سرکردگی مین روانہ کرے کہ اس ملک موروثی کو اپنے قلمرو مین لائے۔ مگر شاہزادہ نے بعض بہند پرستون کی دستان سرائی سے اسکو منظور نہین کیا تو بادشاہ نے یہ سوچا کہ اور شاہزادے جب اسکی خدمت مین آئین انمین سے جسکو زیادہ اس کام کی خواہش مجھے معلوم ہو اسکو یہ یورش سپرد کرون اندنونمین ہیموہ آدمیون نے شاہزادہ سلطان مراد کی نسبت کہا کہ اسکا ارادہ بادشاہ کی آستان بوسی کا نہین ہے اور بہت سی ناسزا باتین اسکی نسبت کہتے ہین۔ بادشاہ نے یہ ارادہ کیا کہ دار الخلافہ ہو کر دکن کو خود جائے جو کچھہ شاہزادہ کی نسبت کہا ہے اگر وہ سچ ہو تو اسکا اول علاج کرے اور پھر دکن کو فتح کرے۔ مدتون سے دکن مین سپاہ گئی ہوئی ہے اور غرض پرستی کے سبب اس کام کو انجام دینے مین درنگ کرتی ہے پھر اسکے بعد اگر زمانہ موافق ہو تو توران کو جائے چودہ سال سے پنجاب مین بادشاہ تھا۔ گروہا گروہ آدمیون کو اس سے دلبستگی تھی وہ اس یورش دکن پر دل نہادہ نہین ہوئے تھے۔ کبھی تاریکیون کی شورش کبھی شمالی کہسار کے سرتابون کی آشوب کو بیان کرکے بادشاہ کو اس دوا دوسے باز رکھتے مگر بادشاہ نے کسی کا کہا نہ سنا ۲۶ آبان ۱۰۰۷ کو لاہور سے روانہ ہوا۔

انہین دنون مین قلعہ سبل گڈھ برار مین فتح ہوا مسعود خان حبشی کے پاس وہ تھا۔ سلطان مراد نے سندر داس کو بھیجا اس نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا ۹ آذر ۱۰۰۷ کو دشمن نے پناہ مانگ کر کنجیان حوالہ کین اسی حبشی کے پاس قلعہ پرناله بھی تھا۔

کار آگہون کا افسون اور سپرنہ چلا مالوجی گوپال نے ڈھونگر خان گوند کو مار بھگایا اس نے

ویسی ہی - جگنناتھ و رائے درگا و راج سنگہ اور راجپوتون کے سردار جدا جدا سید آ
جنگ مین کھڑے تھے - عادل خانیون نے مرزبان خاندیس پر حملہ کرکے اسکو مار ڈالا
اور ۳۵ نامور اور پانسو سپاہی اسکے ساتھ مارے گئے - مرزا شاہرخ و خانخانان
و مرزا علی بیگ و سید قاسم لڑکر غالب ہوئے - مخالف مرزبان خاندیس کے مرنے کو یہ سمجھے کہ
مرزا شاہرخ و خانخانان مارے گئے - اندھیری رات مین دونو لشکر جدا ہوگئے اور
ہر ایک کو اپنی فیروزی کا گمان ہوا - رات بھر گھوڑون پر سوار رہے - بہت سے ڈرپوک
بھاگ بھی گئے - پادشاہی لشکر کو یہ گمان تھا کہ راجہ علیخان دشمن سے جا ملا یا کنارہ
ہوگیا اس سبب اسکا بنگاہ تاراج کیا - ہراول مین سے دوارکا داس و ر ہراول ہراول مین سید
جلال مارے گئے راجچند نے راجہ علیخان کی سپاہ مین ہشتین زخم کھائے - چندروز
بعد مرگیا - باوجودیکہ پادشاہی لشکر سات ہزار اور مخالف کی سپاہ پچیس ہزار تھی -
پادشاہی فوج رات بھر کی پیاسی تھی دریا کی طرف چلی غنیم پہلے سے دو دلہ ہو رہا
تھا اس جنبش سے وہ لڑنے پر تیار ہوا مگر تھوڑا سا لڑکر بھاگ گیا اور بہت آدمی اسکے مارے
گئے - عادل خانیون مین انکس خان - میان زین الدین - حبیب خان - شریف خان
سرکش خان - بھیلم خان - سرمست خان رومی نظام الملکیون مین شمشیر الملک و عزیز الملک
و دلپت رائے و یاسین خان و اژدر خان اور قطب الملکیون مین اخلاص خان و طاہر خان
مارے گئے پادشاہی سپاہ لڑتے لڑتے تھک گئی تھی اس لئے اُسنے تعاقب نہین کیا -
غنیم کے پاس ساٹھ ہزار سوار اور پادشاہی لشکر مین پندرہ ہزار سوار تھے اسپر بھی پادشاہی
لشکر فتحمند ہوا - اسکو چالیس ہاتھی اور توپخانہ ہاتھ لگا - راجہ علیخان کی لاش ملی -
جو اسپر بدگمان تھے وہ شرمندہ ہوے اس لڑائی کی سرگذشت کا حال ایسا ہے
جیسے کہ ہاتھی اور اندھون کی نقل مشہور ہے کہ ہر یک نئی طرز سے بیان کرتا ہے ہر گروہ
آشوب اور جنگ مین مصروف تھا دریافت کرنے کی فرصت کس کو تھی کہ وہ سپاہ کی
حال سے آگاہ ہوتا اس لئے بہتر ہے کہ اس قدر بیان پر بس کیجائے -

کو اس نے استقبال کو آیا اور فرمان خلعت سمیت سعادتمندانہ طور سے لیا۔ ابوالفضل نے اوسکو بہت باتین
سمجھائین اور یورش دکن کی رہنمونی کے لئے کہین اسنے تن آسانی کی بابت بہت سی عذرسرائی کی اور اپنے
بیٹے بہادر خان کو دو ہزار سوار کے ساتھ روانہ کیا۔ اُسنے چاہا کہ ابوالفضل کو اپنے گھر لیجائے اور جہان بنائے اسکا
جواب اسنے یہ دیا کہ اگر تم ہمراہ چلتے تو یہ درخواست منظور ہوتی مگر جب اُسنے اسباب اور تحفہ بھیجا تو اسکا جواب اسنے
یہ دیا کہ مین نے خدا سے عہد کیا ہے کہ جبتک چار چیزین جمع نہین ہونگی مین کسی سے کچھہ نہ لونگا
اوّل دوستی دوم وہش کو بزرگ نہ گنے سوم دادہ کا خود آرزومند نہ ہو چہارم اپنی
احتیاج اول تین باتین تو ظاہر ہین۔ چوتھی کی نسبت یہ گذارش ہے کہ پادشاہی نوازش
نے ہی دل پر سے خواہش کا نقش مٹا دیا ہے۔ سونے چاندی کے ڈھیر کے ڈھیر مجھے دیدیئے
ہین ✻

سلطان مراد احمدنگر سے ناکام پھرا تھا اسکا بہت غم اوسکو
تھا۔ اسکی ہوشمندی کے گوہر مین چمک نہین رہی تھی۔ دلون کو ہاتھ مین لانا مجھے بھول گیا تھا
پڑھنا اور مدارا مین تمیز نہین کرسکتا تھا اسکا بیٹا مرگیا تھا اس لئے اور بھی اسکی عقل تیرہ
ہوگئی تھی۔ شراب کے پینے کی کثرت سے صرع ہوگئی تھی۔ دل لگاکر علاج نہین کرتا تھا اس
درد جانکاہ کو چھپاتا اور بہت کم کھاتا۔ ۱۳ آبان سال سابق کو کاویل مین گیا اور وہان سے
ایلچپور مین آیا۔ تپ چڑھی۔ پیٹ مین درد ہوا۔ پادشاہ کے دارالخلافہ مین آنے کی اور
اپنے بُلانے کی خبر سنکر اور غمگین ہوا۔ وہ اپنے شراب پینے کی شرمندگی کے سبب پادشاہ کی
روبرو جانا نہین چاہتا تھا۔ امرا اس امر کو اور روش سے پادشاہ سے کہتے تھے۔
۲۲ اردی بہشت کو عالم بیہوشی مین دنیا سے رخصت ہوا باپ کو جب اسکی بیماری
کی خبر ہوئی حکیم مصری کو اُسنے بھیجا تھا جلیم راہ ہی مین تھا کہ مریض سفر کرگیا۔

جب شاہزادہ سخت بیمار تھا تو مرزا یوسف خان اور کار پردازون نے ابوالفضل کو
لکھا تھا کہ جلد آؤ یہان شاہزادہ سخت بیمار ہے۔ ۱۹ اردی بہشت کو جلد چلکر وہ شاہزادہ کے
پاس پہنچا تو شاہزادہ کا حال وہ دیکھا کہ جسکا چارہ کچھ نہ تھا۔ جب شاہزادہ مرگیا
تو شورش مچی بعضے بدسگالی سے بعض اپنے بنہ و بار کی پاسبانی کے لئے اور بعض

شاہزادہ مراد کا مرنا سنہ ۱۰۰۷

[illegible]

اس حبشی کے بچہ عیال کو گرفتار کیا۔ ناچار اس نے اطاعت قبول کی شاہزادہ مراد قلعہ
کاویل کی سیر کو آیا اور اس قلعہ کے بھی پاس آیا تو اس حبشی نے اپنے تئین اسکو حوالہ کیا۔
ایسے قلعہ بلند و استوار و فراخ جنمین عمارات کثیر ہون کمتر ہوتے ہین۔ شاہزادہ اس
قلعہ کی سیر کر کے شاہپور مین آیا۔ اسی روز قلعہ مانپور ہاتھ آیا۔ مرزا خان نے اُسکا محاصرہ
کیا تھا مگر اس نے اچھی طرح کوشش نہین کی تو شہزادہ نے اسکو اپنے پاس بلا کر نذر خان کو
یہ محاصرہ حوالہ کیا۔ رنگو نانو حبیبت او غلی خان گرزر اے کئی بار باہر آ کر لڑے۔ مگر کمی
آذوقہ سے ناچار ہو کر انہون نے امان مانگی۔ غرہ اسفندیار مذکور قلعہ گڈھ دولت آباد
دکن کا مرزا علی بیگ اکبر شاہی نے اہل قلعہ کا آب و دانہ بند کر کے ایک مہینے کے محاصرہ مین
فتح کر لیا۔

پادشاہ جب دار الخلافہ آگرہ مین آگیا تو اُس نے ابوالفضل کو ۲۵ اردی بہشت سنہ ۱۰۰۸ کو حکم
دیا کہ دکن جائے۔ اگر امراء دکن اس ملک کی حفاظت اپنے ذمے لین تو وہ شاہزادہ مراد کو
ہمراہ لے کر چلا آئے اور اگر یہ نہ ہو تو وہ شاہزادہ کو روانہ کر دے اور امرا و سردارون مین یکجہتی
پیدا کرے اور مرزا شاہرخ کی بہ دید کو یاور بنائے۔ اسی سبب اس شاہزادہ کو علم و
نقارہ دیکر مالوہ بھیجا تھا کہ اپنی اقطاع مین سپاہ کا سامان کرے اور جس وقت دکن مین
بلائین تو چلا جائے۔

برار کے منتخب قلعون مین کھیرلہ بھی ایک قلعہ تھا۔ شیخ ابراہیم کو اسکی فتح کے لئے شاہزادہ
مراد نے معین کیا۔ اس نے جا کر اسکا محاصرہ کیا لڑائیان ہوئین۔ قلعہ مین آذوقہ کی کمی ہوئی۔
سید حسین و بسواس رائے نے ۱۳ اسفندیار مذکور سنہ ۱۰۰۸ کو قلعہ کی کنجیان حوالہ کر دین۔ اسکی عوض
مین انہون نے منصب و جاگیر پائے۔ دو مہینا اس سے پہلے شاہزادہ سلطان مراد نے
پھر جو ۱۱۰۰۰ سوار بیچہ سپاہ خاندیس کو ناسک کی طرف بھیجا تھا عظمت خان کو امین لشکر بنایا
تھا اُس نے سرداروں کو یک دل کیا اور خوب لڑائیان لڑا اور شاہی لشکر کو غالب کیا
ابوالفضل برہان پور کے نزدیک آیا تو بہادر خان مرزبان خاندیس آسیر سے چار ہ

ابوالفضل کا دکن جانا سنہ ۱۰۰۸ھ۔ قلعہ کھیرلہ و ناسک کی فتح و ابوالفضل سنہ ۱۰۰۸ھ

سواروں اور اسی قدر اور سپاہ کے ساتھ روانہ کیا۔

۲۶ ہزار امرداد کو مرزا شاہرخ لشکر دکن سے ملا۔ جب مرزا مراد کے مرنے سے شورش مچی تو ابوالفضل نے اُسکو بلایا تھا مگر وہ نہ آیا۔ بادشاہ نے فرمان عتاب آمیز بھیجے تو بھی اُس نے عذر ہی کیے۔ پھر بادشاہ نے حسین کو سزاول بنا کے بھیجا تو وہ کام و ناکام روانہ ہوا اور لشکر سے آ کر ملا۔

شہر بیر سے ایک وسیع ملک متعلق تھا جسمین گیارہ سو وہ آباد تھے ہر ایک دہ شہر کے متعلق تھا۔ مراد کے مرنے سے ایک مہینہ پہلے شیر خواجہ نے اسکو تسخیر کیا تھا جب یہ شاہزادہ مرگیا تو اکثر ارکان دولت کی رائے یہ تھی کہ اس ملک کو چھوڑ دیجے مگر خواجہ نے اسکو اس لئے نہ چھوڑا کہ مفتوح ملک کو چھوڑنا غنیم کو دلیر کرنا ہے۔ مخالف پندرہ ہزار سے زیادہ تھے انکا ارادہ تھا کہ جس وقت بارش کے ہونے سے دریا لبریز ہوں تو شیر خواجہ کا جھگڑا تمام کریں۔ برسات کے شروع میں فوج جمع ہونے شروع ہوئے وہ یہ سوچے تھے کہ لشکر شاہی تین ہزار سے زیادہ نہیں ہے جب دریا اپنی طغیانی پر آئیگا کمک کو پہنچنے نہ دیگا اُسوقت ہمکو لڑنا چاہیے جب ابوالفضل کو اسکی اطلاع ہوئی تو اُس نے اُمراء کو جنکا ملنا خواجہ سے آسان تھا نامے لکھے اور یاوری کرنے میں سخت کوشش کی۔ کچھہ امراء نے ناشناسائی سے اور ایک گروہ نے تباہ حالی سے تاخیر کی۔ یہان تک برسات کی شدت ہوئی اور دریا خوب چڑھہ گیا۔ پندرہ ہزار حبشی و دکنی اور ساٹھ ہاتھی اور سامان پیکار لے کر مخالف بیر کے پاس آیا۔ شیر خواجہ نے جو جوانمردی اور کاربزوہی میں یکتا تھا فوجوں کو آراستہ کیا خود کارشناسی اور آتش خوئی سے الگ ہو کر ندیوں کے پار آگے دوڑا۔ ہر چند کاراگہوں نے غنیم کی افزونی اور احتیاط کی سودمندی اور نشیب و فراز کا آگے ہونا گذارش کیا۔ مگر اس نے کچھہ نہ سنا اس ناہنجار راہ کے چلنے سے لشکر میں کچھہ پراگندگی ہوئی غنیم فوج کو آراستہ کر کے آیا۔ ہراول میں راجپوت تھے وہ شائستہ طور پر لڑے اور مردانگی کر کے غالب ہوئے قول و برانغار و جرانغار

[illegible] ۴۴ سنہ ۱۰۰۸

اپنی اولاد کی نہبانی کے لئے جدا ہو گئے۔ مگر ابوالفضل نے سپاہ کا سرانجام کر لیا۔
شہزادہ کی نعش کو شاہ پور مین امانت رکھا۔ کچھ تورانیون نے لشکر سے باہر جا کر فتنہ
افزائی پر سر اٹھایا۔ ہر چند انکو سمجھایا پر نہ سمجھے اس عرصہ مین لپس ماندہ سپاہ مین ہنر آگہی
ابوالفضل کی گفتار کو فروغ ہو گیا۔ کج گرا آزرم سیراب اسکی باتون کو دل سے سننے لگے لیکن
سب چھوٹے بڑون کی یہ خواہش تھی کہ الٹے چلے۔ بہت سے غصہ ہو کر جدا ہو کر چلے گئے
مگر ابوالفضل نے ۲۷ رکو دکن کی فتح کے لئے کوچ کیا۔ اس ہیش روی سے دلون کو تقویت
ہوئی۔ اور اسنے سرحد کے پاسدارون اور ملک کے نگہبانون کو اندرز نامے لکھے۔
نیک لوگون کی دستیاری کی۔ شاہزادہ کا خزانہ اور اسباب جو پادشاہ پاس بھیجنے کی لائق
نہ تھا اور جو کچھ اسکے پاس تھا اور جو کچھ قرض لے سکتا تھا سب اسنے سپاہ مین خرچ کیا
تو تھوڑے عرصہ مین جو سپاہی چلے گئے تھے دو الٹے چلے آئے پھر ہنگامہ گرم ہوا۔
شاہزادہ کی تمام قلمرو کی عمدہ طور سے پاسبانی ہو گئی مگر ناسک مین اس سبب کہ دور ایر
نا ایمن تھا وہان آگہی دیر مین ہوئی شاہزادہ کے مرنے اور کاربپردازان ملک کے
ناامید ہونے سے یہان کے پاسبانون کو پراگندہ کیا۔ اگرچہ یہ ملک فرستادون کی
کوتاہی سے بالکل تسخیر نہ ہوا۔ مگر بہت سا حصہ قلمرو شاہی مین آگیا۔

چونکہ پاسبانی ملک مین درنگ نہین ہونی چاہیئے اس لئے پادشاہ نے شاہزادہ
سلطان دانیال کو ۲ تیر ۱۰۰۹ھ بہت سی نصیحتین کر کے روانہ کیا اور ابوالفضل کو فرمان بھیجا
کہ ہمنے شاہزادہ کو دکن روانہ کیا ہے اسکی ملکی و مالی مہمات کی سربراہی وہ کرے۔ اور
پادشاہ نے ہر طرف دکن مین کارآگاہ آدمی مقرر کئے۔ عبدالرحمن کو دولت آباد بھیجا
انہین دنون مین دولت آباد کے قلعہ نشینون نے ابوالفضل کو یہ لکھا تھا کہ اگر ہم کو اپنی درست
پیمانی سے ایمنی عطا ہو اور کوئی جگہ بنگاہ کے لئے دی جائے تو ہم قلعہ کی کنجیان حج الہ
لکر کے پرستاری کو حاضر ہین لیکن تھوڑے سے حبشی و دکنی یہان فریب ہستی مین ان کی
مالش کے واسطے ایک فوج نامزد کی جاوے اس سبب سے ابوالفضل نے اپنے بیٹے کو مندسو

شاہزادہ دانیال کا [illegible] دکن [illegible] ابوالفضل

پانچ کوس پر دائرہ کیا اور خود چند آدمیون کے ساتھ آہوپرہ کی طرف اس ارادہ سے
کوچ کیا کہ مرزا یوسف خان کو اس کام مین سرگرم کرے۔ تین کوس چل کر سرشام اس
سے ملا اور پانچ روز اوسکے گھر مین رہا اگرچہ اول روز ناامیدی مین کٹا۔ مگر مرزا علی بیگ
اور دولت آباد کا لشکر اور جوان مرد آگئے۔ قرض لیکر تمام سپاہ کا سرانجام کیا۔ ایک
جماعت کو بان گنگا کے کنارہ پر بھیجکر گذر پر تصرف کیا۔ مرزا علی بیگ نے لشکر کے جمع کرنے
اور لڑنے کا کام اپنے ذمے لیا۔ ابوالفضل پاس جو جاتا اسکو دلاسا دے کے پیچھے سے روانہ
کرتا جاتا تھا۔ جب لشکر سے اُسکو اطمینان ہوا تو خود آپ گیا اسکو اندیشہ یہ تھا کہ سب مین
آپس مین یکتائی نہین ہی مبادا لڑائی شائستہ طور پر نہ ہو۔ یہی بہتر اسکو معلوم ہوا کہ اس
جنگ گاہ مین خود جائے۔ بان گنگا کے کنارہ پر امرا بعد ایک دوسرے کے جمع ہوتے
جاتے تھے دریا کی طغیانی کے سبب سے پار نہین جاسکتے تھے۔ جب عبدالرحمن دریا کے کنارہ پر
پہنچا تو ایزدی تائید سے . . . دریا یکبارگی پایاب ہوگیا اور اس دشوار گذار دریا سے سوار
پار ہو گئے اور کوہ پہ لشکر پار گیا۔ قراول کی تھوڑی لڑائی سے دریا کے کنارہ سے دشمن بھاگ
گیا۔ مخالف کے دل پر دریا سے لشکر کے عبور کرنے نے بڑا خوف پیدا کیا اور قلعہ کا محاصرہ
چھوڑکر احمد آباد کی طرف اُس نے رُخ کیا۔ قلعہ نشین ۱۹ روز تک گھرے ہوئے غم مین بیٹھے
رہے۔ باوجود تبہ حالی اور کمک کی ناامیدی کے ہر روز جنگ کی۔ آدمی گھوڑے کا گوشت
کھاتے تھے۔ اور گھوڑے چھپرون کا پھوس کھاتے تھے۔ تدبیر یہ تھی کہ سپاہ نظام الملکی تمام
ہی اور لشکر بہت سا جمع ہی آج ہی احمد نگر کو چلنا چاہیئے مگر ہمراہیون نے اس قصد مین پوری
نہین کی تعجب یہ ہے کہ انھون نے بیر کے چھوڑنے کا ارادہ کیا۔ بیر کی سپاہ نے سختی بہت کھینچی
تھی۔ ابوالفضل کا ارادہ تھا کہ شیخ عبدالرحمن کو وہان مقرر کرے مگر شیر خواجہ نے کہا کہ اس کام
کا آغاز مین نے کیا ہے بہتر ہے کہ مین ہی اسکو انجام کو پہنچاؤن۔ شاہ گڈھ مین کچھ پیادے کے
لئے آدمی چھوڑ دئیے جائین اگرچہ بیر مین سنگین قلعہ ہی۔ لیکن گلیشہ شہر بند بھی چاہئے
غرض اسکو یہان کے انتظام کے لیئے چھوڑا۔ ابوالفضل نے خدمت گزارون کو منصب افزائی

اچھی خدمت نہ بجا لائے۔ ایک گروہ برہمی نے زور کیا۔ جگروپ پور جگنناتھ۔ گوپال داس
راٹھور سلطان بجائی۔ محمد امین چوبدر نے بہت شائستگی کے ساتھ جان نثاری کی فوجون
مین پراگندگی ہوئی۔ غنیم نے شہر کی طرف رخ کیا۔ شیر خواجہ دریا سے گذر کر کے آیا خوب لڑکر
دشمن کو اپنے روبرو سے ہٹایا۔ وفادار خان و ایک جماعت کار آگہون کی برانغار سے
آنکر ملین یعقوب بیگ کومک اور علی بیگ نے اپنا جوہر دلاوری روشن کیا مگر جب خواجہ
پھرا تو اوسنے جنگ گاہ کو مردون سے بھرا پایا اور غنیم کی چیرہ دستی سے آگاہ ہوا
نہایت غمزدہ ہوکر شہر کی طرف تیز رو ہوا شہر کے نزدیک سخت لڑائی ہوئی۔ زخمی ہوکر
شہر کے اندر گیا اوسکے جاتے ہی بہادر الملک ایک گروہ کے ساتھ پہونچا اور بہادرانہ لڑکر
شہر کے ایک حصہ مین مقیم ہوا جس سے شکست یافتون کی تقویت ہوئی باوجودیکہ خواجہ
سے کچھ خفا تھا۔ مگر وہ دس بارہ کوس سے بیتابانہ یہان آیا۔ اگرچہ اوسنے سُنا
کہ خواجہ مرگیا مگر وہ اُلٹا نہین گیا۔ اُسکے ساتھی سعید بیگ نے بڑی مردانگی کی۔ دشمن نے تکان کے
سبب سے آج اور کل دست درازی نہ کی اور اپنی شکست و ریخت کے درست کرنے پر مصروف
رہا۔ اگر وہ اپنی اُسی گرمی کے ساتھ دست درازی کرتا تو لشکر شاہی کی جان پر آن بنتی
اور اسکو بڑی مشکل پڑتی۔ اہل شہر نے کوچہ بندی کی۔ ہر طرف ہنگامہ آویزش گرم ہوا۔
جب ابوالفضل کو یہ حال معلوم ہوا تو انجمن راز گوئی مرتب کی اور سب چھوٹے بڑون سے
چارہ جوئی کی۔ تیہ سگالی و نکوہیدہ رائی سے وہ بڑا متعجب ہوا لہٰذا شہر پور کو بارش
کی شدت مین جریدہ اس طرف چلا۔ مرزا شاہرخ و خواجہ ابوالحسن کو لشکر و توپخانہ و
فیلخانہ سپرد کیا کہ وہ پیچھے چلا آوے پھر راہ مین شیخ عبدالرحمن کو اپنے پاس دولت آباد سے
بلایا۔ تدبیر یہ تھی کہ گنگا کے کنارہ پر پڑکر وہ جاوے اور سپاہ کو جمع کرے۔ اگر کوئی جوانمرد
دریا سے پار جاکر لشکر غنیم پر دل لگا دے تو اسکو وہ بھیجے اور خود کنارہ پر رہے۔ جس سے آگے
کام کی صورت ہو اور پیچھے سے خاطر جمع ہو۔ اور نہین تو خود چارہ گری کرے۔ کسی کو
اس کا ہو رو مرشد نہین پہونچتا۔ اس کے خاص آدمیون مین سے بھی بہت کم آدمی باہر نکلے تا گرنہ

ابھنگ خان زنگی نے شورش مچار کھی تھی گو وہ اس خرد سال بہادر کو مرزبان مانتا تھا
مگر اس پارسا زن کی گھات مین لگا رہتا تھا۔ یہ دانشمند بانو بادشاہ کی سپاہ سے
بھی خوشامد کی باتین کرتی تھی اور دکنیون سے بھی دوستی کی داستان گاتی تھی۔ ابوالفضل نے
بھی جب اس نے یہی روش برتی تو اس نے جواب دیا کہ اگر پیش بینی اور روشن اختری سے اپنے
تئین عالی درگاہ مین پہنچاؤ تو اس سے بہتر کوئی اور بات آپ کے حق مین نہ ہوگی۔ جو پیمان کرو اسکا
پاس ضرور رکھو ورنہ سخن بے فروغ کرہ رکرنا سزاوار نہین ہے۔ پیغامون کی آمد و رفت ہے ہو
ہے۔ جب اسکو قلعہ کے باہر کے آدمیون کی بدگوہری ظاہر ہوئی تو ہوا خواہون کو بھیجکر پیوند
دوستی استوار کیا۔ اور عہدنامہ خود لکھکر بھیجا۔ اور اُس مین قسمین لکھین کہ ابھنگ کی مالش کے
بعد وہ قلعہ کی کنجیان حوالہ کریگی بہ شرطیکہ اسکو بیر مین تیول دی جاے اور اجازت ہو کہ
وہان جاکر آسایش کرے اور جسوقت چاہے بادشاہ پاس جائے۔ اور بہادر کو بادشاہ
کی خدمت مین بھیجے۔ لیکن اس مین کچھ اسکے ارادون کے بدلنے سے اور کچھ ہمراہیون کی دلیری
سے التوا ہوا۔ جب شاہ گڈھ مین سپاہ کو توقف بہت ہوا۔ اور کچھ سپاہ جدا ہو گئی۔
شاہزادہ کی آمد کا آوازہ بھی فرو ہوا تو ابھنگ خان نے سر اُٹھایا۔ شمشیر الملک پورہ میان خان
کو جو پہلے برار کی حکومت رکھتا تھا۔ زندان سے نکالکر اس نے اپنا اعتبار بڑھایا۔ لشکر ہمراہ
کیا کہ دولت آباد سے اس سرزمین مین آئے۔ چونکہ یہان لشکر شاہی کا تازہ وزادہ ہے تو
اس سے لشکر شاہی مین پراگندگی پیدا ہو گی جس سے دست برد ہاتھ آئیگی۔ ابوالفضل کو
اس تدبیر کی مدت سے آگہی تھی۔ مرزا یوسف خان کو بہت سے آدمیون کے ساتھ اس
کی چارہ گری کے لئے مقرر کیا تھا۔ مرزا نے اُسے آسان جان کر بے پروائی کی اور ولایت
برار مین آگیا جس سے ایک عجیب شورش برپا ہوئی۔ اس ملک کے بہت سے پا بسدار بھاگ گئے
کوئی گروہ اپنے بنہ و بار کی غمخواری کے لئے چلا گیا۔ ابوالفضل نے کارآگاہون کی یاوری سے
احمد نگر کا قصد کیا تھا اس نے باہر کے بدذاتون کی مالش اور چاند بی بی کی گفتار کی یاری گیری
کا خیال کیا۔ ۱۲ کو روانہ ہوا اور ہر طرف کے دلاورون کو بلایا جب وہ چند منزل چلا

وخلعت و دلاسا و مال دینے سے پھر گرم کیا اور خود وہان گنگ کے ساحل پر اپنا بنگاہ بنایا۔
غرض شورش فرو ہوئی اور بہت سرتابون نے لایہ گری کی جس سے ہنگامہ شاہی کو
رونق ہوئی۔ قلعہ شاہ گڈھ مین ایک نیم کا درخت عجیب تھا کہ اسکے تنہ مین دو شاخین تھین
ایک شیرین اور دوسری تلخ۔ اول کو تنومندی اور چارہ برص مین کارگر جانتے تھے۔
پادشاہ کو اسکی اطلاع ہوئی اور اُسکے حکم سے دونو شاخون مین سے کچھہ کچھہ بھیجا گیا انہین
دنون مین برار کا قلعہ قلتوم فتح ہوگیا۔ ابوالفضل نے سندرداس کو اسکے فتح کے لئے بھیجا تھا
وہ سنی لڑکرا اور زینون پر سپاہ کو چڑھاکر قلعہ لے لیا۔ قلعہ دار قتلو خان اسکا مطیع ہوا پرنالہ کا
قلعہ بھی برار مین فتح کرلیا۔ سپاہ مین سے بہت آدمیون کی اقطاع نہ تھین۔ بعض کی
جاگیر مین شائستہ انتظام نہ تھا۔ وہ روپیہ ۔ خواہشمند تھے۔ اس لئے پادشاہ نے
حکم دیدیا تھا کہ خزانہ گجرات سے روپیہ برابر پہنچتا رہے۔ پادشاہ نے تین لاکھ روپئے
کی ہنڈیاون بھیجین۔ پادشاہ نے اپنے حضور کے امرا کو نقد روپیہ دیدیا تھا اب ہر ایک کو
حکم بھیجا گیا کہ ہنڈوی کے ذریعہ سے روپیہ کو دیدین۔ تھوڑے عرصہ مین سارا روپیہ
پہنچ گیا۔ اور سپاہ کو اس سے بڑی تقویت ہوگئی۔

پادشاہ نے دکن کی فتح کے لئے شاہزادہ دانیال کو مقرر کیا تھا اسکو راہ مین دیر
لگی۔ پادشاہ نے شکار کے ارادہ سے مالوہ کا قصد کیا تا کہ شہزادہ حکم کے موافق
آگے چلے۔ بششم مہر ۴۴ سنہ الٰہی کو وہ دارالخلافہ آگرہ سے چلا اور یورش دکن کا ارادہ کیا
اُسی دن شاہزادہ کو آسیر جانے کا حکم بھیجا۔ شہزادہ بادہ پیمائی اور بدہم نشینی سے
سود اور زیان کو نہین جانتا تھا اس سبب پادشاہ نے اسکا دربار بند کیا تھا۔ مگر مریم مکانی
کی سفارش سے اسکو پھر دولت کورنش نصیب ہوئی۔ خدمت گذاری اور ہنجار روی کا پیمان
تازہ کیا۔ اسکو امرا اور رانا کی مالش کے لئے مقرر کیا۔

چاند بی بی قلعہ احمد نگر مین تھی اور استوار حکمت کو اپنی پناہ سمجھتی تھی کچھہ سپاہ بھی
اسکے تابع تھی۔ اسنے برہان الملک کے پوتے بہادر کو مرزبان بنا رکھا تھا قلعہ سے باہر

پیشکش بھیجی اور اپنے بیٹے کبیر خان کو بادشاہ کی خدمت گذاری کے لئے ہمراہ کیا۔ خواجہ
مودود کو بادشاہ نے اسکی نصیحت گری کے لیئے بھیجا۔ اسنے چار نادر ہاتھی بھیجی اور اپنے نہ
ملنے کے عذر میں جھوٹی باتین بنائین۔ بادشاہ نے میر صدر جہان کو اندرزگوئی کے لیئے
روانہ کیا۔ پھر بیشیرو خان کو۔ مگر وہ سمجھانے سے کچھ نہ سمجھا اسکے باپ دادا ہمیشہ مدت سے
بادشاہ کی فرمان پذیری اور خدمت گذاری کرتے تھے۔ اسلئے بادشاہ نے اس کا ملک
اسکو دیدیا تھا۔ اب بہادر خان نہ لشکر دکن کے ساتھ گیا نہ شاہزادہ سے ملا۔ نہ بادشاہ سے
ملنے آیا۔ اسلئے بادشاہ ۱۵ اسفندارمذ کو سالباہن پسر مدی و شیخ فرید بخشی بیگی و
ہاشم بیگ اور بہت سے سرداروں کو آسیر کی فتح کرنے کے لئے بھیجا۔ بادشاہ ۲۳ کو
نربدا کے کنارہ پر آیا۔ ۲۶ کو دریا سے اترکر بیجاگڈھ میں آیا۔ یہان نوروزی جشن ہوا
جب شاہزادہ برہان پور سے گذرا فرمان والا ابوالفضل پاس آیا کہ سپاہ
مرزا شاہرخ کو سپرد کرکے ہمارے پاس آؤ۔ اس سے ابوالفضل بڑا خوش ہوا۔ مرزا کے
پاس گیا اور انجمن مرتب ہوئی اور فرمان پڑھا گیا۔ برہان پور میں آدمی چلے گئے تھے۔
اسلئے پراگندگی ہو رہی تھی۔ مرزا اور سرداروں نے ابوالفضل کے جانے کو پسند نہین کیا
اور عرض کیا کہ اس آشوبگاہ کی آرائش کا بار ہم کو نہین ہے۔ ابوالفضل پژمردہ ہوکر اپنے
بنگاہ کو گیا اور انتظار مین بیٹھا۔ کچھ دن گذرے کہ شاہزادہ بہت نزدیک آگیا۔ مرزا شاہرخ
و میر مرتضی اور خواجہ ابوالحسن اور سرکار آگھوپنے لشکر کی حفاظت کو اپنے ذمے لیا۔ خزانہ و
توپخانہ اور اسباب انکو ابوالفضل نے سپرد کیا اور بادشاہ کے حکم کے موافق فیلخانہ ہمراہ
لیا۔ ۱۲ اسفندارمذ کو روانہ ہوا۔ ۱۸ کو آصوبرہ مین شاہزادہ سے ملا۔ تین روز یہان رہا کہ
اور فرمان شاہی آیا کہ وہ برہانپور مین آئے۔ اگر بہادر اندرز پذیر ہو تو اوس کو
بخشایش کی نوید سنا کر ہمراہ ہمارے پاس لائے اور نہین تو فیلخانہ اور لشکر کو وہان چھوڑکر
چلا آئے تاکہ آگے چلنے اور گجرات کی طرف جانے کے باب مین مشورہ کیا جاسے جب ابوالفضل
برہانپور مین آیا تو بہادر ساتھ چلنے کو راضی ہوا مگر گھر جاکر اسکی نیت بدل گئی۔

ابوالفضل کا بادشاہ کی خدمت میں جانا ۔ ۱۰۰۱ھ

توسب طرف سی مخالف احمد نگر مین جمع ہوئے۔ مرزا یوسف خان اس شورش سی بیدار
ہوا۔ تیزروی کے ساتھ پیچھی آیا۔ مرزا خان و مرزا لشکری و عادل خان و سندر داس
کو اپنی سے پہلے روانہ کیا۔ شمشیر خان نے ایلچ پور کا قصد کیا جو آدمی پہلے بھیجے تھے وہ
پہنچے تو اس سی شمشیر خان سراسیمہ ہو کر جلد چلدیا۔ یہ لوگ زمینداروں کی پہنونی سی
پیچھے ہٹے۔ آخر کو اسکی منزل گاہ مین انہون ہر طرف سی تیرون کی بوچھاڑ ماری کچھہ لڑائی ہوئی
ناگاہ شمشیر خان کے ایک تیر لگا کہ اس کی جان گئی اسلئے اُسکا ہنگامہ پراگندہ ہو گیا۔
ابوالفضل نے اب احمد نگر کے جانے کا ارادہ ترک کیا۔ ۵ روے کو مونگی پٹن مین آیا یان گنگا
سے اُترنا چاہتا تھا کہ شاہزادہ سلطان دانیال کے احکام پیہم آنے شروع ہوئے کہ
احمد نگر کو ہم فتح کرینگے۔ تو اسکا ارادہ نہ کر اور اب ہم راہ مین توقف نہین کرینگے جب
شاہزادہ برہان پور مین آیا تو بہادر مرزبان خاندیس اس سی ملنے نہ آیا۔ شاہزادہ کا
ارادہ اسکی مالش کا ہوا۔ مرزا یوسف خان کو کہ پٹن کا ارادہ رکھتا تھا اپنے پاس بلالیا
ابوالفضل سے بہت آدمی رخصت لے کر شاہزادہ پاس چلے گئے غنیم نے اس بیجا درنگ
اور پراگندگی سپاہ سے دلیر ہو کر کئی دفعہ شاہی لشکر پر شبخون مارا۔ اور ناکام چلا
گیا۔ چراگاہ پر دست درازی کرنے لگا۔ دشمن سی جوان مرد ایسے لڑے کہ اہمنگ خان
نے لا بہ گری شروع کی۔

پادشاہ ۲۹ بہمن کو شہر اُجین کے قریب آیا۔ اسکا ارادہ تھا کہ مالوہ مین
چند روز عشرت شکار مین بسر کرے۔ کہ سپاہ چستی و چالاکی سے احمد نگر کی فتح مین دل
لگائے۔ مگر اسکو معلوم ہوا کہ بہادر خان مرزبان خاندیس کو اپنے قلعہ کی استواری پر
اور سامان کی افزونی پر نظر تھی کہ وہ شاہزادہ سی نہ ملا۔ اسلئے گشایش و مالش کا خیال
شاہزادہ کو ہوا۔ پادشاہ نے شاہزادہ کو حکم دیا کہ وہ احمد نگر کی فتح کو جاوے۔ بہادر کا نہ ملنا
اسکی سرتابی کے سبب سے نہین ہی۔ اسکا ارادہ ہی کہ اول ہماری کورنش کو آویگا۔ ورنہ مغز کار
کو سوچکر چارہ گری اس وقت کیجاویگی کہ ہم برہان پور مین پہنچیں گے۔ بہادر خان نے

لڑا اور زخمی ہو کر بھاگا اور کچھ دنون بعد مر گیا۔ ہاتھی اور سارا اسباب اسکا فولاد خان کے ہاتھہ آیا۔ فولاد خان کی نیک پرستاری ثابت ہوئی وہ ۱۲ کو بادشاہ کی خدمت مین آیا اور منصب ہزاری پایا۔ انہین دنون مین بہادر خان نے بھی معذرت کی اور ہاتھی اپنی مادر کلان اور بیٹے کو ساتھہ ہاتھیون کے بھیجا۔ اور عرض کیا کہ اپنی لغزش کے سبب سے میری دل پر بالکل خوف چھا رہا ہے اس سبب سے مین حاضری سے معذور ہون کچھ دنون مجھہ سے خدمت غائبانہ لیجائے تاکہ میرا ہراس دور ہو جاے۔ نیکو پرستاری کی شادی سے درگاہ والا مین آؤن اپنے بیٹی کو بھیجتا ہون اسکو سلطان خسرو کے مشکوی مین حضور سپرد فرمائین۔ اسباب اور مال پیشکش مین بھیجتا ہون وہ سوچا یہ تھا کہ ان دنون مین قحط پڑ رہا ہے میرے اس عذر کو حضور قبول فرما کر کوچ فرمائینگے۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ کوئی عذر تیرا قبول نہین ہوگا جبتک وہ خود نہ آئیگا۔ ہمارے جان پر بھروسہ کر کے چلا آ۔ اور خدمت گزاری جلدی سے کر۔ ابو الفضل نے سندر داس کو بھیجکر قلعہ سنبل ولی جامو فتح کر لئے۔ ان قلعون مین ابراہیم نے سر اٹھایا تھا وہ لڑا اور دستگیر ہوا۔ اور اپنی سزا کو پہنچا۔ متھرا داس بھی مردانہ لڑکر جان سپار ہوا۔ ۵ مہر کو ابو الفضل کو منصب چار ہزاری ملا اور صفدر خان نبیرہ راجہ علیخان اور ہمشیرہ زادہ ابو الفضل کو منصب ہزاری ملا۔ تاکہ خاندیس کی سپاہ اس سے گرویدہ ہو۔ کوہ ساپین بہت بلند اور دشوار گذار تھا۔ قلعہ نشین اسیر چڑھتے اور گزند پہنچاتے۔ قرا بیگ میرزا یوسف و میرزا ملتفت اور بعض اور امرا دشمن سے لڑے اور پایہ بہ پایہ غنیم کو دفع کرتے گئے یہانتک کہ وہ قلعہ کے اندر چلے گئے۔ اور اہل قلعہ کو قرا بیگ نے کچھہ تنگ حال کیا۔

سعادت خان حاکم ناسک فرمان پذیر ہوا۔ مگر اسکا غلام راجو تھا اس نے اسکے نوکرون کو بہکا کر اپنے ساتھہ کر لیا۔ اور ہاتھی اور سارے اسباب پر قبضہ کر کے اس ملک کا مالک بن بیٹھا۔ شاہزادہ دانیال کو جب اسکی اطلاع ہوئی تو اس نے پانچہزار سپاہ بسرکردگی دولت خان بھیجی اس سے خوب لڑائی ہوئی اور لشکر شاہی کو فتح نصیب ہوئی احمدنگر کے قلعہ کو سپاہ شاہی محاصرہ کئے ہوئے تھے کہ سعادت خان و فرہاد خان

نالائقی جواب لکھا اور ساتھ نہ چلا - ابوالفضل نے لشکر و فیلخانہ یہین چھوڑا اور بہت جلد بادشاہ کی خدمت مین پہنچ گیا - پادشاہ نے خسروانی نوازش کرکے یہ بیت پڑھی ؎

فرخندہ شبے باید و خوش مہتابے + تا با تو حکایت کنم از ہر بابے ؛

چونکہ سپاہ احمدنگر کی کشایش کو گئی ہوئی تھی اور بادشاہ نزدیک آگیا تھا اسلئے آگے چلنے کی دلیری اور ۲۱ اسفندارمذ کو پادشاہ برہان پور مین آگیا - آگرہ سے اس شہر تک ۲۲۶ کروہ کا فاصلہ ہے ۱۹۵ دنون مین ۴۹ کوچون مین بادشاہ نے طے کیا -

۲۳ سنا الٰہی اعظم آصف خان و شیخ فرید و ابوالفضل کو آسیر کے محاصرہ کرنے کے لئے بھیجا جو لشکر پہلے بسر کردگی شیخ فرید بخشی بیگی آسیر کی فتح کو گیا تھا - اُسنے اپنے آدمیون کی کمی اور دشمنون کی فزونی کے سبب سے دوربینی کے ساتھ یہ کام کیا تھا کہ وہ قلعہ سے تین کوس پرے پڑا تھا - بعض ناتوان بینون نے اور رنگ سے اس امر کو پادشاہ سے گذارش کیا بادشاہ کو گران خاطر ہوا - ابوالفضل نے بادشاہ سے حقیقت حال کو بیان کرکے اس گرانی کو دور کیا - اس تاریخ خاندیس کی نگہبانی ابوالفضل کو سپرد ہوئی ۲۳ کو اُس نے دو جگہ آدمی بٹھائے - ایک طرف اپنے بھائی شیخ ابوالبرکات کو دوسری طرف شیخ عبدالرحمن اپنے بیٹے کو - تھوڑے عرصہ مین اُنہون نے گردن کشون کو مالش دی اور سرکشون کو مطیع کیا - خاندیس کی سپاہ نے بندگی قبول کی - کسانون کو ایسا دلاسا دیا گیا کہ وہ اپنی کشتکاری مین مشغول ہوئے - ۷ اردی بہشت کو مظفر حسین کو النگ بھیجا - یہان فولاد خان حبشی دردپا ہی - و ملک بشیر او بعض و سردار خاندیس کی بندگی کی داستان گذارش کرتے تھے - رای درگا - رای منوہر - خواجگی فتح اللہ - میرزاہد و میر گدائی و میر عبدالحی کو بسرکردگی میر زاہد کو اس طرف پادشاہ نے بھیجا - اگر یہ لوگ اندرز سرائی کو قبول کرین تو اونکو ہمارے پاس روانہ کرین اور خود قلعہ کی فتح مین مصروف ہون ورنہ انکی مالش کرین - ہمین مین ابوالفضل کی سمجھانے سے فولاد خان نے فرمان پذیری کا استوار پیمان کیا - مسعود بیگ سوداگر بادشاہی فیل لئے گجرات جاتا تھا کہ وہ فولاد خان سے ملا - روپ رای فولاد کو اپنے سے کمزور سمجھ کر

متفق ہوکر چاند بی بی کو مار ڈالا۔ اعتبار خان و میر صفی و مرزا تقی و حاجی محمد نے توپ اندازی
شروع کی۔ سپاہ شاہی کے دیر لگانے نے آسان کام کو مشکل کر دیا۔ چند بار غنیم قلعہ سے
باہر نکل کر لڑا۔ ناکام پھر گیا شاہزادہ کی سخت کوشش سے اسکے نوکر خاک ریزی (خندق
کو مٹی سے پُر کرنے پر) پر دل نہادہ ہوے۔ خندق کو بالکل بھر کر دیوار کی برابر کر دیا خندق
کی چوڑائی ۳۰ گز سے ۴۰ گز تھی۔ گہرائی سات گز۔ دیوار نیلے پتھر کی ۲۷ گز بلند تھی۔
اگرچہ بہت آدمی خدمت کی بجا آوری میں کوشش کرتے تھے مگر شاہزادہ کے اور مرزا
یوسف خان کے مورچلوں میں زیادہ اہتمام ہوتا تھا۔ انہوں نے چند سُرنگیں لگائیں
تھیں مگر اہل قلعہ نے انکا پتا لگا لیا اور انکو خالی کر دیا تعجب یہ ہے کہ اہل قلعہ نے اندر سے
نقب کھودی تھی اور اسمین آگ لگائی تھی مگر وہ خاک ریز میں افسردہ ہو گئی اس سے
کچھ گزند لشکر شاہی کو نہیں پہنچا۔ بلکہ قلعہ کی ایک برج کو اُسنے ہلا کر شکست پیوند کر دیا۔
اس پر لشکر شاہی کو اطلاع ہوئی اور اسکو خالی کیا اور اُس میں ایک سو اسّی من بارود
پُر کی اور اُس نے ایک برج کو جسکا نام لیلی تھا۔ اور ۳۰ گز دیوار کو ہوا میں اُڑا دیا اُسکے
پتھروں سے دشمن کچلے گئے۔ مگر لشکر شاہی میں ایک کنکر بھی آنکر نہیں پڑی۔ پھر اس راہ
سے قلعہ میں تیز دستی گھس گئے اور بہت سے مرزا یوسف خان کے مورچال میں سے
قلعہ کے اندر چلے گئے۔ غنیم کے پندرہ سو آدمی مارے اور کچھ آدمیوں کو ان کے دوستوں کی
سفارش سے رہائی دی۔ بہادر نظام الملک کا پوتا ابراہیم کا بیٹا بہادر ہاتھ آیا
گرانمایہ جواہر و مرصع آلات۔ عجیب کتب خانہ اور بہت سا مال و اسباب اور چیلیں ہاتھی
غنیمت میں ہاتھ لگے توپیں اور باروت حد سے زیادہ۔ باوجودیکہ برسات کا موسم
تھا۔ مگر ان دنوں میں بارش نہ ہوئی۔ خاک ریز آسانی سے ہو گیا دوسرے روز سے
موسلا دھار مینہ برسنا شروع ہوا۔ بادشاہ کو اس فتح کی برہانپور میں دو روز
بعد اطلاع ہوئی۔ بادشاہ جنیر میں ۲۳ آبان کو آیا۔ یہ آبادشہ نظام الملک کے
باپ دادا کا تھا۔ اصل قلعہ کا نام سنیر تھا۔ جب احمد نگر فتح ہو گیا تو مرزا خان کو اس قلعہ کے

وشجاعت خان۔ شرزہ خان۔ عبدالستار خان اور بہت سے دکنی اور زنگی عہد وپیمان
لیکر شاہزادہ کے پاس آئے۔ مگر دشمنان دوست نما کو یہ سودا ہوا۔ کہ ان کی کار شکنی
کیجے۔ اور بخیتہ کارون کے طور پر شاہزادہ کو انکی طرف سے بھڑکائی۔ انکی رہنونی سے
انہین سے بہت کو گرفتار کرلیا۔ فرہاد خان اور کئی ایک اور مرزا خان کی ہمراہی مین بجنوی
وخطر خدمتگذار تھے وہ بھاگ گئے پیمان شکنی کی شہرت نے تازہ شورش برپا کی جو
رئیس شہزادہ سی ملنے آئے تھے وہ اُلٹے چلے گئے۔

لشکر شاہی احمد نگر کی فتح مین مصروف تھا۔ بیجاپور کا لشکر اپنی سرحد کی پاسداری کی
واسطے سرحد پر آیا تھا اور بڑی نگرانی کرتا تھا۔ غرض پرست فتنہ دوستون نے اس لشکر
کے آنے کی گرم بازاری کو اور روشن پر اداکیا۔ قریب تھا کہ قلعہ کے گرد سے سپاہ اوٹھ
جائے۔ مگر کچھہ ایسا سبب ہوگیا کہ اس نے محاصرہ نہ چھوڑا لیکن ناسک سی سپاہ بیطور
بلائی گئی اور وہ ملک لیا ہوا ہاتھ سے بُری طرح نکل گیا۔ چودھوین کو بادشاہ برہانپور
پہنچ گیا۔

لشکر شاہی قلعہ احمد نگر کی فتح کو بھیجا گیا تھا اسکا یہ ارادہ تھا کہ بارش کے بعد
اس کام پر دل لگائی۔ مگر بادشاہ نے پیہم کوشش کی اور خود برہانپور مین آگیا تھا
اسلئے لشکر نے اسپر توجہ کی۔ مرزا رستم ایک لاکھ مہر لیکر مرزا دانیال پاس آگیا تھا چاند
بی بی اپنے پیمان پر جو ابوالفضل سے کیا تھا قائم تھی ابھنگ خان (جھنگ خان) بہت
سے زنگی اوجد کتی لیکر لوہ کے سرے پر کارزار کا آہنگ رکھتا تھا۔ یہ شاہی اقبال تھا
کہ لشکر دکن مین نفاق و دوروئی پیدا ہوئی۔ ۲۶ فروردین کو ہر کس و ناکس کی زبان پر یہ تھا
کہ بعض سردار بادشاہی سپاہ سے سازش رکھتے ہین اسلئے ابھنگ خان ہمت ہارے
دیتا تھا اور بے لڑے پراگندہ ہوا جاتا تھا۔ ۲ اردی بہشت لشکر شاہی نے احمد نگر کے نزدیک
خیمے ڈالے اور مورچالین امیرون کے لئے مقرر ہوئے۔ چاند بی بی اپنے عہد وپیمان کو تازہ
کررہی تھی کہ حبشہ خان خواجہ سرا کو اسکی اطلاع ہوئی اوسنے بعض اہل قلعہ کے ساتھ۔

اس نے پایہ بہ پایہ اپنے مورچال کے آدمیون کو بھیجا۔ آخر شب مین پہلے گروہ کے چند آدمی اس پوشیدہ راہ مین چلے۔ دروازہ مالی کو توڑا۔ بہت سے جوان مرد قلعہ کے اندر آگئے۔ نقارہ اور کرنا قلعہ کے اندر بجا۔ آدمیون کے آنے مین دیر لگی۔ اسلئے قلعہ نشین کھڑے ہوئے۔ ابوالفضل خود آیا۔ رہبر نے راہ بتانے مین کچھہ غلطی کی۔ لڑائی گرم ہو رہی تھی مینہ برس رہا تھا صبح کے وقت وہ طناب پر چڑھہ کر قلعہ مین گیا۔ تھوڑی دیر غنیم سراسیمہ ہوکر آسیر مین بھاگ گیا۔ جب دن ہوا تو اور مورچال نشین بھی ہر طرف سے لڑنے کو دوڑے۔ گڈھیا اور چونہ پر پہنچے۔

اس امر کا خیال بھی نہ تھا کہ مرزبان خاندیس پادشاہ کے لئے دروازہ نہ کھولیگا اسلئے سامان قلعہ کشائی ہمراہ نہ تھا۔ ہزار کوشش سے چند توپین پرنالہ و کاویل و احمد آباد سے آئین جب مالی گڈھہ فتح ہوا تو بہادرخان کی آنکھین کھلین۔ ایک زیرا اپنا ابوالفضل پاس بھیجا۔ پادشاہ کی خدمت مین آنے کی اور پناہ مانگنے کی درخواست کی اسکا جواب اسے کچھہ نہ دیا جب بہت رویا دھویا تو اسکے فرستادہ کو پادشاہ پاس بھیجدیا۔ ۲۳ آذر کو پادشاہ نے رام داس کو اس پاس بھیجا۔ وہ چوتھے روز مقرب خان کو جو بہادرخان کی ناک کا بال تھا ساتھ لایا۔ اسنے پیام عرض کیا جسکا خلاصہ یہ تھا کہ قلعہ اور ملک اسکو پھیر دیا جائے اور قیدی رہائی پائین تو سر کے بل حضور کے پاس آتا ہون۔ ایک پرانی رسم یہان چلی آتی ہے۔ کہ وارثون مین سے ایک مسند نشین ہوتا ہے اور سب بھائی اور خویش اسکے نہاں خانون مین زن و فرزند کے ساتھہ بسر کرتے ہین۔ پادشاہ نے اسے قبول کرلیا۔ جان و ناموس کی امان دی۔ بہادرخان پادشاہ کی خدمت مین ناصیہ فرسا ہوا۔ اسکے دو چھوٹے بیٹے افضل خان اور خداوند خان اور امراء اسکے باریاب ہوئے۔

قلعہ مین آذوقہ بہت تھا۔ توپون کی کثرت تھی۔ سپاہ کی فراوانی اور آلات پاسبانی کا سامان ایسا تھا کہ کسی اور قلعہ مین نہ تھا۔ یہان پادشاہی لشکر مین قلعہ گیری کا سامان نہ تھا۔ اس قلعہ کے محاصرہ مین آدمیون کے اجتماع سے وبا شروع ہوئی۔ بہت آدمی روز مرتے مگر اہل قلعہ رعیت کے مرنے پر کچھہ خیال نہین کرتے اور نئے نئے

بہادرخان کا بادشاہ پاس آنا ۔ صفر ۱۰۰۹

قلعہ اسیر کا فتح ہونا ۔ صفر ۱۰۰۹

بھیجا۔ وہ بے جنگ ہاتھ آیا۔ بہادر خان نے غرہ مہر کو سادات خان کو جو اسکا میر شمشیر تھا
بادشاہ کے پاس دس ہاتھیون کے ساتھ بھیجا وہ بادشاہ کے پاس آیا۔ وہی پہلا پیغام
اُس کا گذارش کیا۔ مگر بادشاہ نے اُسے نہین قبول کیا۔ ایلچی کو واپس جانے کی اجازت دی
مگر اس نے عرض کیا کہ مین بہت مشکل سے اس تنگنا سے نکلا ہون۔ مجھے مدت سے حضور کی قدمبوسی
کی آرزو تھی۔ اسلئے بادشاہ نے اُسے ہزاری کا منصب دیا اور شیخ پیر محمد حسین کے ہاتھ جو اسکے
ہمراہ تھا۔ بہادر خان پاس جواب بھیجدیا۔

آسیر منتخب قلعون مین سے تھا۔ استواری اور بلندی مین بےنظیر تھا۔ اسکی کمرگاہ مین ایک
نامور قلعہ مالی گڈھ تھا۔ جو آسیر مین جانا چاہے تو اول اس کو اس قلعہ مین گذرنا پڑتا ہے
اسکے شمال مشرق مین چونہ مالی ہے جسکی کچھ دیوارین بنائی گئی ہین۔ مشرق سے نیرت تک پہاڑ
ہین جنوب مین سربلند پہاڑ کوڈھیہ ہے۔ نیرت مین ایک پہاڑ ساپن ہے۔ دشمنون نے ان
سب جگہون کو توپ اور آدمیون سے اُستوار کر رکھا تھا۔ ساپن کی فتح ہونے کا حال پہلے
بیان ہوا ہے۔ کوتاہ اندیش اُسکی فتح کو پسند نہین کرتے تھے۔ بنگاہ کی دوری سے سب
چھوٹے بڑون کا دل آزردہ ہوتا تھا۔ اہل قلعہ کی زرفشانی نے بھی بعض کو متزلزل کر رکھا تھا
اہل قلعہ مین سے ایک نے قرابیگ سے ملکر پوشیدہ راہ بتائی کہ اس سے بہ آسانی جا سکتے ہو مگر کارپردازون کو
منظور نہ تھی۔ اسلئے اسکی اطلاع پر کان نہ لگایا۔ جب بادشاہ کو اسکی خبر ہوئی تو خبر دینے
والے کو دوائی بتا دیا۔ بہت آدمیون کے مرنے کی خبر سُنکر بادشاہ کو باز رکھا۔ ۱۷ ماہ
آذر ۵ شنبہ کو ابوالفضل کو اس مہم کا اہتمام سپرد ہوا۔ جب وہ یہان آیا تو قرابیگ سے اسرار
کو پوچھا۔ اہل مورچال کو اطلاع دی کہ اس ہفتہ مین قلعہ کشائی کے لئے دوڑونگا جب نقارہ
کرنا کی آواز سنو تو ہر ایک زینہ پر سوار ہو کر قلعہ مین آؤ۔ اور نقارہ کو بہت زور سے بجاؤ۔
انہون نے خواہ مخواہ قبول کیا۔ مگر اسکو دیوانہ افسانہ جانا۔

۱۵ کی اندھیری رات مین مینھ برسنے کے اندر خاص آدمیون کو گروہ گروہ کرکے ساپن
پہاڑ کے اوپر چڑھایا۔ اول آدھی رات کو قرابیگ کو ایک گروہ کے ساتھ روانہ کیا۔

والیان دکن پاس پادشاہ کا ایلچیون کو بھیجنا ۱۰۰۹ھ -

سپاہ آسایش سو رہی اور مورچل آگے بڑھتے گئے - تو پوان نے اپنے گولے برسائے - مگر لشکر شاہی مین سے سوا الغ بیگ بدخشی و بیٹا ابواسحاق صفوی کے کوئی بڑا آدمی نہین مرا

انہین دنون مین پادشاہ نے بیجاپور و گلکنڈہ و بیدر مین ایلچی بھیجے - عادل خان مرزبان بیجاپور نے اول ایک لعل گران بہا بھیجکر نیایش گری کی - ایسے ہی قطب الملک گلکنڈہ نے اور ملک بریدہ بیدر نے نیازمندی ظاہر کی ان سب کی خواہش یہ تھی کہ کچھہ دنون کے لئے بارگاہ خلافت سے دلدہی کے ساتھہ نامزد ہون - شاہزادہ مراد کے مرنے پر اور بیر کی لڑائی پر اور احمدنگر کے محاصرہ پر نظام الملکیون نے ان سے یاوری چاہی مگر انہون نے پادشاہ کی دولتخواہی کا سرشتہ چھوڑکر انکی باتون پر کان نہ لگایا - اولیاء دولت بھی پادشاہ کی بازگشت کے لئے سبب ڈھونڈہتے تھے اسلئے دکنیون کی آرزوئین پوری ہوئین - ۱۲ کو پادشاہ نے عادل خان پاس شریف سرمدی کو قطب الملک پاس مسعود بیگ کو ملک برید پاس مومن بیگ کو بھیجا اور زبانی اور تحریری بہت سی نصیحتین ان کو کین -

دکن مین فتنہ کا اٹھنا ۱۰۰۹ھ -

احمدنگر فتح ہو گیا مگر کارسازون کی ناپروائی سے فتنہ بڑھنے لگا اناج مہنگے ہونے نے لشکر شاہی کی قوت کو ضعیف کیا - دکن کے خود کام فراہم ہو کر شورش برپا کرنے لگے مرتضیٰ نظام الملک کے چچا شاہ علی کے بیٹے علی کو انہون نے اپنا نظام الملک بنایا - پادشاہ کو سارا حال یہان کا نہین معلوم ہوا - مگر علی پسر شاہ علی کی بدگوہری اور راجو کی فتنہ افزائی بہت مشہور ہو گئی - اس سبب سے خانخانان کو احمدنگر بھجوایا اور ابوالفضل کو ناسک روانہ کیا -

جب ابوالفضل نے ملک ناسک کی فتح کا سامان اچھی طرح آمادہ کیا اور سرتابون کی مالش کے عمدہ روش پر آمادہ ہوا تو حیلہ پردازون حسد پیشون نے پادشاہ سے اسفندیار مد کو حکم بھجوایا کہ پسر شاہ علی کے پاس بہت آدمی جمع ہو گئے ہین وہان جاؤ اور خانخانان کے ساتھہ اتفاق کرکے کام کو شایستگی سے انجام دو - ابوالفضل قصبہ جالنہ سے

جیلے ہر وقت نکالتے رہتے۔ مالی گڈھہ کی فتح ہونے سے اُن کی آمد و شد کی راہ بند ہوگئی
تو وہ کچھ چوکے۔ پادشاہ کے نوکرون کی رہنمونی سے آخر داستان یہ قرار پائی کہ بہادر نگاہ
والا مین جیبن۔ سائی کہے پادشاہ اسکو قلعہ و ملک پھر دیدیگا اور نہین تو بہادر یہ گذارش
کرے کہ اہل قلعہ میرے کہنے سے باہر ہین۔ یہ تدبیر عمل مین آئی۔ اور بہادر نے جو سکھایا تھا وہ
عرض کیا تو پادشاہ نے ابوالفضل کو اجازت دی کہ وہ اس حصار کو فتح کرے تو وہ اسیر
متوجہ ہوا۔ گو دھیسے مورچال آگے بڑھائے اور بڑی بڑی توپین لانے کی اجازت حاصل کی
مگر کارآگاہون کو مخفی بھیج کر اہل قلعہ کو دل آویزہ با لتون سے اپنی طرف کیا۔ انہون نے یہ کہا کہ
بہادر خان کے خط فلان و بہان کے نام لادو کہ ہم پر قلعہ کے سپرد کرنے مین بیوفائی و بدنامی
سے ہمارا منہ کالا نہ ہو۔ مال و جان و ناموس کی نگہبانی کا فرمان پادشاہ کا حاصل کرد
بہادر خان نے اول لکھنے مین بحث کی مگر آخر کو نوشتے لکھدیے اور مہر لگا دی۔ ان نوشتون
پادشاہی فرمان کے ساتھ اہل قلعہ پاس ابوالفضل نے بھیجدیا۔ چار روز مین ۳۴ ہزار آدمی
مع زن و نزاد اوپر سے نیچے آئے اور شائستہ طور پر حافیت کی جگہ پہنچ گئے۔ ۷ ر
بہمن کو شیخ عبدالرحمن پسر ابوالفضل کو اہل قلعہ نے کنجیان سپرد کردین بہادر کے فرزند
بھائی و چچا تعداد مین ۵۳ جنمین بعض پیر و جوان بعض خرد سال تھے نیچے آئے۔ وہ
پادشاہ کی خدمت مین بھیجے گئے۔ پادشاہ نے ان سب کو گرانمایہ خلعت دیے ہر ایک کو
اپنے ملازمون کے ہان مہمان جدا جدا بنایا۔ ارادہ یہ تھا کہ انمین سے ہر ایک کا امتحان
لیکر منصب دیا جاے۔ انکے خزانہ و جواہر اور سارے مال و اسباب کی حفاظت کیلئے
ابوالفضل نے بہادر خان کے حوالہ دارون کے ساتھ پادشاہی دانشمند اہل کارون
کو کرکے قلعہ حوالہ کیا۔ اور کارآگاہان دولت کو ہر جگہ مقرر کیا اور خود پادشاہ کی
خدمت مین آیا۔ ان کوہ نشین احمقون نے ایک لاکھ جاندار سے زیادہ قلعہ کے اوپر لیجاکر
جمع کئے تھے۔ جاندارون کی انبوہی سے ہوا دگرگون ہوئی اور وبا پھیلی پچیس ہزار
آدمی بیمار ہوکر مرے۔ لشکر شاہی مین کمی بارش کے سبب غلہ بہت پہنچتا رہا۔ اور

بیاد ی اُسکے پاس ہین۔ سال گذشتہ مین جالنا پور مین خانخانان اسکی دلاسا کے لئے ا ُدھر طرف گیا تھا اور ابوالفضل کو علی پسر شاہ علی کی چارہ گری سپرد کی۔ ساحل گنگ دگوداوری پر آیا بہت سے امیر جو پہلے اس کام کے لئے گئے تھے وہ موجود تھے۔ قلعہ کالنہ فتح ہوگیا۔ احمدنگر کے منتخب قلعون مین سے تھا اور سعادت خان اُسکا مالک تھا وہ سہ بندگی کی آرزو رکھتا تھا۔ جب خواجگی فتح اللہ جسکا اوپر ذکر ہوا اس قلعہ کے نزدیک آیا تو اُسنے شائستگی کے ساتھ یہ قلعہ اُسکو سپرد کردیا ۲۳ اردی بہشت کو شاہزادہ دانیال پاس بادشاہ نے دو لاکھ مہر بھیجین جس سے ملک کشائی کی قوت بڑھ گئی۔

پہلے اس سے کہ قلعہ احمدنگر فتح ہو بعض اولیاء دولت کو بنگاہ دوستی کے سبب سے اور ایک گروہ گرانی اشیاء کی وجہ سے بعض دکان آرائی کی وجہ سے سخت کوشش کرتے تھے کہ شہر بلا تغیر آسیر فتح کئے اُلٹا چلا جائے۔ بادشاہ سے جب کوئی بازگشت کے لئے کہتا تو اسکو جواب ایسا دیتا کہ اُسکی زبان بند ہو جاتی۔ جب قلعہ آسیر فتح ہوگیا تو اولیاء دولت نے اور زیادہ مراجعت کے لئے باتین بنانی شروع کین۔ بادشاہ کا ارادہ یہ تھا کہ ملک احمدنگر بالکل ناسپاسی کے خس و خاشاک سے پاک ہو اسکے بعد بیجاپور و گلکنڈہ و بیدر پر غلبہ ہو کہ وہان کے فرمان روا فرمان پذیری کا استوار عہد کرین۔ ان دنون مین مرزبانون کے نیائش نامے بادشاہ پاس آئے تو کوچ کرنیوالون کے ہاتھ ایک دستاویز آئی۔ بادشاہ کا ارادہ نہ تھا کہ جب تک ایلچی نہ آئین وہ جائے لیکن سب چھوٹے بڑون کی سخت کوشش سے اردی بہشت کو اُس نے کوچ کیا۔ ۱۲ کی رات کو بہت سے آدمی بن پوچھے ابوالفضل سے جدا ہوگئے۔ بہت دنون سے انکا ارادہ ہندوستان جانے کا بادشاہ کے ساتھ تھا۔ غرض بادشاہ کے جانے کی خبر گرم ہوئی تو عجب رواروی پیدا ہوئی۔ دکن کے ناسپاسون نے شورش مچائی۔ ہر روز لڑائی ہونی شروع ہوئی۔ اس ہنگامہ روی مین جعفر پسر مرزا یوسف دکنیون کے ہاتھ مین گرفتار ہوگیا۔ جس سے انکا غرور بڑھ گیا۔ شاہزادہ نے جو اپنے اہل حرم کو احمدنگر سے بلایا تو اور آشوب بڑھا۔ مرزا یوسف خان کی سپاہ کو لیکر مرزا رستم بیراہ ہوا۔ بادشاہ اسپر خفا ہوا۔ کچھ دنون کورنش سے باز رکھا

بادشاہ کی بازگشت دار الخلافہ آگرہ کی طرف سنہ ۱۰۰۹ھ

اس طرف روانہ ہوا ـ

جس وقت سے احمد نگر فتح ہوا۔ شاہزادہ دانیال کو باپ پاس جانے کی لو لگی۔ پادشاہ نے بھی اُس پاس فرمان بھیجدیا کہ مرزا شاہرخ کو احمد نگر سپرد کرکے میرے پاس چلے آؤ۔ دہم اسفندیار مذکور وہ پادشاہ کی خدمت مین آیا۔ پادشاہ نے اسپر نوازش کرکے خاندیس کی حکومت عنایت کی اور اس ملک کا نام اسکے نام پر داندیس رکھا۔ شاہزادہ دانیال نے دولت خان لودی کو نوکر رکھکر اور دوہزاری منصب دیکر احمد نگر مین مرزا شاہرخ کی کمک کو بھیجا تھا وہ قولنج سے مرگیا۔ ۲۰ کو خواجگی فتح اللہ ناسک کی طرف اسلئے بھیجا گیا کہ یہان کا حاکم سعادت خان پیمان شکنی کرکے باغی ہوگیا تھا۔ مگر اب وہ یہ چاہتا تھا کہ مجھے کوئی پکڑ کر پادشاہ پاس لے جائے۔ پادشاہ نے ۲۲ کو بہادر خان کو گوالیار بھیجا کہ وہان زندان کو دبستان بناکے کچھ آگہی حاصل کرے۔ جہربانی سے زہ و زاد اس کا ہمراہ کیا۔ ولی بیگ و سیام بیگ و ابو ناصر اور کچھ سپاہ کو ساتھ کردیا ـ

عادل خان بیجاپور کا فرمان روا آرزو رکھتا تھا کہ اسکی بیٹی کا نکاح شاہزادہ دانیال سے ہوجائے۔ اسلئے ۲۹ کو میر جمال الدین انجو خواستگاری کے ساتھ وہان بھیجا گیا ـ

بریدکے امرا پیشین مین سے علی پسر ولی خان تھا وہ بیجاپور کے نزدیک اس فکر مین تھا کہ کسی طرح بڑا آدمی ہو جاؤن۔ کچھ آدمیون نے اُسے بلاکر تھوڑے دنون بیدر مین بھی چھپا رکھا تھا اس زمانہ مین کہ مومن پادشاہ کی طرف اندر زگوئی کے لئے گیا تو علی اسکے قبول کے خیال سے قلعہ سے نکل کر شہر مین آیا۔ مگر زردپرست ناسپاسون نے اسکو ایدر لیجا کر ایک شور برپا کردیا۔ علی مجبوری زن و زادہ کو لیکر ناروان سے گلکنڈہ کو چلا۔ بدنہادون نے پیچھے آن کر اسکی مان اور رشتہ دارون کو دستگیر کیا اور انکو مار ڈالا۔ غرض پادشاہ سے سرتابی کی سزا اُسکو یہ مل گئی ـ

علی پسر شاہ علی کو سزا دینا بڑا کام تھا اسلئے ابوالفضل کو ناسک سے بلالیا تھا وہ برن گانو کے قریب پہلے سال مین خانخانان سے ملا۔ ناگاہ یہ خبر آئی کہ دنکو زمیندار عادل خان بیجاپوری کی نالش سے احمد نگر کے قریب آیا ہے اگرچہ وہ فرمان پذیری کی داستان کہتا ہے مگر اسکی دست یازی کا خوف ہے وہ ملک احمد نگر کا بڑا زمیندار ہے۔ پانچ ہزار سوار اور پانچ ہزار

شکست ہوئی وہ پھر اڑتا چلا گیا۔ نخیرہ سری سے آمادگی بغیر لڑنے لگا بہت سے اسکے ساتھی بھاگ گئے مگر وہ ثابت قدم رہ کر لڑتا رہا۔ یہان تک کہ گرفتار ہو گیا۔ ابو الفضل علی پسر شاہ علی کی مالش کے درپے تھا۔ علی مردان خان کا یہ حال ہوا۔ تلنگانہ ہاتھ سے گیا اور شورش بلند ہوئی ابو الفضل نے چاہا کہ مرزا رستم کو کچھ سپاہ کے ساتھ اس طرف بھیجے مگر اسنے کج منشون کی رہنمونی سے انکار کیا نا چار اسکو اپنے بیٹے عبد الرحمن کو اس خدمت پر بھیجنا پڑا۔ بارہ سو سوار اسکے ساتھ گئے۔ بہادر الملک۔ رستم عرب۔ شمشیر عرب کو اسکے لشکر مین لیجا - پاتھری مین شیر خواجہ کو دلاور نامے لکھے کہ لڑائی مین سرگرم ہو۔ عبد الرحمن جا کر شیر خواجہ سے ملا اس نے نرم یکجہتی آراستہ کی اور کار آگہی اور مردانگی کو ہمدوش کیا۔ پسر شاہ علی نے فرہاد خان اور حبشیون اور دکنیون کو روانہ کیا اور ہنگامہ سپاہی گرم کیا پادشاہی سپاہ نے اس طرح صف بندی کی قول مین شیخ عبد الرحمن۔ میر ہزار۔ میر محمد امین جودی میر عبد الملک۔ بجلی خان یوسف جھارہ سید علی بعض منصب دار ہراول مین۔ شیر خواجہ باز بہادر وغیرہ برانغار مین حمید خان وغیرہ جرانغار مین بہادر الملک۔ بہادر خان گیلانی وغیرہ نے نانذیر کے قریب دریائے گنگ گوداوری سے عبور کیا۔ رود بار مانجرا کے قریب مخالف کی سپاہ آئی۔ جسکے قلب مین عنبر جیو دست راست مین فرہاد خان زنگی اور دست چپ مین منصور خان حبشی بجلی روز یکشنبہ ۲ خرداد کو دوپہر سے لڑائی شروع ہوئی۔ غنیم سے پہلے لشکر پادشاہ کی فوجین آراستہ ہوئین بہت دیر کے بعد سپاہ غنیم اس ملک کے دستور کے موافق شورش مچاتی ہوئی پہونچی۔ جنگ مین بہت سے پادشاہی آدمیون کے پانؤن جمے کچھ پرتال اسکا الٹ گیا۔ پھر پادشاہی بہادرون نے جنگ مین ثابت قدمی کی۔ کئی دفعہ ہر طرف کا لشکر آگے پیچھے ہٹا۔ سپاہ کے انتظام مین پراگندگی ہوئی۔ اس وقت قول نہایت عمدہ طرح سے آیا کہ غنیم بے تاب ہو کر بھاگا۔ بہت اسکے سپاہی زخمی ہو کر باہر چلے گئے۔ ہاتھی اور بہت غنیمت پادشاہی لشکر کو ہاتھ لگی۔ پادشاہی لشکر مین کوئی بڑا آدمی نہین مارا گیا رستم خان زال بیگ بداغ بیگ میر عبد الملک میر حجاج و سید علی کچھ زخمی ہوئے اور اچھے ہو گئے لیکن گھوڑے بہت سے مارے گئے۔ دن تھوڑا باقی تھا اسلئے تھوڑی دور تعاقب کرکے پادشاہی لشکر چلا آیا

رائے درگا اور رائے بھوج بھی جنکو ابوالفضل سے ملنے کا حکم ہوا تھا اپنے گھر چلے گئے اگرچہ وہ کار پژدہ نہ تھے مگر انکے ملنے سے ابوالفضل کو تقویت ہوتی۔ ۱۵ کو مرزا شاہرخ شاہزادہ پاس جا پایا گیا دانیال نے اسکو احمدنگر مین مقرر کیا تھا۔ ۲۶ کو بادشاہ نے ابوالفضل پاس ۲۰ ہاتھی اور اسی قدر ہتنال (توپ جسکو ہاتھی کھینچین) اور دس گھوڑے اور کچھ روپیہ بھیجی جس سے فیروزی کا سرمایہ بڑھا۔ ۲۸ کو سلطان دانیال کو بادشاہ نے برہان پور بھیجا بادشاہ کا ارادہ تھا کہ اسکو ہاتھی کے شکار مین اپنی ساتھ لے جائی مگر دکن مین شورش ہونے سے اسکو الٹا بھیجدیا۔ مرزا شاہرخ۔ مرزا یوسف خان۔ شہاب الدین قندھاری کے برخوردار یوسف مسعود خان حبشی اور تین ہزار ایماق بدخشی جو توران سے ابھی نئے آئے تھے اور بہت سے اور سپاہیون کو اُسکی ہمراہ کیا جس سے روا روی کچھہ کم ہوئی —

صوبہ احمدنگر کے عمدہ قلعون مین قلعہ ترینباک تھا۔ آب گنگ (گوداوری) کا سرچشمہ اس مین جوش کرتا تھا۔ وہ ایک بزرگ پرستش کدہ تھا۔ وہ سعادت خان پاس تھا ہم نے پہلے لکھا ہے کہ وہ بادشاہ کا تابع ہوگیا تھا۔ اس نے قلعہ کالنہ سپرد کیا تھا قلعہ بھی بادشاہی آدمیون کو یہان لا کر اسنے سپرد کیا۔ مگر سپاہ کے سردارون نے دل گرفتگی کے سبب سے قلعہ کی پاسبانی کا سامان نہ کیا اور اُلٹے چلے گئے۔ راجو بہت سی سپاہ کے ساتھ پیچھے آیا۔ لڑتا ہوا آگے چلا۔ جہان وہ لڑا بادشاہی سپاہ کو فتح ہوئی۔ راجہ بھرجی و ہاشم بیگ فولاد خان و ملک شیر و سادات بارھہ و عظمت خان نے کارہائے نمایان کئے ہر ایک اپنے اقطاع کو گیا۔ راجو نے پھر کر قلعہ پر غلبہ پایا +

بہادر خان گیلانی تلنگانہ مین حاکم تھا۔ اُس پاس جنگ کا سامان کم تھا عنبر جیو نے بہت سے دکنی و زنگی جمع کر کے اسپر حملہ کیا۔ وہ کچھہ لڑا اُس نے شکست پائی اور کسی طرف چلا گیا۔ غرض پرستی کے سبب سے بادشاہ کو اسکی اطلاع نہین ہوئی اس حبشی نے خودسرون کو جمع کر کے ہنگامہ ناسپاسی برپا کیا۔ سپاہ تلنگانہ کا سردار علی مردان خان تھا۔ وہ پاتھری کے نزدیک شیر خواجہ کی یاوری کو آیا تھا کہ اس نے سُنا بہادر خان گیلانی کو

راجو کی شورش ۱۰۰۹

کچھ ملک بیر اسکو دئے جائین تاکہ وہ روز افزون پرستاری کرے اور خدمتگذاری
سے باز نہ رہے۔

چونکہ دولت خان کو بے وقت بلالیا تھا۔ راجو نے دست درازی شروع کی
ناسک اور بعض اور مقامات پر قبضہ کرلیا۔ جب خواجگی فتح اللہ اس طرف گیا اور کچھ
کام نہ کیا تو بہت سے ہمراہی اُسکے راجو سے جاملے اس سبب سے وہ اور زیادہ سرکش ہوگیا۔
اُس زمانہ مین کہ ملک کے کارساز ناپروائی کی نیند مین سوئے تھے اور ابوالفضل بیمار تھا
راجو دولت آباد سے آیا۔ جالناپور تک ملک لے لیا۔ ابوالفضل کو اور کام کے لئے مقرر ہوا تھا
اور ناتوان تھا مگر اُس نے راجو کی مالش کو مقدم جانا۔ گوداوری کے کنارہ سے بارش
کی شدت مین وہ چلا۔ میر مرتضیٰ و وفادار خان وغیرہ کو یہان اس خوف سے چھوڑا
کہ علی اپنے عہد سے برگشتہ نہ ہو جائے اور اس طرف شورش برپا ہو جائے وہ تیز چل کر آہوبرہ
مین آیا راجو کو اسکا یقین نہ آیا۔ جب اسکو یقین ہوا تو وہ اُلٹا چلا گیا۔

۱۶ ارکو ابوالفضل دولت آباد مین آیا جب اُس کو
معلوم ہوا کہ راجو ستیان کہین قریب ہی تو اُسنے آہوبرہ مین بنہ و بار کو چھوڑا اور اُسکی مالش
کے لئے روانہ ہوا۔ راجو کہسار مین جاکر حوض قتلو پر سراسیمہ جابیٹھا جب لشکر شاہی
گریوہ سے نیچے اترا تو راجو دولت آباد سے گذر کر ناسک کی طرف گیا ۲۲ ارکو ابوالفضل
حوض قتلو پر پہنچا ارادہ تھا کہ اُسکے پیچھے جاکر مالش کرے کہ ہمراہیون کے اختلاف آرا
سے وہ اس ارادہ سے باز رہا۔

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ دنکو بیجاپور کے لشکر سے ہزیمت پاکے احمد نگر کی پناہ مین
آیا تھا مگر وہ بھاگ گیا۔ اپنی زمین کو خالی پایا۔ وہان جاکر شورش کا خمیر مایہ ہوا۔
پہلے ہی آدمی اسکی جان گزائی کے لئے تیار ہوئے تو اُس نے سخت کوشش کر کے
اپنے تئین احمد نگر مین پہنچایا۔ لابہ گری اور زنہار خواہی شروع کی۔ خانخانان نے
اسے منظور کر کے دست آویز گرفتاری بنایا۔ دنکو نے دوربینی چھوڑ کر بابا جی

سپاس گذاری کے لئے انجمن ہوئی۔ اس لڑائی مین شیر خواجہ و بہادر الملک و حمید خان نے
سخت کوشش کی غنیم کا لشکر پانچہزار۔ اور پادشاہی لشکر تین ہزار تھا۔ مگر اسنے یہ دشوار کام
آسان کیا۔ اب سپاہ پاتھری سے تلنگانہ مین آئی۔ کچھہ نظام الملک کی سپاہ اس سے لڑنے
آئی۔ رلے چند سوسوار لے کر اس سے لڑنے گیا اور فتحمند ہوا۔ مرزا خان جنیر سے نکلا۔ گرانی جنس
کے سبب سے شاہی لشکر مین فتور آیا ھندیا زمیندار نے سرور حبشی و محمد خان زنگی اور سرکشون
کو لیکر ہنگامہ برپا کیا۔ مرزا خان کم یاوری اور گرانارجی و تہیدستی کے سبب لڑتا ہوا احمدنگر
کی طرف آیا۔ اار خرزاد کو اس شہر مین پہنچکر آرام کیا۔

جب پادشاہ برہانپور مین تھا تو علی نے اپنے کار آگہون کو بھیجکر اپنی بندگی پادشاہ
سے عرض کی وہ لوگ کہ پادشاہ کا کوچ یہان سے چاہتے تھے انہون نے اس کی گذارش
کو گران ارز بنایا۔ اسکے ذلاسے کا فرمان حاصل کیا اور میر منش کے ہاتھ بھجوایا جب پادشاہ
کے کوچ کا آوازہ گرم ہوا۔ تو فرستادہ نہ فرمان کو بہ آئین دلخواہ لیجاتا تھا نہ جواب بتاتا تھا
جب ابوالفضل گوداوری کے کنارہ پر آیا اور آگے جانے کا ارادہ کیا تو اسنے عذر کرنے کا قصد
کیا اور فرستادہ کو اپنے پاس بلایا۔ دونو مین بہت نادرست گفتار درمیان مین آئی۔
ناگاہ شورش تلنگانہ برپا ہوئی۔ علی مردان خان بہادر و مرزا یوسف کا بیٹا گرفتار ہوئے
فرمان فرمانے کوچ کا اور پادشاہی لشکر مین سے بہت سے آدمیون کے چلے جانے کا آوازہ
بلند ہوا۔ تو علی نے پھر سرتابی کی لشکر کے قریب تھیم و باش بھیجکر شورش مچائی سر دفعہ لڑائی مین
پادشاہی لشکر کو فتح نصیب ہوئی۔ ناگاہ تلنگانہ کی شکست کی خبر سب جا پھیل گئی تو علی نے
زاری و پوزش گری کی متواتر لابہ گری کی اسکو جواب ایسے ملے کہ اس سے اور بھی وہ منتبہ ہوا
شرمندگی اپنی ظاہر کی۔ فرستادہ کو نہایت بزرگ داشت کے ساتھ مرزا یوسف خان کے
بیٹے کو ہمراہ کرکے روانہ کیا۔ ۲۰ کو وہ لشکر مین آگئے۔ ابوالحسن اور اسکے معتمدون نے
یوسف خان کے بیٹے کو حوالہ کیا اور یہ قرار پایا کہ جب وہ علی مردان خان کو لائیں اور
پیمان نامہ بندگی سخت سوگندون کے ساتھ حوالہ کرین تو سرکار ارلسیہ دھارور و

رہائی پائی۔ کجکنہ اور بعض اور جوانمرد بھی اپنے ہاتھیون کو کام مین لائے۔ مین گرو وہ نے
ہوئے دولت آباد کے قریب پہنچے۔ اہل قلعہ راجو کی یاور ہوئی۔ قریب تھا کہ بادشاہی لشکر
کو شکست ہو کہ ابوالفضل نے جا کر لڑائی کو سنبھال لیا اور غنیم کو پراگندہ کر دیا۔ جب دن
ختم ہوا اور لشکر پھر آیا اور کچھ نیچے اترا تو پھر مخالفون نے ہر طرف سے حملہ کیا۔ گو سپاہ
بے آئین ہو گئی تھی مگر پھر بھی اُسنے بعض دشمنون کو مارا بعض کو اسیر کیا اور فتحمند ہوئی۔
کچھ دنون راجو مقابلہ مین نہ آسکا۔ قلعہ دولت آباد کی پناہ مین تھا۔ وہ ارکو پھر بہت لشکر
لڑنے آیا اور شکست پاکر بھاگا۔

شورش تلنگانہ سنہ ۱۰۱۰ھ

ہم نے اوپر لکھا ہی کہ شیخ عبدالرحمن نے جب تلنگانہ پر فتح پائی تو حمید خان بازبہادر
بہادر الملک کو اسکی نگہبانی کے لیئے مقرر کیا تھا۔ مگر ملک کے کارساز بے پروائی کی نیند مین سوتے
اور ابوالفضل اس سرزمین سے کچھ زیادہ دور تھا۔ عنبر جیو نے بہت سے آدمیون کو جمع
کرکے فتنہ اٹھایا۔ بادشاہی سپاہ باوجود کمی کمک کے مردانگی کے غرور مین آ کر اسکے برابر
کھڑی ہو گئی۔ اسی سال ہاتھی مین مانجرا کے کنارہ پر لڑائی ہوئی اور اسکو شکست ہو گئی۔
بہادر الملک مرہٹ کر گوداوری کے کنارہ پر پناہ کی جگہ آ گیا اور حمید خان بازبہادر
اسیر ہو گئے۔ یون آباد ملک تلنگانہ ہاتھ سے گیا اور مخالفون نے امن و امان کے مقامون
مین شورش پیدا کی۔

راجو کی شکست سنہ ۱۰۱۰ھ

دوبارہ راجو سپاہ کے جوق جوق بنا کے لشکر شاہی کے قریب لایا اور ہر گروہ
ایک کوہچہ کی پناہ مین پہلے اس سے بیٹھ گیا کہ بادشاہی سپاہ صف آرا ہو۔ اسکے بعض
گروہون نے پھر کر دولت آباد کی طرف کوچ کیا اور مشہور یہ ہو گیا کہ راجو جاتا ہے۔ ابوالفضل
اسکی طرف روانہ ہوا اور سپاہ ہونکی مالش کے لئے فوج مقرر کی۔ راجو کی بہت سی فوجون کو لڑائی مین شکست
ہوئی اور بادشاہی سپاہ فتح پا کر دن ڈھلے واپس آئی۔ راہ کے درمیان معلوم
ہوا کہ راجو رہزنی کر رہا ہے۔ غازی خان کا بیٹا محسن اس سے لڑا اور قید ہو گیا۔ اب راجو
دامن کوہ سے دولت آباد کو چلا۔ ابوالفضل اس طرف گیا۔ مرزا علی بیگ اکبرشاہی

اپنے بڑے بیٹے کو مع اپنے بھائی دھار راؤ کے آگے بھیجا کہ وہ جا کر جالنا (جالنہ پور) کی عمارتیں گھیرلے اسی سال و مہینے میں جب اس شہر کے قلعہ میں خانخاناں آیا تو اسکے سپہ سالار کو قید کیا اور بہت سے آدمیون کو اس زمیندار کی گرفتاری کے لئے بھیجا خود اسکے پیچھے آیا اگرچہ کچھ آدمیون کے سست ارادے اور ایک گروہ کی خامکاری سے دلکو گرفتار نہین ہوا لیکن ۲۹ ہاتھی اور مال بہت سا ہاتھ لگا اور وہ علی پشارہ علی پاس چلا گیا اس نے اوسکو قید کرلیا۔

بادشاہ سہ ربیع الاول (۱۰۰۸ ھ) ؟ کو فتحپور (میں) آیا اور مریم مکانی کے دیدار سے خوش ہوا۔ اسکو بادشاہ دارالخلافہ آگرہ میں آیا۔ اس سفر میں ۲۲۸ ۲ ۱/۲ کروہ ۸۸ کوچون مین اس نے طے کئے اور ساٹھ مقام کئے راہ مین ہر جگہ مخلص بندے سعادت پذیر ہوئے۔

ابوالفضل جوض قتلو پہ کچھ ٹھیرا۔ تو دولت آباد کے قلعہ نشینون کو خوف ہوا توپ ... ؟ کوا ... ؟ سنگاری کا سرمایہ بنایا۔ ایک بڑی توپ انھون نے چھوڑی جس سے دو آدمی مرے راجو کا ارادہ تھا کہ ناسک کو جاوے۔ مگر بعض منافق اسے الٹا لے آئے دوسری راہ سے وہ دولت آباد سے گذرا اور سپاہ اور بعض جا کو لوٹا۔ صبح کو ابوالفضل پہاڑ سے اتر کر لڑنے کو آیا۔ گر یوہ نوردی کے سبب سے تیزروی نہ ہوئی۔ بہت آدمیون نے کہا کہ راجو الٹا چلا گیا ہے اسلئے جتواڑہ کے نزدیک ابوالفضل خیمہ زن ہوا۔ دن ڈھلے آدمی پہاڑ سے اترے۔ راجو نمودار ہوا۔ بغیر صف بندی کے اس سے لڑائی ہوئی۔ رای گوپال نے جوانمردی دکھائی باوجودیکہ اسکا لشکر پانچ ہزار اور لشکر شاہی تین ہزار تھا وہ بھی بے آئین تھا۔ بادشاہی لشکر کو فتح ہوئی۔ رات ہو گئی تھی اس لئے تعاقب نہ ہوا سر کو وہ پھر لڑنے آیا۔ ہراول کے پیشدست عادل خان و اعتبار خان و رای گوپال اس سے لڑے وہ اپنی آئین کے موافق بھاگتا جاتا تھا۔ برانغار سے مرزا زاہد۔ مرزا ناصر۔ میر گدائی آخر لڑے۔ راجو کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ اس سے گرا۔ مگر اسکے ہوا خواہون نے اسے پھر گھوڑے پر بٹھا دیا اس نے آفت و خیز کے ساتھ

فرہاد خان کا شبخون مارنا اور ناکام پھرنا سنہ ۱۰۰۱ھ - قلعہ انیہ چوکا کی فتح سنہ ۱۰۰۱ھ و علی یشرہ علی کے معاملات سنہ ۱۰۰۱ھ

چلا- کالنہ کو لے لیا جسکو خواجگی فتح اللہ نے یعقوب بیگ شغالی و سعید بیگ بخشی کو سپرد کیا تھا- اُنہون نے دو ہزار ہون رشوت مین لے کر ایسا مضبوط قلعہ اُس کو سپرد کر دیا-

پاتھری مین شیر خواجہ و مرزا یوسف و مرزا کوچک علی و یعقوب بیگ محمد بیگ و برہان الملک و ابوالحسن اور بہت سے خدمتگذار جمع ہوئے تھے- فرہاد خان زنگی شیر خواجہ کو گھیرے ہوئے تھا اُسنے شب خون مارا- سخت لڑائی ہوئی اور وہ بھاگ گیا- ابوالفضل خانخانان سے پرنور مین ملا تھا- یہان سے اسکا ارادہ تھا کہ فرہاد کی مالش کے لئے چلا جائے مگر ہمراہیون نے اسکا ساتھ نہ دیا- پادشاہی سپاہ بہت دیر کر کے گوداوری سے پار ہوئی اور فرہاد خان سے لڑی- وہ بر بلی سے گذر کر انیہ چوکا مین چلا گیا- یہ قلعہ نہایت مضبوط تھا- پادشاہی لشکر مشکل سے آگے بڑھا- دست راست مین مرزا زاہد و میر گدائی دست چپ مین بہادر الملک گجلنہ - پیش مین شیر خواجہ تھے اُنھون نے غنیم کے بیشتر سپاہیون کو کہ جا بجا تھے قریب تھے پراگندہ کر دیا- اگرچہ رات کے قریب ہونے کے سبب سے مخالف کا تعاقب نہین کیا مگر قلعہ لے لیا اور اس آباد شہر کو لوٹا اور بہت غنیمت لشکر شاہی کو ہاتھ آئی اس رات کو خبر آئی کہ علی نے قلعہ دھارور کو پناہ سمجھ کر بہت سا لشکر جمع کیا تھا وہ بیتا بانہ کوہستان اوسہ مین گیا- قصد ہوا کہ صبح کو اس کو گرفتار کرین مگر امرا کی دو رنگی کے سبب سے یہ کام عمل مین نہ آیا- علی بھی لا بہ گذار ہوا اور معذرت نامے متواتر بھیجے انہین دنون مین حمید خان اور اسکا بیٹا یوسف تلنگانہ کی آفت سے بڑی مشکل سے نکلا تھا- اُسنے کار آگہی سے کچھ آدمی جمع کئے اور سرتابون سے بہت لڑائیان لڑا- ڈیڑہ سو سپاہ کے ساتھ وہ لشکر سے آن ملا- علی نے اُسکو اپنے ساتھ پایہ تخت کو لے جانا چاہا تھا لیکن وہ اس سے نہ ملا- اسکا باپ نظربند تھا- مگر ایک رات کو وہ بھاگ کر ایک زمیندار کی رہنمونی سے لشکر مین آگیا- ہر طرف شورش مچ رہی تھی کہ شاہزادہ مرزا رستم اور

قاسم خواجہ - میرزا بدیع - تاش بیگ - راجی گوپال نے پیشدستی کی اور لڑتے ہوئے شہر دولت آباد
کے اندر گھس گئے قریب تھا کہ وہ راجو کو گرفتار کر لیتے - مگر وہ خندق کے اندر چلا گیا - اس کا
بنہ و بار سب لٹ گیا - پانسو گھوڑون کے قریب لشکر شاہی کو ہاتھ لگے - توپون سے
لشکر شاہی کا نقصان کچھ نہین ہوا - جب ابوالفضل یہان آیا تو ایک بڑی توپ کہ
جسمین دس من کا گولہ چھوٹتا تھا وہ چھوٹنے سے پھٹ گئی اور قلعہ کی دیوار کچھہ بڑی
اہل قلعہ نے پناہ مانگی - دن کچھہ باقی نہ تھا - دوربینی کے سبب سے لشکر الٹا لشکرگاہ مین
آگیا - راجو قلعہ کی پناہ مین بیٹھا بہت آدمی اس سے جدا ہوگئے - یاورون کی کمی
سے خوفناک تھا - اگر ملک کے کارساز کچھہ مدد کرتے تو یہ فتنہ بالکل مٹ جاتا - جب
عنبر جیو نے تلنگانہ لے لیا تو آگے بڑھنے کا ارادہ کیا - علی شیرہ علی نے فرہاد خان
اور بہت سے آدمیون کو شیر خواجہ کے سر پر چڑھایا - خانخانان احمدنگر سے نکلا اور
اپنی جاگیر مین گوداوری کے کنارہ پر بیٹھا - اور ابوالفضل کو اسنے نامے لکھے جنمین
ملک کے کام مین نہ مصروف ہونیکے اور احمدنگر مین پڑے رہنے کے اور کمک کے نہ پہونچنے
کے عذرات لکھے - ابوالفضل اسکی طرف روانہ ہوا - اسنے عنبر جیو کی گرفتاری کے لیئے
مرزا علی بیگ اکبرشاہی و ساداتِ بارہ اور حسن خان میانہ کے بیٹے اور جانس بہادر
بھائی مقرر کیئے - راجو کی گرفتاری مین درنگ ہوئی - خواجگی فتح اللہ ناسک سے ناکام
واپس آیا تو شہزادہ نے پھر اسکو وہین بھیجا - سپاہ کے جمع کرنے مین اسکو دیر لگی جب وہ
پابل مین آیا تو راجو اس سے لڑنے کھڑا ہوا - لشکر شاہی اس سے نہ لڑسکا مگر اسنے
اپنے تیئن قلعہ سونگر مین پہنچایا - راجو نے اسکا کچھہ محاصرہ کیا پھر اسکو چھوڑکر غارتگری
کی - پاتھری مین سعادت خان کا بنہ و بار لوٹ لیا اور بہت مال جمع کیا - اور
قلعہ کو آنکے پھر محاصرہ کر لیا - جب اسنے یہ خبرین سنین کہ عظمت خان بھرجی کی فوج
کو ساتھ لیکر آتا ہے - عنایت اللہ برہان پور سے چلکر نزدیک آگیا ہے اور
ابوالفضل نے بازگشت کی ہی تو وہ قلعہ کا محاصرہ چھوڑکر دولت آباد کی طرف

چند تنک حشیم حریصون کے سپرد کر رکھے ہین تو اس ناپروائی کے آشوب مین اور ناتوان بینی مین کیسے کوئی کار عظیم چل سکتا ہے اس کہنے سے شاہزادہ کو آگاہی ہوئی اور وہ اپنے کام مین کچھ مصروف ہوا۔ ابو الفضل کو خلعت اور اسپ دیکر رخصت کیا۔

بادشاہ کے پاس شہزادہ دانیال نے عرضداشت بھیجی کہ رایان خدمات دکن کے لئے مقرر ہو ملک گڈھ کے زمینداروں کی مالش کے لئے لشکر مقرر ہو۔ بادشاہ نے یہ درخواست اسکی منظور کی اور رلے رایان کو روانہ کیا۔ بادشاہ کو شاہزادہ کی ایک اور عرضداشت سے معلوم ہوا کہ ملی حوالی احمدنگر مین اسباب فساد کی ترتیب مین فکر کر رہا ہے شورش و فتنہ انگیزی کا خیال رکھتا ہے دو تین روز پہلے ولایت برار کی طرف عنبر جیو گیا تھا۔ وہان کے حاکم ملک برید اسکے دفعہ کرنے کے لئے ابراہیم کو مقرر کیا تھا وہ عنبر سے سخت جنگ کرکے مارا گیا۔ اسکے چوڈوہ ہاتھی اور اسکا تمام اسباب برتری عنبر کے ہاتھ آیا وہ اسکی خودسری و نخوت کا ضمیمہ بنا وہان سے وہ بندہ بلاس گیا اور قطب الملک کے آدمیون سے لڑا اور فتحمند ہوا۔ ۲۹ ہاتھی اوسکے ہاتھ لگے۔ اسکے بعد تلنگانہ مین وہ آیا۔ میر مرتضیٰ اُس سے لڑنے کی قوت نہین رکھتا تھا اسلئے قلعہ نشین ہوا۔ اس نے بعض محال پر عنبر متصرف ہوا اور ایک جماعت کو برار کے پرگنون پر اسنے بھیجا۔ ملک برید نے لاچاری و چاپلوسی مین چارہ کار سمجھکر روپئے اُس کے پاس بھجوائے اور صلح چاہی۔ اب اسکا ارادہ ہی کہ علی سے ملے اور دونو متفق ہو کر فتنہ و فساد اٹھائین اس سبب سے یہ مقرر ہوا کہ ابو الفضل بہت سی فوج لے جاکر جالنا پور اور اسکے نواح مین متوجہ ہوا۔ اور احمدنگر کی خدمت اور راجو اور مفسدون کی مالش اس کے سپرد ہوا اور ولایت برار اور پاتھری و تلنگانہ کا انتظام اور پسر شاہ علی کا استیصال خانخانان کے حوالہ ہو۔

ابو الفضل کو پچاس ہزار روپیہ انعام بادشاہ نے دیا۔ خداوند خان حبشی نے سرکار پاتھری و پاتم مین فساد مچایا۔ خانخانان نے راجہ سورج سنگھ و غزنین خان کی سرکردگی مین لشکر بھیجکر اسکی مالش خوب کرائی اور غنیم کو شکست ہوئی اور ان حدود مین امن امان ہو گیا۔

جب خانخانان کو معلوم ہوا کہ تلنگانہ مین عنبر گیا اور وہان میر مرتضیٰ قصبہ

عنبر جیو کی شکست اور ایرج پسر خانخانان کی فتح سنہ ۱۰۱۰

مرزا یوسف کو یاوری کے لئے بھیجا- مرزا یوسف جب جالناپور مین آیا تو درد قبل سے مرگیا-
بعض عسلی کے دیوافسانون کی بعض فتنہ دوستی کے سبب سے ایک گروہ کو تہ بینی کے وجہ سے
کچھہ سادہ لوحی کے سبب سے تباہ خواب ہوئے- جب سال انجرا پر خیمہ گاہ لگا تو علی
نے دستان سرائی زاری کے ساتھ کی- مرزا یوسف کے مرنے نے اور راجو کی شورش نے اور
فاروقی پسر نے ان کی خواہشون کی تائید کی قاسم کا باپ نیکو خدمتی مین مارا گیا تھا
اسکی تیول کو ضبط کرلیا وہ راجو سے اپنی ناکامی کے سبب جا ملا- اسنے کچھہ سپاہ اُس کے
ساتھہ کرکے داندلین بھیجی اور خود پیچھے روانہ ہوا- ناگزیر یہ صلح قرار پائی اور اس مین یہ شرطین
ٹھرین کہ بازبہادر و علی مردان بہادر و حزارہ بیگ کو روانہ کرے اور فرمان پذیری سے
سرتابی نہ کرے تو کچھہ ملک اسکو دیا جائیگا- لشکرگاہ سے پانچ کروہ اعتبار الملک و ہبراد زینگل
ان قیدیون کو لائے- میر مرتضی اس طرف سے گیا اور پیمان نامہ لیا اور امان کا فرمان دیا-
صبح کو لشکر نے بازگشت کی- جب رام پوری کے قریب پہنچے تو تلنگانہ کا تسخیر کرتا اور اسکی پاسبانی
میر مرتضی کے سپرد ہوئی- بہادر الملک- رستم عرب- و شمشیر عرب سعید عرب برہان الملک-
اسکے ہمراہ ہوئے اور انکی جاگیرین یہین مقرر ہوئین- میر رخصت ہوا اور یہ قرار پایا کہ پاتھری و
تلنگانہ کی یاوری کے لئے پرنور مین خانخانان ٹھیرے ابوالفضل راجو کی مالش کے لئے جائے
مرزا رستم و راجہ سورج سنگہ و مقیم خان مع برادران کے و راجہ بکرماجیت کمکی مقرر ہوئے-
مرزا علی بیگ و سادات بارہ اور جانش بہادر کے بھائی اور بہادل خان مع برادران جو
جالناپور مین تھے ہمراہی کے لئے نامزد ہوئے کچھہ خزانہ اور بارگی بھی مرحمت ہوا- ابوالفضل یون
رخصت ہوا دوم بہمن کو برہان پور مین آیا اور شاہزادہ سے ملا- جب راجو کی مالش کے لئے
وہ جالناپور مین آیا تو ہمراہی بہانہ بناکے اُس سے جدا ہو گئے- ابوالفضل نے یہ ارادہ کیا کہ شاہزادہ
سے اجازت لیکر بادشاہ پاس چلا جائے کہ اس آشوب سے نجات پائے- مگر شاہزادہ نے
اُسکو اجازت نہ دی اور راجو کی مالش کی درخواست کی تو ابوالفضل نے لکھا کہ مین حضور
کے حکم سے باہر نہین لیکن حضور ملک کے کامون مین متوجہ نہین ہوتے اور بڑے بڑے کام

ابوالفضل کا مارا جانا ۱۰۱۱ھ

سپاہ سے لڑنا شروع کیا۔ جب ان کے بھاگنے کی راہ مسدود ہوئی اور قلعہ کا محاصرہ
بادشاہی لشکر نے خوب کر لیا اور اہل قلعہ کو تنگ کیا تو وہ پناہ مانگ کر بادشاہی لشکر والوں
سے آن کر مل گئے۔

جب بادشاہ نے دکن کا حال سنا تو اس نے ابوالفضل کو فرمان بھیجا کہ جریدہ ہمارے
پاس چلا آئے اور اپنا لشکر شیخ عبدالرحمن کو سپرد کرے اور نظم مہمات اسکے ذمے کرے۔
ابوالفضل کو عقیدت درست اور اخلاص راسخ بادشاہ کے ساتھ تھا اس سبب سے مراتب
قرب و منزلت و مدارج دولت و شوکت میں وہ پایہ بہ پایہ عروج کرتا گیا۔ اس کا یہ حال
دیکھ کر ناتوان بینوں کو اس پر حسد پیدا ہوا۔ لیکن تیغ زنی اور عذر اندوزی کے وقت کی تلاش
ہوئی۔ انکی حسد روز بروز بڑھتی گئی انہوں نے شاہزادہ سلیم کو اسکی طرف سے بھڑکایا۔ بادشاہ کو
اس شاہزادہ کے اطوار نا ملائم پسندیدہ نہ تھے وہ ہمیشہ بادشاہ کی مرضی کے خلاف کام کرتا
تھا روز بروز بادشاہ اس سے بیزار ہوتا جاتا تھا شیخ کے بد اندیش شاہزادہ کو سمجھاتے تھے
کہ بادشاہ کی یہ ساری ناخوشنودی و ناراضی شیخ کی شکایت کرنے کے سبب سے ہے۔ سلیم کا
مزاج شراب کے پینے سے بگڑ گیا تھا اور اسکا مزاج نہایت تند اور غضبناک ہو گیا تھا اس
سبب سے اسکی عقل و ہوش اڑ گئے تھے کہ وہ شیخ کے بد اندیشوں کی باتوں کو سچ جانتا
تھا۔ اسکے قتل کے درپے ہوا۔ اس وقت کہ بے طلب شاہزادہ بادشاہ کے پاس آنا چاہتا
تھا اور بادشاہ اسکو آنے نہیں دیتا تھا اسکو شیخ کے طلب کی خبر ملی کہ وہ ایلغار کرکے
آئیگا اسکو یہ وہم ہوا کہ اگر ابوالفضل اس پاس زندہ پہنچ گیا تو معلوم نہیں مجھ پر کیا آفت
اٹھائیگا اور بادشاہ کا دل مجھ سے بالکل پھر جائیگا اور پھر مجھے عمر بھر باپ کے قدموں کی
زیارت نصیب نہ ہوگی۔ نرسنگہ دیو بندیلہ مدتوں سے رہزنی کرتا تھا اور اس کا
وطن دکن کے سر راہ تھا اور مدت سے بادشاہزادہ کی رکاب میں رہتا تھا اس نے اس کو
حکم دیا کہ شیخ بادشاہ کی خدمت میں جریدہ آتا ہے اسکو راہ ہی میں آخر منزل پر پہنچا دو
ہم تم پر بہت عنایتیں کرینگے۔ یہ نوجوان جلد اپنے وطن میں آیا اور بندیلوں کی

تاندیر مین اُس سے مقابلہ نہ کرسکا۔ اور وہ اور شیر خواجہ دونو قصبہ بیری مین آگئے اور مخالف نے
اس نواح مین دست درازی شروع کی اور اس سبب سے شیر خواجہ اور میر مرتضی کو اضطراب ہوا تو اس نے
اپنے بیٹے ایرج خان کو فوج عظیم کے ساتھ اس فتنہ کے دور کرنے کے لئے بھیجا۔ میر مرتضی و شیر خواجہ
سے ایرج ملا اور اسنے دشمن سے لڑنے کا قصد کیا۔ عنبر اس سے مطلع ہو کر دستور کی جانب گیا۔ وہان
سے قندھار کو روانہ ہوا۔ اس اثنا مین فرہاد حبشی دو تین ہزار آدمیون کو ساتھ لے کر عنبر
سے ملا۔ بادشاہی لشکر بھی بغیر توقف کے غنیم کے پاس پہنچا اور اس طرح وہ مرتب ہوا۔ قول مین
ایرج مع لشکر پدر اور بعض منصبدار ہراول مین۔ راجہ سورج سنگھ و بہادر الملک و شیخ ولی و
پسر بہت سین کھتریہ و مکند رائے گردھر اس پسر رائے سال درباری۔ رگھو داس پسر کھنگار و شیخ
مودود و زاہد پسر شجاعت خان و قاسم حسین خان و شیخ ابو الفتح پسر شیخ معروف و شیخ
مصطفی و فتح خان لودی و اختیار خان و شیر خان برانغار مین۔ میر مرتضی و جماعت کثیر طلب
جرانغار مین علی مردان بہادر۔ عنبر نے بھی پیکار کے ارادہ سے فوج کو آراستہ کیا۔ اول غنیم
کے ہراول نے آراستہ ہاتھیون کو لاکر لشکر بادشاہی کے ہراول پر زور کیا اور زد و خورد کی
آگ بھڑکائی۔ توپ و تفنگ کے دھوئیں نے روشن دن کو رات کا لباس پہنا دیا۔ بادشاہی
بہادرون نے بندوقون و تیرون کی مار سے دشمن کو ہیچ کیا۔ پھر بادشاہی قول نے دو دستی
تیغ چلائی۔ دشمن کے خون سے اپنے تئین سرخرو کیا۔ دشمن بھاگ گیا۔ اگر ہراول و قول کی برابر
جرانغار و برانغار بہادری کرتا تو عنبر و فرہاد دونو گرفتار ہو جاتے۔ بادشاہ کی سپاہ کے ہاتھ
۳۰۰ زنجیر فیل اور مخالفون کے غرور و پندار کا سارا اسباب ہاتھ آیا۔ بادشاہ کو جب اس فتح
کی خبر ہوئی اسنے اپنے افسرون کا اضافہ منصب و عطاء اسپ و خلعت مرحمت کیا۔ شہزادہ
نے دس ہاتھی بادشاہ پاس بھیجے اور دس ہاتھی اپنے پاس رکھے کہ خود جاکر بادشاہ کی نذر دے
شاہزادہ دانیال نے سنا کہ حوالی بابل گڑھ مین فاروقیون مین سے ایک نے سرکشی کی ہے۔ تو
تردی بیگ خان و خواجہ ابو الحسن کو فوج کے ساتھ اسکی مالش کے لئے بھیجا۔ مخالف وہان
سے دولت آباد کو بھاگا۔ خواجہ ناظر و خواجہ سرا نے قلعہ کا دروازہ بند کر کے بادشاہی

کہ جنمین دشمن سی لڑنا مناسب نہین ہوتا ایکطرف ہوجانا اور باگ کو موڑ لینا یا دوبارہ
انتقام لینا ارکان شجاعت مین خلل نہین ڈالتا ابھی فرصت باقی ہی اس مہلکہ سے آپکی
جان بچایئے مگر وہ سعزوانیین کا آمادہ تھا اس نے ان دل سوز کی باتون پر کان نہ لگایا
اسنے کہا کہ مین اس چور کے آنے سی نہین بھاگونگا۔ یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ نرسنگھ
آگیا۔ اُس سی وہ بہادرانہ لڑا۔ سینہ مین نیزہ کا زخم لگا جس سی وہ زندگانی کے گھوڑے
سے گرکر خاک مین ہلاک ہوا اور شیخ گدائی خان اور ہمراہیون نے بھی جانفشانی کی

افسوس ہی کہ بیعدن دانائی اور بحر شناسائی شمع علم و دانش افسردہ ہوا ۵
دریغا آسمان معرفت با خاک یکسان شد + ستون علم از جا رفت و کاخ فضل ویران شد

بادشاہ کبوتر بازی کا تماشا دیکھ رہا تھا کہ اسکو شیخ فرید بخشی بیگ نے اس واقعہ کی خبر
دی تو وہ چیخین مار مار کر رویا۔ دو دن تک روتا رہا اور نہ کھانا کھایا اور نہ سویا۔
جب اسکو ہوش آیا تو اُس نے رای رایان کو حکم دیا کہ نرسنگھ دیو کو مستاصل کرے جب تک
اسکا سر تن سی جدا نہ کرے پانؤن کو حرکت سے باز نہ رکھے۔ راجہ راج سنگھ و راجہ جگناتھ
بندیلہ اور اس نواح کے سارے زمیندار اسکی یاوری کے لئے مقرر ہوئے ضیاء الملک
اس لشکر کا بخشی مقرر ہوا۔
بادشاہ نے سنا کہ نرسنگھ دیو جنگلون اور دشوار درون کی پناہ مین آنکر قزاقانہ زیست
بسر کرتا ہی۔ رای رایان نے کئی دفعہ اسکی مالش کی۔ ان دنون یہ خبر لگی کہ وہ قلعہ بھاندیر
مین آیا اور جب منقلا کے بہادرون نے اس قلعہ کو گھیرا تو وہ حصار ایرج مین چھپ گیا
بادشاہی لشکر نے اسکو گھیر لیا ہے۔ رای رایان فتحمندون سی ملا نرسنگھ قلعہ سے نکل کر
دریا کے کنارہ پر شورش مچانے لگا تفنگ کی جنگ گرم ہوئی رای رایان دریا سے اُترا
کنارہ بلند تھا مشکل سے آدمی اس سی برآمد ہوے اور زد و خورد ہوئی۔ نرسنگھ بھاگ کر
قلعہ ایرج مین چلا گیا۔ رای رایان اُسکے محاصرہ مین مصروف ہوا۔ جب کام ختم ہونے
کو تھا تو نرسنگھ قلعہ کی ایک طرف دیوار توڑ کر راجہ راج سنگھ کے مورچہ کی طرف سی نکل گیا

ایک جماعت کو ساتھ لیا اور شیخ کی گھات مین جا بیٹھا۔ جب خبر الحکیم شیخ دکن سے چلا
اور اجین مین آ گیا اُس نے سُنا کہ نرسنگہ دیو اسطرح گھات مین اسکی بیٹھا ہی تو اُس نے
اسکی کچھ پروا نہ کی۔ ہوا خواہون نے سمجھایا کہ گھاٹی چاند کی راہ سے آپ چلیئے۔ مگر اسنے
پسند نہ کیا۔ موت آ گئی تھی سر رشتہ تدبیر ہاتھ مین نہ رہا تھا۔ یا اوسکو مرنے کی تمنا تھی۔ دل
اسکا دنیا سے پھر گیا تھا۔ زمانہ کی نیرنگیان اور روزگار کے اوضاع کو دیکھکر دنیا سے دل
اسکا سیر ہو گیا تھا غرہ ربیع الاول ۱۰۱۱ھ کو سرائے بیر اور انتری کے درمیان نرسنگہ
کمین گاہ سے نکل کر نمودار ہوا۔ یہ عاقل آزردہ خاطر کشادہ پیشانی دل پر توکل و ہمت فراخ
سے آمادہ پیکار ہوا۔ گدائی خان افغان نے جو اسکا پرانا ملازم اور پروردہ احسان تھا
آگے آیا اور باگ کو پکڑ لیا اور اخلاص و محبت سے کہنے لگا کہ دشمن پاس جمعیت بہت ہے اور
ہم کم ہین اسپر غالب نہین ہو سکتے۔ یہ مناسب ہے کہ مین کچھ دیر کے لیے دشمن کے روبرو
ہوتا ہون۔ تم چلو دشمن کو ہم سے فارغ ہونے مین ایک عرصہ لگے گا انتری مین کہ
اس جگہ سے تین کوس ہے اور وہان رائے رانا و راج سنگہ دو تین ہزار سوارون کے ساتھ
اُترے ہوئے ہین آپ فراغت سے پہنچ جائینگے۔ اس غیرت مند شجاع نے جواب دیا کہ
جان کو عزت کے ساتھ دینا اور غیرت مندی و دلیری سے مرنا اس زندگی سے زیادہ خوشتر
ہے کہ بزدلی و بیجگری کے ساتھ ہو۔ جوانمردون کے مذہب مین کوئی امر اس سے بدتر نہین
ہے کہ حیات پر جسکی جبلت مین ختم ہونا ہے اعتماد کرے اور خصم سے پہلو تہی کرے اور
دل کو جہان ناپائدار پر لگائے اور ہمیشہ اپنے اوپر نفرین کرائے۔ بلا شک و شبہ آج
کو روز روا پسین پیش آتا ہے اگر وہ میرے لئے یہی دن ہے تو کیا چارہ اور تدبیر ہے
مجھے بادشاہ نے طالب علمی سے امارت و وزارت کے عالی درجہ پر سرداری اور
سپہ سالاری کے رتبہ پر پہنچایا۔ اگر آج مین اسکی شناخت کے خلاف کام کرتا ہون تو خلق
مین کس نام سے نامزد ہونگا اور بخشیون مین کیسے روسفید ہونگا یہ کہکر غنیم کی طرف متوجہ
ہوا گدائی خان نے پھر الحاح سے عرض کیا کہ سپاہیون کو ایسے واقعات بہت پیش آتی ہین

مگر آپس میں باہم دو رنگی و نفاق ایسا ہوا۔ کہ ابوالفضل کو دکن بھیجنا پڑا اور پھر خود اکبر کو دکن میں آنا پڑا۔

شاہزادہ سلیم کی سازش سے ابوالفضل کا مارا جانا۔ خلاصہ یہ ہے کہ گو ملک دکن کی آزادی جاتی رہی مگر وہ ایسا مغلوب بھی نہیں ہوا کہ اکبر کی سلطنت آمین بے کھٹکے قائم ہو جاتی۔

## شمال مشرقی افغانوں کے ساتھ لڑائیاں

(تمہید)

پہلے اس سے کہ ہم شمالی مشرقی افغانوں کے ساتھ لڑائیوں کا بیان لکھیں دو ایک تمہیدیں لکھتے ہیں جن سے کہ ان لڑائیوں کا بیان اچھی طرح سمجھ میں آئے۔

شہنشاہ اکبر نے جو توران کے باب میں پولیسی اختیار کی تھی اس نے افغانوں کے ساتھ لڑنے کا وقت مقرر کر دیا گو وہ ابتدائی سبب اس لڑائی کا نہ ہوئی۔ عبداللہ خان والی توران کی قوت افزوں کے سبب سے جب اکبر کی توجہ شمال مغرب کی طرف ہوئی تو افغانستان میں ایک مذہبی طوفان اٹھ رہا تھا۔ اور قومی تحریک ہو رہی تھی وہ ایسی قوی تھی کہ اکبر کو اسکا روکنا ناگزیر اسلئے تھا کہ توران کوئی خوفناک حملہ نہ کرے پچیس ۲۵ برس پہلے سے افغانستان میں ایک نیا مذہب شائع پھیل رہا تھا۔ اس فرقہ کا بانی بایزید انصاری تھا وہ افغانستان میں نہیں پیدا ہوا تھا۔ بلکہ پنجاب کے اندر جالندھر میں بابر نے جب افغانستان کی سلطنت لی ہے اس سے ایک سال پہلے وہ پیدا ہوا تھا۔ بایزید کا خیال یہ تھا کہ افغانوں کی سلطنت پھر بحال ہو۔ اور افغانستان میں مغلوں کی حکومت پامال ہو۔ اسکی ماں کا نام بانین تھا اسکا باپ اور اسکے خاوند کا دادا دونوں سگے بھائی تھے اور دونوں جالندھر میں رہتے تھے مگر اسکا خاوند عبداللہ کانی گورام میں رہتا تھا یہ مقام کوہستان افغانستان میں دو دریاؤں گومل اور قورم کے درمیان ہے یہ دونوں دریا دریائے سندھ میں ملتے ہیں۔ جب مغلوں کا

غالباً راجہ لچھمی اسکی گرفتاری مین تغافل کیا۔ پادشاہی جوانمردون نے تعاقب کرکے اس کے چالیس آدمی مارڈالے۔ مگر جنگل اور نشیب و فراز راہ مین بہت تھے اسلئے پادشاہ کے سپاہی تعاقب سے بازرہے اور وہ اپنی جان سلامت لے گیا شہنشاہ اکبر نے عمر بھر کبھی ایسے سخت حکم نہین جاری کئے جیسے کہ نرسنگہ کے باب مین۔ مگر جسکو خدا رکھے اُسے کون چکھے۔ وہ زندہ رہا اور جہانگیر کی سلطنت مین صاحب منصب رہا۔

پادشاہ نے خانخانان و راجہ مان سنگہ و قلیج خان کو بلایا کہ یہان آنکر توران کے معاملہ مین مشورہ دین خانخانان تو ہزار مکر و فریب کا خمیر یہ تھا اُس نے بادشاہ کو مہم دکن کو بہت دشوار دکھایا اور دکن مین خود رہا اور پادشاہ سے دور رہا۔ راجہ مان سنگہ بنگالہ سے اور قلیج خان لاہور سے پادشاہ پاس چلے آئے۔

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ بیجاپور کے مرزبان عادل خان کی یہ آرزو تھی کہ شاہزادہ دانیال کا نکاح اُسکی بیٹی سے ہو اس آرزو کے پورا کرنے کے لئے ۲۹ اسفندارمذ سنہ ۴۵ جلوس کو میر جمال الدین بیجاپور بھیجا گیا اور سازخواستگاری اُسکے ساتھ گیا۔ عادل خان نے تین سال اور کئی مہینے کے بعد اسکو رخصت کیا اور بیٹی کو ساتھ کیا۔ یہ دلہن بیجاپور سے احمدنگر مین آئی اور دولہا برہانپور سے یہان آیا۔ میر کو عقد نکاح بندھا۔ شاہزادہ پادشاہ کی آستانبوسی کے ارادہ سے برہانپور روانہ ہوا لیکن بادہ پیمائی کی کثرت نے باپ سے نہ ملنے دیا۔ جب پادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا کہ شراب پینے سے شہزادہ بہت دُبلا اور ناتوان و بدحال ہوگیا ہے تو اُس نے ایک عورت کو جسکی گود مین شاہزادہ پلا تھا اور بڑا ہوا تھا اور وہ تند و قبیح گفتار کرنے سے بھی نہین ڈرتی تھی شاہزادہ پاس بھیجا اور اسکو حکم دیا کہ جس طرح ہوسکے شاہزادہ کو ہمراہ لائے شیخ ابوالخیر کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ نے آستانبوسی کے قصد سے پیشخانہ باہر نکالا تھا وہ ملک عدم کا پیشخانہ ہوا۔

دکن کی مہم مین تین واقعات نفس الامری بڑے ہین اول کل ہندوستان کے مختلف حصون سے مختلف سپہ سالارون کا بھیجنا کہ وہ آنا دانہ دکن کی فتح مین ایک دل ہوکر کوشش کرین

شاہزادہ دانیال کا نکاح عادل خان بیجاپوری کی بیٹی سے اور وفات شاہزادہ

آیا کہ وہ بایزید کے غار میں گھس گیا اور اسکو تلوار سے زخمی کیا اور اس سے توبہ کرائی اور
عہد کیا کہ پھر وہ سنت جماعت کے مذہب پر معاودت کریگا۔ مگر جیسا باپ متعصب تھا
بیٹا اپنے مذہب کے تعصب میں باپ کا باوا تھا وہ تنگرہار کو چلا گیا۔ بابر نے اس ضلع کی
بہت تعریف لکھی ہے کہ وہ نہایت سیراب و شاداب ہے۔ وہ سفید کوہ کی ڈھلان پر شمال
مشرق میں واقع ہے۔ بہت سے چشمے اس کے دریا سرخاب میں اور سرخاب خود جلال آباد
کے قریب دریائے کابل سے ملتا ہے اس کے اندر جلال آباد کے گرد وہ سارے پہاڑ اور وادی
داخل ہیں جو سرخاب اور بھٹی کوٹ کے درمیان دائیں طرف دریائے کابل کے ہیں۔
بایزید کے خیالات کی بلند پروازی کے سبب سے مہمند کے سردار سلطان احمد نے اس کا
خیر مقدم کیا۔ یہاں افغانوں میں اس نے بڑی کامیابی کے ساتھ اپنے مذہب کا
وعظ سنایا اور انکو مرید کیا۔ مگر جب اسپر عرصہ گذرا تو تاجیک کے سنی ملاؤں نے اسکا ایسا ناک میں
دم کیا کہ وہ آگے مشرق میں پشاور کے میدانوں میں چلا گیا۔ اس میدان کے دریا کے
داہنے کنارہ پر شمال مشرق میں غوری خیل افغان اور شمال میں خلیل اقوام رہتی تھیں
اور دریا کے بائیں کنارہ پر ہشت نگر میں محمد زئی رہتے تھے۔ یہاں کے چاول مشہور ہیں
افغانوں نے اس زمین کا نام جو پچھلے زمانہ میں فتح کی تھی پشتون خوا رکھا تھا۔
بایزید کو بڑی کامیابی ہوئی اور اسکے پکے چیلے بہت ہو گئے وہ خود اور اسکے بیٹے
کلید پر میں عمرزئیوں کے درمیان مقیم ہوئے۔ یہ ایک خیل ہشت نگری ہے گو تاجیک نے اس
سے نفرت کی مگر افغانوں نے اس سے رغبت کی۔ غرض وہ دونو دین و دنیا کا رہنما
بن گیا۔ مذہبی و ملکی معاملات کا پیر و مرشد ہو گیا اب پیر جی کو بھی الہام ہونے لگا
اور خدا انکو نظر آنے لگا اس نے کہا کہ مجھے حکم الہی ہوا ہے کہ میں کہوں کہ میں نے خدا کو
دیکھا ہے میں خدا کے ساتھ ہوں۔ میں خدا کو جانتا ہوں اور میں خدا کے ساتھ ہوں
غرض اسکو یقین تھا کہ میں خلیفۃ اللہ ہوں۔ اس نے اپنا نام روشنائی رکھا اور
مریدوں نے اسکو پیر روشنائی کہا۔ وہ قرآن کے اسرار بیان کرنے لگا اس نے

تسلط بڑھنے لگا تو بایزید کی مان اپنے خاوند پاس کانی گورام کو چلی گئی اور بایزید نے
اول وہین پرورش پائی۔ بیوی کے ساتھ عبد اللہ کو کچھہ التفات نہ تھا اور آخر کو اُس نے
طلاق دیدی۔ بایزید کو باپ کی بے پروائی اور سوتیلی مان اور سوتیلے بھائی یعقوب
کی دشمنی سے بہت گزند پہنچی اسکا باپ عالم تھا اور سچا سنی تھا جب اُس نے بایزید سے
بے اعتنائی کی تو اُسنے اپنا اور طریقہ اختیار کیا وہ آزادانہ خیالات کرنے لگا۔ اول
سوال اُس نے یہ کیا کہ یہان زمین بھی ہی آسمان بھی ہی۔ خدا کہان ہی؟ اسکو علم کا شوق تھا
وہ اپنے ایک گوشہ نشین رشتہ دار شیخ اسمٰعیل کا شاگرد ہو گیا اسکی زہد و عبادت کو وہ بہت پسند
کرتا تھا مگر اسکے باپ کو یہ پسند نہ آیا کہ وہ ایک بڑے باپ کا بیٹا ہو کر ایسے ذلیل رشتہ دار کا
مرید و شاگرد ہو اس لئے اُس نے شیخ بہاء الدین زکریا کی اولاد کے پاس تعلیم کے لئے اُسے
بھیجدیا۔ بایزید گھوڑون کا تاجر بن گیا وہ ایک دفعہ سمرقند سے ہندوستان مین آیا
شہر کالنجر مین جو الہ آباد کے مغرب مین بندیل کھنڈ مین ہی وہ گیا اور اُس نے ملا سلیمان سی
بیعت کی۔ یہ ملا اسماعیلیہ مذہب رکھتا تھا۔
اس لئے ملحد مشہور تھا۔ اس نوجوان بایزید کو ملا نے مذہب اسماعیلیہ کے اصول تعلیم کئے
وہ پھر کالنجر سے اپنے وطن کانی گورام مین گیا اور پہاڑ کے غار مین خلوت نشین ہوا۔ عبادت و ریاضت
و زہد و تقوی مین مصروف ہوا اور اُس نے مدارج شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت و قربت
و وصلت و توحید و سکونت کو طے کیا۔ لڑکپن مین ہی وہ حج کو گیا تھا وہ سنت جماعت
تھا۔ اس عمر مین وہ ایسا نیک تھا کہ اپنے ہی اناج کے کھیتون کی نگہبانی نہین کرتا تھا بلکہ اور
غیر آدمیون کی زراعت کی پاسبانی کرتا تھا جب نوجوان ہوا تو ہزارون کو ہدایت کرنے
لگا اور اہل سنت کے مذہب کی غلطیان بتانے لگا کانی گرام مین جبتک وہ رہا اُس کا
مطلب اعظم فقط مذہبی ہدایات تھین بایزید کا مذہبی خیال خدا کے باب مین ہمہ اوست
وحدت الوجود کا ہندوٗن کا سا تھا وہ اقوام وزیری کو نہایت ناپسند
ہوا۔ باپ اُسکا عبد اللہ اس مذہبی خیال سے ایسا غصہ مین آیا کہ وہ بایزید کے مارنے

سنیون کے کان کھڑے ہوئے۔ بنھار (بنیر یا بنیر) ہشت نگر کے شمال مین دریای سندھ
سے ملی ہوئی ایک مرتفع زمین ہی اور اس مین یوسف زئی رہتی ہین۔ یہان کے عالمون نے
یوسف زئی کے بہت آدمیون کو روشنائی مذہب کے اختیار کرنے سے روکا۔ اگرچہ یوسف زئی
بایزید کے اول اول بڑے طرفدار ہوے مگر بعد اسکے مرنے کے وہ پشتو کی سازش کے سخت دشمن ہوگئے
کابل کی گورنمنٹ کے حکم سے محمود زئی کے ملک مین حکیم محسن خان غازی آیا اور بایزید کو پکڑ
کر لے گیا۔ کابل کی گلیون مین اسکو بعزتی کے ساتھ لے گئے۔ اسکا علمای سی مباحثہ کرایا۔
اُسنے یہان یہ فطرت کی کہ بیان کیا مین نے کوئی بدعت کی بات مذاہب مین نہین پیدا کی
تمام فرائض صوم صلوٰۃ حج وزکوٰۃ کا پابند ہون۔ غرض اپنی فصاحت بیانی اور طلاقت
لسانی سے اپنی تئین بالکل ہر الزام سے بری کیا جس سی گورنمنٹ کو کوئی خوف اسکی جانب سے
نرہا۔ اب اسنے اپنے کامون کے لئے ایک نیا تماشا گاہ دشوار گذار کوہستان تیراہ
مین کھولا یہ کوہستان کوہ سفید کی شرقی شاخین ہین
جو کوہاٹ تک جنوبی مغربی میدان پشاور تک جاتی ہین اور تیرہ دریا بہاتی ہین۔
غوریہ خیل جو میدان مین روشنائی مذہب رکھتے تھے وہ تیراہ کے قریب تھی۔ تیراہ مین بنگش خیل
افغان رہتے تھے۔ جنمین سی طوطائی خیل و تبک روشنائی مذہب مین سخت متعصب تھے۔
ان بلند کوہستانی وادی مین بہ نسبت گناہ و ملک ہشت نگر کے بایزید کے لئے زیادہ عافیت
تھی۔ یہان وہ آنکر اہل سنت کا اور مغلون کی سلطنت کا سخت دشمن ہوگیا اسنے کوہستانی آزاد
قومون کو اپنے مسائل سمجھا کر جہاد پر افروختہ کیا اور پکارا کہ ای میری دوستو آؤ مین تم کو
ہدایت کرونگا مین شمشیر پر ہاتھ دھرونگا اور سنی کا مذہب غارت کرونگا۔ اگر تم خدا کو خوش
کرنا چاہتے ہو تو مجھ پر توکل کرو۔ مین ہی تمھارا خدا اور پیغمبر ہون۔ مجھہ مین کوئی نقص نہین
مجھکو مہدی ہی خیال کرو۔ مین کسی معنی کرکے ناقص نہین ہون۔ مین کافی و کامل ہادی ہون تم
اس پر بالکل یقین کرو۔ اسنے چغتائیون کے ظلم سے افغانون کو ڈرایا اور اپنی پیروؤں کو
ہندوستان اور اسکی بادشاہ کی مال و دولت کا لالچ دلایا اس سے پہلے ہی سی ہندوستان

ایک کتاب خیر البیان تصنیف کی جسمین اپنے مذہب کے سب مسائل قرآن و حدیث کے موافق بیان کیے
مگر انکو اہل سنت بالکل قرآن و حدیث کے مخالف جانتے ہین اور انکو زندقہ اور الحاد کہتے ہین
نماز مین قبلہ کی جانب کو اڑا کر دل کعبہ بنایا۔ وضو کو سلام کیا۔ رمضان کے روزون کو مقرر
کیا کہ فصل بہار کے شروع مین دس روزہ رکھ لیا کرین۔ اُسنے کہا کہ اٹھارہ ہزار قسم جاندار
ہین ان سب کو اپنا جسم سمجھنا چاہیئے اور کسیکو آزار نہین دینا چاہیئے۔ وفات کے دن کو پیدائش
کا دن بناتا۔ اُسنے یہ کہا کہ جو آدمی اپنے تئین اور خدا کو نہین پہچانتا وہ آدمی نہین ہے اگر
وہ موذی ہی تو اُسکو گرگ۔ شیر۔ افعی۔ اژدہا سمجھنا چاہیئے۔ حدیث قتل الموذی
قبل الایذا پر عمل کرنا چاہیئے۔ اگر وہ کسی کو ایذا نہین پہنچاتا ہے اور نمازی ہی تو اوس کو
لومڑی یا بھیڑ سمجھنا چاہیئے۔ جسکا حلال کرنا شرعًا جائز ہے اس لئے اُسنے حکم دیدیا کہ جو
اسکے سخت دشمن ہین انکو درندون کی طرح مارنا چاہیئے۔ اُسنے بے ایمانون کے مال لوٹنے اور
غارت کرنے کی اجازت دی۔ بے ایمانون مین مسلمان اور ہندو دونو شریک تھی۔ وہ ترکی
سنیون کا بہ نسبت ہندوؤن کے زیادہ دشمن تھا۔ بے ایمان اپنے تئین نہین جانتے ہین اور
اپنی بقا کو نہین سمجھتے ہین۔ اس لئے وہ مردہ ہین اور مردون کے مال کے زندہ وارث ہوتے ہین
اُس نے گداگری کو خلاف شرع حرام بتایا۔ اہل سنت فقیرون کے ساتھ بہت سلوک کرتے تھے
انکے خلاف جو فقرا بھیک سے روٹی کھاتے تھے انکو کہا کہ وہ حرام کا کھاتے ہین اور اسکی بجا کافرون
کی اور خیبر کے مسافرون اور تاجیکون کے مال چرانے کی ہدایت کی۔ اس فقیری کے حرام کرنے سے
اسکا مطلب یہ تھا کہ وہ اپنے مریدون کا ایک گروہ بنائے۔ کہ وہ لٹیرا پن کیا کرین اُسنے اور
اسکے بیٹون نے ایک بیت المال بنایا جسمین غنیمت کا ایک خمس داخل ہوتا تھا۔ بایزید اس حال مین
کہ ایک غار مین وہ بیٹھا تھا اور سر پر باپ کی تلوار کھنچی ہوئی تھی پشتو خیل کا ہادی بن گیا اور
اسکی وحشیانہ زمین مین اُسنے مذہب کا بیج ڈال کر اپنا نشو و نما کر لیا۔ اُس نے بار بار کہا کہ مجھے
الہام ہوا ہی کہ جو لوگ خدا کو نہین جانتے انکو قتل کرون۔ اس نے چھوٹے چھوٹے حملے کلید اور
لگے جسکے سبب سے کابل کے فرمان روا مرزا محمد حکیم کو توجہ اسکے حال پر ہوئی۔ اور ننگہار کے

وہ ہشت نگر بھٹگالو مین دفن ہوا۔ مگر اس پیر روشنائی کے مرنے سے روشنائی مذہب
کی روشنی بالکل بجھی نہین وہ شاہجہان کے زمانہ تک کچھہ نہ کچھہ اپنی چمک دکھاتی رہی
بایزید کے بیٹون نے باپ کے مذہب کو اور پھیلایا۔ اوسکی وفات کے بعد اس کے
بڑے بیٹے عمر نے تلوار کو ہاتھ مین لیا۔ اور اپنے مریدون اور پیروون کو یون
مخاطب ہوا کہ اے میرے دوستو آؤ۔ تمھارا پیر مرا نہین ہی۔ بلکہ وہ اپنی جگھ اپنے بیٹے شیخ
عمر کو دے گیا ہی اور اسکو اور اپنے مریدون کو دنیا کی سلطنت عطا کر گیا ہے۔ اس نے
نہایت محنت و مشقت سے پشتوؤن مین از سر نو جوش پیدا کیا اور ایک سال ایک
دن بعد اسکے باپ کی سفید ہڈیان ایک تربت مین رکھ کر ہر لڑائی مین آگے رکھے
جانے لگین۔
عمر نے ہر چند کوشش کی مگر وہ یوسف زیون کے ہاتھ مین بری طرح پھنس گیا پہلے
وہ روشنائیون کے بڑے طرفدار دوست تھے اب ہی انکے جانی دشمن ہو گئے یہ زبردست
خیل صحرا نوردان پہاڑون کے کشادہ زمینون مین رہتے تھے جو دریاے کابل کے
شمال مین ہین اور سندھ سی مغرب کی طرف پھیلتے ہین اور انہین اضلاع بنہار (بنیر
بنیر) پنج کورہ۔ باجور۔ دودیر۔ پنج ہزارہ دریاے کینر تک ہین جو جلال آباد کے
نیچے تک بہتا ہے۔ مشرقی یوسف زیون نے عمر پر باراین دریاے سندھ کے کنارہ پر حملہ کیا
اسکو شکست دی اور اسکو اور اس کے بھائی خیر الدین کو مار ڈالا۔ انہون نے عمر کی لاش
کو جلا کر خاکستر بنایا۔ اوسکو اور بایزید کی ہڈیون کو دریاے سندھ مین پھینک دیا
بایزید کے بیٹون مین نور الدین کو گوجرون نے مار ڈالا۔ سب سے چھوٹا بیٹا جلال الدین
زندہ یوسف زیون کی قید مین آیا۔ بیٹون مین صرف یہ ایک ہی بیٹا بچا۔ سنہ ۹۸ء مین
جب شہنشاہ اکبر کابل سی لاہور مین آیا تو اس وقت اس نے یہ لڑکا جلال الدین جو چودہ
برس کا یوسف زئی سی درخواست کر کے لے لیا بادشاہ کو اس وقت ضرور تھا کہ
روشنائیون مین سی کسی کو یوسف زئی کا دشمن بنائے۔ اس لئے کہ جتنی ان چور

امنلاع اپنے مریدون کو تقسیم کردئے اور جہاد کے لئے سب طرح سے تیاری کی اس نے سوارون کی
زبردست سپاہ جمع کرنیکے لئے گھوڑون کو طلب کیا اور انکے مالکون سے وعدہ کیا کہ ہندوستان
کی دولت سے دو چند قیمت انکو دیجائیگی اس نے سب مریدون سے بے ریا اطاعت چاہی اور مکار
پر لعنت کی مگر تیراہ کے افغانون نے بایزید کے حکمون کا خیال کچھ نہین کیا - اُنہون نے
مغلون کے ساتھ رشتۂ اتحاد کو نہین توڑا - یہ پہاڑی افغان بہادر اور عالی ہمت تھے
انپر بایزید یہ داؤن کھیلا اور اس طرح اپنے پیچ مین انکو لایا کہ اول اس نے افغانونکے
افعال کی نسبت اپنی نارضامندی ظاہر کی اور کہا کہ اگر تم مجھکو اپنا خیرخواہ دوست
بنانا چاہتے ہو تو تم الگ الگ ایک ایک اپنے ہاتھ باندھ کر میرے پاس آؤ کہ مین خود
تم کو اس دست بستگی سے نجات دون - بایزید نے ایسی شعبدہ بازیان کین کہ افغان
اسکے دام مین آگئے اور اسکے کہنے کو مان گئے وہ اسکے سامنے الگ الگ دست بستہ آئے
ہوئے جنمین سے تین سو کو بایزید نے فوراً مارڈالا اور اس ضلع کو ایسا ویران کردیا
کہ پھر اسکے اصل باشندون کو وہان آباد ہونا نہ نصیب ہوا بلکہ اور کوہستانی قومین اس پر
متسلط ہوگئین

کابل کی گورنمنٹ بایزید کی تیاریون سے غافل نہ تھی اور اپنی حفاظت مین ساعی
تھی - پیر روشنائی بہت سی سپاہ ساتھ لے کر شمال کی طرف تنگ بار کے میدان
مین نیچے اترا وہ الٹا پہاڑون مین آہستہ آہستہ جارہا تھا کہ محسن خان غازی اسکے
پیچھے تور اگا کے قریب آگیا - پیر نے حتی الوسع مریدون کو سمجھایا کہ دشمن کے سامنے
کھڑے رہین اور کہا کہ محسن خان پر جسوقت میری آنکھ پڑے گی تو وہ اپنے گھوڑے سے
گر پڑیگا - مرید اسکے میدان جنگ مین جمے - مگر جب خنجر مصری کی شتاشب انکے
اوپر ہونے لگی اور مغلون کے سوارون کے ٹاپون تلے آنے لگے تیزبانچنے وہ بالکل
پراگندہ اور پریشان ہوگئے بایزید خود گرتا پڑتا بھاگ کر ہشت نگر مین آیا تیزبادی
سے اس سفر کی تکان پر بخار کا اور اضافہ ہوا - اور اس نے اس کی زندگی کو پورا کیا -

جب وہ جمرود مین پہنچا تو اسکی ہمراہ مان سنگہ نے مادہو سنگہ اور چند اور آدمیون کو کیا۔ یہ گروہ خیبر سے گذر کر دکہ کے قریب اس کاروان سے مل گیا۔ مان سنگہ خود بھی بہت سا لشکر لیکر علی مسجد مین آگیا۔ روشنائیون نے یہ سمجھہ کر کہ کم آدمی ہین اندھیری رات مین قلعہ علی مسجد کا محاصرہ کیا اور چند آدمی قلعہ کے اوپر چڑھ آئے مگر بادشاہی لشکر کے بہادرتی کرکے انپر غالب آیا۔ مخالفین قلعہ کو چھوڑکر اور بلندیون پر چڑھ گئے۔ مگر گھات مین بیٹھے۔ صبح کو لشکر شاہی نے ان خود سرون کو پامال کیا اور انکا نقش ہستی مٹایا۔ دوسرے روز قافلہ توران سند کی اس طرف خیر آباد مین آیا۔ فرمانروائے توران نے کبوتر اور عجیب کبوتر بازبادشاہ پاس بھیجے تھی اس سے وہ خوش ہوا۔ ایلچی کے پہنچنے سے پہلے اس سے وہ ملا۔

ان قومون اور انکے ملک کا حال جو الفنسٹن صاحب نے اپنی تاریخ مین اور ابوالفضل نے اکبرنامہ مین لکھا ہے نقل کرتے ہین۔ دونو کا مقابلہ کرکے بیانون کی مخالفت و مطابقت کو دیکھ کر مغربی و مشرقی بیانون کے فرق کو سمجھ لو۔

**الفنسٹن صاحب کا بیان** — جس اشتعال سے کشمیر کی لڑائی ہوئی اس سے ان قومون سے بھی لڑائی ہوئی۔ مگر اسمین اکبر کے ساتھ یہ قومین سینہ زوری کے ساتھ بڑے بڑے مقابلہ سے پیش آئین اور اسکو کامیابی ہوئی۔ یہ لڑائیان شمالی مشرقی افغانون سے ہوئین جو ان ملکون مین بستی تھے کہ پشاور کے میدان کے گرد پہاڑی ملکون مین بستے ہین۔ یہ میدان بڑا وسیع اور نہایت زرخیز ہے اس مین زمین ہندوستان کی سی زرخیز اور بارآور ہے اور اسپر بلاد مغرب کی معتدل آب و ہوا کے بہت سے اثر متزاد ہین۔ اسکے شمال مین سلسلہ کوہستان ہندوکش کا بڑا سلسلہ ہے۔ مغرب مین اسکے کوہ سلیمان کا بلند سلسلہ اور جنوب مین کوہستان خیبر جو کوہ سلیمان سے دریای سندھ تک پھیلا ہے افغانون کا جو خاص ملک ہے اسکا دسوان حصہ یہ ملک بھی ہے۔ زمانہ حال مین یہان کے باشندون کو بیردرانی کہتے ہین وہ اپنی چال ڈھال اور وضع و طرز مین ایسی خصوصیتین رکھتے ہین کہ اور افغانون مین تمیز معلوم ہوتی ہین اس ملک کے شمالی حصہ مین بہ نسبت اور شمال مشرقی قومون کے یوسف زئی زیادہ رہتے ہین اور اپنی باقی قوموں کا نمونہ ہیں

ان قوموں اور انکے ملک کا حال جو الفنسٹن صاحب نے لکھا ہے

قزاق قوموں کے درمیان نا اتفاقی ہو گئی اتنا ہی خیبر کی راہ میں امن امان ہیگا اس لئی اس نے
جلال الدین روشنائی کی بڑی خاطر داری کی۔ مگر یہ شوخ بیباک لڑکا بادشاہ کے دم میں نہ آیا۔
اور موقع پاکر بھاگ کر تیراہ میں جا پہنچا۔ جو سب سے زیادہ روشنائیوں کے لئے امن تھا اس نے
تیراہ میں بیٹھے بیٹھے بنگش۔ آفریدی اور کزئی قوموں سے اخلاص پیدا کیا۔ یہ قومیں خیبر کی
راہ میں مغلوں کی سخت دشمن تھیں یہ لڑکا ایسی خوف کی مشعل بنا کہ اسکے شعلے اکبر تک پہنچ گئے۔
جسکی مخالفت کے سبب سے اسکا نام جلالہ تاریک ہوا اور اسکے فرقہ کا نام تاریکیان رکھا گیا۔
اس جلالہ نے ایسے اپنے طرفدار پیدا کر لیے کہ پشتوؤں کا بادشاہ اسکا خطاب ہوا اور اس نے
ہندوستان پر جہاد کیا۔ سنہ ۹۸۲ھ میں اسنے مہمند اور غریہ خیل کی مدد کی۔ یہ قومیں دس ہزار
خانوار پیشور کے قریب رہتی تھیں اس وقت سعید حمیدی بخاری جاگیردار پشاور تھا اور نے موسیٰ کو یہاں
مقرر کیا تھا۔ اسکے ظلموں سے یہ قومیں جان سے عاجز ہو رہی تھیں۔ سعید احمد پر بکرام میں
انہوں نے حملہ کیا اور اسکو شکست دیکر اسکو اور اس کے چالیس آدمیوں کو مار ڈالا۔ محمد حکیم مرزا کی موت
کے سبب سے دریای کابل کے دونو طرف مغلوں کے مقابلے سخت ہونے لگے جنکا کوئی فیصلہ قطعی نہوا۔
سنہ ۹۹۳ھ میں شہنشاہ اکبر کی جو لڑائیاں ان اقوام افغان سے ہوئیں وہ پشاور کے
میدان اور کوہستانی زمین سواد۔ باجور۔ مہمند و تیراہ کے ملک میں ہوئیں اسکے چند میل جو دریائے
سندھ سے ملے ہوئے ہیں مستثنیٰ کئے جائیں تو اس ملک کی شکل گھوڑے کے نعل کے مشابہ پیدا ہوتی
ہے۔ میدان میں سپاہ کو بہت آرام اور میووں کے کھیت ملتے ہیں اسکے اضلاع زیرین جو
داؤدزئی اور دوآبہ مشہور ہیں نہایت سیر حاصل و شاداب سرسبز ہیں زراعت و چراگاہ
بکثرت ہیں طرح طرح کی پیداواریاں یہاں ہوتی ہیں قطع نظر اس ملک کے سیر حاصل ہونے
کے اسمیں ایک بڑی بات یہ ہے کہ وہ مغربی ایشیا اور ہندوستان کی شاہراہ ہے۔
جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ توران کا ایلچی اور نظر بے ایک قافلہ بزرگ کے ساتھ
ہندوستان کو آتی ہیں اور روشنائی افغانوں نے درہ خیبر کی راہ کو روک رکھا ہے وہ ان قافلوں کو
آگے نہیں بڑھنے دیتا تو اس نے شیخ فرید بخشی بیگی کو بھیجا کہ جا کر ان کو ساتھ لے آئے

اور مسافرون اور اپنے مہمانون کو تاراج کرتے تھے۔ زمین آپس مین برابر بٹی ہوئی تھی
اور اس لئے کہ بری بھلی زمینین ہر ایک کے حصہ مین باری باری سے آتی رہین بمقتضای عدل
تہی تقسیمین ہوتی تھین۔ ہندی رعیت کی مدارات اچھی طرح کیجاتی تھی مگر معاملات انتظامات
ملکی مین اسکو مداخلت نہ تھی یوسف زئی ان ہندیون سی رنگ روپ مین ایسی فوقیت نہین رکھتو
تھے جیسی کہ اوضاع و اطوار و چال و چلن مین۔ جنوب مین اور قومین جو میدانون کے اندر نیچے
پہاڑون مین رہتی تھین و مدت سی وہان آباد تھین اور ہندوستان کے [illegible] لون کے ساتھ
بہت آمد و رفت و میل جول رکھتی تھین مگر بعض انمین سی کوہستانی مسلمان ہین۔ بعض قومین اپنے
ملک تین زیادہ نشیب و فراز رکھتی تھین اور یوسف زئی قوم سی شایستگی اور تہذیب مین بھی کم درجہ
رکھتی تھین۔ شہنشاہ بابر نے شمال مشرقی قومون کے مطیع بنانے مین سخت کوشش کی جنمین سی بعض
قومونکے تابع بنانے مین کامیاب ہوا۔ مگر وہ یوسف زئی قوم کے مغلوب کرنے مین بالکل ناکام
رہا۔ نہ وہ صلح و آمیزش کی تدبیرون سی انکو اپنے بس مین لاسکا اور نہ اُنکے ملک کے اُس حصہ پہ
جس تک اسکی رسائی ہوئی سخت غارت گر حملہ آوری سے ضفیاب ہوا۔

اب ابوالفضل کی کہانی سنئے۔ وہ لکھتا ہے کہ الوس یوسف زئی پیشتر قندہار و
قرا باغ مین رہتی تھین۔ وہان سی کابل مین آنکر چیرہ دست ہوئی مرزا الغ بیگ کابلی نے دستانی لی
ستے اوسکو بارہا دھاڑا۔ پس ماندے لمغانات مین آسایش سی رہنے لگے پھر اشتغر مین آگئے۔
سو برس کا عرصہ گذرتا ہے کہ سواد (سوات) و بجور مین رہزنی و سرتابی سے بسر کرتے
ہین۔ اس سرزمین مین ایک گروہ رہتا تھا جسکا خطاب سلطانی تھا اور وہ اپنے تئین سلطان
سکندر کی دختر کی اولاد بتاتے تھے۔ یوسف زئی کچھ دنون انکے ملازم ہوئے تھے پھر حیلہ اندوزی
کرکے ناسپاسی کرنے لگے اور انکے عمدہ عمدہ مقامات اپنے قبضہ مین کر لیے۔ اب تک ان قدیمی
باشندون مین سے تنگناؤن مین تھوڑے ناکامی کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہین اور وطن کی
محبت کے سبب سے باہر نہین نکلتے ہین۔ یوسف زئی کا بنگاہ کوہستان سواد اور بجور مین ہے اور
اکثر وہ دشت مین اپنی زندگی بسر کرتے ہین اس دشت کے دو طرف دریا سندھ ہے اور باقی

ابوالفضل کا بیان —

انکے ملک مین پیشو۔ کا شمالی میدانی حصہ ہے اور ہندو کش کے برفستانی بلندیون تک
پھیلتا ہے اور اسکے اندر تین یا تیس یا چالیس یا پچاس میل لمبی اور اسکے موافق چوڑی وادیان جنمین سے
ہر ایک کی دو طرف اونچے پہاڑ ہیں جاتے ہین یہ وادی آب و ہوا اور حسن و لطافت
اور خوبیون مین کشمیر کے نظیر ہین اور وہ تنگ درون پر ختم ہوتی ہین جنکے گرد اونچے
اونچے کراڑے ہوتے ہین یا وہ جنگلون اور درختستانون مین غائب ہو جاتے ہین ایسا ملک
اپنے حملہ آورون کے لیے بہت سی الجھیرا اور عوائق اور موانع پیش کرتا ہے مگر وہانکے باشندون کے
واسطے کچھ مشکل نہین وہ بے تکلف ایک وادی سے دوسرے وادی مین آمد و رفت رکھتے ہین
اور جہان کہین راہ نہین ہوتی وہان وہ اپنے لیے راہ بنا لیتے ہین۔ اصلی باشندے
یہان کے ہندو معلوم ہوتے ہین جو غالباً یا رو یامی کے مہاجرین کی اولاد مین سے ہونگے بہ نسبتاً
زمانہ حال کا واقعہ ہے کہ بعض خاص افغانون کی قومون نے اس ملک کو فتح کیا ہو اور
شرارت آمیز معاش اسکو بنایا ہو۔ اور پھر ان افغانون کو بھی اب سو برس کا عرصہ گذرا
ہوگا کہ یوسف زئیون نے جو قندھار کے قریب رہتے تھے اپنے وطن سے جلاوطن ہو کر ان کو
نکالا ہو اور انکے ملک پر قبضہ کیا ہو۔ پہاڑی قومون مین آزادی کا ہونا بالطبع ہوتا ہے
اس لیے یہ قوم آزاد تھی اور سوا اسکے وہ ایسے دشوار گذار ملک پر قبضہ رکھتے تھے اور انکے
تابعین بہت سے تھے اسلیے اسکو اپنی دولت کا بھی غرور تھا اور آزادی کی مستی پر دولت کا
نشہ اور چڑھا ہوا تھا۔ سوا اسکے وہ خود عظمت اس سبب سے بھی رکھتی تھی کہ انکی حکومت مین
جمہوری انتظام تھا۔ ہر خیل جدا جدا اپنا سر خیل موروثی رکھتا تھا۔ امن کے زمانہ مین اسکو
کوئی اور اختیار سوا اسکے نہ تھا کہ وہ اپنے خیل کے آدمیون سے مشورہ لے اور ان کی
خواہشین اور آرزوئین دریافت کرے اور انپر اور سر خیلون کو اطلاع دے ہر گاؤن کے
باشندے اپنے اندرونی قضیون کو خود چکاتے تھے۔ مقدمات کا فیصلہ پنچایت مین
ہو جاتا تھا۔ گانوون مین جو پالین ہوتی تھین انمین کسی نہ کسی مطلب کے لیے ہمیشہ مجلسین ہوا
کرتی تھین یہ پالیون ہی مین آپس مین بیٹھ کر گانون والے جی بہلایا کرتے تھے اور

لشکر یہہ کام چھوڑ دیا جائیگا تو اس ناحیہ کے قومون کی افزونی اور کوہستان اور تنگناؤن کی دشوار گذاری سے کام دیر مین انجام پائیگا اس لئے پادشاہ نے ایک تازہ لشکر بیربر کی سرکردگی مین روانہ کیا۔ ابوالفضل بھی نبرد کا شوق رکہتا تھا اسنے پادشاہ سے عرض کیا کہ اگرچہ حضور کی خدمت مین رہنا خوش نصیبی کی اکسیر ہے لیکن مین چاہتا ہون پرستاری غائبانہ جسسے یگانگی و یکتائی کا امتحان ہو بجالاؤن اور میری ایک نئی لیاقت حضور پر ظاہر ہو۔ اگر نبردگاہ مین مجہہ سے کوئی عمدہ کام ہوگا تو میری ناموری ہوگی اور شائستہ بندگی بجالاؤنگا جس سے ناتوان بین ہرزہ دراون کا منہ بند ہوجائیگا پھر وہ میرے نسبت کچہہ نہین کہہ سکینگے۔ پادشاہ نے فرمایا کہ تیرے اور بیربر کے نام قرعہ ڈالا جاے کہ بغیر کسی خواہش کے سرنوشت ایزدی ظاہر ہو۔ قرعہ بیربر کے نام کا نکلا۔ پادشاہ نے ۱۲ بہمن کو بیربر سردار رزم و بزم کو روانہ کیا۔ اس نے تہوڑے عرصہ مین دشت مین جنجنے سرکشی کی اسکی خوب مالش کی جسنے نیایشگری کی اسکے مال و ناموس کی پاسبانی کرکے دوسری جگہہ آباد کیا۔ بنیر کی فتح کے ارادہ سے وہ گریوہ کی طرف چلا جب تہوڑی تنگناؤن کو طے کرکے منزل دوک مین آیا تو افغانون نے لڑنا شروع کیا۔ بڑی لڑائی ہوئی بہت مخالف اسیر و قتل ہوئے۔ ناوقت ہوگیا تھا اور آگے کا حال معلوم نہ تھا۔ اسلئے لشکر خیمہ گاہ کو واپس آیا اور معلوم ہوا کہ اس طرح جانے سے مقصد حاصل نہین ہوگا تو دشت مین لشکر واپس آیا تاکہ دوسری راہ سے جاے۔

کوکلتاش کی پادشاہ پاس عرضداشت آئی کہ خدا کی عنایت سے سخت گریوہ کن گذر ہوگیا ہے بجور اور سواد کا بڑا حصہ قبضہ مین آگیا ہے مگر لشکر لگا دو کی کثرت سے تہک گیا ہے اور گریوہ کراکر مین جو سواد و بنیر کے درمیان ہے افغان جمع ہوئے ہین اگر اور لشکر جوانمردون کا بہیجا جائے تو شائستہ طور پر سارا ملک قبضہ مین آجائیگا اور سرکشون کو سزا ملجائیگی۔ پادشاہ نے ۱۹ بہمن کو بسرکردگی حکیم ابوالفتح کے شمشیر بازون کو بہیجا۔ تہوڑے عرصہ مین دونو لشکر مل گئے زین خان نے اول بجور کی فتح کا ارادہ کیا وہان تیس ہزار خانہ وار الوس یوسف زئی

اورد و جانبون مین دریاے کابل و کوہستان شمالی ہی۔ وہ تیس کوس لمبا اور پندرہ بیس کوس چوڑا
ہے دلکشا سبزہ زار اور نگاہ فریب میدانین ہین جنکے دیکھنے سے خوشی ہوتی ہے۔
جب پادشاہ نے کابل مین یورش کی تھی تو یوسف زیئون مین سی جو کلان تر تھا وہ بگری
کرکے جبہ فرسا ہوا تھا اور پہلے اپنی بدکرداری سے سرمسار ہوکر پیمان پایہ داری استوار کیا تھا۔ انہین سے
کالو پر پادشاہ نے عنایت کرکے سب سے زیادہ سرافراز کیا۔ مگر تھوڑے دنون بعد یہ قومین
پھر اپنے آئین سابق پر مائل ہوئین۔ راہ زنی اور خلق آزاری پر کمر باندھی اور دارالخلافہ سے
کالو بھاگ گیا۔ خواجہ شمس الدین نے نواحی اٹک سی دستگیر کرکے پادشاہ پاس بھیجا۔ پادشاہ نے
بجاے پاداش کے اسپر نوازش فرمائی۔ پھر وہ بھاگ گیا اور اپنی پہلی تنگاہ مین پناہ لی۔ اور
زمیندارون کی سرکشی کا بھی سبب ہوا۔ پادشاہ نے بہت سی افسرون اور سپاہ کا زین خان
کوکلتاش کو سپہ آرا بناکر اور غریب خانجہانی کو بخشی بناکر روانہ کیا کہ بجگر اگروہ کو رہنمونی کرین
اور تیرہ دل جوانمرد نہ قبول کرین انکو سزا دین۔ ۲۵ دی سنہ ۹۹۴ کو قرا بیگ ضیاء الملک اور سپاہ
کو بسپردگی شیخ فرید بخشی کے روانہ کیا وہ ایک عمدہ تاخت کرکے الٹا چلا آیا اور پادشاہ سی عرض کیا کہ
دشت کا کام بہت سخت ہی مناسب ہی کہ ایک فوج اور نامزد ہو تا کہ شائستہ طور پر قوم یوسف زئی
کی بیخ کنی کی جائے اسلئے لہ برہمن کو سعید خان اور ملک الشعرا فیضی اور دستر خواجہ و شیخ ابوالبرکات
اور اور افسرون کو اور ابوالفضل کے تین سو سوارون کو جانے کی اجازت دی۔ اور میر شریف
آملی کو زابلستان مین منصب امینی و صدارت عنایت کیا اور قاسم بیگ تبریزی کو میر عدل لشکر
مقرر کیا۔ زبانی بہا وسکو ہدایتین کین کہ ہمیشہ نیایش ایزدی اور رضامندی الٰہی کی تلاش
مین رہو اور شناسائی کو نیازمندی کے ساتھ ملائے۔ آزمندی اور شتر دلی کہ ہوشمندون
کی لغزش گاہ ہی برکران رہی اسلئے کہ بہت سی نیک ذات دنیا کی رنگینی اور ستمگارون کے شکوہ
دیکھکر حق گذاری سی باز رہتی ہین گواہ و سوگند پر داوری کا حصر نہ کرے بلکہ دور نگاہی سے بشرہ
کو دیکھو اور طرح طرح کی پرسشین کرے۔ اگر کوئی بڑی لڑائی خود نہ کرسکے تو ہم کو مطلع کرے۔
تن آسانی کو ناروا جا مگر کبھی کبھی اس مین مشغول ہو۔ پادشاہ کو اطلاع ہوئی کہ گراسی

گرد جمع ہون۔ راز گوئی اور بزم یکجہتی وہان آرائش پائے۔ کوکلتاش پر غصہ ہوا۔ راجہ
اور حکیم مین ترشی سے دشنام پر نوبت پہنچی کوکلتاش نے تحمل کے ساتھ شورش بیگانگی کو بٹھایا
اور گذارش کی کہ ہم کوہستان کا ختم کرنا قریب ہے اور کراکر اور بنیر کے سرتاب بھی لابہ گری
کر رہے ہین لیکن مدت سے انکی گفتار کردار مین نہین آئی۔ یہ کمک اس لئے طلب کی تھی کہ ایک
گروہ کو اس قلعہ مین چھوڑکر ہم حیلہ گداز فتنہ اندوزون کی مالش کو جاؤن اب چاہیئے کہ لشکر
تازہ روز اس خدمت کو اپنے ذمے لے اور مین پہلے سپاہ کے ساتھ وسط ولایت کی پاسبانی
کرون یا یہ گروہ چکدرہ مین ہنگامہ پسند کرین۔ مین کوہ نشینون کی سزا کے لئے جاؤن۔ راجہ و حکیم دونو
نے اس صلاح کو نہ مانا اور یہ جواب دیا کہ بادشاہ کا فرمان ملک پر تاخت کرنے کا ہے
ملک کی نگاہداشت کا نہین ہے۔ ہم سب یکجا ہوکر مخالفون کو مالش دیکر اسی راہ سے کہ بادشاہ
کا حکم ہے بادشاہ پاس جاتے ہین۔ کوکلتاش نے جواب دیا کہ جو ولایت اس قدر آویزش
سے ہاتھ آئی ہو اسکو بغیر سرانجام دیئے کیونکر چھوڑ سکتے ہین اور اس راہ پر نشیب فراز مین لوٹتے
پھرنا پسندیدہ نہین ہے جو مین نے دو روشین بتائی ہین اس پر چلنا پسند نہین تو بھی بہتر ہے کہ
جس راہ سے تم آئے ہو اسی راہ چلے جاؤ کہ وہ طرف سپہ نشین ہے اس مین غنیم کو دستبرد کی قوت نہین ہے
مگر انہون نے کچھہ نہ سنا اور اپنی پہلی تدبیر پر جمے رہے۔ کوکلتاش نے یہ ناہنجار مدارات انکی
دیکھی تو اسنے آئین سرداری کو ایک طرف رکھا کہ مبادا یہ شیوا زبان مقربین ناشائستہ باتین
بنا کر بادشاہ کو مجھہ سے نہ خفا کرین۔ کوکلتاش کو تو یہ اندیشہ ہوا اور راجہ اور حکیم کو یہہ
فکر درپیش تھا کہ اگر ہم تنہا ہو جائینگے تو معلوم نہین کام بنے یا نہ بنے اور شرمساری اٹھانی
پڑے۔ فوج کی آرائش ناہنجار طور پر ہوئی اور آرائش فوج مین گفتگو ہوئی۔ راجہ و حکیم نے
اپنے اسی اندیشہ سے برانغار و جرانغار کی سرکردگی سے انکار کیا۔ برانغار کا سربراہ
حسن خان میتنی مقرر ہوا۔ اور جرانغار کا قاضی علی۔ ہراول کی پیش قدمی حسن بیگ کو سپرد
ہو۔ بعد بہت سی گفتگو کے حکیم نے التمش مین رہنا قبول کیا اور ۲ اسفندارمذ کو چکدرہ
سے کراکہ کی طرف سپاہ چلی اور پانچ کوس چلکر موضع کاندک مین اتری دوسرے روز

بستہ تھے اور انکے پاس دشوار گشا گریوہ تھے۔ پادشاہی سپاہ چابک دستی کرکے واٹش کول کی راہ سے آئی۔ تکبراوین کو رستہ پر آنے کی فرصت نہ دی جالش بہادر نے گیران شہر پر تاخت کی۔ اور بہت سی سرکشون کی مالش کی جب وہ نہایت تنگ ہوئی تو غازی خان و مرزا علی و طاؤس خان و نظیر اور سرداروں نے پناہ مانگی اور وہ ملنے آئے۔ دفعتۃً شورش دور ہوئی۔ یہان سے ولایت سواد کا قصد ہوا۔ یہان کے کوہستان مین چالیس ہزار تمانہ وار یوسف زئی رہتی تھے۔ جب لشکر دریا کے کنارہ پر پہنچا اس زمین کے بہادرون نے جنگ مین قدم جمایا۔ ہراول نے دریا سے گذرنے مین باگ کھینچی التمش کے دلاورون نے تیزدستی کی۔ اس کی دیکھا دیکھی اور بھی اس راہ پر آئے۔ بڑی لڑائی ہوئی غنیم ناکام بھاگ گیا۔ کوکلتاش نے چکدرہ مین کہ وسط ولایت مین ہی قلعہ کی بنیاد رکھی اور سرکشون کی مالش کا تہیہ کیا۔ تیئیس ۲۳ دفعہ فتح پائی سات لشکرون کو شکستہ کیا۔ ولایت بنیر کا سارا ملک سوا ہے گریوہ جات کے قبضہ مین آگیا لیکن کارزار کی فزونی اور کوہ نوردی سے لشکر تھک گیا۔ کوکلتاش نے کمک مانگی پادشاہ نے راجہ بیربر اور حکیم ابوالفتح کو نامزد کیا۔ جب یہ سب آپس مین ملے تو دورنگی کا غبار اٹھا پہلے ہی سے کوکلتاش اور راجہ مین تنگ چشمی کی باتین ہوئین اسی طرح راجہ اور حکیم مین آپس مین صفائی نہ تھی۔ یہ امرا باوجود فہم عالی اور اعتبار سترگ آپس مین حسد کرنے لگے وہ پادشاہی عاطفت مین انباز نہین چاہتے تھے اسوقت سے کہ دشت کی فوجون کو کوکلتاش کی کمک کا حکم ہوا تھا تو راجہ جبین بجبین ہو کر کہتا تھا کہ میرا نصیبہ برگشتہ ہو گیا ہی کہ حکیم کی ہمراہی مین اور کوکہ کی یاوری مین دشت کوہ ناپنے پڑے دیکھیے انجام کار کیا ہوتا ہے۔ رہ نوردی مین ہر روز آپس مین ناسزا باتین ہوتی تھین جب گریوہ بلکندہ مین پہنچے تو کوکلتاش استقبال کو آیا۔ اس نے خود بیٹھ کر گریوہ سے لشکر و پرتال کو اتروایا۔ حکیم ابوالفتح قلعہ چکدرہ مین گیا۔ راجہ اس جدائی سے آشفتہ ہوا اور تباہ اندیشے کرنے لگا۔ صبح کو اس قلعہ مین سب جمع ہوئے۔ کوکلتاش نے جشن آراستہ کیا راجہ نے اپنی ہی خشمگینی کو ظاہر کیا کہ اس جشن مین شریک نہین ہوا۔ اور اس نے یہ گذارش کی کہ مناسب یہ ہے کہ سب کارآگاہ فوج شاہی (سلاح شاہی) کے

ہرغال (اوّل) کے رکھین۔ اگر یہ بات آپ کو دلنشین نہ ہون تو توقف کرین کیقباد
کو اطلاع ہوا اور ایک فوج اس طرف آخر گریوہ کے سرے کو نگاہ رکھے مگر راجا ورحکیم
اپنے منصوبے پر جمے رہے اور اپنے نقصان مین فائدہ سمجھتے رہے ششم اسفندارمذ کو گریوہ بلندی
کی طرف روانہ ہوئے۔ کوکہ نے کارآگہی سے چنداول کا اہتمام اپنے ذمے لیا۔ پہلے روز
سے بھی زیادہ سخت لڑائی ہوئی لشکر کچھ تھوڑی دور چلا تھا کہ دن ناوقت ہوگیا۔ اس تنگ
درہ کے سرے کو بزرگ گریوہ کی ابتدا جانا وہ اتر پڑا کوکہ کے آنے سے معلوم ہوا کہ ابھی
ایک اور تنگی سے گذرنا باقی ہے جب اس کوہ کے سر پر پہنچا ہوگا۔ سرکوب اسکے نزدیک تھے
اسلئے اسنے آگے جانے مین کوشش کی اور یہ قرار پایا کہ گریوہ کے سر پر ہراول بھیجکر بلندیون
پر قبضہ کرے اور لشکر نیچے اترے اور صبح ہوتے ہی اس دشوار پہاڑ پر گذر کرین۔ چونکہ
پیچھے سے افغان چلے آتے تھے کوکلتاش پیچھے مڑا اور ون نے اس کوچ ناہنگام اور
ہراول کے آگے دوڑانے کو گریوہ کا طے کرنا سمجھ کر جلدی کی اور چلنے کا آئین بگڑ گیا۔ ہرچند
سمجھانے اور پھرنے کے لئے تگا دو ہوئی مگر سودمند نہ ہوئی۔ افغانون نے ہر طرف سے
تیر و پتھر ایسے پھینکے کہ وہ غالب ہوگئے۔ ناشائستہ ساقی اور سراسیمگی کے سبب سے پہاڑی کی
بلندی پر سے پستی کی طرف لشکر اترا۔ اس رواروی مین گھوڑے اور آدمی اور ہاتھی
سب گڈمڈ ہوگئے اور بہت انہین سے مارے گئے اور بڑے بڑے سردار مارے گئے۔ کچھ
کو پہچان کر چلے آخر دن کو اس گریوہ دشوار سے گذر کر نیچے آئے۔ کوکلتاش کا ارادہ
ہوا کہ اس لڑائی مین اپنی جان دیدے مگر جانش بہادر اسکے آگے آیا اور کام فرما کام
الٹا گیا۔ کچھ چل کر وہ بیراہ ہوا گو پیدل چلا۔ بصد دشواری منزل پر پہنچا۔ لوگون
نے یہ خبر اڑائی کہ افغان پیچھے سے چلے آتے ہین اسلئے نہایت بیتابی کے ساتھ کوچ
بے ہنگام ہوا آدمی تاریکی کے سبب سے راہون سے بھٹک کر دروں مین چلے گئے۔
افغان مال کے حصے کرکے بانٹنے مین مصروف تھے۔ دوسرے روز بہت سے آدمی جو
رستہ بھول گئے تھے جان سے گئے کچھ انہین قید ہوئے۔ پانسو آدمی مارے گئے

راہ پر تنگ تھی پر انغار کو چند اول مین چھوڑا اور درہ سے آدھ کوس کچ منزل کی اور یہ
تدبیر ٹھیری کہ آج ہر اول کچھ تاخت کرکے پھر آئے۔ صبح کو جب اس کتل پر مخالف آئے تو لڑائی
شروع ہوئی۔ تھوڑی عرصہ مین تنگناؤن کو طے کرکے بہت غنیمت جمع کی اور ہزارون
آدمی بندی مین آئے۔ التمش مین زیادہ تر کابلی تھے وہ لوٹ کی داستان سنکر دوڑے
پھر اسکے پیچھے اور فوجین آئین۔ کوکلتاش کہ مقیم تھا ناچار وہ بھی روانہ ہوا۔ اس طرح
رواروی بے روش ہوئی۔ افغانون نے پیچھے خوب لوٹ مچائی حسن خان بٹنی
زخمی ہو کر کنارہ کش ہوا۔ چلنے والون پر کام بہت تنگ ہو گیا۔ کوکلتاش کارزار مین آیا
اُس دن اور تمام شب اور پھر دوسرے روز زیادہ دیر تک ہنگامۂ دو خورد گرم رہا۔
مخالفون کے چار سر گروہون کو کوکہ نے خود اپنی بندوق سے مارا۔ افغان کچھ پریشان
ہوئے۔ آخر دن کو کچھ فتح کی صورت معلوم ہوئی مگر بار شتر اور گاؤ سب لٹ گئے اور جو اسباب
ہاتھی اور خچر پر تھا وہ سلامت منزل پر پہنچا۔ دوسرے روز کچھ کوس چل کر خانپور مین آئے
کوکہ نے چند آدمی کی افسری خود کی۔ تمام راہ جنگ کرتا ہوا منزل پر پہنچا۔ راجہ کے ڈیرہ
پر پہنچکر مجلس شورہ منعقد کی اور اپنی پہلی گفتگو کو فصاحت سے ادا کیا اور شتاب زدگی کی
نفرین اور اپنی بہ دید کو خوب بیان کیا۔ پوچھا کہ اب صلاح کیا ہے؟ اور آئندہ کیا
کرنا چاہیے۔ راہ تھوڑی باقی تھی اسلئے نشیب فراز اسکا نظر نہین آتا تھا۔ سب نے یہ صلاح
دی کہ مناسب یہ ہے کہ گریوہ سے گذر کر چند روز قیام کرین اور مخالف کا از سر نو علاج
کرین۔ کوکلتاش نے گذارش کی کہ آگے تنگنائے ایسی دشوار گذار ہیں کہ اس راہ پر چلنا اپنے
تئین بے آبرو کرنا ہے مناسب یہی ہے کہ اسی منزل مین کہ کچھ فراخ ہے اور کوئی گریوہ
نہین ہے اور پانی گھاس اور آذوق بہت ہے۔ ایک دیوار بند بنا کے قیام کرین اور
مخالفون کو کہ سارے پہاڑ کو گھیرے ہوئے ہین سزا دین یا اس سبب سے کہ انکا
زن و فرزند اور بہت سا مال ہمارے ہاتھ مین ہے۔ استمالت نامے بھیجکر مخالفون سے
فرمان پذیری کا پیمان لے لین اور انکے میدان کو چھوڑ دین اور انہین سے چند کو بہ طور

ایسی ہی کہ کمتر کہین ایسی ہوتی ہے اس مجمل بیان کی آگے تفصیل آتی ہی۔ شاہزادہ مراد اور
راجہ تو ڈرمل کو یہ خدمت سپرد ہوئی تھی مگر راجہ نے عرضداشت پادشاہ پاس بھیجی کہ سزاوار یہ
ہے کہ ولایتون کی فتح کرنے کے لئے اور بڑے بڑے فرمان دہون سے لڑنے کے واسطے۔
شاہزادون کو بھیجنا چاہیئے یہ خدمت ایسی ہے کہ جسکو حضور کے بندگان مین سے ایک انجام
دیسکتا ہے اس عرضداشت کو سنکر پادشاہ نے شاہزادہ مراد کو واپس بلالیا۔ کنور مان سنگہ
کہ جمرود کے قریب وشنائیون کی گوشمالی کر رہا تھا اس خدمت پر معین کیا کہ راجہ کی بہ دید کو
اپنا دستیار کرے۔ مان سنگہ بنیر کے قریب آیا۔ دریا کے کنارہ پر مقیم ہوا اور قلعہ کی بنیاد ڈالی
اور اسکے آباد کرنے کے لئے ٹھیرا۔ بنیر کے بیچ کے کھنڈرات کہہ رہے ہین کہ وہ کسی قدیم زمانہ مین
بڑا شہر تھا۔ سواد سے ملا ہوا کوہ لنگر تھا۔ وہان راجہ تو ڈرمل نے اپنا بنگاہ بنایا اس طرح
افغانون کی گذرگاہون کو بند کرکے انکو تنگ کیا دونو طرف سے کارشناس کوہستان کے اندر
جاتے اور افغانون کو لوٹتے مارتے قید کرتے۔ ناچار انہون نے زاری کی جس سے شورش
فرو ہوئی اور زمانہ کو تازہ روئی ہوئی۔ راجہ تو ڈرمل کوہستان سے واپس چلا آیا۔ اور
افغانون کی مالش کے واسطے صرف راجہ مان سنگہ وہان رہا۔ پادشاہ نے کنور مان سنگہ
کو یوسف زئی کی سزا دینے کے لئے بھیجا اور راجہ بھگونت داس کو کہ پنجاب کا سپہ آرا تھا
ریگستان کا پاسبان مقرر کیا۔ مگر راجہ نے نامناسب خواہشین کین پادشاہ نے اُسکے
سمجھا اور اسکا بھیجنا موقوف رکھا اور کارسازون کو حکم ہوا کہ شاہزادہ سلطان کے اقبال کے
لئے تیاری زابلستان لیجانے کی کرین مگر راجہ نے معذرت کی۔ پادشاہ نے پھر اُسکو زابلستان
جانے کی اجازت دیدی یہ وہ دریای سندھ سے گذرا تھا اور خیرآباد مین پہنچا تھا۔ ورساہ کے
انتظار مین بیٹھا تھا کہ دفعتہً اسکی عقل تیرہ ہوئی اور سخت بیمار ہوا۔ اُسکو شہر اٹک سامان
مین لائے۔ سامان ایک طبیب وسکی نبض دیکھتا تھا کہ راجہ نے اسکا جمدھر لیکر اپنے مارا۔ پادشاہ
نے حکیم حسن کو علاج کے لئے بھیجا مدتون مین وہ اچھا ہوا اسکی جگہ اسمٰعیل قلی کو مقرر کیا۔ مگر
اسکے معاملہ نشناسی سے حرکات ناشائستہ کین جس سے وہ نظر سے گرا مگر پھر اسکے خوشامد

ہونگے۔ پادشاہ کے روشناس بہت تلف ہوئے۔ انمین راجہ بیربر۔ حسن خان پٹنی۔ گدا بیگ راجہ دھرم کند۔ شنکر و محمد ملا اسیری۔ حبیب شیخ ملا عیدی و جان محمد بخشی۔ شیخ جنید۔ شیخ مہند فرملی۔ بہادر امان اللہ سعید شیخ اس گزند کا گہائی اور اخلاص مندون کے مرنے سے خصوصاً ایسے ہمزبان معنی آفرین راجہ بیربر کے مرنے سے طرح طرح کے رنج پادشاہ کو ہوا کئی رات دن کہانا نہین کہایا۔

جب پادشاہ نے اپنے اخلاص نہادون کے مرنے کا اور شکست پانے کا حال سُنا تو خود پادشاہ کا ارادہ اس کوہستان مین جانے کا ہوا لیکن اخلاص گزینون کے کہنے سے اس یورش سے باز رہا۔ شاہزادہ مراد کو اس خدمت پر بھیجا اور راجہ تو ڈرمل کو اسکے ساتھ کیا۔ مرزا الغ بیگ کابلی کے زمانہ سے الوس یوسف زئی کہ ایک لاکھ سے زیادہ تھے کوہستان دشوار گذار کی آڑ مین ہمیشہ راہزنی کرتے اور مسافرون کو طرح طرح کی گزند پہنچاتے۔ کابل کے مرزبانون مین یہ قدرت نہ تھی کہ انکی مالش کرتے۔ ہندوستان کے فرمان روایون کو اپنے کامون کی کثرت نے اور تنک حوصلون کی ہمزبانی نے اس طرف متوجہ نہ ہونے دیا۔ ان دنون پادشاہ کا ارادہ ہوا کہ یہ قوم مردم آزاری اور تباہ کاری سے باز آئے اور فرمان پذیری اور خدمت گذاری اختیار کرے۔ بدخوئی جو طینت مین مدتون سے جگہ پکڑ جاتی ہے۔ اور باپ دادا سے چلی آتی ہے۔ اسکا دور ہونا بہت دشوار ہوتا ہے۔ پادشاہ اپنی مہربان دلی سے جانون کو ضائع نہین کرتا اور بڑے بڑے مجرمون کو بہی پردہ نیستی مین نہین بٹھاتا۔ جب افواج تاخت کے لئے نامزد ہوتی تو کوشش کی جاتی کہ آدمیون کے مارنے مین تیزدستی نہ کی جاے۔ ہر دفعہ اس قوم مین سے جو لوگ پکڑے آتے پادشاہ انکو خلعت و زر دیکر چھوڑ دیتا۔ لیکن جب پادشاہ کے ان اخلاص مندون کا انہون نے خون کیا تو پادشاہ نے اونکے مٹانے مین کوشش کی۔ ان کوہستانون کا ان سے خالی کرانا محال تھا۔ مگر تھوڑے عرصہ مین ان مین سے ایک گروہ کا نقد زندگی تاراج ہوا بہت سے انمین اسیر ہوکر ایران اور توران مین بیچے گئے اور ملک سواد و بجور و تیراہ ان بدکارون سے پاک ہوا۔ یہان کی آب و ہوا کی خوبی اور میوون کی ارزانی

ادھر یوسف زئی کی تاخت و تاراج مین اور انکی باندھنے اور مارنے مین لگا دو کی اُدھر آسمان نے انکے ساتھ کینہ توزی کی۔ اناج کو گران کیا۔ ہوا کو ناسازگار بنایا۔ عجیب بیماریون کو پھیلایا۔ توانائی اور حیلہ سازی نابود ہوئی یوسفزئی کے سردار سلطان قریشی۔ بوستان کا بیٹا سلطان بایزید۔ کریمداد ابراہیم خان۔ خان جہان مصری۔ ظفر خان بیٹا اسمعیل تلنجان نے آکر زاری اور عاجزی کی۔ یہ قرار پایا کہ جب وہ کوہستان سے مع اغروق کے نکل آئین تو گناہونکی معافی کی درخواست بادشاہ سے کی جائیگی۔ بادشاہ کے سندھ سے واپس آنے نے فرمانروا توران کی سراسیمگی کو دور کردیا تھا۔ لیکن بادشاہ نے سُنا کہ ایلچی کے بہت دنون تک یہان رہنے سے وہان تردد ہی تو اسلئے ۱۲ شہریور کو ایلچی کو واپس بھیجدیا اور کچھ نفائس تحفۃً بھیجے حکیم ہمام کو پیغام گذاری کے لئے مقرر کیا کہ وہ نامہ کو فرمانروائے توران کو پہنچاوے اور سب چھوٹے بڑے حالات آگے اُسے بڑھکر مطلع کردے۔ میر حیدر جہان مفتی کو بھی سکندر خان کی سانحہ ناگزیر کی پرسش کے واسطے بھیجا۔ اگرچہ اسکو مرے ہوے تین سال گذر چکے تھے۔ مگر چونکہ بادشاہ کو توران کے لینے کا خیال تھا اسلئے یہ تقریب نہین کی گئی۔ مگر اب عبداللہ خان نے لابہ گری کی راہ اور یکتا دلی کا آئین اختیار کیا تو میر کو تعزیت کے لئے بھیجا۔

دس ہزار خانہ دار مہمند و غوریہ خیل پشاور مین رہتے تھے اور بادشاہ کی نیکو خدمتی کو اپنی رستگاری کا سرمایہ سمجھتے تھے۔ پشاور کا اقطاع دار سید حامد بخاری تھا۔ وہ کابل کی سپاہ کے ساتھ یہان آیا اور اوسکی سپاہ ہندوستان کو اپنی جاگیرون پر گئی وہ تھوڑے آدمیون کے ساتھ حصار بکرام مین غافل پڑا تھا۔ موسیٰ کو اپنا کام دے رکھا تھا اُسنے اپنی آزمندی سے ان گروہون کو تنگ کیا اور ان کے مال و ناموس پر ہاتھ کھولا اسلئے الوس مذکور نے جلالہ کو اپنا سردار بنایا۔ بکرام کے نزدیک فساد مچایا۔ سید حامد نے ایک آدمی کو بھیجکر اسکا حال دریافت کرایا۔ اسنے اپنی بیدانشی یا بداندیشی سے انکا حال پراگندہ بتایا۔ اور کہدیا کہ تھوڑے سے آدمی ہین غرض سید ڈیڑھ سو آدمیون کو ساتھ لے کر لڑا اُسکا گھوڑا ندی مین گرا جسکے سبب سے وہ ڈوب کر ہلاک ہوا۔ اور اسکے چالیس ہمراہی مارے گئے

کرکے قصور معاف کردیا - بادشاہ نے اسکو یوسف زئی کی مالش کے لئے مقرر کیا - مادھوسنگھ
وسعید گکھر اور ابوالقاسم نمکین اور راجہ بھگونت سنگ کے آدمیون کو اُسکی یاوری کے لیئے
مقرر کیا اور کنور مان سنگھ کو اور سپاہ کے ساتھ کابل بھیجا -

جب بادشاہ دریاے سندھ کے کنارہ مقیم تھا اور زابلستان جانے کا ارادہ تھا
اور کتل خیبر کو جسمین گھوڑے اور اونٹ کا گذر مشکل تھا ایسا صاف کیا کہ گاڑی چھکڑا اسپر
چلنے لگا اور دریاے سندھ پر پل باندھا تو توران مین ایک عجیب تھلکہ پڑا - بادشاہ کے
ایلغار کا خوف ایسا پیدا ہوا کہ بلخ کے دروازے اکثر بند رہتے تھے - فرمانرواے توران
عبداللہ خان نے کارآگہی اور اندازہ شناسی سے نیایش گری اور نیازمندی اختیار کی
میر قریش کو بھیجا کہ یہ بزرگ سیدون مین سے تھا اور نہایت عمدہ گھوڑے اور تنومند شتر
اور سبک رو استر اور شکاری جانور اور عمدہ پوستین اور اپنے ملک کے اور نفائس بھیجے - مگر
اس وقت راجہ بیربل کے سوگ مین بادشاہ رنجیدہ ہوا تھا اس سبب سے ایلچی کی باریابی مین تاخیر
ہوئی جس سے ایلچی کو پراگندگی ہوئی تو بادشاہ نے ایک جشن کرکے اسکو باریاب کیا -

بادشاہ اٹک بنارس مین عشرت پیرا تھا کچھ شکار کھیلتا کچھ آہنگر خانہ مین بندوق
سازی کا تماشا دیکھتا - دولت خانہ مین تفنگ اندازی کرتا - رات دن مہمات ملکی و مالی
مین مصروف رہتا مگر اس سوچ بچار مین رہتا کہ ساحل سندھ پر جنگ ٹھیرے کہ یوسف زئی کی
مالش قرار واقعی ہو اور پھر زابلستان کی سیر ہو مگر تورانیون کی سراسیمگی اور توران کے ایلچی کی
زاری اور آذوق کی گرانی سے واپس جانا قرار پایا اور ہندوستان کو وہ چلا -
پنجاب مین آخر لاہور مین پھیرنے کا ارادہ بادشاہ نے اس لیئے کیا کہ زابلستان مین
امن امان ہو جاے - سواد وبجوڑ سرکشون سے پاک ہو - تیراہ اور بنگش سے روشنائیون
کا تیس ناس ہو - آباد ملک ٹھٹھہ قبضہ مین آئے - اگر مرزبان توران دوستی مین ثابت
قدم نہ رہے تو لشکر وہان بھیجا جاے اور اس کے بعد وہ خود جاے ۱۲۵۷ ۱/۲
کروہ اٹک بنارس سے ۲۶ کو چون مین آیا -

طے کرکے ماہتارک کی حدود مین کچہ آرام کیا۔ دوسرے روز سپاہ نے بسر کردگی
محمد قلی بیگ کے الوس آفریدی پر تاخت کی اور انکا بہت مال چھینا بعض کی رائے یہ ہوئی کہ
اسباب کو منزل گاہ پہ پہنچا کر پھر لڑنے آئین مگر اسکو اورون نے نہ مانا اور آگے بڑھے اور
درہ چورہ سے کوہ نوردی کی۔ اور عوریہ خیل کے بنگاہ پر گذر ہوا۔ انہون نے لابہ گری
کرکے رستگاری پائی۔ جب تنگناؤن مین لشکر آیا تو جلالہ پیچھے سے نمودار ہوا۔ ہر طرف سے
افغانون کا جوش و خروش اٹھا تختہ بیگ چنداول لیکر اس سے لڑا مگر عاجز ہوا تو اپنے
لشکر سے ملا اور کنور مان سنگہ نے پھر ایک ور تازہ نیرو سپاہ کارزار مین بھیجی۔ لڑائی
خوب ہوئی۔ مخالف کی شوخی کم ہوئی مان سنگہ نے اپنے بیٹے جگت سنگہ کو چنداولی کا
اہتمام دیکر خود علی مسجد کی راہ لی۔ تھوڑے عرصہ مین پھر افغان ہر طرف سے آکر جمع ہو گئے
اور کام زیادہ دشوار ہو گیا۔ میدان نہ تھا کہ لڑائی مین جوانمردی دکھائی جاتی نہ کوئی
پناہ ایسی تھی کہ سنگ افگنی اور تیراندازی کی جاتی۔ طرفین کے سپاہی دست و گریبان ہوتے
تھے اور عجیب لڑائیان ہوتی تھین ناگاہ ایک کشادہ میدان ظاہر ہوا۔ مان سنگہ نے
اپنے ہمراہیون کے خلاف رائے وہان قیام کیا اور تختہ بیگ اور کچہ کابلی میدان کارزار
مین لڑنے آئے اور اُس سے محمد قلی و کورم کو کہ اور تیز دست ہراول کے آنکر ملے اور پیکار نامہ
پہلوانی ظاہر ہوا۔ سخت دشواری مین بادشاہی لشکر کو فتح ہوئی۔ اب بعض کی رائے یہ ہوئی
کہ یہین نصرت گاہ مین ڈیرے لگین۔ بہت کی رائے یہ ہوئی کہ علی مسجد کو جو دو گروہ ہی چلئے
یہان پانی کی کمی تھی اس لئے علی مسجد کو لشکر چلا اور محمد قلی بیگ نے چنداولی کا اہتمام
اپنے ذمہ لیا اور شادی کی راہ سے شام کے قریب لشکر اپنی منزل مین آیا۔ یہان سے قریب
پہر رات گئے جلالہ گھات مین تاک لگا کے بیٹھا اور افغانون نے جا بجا ہنگامہ برپا
کیا۔ بہت آدمیون کی یہ تجویز تھی کہ صبح کو قلعہ سے باہر جا کر دست برد کرینگے۔
لیکن تکان اور ماندگی کے سبب سے یہ صورت نہ ہوئی۔ دوپہر کو بھگونت داس کا بیٹا
مادھو سنگہ لے کر نمودار ہوا تو یکبارگی دو شتائی پراگندہ ہوئی۔ بعض کی رای یہ تھی

افغانون نے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ سید کمال اسکے چھوٹے بیٹے نے قلعہ داری خوب کی۔ پادشاہ کو
اسکی خبر ہوئی تو اسنے زین خان کوکلتاش کو اس خدمت پر مقرر کر کے روانہ کیا اور حکم دیا
کہ اگر ضرورت پڑے تو راجہ مان سنگہ کسی سردار کو لشکر کے ساتھ کمک کے لئے اور بھیجے
غرہ مہر کو کابل مین مرزا سلیمان اس ارادہ سے آیا کہ پادشاہ کی خدمت مین جاے۔ اس لئے
کنور مان سنگہ اس کی ہمراہ ہوا اور خواجہ شمس الدین خانی کو کابل کا منتظم مقرر کیا۔ جلال آباد کے
نزدیک لالان مین اسکو شدید تپ ہوئی اور سخت بیمار ہو گیا اور سید حامد کے مارے جانے سے یوسفزئی
بہت مغرور ہو گئے وہ کنور مان سنگہ کے اس بے ہنگام قیام سے کچھ اور سخت اور زیادہ
بدمست ہو گئے اور قلعہ بکرام کو چھوڑ کر اور ارادون مین ہوے۔ الوس مہمند و غوریہ خیل نے
پشاور سے تیراہ تک خیبر کی دونو راہون کو سنگ چین کر کے استوار کیا۔ یوسف زئی اور قومون نے
انکے ہنگامہ کو رونق دی۔ تیراہ ایک کوہستان ہے جسکا طول ۳۲ کوس ہے اور عرض ۱۲
کوس ہے مشرق مین پشاور ہے اور مغرب مین میدان ہے اور شمال کی جانب بارہ۔ اور
جنوب مین قندھار۔ اس مین تنگنائین پر نشیب فراز دشوار گذار ہین۔ پادشاہ نے جو سپاہ
بھیجی تھی وہ دیر مین پہنچی اور کنور مان سنگہ اس زمانہ مین بیمار تھا اور ڈیڑھ مہینہ مین تندرست
ہوا تو افغانون نے کفور سے پیکار کا ارادہ کیا۔ ان دنون مین کنور تندرست ہو گیا تھا
اور افغانون کی مالش پر وہ مستعد ہوا اور تین ہزار سوار اور بڑے بڑے ناموران لیکر اس
ارادہ سے چلا کہ ناروان کی راہ سے تیراہ مین آئے اور وہان سے الوس آفریدی کو کہ خیر مایہ
شورش ہے تاخت و تاراج کرے اس راہ سے گروہ شادی سے یکبارگی علی مسجد مین آئے
تاکہ لشکرون سے ملجاے اور راہ کھلجاے جگت سنگہ پسر مان سنگہ درباری زین الدین علی
کہ کابل جانے کا ارادہ رکھتے تھے سید حامد کا قضیہ سنکر ایلغار کر کے بکرام مین آئے مگر راہ بند
تھی اس لئے آگے نہ ٹھیرے نہ بڑھے گو مادھو سنگہ بھی راجہ بھگونت داس کے لشکر کو لیکر
اٹک کے قریب آگیا تھا۔ سیوم دے سنہ ۹۹۵ھ کو بولان سے مان سنگہ جریدہ روانہ ہوا
اور کتل چارچوبہ مین پہنچا۔ یہان گروہ کہ برف سے ڈھکا ہوا تھا اسکے نشیب و فراز کو مشکل سے

آصف خان کوکہ دشت مین تھا اپنے پاس بلا لیا اور سواد کی طرف روانہ ہوا۔ اول ملک
سرے پر دریاے پنجکورہ کے کنارہ پر قلعہ بنایا۔ یوسف زئی نصف اہون کو تنگنا مین گہیا۔ اور پیر
کارزار کے لئے آمادہ ہوئے۔ بادشاہی لشکر کو ایک پوشیدہ راہ مل گئی۔ دہم ذی الحجہ
کو غنیم عید قربان کے جشن مین مصروف تھا کہ بادشاہ کی سپاہ سواد کے عرصۂ دلکشا مین آئی
افغان سراسیمہ ہو کر سنبلون مین گھسے کچھ انمین سے مردانگی سے لڑکر مر گئے۔ بہت سا اسباب
شاہی کو ہاتھ آیا۔ اب افغانون کے دو حصے ہو گئے۔ ایک گروہ ہشت نغری کے کوہ مین چلا گیا۔
دوسرا کہسار مہرہ مین چلا گیا۔ کوکہ انکی تلاش مین ہوا۔ چکدرہ و ملکنڈ اور اور جاؤن مین قلعے
بنائے۔ سرولی کے نزدیک دشت بہار سے متصل ایک حصار بنایا۔ اور کارآگاہ خدمت دوست
جابجا مقرر کئے۔ کہ راہون مین ایمنی ہو اور دشت و کوہ مین پیوند ہو۔ ہر طرف سے تاجرانکی
بازار زیبائی ہوئی۔ ان دنون مین کوہ مہرہ سے محمد عمری و ملک اصغر شیر خانہ کی راہ سے دشت
مین آئے اور قلعہ سرولی کا محاصرہ کیا۔ یہان سے بہت سی سپاہ جلال آباد کی طرف بھیجے گئی
تھی کہ قافلہ کا بدرقہ ہو۔ احمید خان چند آدمیون کو لیکر لڑا اور مارا گیا حمید خان کے بیٹون کی
ہمت نے یاوری نہین کی مگر غنیم قلعہ کو فتح نہ کر سکا اور اپنی اندوختون کو چھوڑ کر بھاگ گیا۔ جب اور
مین کچھ کام نہ رہا تو آصف خان بادشاہ کی درگاہ کی طرف جریدہ ملکنڈ سے چلا۔ چند لوگ
اسکے پیچھے آتے تھے ناگہان انہون نے نقارہ بجایا۔ افغان سراسیمہ ہوے اور بھاگ گئے
اور بہت اسباب اپنا پھینک دیا۔ ابو القاسم نمکین و شیر خان کو سرولی کی پاسبانی کے لئے چھوڑا
وہ اچھی خدمت بجا لائے۔

کالو خان پر باوجودیکہ بادشاہ نے بہت نوازش کی تھی مگر وہ بھاگ کر شورش کیشون
سے جا ملا اور دمغار کے افغانون نے اسکو اپنا سردار بنایا۔ اور کوہ مہرہ کو وہ روانہ ہوے
کوکلتاش کو اسکی اطلاع ہوئی اس نے رات کو سفر کیا۔ ہراول نے نقارہ بجایا بیخبرون نے
آگاہی پا کر پراگندگی مین تگاپو کی۔ اگرچہ کالو خان بھاگ گیا مگر افغانون کے سر تیغ کی غذا ہو
گئے۔ اسی اثنا مین محمد عمر اور ملک اصغر سرولی پر جا چڑھے۔ میر ابو القاسم اور شیر خان آ

کالو خان کا سزا پانا سنہ ۹۹۶

انبار لگائے۔ جس سے لشکر کی خاطر جمعی ہوئی اور ایک نامعلوم راہ سے لشکر بجوڑ مین آیا
کچھہ لڑائی ہوئی بہت سے افغان مارے گئے۔ کچھہ پناہ مانگ کر مطیع ہوئے۔ جلالہ گرفتار
ہونے کو تھا۔ مگر وہ ایک درہ سے جسکا پاسبان اسمٰعیل علیخان تھا نکل کر تیراہ مین چلا
گیا وہ دشت کا تھانہ دار تھا۔ یہان صادق خان بھی تباہ حال ہوا تھا اور
بیوقوفی سے گذرگاہ کو خالی چھوڑا۔ کہ بادشاہ پاس چلا گیا۔ پہلے لکھا ہے کہ صادق خان
ان روشنائیون کو تیراہ سے نکالنے کی خدمت پر مامور ہوا تھا۔ تنگناؤن مین گھسنے کے
اندر پہ دید نہ دیکھی لیکن اور تدبیر سوچی کہ موضع بارہ مین قلعہ بنا کر شاہ بیگ کو سپرد کیا
اور احمد بیگ اور محمد قلی بیگ کو میدان کا نگہبان بنایا اسی طرح جا بجا کارآگاہون کو
مقرر کیا لشکر شاہی نے تاخت و تاراج کرکے آذوقہ کی گرانی کا علاج کیا۔ صادق
نے زبان سے دلاسا اور ہاتھ سے روپیہ دینا شروع کیا۔ الوس آفریدی اور اورکزئی کو
کہ روشنائی افغانون کی پناہ تھے مطیع کیا۔ ربیع کی کشت وکار بادشاہی لشکر کے ہاتھ
مین آئی۔ خریف کو بونے نہ دیا۔ ملا ابراہیم کو جسکو جلالہ اپنا باپ سمجھتا تھا گرفتار کرلیا۔ جلالہ
کو اپنے ہمراہیون پر اعتبار نہ رہا۔ ہر روز ایک قبیلہ مین جاتا تھا اور ناکام واپس آتا تھا
وہ راہ کان کرم سے نوران کی طرف دوڑا۔ ۲ مہر کو افغانون نے اسکا زن وزاد لشکر کے
حوالہ کیا۔ آفریدی اور اورکزئی نے قول دیکر راہ خیبر کی امینی کو اپنے ذمے لیا۔

روشنائیون کا آوارہ ہونا۔

بادشاہی لشکر پھر آیا۔
جب زین خان کوکہ بجوڑ مین آیا تو اسنے چند قلعے بنائے۔ افغان تنگناؤن
مین گھس بیٹھے۔ رات کو باہر آتے۔ غلہ کاٹتے اور لے جاتے۔ کوکہ نے اپنی دانشمندی سے مقرر کیا کہ
ہر درہ مین ابتدائے شب مین سپاہ کا ایک گروہ جائے۔ دامنہ کوہ مین گھات لگائے
بیٹھا رہے اور آدھی رات کو اسکی جگہہ دوسرا گروہ جائے۔ جب افغان غلہ کاٹنے آتے
تو بادشاہی سپاہ آگے پیچھے پہنچکر انکو خوب سزا دیتی۔ آٹھہ مہینے تک اس طرح لڑائی رہی آخر
تو انھون نے عاجز ہوکر اطاعت اختیار کی۔ کوکلتاش نے سواد کی مہم کا ارادہ کیا جگناتھ

[illegible]